تنبیہ الغافلین
فقیہ ابو اللیث سمرقندیؒ
مکمل دو حصے
مترجم
محمد شریف نقشبندی
شمع بک ایجنسی
اولمپک پلازہ، الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

تنبیہ الغافلین

مکمل دو حصے

فقیہ ابو اللیث سمرقندیؒ

ابو الطیب محمد شریف عارف نوری قادری رضوی

شمع بک ایجنسی

اولمپک پلازہ، الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

نام کتاب تنبیہ الغافلین
مصنف ابو اللیث سمرقندی
مترجم عارف نوری
تعداد ایک ہزار
سن اشاعت ۱۹۹۹ء
ناشر شمع بک ایجنسی
اولمپک پلازہ الکریم مارکیٹ
اُردو بازار لاہور
قیمت ۲۲۵/- روپے

فہرست مضامین

حصّہ اول

فہرست مضامین

حصّہ دوم

دیباچہ مصنّف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

ہر تعریف اللہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین کے لیے ہے جس نے ہمیں اپنی کتاب کے ذریعہ سے ہدایت عطا کی اور اپنے حبیب لبیب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے صدقہ میں تمام اُمم پر فضیلت عطا فرمائی۔ ہم اس کی ایسی حمد کریں جو اس کی رضاء کو جو ہمیں مرغوب ہے کھینچ لائے اور اس کے مخزون عطیات سے بھیگ مانگ سکے اور ہمیں اس کی نعمتوں پر شاکر بنا دے اور اس کے اولیاء اور اس کی نعماء کا ہمیں عارف بنا دے۔

اور صلوٰۃ وسلام حضور پرُنور شافع یوم النشور احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ والثناء کی ذاتِ گرامی پر جو اللہ عزّوجل سبحانہٗ تبارک وتعالیٰ کے مقرب ومعظم رسول اور برگزیدہ نبی ہیں اور آپ کی پاکیزہ آل وعزت پر اور آپ کے سب صحابہ کرام اور ساری امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء پر۔

فقیہہ زاہد عالم باعمل نصر بن محمد بن ابراہیم السمرقندی علیہ الرحمۃ نے بیان کیا کہ جب میں نے دیکھا کہ جس شخص کو اللہ عزّوجل نے ادب ومعرفت اور علم کا کچھ حصہ نصیب فرمایا ہو اس کے ذمہ حکم ومواعظ میں نظر کرنا اور سلف صالحین اور ذاتِ باری تعالیٰ عزّوجل کے لیے سعی وکوشش کرنے والے حضرات کی سیرت سے آشنائی حاصل کرنا لازم وملزوم ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے:

"اپنے پروردگار کی راہ کی طرف اچھی تدبیر ونصیحت سے بلاؤ اور جھگڑا ان سے۔"

جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کی ہوئی حدیث میں ہے کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھار بذریعہ وعظ ہماری محافظت فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے دل اُچاٹ نہ ہو جائیں۔

میں نے اپنی کتاب میں ایسی ہی حکمت ونصیحت کی باتیں جمع کی ہیں جو قاری کے لیے شافی ہوں

گی اور قارئین کے لیے میری یہ وصیت ہے کہ وہ اِسے پڑھتے وقت سب سے قبل اپنے لیے غور و فکر کرے اور پھر دوسروں کے بارے میں سوچے۔ جیسا کہ عزّوجل تبارک و تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے اور اس کے مطابق ایک حدیث بھی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے:

كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ تم اللہ عزّوجل کے ہو جاؤ اس لیے کہ تم کتاب کا علم دیتے ہو۔

بعض مفسرین نے اس کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم لوگوں کو اللہ عزّوجل کی کتاب سکھاتے پڑھاتے ہو خود بھی اس پر عمل کرو۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے:

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ اللہ عزّوجل کے بندوں میں سے صرف علماء ہی ڈرتے ہیں۔

اللہ عزّوجل تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنذِرْ اے چادر اوڑھنے والے اُٹھ اور اُٹھ کر لوگوں کو ڈرا۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے:

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ اے پیارے حبیب آپ نصیحت کرتے رہیئے کیونکہ نصیحت کرنا مومنین کو فائدہ دیتا ہے۔

حضور سید عالم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک لمحہ کی فکر ایک برس کی عبادت سے بہتر ہے، اور جس نے حکمت و نصیحت میں غور و فکر کرنے اور اسلاف کی سیرت سے پہلوتہی کی تو اس کے دو خصائل میں سے ایک خصلت ضروری ہوگی یا تو وہ کم عمل پر توکل کر کے یہ خیال کرے گا کہ وہ بھلائی کی طرف پیشقدمی کرنے والوں میں شامل ہے یا وہ اپنے معمولی سے مجاہدے کو اپنی نظر میں بڑا جان لے گا جس کے سبب وہ اپنے آپ کو دوسروں سے برتر سمجھے گا جس سے اسکی محنت رائیگاں اور اس کا عمل اکارت ہو جائیگا لیکن اگر اس حکم و مواعظ اور سیرت سلف پر نظر کرے گا تو طاعات کی حرص میں اضافہ ہوگا اور جن درجات و مراتب کو یہ اکابر پہنچے ان سے خود کو قاصر پائے گا۔ لہٰذا ہم بارگاہِ خداوندی میں سوال کرتے ہیں کہ ہمیں پاکیزہ ترین اعمال اور عظیم ترین برکات کی توفیق ارزانی فرمائے۔ بیشک وہ بہت بڑا محسن اور کمال قدرت والا ہے۔

اِظہارِ تشکّر

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امّا بعد

بندۂ عاجز و احقر ابو الطیب محمّد شریف عارف نوری قادری رضوی مصطفائی عرض پرداز ہے کہ میں نے اُستاذی المکرم الحاج المفتی الحافظ محمّد نواب الدین نقشبندی جماعتی رضوی، پیر طریقت رہبر شریعت اعجاز ہادی سید غلام رسول شاہ خاکی، پیر طریقت رہبر شریعت حضرت مولانا محمد اول شاہ صاحب قادری رضوی چشتی جہانگیری، پیر طریقت رہبر شریعت فقیر سلطانی حکیم محمد شریف صاحب سروری قادری، پروفیسر محمد شریف سروری قادری نوری کی نظرِ عنایت سے فیض حاصل کیا۔ میں ان کا ہمیشہ ممنون رہوں گا۔

طالبِ دُعا

عارف نوری

تعارفِ اوّل

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم
اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہر تعریف اللہ عزّ و جل تبارک و تعالیٰ کے لیے ہے جو اللہ ربّ العالمین مالک یوم الدین ہے۔ پھر درُود لامحدُود حضور پُر نُور شافعِ یوم النشور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لیے ہے جو اللہ عزّ وجل کے طالب و مطلوب ہیں اور ساری خدائی کے لیے رحمت ہیں۔ پھر رحمت و برکات حضور نبی غیب داں صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صحابۂ کبار کے لیے ہے جو بعد از انبیاء افضل و اعلیٰ ہیں۔ پھر اولیائے رحمٰن جن کو اللہ رحیم و کریم نے اپنے بندوں میں سے چُن لیا ہے ان پر اللہ کی رحمتیں ہوں۔

حضرت فقیہہ ابُواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چوتھی صدی ہجری کے جلیل القدر فقیہہ اور عظیم الشان محدّث گزرے ہیں۔ آپ کا نام نامی اسم گرامی الشیخ نصر بن محمّد بن احمد بن ابراہیم تھا۔ آپ کی کنیت ابوالیث تھی۔ سمرقند آپ کا وطن تھا۔ آپ کنیت اور وطنِ مالُوف کی نسبت سے فقیہہ ابوللیث سمرقندی کے نام سے معروف ہُوتے۔

آپ نے فقہی علوم کی تکمیل اپنے والد بزرگوار اور حضرت ابُو جعفر ہندوانی سے کی۔ آپ امام محمد۔ امام وکیع۔ عبد اللہ بن مُبارک کی کتب کے حافظ تھے علاوہ ازیں امام ابُو یوسف کی کتاب امالی کے بھی آپ حافظ تھے۔ آپ جس طرح فقہ و حدیث میں یگانہ روزگار تھے اسی طرح زُہد و تقویٰ میں بلند مرتبہ تھے۔ آپ کو علماء بلخ و بخارا اور سمرقند امام الھدیٰ کے نام سے یاد کیا کرتے تھے۔ اسماء الرجال کی کتابوں میں آپ کو امام الھدیٰ کے نام سے رقسم کیا گیا ہے۔

آپ کا خاص مشغلہ درس و تدریس اور تقریر و تحریر تھا۔ آپ نے بے شمار جیدّ علماء و فضلاء سے اکتساب علم کیا۔ قاضی خان اور دُوسرے مُفتیانِ دین نے

آپ کے فتوے نقل کیے ہیں۔ آپ بادشاہوں اور امراء کے پاس جانا ناپسند کرتے تھے۔ آپ ایک لاکھ حدیث کے حافظ تھے جبکہ آپ کو دس ہزار احادیث غیر مکرر حفظ تھیں۔

حضرت سہل بن بشر کا قول ہے کہ میں نے ابواللیث کی زبانی سنا ہے کہ مجھے دس ہزار احادیث غیر مکرر یاد ہیں۔

حضرت محمد بن یزید کا قول ہے کہ میں نے ابواللیث کو عبدان کے ساتھ ان کی مسند پر بیٹھے ہوئے دیکھا اور عبدان آپ کی جلالت بیان کر رہے ہیں۔ آپ نے بہت عظیم کتب تحریر فرمائی ہیں جن میں سرفہرست مندرجہ ذیل کتب ہیں:

(۱) بستان العارفین (۲) تفسیر القرآن (۳) تنبیہ الغافلین (۴) حصر المسائل فی الفروع (۵) خزانۃ الفقہ (۶) دقائق الاخبار فی ذکر الجنۃ والنار (۷) شرح جامع الصغیر للشیبانی فی الفروع (۸) عیون المسائل (۹) الفتاوی (۱۰) مبسوط فی الفروع (۱۱) مختلف الروایہ فی مسائل الخلاف (۱۲) مقدمہ فی الفقہ (۱۳) نوادر الفقہ (۱۴) النوازل فی الفروع وغیرہ۔

صاحب الجواہر لکھتے ہیں کہ فقیہ ابواللیث سمرقندی امام الھدیٰ نے علم فقہ ابوجعفر ہندوانی سے حاصل کیا۔

حضرت مولانا لکھنوی لکھتے ہیں کہ فقیہ ابواللیث سمرقندی نے ابوجعفر ہندوانی سے تعلیم حاصل کی اور ابوالقاسم صفار کے شاگرد تھے۔ وہ نصیر بن یحییٰ کے شاگرد تھے۔ وہ محمد بن سماعہ کے شاگرد تھے۔ وہ امام ابویوسف کے شاگرد تھے۔

حضرت حاجی خلیفہ لکھتے ہیں کہ تنبیہ الغافلین پند و نصائح پر فقیہ ابواللیث سمرقندی کی کتاب ہے جو نہایت دیدہ زیب۔ اپنی نوعیت کا عظیم مرقع ہے۔ لہو ولعب سے پاک ہے۔ قرآن وحدیث سے مزین ہے۔ نادر و نایاب تحفہ ہے۔ اہل علم کے لیے بیش بہا سرمایہ ہے۔ فقہاء کے لیے غذائے روح ہے۔ اس کا ہر گھر میں ہونا ایک عظیم سعادت ہے۔

حکیم محمد شریف سرسری قادری شیخوپورہ

تعارفِ مترجم

حضرت مولانا ابو الطیب محمد شریف عارف نوری رضوی مصطفائی زید مجدہم کا نام نامی اسمِ گرامی محمد شریف، کنیت ابو الطیب اور تخلص عارف نوری ہے۔ آپ کے والد گرامی کا نام چوہدری محمد بوٹا ہے۔ آپ عقیدتاً سُنّی مسلکاً حنفی اور مشرباً قادری رضوی مصطفائی ہیں۔

آپ میرو وال ضلع شیخوپورہ میں چوہدری محمد بوٹا کمبوہ کے گھر ۱۹۴۶ئہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد صحیح العقیدہ سُنّی حنفی بریلوی تھے۔ آپ کے والد گرامی کھیتی باڑی کرتے تھے مگر کمبوہ برادری میں معزز گھرانہ سمجھے جاتے تھے، نہایت سادہ مزاج، ہنس مکھ اور دیدہ ور آدمی تھے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں ہی سے حاصل کی۔ پھر حضرت مولانا الحاج مفتی محمد نواب الدین علی پوری نقشبندی مجددی جماعتی سے عربی فارسی کی کچھ کتب پڑھیں۔ آپ کمبوہ برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔ اپنی برادری میں بھی نامور شخص ہیں۔ آپ تصنیف و تالیف میں یکتائے روزگار ہیں۔ آپ نے تقریباً ایک سو کتب لکھی ہیں جن میں سے نصف کے قریب حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کے تراجم ہیں۔ ان میں کشف المحجوب، کیمیائے سعادت، تنبیہ الغافلین اور شرح فتوح الغیب بھی شامل ہیں۔

حضرت مولانا محمد شریف عارف نوری قادری رضوی مصطفائی نسبت سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کے پیر و مرشد شاہِ اقلیم اعجاز ہادی سیّدنا سیّد غلام رسول شاہ خاکی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو اپنے وقت کے غوث و قطب گزرے ہیں۔ آپ کے پیر و مرشد حسنی حسینی سیّد ہیں۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت غوث الورای محبوب

سُبحانی قطبِ ربّانی شہبازِ لامکانی شیخ سیّد عبد القادر جیلانی قدس سرہ النورانی کی اولاد سے ہیں۔ آپ کے مرید قریہ قریہ موجود ہیں۔ آپ کا چالیس سالہ دَور مجذوبیت کا تھا۔ آپ جیّد عالم، فقیہ، مجتہد صاحبِ شریعت و طریقت بزرگ تھے۔ آپ پَیدائشی ولی اللہ تھے۔ زمانہ آپ کی عظمت کا قائل ہے۔ آپ کے پیرو مرشد نے ایک سو ساٹھ سال کی عُمر میں وصال فرمایا۔ آپ عقیدۃً سُنّی مسلکاً حنفی اور مشرباً قادری نقشبندی چشتی سہروردی اور نسلاً قادری سروری جیلانی تھے۔ آپ حضرت شاہ حسن پشاوری اور حضرت شاہ محمّد غوث قادری لاہوری کے خاندان سے تھے۔ آپ سلسلہ طریقت میں غوثِ الامّت خواجہ محمّد قاسم موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔ آپ ہر وقت فنافی الذات رہتے تھے۔ سالک مجذوب اور مجذوب سالک۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت شیرِ خُدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔

حضرت مولانا محمّد شریف عارف نوری درویش طبع آدمی ہیں۔ عہدِ حاضر کی مولویت سے نالاں ہیں۔ محنت مزدوری کر کے بچّوں کا پیٹ پالتے ہیں۔ آپ اپنے پیرو مُرشد کے خلیفہ مجاز بھی ہیں۔ آپ نے عربی فارسی سے بیش بہا اُردو تراجم کیے ہیں۔ آپ اپنے انداز کے خطِ نسخ اور خطِ نستعلیق کے اعلیٰ درجہ کے خوشنویس بھی ہیں۔

نسخہ کیمیا "تنبیہ الغافلین" پیشِ نظر ہے جو اپنی مثال آپ ہے۔ نہایت درجہ سلیس اور رواں دواں ترجمہ ہے۔ جس کے پڑھنے سے دل میں نور اور سینے میں سرور آجاتا ہے۔ نہایت آسان پیرایہ استعمال کیا گیا ہے۔ میری دُعا ہے کہ اللہ عزّوجل تبارک و تعالیٰ آپ کے علم و فضل میں برکت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ طٰہٰ یٰسین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

حکیم محمّد جاوید قادری سروری شیخوپورہ

مارچ ۱۹۹۹ء

انتساب

بصد عجز و نیاز

رہبرِ شریعت و طریقت ، معدنِ معرفت ،

سیّاحِ لاہوت ، عالی قدر ، والا مرتبت ،

سیدی و مرشدی مولائی و ملجائی ،

سیّدنا سیّد غلام رسول شاہ خاکی نور اللہ مرقدہٗ

کی

خدمتِ اقدس میں نذرِ پُر خلوص

گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف

ذرّہ بے مقدار
عارف نوری

باب اوّل

اخلاص کا اظہار

اہمیت و افادیت میں رازِ الٰہی

فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت محمد بن لبید صحابی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حدیث بیان کی کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے لیے جس چیز کا ڈر رکھتا ہوں وہ چھوٹا شرک ہے۔ بارگاہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیا گیا یارسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چھوٹا شرک کسے کہتے ہیں۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا چھوٹا شرک ریا یعنی دکھاوا کو کہتے ہیں۔ اللہ رب العالمین جلّ مجدہ الکریم عزوجل اپنے بندوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیتے وقت فرمائے گا کہ تم ان لوگوں کے پاس جاؤ جن لوگوں کو تم اعمال دکھانے کے لیے کرتے تھے۔ توجہ طلب بات یہ ہے کہ کیا تم ان لوگوں سے بھلائی حاصل کر سکتے ہو۔ فقیہہ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے کہ یہ ان سے اس لیے کہا جائے گا کہ ان کا عمل دنیا میں صرف فریب تھا اور اسی فریب کے سبب آخرت میں ان سے ایسا سلوک کیا جائے گا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۔ "تحقیق منافق لوگ اللہ عزوجل سے فریب کرتے ہیں اور اللہ ان سے تدبیر کرتا ہے"

یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ عزّوجل انہیں ان کے فریب کا بدلہ دیتا ہے اور ان کے اعمال کا اجر مٹا دیتا ہے اور ان سے کہا جائے گا کہ تم ان کے پاس جاؤ جن کے لیے یہ اعمال کیے تھے میرے ہاں تمہارے اعمال کا کوئی بدلہ نہیں ہے کیونکہ تمہارے اعمال رضائے الٰہی کے لیے نہیں تھے۔ یاد رہے کہ بندہ اُجر کا حقدار اس وقت ہوتا ہے جبکہ اس کے اعمال خاص طور پر اللہ کی رضا کے لیے ہوں۔ اور جب اس کی نیت کسی دوسرے کے لیے ہو تو اللہ عزوجل اس سے بَری ہو جاتا ہے۔

اعمال کی حقیقت منیفہ کا اظہار

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے :۔

"میں شرکت کرنے والوں کی شرکت سے بے نیاز ہوں ۔ اور اس عمل کی بھی پرواہ نہیں رکھتا جس میں کسی دوسرے کی شرکت ہو۔"

نیز ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے کہ :۔

"جو شخص اپنے عمل میں میرے سوا (اللہ تعالیٰ) کے کسی دوسرے کو شریک کرے گا تو میں اس کے اس عمل سے بری ہوں ۔"

مندرجہ ذیل حدیث اس بات پر حجت ہے کہ اللہ عزوجل سبحانہ تبارک و تعالیٰ ایسے عمل کو قبول نہیں کرتا جو خاص طور پر اللہ عزوجل کی رضا کے لیے نہ ہو ۔ یعنی جو عمل درحقیقت اللہ عزوجل کے لیے نہ ہو وہ بارگاہِ خداوندی میں قبول نہیں ہوگا اور نہ ہی عقبیٰ میں اس کے لیے کوئی اجر و ثواب ہوگا ۔ بلکہ اس کا انجام دوزخ ہوگا ۔ اس پر حجت و برہان ارشاد باری تعالیٰ عزوجل یہ ہے کہ :۔

"جو شخص دنیا میں طلب کرتا ہے تو ہم اسے دنیا میں ہی جس قدر چاہتے ہیں دے دیتے ہیں اور اس کے لیے عقبیٰ میں کوئی حصہ نہیں ہے ۔ ایسے شخص کے لیے ہم ارادہ ہلاکت رکھتے ہیں ۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے کہ :۔

"جو شخص اس بات کا طالب ہے کہ ہم اسے اپنی مرضی سے نہیں، بلکہ اس کی مرضی سے دیں تو ایسے آدمی کو عقبیٰ کے دن بہت زیادہ مذموم حالت میں دوزخ میں ڈالا جائے گا اور وہ شخص اپنی نفسانی خواہشات کے تحت اللہ عزوجل کی رحمت سے بعید ہو گا ۔

اعمال کی مقبولیت میں راز خداوندی | جاننا چاہیئے کہ جو شخص عقبیٰ میں اجر کا خواہش مند ہے اور بہتر آخرت کے لیے خاص طور پر اللہ عزوجل کے لیے نیک اعمال کی کوشش کرتا ہے وہ شخص مومن ہے

کے بغیر عمل نامقبول ہے۔ یعنی ایسے لوگ جو دنیا کے دکھاوے کے لیے عمل نہیں کرتے تو ایسے لوگوں کی سعی مشکور اور عمل مقبول ہو گا۔ یعنی ہم دنیا میں ہر دو قسم کے لوگوں یعنی مسلمان اور کافر کی استعانت کرتے رہتے ہیں۔ یہ اللہ عزوجل کی بے نیازی ہے۔

الحاصل کلام در حقیقت مدام

مطلب یہ ہے کہ مومن ہو یا کافر ہو۔ نیک ہو یا بد ہو۔ اللہ عزوجل سب کو رزق دیتا ہے۔ الغرض اللہ عزوجل نے اس آیۂ کریمہ سے اس بات کا اظہار فرما دیا کہ جس کے عمل خاص طور پر اللہ عزوجل کے لیے نہیں ہوں گے اسے عقبیٰ میں کوئی بدلہ نہیں دیا جائے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہو گا اور جس کے اعمال اللہ عزوجل کی رضا کے لیے ہوں گے وہ مقبول و منظور ہونگے جیسا کہ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کی ہوئی اس حدیث میں ہے کہ بکثرت روزہ رکھنے والے ایسے ہوں گے جن کو ان کے روزہ سے بھوک اور پیاس کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا اور بکثرت رات کو قیام کرنے والے ایسے ہیں جنہیں اس قیام سے سوائے جاگنے اور تھکن کے کچھ نہیں ملتا۔ یعنی صوم و صلوٰۃ رضائے الٰہی کے لیے نہ ہو تو انھیں اس کا بدلہ نہیں ملتا جیسا کہ کچھ دانشوروں سے روایت ہے ان کا قول ہے کہ دکھاوے کی عبادت کرنیوالے کی مثال ایسی ہے جس طرح کہ کوئی شخص بازار جا رہا ہو مگر اس کی جیب ٹھیکریوں سے بھرپور ہو اور دیکھنے والا کہے گا کہ اس کی جیب کس قدر بھرپور ہے مگر اس کے لیے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ بجز ان لوگوں کی گفت و شنید کے۔ اور اگر وہ کوئی چیز خرید کرنے کا قصد کرے تو اسے ٹھیکریوں کے عوض کوئی چیز حاصل نہیں ہو گی۔ اسی طرح جو عمل ریاکاری اور سنانے کے لیے کیا گیا ہو وہ نفع بخش نہ ہو گا اور نہ ہی عقبیٰ میں اسے کوئی اجر ملے گا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے کہ:۔

وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنثُورًا

"اور ہم ان کے اعمال کی طرف متوجہ ہوں گے تو ان کو بکھری ہوئی دھول کی طرح کر دیں گے۔"

یعنی وہ اعمال جو خاص طور پر اللہ عزوجل سبحانہ تبارک و تعالیٰ کی رضا کے لیے نہیں کیے گئے ہوں گے ہم ان کے اجر کو مٹا دیں گے اور اس کے اعمال کو بکھری ہوئی دھول بنا دیں گے وہ دھول

جو آفتاب کی شعاعوں میں دکھائی دیتی ہے۔

مسئلہ رجا کی اہمیت و افادیت

حضرت مجاہد نے روایت کیا کہ ایک شخص حضور رسید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ پناہ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کر در حقیقت اللہ عزوجل کی رضا کے لیے صدقہ کرتا ہوں اور میری خواہش یہ ہے کہ آپ مجھے کوئی بہتر بات بتائیں تو یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ :۔

"جو شخص اللہ عزوجل سبحانہٗ تبارک و تعالیٰ سے ملاقات کا خواہشمند ہو الخ"

یعنی جو شخص محشر کے دن سے خوف رکھتا ہو یا بارگاہ خداوندی سے ثواب و اجر کا خواہشمند ہو تو وہ نیک عمل کرے اور عبادت الٰہی میں کسی کو شریک نہ کرے۔

ایک دانا کا قول ہے کہ :۔

"جس شخص نے سات اعمال سات چیزوں کے بغیر کیے وہ اپنے اعمال سے نفع حاصل نہیں کر سکتا"

پہلی چیز پہلی چیز یہ کہ اس نے خوف سے عمل کیا مگر وہ خائف نہ ہوا۔ یعنی اس کا قول ہے کہ میں اللہ کے عذاب کی وجہ سے خائف ہوں مگر وہ گناہوں سے خائف نہیں ہوتا تو ایسے شخص کا یہ قول اس لیے نافع و سود مند نہیں ہو گا۔

دوسری چیز دوسری چیز یہ کہ وہ اُمید پر عمل کرے مگر طلب نہ کرے۔ یعنی اس کا قول یہ ہے کہ میں اللہ عزوجل سے اجر و ثواب کا خواہشمند ہوں مگر نیک اعمال سے اس کو طلب نہ کرے تو اس کا یہ قول بھی اس کے لیے نفع بخش نہ ہو گا۔

تیسری چیز تیسری چیز یہ کہ وہ صالح عمل کی نیت تو کرتا ہے کہ میں عبادات و خیرات کروں گا۔ مگر اس پر وہ عمل کرنے کی نیت نہیں کرتا۔ تو ایسے شخص کو اس کی نیت اور ارادہ سے کوئی نفع نہیں ہو گا۔

چوتھی چیز چوتھی چیز یہ کہ وہ سوائے مجاہدہ کے دُعا کرے یعنی بارگاہ خداوندی میں بد دُعا تو

کرے کہ اللہ عزوجل اسے بھلائی کی عنایات سے نوازے لیکن سعی و کوشش نہ کرے۔ تو ایسی دُعا بھی اس کے لیے نافع نہ ہوگی۔ اس پر لازم ہے کہ وہ سعی و کوشش کرے تاکہ اللہ عزوجل سبحانہٗ تبارک و تعالیٰ اسے عنایات سے نوازے۔ جیساکہ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے کہ:۔

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ

"جو لوگ ہماری راہ میں کوشش و سعی کرتے ہیں تو ہم اسے اپنی راہ دکھاتے ہیں تحقیق اللہ عزوجل محسنین کے ہمراہ ہے۔"

یعنی وہ لوگ جو اللہ عزوجل سبحانہٗ، تبارک و تعالیٰ کے دین اور اطاعت میں سعی و کوشش کرتے ہیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ انھیں اس عنایت سے نوازتے ہیں۔

پانچویں چیز بغیر ندامت کے استغفار کرنا۔ یعنی کہے تو یہ اے میرے رب تو میری مغفرت فرما لیکن اسے اپنے گناہوں پر شرمندگی نہ ہو۔ تو ندامت کے بغیر صرف استغفار اسے فائدہ نہ دے گا۔

چھٹی چیز ظاہر میں لگا رہنا اور باطن کا خیال نہ کرنا۔ یعنی اپنے اعمال کی ظاہری اصلاح تو کرے مگر باطنی شرائط کو فراموش کردے تو یہ ظاہر اس کے لیے سودمند نہ ہوگا۔

ساتویں چیز اخلاص کے بغیر عمل میں محنت کرنا۔ یعنی وہ طاعات میں مجاہدہ تو کرے لیکن اس کا عمل خاص طور پر رضائے الٰہی کے لیے نہ ہو تو اخلاص کے بغیر عمل اس کے لیے سودمند نہ ہوگا۔ اور یہ اس کا اپنے نفس کے لیے فریب اور دھوکا ہوگا۔

فرمانِ نبوی زمانۂ آخرت کی روداد

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیّد الرسل امام السبل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ:۔

"زمانۂ آخرت میں ایسی قومیں اظہار پذیر ہوں گی جو دنیا کے پیچھے گھوڑوں کی طرح دوڑیں گی۔"

پھر دوسری روایت میں ہے کہ:۔

"زمانہ" آخرت میں ایسی قومیں ہونگی جو دین کے عوض دنیا کو حاصل کریں گی۔

پھر تیسری روایت میں ہے کہ:۔

"آخرت زمانہ میں ایسی قومیں اظہار پذیر ہوں گی جو دنیا پر جھپٹیں گی ان جیسا لباس پہنیں گی۔ ان کی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہوں گی مگر ان کے دل بھیڑیئے کی طرح ہوں گے۔"

اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ فرمائے گا کہ تمھارے ساتھ فریب ہوا ہے یا تم اپنی بہادری کے درپے ہو یا خوف وہراس کے بغیر خود کو جرأت مند گردانتے ہو۔ مجھے اپنی ذات کی قسم میں انھیں ایسے فتنہ میں گرفتار کردوں گا کہ دانشور لوگ بھی ششدر رہ جائیں گے۔

سعادت وشقاوت کے اظہار پر صلہ کا حصول

حضرت ابوصالح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور سیّد عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارہِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی عمل کرتا ہوں تو اسے پوشیدہ رکھتا ہوں لیکن لوگوں کو اس کا علم ہوجاتا ہے اور میں حیران ہوجاتا ہوں۔ کیا اس عمل پر مجھے کوئی بدلہ ملے گا۔ حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصّلوٰۃ والتسلیمات نے نے فرمایا اس کو پوشیدہ رکھنے کا اَجر بھی حاصل ہوگا اور اس کے اظہار کا بھی بدلہ ملے گا۔ فقیہہ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ جو اس کے عمل پر عمل پیرا ہوا اور اس نے اس عمل پر عمل بھی کیا تو اس کے لیے دوگنا اَجر ہے۔ ایک تو اس کے اپنے عمل کا اور دوسرا لوگوں کا اس پر عمل پیرا ہونے کا۔ جیسا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ:۔

"جس نے بہتر عمل کی اصل قائم کی تو اسے اس کا بدلہ دیا جائے گا اور ان لوگوں کے عمل کا بھی کہ جن لوگوں نے اس کو عمل کو کیا۔ اور جس شخص نے کسی بُرے عمل کی اصل قائم کی تو وہ گناہ میں گرفتار کیا جائے گا۔ اور ان لوگوں کی بُرائی کا بھی جو اس پر عمل پیرا ہوئے قیامت تک۔ اور اگر اس نے اپنے عمل کے ظہور پر خوشی کی نہ اس پر کہ لوگ اس کے اس عمل پر عمل پیرا ہیں تو اسے اپنے اَجر دبدلہ کے باطل ہوجانے سے خائف ہونا چاہیئے۔"

عمل کے غیر مقبول ہونے کا ثمرہ

حضرت ابی حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیّد العالمین شفیع المذنبین احمد مجتبیٰ

حضرت محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ:۔
فرشتے اللہ تبارک وتعالیٰ سبحانہ، کے کسی بندے کے عمل کو لے کر اوپر کی جانب جاتے ہیں تو اس کی کثرت وپاکیزگی کا تذکرہ کرتے ہیں حتیٰ کہ وہ اللہ عزوجل کی منظور کی ہوئی رفعت تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں تو اللہ عزوجل وحی کے ذریعہ ملائکہ سے فرماتے ہیں کہ بیشک تم میرے اس بندے کے عمل کی حفاظت کرنے والے ہو مگر میرے اس بندے کے دل میں جو کچھ تھا اس کا مجھے ہی علم ہے یہ اپنے عمل میں میرے لیے مخلص نہیں تھا پس اس کا نام سجین کے رہنے والوں میں سے لکھ دو۔ میرے فرشتے میرے دوسرے بندے کے عمل کو لے کر جاتے ہیں اور اسے کمتر اور حقیر سمجھتے ہیں حتیٰ کہ وہ اللہ عزوجل کی منظور کی ہوئی بلندی تک جاتے ہیں تو اللہ عزوجل وحی کے ذریعہ ان سے فرماتا ہے کہ بیشک تم میرے اس بندے کے عمل کی حفاظت کرنے والے ہو لیکن میں اس کے دل کے ارادے کا علم رکھتا ہوں یہ اپنے عمل میں میرے لیے مخلص نہیں تھا اس لیے اس کا نام علیین کے مکینوں میں رقم کر دو۔ یہ حدیث اس اَمر کی حجّت و برہان ہے کہ معمولی سا عمل جو خاص طور پر اللہ عزوجل کی رضا کے لیے ہو وہ اس بڑے عمل سے بہتر ہے جو خاص طور پر رضائے الٰہی کے لیے نہ ہو۔ اس لیے کہ جو قلیل عمل صرف رضائے باری تعالیٰ اللہ عزوجل کے لیے ہو تو اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ سبحانہٗ اپنے فضل وکرم سے اس کا اَجر و ثواب بڑھا دیتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے کہ :۔
" اگر تیری ایک نیکی ہوگی تو ہم اسے بڑھا دیں گے اور ہم اسے بہت بڑا اَجر و ثواب اور بدلہ عنایت فرمائیں گے اور وہ بڑا عمل جو خاص طور پر اللہ عزوجل کی رضا کے لیے نہ ہوگا تو اس کے لیے کسی قسم کا بدلہ اور اَجر و ثواب نہ ہوگا اور اس کا انجام دوزخ ہوگا"۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا حدیث سنانا

فقیہ علیہ الرحمت کا فرمان ہے کہ فقہاء کے ایک گروہ نے اپنی سند سے مجھے بتایا

کہ سمیرا صبحی کا بیان ہے کہ جب وہ مدینہ منورہ شریف میں داخل ہوا تو وہاں ایک شخص کے پاس لوگوں کو اجتماع کی صورت میں دیکھا میں نے کہا یہ کیسا اجتماع ہے۔ لوگوں نے کہا یہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں ان کے قریب گیا اور وہ لوگوں کو حدیث سنا رہے تھے۔ جب انہوں نے سکوت فرمایا تو میں نے انھیں علیحدگی میں کہا کہ آپ نے خود حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے اور حفظ کیا ہے آپ نے فرمایا بیٹھ جایئے میں تمھیں وہ حدیث سناؤں جو آپ نے ارشاد فرمائی ہے۔ اس وقت ہم دونوں ہی تھے تیسرا کوئی نہیں تھا۔ پھر ایک چیخ ماری اور بیہوش ہو کر گر گئے۔ کچھ دیر افاقہ ہوا اور اپنا چہرہ مسلا پھر فرمایا کہ جو حدیث میں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت کی ہے ضرور سناؤں گا جو آپ نے مجھے ارشاد فرمائی تھی۔ پھر چیخ ماری اور کچھ دیر تک بیہوشی کے عالم میں رہے۔ پھر افاقہ ہوا اور اپنے چہرہ کو مسلا۔ پھر فرمایا کہ تمھیں وہ حدیث ضرور سناؤں گا جو آپ نے مجھے ارشاد فرمائی ہے۔ پھر چیخ ماری اور کافی دیر تک بیہوش کا دور دورہ رہا۔ پھر افاقہ ہوا اور اپنے چہرہ کو مسلا اور فرمایا مجھے حضور رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:

"جب محشر کے روز اللہ عزوجل اپنی مخلوق کے مابین فیصلہ فرمائیں گے تو وہاں تمام اُمتیں گھٹنوں کے بل بیٹھی ہوں گی تو سب سے پہلے جس شخص کو بلایا جائے گا وہ قرآن کا حافظ ہوگا اور دوسرا شخص وہ ہوگا جو اللہ عزوجل کی راہ میں شہادت پا چکا ہوگا اور ایک صاحبِ ثروت ہوگا۔ تو اللہ عزوجل حافظ قرآن سے فرمائے گا کیا میں نے تجھے اس کا علم نہیں دیا تھا جو میں نے اپنے پیغمبروں اور رسولوں پر نازل کیا تھا۔ تو وہ بارگاہ الٰہی میں عرض کرے گا۔ ہاں میرے پروردگار۔ پھر ارشاد ہوگا کہ تو نے اس علم کے مطابق کیا عمل کیا۔ بندہ بارگاہِ خداوندی میں عرض کرے گا کہ میں تو شب و روز اس عمل میں لگا رہا۔ اس سے اللہ عزوجل فرمائے گا کہ تو اس معاملہ میں کذاب ہے اور ملائکہ بھی کہیں گے کہ تو کذاب ہے بلکہ تُو تو اس بات کا متمنی تھا کہ لوگ کہیں کہ تو حافظِ قرآن ہے۔ پس اسی طرح کہا گیا۔ پھر اہل ثروت سے کہا جائے گا کہ تو نے میرے عطا کردہ مال سے کیا کام کیا۔ وہ کہے گا کہ میں نے اس سے صلہ رحمی کی اور صدقہ

کیا تو اللہ عزوجل فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا ملائکہ بھی کہیں گے کہ تو نے جھوٹ کہا بلکہ تیرا خیال تو یہ تھا کہ لوگ تجھے سخی کے نام سے یاد کریں۔ پس تجھے سخی کے نام سے پکارا گیا۔ پھر وہ شخص لایا جائے گا جس نے اللہ کی راہ میں شہادت پائی تھی تو اس شہید سے کہا جائے گا کہ تو نے کس لیے شہادت پائی۔ شہید کہے گا میں تیری راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہوا تو اللہ عزوجل فرمائے گا تو کذاب ہے فرشتے بھی اسے کذاب کہیں گے۔ بلکہ تیرا ادارہ تو یہ تھا کہ لوگ تجھے کہیں فلاں بہت بہادر ہے پس اس نام سے پکارا گیا۔ پھر حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اپنے گھٹنے پر مارا اور فرمایا اے ابوہریرہ مخلوقِ خدا میں سے وہ تینوں پہلے آدمی ہوں گے محشر کے روز جن کے ساتھ آگ کو بھڑکایا جائے گا۔"

کہتے ہیں کہ جب یہ حدیث حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تک پہنچی اور زار و قطار روئے اور کہنے لگے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ پھر آیۂ کریمہ تلاوت کی:۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔

"جو لوگ دنیا کی زندگی اور زینت کا قصد کرتے ہیں تو ان کے اعمال کا صلہ انھیں دنیا میں ہی دے دیا جاتا ہے اور دنیا میں ان کا حق نہیں مارا جاتا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کیلئے عقبیٰ میں بجز آگ کے کچھ نہیں ہے ان کے دنیا میں کیے گئے اعمال باطل کر دیئے جاتے ہیں۔"

اجر و ثواب کی کیفیت عجوبہ

حضرت عبداللہ بن حنیف انطاقی کا فرمان ہے کہ جب بندہ محشر کے روز اپنے اعمال کا بدلہ طلب کرے گا تو اللہ عزوجل اس سے فرمائے گا کہ کیا ہم نے تجھے دنیا میں تیرا بدلہ نہیں دے دیا تھا۔ کیا ہم نے تیرے لیے مجلسوں میں فراخی نہیں فرمائی تھی۔ کیا تو اپنی

دنیا میں حاکم و سردار نہیں تھا۔ کیا ہم نے لینے دینے میں سہولتیں نہیں دی تھیں۔ کیا ایسی اور اس جیسی دیگر سہولیات تجھے نہیں دی تھیں۔

بعض دانشوروں سے اخلاص کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ اخلاص اس بات کا نام ہے یعنی صحیح معنوں میں مخلص وہ ہے جو اپنی حسنات (نیکیوں) کو اس طرح پوشیدہ کرے جس طرح اپنی برائیوں کو پوشیدہ کرتا ہے اور پھر دریافت کیا گیا کہ اخلاص کی انتہا کیا ہے؟ تو کہا کہ لوگوں کی تعریف کو پسند نہ کرنا۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کوئی شخص یہ کیسے جان لیتا ہے کہ اللہ عزوجل کے خاص بندوں میں سے ہے۔ فرمایا وہ شخص چار چیزوں سے پہچانا جاتا ہے:۔

پہلی چیز	جب وہ راحت و آرام کو ترک کر دے۔
دوسری چیز	جو کچھ وہ پاس رکھتا ہو جس قدر ہو وہ اللہ کی راہ میں تقسیم کر دے۔
تیسری چیز	جو مرتبہ کی پستی کو پسند کرتا ہو۔
چوتھی چیز	جو اپنی تعریف اور مذمت کو برابر جانے۔

خشیت الٰہی میں راز سرمدی

حضرت عدی بن حاتم طائی سے روایت ہے کہ حضور سید العالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ:۔

"کچھ لوگوں کو قیامت کے روز بہشت میں جانے کا حکم ہوگا۔ جب وہ بہشت کے قریب پہنچیں گے تو اس کی خوشبو محسوس کریں گے اور بہشت کے محلوں کو دیکھیں گے اور بہشتیوں کے لیے دوسری نعمتوں کو دیکھیں گے تب ندا ہوگی کہ انھیں وہاں سے واپس لے آؤ۔ بہشت میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ تو وہ حیرانی کے عالم میں ایسے لوٹیں گے جیسے ان سے پہلے ان کے بعد والے ان کی طرف لوٹیں گے تو وہ بارگاہِ الٰہی میں عرض کریں گے اے الہ العالمین اس سے تو بہتر تھا بہشت میں اپنے محبوب بندوں کے لیے مہیا کی گئی نعمتوں کو دکھانے سے پہلے ہمیں دوزخ میں بھیج دیتے۔ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہوگا کہ تمہارے ساتھ ایسا ہی

سلوک کیا جانا تھا کیونکہ تم اپنی تنہائیوں میں بڑے بڑے گناہوں کے ساتھ میرے رو برو ہوتے تھے مگر جب تم لوگوں سے ملاقات کرتے تھے تو عالم مسکینی کے درپے ہوتے تھے تم لوگوں کو اپنے وہ اعمال دکھاتے تھے جو تمہارے دلی ارادوں کے خلاف ہوتے تھے۔ تم مخلوق سے خائف ہوتے تھے اور خالق سے بے خوف ہوتے تھے۔ تم نے لوگوں کی جلالت کو مانا لیکن میری جلالت کا دم نہ بھرا۔ تم نے لوگوں سے خائف ہو کر معصیت کو ترک کیا لیکن میرے خوف سے مَعصیت کو ترک نہ کیا۔ پس میں آج تمھیں اپنے عذاب الیم کا مزہ چکھاؤں گا اور اپنے بہت بڑے ثواب سے محروم رکھوں گا۔

جنّت عدن کی تخلیق کا انکشاف

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

"اللہ عزوجل نے جب جنت عدن کو پیدا فرمایا تو اس میں ایسی اشیاء کی تخلیق فرمائی جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں۔ اور نہ ہی کسی آدمی کے دل پر گذریں۔ پھر آپ نے اس سے فرمایا کہ مجھ سے بات چیت کیجئے تو بہشت نے تین دفعہ کہا کہ بیشک مومن کامیاب ہُوا۔ پھر کہا کہ ہر بخیل، منافق اور ریاکار پر بہشت حرام ہے۔

علاماتِ ریاکار

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ریاکار میں چار علامات پائی جاتی ہیں:۔

پہلی علامت | وہ اپنی تنہائی میں سُست رہتا ہے۔

دوسری علامت | لوگوں کے روبرو ہوشیار رہتا ہے۔

تیسری علامت | جب اس کی تعریف کی جائے تو عمل کو بڑھا دیتا ہے۔

چوتھی علامت | اگر اس کی بُرائی کی جائے تو کام تباہ کر دیتا ہے۔

عمل کے حصار کیا ہیں

حضرت شفیق بن ابراہیم الزاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ تین چیزیں عمل کے لیے حصار یعنی قلعہ ہیں:۔

پہلی چیز پہلی چیز یہ کہ ایسا عقیدہ رکھے کہ ہر کام اللہ عزوجل کی طرف سے تاکہ اس سے متکبر نہ ہونے پائے۔

دوسری چیز دوسری چیز یہ کہ اس کے عمل کا انحصار اللہ عزوجل سبحانہ، تبارک وتعالیٰ کی رضا پر ہو تاکہ اس کی خواہش میں کمی ہو۔

تیسری چیز تیسری چیز یہ کہ اپنے عمل کے اَجر وثواب کی خواہش صرف پروردگار عالم جل وعلا سے رکھے مگر طمع اور ریا نہ ہو۔

ان چیزوں سے اعمال خالص ہو جاتے ہیں۔ ہر کام کا اللہ تعالیٰ عزوجل کی جانب سے ہونے کا مقصد یہ ہے کہ وہ اس عمل کی عنایت صرف اللہ سبحانہ تبارک وتعالیٰ کی ہی عطا کردہ ہے۔ جب اسے اس بات کا علم ہو جائے گا وہ کثرت سے شکر میں مشغول ہو جائے گا اور وہ خود پسندی میں نہیں پھنسے گا۔ نیز اللہ عزوجل کی رضا کو مطلوب ومقصود بنانے کا یہ مطلب ہے کہ اسے علم ہو جائے کہ اس عمل میں غور وفکر کرے کہ یہ عمل خاص طور پر اللہ عزوجل کی طرف سے ہے اور اسی میں رضائے الٰہی ہے تو وہ عمل کرے اور اگر اس کو علم ہو گیا کہ اس میں اللہ کی رضا نہیں ہے تو اسے چھوڑ دے تاکہ نفس کی خواہش نہ ہو جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے:۔

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ تحقیق نفس تو بُری چیزوں کا ہی حکم دیتا ہے۔

اور ان کا قول کہ اَجر وثواب کی خواہش اللہ عزوجل سے رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا عمل صرف اللہ عزوجل کی خوشنودی کے لیے ہو۔ وہ لوگوں کی باتوں کی طرف دھیان نہ دے۔ جیسا کہ کسی دانشور کا قول ہے کہ:۔

”عامل کو اپنے عمل کا ادب بکریوں کے کسی چرانے والے سے حاصل کرنا چاہیئے:

ان سے دریافت کیا گیا کہ وہ کس طرح فرمایا کہ:۔

"جب بکریاں چرانے والا بکریوں کے نزدیک نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنی بکریوں سے اپنی نماز کی تعریف کا متمنی نہیں ہوتا اسی طرح عامل کو یہ خیال نہیں آنا چاہیئے کہ لوگ اسے دیکھ رہے ہیں۔ ایسی صورت میں وہ خلوت میں عمل کرے یا لوگوں سے اس کیلئے برابری ہے کیونکہ وہ لوگوں سے اپنے عمل کی تعریف کا متمنی نہیں ہے۔

صحت عمل کے لیے اشیائے ضروریہ

بعض دانشوروں کا قول ہے کہ صحت عمل کیلئے چار اشیاء نہایت ضروری ہیں:۔

پہلی چیز آغاز سے قبل اس کا جاننا کیونکہ کوئی عمل بغیر جاننے کے درست نہیں ہوتا اس لیے بغیر علم (جاننے) کے عمل اصلاح کی بہ نسبت فساد کا زیادہ سبب ہوتا ہے۔

دوسری چیز عمل کی ابتداء سے پہلے اس کی نیّت اس لیے کہ عمل بغیر ارادہ کے صحیح نہیں ہوتا جیسا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ — اعمال کا انحصار نیتوں پر ہے۔

اور ہر شخص کو وہی ملے گا جو اس کا ارادہ ہوگا۔ پس نماز روزہ حج زکوٰۃ تمام عبادتیں بغیر ارادہ کے درست نہیں ہیں اس لیے عمل کی ابتداء سے قبل اس کی صحت کے لیے ارادہ کا ہونا نہایت ضروری ہے۔

تیسری چیز عمل کے مابین صبر و تحمل کرے تاکہ اطمینان و راحت کے ساتھ عمل کر سکے۔

چوتھی چیز اخلاص ہے کیونکہ بغیر اخلاص کے کوئی عمل بھی قبول نہیں ہوگا۔ جب تیرا عمل اخلاص کے ساتھ ہوگا تو بارگاہِ الٰہی میں مقبول و منظور ہوگا اور لوگوں کے دل تیری طرف مائل کر دے گا۔

اللہ عزوجل کا دلوں کو اپنی طرف پھیرنا

حضرتِ ہرم بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ:۔

"جب بندہ صدق دل سے اللہ عزوجل کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اللہ عزوجل ایمان والوں کو اس کی طرف پھیر دیتا ہے حتیٰ کہ ان کی انس ومحبت اور ان کی مہربانیاں اسے عنایت ہو جاتی ہیں۔"

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ:۔

"جب اللہ تبارک وتعالیٰ سبحانہ، اپنے کسی بندے سے اُنس ومحبت کرتا ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ میں فلاں آدمی سے محبت کرتا ہوں۔ اس لیے تو بھی اس سے محبت کر پھر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آسمانی فرشتوں سے کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل فلاں فلاں آدمی سے محبت کرتا ہے اس لیے تم بھی اس سے محبت کرو تو وہ سب کے سب اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر زمین میں اس کی مقبولیت کو عام کر دیا جاتا ہے۔ اور جب اللہ عزوجل کسی سے دشمنی کرتا ہے تو اس کے ساتھ بھی ایسی ہی دشمنی کرتا ہے۔

صالحیت کو پرکھنے کی کسوٹیاں!

حضرت شفیق بن ابراہیم الزاہد سے روایت ہے کہ کسی آدمی نے آپ سے پوچھا کہ لوگ مجھے صالح کے نام سے یاد کرتے ہیں تو مجھے کس طرح علم ہو کہ میں صالح ہوں یا نہیں ہوں۔ حضرت شفیق علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ:۔

پہلی کسوٹی | اپنے باطن کا صالحین کے روبرو اظہار کرو اگر صالحین راضی ہوں تو سمجھ لیجئے کہ تم صالح ہو ورنہ تم صالح نہیں ہو۔

دوسری کسوٹی | دنیا کو اپنے اُوپر پیش کرو اگر تیرا دل اس کی طرف رغبت نہ کرے تو تجھے جاننا چاہیئے کہ تو صالح ہے ورنہ تو صالح نہیں ہے۔

تیسری کسوٹی | موت کو اپنے نفس پر پیش کیجئے اگر نفس اس کی خواہش کرے تو جان لیجئے کہ تو صالح ہے ورنہ تو صالح نہیں ہے۔

اگر یہ تینوں خوبیاں تجھ میں پائی جائیں تو پھر اللہ عزوجل کی بارگاہ پناہ میں عاجزی

کیجئے تاکہ تیرے عمل میں ریاء کا پودا نہ لگ جائے ورنہ وہ تیرے عمل کو باطل کر دے گا۔

مومن کون؟

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ تمھیں علم ہے کہ مومن کون ہوتا ہے صحابہ کرام نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بارے میں بہتر علم رکھتے ہیں تو آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ :۔

"مومن کی موت سے پہلے اللہ عزوجل اس کے کانوں کو اس کی پسندیدہ باتوں سے پُر کر دے گا اور اگر کوئی شخص ستر کوٹھریوں میں گری ہوئی ایک کوٹھری میں عبادت الٰہی کرتا ہے اور ہر کوٹھری لوہے کے دروازے سے بند ہو تو اللہ عزوجل اسے اس کے عمل کی چادر پہنا دیتا ہے حتیٰ کہ لوگ اس کا تذکرہ ہر روز کرتے رہتے ہیں۔ بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح تذکرہ میں کثرت ہوتی ہے۔ فرمایا کہ اللہ عزوجل ا ر مومن کو پسند کرتا ہے جو اس کے عمل کو بڑھائے۔

پھر فرمایا کہ تمھیں علم ہے کہ فاجر کسے کہتے ہیں۔ صحابہ کرام نے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اور اس کا رسول بہتر علم رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا فاجر وہ ہے کہ جس کے مرنے سے پہلے اللہ عزوجل اس کے کانوں کو ان کی ناپسندیدہ باتوں سے بھر دے گا۔ اگر کوئی ستر گھروں میں گری ہوئی کسی کوٹھری میں گناہ کرتا ہے اور ہر گھر کا دروازہ لوہے کا ہے تو بھی اللہ عزوجل اسے اس کے عمل کی چادر پہنائے گا حتیٰ کہ لوگ اس کا زیادہ سے زیادہ ذکر کریں گے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح زیادہ کریں گے۔ فرمایا کہ فاجر شخص ایسے اعمال کو پسند کرتا ہے جو اس کے گناہوں میں اضافہ کرے۔

ہلاکت کا باعث باتیں

حضرت حامد لفاف کا قول ہے کہ جب اللہ عزوجل کسی کو آخرت میں ہلاک فرمانے کا قصد کرتا ہے تو اسے تین باتوں میں پھنسا دیتا ہے وہ یہ ہیں:۔

پہلی بات | اسے علم عطا کیا جاتا ہے مگر علماء جیسے اعمال سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

دوسری بات | اسے صالحین کی صحبت تو عطا کر دی جاتی ہے مگر ان کے مراتب کی معرفت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

تیسری بات | اس پر عبادت کے دروازے تو کھول دیئے جاتے ہیں لیکن خالص عمل سے اُسے محروم کر دیا جاتا ہے۔

حضرت فقیہہ کا الحاصل کلام

حضرت فقیہہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس کے ساتھ ایسا اس کی بد باطنی اور گندی نیّت و ارادہ کے باعث کیا جاتا ہے اگر اس کی نیّت صحیح ہوتی تو اللہ عزوجل اس کو علم کا نفع عمل میں اخلاص و احترام صالحین کی معرفت عطا فرماتا۔

حضرت فقیہہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں جبلہ یحصبی کا قول ہے کہ ہم ایک غزوہ میں عبد الملک بن مروان کے ہمراہ تھے کہ ایک شخص شب زندہ دار ہمارے ساتھ سفر میں تھا وہ رات کو بہت قلیل سوتا تھا۔ کچھ دن تو ہم انھیں پہچان نہ سکے۔ پھر ہم نے پہچان لیا کہ وہ تو صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

ان کی روایت کی ہوئی احادیث میں ایک یہ بھی ہے کہ کسی مسلمان نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محشر میں نجات کس چیز میں ہوگی تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"اللہ کے ساتھ دھوکہ نہ کیجیے"

سائل نے عرض کیا ہم کس طرح اللہ کو دھوکہ دیں گے۔ آپ نے فرمایا وہ اس

طرح کہ تم حکم الٰہی پر عمل کرو مگر اللہ عزوجل کی رضا کا ارادہ نہ ہو۔ سو دکھاوے کے کام سے ڈرو کیونکہ یہ اللہ عزوجل کے ساتھ شرک ہے اور محشر کے روز لوگوں کے سامنے دکھلانے کے طور پر کام کرنے والے کو چار ناموں سے بلایا جائے گا:۔

پہلا نام | "اے کافر" کے نام سے۔

دوسرا نام | "اے فاجر" کے نام سے۔

تیسرا نام | "اے غدار" کے نام سے۔

چوتھا نام | "اے خاسر" کے نام سے۔

کہا جائے گا تیرا عمل باطل ہو گیا، تیرا ثواب جاتا رہا۔ آج کے روز تیرا کوئی حصہ نہیں۔ اے فریب کار تو اپنا اجر اس سے مانگ جس کے لیے تو نے عمل کیا۔ (جبلہ) نے اس صحابی سے عرض کیا۔ واللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ درحقیقت آپ نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی سنا ہے۔ فرمایا مجھے معبود حقیقی کی قسم میں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ خود سنا ہے لیکن اگر کوئی غلطی ہو گئی تو ارادۃً نہ ہو گی۔ پھر پڑھا:۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ "تحقیق منافقین اللہ عزوجل سے فریب کرتے ہیں اور ان سے تدبیر کرتا ہے"

عبادت کی محافظت کا اظہار

فقیہہ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے کہ اگر کوئی شخص اس بات کا متمنی ہے کہ وہ عقبیٰ میں اپنے عمل کا ثواب پائے تو اس پر ضروری ہے کہ وہ بغیر دکھلاوے کے خاص طور پر اللہ عزوجل کے لیے عمل کرے۔ پھر وہ اس عمل کو فراموش کر دے کہیں خود پسندی اس کے عمل کو باطل نہ کر دے۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ عبادت کرنا سہل ہے اور اسکی حفاظت کرنا دشوار ہے۔

حضرت ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ عمل کرنے سے زیادہ اس کی محافظت دشوار ہے اس لیے کہ اس کی مثال اس شیشے کی مانند ہے جو بہت جلد ٹوٹ جاتا ہے اور

معمولی سی سختی برداشت نہیں کر سکتا یہی حال عمل کا ہے کہ جیسے ہی اس میں دکھاوا اور خود پسندی شامل ہوئی وہ باطل ہو گیا۔ جب کوئی ریا سے ڈرتے ہوئے عمل کرتا ہے تو اگر وہ طاقت رکھتا ہے کہ ریا کو اپنے دل سے نکال دے اور اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ کوشش کرے اور اگر اس کی اس میں طاقت نہیں تو پھر عمل کو نہ چھوڑے بلکہ عمل کرتا رہے اور بارگاہِ خداوندی میں استغفار کرتا رہے۔ پھر اُمید ہے کہ اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ عمل میں اخلاص کی عنایت سے نواز دے۔ جیسا کہ ایک مثال میں کہا گیا ہے کہ جب سے ریا کار دنیا سے کوچ کر گئے ہیں تو دنیا جنگل ہو گئی ہے اس لیے کہ وہ نیک کرتے تھے مثال کے طور پر چھاؤنی سرائے اور مساجد بنواتے تھے۔ اس میں لوگوں کو بھلا معلوم ہوتا تھا اگرچہ اس میں ریا ہوتا تھا۔ اور کبھی کبھار تو مسلمان کی دعا سے ان کو فائدہ بھی ہوتا تھا جس طرح کہ نقل کیا گیا ہے کہ قدیم لوگوں میں سے کسی نے رباط یعنی چھاؤنی بنوائی اور وہ اپنے دل میں کہا کرتا تھا کہ نہ جانے یہ میرا اللہ کے لیے ہے یا نہیں۔ تو کسی نے خواب میں اس سے کہا کہ اگر تیرا عمل اللہ عزوجل کے لیے نہیں تھا تو مسلمان تیرے لیے دُعا کیا کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل تجھ سے راضی ہو جائے۔

ایک اور انکشاف

ایک شخص حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہنے لگا اے الٰہ العالمین منافقوں کو مٹا دے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا اگر وہ باطل ہو گئے تو تم اپنے دشمنوں کے مقابلے میں کس طرح کمربستہ ہو گئے یعنی وہ جنگوں کے لیے نکلتے ہیں اور دشمنوں کو باطل کر دیتے ہیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ منافقوں کی طاقت سے مومنین کی تائید فرماتے ہیں اور مومنین کی دعاؤں سے منافقوں کی استغاثت فرماتے ہیں۔ فقیہہ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے کہ لوگ فرائض میں باتیں کرتے ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ اس میں ریا کو کوئی دخل نہیں کیونکہ وہ تمام مخلوق پر فرض کیا گیا ہے

جب وہ فرض ادا کرتا ہے تو اس میں ریا کیسے داخل ہو گا۔ اور بعض کا قول ہے کہ فرائض وغیرہ میں بھی ریا داخل ہوتا ہے۔

فقیہہ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے کہ میرے نزدیک اس کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ اگر وہ لوگوں کو دکھانے کے لیے عمل کرتا ہے۔ اگر دکھاوا نہ ہوتا تو وہ فرض ادا نہ ہی کرتا۔ ایسا شخص منافقین میں شمار ہے۔ اور ان لوگوں میں سے ہے جن کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے۔

اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ "تحقیق منافق دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہیں"۔

یعنی وہ فرعون کے ماننے والوں کے ساتھ ہاویہ میں ہو گا۔ اس لیے کہ اگر وہ خاص طور پر موحّد ہوتا تو ریا اسے عمل سے نہ روک سکتا۔ اور اگر وہ لوگوں کے سامنے تو خوب سج دھج سے فرض ادا کرتا ہے مگر جہاں کوئی دیکھنے والا نہ ہو تو پھر وہ بہتر طور پر ادا نہیں کرتا۔ پس اس کا اجر و ثواب بھی نقص والا ہو گا اور اس سے اس کی پڑتال کرتے ہوئے ریا کے بارے میں دریافت کیا جائے گا۔ اللہ ہی درست اور صحیح علم رکھنے والا ہے"۔

○

دوسرا باب

عالمِ نزع کا اظہار

لقائے الٰہی میں راز خودی

فقیہہ ابو اللیث سمرقندی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ عزوجل سے ملاقات کا اشتیاق رکھتا ہے یعنی دار الآخرت کا اشتیاق رکھتا ہے تو اللہ عزوجل بھی اس سے ملاقات کا اشتیاق رکھتا ہے۔ ملاقات کی اشتیاق کا مطلب یہ ہے کہ جب مومن عالم نزع میں ہوتا ہے اور جس وقت ایمان بھی قبول نہیں ہوتا تو ایسی حالت میں مومن کو رضائے خداوندی اور بہشت کی بشارت دی جاتی ہے تو وہ اپنی موت کو اپنی زندگی سے زیادہ چاہت کرنے لگتا ہے۔ اللہ عزوجل اس کی ملاقات کو پسند فرماتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ اس پر اپنے فضل وکرم کو بڑھا دیتا ہے۔ جب کافر اپنے لیے تجویز کردہ سزاؤں کو شمار کرتا ہے تو وہ اپنی گمراہی پر آہ وزاری کرتا ہے اور موت کو ناپسند کرتا ہے تو اللہ عزوجل بھی اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔ یعنی اسے اپنی رحمت سے بعید کر دیتا ہے اور سزا دینے کا قصد کرتا ہے۔

امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے معنی اس طرح فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے یہ معنی نہیں کہ ان کی اللہ عزوجل سے ملاقات کی محبت کی وجہ سے اللہ عزوجل بھی ان سے محبت کرتا ہے۔ یا انہیں ناپسند کرنے کی وجہ سے اللہ عزوجل انہیں ناپسند کرتا ہے

بلکہ اس بیان کا مقصد یہ ہے کہ جب ان کی ملاقات اللہ عزوجل کو پسند ہوتی ہے تو وہ بھی اللہ عزوجل سے ملاقات کے متمنی ہوتے ہیں۔

محبّت کیا ہے؟

یاد رہے کہ محبت اللہ عزوجل کی صفت ہے بندے کی اپنے پروردگار عالم سے محبّت اس کی تابع ہے اور اسی کا پرتو ہے جس طرح پانی کا پرتو دیوار پر نمایاں ہوتا ہے اور حضور سیّد عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اس کی تائید کرتا ہے کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے اپنی جانب مشغول کر دیتا ہے اور قرآن مجید فرقان حمید میں یُحِبُّوْنَہٗ سے یُحِبُّھُمْ کو مقدم رکھنے میں اسی طرف اشارہ ہے۔ اللہ عزوجل سبحانہ، تبارک وتعالیٰ ہمیں اپنی جانب اپنی محبت کا اشتیاق عنایت فرمائے۔ اور ہمیں محبت میں ہی حرمت وتکریم بخشش کرے۔ صحابہ کرام نے بارگاہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ حضور رسالتماب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پسندیدگی مقصود نہیں بلکہ جب مومن کے پاس موت آتی ہے تو اس وقت فرشتے اللہ عزوجل کی طرف سے ان نعمتوں کی خوشخبری لے کر آتے ہیں جو اس کو عطا ہونے والی ہوتی ہیں تو پھر اس کو اللہ عزوجل سے ملاقات سے بڑھ کر کوئی چیز پیاری نہیں ہوتی اور اللہ عزوجل سبحانہ، تبارک وتعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند فرماتا ہے۔ البتہ جب کافر یا فاجر کے پاس موت آتی ہے تو فرشتے اس کے انجامِ بد سے اسے خائف کرنے کے لیے آتے ہیں تب وہ اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل بھی اس کی ملاقات کو پسند نہیں فرماتا۔

ایک شخص کا قبر سے باہر سر نکالنا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیّد عالم

نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے کہ بنی اسرائیل سے اظہار کیا گیا ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ بنی اسرائیل کی قوم کے طرح بطرح کے واقعات ہیں۔ پھر یہ اظہار کیا کہ بنی اسرائیل کا ایک گروہ (جماعت) قبرستان میں پہنچا تو کہنے لگے کہ ہم یہاں نماز ادا کریں اور بارگاہ خداوندی میں یہ دعا مانگیں کہ وہ قبر سے کسی مُردے کو اٹھائے اور وہ ہمیں موت کے حالات سے آگاہ کرے۔ پھر انہوں نے نماز پڑھی اور بارگاہِ پروردگار عالم کے حضور دعا کی تو دیکھا کہ ایک شخص نے قدیمی بوسیدہ قبر سے اپنا سر نکالا اور کہا اے لوگو! تم کیا طلب کرنا چاہتے ہو۔ واللہ! میں نوّے برس سے دنیا سے کوچ کر کے یہاں آیا ہوں لیکن موت کی سختی اب بھی ایسی محسوس کرتا ہوں جیسے کہ یہ ابھی ابھی آئی ہے۔ تم بارگاہِ خداوندی میں دعا کرو کہ وہ مجھے اصلی حالت میں لوٹا دے۔ اس کی پیشانی پر سجدہ کرنے کا نشان موجود تھا۔

موت کی حقیقی روئیداد

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سیّد عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ موت کی سختی اور موت کی تکلیف مومن پر اس قدر ہے کہ جیسے تلوار سے کسی کو تین سو ضربیں لگائی جائیں۔ فقیہہ ابو اللیہث علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے کہ جس کو موت پر یقین ہے اور اسے علم ہے موت ایک روز آ کر رہے گی تو اس کے لیے لازمی امر ہے کہ اپنی طاقت کے مطابق صالح عمل کرتے اور اعمالِ بد سے پرہیز کرے اس لیے کہ اسے علم نہیں کہ موت کب آئے گی۔ حضور سیّد عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف اُمت کی نصیحت کے لیے موت کی سختی اور موت کی شدتوں کا اظہار فرمایا تاکہ وہ اس کے لیے تیاری کریں اور دنیا کی تکالیف و مصائب پر صبر سے کام لیں۔ اس لیے دنیا کی تکالیف پر صبر موت کی شدت پر صبر سے آسان ہے کیونکہ موت کی سختی عقبیٰ کے عذاب اور دنیا کے عذاب سے دشوار تر ہے۔

رائس العلم کی حقیقت کا انکشاف

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور سید العالمین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ پناہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے آپ کے پاس حاضر ہونے کا یہ مقصد ہے کہ مجھے کوئی انوکھا تعلیم دیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے رائس العلم کے بارے میں کیا کیا؟ اس نے بارگاہِ نبوی میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رائس العلم کسے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کیا تو نے اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ کی معرفت حاصل کی ہے۔ اس نے بارگاہِ نبوی میں عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا کیا تو نے موت کو جانا ہے۔ عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ نے فرمایا پھر موت کے لیے کیا تیاری کی ہے۔ اس نے کہا جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے چاہا۔ آپ نے فرمایا جایئے اور اس پر مستحکم رہیئے۔ پھر آنا میں تجھے انوکھا علم سکھاؤں گا۔ پھر وہ آدمی کچھ سالوں کے بعد آیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو چیز تم پسند نہیں کرو گے وہ اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے بھی ناپسند کرو گے۔ اور جو چیز اپنے لیے پسند کرو گے وہی اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے پسند کرو گے۔ یہی انوکھا علم ہے۔ تحقیق موت کی تیاری رائس العلم ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اس کی تیاری میں مشغول ہو جاؤ۔ پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے درج ذیل آیت کریمہ تلاوت فرمائی:۔

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا

"پس جس شخص کو اللہ عزوجل ہدایت دینے کا قصد فرماتے ہیں تو اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتے ہیں اور جس کی گمراہی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے سینے کو تنگ فرما دیتے ہیں۔"

پھر فرمایا جب نور اسلام دل میں داخل ہو جاتا ہے تو اس میں فراخی وکشائش پیدا

ہو جاتی ہے عرض کیا گیا کیا اس کی کوئی نشانی ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ غرور کے گھر سے بیزاری اور خلد کے گھر سے وابستگی اور موت کے آنے سے پہلے اسکی تیاری کرنا۔

پانچ باتوں میں حکمات منیفہ

حضرت میمون بن مہران رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ پانچ باتوں کو پانچ باتوں سے پہلے غنیمت جانو۔

پہلی بات | جوانی کو بڑھاپے سے پہلے غنیمت جانو:۔
دوسری بات | تندرستی کو بیماری سے پہلے غنیمت جانو:۔
تیسری بات | فراغت کو مصروفیت سے پہلے غنیمت جانو:۔
چوتھی بات | امارت کو تنگدستی سے پہلے غنیمت جانو:۔
پانچویں بات | زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جانو:۔

تحقیق حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے ان پانچ باتوں میں کثیر علم جمع فرمایا ہے۔ تحقیق جو شخص عالم شباب میں عمل کر سکتا ہے بڑھاپے میں نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اگر جوانی میں گناہ کی عادت پڑ جائے تو وہ بڑھاپے میں بھی گناہوں میں سرگرم رہتا ہے۔ اس لیے جوان کے لیے ضروری امر ہے کہ وہ جوانی میں ہی اپنے اعمال کی عادت ڈال لے تاکہ بڑھاپے میں نیک اعمال اس کے لیے مشکل نہ رہیں۔ نیز حضور سید الرسل امام السبل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی کہ تندرستی کو بیماری سے پہلے غنیمت جانو۔ اس لیے کہ تندرست اپنے مال وجان کو کام میں لا سکتا ہے تو تندرست پر لازم ہے کہ وہ اپنی تندرستی کو غنیمت جانے اور اپنے مال وجان کو نیک اعمال میں لگائے کیونکہ بیماری کی حالت میں وہ جسمانی طاعات میں کمزور ہو جائے گا اور اس کے ہاتھوں میں صرف ایک تہائی مال رہ جائے گا۔ اسی طرح مصروفیت سے پہلے فراغت کا یہ مفہوم ہے کہ وہ رات کو فرصت میں ہوتا ہے۔ جبکہ دن کے وقت مصروف ہوتا ہے دن کو مصروف ہونا رات کو مصروف

ہونے سے بہتر ہے کہ وہ رات کو فراغت کی حالت میں نماز ادا کرے اور دن کی مصروفیت میں خاص طور پر موسم سرما میں روزے رکھے۔ جیسا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ موسم سرما مومن کیلئے غنیمت ہے۔ اس لیے کہ موسم سرما میں راتیں طویل ہوتی ہیں جن میں قیام کرتا ہے اور دن چھوٹے ہوتے ہیں جن میں وہ روزے رکھتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ رات بہت طویل ہے اسے خواب استراحت میں چھوٹا نہ کرو۔ اور دن روشن ہے اس کو اپنے گناہوں سے اندھیر نگری نہ بناؤ۔ پھر فقیری سے پہلے امیری کو غنیمت جانو۔ اور لوگوں کے مال کی طرف طمع نہ کر۔ اور ارشاد نبوی کہ زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جانو کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی جب تک زندہ ہے تو وہ عمل کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ لیکن جب مر جاتا ہے تو اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں اس لیے مومن کے لیے ضروری ہے کہ وہ فانی دنیا کی زندگی کو باطل نہ کرے اور زندگی کے باقی دنوں کو غنیمت جانے۔

ایک دانشور کا قول ہے کہ جس نے بچپن کھیلنے میں، جوانی مستی میں اور بڑھاپا سستی میں گذار دیا تو اس نے اللہ کی صحیح معنوں میں پوجا نہیں کی۔ یعنی بچپن بچوں کے ساتھ کھیل جوانی غفلت اور بیہودہ باتوں میں اور بڑھاپا کمزوری میں گذار دیا۔ موت کے بعد عبادات منقطع ہو جائیں گی۔ اس کے لیے زندگی میں لعنت کی جاتی ہے۔ پس حضرت عزرائیل علیہ السلام کے آنے سے پہلے تیار رہو اور اسے ہر وقت یاد رکھو۔ کیونکہ وہ تجھ سے کبھی غافل نہیں ہے۔ وہ ہر وقت اسی تاک میں ہے۔

ملک الموت ایک انصاری کے سر پر

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عیسائی مرد کے پاس حضرت عزرائیل علیہ السلام کو دیکھا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ میرے صحابی سے نرمی سے پیش آنا کیونکہ وہ ایماندار ہے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم آپ کو بشارت ہو۔ میں تو ہر ایماندار کے لیے نرم ہوں۔ واللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب میں بنی آدم کی رُوح نکالتا ہوں تو گھر والے روتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ یہ رونا کیسا ہے۔ واللہ! نہ تو میں نے ان پر ظلم کیا ہے اور نہ ہی اسے لیجانے میں عجلت کی ہے۔ اور نہ ہی اس کی رُوح قبض کر کے ہم نے گناہ کیا ہے۔ لہذا تم اس حکم خداوندی پر راضی ہو جاؤ تو اس کا اچھا بدلہ پاؤ گے۔ اگر تم نے اسے غلط تصوّر کیا اور رونا پیٹنا شروع کیا تو گنہ گار ہو جاؤ گے۔ تمہاری مرضی پر چلنا ہمارے لیے زیبا نہیں بلکہ تمہارے ذمہ ہمارا قرض باقی ہے ہم پھر آئیں گے لہذا ڈرنا چاہیئے۔ خشکی اور تری میں جہاں لوگ رہتے ہیں چوبیس گھنٹے ان کے چہروں کو دیکھتا ہوں۔ میں ان کے ہر صغیر کبیر سے واقف ہوں۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ مجھے علم ہے۔ واللہ! اگر میں چاہوں کہ ایک مچھر کی رُوح قبض کر لوں تو میں اللہ کے حکم کے بغیر یہ قدرت بھی نہیں رکھتا۔

قبر کی حقیقت منیقہ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو ہنستے ہوئے دیکھا اور فرمایا کہ تم موت کو بکثرت یاد کرتے تو وہ تمہیں دنیاوی لذات اور ہنسنے سے باز رکھتی۔ جیسا کہ میں تمہیں دیکھ رہا ہوں۔ پھر فرمایا کہ موت کو بکثرت یاد کرو کہ موت لذّات کو توڑنے والی ہے۔ نیز فرمایا کہ قبر جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ موت کے بارے میں کچھ بیان کیجیئے تو انہوں نے کہا کہ موت ایسے کانٹے دار درخت کی طرح ہے جو ابن آدم کے پیٹ میں داخل کر دیا گیا ہو۔ اور ہر کانٹا اس کے رگ و ریشے میں اپنی جگہ پکڑ لے۔ پھر کوئی طاقت ور انسان اس درخت کو کھینچے جس سے اس کا کچھ حصّہ تو ٹوٹ جائے اور کچھ حصّہ اندر رہ جائے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ جب کبھی ان کے

سامنے موت کا تذکرہ ہوتا تو آپ کئی روز تک سراسیمگی کے عالم میں رہتے۔ اور جب آپ سے کچھ دریافت کیا جاتا تو آپ فرماتے کہ مجھے علم نہیں مجھے علم نہیں۔

تین اشیاء سے نافراموشی کا راز

ایک دانا کا قول ہے کہ دانش ور کو تین چیزیں کبھی فراموش نہیں کرنی چاہئیں۔

پہلی چیز | دنیا کا فانی ہونا اور اس کے قرب و جوار کا اجڑ جانا۔

دوسری چیز | موت کو نہیں بھولنا چاہیئے۔

تیسری چیز | وہ آفات جن سے کوئی نہیں بچ سکتا۔

بر چہار چیز کا اظہار

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چار چیزوں کو صرف چار قسم کے لوگ ہی جانتے ہیں۔

پہلی چیز | جوانی کی قدر سے بوڑھے ہی واقف ہوتے ہیں۔

دوسری چیز | تندرستی جیسی نعمت کو مریض ہی بہتر جانتا ہے۔

تیسری چیز | عافیت کی قدر سے مصیبت زدہ ہی شناسا ہوتا ہے۔

چوتھی چیز | زندگی کی قدر کو مردہ ہی بہتر جانتا ہے۔

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بات اس بات کے مطابق ہے جسے ہم نے ذکر کیا ہے کہ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو۔

موت کا بیان سے باہر ہونا

حضرت عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ان کا قول ہے کہ میرے باپ اکثر طور پر کہا کرتے تھے کہ ایسے شخص پر سخت حیران ہوں کہ موت کے

وقت جس کی عقل اور زبان درست ہو مگر وہ موت کی کیفیات کا اظہار نہ کرے۔ پھر کہا کہ جب میرے باپ کی موت کا وقت قریب ہوا تو ان کی عقل اور زبان درست تھی، تو میں نے کہا اے میرے باپ آپ تو فرمایا کرتے تھے کہ موت کے وقت جس کی زبان اور عقل صحیح ہو اور موت کے حالات کا اظہار نہ کرے تو اس پر حیرانی ہے۔ فرمایا اے میرے بیٹے موت کا اظہار بہت مشکل ہے۔ پھر بھی کچھ اظہار کرتا ہوں۔ واللہ! ایسا لگتا ہے جیسے میرے کندھوں پر رضویٰ پہاڑ رکھ دیا گیا ہو اور میری رُوح سُوئی کے ناکے سے نکالی جا رہی ہو۔ اور ببول کے کانٹے میرے شکم میں گھسے ہوئے ہوں۔ جیسے زمین و آسمان کے دونوں طبق باہم مل چکے ہوں اور میں ان کے مابین پھنس گیا ہوں۔ پھر فرمایا اے میرے بیٹے مجھ پر تین حالتیں گزر چکی ہیں:۔

پہلی حالت | میں حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے درپے تھا۔ اگر انہی ایام میں میں موت کے منہ میں چلا جاتا تو میں واصل جہنم ہو جاتا۔

دوسری حالت | اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے مجھے اسلام کی راہ دکھائی اور حضور رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مجھے سب سے زیادہ محبت ہو گئی۔ پھر میں جنگوں میں شریک ہوا۔ کاش کہ انہی ایام میں میرا خاتمہ ہو جاتا اور حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرا جنازہ پڑھاتے اور میرے لیے دعائے خیر فرماتے۔

تیسری حالت | پھر ہم دنیا کے کاموں میں لگ گئے اب نہ جانیے کہ اللہ عزوجل کے نزدیک میرا کیا حال ہو گا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ابھی وہاں سے اٹھنے نہ پایا تھا کہ ان کا وصال ہو گیا۔

چہار اشیاء میں حکمتِ ازلیہ

حضرت شفیق بن ابراہیم کا قول ہے کہ زبانی طور پر چار چیزوں میں لوگ میرے موافق ہیں لیکن عمل میں نہیں ہیں وہ چار چیزیں یہ ہیں۔

پہلی چیز | کہا جاتا ہے کہ ہم اللہ عزوجل کے غلام ہیں مگر کام غلاموں جیسا نہیں ہے۔

دوسری چیز | کہا جاتا ہے کہ اللہ عزوجل ہمارا کفیل ہے۔ وہی رازق ہے لیکن دنیا میں سب کچھ حاصل کیے بغیر ان کے دلوں کو راحت نہیں ہے۔
تیسری چیز | کہا جاتا ہے کہ عقبیٰ دنیا سے بہتر ہے لیکن دنیاوی مال واسباب جمع کیا جاتا ہے۔
چوتھی چیز | کہا جاتا ہے کہ موت کا وقت معین ہے مگر کام وہ اس قوم جیسے کرتے ہیں جو اس چیز پر ایمان رکھتی ہے کہ اس پر موت نہیں آئے گی۔

تعجب انگیز چیزوں کا انکشاف

حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن پر میں اس قدر متعجب ہوتا ہوں کہ میں ہنس پڑتا ہوں اور تین چیزوں پر اس قدر دکھ ہوا کہ دل کے آنسو رونا آگیا۔ وہ تین چیزیں جن پر میں ہنسا وہ یہ ہیں۔
پہلی چیز | وہ شخص جو دنیا کی تلاش میں ہے اور موت اس کی طالب ہے یعنی وہ دنیا سے طویل سے طویل تر اُمیدوں کے ساتھ وابستہ ہے لیکن موت سے بے خبر ہے۔
دوسری چیز | دوسرا غافل لیکن اس سے غفلت نہیں کی جارہی یعنی وہ موت سے غافل ہے لیکن اس کے سامنے محشر ہے۔
تیسری چیز | جو شخص بہت زیادہ ہنستا ہے لیکن یہ نہیں جانتا کہ اللہ عزوجل اس سے راضی ہے یا ناراض ہے۔ دیگر وہ چیزیں جنہوں نے مجھے رلایا ہے وہ یہ ہیں یہ۔
پہلی چیز | اپنے محبوبوں کی جدائی ہے یعنی حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کا وصال۔
دوسری چیز | مرتے دم گھبراہٹ
تیسری چیز | بارگاہِ رب العالمین جل مجدہ الکریم میں پیشی۔ نہ جانے کہ میرے لیے جنت کا حکم ہوگا یا دوزخ کا حکم ہوگا۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت کے متعلق جس قدر تم جانتے ہو اسی قدر اگر حیوانات کو علم ہو جاتا تو کبھی اچھا گوشت کھانے

کو نہ ملتا۔

ابی حامد لفاف کا قول جلیل

ابی حامد لفاف کا قول ہے کہ جو شخص موت کو یاد کرتا ہے اسے تین باتوں میں تکریم دی جاتی ہے:۔

پہلی بات	توبہ میں عجلت۔
دوسری بات	رزق میں قناعت۔
تیسری بات	عبادت میں فرحت۔

اور جسے موت کا خیال نہیں اسے تین چیزوں سے تکلیف دی جاتی ہے:۔

پہلی چیز	توبہ میں دیر۔
دوسری چیز	قلیل سے رزق پر عدم رضا۔
تیسری چیز	عبادت میں سستی۔

سام بن نوح کا مرنے کے بعد زندہ ہونا

حضرت عیسیٰ رُوح اللہ علیہ السّلام کے تذکرہ میں ہے کہ آپ اللہ عزوجل کے حکم سے مُردوں کو زندہ کیا کرتے تھے۔ بعض کفار نے کہا کہ آپ تو تھوڑی دیر مرنے والوں کو زندہ کرتے ہیں ہو سکتا ہے کہ وہ مَرا ہی نہ ہو کسی قدیمی مرے ہوئے مردہ کو زندہ کر کے دکھائیں آپ نے ان سے فرمایا کہ تم خود ہی کسی مردے کے بارے میں اظہار خیال کرو۔ انہوں نے اس بات کو تسلیم کر لیا اور کہا کہ آپ سام بن نوح کو زندہ کریں۔ سام بن نوح کی قبر پر آئے دو رکعت نماز ادا کر کے بارگاہِ الہیٰ میں دعا کی تو اللہ عزوجل نے سام بن نوح کو زندہ کر دیا۔ ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے۔ ان سے دریافت کیا گیا یہ کیا ہے؟ کیا آپ کے زمانے میں بڑھاپا نہیں ہوتا تھا۔ سام بن نوح نے کہا کہ میں نے ایک آواز سُنی تو گمان پیدا ہوا کہ شاید محشر برپا ہو گیا تو محشر کی ہیبت سے میرے سر اور داڑھی کے

بال سفید ہو گئے۔ دریافت کیا گیا کہ آپ کے وصال کو کتنا وقت گزرا۔ کہا کہ چار ہزار سال گزر گئے لیکن موت کی شدت کا اثر ابھی بھی باقی ہے کہا گیا کہ جب مومن وصال فرماتا ہے تو اس پر زندگی اور دنیا کی طرف واپسی پیش کی جاتی ہے تو وہ موت کی شدت کی وجہ سے اسے قبول نہیں کرتا لیکن شہید موت کی سختی نہیں پاتے تب وہ دنیا میں آنے کی خواہش کرتے ہیں تاکہ وہ جہاد میں شرکت کر کے شہادت کا صلہ پائیں۔

حضرت ابراہیم بن ادہم کا چار چیزوں میں اظہارِ عبودیت

حضرت ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمۃ سے کہا گیا کہ یا حضرت آپ تشریف رکھیں تاکہ ہم آپ سے کچھ باتیں سنیں۔ آپ نے فرمایا میں چار چیزوں میں مشغول ہوں اگر ان سے فرصت ملی تو میں تمہارے پاس بیٹھوں گا۔ دریافت کیا گیا وہ کونسی چار چیزیں ہیں جن میں آپ مشغول ہیں۔ فرمایا کہ:۔

پہلی چیز | میں اس سوچ میں ہوں کہ یوم میثاق میں بنی آدم سے جب اللہ عزوجل نے وعدہ لیا تھا تو فرمایا تھا کہ یہ جنتی ہیں میرا اس میں کچھ بھی نہیں ہے۔ نہ جانے کہ یہ دوزخی ہیں میرا کچھ بھی نہیں۔ لیکن میں نہیں جانتا کہ میں کس فریق میں تھا۔

دوسری چیز | میں اس سوچ میں ہوں کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل بچے کو اس کی والدہ شکم میں پیدا کرنے کا قصد فرماتا ہے اور اس میں رُوح پھونکی جاتی ہے تو اس کا مؤکل فرشتہ عرض کرتا ہے اے الٰہ العالمین یہ بدبخت ہے یا نیک بخت ہے مجھے علم نہیں کہ میرے لیے اس وقت کیا ارشاد ہوا تھا۔

تیسری چیز | جب حضرت عزرائیل علیہ السلام میری رُوح قبض کرنے کا قصد کریگا تو عرض کریگا اے الٰہ العالمین یہ مسلمان ہے یا کافر ہے۔ مجھے علم نہیں کہ میرے لیے کیا جواب ارشاد ہوگا۔

چوتھی چیز | میں اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ کے اس فرمان کے متعلق سوچتا رہتا ہوں کہ جب وہ فرمائے گا وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ۔ اے گناہ کرنے والوں علیحدہ

ہو جاؤ میں نہیں جانتا کہ میں کس گروہ میں ہوں گا۔

مومن کیلئے وقت نزع میں باری تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری

حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں وہ شخص بختاور ہے جس کو اللہ عزوجل نے فہم و فراست عنایت فرمائی اور اسے غفلت کی نیند سے بیدار کیا اور اسے اپنے خاتمے کی فکر کرنے کی توفیق عنایت فرمائی۔ ہم اپنے خاتمہ بالخیر کے لیے بارگاہ رب العزت تبارک و تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں اس لیے کہ مومن کو عالم نزع میں باری تعالیٰ عزوجل سے خوشخبری ملتی ہے جیسا کہ اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

"بیشک جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے یعنی اللہ عزوجل اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے اور ثابت قدم رہے"۔

اور کہا گیا کہ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا کا مطلب یہ ہے کہ وہ فرائض بجالاتے ہیں اور محرمات سے اجتناب کرتے ہیں۔ یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ یعنی وہ فعل اور قول میں ثابت قدم رہے۔ بعض کا قول ہے کہ وہ سنت اور جماعت پر قائم رہے۔ تو اس پر ملائکہ رحمت نازل ہوں گے یعنی ایمان پر قائم لوگوں پر عالم نزع میں ملائکہ یہ خوشخبری لے کر آئیں گے کہ تم خائف نہ ہو اس سے جو کام دنیا سے تمہارے روبرو ہے اور تمہیں اس بہشت کی خوشخبری ہو جس سے حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ترجمان سے تمہارے لیے وعدہ کیا گیا تھا۔

پانچ وجوہات کا اظہار

کہا جاتا ہے کہ عالم نزع میں خوشخبری کی پانچ وجوہات ہیں۔

پہلی وجوہ۔ عام مسلمانوں کے لیے انھیں کہا جائے گا کہ ابدی عذاب سے خائف نہ ہونا یعنی تم دائمی طور پر عذاب میں نہیں رہو گے کیونکہ تمہارے انبیائے کرام اور اولیائے عظام شفاعت فرمائیں گے۔ ثواب کے نہ ملنے پر غم نہ کرنا بہشت کے لیے خوشی کرنا کیونکہ وہ تمہارا ٹھکانہ ہے

دوسری وجوہ | مخلصین کے لیے انھیں کہا جائے گا کہ اپنے اعمال کے رد کے جانے سے خوف نہ کھانا کیونکہ تمھارے اعمال مقبول ہیں اور اجر و ثواب کے نہ ملنے پر ملال نہ کرنا اس لیے کہ تمھارے لیے دگنا اجر و ثواب ہے۔ اور تائب ہونے کے بعد جو کچھ تم نے کیا ہے اس کا بھی ملال نہ کھانا اس لیے کہ تمھارے لیے دگنا اجر و ثواب ہے اور تائب ہونے کے بعد جو کچھ تم نے کیا ہے اس کا بھی ملال نہ کھانا۔

تیسری وجوہ | تائب ہونے والوں کے لیے۔ ان سے کہا جائے گا کہ اپنے گناہوں سے خوف نہ کھاؤ کہ وہ درگذر فرما دیئے گئے ہیں۔ اور تائب ہونے کے بعد ثواب نہ ملنے پر غم نہ کھاؤ۔

چوتھی وجوہ | زاہدین کے لیے ہے کہ تم محشر اور حساب کا خوف نہ کھاؤ اگر دگنا اجر و ثواب نہیں ملا تو غم نہ کرنا بشارت سنیئے جنت کی بغیر حساب کتاب کے۔

پانچویں وجوہ | علماء کرام کے لیے جو لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتے ہیں کہ عالم باعمل ہیں ان سے کہا جائے گا کہ محشر کے روز کی ہولناکیوں کا خوف نہ کرنا اور نہ ہی تم غم کرنا کہ تمھیں تمھارے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا بشارت ہو کہ تمھارے لیے بہشت ہے اور تمھارے نقش قدم پر چلنے والوں کے لیے بھی خوشی ہے اس شخص کے لیے جس کو آخری لمحات میں خوشخبری نصیب ہو کیونکہ یہ خوشخبری اس لیے ہے کہ جو مومن ہو گا اور اس کے عمل اچھے ہوں گے پھر اس پر ملائکہ کا نزول ہو گا تو یہ فرشتوں سے پوچھیں گے کہ تم کون ہو۔ ہم نے تم سے بڑھ کر خوبصورت چہرے والا اور خوشبو والا نہیں دیکھا تو فرشتے کہیں گے ہم تمھارے دوست ہیں ہم دنیا میں تمھارے اعمال کو رقم کیا کرتے تھے اور ان کی محافظت کیا کرتے تھے اور ہم عقبیٰ میں بھی تمھارے دوست ہیں۔ پس دانشور پر لازم ہے کہ وہ غفلت کی نیند پر متنبہ ہو اور غفلت کی نیند سے جاگنے کے لیے چار علامات ہیں:۔

پہلی علامت | دنیا کے کاموں کو قناعت کے ساتھ قابو رکھے اور آہستہ چلے۔

دوسری علامت | آخرت کے امور میں حریص ہو جائے اور عجلت سے کام لے۔

تیسری علامت | دینی اُمور میں علم کے ساتھ تدبیر کرے اور کوشش کرے۔

چوتھی علامت | مخلوق کے بارے میں ہمدردی اور حسن معاملہ کا جذبہ رکھے۔

افضل انسان کون؟

یاد رہے کہ جو شخص مندرجہ ذیل پانچ خصلتیں رکھتا ہو وہ تمام لوگوں سے افضل ہے:۔

پہلی خصلت | اپنے پروردگار عزوجل کی اس طرح عبادت کرے کہ وہ قابل قبول ہو۔

دوسری خصلت | مخلوق خدا کے لیے اس کا نفع ظہور پذیر ہو۔

تیسری خصلت | لوگ اس کی شرارتوں سے محفوظ ہوں۔

چوتھی خصلت | جو کچھ لوگوں کے پاس ہے وہ اس کی توقع نہ رکھے۔

پانچویں خصلت | موت کو دائمی طور پر یاد رکھے۔ یہ جانے کہ میں مرنے کے لیے پیدا کیا گیا ہوں اور اس سے نجات نہیں ہے ارشاد ربانی ہے کہ:۔

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ — تحقیق تو مرنے والا ہے اور انہوں نے بھی مرنا ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔

قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ — اے پیارے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجئے کہ تمہارا فرار تمہیں ہرگز فائدہ نہیں دے گا اگر تم موت سے یا قتل سے بھاگتے ہو۔

پس ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ موت کی آمد سے قبل اس کی تیاری کرے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ — "تم موت کی خواہش تو کر کے دیکھو اگر تم سچے ہو لیکن وہ کبھی بھی ہرگز اس کی خواہش نہ کریں گے۔ ان اعمال کے سبب سے جو انہوں نے اپنے ہاتھ سے کیے ہیں"۔

پس اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ عزوجل نے اظہار فرمایا کہ جو صادق و مصدوق ہیں وہ موت کی خواہش کرتے ہیں اور جو کذاب ہیں وہ اپنے اعمال بد کے سبب موت سے بھاگتے ہیں کیونکہ سچا مومن موت کی تیاری میں رہتا ہے اور وہ اپنے پروردگار عزوجل کی ملاقات

کا خواہشمند رہتا ہے جیسا کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں محتاجی کا خواستگار ہوں تاکہ اپنے پروردگار کے لیے متواضع رہوں اور میں بیماری کا خواستگار ہوں کیونکہ وہ میرے گناہوں کا کفارہ ہے اور اپنے پروردگار عزوجل سے ملاقات کے شوق میں موت کو پسند کرتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کا فرمان ایمان کی جان

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انسان بُرا ہو یا بھلا ہو موت اس کے لیے بھلائی ہی بھلائی ہے اگر وہ بھلا ہے تو اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ اللہ عزوجل کے پاس نیک کام کرنے والوں کے لیے بھلائی ہے اور اگر وہ بد ہے تو اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ ہم ان کو مزید مہلت دے رہے ہیں تاکہ وہ بہت زیادہ بُرائی کرے اور ایسے لوگوں کے لیے عذاب الیم ہے۔

حضرت انس بن مالک کا فرمان راحت جان

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

"موت مومن کی سواری ہے"۔

نیز حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی غیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں سوال کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل مومن کون ہے۔ آپ نے فرمایا سب سے اچھا مومن وہ ہے جس کا اخلاق اچھا ہو۔ پھر پوچھا گیا کہ دانا مومن کون ہے ارشاد ہوا کہ جو موت کو کثرت سے یاد کرتا ہے اور موت کے لیے اچھی تیاری کرتا ہے۔ حضور سید الانبیاء حبیب خدا علیہ التحیۃ والثناء کا فرمان عالی شان ہے کہ دانا وہ ہے جو نفس کو اپنے تابع کرے اور موت کے بعد کیلئے عمل کرے۔ اور وہ شخص ذلیل ہے جو خواہشات نفسانی کی اتباع کرے اور بارگاہ رب العالمین سے بخشش کا خواہشمند ہو۔

شدتِ عذابِ قبر کا اظہار

مومن کے پاس روشن فرشتوں کا نزول

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم ایک انصاری آدمی کے جنازے کے لیے حضور سیّد عالم نور مجسم نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے قبر پر آئے اور قبر ابھی تیار نہیں ہوئی تھی کہ حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے گرداگرد ایسے بیٹھ گئے جیسا کہ ہمارے سروں پر پرندے ہیں یعنی نہایت ادب واحترام سے بیٹھ گئے۔ حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں عود کی لکڑی تھی۔ اور اس سے آپ مٹی کو کرید رہے تھے۔ پھر آپ نے سر اقدس اُٹھا کر دو یا تین مرتبہ فرمایا عذابِ قبر سے اللہ کی پناہ طلب کیجئے۔ نیز ارشاد فرمایا جب بندہ مومن دنیا سے آخرت کی طرف جانے لگتا ہے تو ان کے ہاں ایسے فرشتے آتے ہیں جن کے چہرے آفتاب کی طرح چمکتے ہوتے ہیں اور ان کے پاس بہشتی کفن اور بہشتی خوشبو بھی ہوتی ہے۔ وہ بیٹھ جاتے ہیں جہاں تک نظر جاتی ہے پھر حضرت ملک الموت علیہ السلام اس کے سر کے پاس آکر بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے اے نفس مطمئنہ اللہ کی بخشش و رضا کی طرف نکل۔ حضور سید العالمین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کی رُوح ایسے بہتی ہوئی نکلتی ہے جس طرح کہ مشکیزے سے پانی کے قطرات بہتے ہیں اور فرشتے اس کو لے لیتے ہیں اور ایک لحظہ کے لیے بھی اسے ملک الموت کے ہاتھ میں نہیں چھوڑتے حتیٰ کہ وہ اسے بہشتی کفن اور خوشبو میں رکھ لیتے جس سے مشک سے زیادہ اچھی خوشبو نکلتی ہے۔ وہ پھر اسے لے کر اوپر کی جانب جاتے

ہیں اور ملائکہ کی جس جماعت سے بھی گزرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ خوشبودار روح کس کی ہے؟ تو وہ اسے بہتر نام سے پکارتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں کی روح ہے پھر وہ آسمانِ دنیا تک لے جاتے ہیں۔ دروازہ کھلواتے ہیں تو ان کے لیے دروازہ کھل جاتا ہے اور ان کو سلامی دی جاتی ہے اور وہ ملائکہ دوسرے آسمان تک ساتھ جاتے ہیں۔ اسی طرح ساتویں آسمان تک اسے لے جایا جاتا ہے۔ پھر اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اس کے اعمالنامے کو علیین میں رقم کرو اور اسے زمین پر بھیج دو کیونکہ ہم نے انہیں زمین سے پیدا کیا ہے اور وہیں انھیں لوٹا دیجیے اور پھر ہم انھیں دوبارہ وہیں سے نکالیں گے۔ پھر رُوح کو اس میں دوبارہ لوٹا دیا جاتا ہے پھر دوسرے فرشتے جن کے نام منکر نکیر ہیں آ کر قبر میں اس سے سوال کرتے ہیں مَنْ رَّبُّكَ یعنی تیرا رب کون ہے تو وہ جواب دیتے ہوئے کہتا ہے رَبِّیَ اللّٰهُ یعنی میرا رب اللہ ہے۔ پھر دریافت کرتے ہیں مَا دِیْنُكَ یعنی تیرا دین کیا ہے تو وہ جواب میں کہتا ہے دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ یعنی میرا دین اسلام ہے۔ پھر ملائکہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ تو اس ذاتِ اقدس کے بارے میں کیا جانتا ہے جو تیری طرف مبعوث ہوئے تھے تو وہ جواب دیتا ہے۔ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی یہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو وہ (منکر نکیر) کہیں گے کہ تو نے کیسے جانا تو وہ کہے گا کہ میں نے اللہ کی کتاب کا مطالعہ کیا اور اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی تو ایک آواز آئے گی میرے بندے نے سچ کہا اس کے لیے بہشتی فرش بچھا دیجیے اور اسے بہشتی لباس سے ملبوس کر دیجیے اور اس کے لیے بہشت کی جانب کا ایک دروازہ کھول دیجئے تاکہ اسے وہاں سے ہوا اور خوشبو پہنچتی رہے۔ اور جہاں تک نگاہ کام کرے وہاں تک اس کی کو کھول دیا جائے پھر ایک حسین و جمیل چہرے والا مرد اس کے پاس تشریف لاتا ہے اور اس سے آ کر کہتا ہے کہ آج کے دن کی راحت پر خوشی کا اظہار کر جس کا تیرے ساتھ وعدہ کیا گیا تھا تو وہ اس سے کہے گا اے الٰہ العالمین محشر برپا کر دے حتیٰ کہ میں اپنے گھر والوں اور اپنے خادموں میں لوٹ جاؤں یعنی جنت میں چلا جاؤں۔

کافر کی موت کی کیفیت عجوبہ

حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کافر بندہ دنیا سے عقبیٰ کی طرف کوچ کرنے لگتا ہے تو اس کے پاس سیاہ چہرے والے فرشتے آتے ہیں اور ان کے پاس ٹاٹ ہوتے ہیں تو وہ جہاں تک نظر جاتی ہے وہاں تک پھیل کر بیٹھ جاتے ہیں پھر حضرت ملک الموت علیہ السلام اس کے سرہانے آکر بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے اے نفس خبیثہ غضب الہیٰ اور سختی کی طرف نکل۔ پھر وہ اس کے تمام جسم میں پھیل جاتی ہے۔ تو ملک الموت علیہ السلام اس کو ایسے کھینچتا ہے جس طرح کہ بھیگی ہوئی اُون سے کنڈی کو کھینچا جاتا ہے جس سے اس کافر کی رگیں اور پٹھے ٹوٹ جاتے ہیں۔ جب وہ اس کو پکڑتا ہے تو وہ برے فرشتے اس سے فوری طور پر لے لیتے ہیں اور ایک لمحہ بھی اس کے پاس نہیں رہنے دیتے اور اس کی رُوح کو ٹاٹ میں لپیٹ دیتے ہیں۔ اس سے بدبو نکلتی ہے اور وہ اسے اُوپر لے جاتے ہیں۔ اور ملائکہ کے جس گروہ سے بھی گزرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ خبیث رُوح کس کی ہے تو وہ اس کا گندا سا نام لے کر کہتے ہیں کہ فلاں بن فلاں کی رُوح ہے۔ پھر وہ آسمانِ دنیا پر لے جاتے ہیں۔ دروازہ کھلواتے ہیں لیکن اس کے لیے دروازہ نہیں کھولا جاتا۔ پھر حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیہ کریمہ پڑھی:۔

لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِىْ سَمِّ الْخِيَاطِ

"نہ ہی ان کے لیے آسمانوں کے دروازے کھولے جائیں گے اور نہ ہی انھیں بہشت میں داخل کیا جائے یہاں تک کہ اُونٹ سوئی کے ناکے سے نہ گزر جائے۔"

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہوگا کہ اس کے اعمالنامے کو سجین میں رقم کردو۔ پھر اس کی رُوح کو پھینک دیا جائے گا پھر آپ نے یہ آیۂ کریمہ پڑھی:۔

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ جس نے اللہ عزّوجل کے ساتھ شرک کیا

مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ ۔ گویا کہ وہ آسمان سے گرا پھر پرندوں نے اس کو نوچ لیا اور ہوا نے اسے گندگی میں پھینک دیا۔

پھر دوبارہ اس کی رُوح کو اس کے جسم میں ڈالا جائے گا تو فرشتے اس کو آکر بٹھاتے ہیں اور سوال کرتے ہیں کہ مَنْ رَبُّكَ یعنی تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے افسوس میں نہیں جانتا۔ وہ پوچھتے ہیں مَا دِينُكَ۔ تیرا دین کیا ہے وہ کہتا ہے افسوس میں نہیں جانتا وہ پوچھتے ہیں اس مقدس صورت والے کے بارے میں تو کیا جانتا ہے جو تم میں مبعوث کیے گئے ہیں وہ کہے گا افسوس میں نہیں جانتا۔ پھر آسمان سے ایک ندا آتے گی کہ میرے بندے نے کذب سے کام لیا ہے اس لیے دوزخی بچھونا بچھا دیجئے اور اس کیلئے دوزخ کا ایک دروازہ کھول دیجئے۔ تو دوزخ کی گرمی اور دوزخ کی لُو اس کی قبر میں داخل ہو گی اور قبر اس پر تنگ ہو جائے گی جس سے اس کی پسلیاں آپس میں پیوست ہو جائیں گی اور اس کے پاس ایک ڈروانی شکل کا آدمی آئے گا جس کے کپڑے بوسیدہ گندے اور بدبودار ہوں گے۔ وہ اسے کہے گا کہ آج کے بُرے دن کی تجھے خوشخبری ہو جس دن کا تیرے لیے وعدہ کیا گیا تھا۔ تو وہ دریافت کرے گا کہ وہ کونسا دن ہے؟ وہ کہے گا میں تیرا عملِ بد ہوں تو وہ کہے گا اے اللہ العالمین محشر برپا نہ کیجئے محشر برپا نہ کیجئے۔

کافر و مسلم کی رُوح کا خارج ہونا اور حکمتِ عملی

حضرت سید ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مومن پر موت کو پیش کیا جاتا ہے تو ملائکہ مشک و عنبر اور ریشمی کپڑے لے کر اس کے پاس آتے ہیں اور اس کی روح کو اس طرح نکال لیتے ہیں جیسے مکھن سے بال نکال لیا جاتا ہے اور اسے کہتے ہیں اے نفسِ مطمئنہ اپنے پروردگار کی طرف رجوع کیجئے۔ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی ہے۔ اور جب اس کی رُوح نکال لیتے ہیں تو اس کو مشک و عنبر میں کر کے ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر اعلیٰ علیین میں بھیج دیتے ہیں۔ اور جب کافر پر موت آتی ہے تو ملائکہ بال سے بنے ہوئے ٹاٹ جن میں

کوئلے ہوتے ہیں لے کر اس کے پاس آتے ہیں۔ اور اس کی روح کو سختی سے کھینچتے ہیں
اور اسے کہتے ہیں اے نفس خبیثہ پروردگار عزوجل کی طرف چل۔ تجھ پر سختی کی جائے گی۔
کیونکہ اللہ عزوجل کا عذاب اور ذلالت تیرا مقدر ہے۔ جب اس کی روح نکال لی جاتی ہے
تو اسے کوئلوں پر رکھ کر اس طرح ندا کی جاتی ہے جیسے ہنڈیاں کی جوش کے وقت شوں
شوں کی آواز نکلتی ہے۔ پھر اس کی روح کو ٹاٹ میں لپیٹ کر سجین کی جانب سے
جاتے ہیں۔

قبر کا ستر ہاتھ تک کشادہ ہونا

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب مومن کو قبر میں
رکھ دیا جاتا ہے تو اس کی قبر کو اس پر ستر ہاتھ تک کھول دیا جاتا ہے اور اس
پر خوشبوئیں نچھاور کی جاتی ہیں اور اسے ریشم سے ڈھانپ دیا جاتا ہے۔
رکھ دیا جاتا ہے اور اس پر خوشبوئیں نچھاور کی جاتی ہیں اور اسے ریشم سے ڈھانپ دیا جاتا
اگر اسے قرآن میں سے کچھ یاد ہو تو اس کے لیے اس کا نور کافی ہوتا ہے ورنہ سورج
جیسی روشنی اس کی قبر میں کی جاتی ہے اور اس کی مثال اس دلہن کی طرح ہوتی ہے جو سوتی
ہے تو اسے گھر والوں سے بجز محبوب کے اور کوئی نہیں اٹھاتا۔ اور ایسے اٹھتی ہے
جیسے اس کی نیند مکمل نہ ہوئی ہو۔ کافر پر تو قبر تنگ کر دی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ اس کی پسلیاں
اس کے پیٹ میں آپس میں مل جاتی ہیں اور اس پر لمبی گردنوں والے سانپ چھوڑ دیئے
جاتے ہیں جو ہڈیوں تک اس کے گوشت کو کھا جاتے ہیں۔ پھر اس پر ملائکہ عذاب آتے
ہیں جو بہرے، گونگے اور اندھے ہوتے ہیں۔ ان کے پاس لوہے کے گرز ہوتے ہیں جن
سے اس کی مار پٹائی ہوتی ہے۔ وہ اس کی آواز نہیں سنتے کہ ان پہ رحم کر سکیں اور نہ ہی انھیں
دیکھ سکتے ہیں کہ ان پہ ترس کھائیں۔ پھر اس پہ صبح و شام آگ ہی کا سامنا ہوتا ہے۔

قبر کو بکثرت یاد کرنے کا راز:۔

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان ہے کہ جو شخص یہ خواہش
رکھتا ہو کہ اسے عذاب قبر سے رہائی حاصل ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے اوپر چار چیزوں
کو ضروری کرے اور چار چیزوں سے اجتناب کرے وہ چار چیزیں جن پہ پابند رہنا ضروری
ہے وہ یہ ہیں:۔

پہلی چیز | نمازوں کی حفاظت کرنا۔

دوسری چیز | صدقہ کرنا۔

تیسری چیز | قرآن مجید کی کثرت سے تلاوت کرنا۔

چوتھی چیز | کثرت سے ذکر الٰہی کرنا۔

اس لیے کہ یہ چیزیں قبر کو روشن و منور کرتی ہیں اور قبر کو فراخ کرتی ہیں وہ چار باتیں جن سے پرہیز لازم و ملزوم ہے وہ یہ ہیں:۔

پہلی بات | دروغ گوئی نہ کرنا۔

دوسری بات | خیانت نہ کرنا۔

تیسری بات | چغلی خوری نہ کرنا۔

چوتھی بات | پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز کرنا۔

پیشاب کی چھینٹوں سے اجتناب کرنا چاہیئے کہ اکثر طور پر عذاب قبر کا سبب یہی ہیں۔

فرمان نبی حکمتِ ازلیہ ابدیہ

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے کہ اللہ عزوجل کو تمہاری چار چیزیں ناپسند ہیں وہ یہ ہیں:۔

پہلی چیز | نماز میں فضول باتیں کرنا۔

دوسری چیز | قرأت میں لغویات کا استعمال۔

تیسری چیز | حالت روزہ میں گناہ کرنا۔

چوتھی چیز | بے پردگی کی باتیں کرنا اور قبرستان میں ہنسی کرنا۔

حضرت محمد بن سماک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک روز قبرستان کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ ان قبروں کے سکوت سے دھوکے میں نہ آجانا۔ اس میں زیادہ غمگین لوگ ہوتے ہیں۔ اور قبروں میں مماثلت سے بھی فریب میں نہ آنا کیونکہ ان میں بہت ہی فرق ہے۔

اس دانش ور کے لیے ضروری ہے کہ قبر میں جانے سے پہلے اسے ہر وقت یاد کیا کرے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان عالی شان ہے کہ جو شخص اکثر طور پر قبر کو یاد کرتا ہے وہ جنت کا ایک باغ پائے گا اور جو غفلت کرتا ہے وہ قبر کو دوزخ کے گڑھے کی صورت میں پائے گا۔

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ کے مابین فرمایا اے اللہ کے بندو، موت، اس سے بچنا ناممکن ہے اگر تم اس کے لیے کھڑے رہے تو تمھیں پکڑ لے گی اور تم نے اس سے فرار حاصل کیا تو موت تمھیں پہچان لے گی کیونکہ تمھاری پیشانی پر وہ لکھا ہوا ہے۔ لہذا بہت ہی جلدی اپنی خلاصی کی فکر کرو۔ اور ایک اور چیز یعنی قبر بھی تمھاری تلاش میں ہے۔ یاد رہے کہ قبر بہشت کے باغات میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ خبردار قبر روزانہ تین مرتبہ اس طرح کہتی ہے کہ میں تاریک گھر ہوں۔ میں وحشت کا گھر ہوں۔ میں کیڑوں مکوڑوں کا گھر ہوں۔ خبردار اس یوم کے پیچھے ایک اور سخت یوم ہے ایسا دن ہے جس میں بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور بوڑھے کمزور ہو جائیں گے۔ تمام دودھ پلانے والیاں اپنے دودھ پینے والوں کو بھول جائیں گی اور حمل والیوں کے حمل گر جائیں گے اور تو لوگوں کو مدہوشی کے عالم میں دیکھے گا حالانکہ وہ نشے میں نہیں ہوں گے لیکن عذابِ الٰہی بہت ہی سخت ہے خبردار اس یوم کے آگے آگ ہے جس کی گرمی بہت سخت ہے جس کی گہرائی بہت دور ہے۔ وہاں کے زیور لوہے کے ہیں اور وہاں کا پانی صدید ہے۔ اس میں رحمتِ خداوندی نہیں ہے فرمایا کہ پھر مسلمان بہت روئے۔ پھر فرمایا اس یوم کے آگے بہشت ہے جو آسمانوں اور زمین جتنی چوڑی ہے۔ وہ اہلِ تقویٰ کے لیے تیار کی گئی ہے۔ اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم ہمیں عذاب الیم سے محفوظ رکھے۔ اور ہمیں جنت الفردوس میں مقام عنایت فرمائے۔

زمین کا کلام کرنا

حضرت اسید بن عبدالرحمٰن کا فرمان عالی شان ہے کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ مومن جب مرتا ہے اور اُسے اٹھاتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ مجھے جلدی لے چلو۔ جب وہ قبر میں رکھا جاتا ہے تو زمین اس سے کلام کرتے ہوئے کہتی ہے میں تمھاری دشمن تھی اور تو میری پیٹھ پر تھا تو اس وقت بھی مجھے بہت بُرا لگ رہا تھا۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ایک قبر پر ٹھہر کر رونے لگے۔ آپ سے کہا گیا کہ بہشت و جہنم کا ذکر کرتے وقت تو آپ نہیں روتے۔ لیکن یہاں آپ رو رہے ہیں۔ فرمایا حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آخرت کی منازل میں سے پہلی منزل قبر ہے اگر اس سے نجات پالی تو بعد کی منازل آسان ہوں گی۔ اگر اس سے نجات نہ ملی تو بعد کی منازل اس سے بھی شدید ہوں گی۔

لحد کا سیاہ سانپوں سے بھر جانا

حضرت عبدالحمید بن محمود خولی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھتا تھا کہ ایک قوم کے لوگ آئے اور کہا کہ ہم حج کیلئے نکلے تھے اور ہمارے ہمراہ ایک ساتھی بھی۔ ہم ایک پہاڑی خطے میں پہنچے جہاں پر ایک قبیلہ آباد تھا۔ ہمارا ساتھی وہاں دم توڑ گیا یعنی فوت ہو گیا۔ ہم نے اس کی قبر کے لیے لحد کھودی وہاں بھی ؟ یہی کچھ دیکھا یعنی سیاہ بالآخر ہم اس کو وہیں چھوڑ کر آپ کے پاس آ گئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ اس کے افعال ہیں جو وہ کرتا تھا تم جاؤ اور اس کا کچھ حصہ دفن کر دو۔ واللہ اگر تم تمام زمین بھی کھود ڈالو پھر بھی تم اس میں یہی کچھ پاؤ گے اور اس واقعہ سے اس کی قوم کو بھی مطلع کر دو۔ کہتے ہیں کہ ہم نے لوٹ کر اس کے کچھ حصے کو دفن کر دیا۔ جب ہم حج سے لوٹے تو اس کے مال و اسباب سمیت اس کے گھر گئے اس کی بیوی سے ہم نے معلوم کیا کہ وہ کیا کام کرتا تھا۔ اس نے کہا کہ وہ گندم کا تاجر

تھا روزانہ ضرورت کے مطابق گندم نکالتا اور پیسا اتنا ہی اس میں مٹی اور بھوسی ملا دیتا تھا۔

الحاصل الکلام بہ فقیہہ خیر الانام

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ خیانت بھی عذاب قبر کا ایک سبب ہے اور اس میں زندہ لوگوں کے لیے عبرت ہے تاکہ وہ خیانت سے باز رہیں۔ کہتے ہیں کہ قبر ہر روز پانچ دفعہ پکارتی ہے۔ اس کی پہلی آواز یہ ہوتی ہے اے بنی آدم تو میری پیٹھ پر چلتا ہے مگر تیرا ٹھکانہ میرا شکم ہے۔ اے ابن آدم رنگ برنگ قسم کے کھانے تو میری پیٹھ پر کھاتا ہے لیکن میرے شکم میں تجھے کیڑے مکوڑے کھائیں گے۔ اے بنی آدم تو میری پیٹھ پر ہنستا ہے مگر وہ وقت قریب ہے کہ تو میرے شکم میں روئے گا۔ اے بنی آدم تو میری پیٹھ پر خوش ہے مگر عنقریب تو میرے بطن میں غمزدہ ہو گا۔ اے بنی آدم تو میری پیٹھ پر گناہ کرتا ہے مگر عنقریب تو میرے پیٹ میں عذاب میں مبتلا ہو گا۔

قبر میں آگ کے شعلوں کا نزول

حضرت عمرو بن دینار سے روایت ہے کہ مدینہ کے مکینوں میں سے ایک شخص کی بہن مدینہ کے قریب رہتی تھی جب وہ بیمار ہوئی تو اس کا بھائی وہاں اس کی تیمارداری کے لیے گیا۔ پھر وہ مر گئی تو اس کی تجہیز و تکفین کے بعد جب وہ اپنے گھر لوٹا تو اسے یاد آیا کہ وہ پیسوں کی تھیلی قبر میں بھول آیا ہے اس نے اپنے ایک دوست کو امداد و استعانت کے لیے ساتھ لیا اور قبر کھودی تو تھیلی مل گئی اس نے اپنے دوست سے کہا تو ہٹ جا میں ذرا قبر میں دیکھ لوں کہ میری ہمشیرہ کس حال میں ہے۔ جب قبر سے مٹی وغیرہ اٹھائی تو وہاں آگ کے شعلے روشن دیکھے۔ قبر کو بند کیا اور آکر اپنی ماں سے حالات بیان کیے اور کہا کہ میری ہمشیرہ کیسے عمل کیا کرتی تھی۔ والدہ نے کہا کہ اب اپنی ہمشیرہ

کے بارے میں سوال نہ کر کیونکہ وہ دنیا سے رخصت ہو چکی ہے۔ اس نے بتانے پر زور دیا تو کہا کہ تیری ہمشیرہ نمازیں تاخیر کیا کرتی تھی اور صحیح وضو کے ساتھ نماز ادا نہیں کرتی تھی اور جب ہمسائے سو جاتے تھے تو ان کے دروازوں پر کھڑے ہو کر کان لگا کر ان کی باتیں سن کر چغلی کیا کرتی تھی۔ یہی باتیں اس کے لیے عذابِ قبر کا سبب بنیں۔ جو شخص اس بات کا متمنی ہو کہ وہ عذابِ قبر سے نجات پائے تو اس پر لازم ہے کہ چغلخوری اور گناہوں سے اجتناب کرے تا کہ اسے عذاب سے نجات ملے اور منکر نکیر کے سوالات میں اسے مشکل درپیش نہ ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے:۔

یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ　"اللہ عزّوجل تبارک و تعالیٰ اہلِ ایمان کو انکی ثابت قدمی پر دنیا و آخرت میں ثابت قدم رکھتا ہے۔"

اور یہ ثابت قدمی مومن، مخلص اور اطاعت گزار شخص کو تین حالتوں میں حاصل ہو گی:۔

پہلی حالت | حضرت عزرائیل علیہ السلام کو دیکھنے کے وقت۔

دوسری حالت | منکر نکیر کے سوالات کے وقت۔

تیسری حالت | قیامت کے دن محاسبے اور سوالات کے وقت۔

پھر عزرائیل علیہ السلام کو دیکھنے کے وقت ثابت قدمی تین طریقوں پر ہو گی۔

پہلا طریقہ | کفر سے اجتناب کرے۔ اس سے رُوح نکلتے وقت توحید پر ثابت قدمی کی توفیق نصیب ہوتی ہے

دوسرا طریقہ | ملائکہ اسے رحمت کی بشارت دیتے ہیں۔

تیسرا طریقہ | اسے بہشت میں اس کی جگہ دکھا دی جاتی ہے۔

ایسے ہی قبر میں ثابت قدمی بھی تین طریق پر ہے:۔

پہلا طریق | اللہ رب العزّت تبارک و تعالیٰ اسے اچھی تلقین فرماتا ہے حتیٰ کہ توفیق الٰہی کے مطابق دیتا ہے۔

دوسرا طریق | اس سے خوف، ہیبت اور دہشت اٹھالی جاتی ہے۔

تیسرا طریق | وہ بہشت میں اپنے مکان کا مشاہدہ کرتا ہے اور اس کی قبر جنت کے باغات

میں سے ایک باغ بن جاتی ہے اور حساب کے وقت ثابت قدمی کی بھی تین صورتیں ہیں :۔

پہلی صورت | اس سے دریافت شدہ سوالات کے جوابات کی اسے نصیحت کی جائے گی۔

دوسری صورت | اس پر حساب آسان کیا جائے گا۔

تیسری صورت | اس کی چھوٹی چھوٹی غلطیوں اور لغزشوں کو نظر انداز کر دیا جائے گا۔

کہتے ہیں کہ ثابت قدمی بھی چار موقعوں پر کام آئے گی :۔

پہلا موقع | موت کے وقت۔

دوسرا موقع | قبر میں کہ وہ بغیر خوف کے جواب دے گا۔

تیسرا موقع | حساب کے وقت۔

چوتھا موقع | پل صراط کے وقت کہ وہ بجلی کی سرعت سے گزر جائے گا۔

قبر میں سوالات وجوابات میں اختلافی آراء

قبر میں جو سوالات کیے جاتے ہیں ان کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ وہ کیسے ہوں گے فرمایا کہ اس میں علماء نے کلام فرمایا کہ اس کے بارے میں مختلف روایات ہیں. بعض کہتے ہیں کہ سوال روح سے ہوگا جسم سے نہیں ہوگا۔ اور اس وقت رُوح اس کے جسم میں سینے تک داخل ہوگی۔ بعض کہتے ہیں کہ رُوح اس کے جسم اور کفن کے درمیان ہو گی۔ اس سلسلہ میں جو آثار و مرویات ہیں وہ علماء کے نزدیک درست و صحیح ہیں تاکہ انسان قبر میں سوال کا اقرار کرتا رہے اور اس کی حقیقت کی کھوج میں نہ لگے اور کہے کہ اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ ہی وہاں کے حالات کا بہتر علم رکھنے والا ہے۔ ہم قبر میں جائیں گے تو دیکھ لیں گے اور اگر منکر نکیر کے ایک سوال کا بھی انکار کیا گیا تو اس کی دو وجوہات ہوں گی :۔

پہلی وجہ | یا تو وہ کہے گا کہ یہ عقلی طور پر درست نہیں اور خلاف طبیعت ہے۔

دوسری وجہ | یا وہ کہے گا کہ یہ عقلی طور پر درست ہے لیکن اس کا ثبوت نہیں۔
تو اس کے اس قول سے نبوت اور معجزے کا ابطال ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ رسول ظاہر میں آدمیوں کی طرح تھے گو ان کا مزاج مختلف تھا۔ بیشک فرشتوں نے وہاں حاضری دی۔ ان پر نزول وحی ہوا۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے لیے سمندر پھٹ گیا، ان کا عصا اژدہا بن گیا۔ یہ تمام چیزیں طبع کے خلاف ہیں لہٰذا ان کا منکر خارج از اسلام ہے۔ اور اگر کہا کہ جائز ہے لیکن ثابت نہیں تو ہم نے اس قدر روایات ذکر دی ہیں جو سامع کے لیے کافی ہیں اور قرآن مجید فرقان حمید میں اس کی گواہی موجود ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى

جو میرے ذکر سے منہ موڑتا ہے۔ بیشک اس کی معیشت تنگ کر دی جاتی ہے اور وہ قیامت کے روز نابینا اٹھے گا۔

اہل تفسیر کی ایک جماعت کا قول ہے کہ اس کا جینا تنگ کر دیا جائے گا۔ سے مراد قبر کا سوال ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے کہ اللہ عزوجل ایمان والوں کو دنیا و آخرت میں ان کے قول ثابت پر ثابت قدم رکھتا ہے۔

مُردہ کا جوتیوں کی آواز سننا

حضرت فقیہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مومن قبر میں پہنچتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو قبر میں بٹھاتے ہیں۔ پھر سوال کرتے ہیں۔ جب کہ وہ مردہ دفن کر کے لوٹنے والوں کی جوتیوں کی چرچراہٹ کی آواز بھی سنتا ہے۔ دو فرشتے جن کے نام منکر نکیر ہیں اس سے کہتے ہیں مَنْ رَّبُّكَ تیرا رب کون ہے مَادِيْنُكَ تیرا دین کیا ہے مَنْ نَبِيُّكَ تیرا نبی کون ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل

تجھے ثابت قدم رکھے۔ ٹھنڈی آنکھوں سے سوجا اور اللہ رب العزت وتبارک وتعالیٰ کے اس ارشاد کہ:

"اللہ عزوجل ایمان والوں کو دنیا و آخرت میں ان کے قول پر ثابت قدم رکھے گا۔"

کا مطلب بھی یہی ہے کہ اللہ عزوجل ان کو قولِ حق پر ثابت قدم رکھتا ہے اور اللہ رب العزت وتبارک وتعالیٰ ظالمین کو قولِ حق کی توفیق نہیں دیتا۔ اور جب کافر یا منافق اپنی قبر میں داخل ہوتا ہے تو فرشتے اس سے سوال کرتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے "میں نہیں جانتا۔" دونوں فرشتے کہیں گے تو نے جاننے کا قصد ہی نہیں کیا۔ وہ اسکو گرز سے ماریں گے جس کو ارض وسموات کے درمیان جن وانس کے علاوہ سب سنیں گے۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضور سید الانبیاء حبیبِ خدا علیہ التحیۃ والثنا نے فرمایا "اے عمر اس وقت تیری کیا حالت ہوگی جب تیرے پاس قبر میں دو فرشتے منکر نکیر آئیں گے جن کا رنگ سیاہ اور سبز آنکھیں ہوں گی اور دانت زمین کو کرید رہے ہوں گے۔ ان کے بال زمین پر لٹک رہے ہوں گے ان کی آواز بجلی کی کڑک جیسی ہوگی اور بجلی کی کوند جیسی ان کی آنکھیں۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آج کے دن جیسی وہاں میرے پاس عقل ہوگی۔ فرمایا ہاں! تو حضرت سیدنا فاروق اعظم نے کہا پھر تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی اجازت سے میں ان کے لیے کافی ہوں گا۔" حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عمر کو توفیق عطا ہوگئی۔

بوقت نزع انسان کا چیخ و پکار کرنا

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ عالم نزع میں انسان کی ایسی چیخ نکلتی ہے۔ جسے بجز انسان ہر جاندار سنتا ہے۔ اور اگر انسان اسے سن لے تو بیہوش ہوکر گر جائے

جب اسے اس کی قبر کی طرف لے کر جاتے ہیں اگر وہ صالح ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ مجھے جلدی لے جاؤ، اگر تمہیں علم ہوتا کہ میرے لیے آگے کیا بھلائی ہے تو تم مجھے جلدی لے جاتے اور اگر وہ صالح نہ ہو تو کہتا ہے کہ مجھے لے جاتے ہیں جلدی نہ کرو۔ اگر تم جان لو کہ میرے لیے آگے کیا شر ہے تو تم مجھے لے جاتے ہیں اتنی جلدی نہ کرتے۔ اور جب اسے قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے نہائت سیاہ رنگ اور سبز آنکھوں والے اس کے سر کے نزدیک آتے ہیں تو اس کی نماز کہتی ہے کہ میرے پہلو سے تم نہیں آسکتے۔ اس ٹھکانے سے خوف کھاتے ہوئے اس نے کتنی راتیں بیداری میں گذار دیں۔ پھر وہ پاؤں کی طرف سے آنے کا قصد کریں گے تو سامنے والدین سے کی ہوئی نیکی آجائے گی اور کہے گی میرے پہلو سے تم نہیں آؤ گے۔ کیونکہ اسی ٹھکانے سے ڈر کی وجہ سے یہ ہماری خدمت میں سعی و کوشش کرتا رہا تھا۔ پھر وہ دائیں طرف سے آنا چاہیں گے تو اس کا صدقہ کہے گا کہ تم میرے پہلو سے نہیں آسکتے کیونکہ اس نے اسی جگہ سے بچنے کے لیے تو میرا عمل کیا تھا۔ پھر وہ بائیں طرف آئیں گے تو اس کا روزہ کہے گا کہ تم میرے پہلو سے نہیں آسکتے۔ اس نے اسی جگہ سے بچنے کے لیے تو روزے کی بھوک اور پیاس برداشت کی تھی۔ پھر اسے بیدار کیا جائے گا۔ جیسے سوئے ہوئے کو بیدار کیا جاتا ہے۔ اور اس سے کہا جائے گا۔ کیا تو نے اس ہستی کا دیدار کیا ہے کیا وہ کچھ فرمایا کرتے تھے۔ وہ کہے گا کس کے بارے میں کہتے ہو۔ کہا جائے گا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں۔ تو وہ کہے گا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر دونوں فرشتے (منکر نکیر) اس سے کہیں گے تو زندہ رہا تو مومن، فوت ہوا تو مومن۔ پھر اس کی قبر کو کشادہ کر دیا جائے گا۔ اور اس کے لیے اللہ عزوجل کے انعام کے خزانے کھول دیئے جائیں گے۔ ہم بھی بارگاہِ ربّ العالمین جل مجدہ الکریم میں سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں بھی توفیق دے۔ اور ہمیں گمراہ کرنے والی تمناؤں سے محفوظ کر کے ہماری محافظت فرمائے اور قبر کے عذاب سے بچائے رکھے۔

عذابِ قبر سے محفوظگی کا راز

مروی ہے کہ حضور سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم دائمی طور پر اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل سے قبر کے عذاب سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں قبر کے عذاب کے بارے میں بالکل بے علم تھی۔ ایک روز ایک یہودیہ عورت نے مجھ سے کوئی چیز طلب کی۔ میں نے اسے دے دی تو اس نے کہا کہ اللہ عزوجل تجھے عذابِ قبر سے محفوظ رکھے۔ میں نے خیال کیا کہ شاید یہ بات بھی یہودیوں کی خرافات کا حصہ ہے۔ جس وقت حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے تو میں نے یہ بات بتائی تو آپ نے فرمایا۔ قبر کا عذاب حق ہے اس لیے ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس سے بارگاہ خداوندی میں پناہ مانگے اور صالح عمل بجالا کر قبر کی تیاری کرے۔ اس لیے کہ یہ تیاری دنیا میں آسان ہے لیکن وہاں جاکر تمام نیکیاں کرنا منقطع ہو جائیں گی۔ پھر اسے حسرت کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ دانشور کے لیے ضروری ہے کہ وہ فوت ہونے والے کے حالات پر غور وخوض کرے۔ کیونکہ مرنے والے کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ کاش اسے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت مل جائے یا ایک دفعہ کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھنے کی اجازت مل جائے یا ایک مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہ کہنے کی اجازت مل جائے۔ مگر اسے اجازت نہیں ملیگی۔ تب وہ زندہ لوگوں پر حیرانی کا اظہار کرتے ہیں کہ یہ لوگ کس طرح لہو ولعب میں اپنے دن تباہ وبرباد کر رہے ہیں۔ اے برادرِ عزیز اپنے وقت کو تباہ وبرباد نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ تمہارا راس المال ہے اور اس سے تم فائدہ حاصل کر سکتے ہو کیونکہ آخرت کا مال آج سستا ہے اس لیے اسے اچھے طور پر جمع کیجیئے۔ پھر ایک دن ایسا آئے گا کہ یہ مال بہت مہنگا ہو جائے گا اور قیمتی ہو جائے گا پھر آج کا جمع کیا ہوا مال کل کو کام آئے گا ورنہ یہی مال کل تلاش کرنے سے بھی نہیں ملے گا۔

ہم بارگاہِ رب العالمین جل مجدہ الکریم سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اس محتاجی کے دن سے بچنے کی توفیق عنایت فرمائے اور ہمیں ان شرمندہ لوگوں میں شامل نہ فرمائے جو پھر دنیا میں آنے کی

ایسی گذارشات کے درپے ہوں جس کی شنید نہ ہو۔ اللہ عزوجل ہمارے لیے اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے موت کی شدتوں اور قبر کی ہولناکیوں کو سہل فرما دے اللّٰھُمَّ رَبَّنَا آمِین۔

بیشک وہ نہایت رحم کرنے والا ہے اور وہ ہمارے لیے کافی ہے اور بہتر استعانت فرمانے والا ہے۔

وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

چوتھا باب

محشر کی ہولناکیوں کا اظہار

فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے ان کا فرمان ہے کہ میں نے حضور نبی غیب دان رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی بارگاہ میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کیا کوئی دوست اپنے دوست کو محشر کے دن یاد رکھے گا حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوائے تین جگہوں کے باقی تمام جگہوں پر یاد رکھے گا۔ وہ جگہ یہ ہیں:۔

پہلی جگہ | میزان کے وقت۔ ہر کسی کو یہ خوف ہو گا کہ اس کے اعمال کا وزن ہلکا ہے یا بھاری ہے۔

دوسری جگہ | اعمال ناموں کے ملنے کے وقت۔ ہر کسی کو یہ خوف ہو گا کہ دائیں ہاتھ سے ملتے ہیں یا بائیں ہاتھ سے ملتے ہیں۔

تیسری جگہ | جب ایک گردن آگ سے نکلے گی تو سب کو گھیرتے ہوئے کہے گی میں تین طرح کے لوگوں پر مؤکل کی گئی ہوں۔ ان لوگوں پر جو حقیقی خدا کے علاوہ دیگر کی پوجا کیا کرتے تھے۔ ہر متکبر آدمی اور ہر وہ آدمی جو قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا تھا۔

پھر ان کو اس طرح گھیرے میں لے کر دوزخ کی وادیوں میں ڈال دے گی۔ اور دوزخ پر بال سے باریک ایک پل ہے جو تلوار سے تیز ہے جس پر لوہے کے کانٹے اور کنڈیاں ہیں اور لوگ اس کے اوپر سے کوندتی ہوئی بجلی کی طرح گزریں گے تیز ہوا کی طرح بچتے بچاتے ہوتے اور کچھ زخمی ہو کر منہ کے بل دوزخ میں گر جائیں گے۔

چالیس برس کا وقفہ ہونا

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی غیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو نفخوں کے درمیان چالیس برس کا وقفہ ہوگا۔ پھر آسمان سے آدمی کی منی جیسا پانی اُترے گا تو لوگ یوں اٹھیں گے جس طرح کہ زمین سے سبزی اُگتی ہے۔ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور سید العالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا فرمان نقل فرماتے ہیں کہ جب اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم زمین و آسمان کو پیدا کر کے فارغ ہوا تو پھر صور کو بنا کر حضرت اسرافیل علیہ السلام کو دے دیا جس کو وہ منہ میں رکھ کر عرش اعظم کی طرف دیکھتے ہوئے اس انتظار میں ہیں کہ اس کو کب پھونکنے کا حکم دیا جائے گا۔

صُور کی حقیقت کا انکشاف

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی پاک صاحب لولاک احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے صور کے بارے میں دریافت کیا تو حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نور کا سینگ ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم وہ کیسا ہے تو آپ نے فرمایا وہ بہت لمبا اور بہت چوڑا ہے واللہ! اس کے دائرے کی وسعت اَرض و سماوات کی طرح ہے۔ اس نفخہ میں تین بار پھونکا جائے گا اور بعض روایات میں دو دفعہ پھونکنے کا تذکرہ ہے۔ ایک نفخہ ہلاک ہونے اور دوسرا زندہ ہو کر اٹھنے کا۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں دو نفخے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں تین نفخے ہیں، ایک نفخہ گھبراہٹ کا اور دوسرا نفخہ بیہوشی کا تیسرا بعد از موت دوبارہ زندہ ہونے کا۔ پھر اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو پہلا صور پھونکنے کا حکم دیں گے تو وہ اس میں پھونکیں گے تو زمین و آسمان کی مخلوق گھبرا جائے گی مگر جسے اللہ تبارک و تعالیٰ چاہے زمین ہلنے لگے گی اور دودھ پلانے والی دودھ پیتے بچے کو فراموش کر بیٹھے گی اور وہ مدہوش نہ ہوں گے۔ لیکن اللہ کا عذاب بہت سخت ہے۔

اس وقت بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور شیاطین بھی خوفزدہ ہو کر اڑتے پھریں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔

"اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو بیشک محشر کا جھٹکا بہت بڑی چیز ہے"

پھر اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم فرمائیں گے تو وہ موت کا صور پھونکیں گے پھر ارض و سموات کی سب مخلوق مر جائے گی مگر جسے اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ چاہے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے:۔

"اور صور میں پھونک ماری جائے گی تو زمین و آسمان کی تمام مخلوق مر جائے گی جن کو اللہ عزوجل چاہے گا"

اس استثناء سے شہداء کی روحیں مراد ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ حضرت جبرائیل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل اور حضرت عزرائیل علیہم السلام مراد ہیں۔ پھر اللہ عزوجل شانہٗ حضرت عزرائیل علیہ السلام سے فرمائیں گے:۔

"میری مخلوق سے باقی کون رہ گیا ہے"

اور وہ خود بھی جانتے ہوں گے وہ عرض کرے گا:۔

"اے میرے پروردگار تو ہی زندہ ہے جسے موت نہیں۔ جبرائیل، میکائیل، اسرافیل حاملین عرش اور میں بھی باقی ہوں"

اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم حضرت عزرائیل علیہ السلام سے فرمائے گا کہ ان کی روحیں بھی قبض کر لی جائیں۔ اسی طرح کلبی اور مقاتل کی روایات میں تذکرہ ہے۔

حضرت عزرائیل کا موت کا مزہ چکھنا

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بتحقیق اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم فرمائے گا جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل موت کا مزہ چکھ لیں اور حاملین عرش

بھی لقمۂ اجل ہو جائیں۔ پھر حضرت عزرائیل علیہ السلام سے باری تعالیٰ عزّوجل فرمائے گا۔ میری مخلوق میں سے کون باقی ہے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام بارگاہِ خداوندی میں عرض کرے گا اے میرے پروردگار تو ہی حی لایموت ہے اور تیرا کمزور غلام عزرائیل بھی باقی ہے۔ تو اللہ عزّوجل حضرت عزرائیل علیہ السلام سے فرمائے گا۔ اے عزرائیل کیا تو نے میرا یہ قول نہیں سنا:۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ "ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے"۔

اور تو بھی میری مخلوق میں سے ہے پس تو بھی مر جا تو وہ بھی جاں تلف ہو جائے گا۔ دیگر روایت میں ہے کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام کو حکم دیا جائے گا کہ وہ بھی اپنی رُوح قبض کرے تو وہ بہشت اور جہنم کے مابین ایک جگہ آکر اپنے وجود سے اپنی رُوح کو کھینچے گا تو اس کی ایسی چیخیں نکلیں گی کہ اگر تمام مخلوق زندہ ہوتی تو وہ اس کی چیخ سے لقمۂ اجل ہو جاتی۔ وہ کہے گا کہ اگر میں جانتا کہ رُوح کا قبض کرنا اس قدر سخت ہے تو میں مومنین کی رُوح کو قبض کرتے وقت نرمی سے پیش آتا۔ پھر حضرت عزرائیل بھی لقمۂ اجل ہو جائے گا اور تمام مخلوق لقمۂ اجل ہو جائے گی۔ پھر اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ حقیر دنیا سے فرمائے گا کہ وہ بادشاہ کہاں ہیں اور وہ بادشاہوں کے بیٹے کہاں ہیں۔ اور خود کو جابر کہنے والے اور ان کے بیٹے کہاں ہیں۔ اور وہ لوگ کہاں ہیں جو میری عنایات کو کھاتے تھے اور پوجا دوسروں کی کرتے تھے۔ پھر اللہ عزّوجل فرمائے گا آج کے روز بادشاہ کون ہے۔ کوئی ایک بھی جواب دینے والا نہ ہوگا پھر اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم خود ہی جواب فرمائیں گے۔ لِلّٰهِ الْوَاحِدُ الْقَهَّارِ

موت کے بعد دوبارہ زندہ کیا جانا

پھر اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم آسمان کو حکم فرمائے گا کہ وہ چالیس یوم مسلسل بارش برسائے حتیٰ کہ وہ بارش کا پانی ہر چیز پر بارہ ہاتھ اُوپر ہوگا۔ پھر اللہ عزّوجل اس پانی سے مخلوق کو اٹھائے گا۔ جس طرح کہ سبزی اُگتی ہے حتیٰ کہ ان کے اجسام مکمل ہو جائیں گے

اور وہ پہلے کی طرح ہو جائیں گے۔ پھر اللہ عزّوجل اسرافیل اور حاملین عرش کو زندہ ہونے کا حکم فرمائے گا تو وہ زندہ ہو جائیں گے پھر اللہ عزّوجل حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم فرمائیں گے تو وہ صُور منہ میں لگائیں گے۔ اسی طرح بحکم خداوندی عزشانہ جبرائیل ومیکائیل بھی زندہ ہو جائیں گے۔ پھر اللہ عزّوجل اُرواح کو طلب فرما کر صور میں جمع فرما دے گا۔ اور حضرت اسرافیل اللہ تعالیٰ کے حکم سے دوبارہ زندہ ہونے کا صور پھونکیں گے تو روحیں شہد کی مکھیوں کی طرح نکل کر زمین وآسمان کے درمیان پھیل جائیں گی اور اپنے اپنے بدنوں میں داخل ہو جائیں گی اور زمین ان سے پھٹ جائے گی۔ یعنی سب سے پہلے حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھیں گے۔ دیگر روایت میں ہے حضرت جبرائیل، حضرت میکائیل اور حضرت اسرافیل علیہ السلام اللہ عزّوجل کے حکم سے زندہ ہو کر حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر آئیں گے۔ ان کے پاس براق اور جنتی حُلّے ہوں گے۔ تب قبر انور صلی اللہ علیہ وسلم کھل جائے گی اور آپ جبرائیل علیہ السلام سے مخاطب ہو کر فرمائیں گے کہ دن کونسا ہے؟ وہ کہیں گے محشر کا دن ہے، یہ خوف اور گھبراہٹ کا دن ہے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام سے فرمائیں گے اے جبرائیل تو نے میری اُمت کے ساتھ کیسا سلوک کیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام جواباً عرض کریں گے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لیے بشارت ہو آپ ہی وہ پہلے شخص ہیں جن پر زمین کو کھولا گیا۔ پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام بحکم خداوند عزّوجل صور پھونکیں گے تو سب کے سب کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے۔ پھر وہ قبروں سے نکل کر جلدی جلدی اللہ عزّوجل کی طرف چلیں گے وہ اپنی قبروں سے برہنہ بدن، برہنہ پاؤں نکلیں گے اور ایک ہی جگہ پر ستّر برس تک رُکے رہیں گے۔ اللہ عزّوجل ان کی طرف متوجہ نہیں ہو گا اور نہ ان کے لیے کوئی فیصلہ ہو گا۔ اور وہ لوگ خون کے آنسو روئیں گے۔ اور پسینہ سے لت پت ہوں گے۔ کسی کی ٹھوڑی تک پسینہ ہو گا اور کسی کے منہ میں داخل ہو رہا ہو گا۔ پھر انھیں محشر کے میدان میں بلایا جائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے:۔

مُّھْطِعِیْنَ اِلَی الدَّاعِ "بلانے والے کی طرف تیز تیز جا رہے ہوں گے"
اور نگاہیں بھی اُدھر ہی لگی ہوں گی۔ جب کل مخلوق انسان اور جن جمع ہو جائیں گے تو
اچانک آسمان کی کھڑکھڑاہٹ سنیں گے جس سے ان کی گھبراہٹ میں اضافہ ہو گا۔ پھر
آسمان پھٹ جائے گا اور فرشتے آسمان سے ایسے اُتریں گے جیسے دنیا میں کوئی ایک
دوسرے کے ہاتھ پکڑے ہوتے ہیں۔ تو لوگ ان سے کہیں گے کیا اللہ عزّوجل نے
ہمارے حساب وکتاب کا معاملہ تمھارے سپرد کر دیا ہے ملائکہ کہیں گے نہیں۔ بلکہ وہ
تو ابھی آئے گا۔ پھر دوسرے آسمان کے ملائکہ نازل ہوں گے اور وہ پہلے والوں کے
پیچھے صف باندھ کر کھڑے ہو جائیں گے۔ پھر تیسرے چوتھے پانچویں، چھٹے اور ساتویں
آسمان سے کثیر التعداد فرشتے نازل ہوں گے اور وہ اہل دنیا کو گھیر کر کھڑے ہو جائیں گے۔

ملائکہ کا گھیراؤ کرنا

فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ضحاک رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے روایت ہے کہ بیشک اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ پہلے آسمان کو حکم فرمائے گا تو
وہ کھل جائے گا۔ پس تمام ملائکہ اور جو کچھ اس میں ہے وہ نیچے اُتر کر پوری زمین اور جو کچھ
زمین میں ہے کو گھیر لیں گے۔ اسی طرح تمام آسمانوں کے ملائکہ اُتر کر صفیں بنا لیں گے
اہلِ زمین جدھر کا رُخ کریں گے اُدھر ہی سامنے فرشتوں کی سات صفیں دیکھیں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے:۔

يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَن تَنفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ فَانفُذُوا لَا تَنفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ۔

"اے جنّ وانسانوں کے گروہ اگر تم زمین و آسمان سے باہر نکل جانے کی طاقت رکھتے ہو تو نکل جاؤ۔ جہاں بھی جاؤ گے اللہ کی بادشاہی ہو گی"

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے:۔

"جس روز آسمان بادلوں سے کھل جائے گا اور فرشتے بھیجے جائیں گے"

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ اللہ عزّوجل فرمائے گا کہ اے جن وانس کے گروہ میں نے تو تمھیں نصیحت کی تھی اب یہ تمھارے اعمال تمھارے صحیفوں میں ہیں۔ اگر اس میں کوئی بھلائی پاؤ تو اللہ کی حمد بیان کرو اور اگر کوئی اس کے علاوہ دیکھے تو وہ اپنے آپ کو ملامت کرے۔ پھر اللہ عزّوجل دوزخ کو حکم فرمائیں گے تو اس سے ایک طویل دراز اور سیاہ گردن باتیں کرتے ہوئے نکلے گی تو اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ فرمائے گا اے بنی آدم کیا میں نے تم سے اقرار نہیں لیا تھا کہ تم ابلیس کے پجاری نہ بننا بیشک وہ تمھارا کھلا دشمن ہے اور تم میری پوجا کرنا یہی سیدھی راہ ہے بیشک اس نے تم میں سے بہتیروں کو گمراہ کیا۔ تو کیا تمھیں عقل نہیں تھی۔ یہ جہنم جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ اپنے کفر کی وجہ سے آج تم اس میں داخل ہو تو تمام اُمتیں گھٹنوں کے بل گر جائیں گی۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے :۔

”اور آپ ہر اُمت کو دیکھنا کہ وہ گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے اور ہر اُمت اپنے نامۂ اعمال کی جانب بلائی جائے گی۔“

پھر اللہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین جل مجدہ الکریم اپنی مخلوق کے درمیان اور وحشی جانوروں اور چوپایوں کے مابین فیصلہ فرمائیں گے حتیٰ کہ بغیر سینگ کی بکری کو سینگ والی بکری سے بدلہ دلایا جائے گا۔ پھر فرمائے گا کہ تم مٹی ہو جاؤ۔ اس وقت کافر کہے گا افسوس کہ میں بھی مٹی ہو جاتا۔ پھر بندوں کے مابین فیصلہ کیا جائے گا۔

ملائکہ کا حلقہ کی صورت میں عرش کے گرد کھڑا ہونا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیّد عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا محشر کے روز لوگ ایسے اُٹھیں گے جیسا کہ ان کی ماں نے انھیں برہنہ بدن برہنہ پاؤں جنا تھا۔ حضرت سیدہ اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا مرد اور عورتیں دونوں برہنہ ہوں گے۔ آپ نے فرمایا ہاں دونوں برہنہ ہونگے۔

اُم المومنین رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ تو ایک دوسرے کو دیکھیں گے تو آپ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا ابن ابی قحافہ کی بیٹی۔ اس روز لوگوں کو اِدھر اُدھر دیکھنے کی مہلت ہی نہیں ہوگی وہ تو چالیس سال تک بغیر کھائے پیئے آسمان کی طرف نگاہیں اُٹھائے کھڑے رہیں گے اور پسینہ کچھ لوگوں کے پاؤں تک کچھ لوگوں کی پنڈلیوں تک اور کچھ لوگوں کے شکموں تک پہنچے ہوئے ہوں گے۔ اور اس قدر طویل عرصہ کھڑے رہنے کے سبب کچھ کے منہ میں پسینہ لگام کی سی طرح ہوگا۔ پھر فرشتے حلقہ کی صورت میں عرش کے گرد کھڑے ہوں گے۔ اور بحکم الٰہی عزوجل منادی پکارے گا کہ فلانی کا بیٹا کہاں ہے تو لوگ اپنے سر اٹھائیں گے اس آواز کی طرف۔ اور ندا دینے والا اپنی جگہ سے نکلے گا۔ پھر اللہ عزّوجل کے روبرو کھڑا ہوگا پھر کہا جائے گا کہاں ہیں ظالم لوگ ایک ایک کرکے سب کو بلایا جائے گا اور اس کی نیکیاں مظلوم کو دی جائیں گی۔ وہاں درہم و دینار نہیں ہوں گے۔ پس نیکیوں اور برائیوں کے ذریعے فیصلے ہوں گے۔ مظلوم لوگ ان کی سب نیکیاں لے لیں گے تب ظالموں کی برائیاں ان پر ماری جائیں گی۔ جب اس کے پاس کوئی نیکی نہیں رہے گی تو اس سے کہا جائے گا تم دوزخ کی جانب جاؤ۔ آج کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ بیشک اللہ عزّوجل بہت جلد حساب کرنیوالا ہے، اس روز مقرب ملائکہ، نبی و رسول اور شہید سب کا حساب ہوگا اور حساب و کتاب کو دیکھ کر سب کا یہی خیال ہوگا کہ آج رحمتِ خداوندی کے بغیر خلاصی ناممکن ہے

فرمانِ رسول پُر حکمتِ منیفہ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید الانبیاء حبیب خدا علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ جب تک چار چیزیں دریافت نہ کی جائیں گی اس وقت تک کوئی بھی اپنی جگہ سے قدم نہیں ہلا سکے گا۔

پہلی چیز | عمر کس حال میں گزاری۔

دوسری چیز | اپنے جسم کو کہاں مبتلا رکھا۔

تیسری چیز | اپنے علم کے مطابق کیا عمل کیا۔
چوتھی چیز | اپنے مال کو کیسے حاصل کیا اور کہاں صرف کیا۔

محشر کے دن شفاعت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک باپ اپنے بیٹے سے محشر کے روز کہے گا کہ دنیا میں میں تیرا باپ تھا۔ تو وہ اپنے باپ کی خوب تعریف کرے گا۔ باپ پھر کہے گا کہ بیٹا مجھے تیری کچھ نیکیوں کی ضرورت ہے تاکہ میری بخشش ہو جائے تو اس کا بیٹا باپ سے کہے گا کہ آج تو مجھے بھی ایسا ہی خوف ہے جیسا کہ تجھے ہے اس لیے میں تجھے کچھ نہیں دے سکتا۔ پھر وہ اپنی بیوی سے اپنی نسبت کا اظہار کرے گا کہ میں دنیا میں تیرا خاوند تھا تو وہ اس کی خوب تعریف کرے گی تو وہ بیوی سے کہے گا کہ مجھے ایک نیکی چاہیئے تاکہ میری مغفرت ہو جائے تو میری حالت سے خوب واقف ہے۔ بیوی بھی انکار کر دے گی اور کہے گی کہ میں اس کی طاقت نہیں رکھتی جس بات سے تو خائف ہے اس سے میں بھی خائف ہوں۔ پھر ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہوگا۔

وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَۃٌ اِلٰی حِمْلِھَا لَا یُحْمَلُ مِنْهُ شَیْئًا وَّلَوْ کَانَ ذَا قُرْبٰی

"اگر کوئی بھاری بوجھ والا کسی کو اپنا بوجھ اٹھانے کے لیے پکارے گا تو کوئی اس کا بوجھ نہیں اٹھائے گا چہ جائیکہ وہ کتنا ہی قریبی ہو۔"

لواء الحمد کا حصول

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر کے منہ میں اس کا پسینہ لگام کی مانند ہوگا اس روز کی طوالت کے سبب حتیٰ کہ وہ کہے گا اے الہ العالمین مجھ پر رحم فرما۔ مجھے دوزخ میں بھیج دے لیکن یہاں سے خلاصی دے دے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور علیہ السلام سے روایت کیا کہ

ہر نبی کے پاس ایک مقبول دعا تھی تو وہ دنیا میں مانگتے تھے مگر میں نے وہ مقبول دعا محشر کے روز کے لیے اپنی اُمت کی شفاعت کے لیے محفوظ رکھی۔ خبردار میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں مگر میں اس پر فخر نہیں کرتا۔ اور میں وہ پہلا ہوں جس پر زمین کو کھول دیا جائے گا میں اس پر بھی فخر نہیں کرتا۔ اور محشر کے روز لواء الحمد میرے ہاتھ میں ہوگا۔ جس کے زیریں آدم اور بنی آدم اور بشر کے علاوہ بھی ہوں گے۔ مگر میں اس پر فخر نہیں کرتا۔

پھر فرمایا کہ:۔

"محشر کے روز لوگوں میں سخت غم و کرب ہوگا۔ پھر حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کریں گے اے ابوالبشر ہمارے لیے شفاعت فرمائیں اپنے پروردگار کی بارگاہ میں کہ وہ ہمارا فیصلہ فرمائیں۔ وہ فرمائیں گے مجھ سے ایسا کہنا ناممکن ہے کیونکہ میں تو اپنی لغزش کے سبب بہشت سے نکالا گیا تھا آج میں اپنی فکر میں ہوں لیکن تم حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں جاؤ وہ سب سے پہلے رسول ہیں تو لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں جا کر عرض کریں گے کہ آپ پروردگار عالم کی بارگاہ میں ہماری سفارش کریں۔ تو وہ بھی فرمائیں گے یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ میری دعا پر ساری مخلوق غرق ہو گئی تھی میں تو آج اپنی فکر میں ہوں۔ لیکن تم حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی خدمت میں جاؤ وہ اللہ کے دوست ہیں تو لوگ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں گے کہ آپ بارگاہِ الٰہ العالمین میں ہماری سفارش کریں کہ وہ ہمارا فیصلہ فرمادے تو وہ بھی فرمائیں گے کہ یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ مجھ سے تین باتیں ایسی ظہور پذیر ہوئیں جو صرف ظاہری طور پر اسلام سے مطابقت رکھتی تھیں۔ آپ نے فرمایا

وہ تین باتیں وہی ہیں جو انہوں نے اللہ کے دین کے لیے کہی تھیں
ان میں سے ایک تو اللہ عزوجل کے اس فرمان میں مذکور ہے کہ :۔

فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ "پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ستاروں میں دیکھا اور کہا کہ میں بیمار ہوں"

اور دوسری یہ ہے کہ :۔

بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا "بلکہ ان کے بڑے نے یہ سب کچھ کیا ہے"

اور تیسری یہ کہ :۔

"اپنی بیوی کے لیے یہ کہنا کہ وہ میری بہن ہے"

اس لیے میں بھی آج اسی فکر میں۔ تم حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ کلیم اللہ ہیں۔ وہ لوگ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونگے اور کہیں گے کہ آپ بارگاہ الٰہی میں سفارش کریں کہ وہ ہمارا فیصلہ فرما دے۔ آپ بھی فرمائیں گے۔ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ مجھ سے غیرارادی طور پر ایک قتل ہو گیا تھا اب تو میں اپنی فکر میں ہوں لہٰذا تم حضرت عیسیٰ رُوح اللہ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو کہ رُوح اللہ ہیں۔ لوگ حضرت عیسیٰ رُوح اللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں گے تو وہ بھی کہیں گے یہ نہیں ہو سکتا اس لیے کہ لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر مجھے اور میری ماں کی پوجا شروع کر دی۔ اب تو میں بھی اپنی ہی فکر میں ہوں۔ لیکن تم دیکھو گے کہ اگر تم میں سے کسی کے پاس تھیلی میں دولت ہو اور اس پر مہر لگی ہوئی ہو تو کیا کوئی اس مہر کو توڑے بغیر اس دولت پر پہنچ سکتا ہے تو سب کہیں گے نہیں۔ تب وہ فرمائیں گے کہ :۔

"بیشک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا اختتام ہوا اور آج وہ سب کے آ گئے ہیں اور تحقیق اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ ان کے وسیلہ سے ہماری بخشش فرما دے گا۔ لہٰذا تم وہاں جاؤ"

حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ لوگ میرے پاس

آئیں گے تو میں کہوں گا ہاں میں یہ کام کروں گا یہاں تک اللہ عزوجل اجازت فرما دے گا کہ میں جسے چاہوں پسند کروں مگر حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات بارگاہِ خداوندی سے منظوری تک انتظار فرمائیں گے۔ پھر جب اللہ عزّوجل اپنی مخلوق کا فیصلہ فرمائے گا تو ایک منادی ندا کرے گا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اُمت کہاں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ:۔

"ہم دنیا میں سب سے آخر اور محشر کے روز حساب و کتاب کے وقت سب سے پہلے ہوں گے۔ پس میں اور میری اُمت کھڑے ہوں گے اور دوسری اُمتیں ہمارے لیے راستہ کشادہ کر دیں گی ہم گزریں گے تو وضو سے ہماری پیشانیاں روشن ہوں گی۔ ہمارے لیے کہیں گے کہ یہ اُمت تو انبیاء جیسی لگ رہی ہے۔ پھر میں بہشت کے دروازے کی طرف بڑھوں گا اور اس کو کھلواؤں گا تو کہا جائے گا کون ہو؟ میں جواباً کہوں گا "محمّد رسول اللہ" ہوں۔ تو میرے لیے دروازہ کھول دیا جائے گا۔ میں داخل ہو کر بارگاہ خداوندی میں سربسجود ہو کر ایسی حمد کروں کہ نہ تو کسی نے اس سے پہلے کی ہو گی اور نہ ہی اس کے بعد کوئی ایسی حمد کرے گا۔ پھر کہا جائے گا کہ آپ اپنا سر اُٹھائیں جو بھی کہو گے سنا جائے گا اور جو کچھ مانگو گے عنایت فرمایا جائے گا۔ آپ شفاعت فرمائیں مقبول و منظور ہو گی۔ تب میں اپنا سر اٹھا کر ہر اس شخص کے لیے سفارش کروں گا جس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہو گا یعنی جو یقین کے ساتھ شہادت دے گا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بیشک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔"

جنّت میں کون داخل ہو گا؟

ایک روز حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں سے گفتگو کر رہے تھے تو حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا:۔

"اے کعب ہمیں خوف کی باتیں بتلایئے" حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"واللہ! ملائکہ اپنی تخلیق کے روز سے ہی ایسے کھڑے ہیں کہ ان کی کمر نہیں جھکی اور دوسرے سجدے میں ہیں کہ سر نہیں اٹھایا یہاں تک کہ صور پھونکا جائے گا تو وہ سب کہیں گے اے الٰہ العالمین ہم تیری تسبیح و تحمید کرتے ہیں مگر پھر بھی تیری عبادت کا حق ادا نہیں کر سکے۔

واللہ! محشر کے روز جہنم قریب کر دی جائے گی جس میں وہ دھاڑنے اور چنگھاڑنے کی آوازیں ہوں گی یہاں تک کہ جب بہت ہی نزدیک ہو گی تب وہ ایک ہولناک آواز نکالے گی تو تمام نبی اور شہید گھٹنوں کے بل جھک جائیں گے اور کہیں گے اے ہمارے پروردگار میں تجھ سے صرف اپنے لیے سوال کرتا ہوں حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت اسحاق علیہم السلام کو فراموش کر جائیں گے اور کہیں گے اے الٰہ العالمین میں تیرا خلیل ابراہیم ہوں۔ اے عمر بن خطاب اس روز اگر تیرے پاس ستر انبیاء کے اعمال بھی ہوں گے تب بھی تو یہی گمان کرے گا کہ خلاصی دشوار ہے۔"

یہ سن کر لوگ آہ وزاری سے نڈھال ہو گئے۔ جب حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ حال دیکھا تو فرمایا:۔

"اے کعب ہمیں کوئی بشارت سناؤ۔"

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

"بشارت یہ ہے کہ خوش ہو جاؤ کہ اللہ عزوجل کی تین سو تیرہ شریعتیں ہیں۔ اگر روز محشر کوئی بندہ بھی ان میں سے کسی ایک کو اخلاص کے کلمہ کے ساتھ لے کر آئے گا تو اللہ عزوجل اسے بہشت میں داخل

فرمائے گا۔ واللہ! تم اللہ کی رحمت کی حقیقت کو پالو تو تم عمل میں
سست ہو جاؤ گے۔ اے برادر اس دن کے لیے ابھی سے تیار ہو جاؤ
نیک اعمال کرو اور معصیت سے اجتناب کرو اس لیے کہ تیرا معین
روز محشر کے قریب ہے ورنہ اپنی زندگیوں پر شرمندہ ہو گا۔"

جاننا چاہیئے کہ جب تو مرے گا تو تیرے لیے محشر برپا ہو گا۔ جیسا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ کا قول ہے کہ تم محشر، محشر تو کہتے ہو حالانکہ تم میں سے کسی ایک کا مرنا ہی اس لیے محشر ہے۔

علقمہ بن قیس سے مذکور ہے کہ وہ کسی آدمی کے جنازہ میں شریک تھے۔ تو وہ قبر پر کھڑے ہو گئے جب اسے دفن کر دیا گیا تو فرمایا کہ اس بندے کے لیے تو محشر برپا ہو گیا۔ یہ اس لیے فرمایا کہ جب آدمی لقمہ اجل ہو جاتا ہے تو وہ محشر کے روز اپنے لیے امر کو مشاہدہ کرتا ہے کیونکہ وہ بہشت اور جہنم اور فرشتوں کا مشاہدہ کرتا ہے اور وہ عمل کی طاقت سے عاری ہے۔ اس لیے کہ اب وہ محشر کی منزل پر ہوتا ہے۔ پس لقمۂ اجل ہونے کے ساتھ ہی اس کے عمل موقوف ہو جاتے ہیں یعنی منقطع ہو جاتے ہیں۔ نیز محشر کے روز وہ اپنے اسی عمل پر اُٹھے گا جس پر اس کی موت ہوئی تھی۔ ان لوگوں کے لیے مسرت ہے جن کا خاتمہ بالخیر ہوا۔

حضرت ابو بکر واسطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ دولت مندرجہ ذیل تین طرح کی ہے:۔

پہلی طرح | موت کی دولت۔

دوسری طرح | موت کے وقت کی دولت۔

تیسری طرح | محشر کے روز کی دولت۔

زندگی کی دولت تو یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی اطاعت خداوندی میں گزارے۔

موت کے وقت کی دولت یہ ہے کہ توحید و رسالت کی شہادت دیتے ہوئے اس کی روح نکلے۔

صحیح دولت خوشخبری والی محشر کے روز کی ہے جب وہ قبر سے نکلے گا تو بشارت

دینے والا اس کو جنت کی خوشخبری دے گا۔

اہلِ تقویٰ اور مجرموں کا انکشاف

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں ذکر کیا جاتا ہے کہ آپ نے اپنی محفل میں مندرجہ ذیل آیۂ کریمہ تلاوت کی:۔

یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ۝ وَنَسُوْقُ الْمُجْرِمِیْنَ اِلٰی جَهَنَّمَ وِرْدًا۔ "قیامت کے روز اہلِ تقویٰ کو سوار کر کے رحمٰن کی طرف لایا جائے گا اور مجرموں کو پیاسا اور پیدل دوزخ کی طرف ہانکا جائے گا۔"

پھر فرمایا کہ:۔

اے لوگو! حوصلہ حوصلہ، کل محشر کے روز ٹولیوں کی صورت میں محشر کی جانب جمع کیا جائے گا تم فوج در فوج آؤ گے مگر اکیلے اکیلے بارگاہِ خداوندی میں کھڑے کیے جاؤ گے اور تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں حرف حرف دریافت کیا جائے گا۔ البتہ اولیائے رحمٰن کو جماعتوں کی صورت میں بارگاہِ خداوندی میں لایا جائے گا۔ اور گنہگاروں کو پا پیادہ گروہوں کی صورت میں دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ اور یہ سب اس روز ہو گا جب زمین ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائے گی اور تیرا پروردگار اور فرشتے صف بہ صف آئیں گے۔ اور اس روز دوزخ کو سرے سے لے کر پاؤں تک تباہی بنا کر لایا جائے گا۔ برادرِ عزیز تمہیں پچاس ہزار سال لمبے دن کے لیے ہلاکت درپیش ہے۔ یعنی زلزلے کے دن کی۔ محشر کے دن کی۔ حسرت کی۔ ندامت کے یوم کی ہلاکت کی۔ یہ سخت دن وہ دن ہے جب تمام لوگ سارے جہانوں کے پروردگار کے روبرو کھڑے ہوں گے۔ وہ دریافتگی کا دن ہے۔ وہ محاسبہ کا دن ہے وہ بازپرسی کا دن ہے۔ وہ زلزلے اور چیخ کا دن ہے۔ وہ کھڑ کھڑاتے کا دن ہے۔

وہ یوم النشور ہے۔ اس روز ہر شخص اپنے ہاتھوں سے کیے ہوئے تمام اعمال دیکھ لے گا۔ وہ نفع و نقصان کا ایسا دن ہے جس دن بہت سے چہرے سفید اور بہت سے چہرے سیاہ ہوں گے اس دن کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔ اس دن نہ کوئی باپ اپنے بیٹے کی طرف سے اور نہ بیٹا اپنے باپ کی طرف سے کوئی مطالبہ ادا کر سکے گا۔ اس سختی کے عام دن ظالموں کو ان کا کوئی عذر فائدہ نہیں دے گا۔ ان کیلئے لعنت اور بُرا ٹھکانہ ہو گا۔ اس روز ہر آدمی کو اپنی فکر دامن گیر ہو گی۔ اس روز مائیں اپنے بچوں کو بھول جائیں گی۔ اور حاملہ عورتوں کے حمل گر جائیں گے اور تو لوگوں کو نشے میں دیکھے گا مگر وہ نشہ میں نہیں ہوں گے اللہ رب العالمین کا عذاب بہت سخت ہے۔

سو سال مختلف پہلو میں گزارنا

حضرت مقاتل بن سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ محشر کے روز لوگ سو سال تک اس طرح کھڑے رہیں گے کہ ان کے منہ میں پسینہ لگام کی طرح ہو گا۔ اور سو برس تک حیرت زدہ تاریکی میں کھڑے رہیں گے اور سو برس تک باہم مل جل کر اپنے پروردگار کی بارگاہ میں جھگڑا کرتے رہیں گے۔

کہتے ہیں کہ قیامت کے ایک یوم کی مقدار پچاس ہزار برس کے مساوی ہے مگر وہ خالص مومن کے لیے ایک ساعت کی مانند گزر جائے گی۔ اے صاحب شعور اطاعت خداوندی میں دنیا کی تکالیف پر صبر کرتا کہ محشر کے دن کے مصائب تیرے لیے سہل ہو جائیں گے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

○

پانچواں باب

دوزخ اور اہل دوزخ کا اظہار

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم کی آگ کو ایک ہزار برس کے لیے روشن کیا گیا حتیٰ کہ وہ سرخ ہو گئی۔ پھر اسے ایک ہزار سال تک روشن کیا گیا حتیٰ کہ وہ سفید ہو گئی۔ پھر ایک ہزار برس تک روشن کیا گیا حتیٰ کہ وہ اندھیری سیاہ رات کی طرح سیاہ ہو گئی۔

حضرت یزید بن مرثد سے روایت ہے کہ ان کے آنسو کبھی نہ تھمتے تھے۔ آپ دائمی طور پر روتے رہتے تھے۔ جب آپ سے دریافت کیا گیا تو فرمایا اگر اللہ عزّوجل نے مجھے یوں وعید دی ہوتی کہ اگر گناہ کیا تو دائمی طور پر حمام میں محبوس رہے گا تب بھی حق یہ ہے کہ میرے آنسو نہ رُکتے لیکن یہاں تو وعید ہی ایسی آگ میں محبوس رکھنے کی ہے جس کو صرف بھڑکانے کا عرصہ تین ہزار سال ہے۔

حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنّم میں اونٹ کی گردن کی طرح کے سانپ ہیں جس کو وہ ڈسیں گے تو وہ چالیس سال تک تکلیف میں مبتلا رہے گا اور خچروں کی طرح کے بچھو ہیں وہ بھی جس کو ڈسیں گے تو وہ چالیس سال تک اس کی تکالیف میں مبتلا رہے گا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مقولہ ہے کہ یہ تمہاری دنیا کی آگ دوزخ کی آگ سے ستّر حصے کم ہے۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ تمھاری یہ دنیا کی آگ دوزخ کی آگ سے پناہ مانگتی ہے۔

حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے کہ دوزخیوں میں کمترین عذاب والا وہ ہے جس کے پاؤں میں آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے۔ جس سے اس کا دماغ ہنڈیا کی طرح اُبل رہا ہوگا۔ اس کی آنکھوں سے آگ کے شعلے نکل رہے ہوں گے۔ اس کی آنتیں بطن سے نکل کر اس کے پاؤں میں پڑی ہوں گی، وہ یہ جانتا ہوگا کہ سب سے زیادہ عذاب مجھ پر ہی طاری ہے حالانکہ وہ جہنمیوں میں سے معمول سے عذاب میں مبتلا ہوگا۔

گدھوں جیسی آوازیں ہونا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ دوزخی لوگ دوزخ کے داروغہ مالک نامی کو پکاریں گے تو چالیس برس تک ان کو جواب نہیں ملے گا پھر داروغۂ دوزخ ان سے کہے گا کہ تم نے بس دائمی طور پر یہاں ہی رہنا ہے پھر وہ اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم کو پکاریں گے اور کہیں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔

رَبَّنَا اَخْرِجْنَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ "اے ہمارے رب ہمیں نکال دے۔ اگر پھر ہم ایسا کریں گے تو بیشک ہم ظالمین میں سے ہوں گے۔"

تو انھیں پوری دنیا کی مدت کی دگنی مقدار تک جواب نہیں دیا جائے گا۔ پھر ان سے کہا جائے گا کہ:۔

اِخْسَئُوْا فِیْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ "راندے ہوئے اس میں رہو اور تم کلام نہ کرو۔"

صحابی کا فرمان ہے کہ واللہ! پھر وہ قوم ایک فقرہ تک نہیں بولے گی۔ پس اس کے بعد دوزخ میں ان لوگوں کی چیخ و پکار ہوگی، ان کی آوازیں گدھوں جیسی ہوں گی جس کی اوّل کو زفیر اور آخر کو شہیق کہتے ہیں پھر حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اے قوم

کیا تمھارے لیے اس سے کوئی پناہ ہے یا کیا تم اس پر صبر کر سکتے ہو۔ اے قوم تم پر اللہ عزوجل کی اطاعت آسان ہے لہٰذا اس کی اطاعت کیجئے۔

جہنمی کا ایک ہزار سال چیخنا

کہتے ہیں جہنمی ہزار برس تک چیختے رہیں گے مگر انھیں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ پھر وہ کہیں گے اگر ہم دنیا میں صبر کرتے تو خلاصی حاصل کر لیتے تو وہ ایک ہزار برس تک صبر کریں گے لیکن ان کے عذاب میں ذرہ برابر بھی کمی نہ ہوگی۔ تب وہ کہیں گے:۔

سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَجَزِعْنَا أَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيصٍ "ہمارے لیے مساوی ہے ہم فریاد کریں یا صبر کریں اب ہمارے لیے کوئی خلاصی نہیں ہے۔"

پھر وہ اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ سے پیاس اور عذاب کی سختی کی وجہ سے ایک ہزار سال تک بارش کی دعا کرتے رہیں گے تاکہ حرارت اور پیاس میں کمی ہو۔ جب وہ ایک ہزار سال تک آہ وزاری کرتے رہیں گے تب اللہ عزوجل حضرت جبرائیل امین علیہ السلام سے فرمائیں گے یہ کیا چیز مانگتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام عرض کریں گے اے اللہ العالمین تو جانتا ہے کہ یہ بارش کا سوال کر رہے ہیں۔ پھر ایک سرخ بادل ظہور پذیر ہوگا وہ خیال کریں گے کہ مینہ برسے گا لیکن اس سے خچر کی طرح کے بچھو گریں گے اگر وہ ان میں سے ایک کو بھی ڈسے گا تو ایک ہزار برس تک اس کا درد نہ جائے گا۔
پھر اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں ایک ہزار برس تک بارش کی دعا مانگیں گے تو ایک سیاہ بادل ظاہر ہوگا تو وہ کہیں گے کہ یہ بارش والا بادل ہے لیکن ان پر اونٹ کی گردنوں جیسے سانپوں کی بارش ہوگی۔ اگر وہ کاٹ لے گا تو ایک ہزار برس تک اس کے درد میں کمی رونما نہ ہوگی۔ اور یہی معنی ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے کہ:۔

زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ "ہم ایک عذاب پر دوسرے عذاب کو زیادہ کر دیں گے ان کے فساد کی وجہ سے۔"

یعنی اللہ رب العزت تبارک تعالیٰ عزوجل کا انکار اور گناہ کے سبب سے۔
اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے عذاب سے خلاصی حاصل کرسکتا ہے اور اس سے اجر و ثواب کی اُمید رکھتا ہے تو اسے چاہیئے کہ دنیا کی سختیوں پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی اطاعت میں صبر کرے۔ اور گناہ اور دنیا کی خواہشات سے پرہیز کرے۔ کیونکہ بہشت کو مصیبتوں اور سختیوں نے اور دوزخ کو خواہشات نے گھیرا ہوا ہے جیسا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے جن کا اُردو ترجمہ یہ ہے :۔

"دانشور کے لیے بڑھاپا ایک سبق ہے جب اس کے آثار چہروں پر ظاہر ہوتے ہیں تو وہ اسے بچپن جیسی باتوں سے منع کرتا ہے میں دیکھتا ہوں کہ آدمی اس وقت بھی عیش کی خواہش کرتا ہے جب کھیتی کا پودا سبزے کے بعد زرد پڑ جاتا ہے۔ بُرے دوست کی ملاقات سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ اگر اس سے اجتناب کی صورت نہ ہو تو پھر اپنے گھر میں رہ۔ سچے دوست کے نزدیک ہو اور اس کے ساتھ جھگڑنے سے ڈر تب تو اس کی خالص دوستی پالے گا۔ کسی ایسے شریف آدمی کی ہمسائیگی تلاش کر جس کی ہمسائیگی میں تجھے بلندی حاصل ہو۔ کسی نااہل کے ساتھ بھلائی کرنے والا اس کا صلہ سمندر کی تہہ میں تلاش کرے۔ اللہ عزوجل کا بہشت آسمانوں کی چوڑائی میں ہے مگر وہ مشکلات میں محفوظ ہے۔

جنّت و جہنم کے حصار کا اظہار عنبریہ

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم رسول معظم سیّدالانبیاء حبیبِ خدا علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ اللہ عزوجل سبحانہ، تبارک و تعالیٰ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو بُلا کر بہشت کی جانب بھیجا اور فرمایا وہ نعمتیں دیکھتے جو جنتیوں کے لیے ہیں۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام دیکھ کر واپس ہوئے اور عرض کیا

اے الٰہ العالمین تیری عزت کی قسم ہر سننے والا اس میں ضرور داخل ہوگا۔ پھر مشکلات کا حصار کرتے ہوئے فرمایا کہ اب دیکھئے۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے واپس آکر عرض کیا اے الٰہ العالمین تیری عزت کی قسم مجھے ڈر ہے کہ اب کوئی شاید ہی اس میں داخل ہو سکے۔ پھر اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو دوزخ کی طرف بھیجا کہ دوزخیوں کے لیے تیار کردہ عذاب کا مشاہدہ کرے۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے واپسی پر عرض کیا اے الٰہ العالمین تیری عزت کی قسم کوئی بھی سننے والا اس میں داخل نہ ہوگا۔ پھر لذات وخواہشات کا حصار کر کے فرمایا کہ اب جاکر دیکھئے۔ تو واپس آکر حضرت جبرائیل امین علیہ السّلام نے عرض کیا اے الٰہ العالمین تیری عزت کی قسم مجھے ڈر ہے کہ اب تو کوئی بھی اس میں داخل ہوتے نہیں رہے گا۔ حضور نبی غیب دان علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا جس طرح تمھاری مرضی ہو جہنم کا ذکر و لیکن جس قدر تم بیان کرو گے وہ شے اس سے بھی زیادہ سخت ہوگی۔

حضرت میمون بن مہران کا قول ہے کہ جب مندرجہ ذیل آیۂ کریمہ کا نزول ہوا۔

وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ "اور تحقیق ان تمام کیلئے دوزخ کا وعدہ ہے"۔

تو حضرت سلیمان علیہ السّلام سر پر ہاتھ رکھ کر نکلے اور بھاگ گئے اور تین روز تک کسی سے بھی ملاقات نہ کی وہ بڑی مشکل سے لوٹے۔

عذابِ قبر برحق ہے

صحابئ رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت جبرائیل علیہ السّلام خلاف معمول حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اس طرح حاضر ہوئے کہ ان کا رنگ متغیر تھا۔ حضور نبی غیب دان علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا جبرائیل تمھارا رنگ کیونکر بدلا ہوا ہے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کی بارگاہِ اقدس ایسے وقت حاضر ہوا ہوں کہ مجھے دوزخ کی آگ دھونکنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور ایسے شخص کے لیے مناسب نہیں کہ جو شخص علم رکھتا ہے

کہ دوزخ، دوزخ کی آگ، عذابِ قبر برحق ہے اور اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ کا عذاب بہت ہی سخت ہے۔ پھر دوزخ سے محفوظگی سے پہلے اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ تو حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصّلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا اے جبرائیل مجھے جہنم کی کیفیت سے آگاہ کیجئے۔ عرض کیا ہاں یارسول اللہ علیہ وسلم اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے جہنم کو بنایا تو پھر اسے ایک ہزار برس تک بھڑکایا گیا یہاں تک کہ وہ سُرخ ہو گئی۔ پھر ہزار سال تک بھڑکایا گیا کہ وہ سفید ہو گئی۔ پھر ہزار سال تک بھڑکایا گیا کہ وہ سیاہ ہو گئی۔ چنانچہ یہ بہت ہی اندھیری ہے۔ اس کے شعلے اور انگارے کبھی نہیں بجھیں گے۔ اس ذات برحق کی قسم جس نے آپ کو حق پر مبعوث فرمایا۔ اگر جہنم کو سوئی کے سوراخ جتنا بھی کھول دیا جائے تو تمام دنیا والے جل کر راکھ ہو جائیں گے۔ اور واللہ! اگر دوزخیوں کے کپڑوں میں سے ایک کپڑا بھی زمین و آسمان کے مابین لٹکا دیا جائے تو سب کے سب اس کی بدبو اور حرارت سے ختم ہو جائیں گے۔ اور اگر قرآن میں مذکور زنجیر میں سے ایک ہاتھ پور ٹکڑا پہاڑ پر رکھ دیا تو وہ پگھل جائے گا اور زنجیر ساتویں آسمان تک پہنچ جائے گی۔ اگر مغرب میں ایک شخص کو عذاب دیا جائے تو اس کی سختی سے اہلِ مشرق جل کر خاکستر ہو جائیں گے۔ اس کی تپش بہت ہی زیادہ ہے اور وہ بہت ہی عمیق ہے۔ اس کے زیورات لوہے کے ہیں۔ وہاں پینے کے لیے کھولتا ہوا پانی اور پیپ ہے۔ آگ کا لباس ہے اس کے سات دروازے ہیں۔ مردوں کے لیے الگ دروازے ہیں اور عورتوں کے لیے بھی الگ دروازے ہیں۔

دروازہ دوزخ کا حقیقی انکشاف

حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ افضل الصّلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ اے جبرائیل کیا دوزخ کے دروازے ہمارے دروازوں کی طرح ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم نہیں وہ کھلے ہوئے اور اُوپر نیچے ہیں۔ اور ستر سال کی مسافت پر ایک دوسرے سے دُور ہیں اور

ہر دروازہ دوسرے دروازے سے ستر گنا زیادہ گرم ہے۔ اللہ عزّوجل تبارک و تعالیٰ کے دشمنوں کو دوزخ کے دروازوں پر لایا جائے گا تو دوزخ کے داروغے طوق اور زنجیروں سے اس کا استقبال کریں گے پھر زنجیریں ان کے منہ میں ڈال دی جائیں گی جو پیچھے نکل آئے گی اور اس کے بائیں ہاتھ کو گردن سے باندھ دیا جائے گا اور دائیں ہاتھ کو اٹھا کر کے پس پست زنجیروں سے جکڑ دیا جائے گا۔ اور ہر شخص کو اس کے شیطان کے ساتھ زنجیروں سے باندھ کر منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔ فرشتے لوہے کے گرز سے انھیں ماریں گے۔ اگر کوئی اس تکالیف سے نجات چاہے گا تو اسے پھر اس میں دھکیل دیا جائے گا۔

حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل ان دروازوں میں مکین کون ہیں۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے نچلے دروازے میں منافق اور اصحابِ مائدہ سے کفر کرنے والے اور فرعون کے ماننے والے ہیں۔ اس جگہ کا نام ہاویہ ہے۔

دوسرے دروازے میں مشرکین ہیں۔ اس جگہ کا نام جحیم ہے۔ تیسرے دروازے میں صابی ہیں ان کا نام سقر ہے۔ چوتھے دروازے میں ابلیس اور ان کی اتباع کرنے والے ہیں اور آگ کو پوجنے والے ہیں۔ اس جگہ کا نام لظیٰ ہے۔ پانچویں دروازے میں یہودی ہیں ان کا نام حطمہ ہے۔ چھٹے دروازے میں نصرانی ہیں اور اس کا نام السعیر ہے پھر حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے حیا کرتے ہوئے جبرائیل رک گئے تو آپ نے فرمایا کہ ساتویں دروازے والوں کے بارے میں بھی انکشاف کرو۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اس میں آپ کی اُمت میں سے گناہ کبیرہ کرنے والے ہوں گے جنہوں نے توبہ نہ کی ہو گی اور دنیا سے کوچ کر گئے ہوں گے۔ آپ یہ سن کر غشی کے عالم میں گر گئے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے آپ کا سر مبارک اپنی گود میں رکھا۔ جب کچھ افاقہ ہوا تو فرمایا اے جبرائیل میرے لیے یہ بات بہت بڑی مصیبت اور بہت بڑا غم ہے کہ میری اُمت میں سے کوئی شخص دوزخ میں جائے۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ کی اُمت کے کبیرہ گناہ کرنے والے دوزخ میں جائیں گے۔ پھر حضور سید الرسل امام السبل صلی اللہ علیہ وسلم نے رونا شروع کر دیا اور آپ اپنے حجرہ مبارک میں تشریف

لے گئے اور لوگوں سے تنہائی فرمائی۔ صرف نماز کے لیے تشریف لاتے اور پھر اندر تشریف لے جاتے۔ دو روز یہی تنہائی اور گریہ وزاری میں بیت گئے۔ تیسرے روز حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حاضر ہوکر بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا اے رحمت کے گھر والو۔ آپ پر سلامتی ہو۔ کیا حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضری کی کوئی سبیل ہے لیکن وہاں سے کوئی جواب نہ ملا اور وہ ایک کونہ میں کھڑے ہوکر رونے لگے۔ اسی طرح حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ آئے پھر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آتے لیکن سب کے سب جواب سے قاصر رہے۔ تو وہ روتے ہوتے گرتے گراتے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے در اقدس پر حاضر ہوتے اور عرض کیا اے سیدہ آپ پر سلام ہو۔ اس وقت حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ گھر میں موجود نہیں تھے۔ پھر کہا اے محبوب خدا کے لخت جگر۔ محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء نے لوگوں سے تنہائی فرمائی ہے صرف نماز پڑھنے کے لیے تشریف آوری ہوتی ہے۔ نہ کسی سے گفتگو فرماتے ہیں اور نہ ہی کسی کو حاضر ہونے کی اجازت دیتے ہیں۔ سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا چادر اوڑھے ہوئے در رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوکر سلام عرض کر کے کہنے لگیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ ہوں آپ اس وقت سجدہ میں سر رکھ کر رو رہے تھے۔ سر مبارک اُٹھا کر فرمایا بیٹی فاطمہ کیا بات ہے تمھارے لیے تو کوئی رکاوٹ نہیں ہے فرمایا فاطمہ کے لیے دروازہ کھول دیجئے۔ آپ اندر تشریف لے گئیں اور آپ کو ایسی حالت میں دیکھ کر خود بھی رونا شروع کر دیا۔ آپ کا رنگ زرد ہو گیا ہے۔ حالت نازیبا ہے۔ چہرہ انور سے رونے اور غم کے سبب گوشت ڈھلک چکا ہے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کیا کوئی نیا حکم آیا ہے۔ ارشاد گرامی ہوا کہ فاطمہ جبرائیل آتے تھے اور دوزخ کے دروازوں کی کیفیات سناتے ہوتے بتایا کہ ساتویں دروازے میں میری اُمّت کے کبیرہ گناہ کرنے والے ہوں گے فرمایا انھیں ملائکہ گھسیٹ کر لے جائیں گے دوزخ میں۔ لیکن ان کے نہ چہرے سیاہ ہوں گے اور نہ ہی آنکھیں نیلی ہوں گی اور نہ ہی ان کے مونہوں پر مہریں ہوں

گی اور نہ ہی انھیں ابلیس کی ہمراہی حاصل ہو گی۔ اور نہ ہی انھیں زنجیروں سے باندھا جائے گا۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ان لوگوں کو ملائکہ کیسے دوزخ میں لے جائیں گے۔ فرمایا مردوں کو داڑھیوں سے پکڑ کر اور عورتوں کو چوٹی کے بالوں سے پکڑ کر دوزخ میں لے جائیں گے۔ میری اُمت کے کتنے بوڑھے ہوں گے۔ جن کی داڑھیوں کو پکڑا جائے گا اور انھیں جہنم رسید کیا جائے گا اور وہ اپنی ضعیفی کی دہائی دیتے ہوئے پکارتے رہ جائیں گے اور کتنے نوجوانوں کو داڑھیوں سے پکڑ کر دوزخ رسید کیا جائے گا۔ اور وہ اپنی جوانی اور اپنے حسن وجمال کی دہائی دیتے رہ جائیں گے۔ اور میری اُمت کی کتنی عورتیں ہوں گی جنہیں پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر جہنم رسید کیا جائے گا اور وہ اپنی بے پردگی اور اہانت پر چلاتی رہیں گی۔ ان لوگوں کو ملائکہ دیکھ کر کہیں گے کہ یہ لوگ کون ہیں۔ ہمارے پاس بدنصیب لوگ تو کبھی نہیں آئے۔ یہ کون لوگ ہیں۔ جن کے چہرے سیاہ نہیں ہیں اور جن کی آنکھیں نیلگوں نہیں ہیں اور نہ ہی ان کے مونہوں پر مہر ہے اور نہ ہی انھیں شیاطین کے ساتھ جکڑا گیا ہے نیز ان کی گردنوں میں طوق بھی نہیں ہے۔ تو لے جانیوالے ملائکہ جواب دیں گے ہمیں اسی طرح ان کو تمہارے پاس لانے کا حکم دیا گیا تھا تب مالک فرشتہ ان سے کہے گا اے بدبخت لوگو! تم کن میں سے ہو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب ملائکہ انھیں آگے لے جا رہے ہوں گے تو وہ پکاریں گے "واہ محمداہ" یعنی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہماری استعانت فرمایئے۔ لیکن مالک فرشتے کو دیکھتے ہی اس کی ہیبت سے حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کا نام مبارک بھول جائیں گے۔ تو وہ ان سے کہیں گے تم کون ہو؟ وہ کہیں گے ہم وہ ہیں جس پر قرآن کا نزول ہوا۔ ہم وہ ہیں جو رمضان المبارک کے روزے رکھا کرتے تھے مالک فرشتہ گویا ہو گا کہ قرآن تو اُمت محمدیہ پر نازل ہوا تھا۔ پھر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک سنتے ہی کہیں گے ہم اُمت محمدیہ ہیں۔ مالک فرشتہ کہے گا کیا تمھیں گناہوں سے روکنے والی کوئی بات قرآن میں نظر نہیں آئی جب وہ انہیں دوزخ کے کنارے لے جا کر دوزخ کے داروغوں کے سپرد کر دے گا تو وہ کہیں گے مالک ذرا ہمیں اپنی حالت زار پر آنسو بہانے کی اجازت دے دے۔ اجازت دی جائے گی۔

جب اجازت مل جائے گی تو خوب روئیں گے یہاں تک کہ خون کے آنسو روئیں گے۔
پھر مالک کہے گا کاش کہ تم اس طرح دنیا میں روتے اور اسی طرح دنیا میں اللہ سے ڈرتے تو آج تمھیں آگ نہ چھوتی۔ پھر مالک فرشتہ داروغوں سے کہے گا انھیں پکڑ کر آگ میں پھینک دیجئے۔ جب انھیں آگ میں پھینک دیا جائے گا تو سب پکاریں گے ماسوائے اللہ کسی کی بھی عبادت نہیں کرنی چاہیئے۔ تو آگ واپس لوٹ آتے گی۔ مالک فرشتہ آگ سے کہے گا کہ اے آگ انھیں پکڑیئے۔ مگر آگ کہے گی میں کلمہ گو کو نہیں پکڑتی۔ مالک فرشتہ پھر کہے گا تو آگ پھر پہلا ہی جواب دے گی۔ مالک فرشتہ کہے گا۔ ہاں عرش والے رب نے اسی کا حکم دیا ہے تب وہ ان میں سے کسی کو پاؤں تک، کسی کو گھٹنوں تک، کسی کو پسلیوں تک، کسی کو گلے تک پکڑلے گی۔ جب آگ چہرے کی طرف بڑھے گی تو مالک آگ سے کہے گا ان کے چہرے کو نہ جلانا اس لیے کہ انہوں نے دنیا میں کبھی بارگاہِ الٰہی میں سجدے کیے تھے۔
اسی طرح ان کے دلوں کو نہ جلا کیونکہ وہ رمضان میں پیاسے رہ چکے ہیں جب تک رب تعالیٰ عزوجل کو منظور ہوگا وہ دوزخ میں رہیں گے اور یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِین یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ کہتے رہیں گے۔

مالک فرشتہ کا جبرائیل کی تعظیم کرنا

جب اللہ رب العزّت تبارک و تعالیٰ اللہ عزّوجل ان گنہگاروں کو دوزخ سے نکالنے کا حکم فرمائیں گے تو پہلے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام سے فرمائیں گے کہ اُمتِ محمدیّہ نے کیا گناہ کیا تھا۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام بارہِ اقدس میں عرض کریں گے اے الہٰ العالمین اس کا بہتر علم آپ ہی کو ہے۔ حکم ہوگا دیکھتے وہاں ان کا کیا حال ہے جبرائیل علیہ السلام جاکر مالک فرشتہ کا رُخ کریں گے۔ مالک فرشتہ دوزخ کے درمیان تخت پر تخت نشین ہوگا۔ وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھتے ہی تعظیم کے لیے کھڑا ہو جائے گا اور وہاں آنے کا مقصد دریافت کرے گا۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کہے گا اُمتِ محمدیّہ کے گنہگاروں کا کیا حال ہے۔ مالک بتائے گا کہ یہ تو بہت ہی بُرے حال میں ہیں ان کے

اجسام کے گوشت کو آگ نے جلا دیا ہے۔ صرف ان کے چہرے اور دل نورِ ایمان کے سبب محفوظ ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کہیں گے ذرا ڈھکنا اٹھائیے میں بھی انھیں دیکھ لوں۔ دوزخ کے خازن فرشتے مالک کے حکم سے ڈھکنا اٹھائیں گے۔ تب وہ لوگ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے حسن اور صورت کو دیکھ کر یقین کر لیں گے کہ فرشتہ عذاب نہیں ہے۔ پھر وہ سوال کریں گے۔ یہ اس قدر حسین وجمیل بندہ کونسا ہے۔ مالک فرشتہ کہے گا یہ جبرائیل ہے۔ یہ اللہ عزّوجل کا وہ مکرّم ومعظم فرشتہ ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی لایا کرتا تھا۔ حضور سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام اسمِ گرامی سنتے ہی وہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام سے کہیں گے کہ حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی خدمت عالیہ میں ہمارا سلام کہنا اور یہ کہ ہمارے گناہوں نے ہمیں آپ سے الگ کر دیا ہے۔ نیز ہماری اچھی حالت کا بھی تذکرہ کرنا۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام واپس بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوگا تو اللہ رب العزّت تبارک وتعالیٰ فرمائے گا کہ اُمت محمّدیہ کا کیا حال ہے۔ وہ عرض کرے گا اے الہٰ العالمین وہ بہت بُرے حال میں ہیں۔ حکم ہوگا کہ انہوں نے تجھ سے کیا کہا ہے۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام عرض کریں گے کہ انہوں نے مجھ سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں سلام اور بدحالی عرض کرنے کا تذکرہ کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہوگا جائیے اور پہنچا دیجئے۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ السلام میں عرض کریں گے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی اُمت کے گنہگاروں سے آرہا ہوں جنہیں جہنم میں عذاب دیا جا رہا ہے۔ وہ آپ کی خدمت میں سلام عرض کر رہے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارا بہت بُرا حال ہے اور رہنے کی جگہ بھی تنگ ہے حضور سیّد عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم عرش کے نیچے حاضر ہو کر سربسجود ہوں گے رب تعالیٰ عزّوجل کی بے مثال حمد وثناء کریں گے۔ اللہ عزّوجل فرمائے گا آپ سرِ اقدس اُٹھائیے مانگیے عطا کیا جائے گا اور شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی۔ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم عرض کریں گے اے میرے پروردگار میری اُمت کے کچھ لوگ بدنصیب آپ کے فیصلے کے

مطابق عذاب میں مبتلا ہیں ان کے حق میں میری سفارش کو قبول فرمائیے۔ اللہ عزوجل فرمائے گا آپ کی سفارش کو قبول کیا گیا۔ تشریف لے جاکر ہر کلمہ پڑھنے والے کو وہاں سے نکال لائیے آپ تشریف لے جائیں گے تو مالک فرشتہ دیکھتے ہی تعظیم بجالاتے ہوئے کھڑا ہو جائے گا۔ آپ مالک فرشتے سے فرمائیں گے میرے بدنصیب اُمتی کس حال میں ہیں۔ وہ کہے گا برے حال میں ہیں۔ اور ٹھکانہ تنگ ہے۔ آپ کے فرمان پر دوزخ کا دروازہ کھولا جائے گا دوزخی آپ کو دیکھتے ہی پکار کر عرض کریں گے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہمارے اجسام اور جگر کو آگ نے جلا کر راکھ کر دیا ہے۔ آپ ہم سب کو یہاں سے نکالیں۔ وہ سب آگ سے جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے۔ حضور رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ان تمام کو نکال کر بہشت کے دروازے کے پاس ایک نہر پر لے جائیں گے جس نہر کا نام حیوان ہے وہ اس میں نہا کر جوانوں کی طرح نکلیں گے۔ ان کی آنکھیں سرمگیں اور چہرے چاند کی طرح روشن ہوں گے ان کی پیشانیوں پر لکھا ہو گا وہ دوزخی جن کو دوزخ کی آگ سے رب العزت تبارک وتعالیٰ نے نجات عطا فرمائی ہے۔ پس وہ بہشت میں داخل ہوں گے۔ دوسرے دوزخی مسلمانوں کو دوزخ سے نکلتے ہوئے دیکھ کر کہیں گے کاش کہ ہم نے بھی اسلام قبول کیا ہوتا تو ہم بھی دوزخ سے رہائی حاصل کرتے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے :۔

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ”کافر یہ خواہش کریں گے کہ ہم بھی مسلمان ہوتے۔“

موت کی پہچان اور موت کا ذبح کیا جانا

حضور سید الانبیاء حبیب خدا احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء فرماتے ہیں کہ موت کو خاکی مینڈک کی شکل میں لایا جائے گا پھر بہشتیوں سے کہا جائے گا کیا تم موت کو جانتے ہو؟ وہ سب موت کی طرف دیکھیں گے اور اسے پہچان لیں گے اور اہل نار سے کہا جائے گا کیا تم موت کو جانتے ہیں۔ وہ موت کو دیکھ کر پہچان لیں گے پھر وہ موت

بہشت اور جہنم کے درمیان ذبح کر دی جائے گی۔ پھر کہا جائے گا اے بہشت والو! اب ہمیشہ رہو۔ موت نہیں آئے گی۔ اے اہل نار تم بھی اس میں ہمیشہ رہو موت نہیں آئے گی۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے :۔

وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ "اور انھیں ندامت و حسرت کے اس روز سے ڈرائیں جب فیصلے کا حکم ہو گا۔"

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معصیت خواہ کو اللہ عزوجل سبحانہ، تبارک و تعالیٰ کی کسی نعمت پر اترانا نہیں چاہیئے کیونکہ اس کے پیچھے ایک کھوج لگانے والا لگا ہوا ہے اور وہ دوزخ ہے کہ معمولی سی ٹھنڈی ہوتی ہے تو پھر اسے بھڑکایا جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

○

چھٹا باب

بہشت اور اہلِ بہشت کا انکشاف

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضور رسالتمآب سید الانبیاء محبوب خدا خواجہ ہر دوسرا احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنّت کس چیز سے بنائی گئی ہے آپ نے ارشاد فرمایا جنّت پانی سے بنائی گئی ہے. ہم نے آپ سے اس کی تفصیل کے لیے عرض کی تو فرمایا کہ جنّت کی ایک اینٹ سونے کی ہے اور دوسری اینٹ چاندی کی ہے اور گارا مشک کا اور مٹی زعفران کی ہے اور اس کے سنگریزے موتیوں اور یاقوت کے ہیں. جو اس میں داخل ہو گا وہ ہر طرح سے بے خوف ہو گا وہ اس میں ہمیشہ رہے گا. اسے موت نہیں آئے گی نہ ہی اس کے لباس پھٹیں گے نہ ہی اس کی جوانی ڈھلے گی پھر حضور سید الرسل امام السبل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں کی دُعا کبھی رد نہیں ہوتی :۔

پہلا آدمی | عادل حاکم کی دعا ردّ نہیں ہوتی ۔

دوسرا آدمی | روزہ رکھنے والے کی افطار کے وقت کی دُعا ردّ نہیں ہوتی ۔

تیسرا آدمی | مظلوم کی دُعا ردّ نہیں ہوتی. ان کی دعا کو بادلوں سے اُوپر اٹھایا جاتا ہے. اللہ عزوجل اسے دیکھ کر فرماتا ہے مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں تیری مدد ضرور کروں گا چہ جائیکہ اس میں دیر ہو جائے ۔

نعمائے بہشت کا اظہار

حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے حضور نبی غیب دان صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا کہ بہشت میں ایک اتنا بڑا درخت ہو گا کہ جس کے سایہ کو ایک سوار سو برس تک بھی پار نہیں کر سکے گا۔ نیز بہشت میں وہ نعمتیں ہوں گی جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ ہی کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی کے تصور میں آسکتی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے :۔

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَھُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ "انسان کی آنکھ کی ٹھنڈک جوان کے لیے پوشیدہ کی گئی ہے اسے کوئی نہیں جانتا۔"

اور جنت و بہشت کی بیکار جگہ تمام دنیا کی رعنائیوں سے بہتر ہے۔

بلقعہ نامی حور کی تخلیق کا عظیم عنصر

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ بہشت میں بلقعہ نام کی ایک حور مشک و عنبر کافور اور زعفران کے اربعہ عناصر سے بنی ہوئی ہے اس کا خمیر نہر حیوان کے پانی سے تیار کیا گیا ہے۔ اللہ عزّوجل کے کُن فرمانے سے وہ وجود میں آئی تمام حوریں اس پر فریفتہ ہیں۔ اس کے ایک دفعہ تھوکنے سے سمندر کا کڑوا پانی میٹھا ہو جائے گا۔ اس کے سینے پر مرقوم ہے :۔

"جو شخص میرے جیسی حور کا متمنی ہے تو اسے چاہیئے کہ اپنے پروردگار کی اطاعت بجالائے۔"

بہشت کا حقیقی اظہار

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ بہشت کی زمین چاندی کی ہے اور اس کی مٹی مشک کی ہے۔ بہشتی پیڑوں کے تنے چاندی کے ہیں۔ شاخیں موتی اور زبرجد کی ہیں۔ پتے اور پھل نیچے ہوں گے چاہے کوئی کھڑا ہو کر کھائے یا لیٹ کر کھائے۔ اسے پھل توڑنے میں کسی قسم کی دشواری نہیں ہو گی۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے :۔

وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا "اور اس کے پھل میٹھے ہوں گے کھڑا اور بیٹھا ہوا سہولت کے ساتھ توڑے گا۔"

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ اس ذات کی قسم جس نے حضرت محمد مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء پر کتاب اُتاری بیشک بہشتیوں کا حسن و جمال اس طرح روز افزوں رہے گا جیسے وہ دنیا میں بڑھاپے کی طرف رواں دواں تھے۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید الانبیاء محبوبِ خدا علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ جب بہشتی بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہوں گے تو ایک منادی ندا کرے گا اے بہشتیو! اللہ عزّوجل آج تمہارے ساتھ کیا ہوا عہد پورا کرنا چاہتے ہیں۔ وہ کہیں گے کونسا عہد۔ کیا اس نے ہمارے میزان کو ثقیل نہیں فرمایا؟ ہمارے چہروں کو روشن نہیں بنایا۔ اور دوزخ سے خلاصی دے کر بہشت میں داخل نہیں فرمایا فرمایا پھر حجابات اٹھا دیئے جائیں گے اور وہ اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے۔ واللہ! بہشتیوں کو دی جانے والی نعماء میں سے کوئی نعمت بھی دیدار خداوندی سے زیادہ ان کو مرغوب نہ ہوگی۔

یوم المزید کیا ہے؟

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام ایک روشن سفید آئینہ لے کر حضور سید الانبیاء حبیب خدا احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء کی خدمت میں حاضر ہوئے جس میں ایک سیاہ نکتہ تھا۔ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل یہ روشن آئینہ کیا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم یہ روشن آئینہ جمعہ کا روز ہے اور یہ سیاہ نکتہ جمعہ کے لیے کھڑے ہونے کی گھڑی ہے۔ فضیلت آپ کو اور آپ کی اُمت کو عطا کی گئی ہے۔ اور آپ سے پہلے والے یہود و نصاریٰ اس فضیلت میں آپ کے مساوی نہیں ہیں۔ جمعہ کے روز ایک گھڑی ایسی ہے جس میں مومن کے ہر سوال

کو پورا کیا جاتا ہے اور برائی سے پناہ طلب کرنے والوں کو پناہ دی جاتی ہے۔ ہمارے ہاں اس یوم کو یوم المزید کا نام دیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا یوم المزید کیا ہے۔ عرض کیا کہ اللہ عزوجل نے بہشت میں ایک وادی بنائی ہے جس میں مشک کا ایک چبوترہ ہے۔ جمعہ کے روز اس پر نورانی منبر رکھے جاتے ہیں جن پر انبیائے کرام علیہ السلام جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ کچھ میزیں سونے کی ہیں جن پر زبرجد یاقوت جڑے ہوئے ہیں۔ ان پر صدیقین شہداء اور صالحین فروکش ہوتے ہیں۔ اور آسمان کے مکیں بھی اتر کر ان کے پیچھے انھیں منبروں پر بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر تمام مل جل کر اللہ عزوجل کی حمد و ثناء کرتے ہیں۔ تو اللہ عزوجل فرماتا ہے مجھ سے سوال کیجئے۔ وہ عرض کرتے ہیں ہم صرف تیری رضا کے طالب ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے میں تم سے راضی ہوں اسی لیے تم میری بہشت میں ہو اور تمھیں تکریم عنایت فرمائی گئی ہے۔ پھر انھیں دیدار خداوندی کی جھلک نصیب ہوتی ہے اس لیے بہشتیوں کو جمعہ کا روز سب سے زیادہ عزیز ہے جس میں ان کو زیادہ سے زیادہ بزرگی عطا کی جاتی ہے۔

حجابات کی پردہ دری اور لقائے خداوند کا حصول

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم ملائکہ سے فرمائے گا کہ میرے دوستوں کے لیے کچھ کھانے کے لیے لائیے تو ملائکہ مختلف رنگوں کے کھانے لائینگے تو وہ ہر دوسرے لقمے کی لذت پہلے لقمے سے زیادہ پائیں گے۔ جب وہ کھانے سے فراغت حاصل کریں گے تو پھر اللہ عزوجل ملائکہ کو حکم فرمائیں گے کہ میرے بندوں کو کچھ پلائیے۔ تو وہ ایسے شربت پیش کریں گے جس میں وہ ہر دوسری سانس میں پہلی سے زیادہ لذت محسوس کریں گے۔ جب وہ فارغ ہو جائیں گے تو اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ فرمائے گا میں تمھارا پروردگار ہوں تمھارے ساتھ کیا ہوا وعدہ میں نے پورا کر دیا ہے اب تم سوال کرو میں عنایت فرماؤں۔ بہشتی دو تین دفعہ آپ کی رضا کا سوال کریں گے تو ارشاد ہوگا میں تم سے راضی ہوں اور آج میں تمھیں اس سے بھی زیادہ عزت سے

نوازوں گا۔ تب حجابات اٹھادیئے جائیں گے۔ اور وہ دیدارِ خداوندی سے مستفیض ہوتے ہی سجدہ میں گر جائیں گے۔ جب تک اللہ عزوجل کی رضا ہوگی سجدہ میں رہیں گے۔ پھر ان سے کہا جائے گا سر اٹھایئے یہ عبادت کی جگہ نہیں ہے۔ پس وہ بہشت کی ہر نعمت کو فراموش کردیں گے۔ اللہ عزوجل کے جمال کی ایک تجلی انھیں تمام نعمتوں سے بڑھ کر محبوب ہوگی۔ پھر وہ واپس ہوں گے تو عرش کے زیریں ہوا مشک کی لپٹیں ان کے سروں اور ان کے گھوڑوں کی پیشانیوں پر بکھیر دے گی۔ جب وہ اپنے گھر والوں میں آئیں گے تو ان کے حسن و جمال میں فراوانی دیکھ کر ان کی بیویاں ان سے کہیں گی پہلے سے زیادہ حسین و جمیل ہو کر آئے ہو۔

الحاصل کلام بر مطلب تمام

فقیہہ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے کہ حجاب اٹھانے سے مراد یہ ہے کہ وہ غشاوہ جو آنکھوں پر ہوتا ہے اور وہ اس وجہ سے غیر مرئی اشیاء کو نہیں دیکھ سکتا۔ مگر اس دن وہ حجابات دُور کردیئے جاتے ہیں۔ اور بعض کا قول ہے کہ اس روز وہ باری تعالیٰ عزوجل کے انعامات و اکرامات کو دیکھیں گے۔ اکثر علماء نے اس کے ظاہری معنیٰ مراد لیے ہیں۔ یعنی وہ کسی پردہ کے بغیر دیدارِ خداوندی سے مشرف ہوں گے جیسے کہ کسی تشبیہ کے بغیر دنیا میں جانتے تھے۔

بہشتی لوگوں اور بہشتی چیزوں کا اظہار

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بہشتی مرد اور عورت کی عمر ۳۲ سال ہوگی اور ان کے قد حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی طرح ساٹھ ہاتھ ہوں گے۔ نوجوان ہوں گے انھیں داڑھی ہوگی۔ آنکھیں غزالی ہوں گی یہ اپنے جسم پر ستّر لباس سے ملبوس ہوں گے۔ ہر لباس ہر گھڑی ستّر رنگ بدلے گا۔ وہ اپنا چہرہ اپنی زوجہ کے شیشہ جیسے جسم میں دیکھ لے گا۔ اسی طرح بیویاں اپنے شوہروں کے اجسام میں اپنا چہرہ دیکھ لیں

گی۔ وہ بلغم اور تھوک سے پاک ہوں گے۔ بہشتی ہر کراہت سے پاک ہوں گے۔
دیگر حدیث شریف میں مرقوم ہے کہ اگر بہشتی عورت اپنا روشن ہاتھ آسمان کے نیچے کر دے تو زمین و آسمان کے درمیان ہر چیز روشن ہو جائے۔

حضرت زید بن ارقم فرماتے ہیں کہ اہل کتاب کے ایک آدمی نے حضور سیّد عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا اے ابوالقاسم صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم کیا آپ کا اس بات پر یقین ہے کہ بہشتی کھائیں گے اور پئیں گے۔ فرمایا ہاں مجھے اپنے پیدا کرنے والے کی قسم بہشت ایک ایک فرد کو دنیا کے سو سو افراد کے کھانے پینے اور مجامعت کی قوت عطا ہوگی۔ اس نے کہا وہ خورد و نوش کریں گے تو انھیں ٹٹی پیشاب کی حاجت ہوگی لیکن بہشت تو پاک ہے حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انھیں حاجت اتنی ہوگی کہ انھیں مشک جیسا خوشبودار پسینہ آئے گا اور کچھ نہیں ہوگا۔

طوبیٰ کی حقیقت سے شناسائی

حضرت معتب بن سمی آیہ کریمہ طُوبیٰ لَھُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ طوبیٰ ایک بہشتی درخت ہے جو بہشت کے ہر گھر میں سایہ کیے ہوئے ہے۔ اور اس کی ایک شاخ پر رنگ برنگے پھول ہوں گے۔ ان پر بختی اُونٹ کی طرح کے پرندے بیٹھے ہوں گے۔ جب وہ کسی ایک پرندہ کی خواہش کر کے بلائے گا تو وہ خود اس کے دسترخوان پر آجائے گا۔ وہ شخص اپنی مانگ کے مطابق اس کا کچھ حصہ کھالے گا تو پھر پرندہ بن کر چلا جائے گا۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ بہشت میں داخل ہونے والا میری اُمت کا پہلا گروہ چودھویں رات کی طرح روشن و تاباں ہوگا۔ پھر آسمان کے روشن ستاروں کی طرح ہر ہر درجہ میں ہوں گے۔ انھیں پاخانہ پیشاب تھوک اور بلغم سے پاک کیا گیا ہے

ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی اور انگوٹھیاں عود کی ہوں گی۔ ان کے پسینے مشک جیسے خوشبودار ہوں گے۔ ان سب کے اخلاق مساوی ہوں گے۔ ان کے قدم حضرت سیدنا آدم علیٰ نبینا علیہ السلام کی مانند ساٹھ ہاتھ ہوں گے۔

انگوٹھیوں پر عربی عبارت کا مرقوم ہونا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک بہشتی نوجوان اور بے ریش ہوں گے۔ ان کے سر، ان کی پلکوں، ان کے ابرو کے دیگر کسی جگہ پر بھی بال نہیں ہوں گے۔ حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح ساٹھ ہاتھ کا قد ہوگا۔ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کی مانند ۳۳ سال کی عمر کے ہوں گے۔ ان کا رنگ گورا ہوگا۔ ان کا لباس سبز ہوگا ان میں ہر ایک کے سامنے دسترخوان ہوگا جس میں ایک پرندہ ہوگا اور کہے گا اے اللہ کے دوست میں نے سلسبیل کے چشمہ سے پانی پیا ہے۔ عرش کے نیچے باغ بہشت سے قسم بہ قسم کے پھل کھاتے ہیں۔ اسے بہشتی کھاتے گا اور اس کا ایک حصہ پکے ہوئے گوشت کا مزا دے گا تو دوسرا حصہ بھنے ہوئے گوشت کا مزا دے گا چنانچہ وہ اپنی تمنا کے مطابق اس سے کھاتے گا۔ نیز بہشتی اللہ کے دوست نے ستر لباس زیب تن کیے ہوئے ہوں گے۔ ہر لباس کا رنگ منفرد ہوگا۔ اس کی ایک ایک انگلی میں دس دس انگوٹھیاں ہوں گی۔ ایک انگوٹھی پر سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ تحریر ہوگا اور دوسری انگوٹھی پر اُدْخُلُوْهَا بِسَلَامٍ اٰمِنِیْنَ مرقوم ہوگا اور تیسری انگوٹھی پر تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ مرقوم ہوگا اور چوتھی انگوٹھی پر رُفِعَتْ عَلَیْكُمُ الْاَحْزَانُ وَالْهُمُوْمُ مرقوم ہوگا اور پانچویں انگوٹھی پر اَلْبَسْنَاكُمُ الْحُلِیَّ وَالْحُلَلَ مرقوم ہوگا۔ اور چھٹی انگوٹھی پر زَوَّجْنَاكُمُ الْحُوْرُ الْعِیْنُ مرقوم ہوگا۔ اور ساتویں انگوٹھی پر لَكُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِی الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْیُنُ وَاَنْتُمْ فِیْهَا خَالِدُوْنَ مرقوم ہوگا۔ اور آٹھویں انگوٹھی پر رَافَقْتُمُ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ مرقوم ہوگا اور نویں انگوٹھی پر صِرْتُمْ شَبَابًا لَا تَهْرَمُوْنَ مرقوم ہوگا اور دسویں انگوٹھی

پر سَکَنۡتُمۡ فِیۡ جِوَارِ مَنۡ لَا یُؤۡذِی الۡجِیۡرَانَ مرقوم ہوگا۔

بہشتی انعامات میں شرائط احقہ

حضرت فقیہہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ قصد کرتا ہے کہ اسے بہشتیوں جیسے انعامات سے نوازا جائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ پانچ چیزوں پر پابندی کرے۔

پہلی چیز: اپنے آپ کو تمام گناہوں سے روکے رکھے۔ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔

وَنَھَی النَّفۡسَ عَنِ الۡھَوٰی فَاِنَّ الۡجَنَّۃَ ھِیَ الۡمَاۡوٰی "جس نے اپنے نفس کو خواہشات سے روکا تو اس کا ٹھکانہ بہشت ہوگا۔"

دوسری چیز: دنیا کی مشکلات پر رضا کے ساتھ راضی رہے جیسا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

"دنیا کے ترک کی قیمت بہشت ہے۔"

تیسری چیز: طاعات پر حریص ہو اور خود کو ہر حکم کی طاعت کے لیے وقف کر دے۔ بیشک یہی طاعت ومغفرت اور جنت وبہشت میں داخل ہونے کا سبب ہوگا۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔

تِلۡکَ الۡجَنَّۃُ الَّتِیۡ اُوۡرِثۡتُمُوۡھَا بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ یہی وہ بہشت ہے جس کی وجہ سے تم اعمال کے مالک ہو۔

دوسری آیہ کریمہ میں ہے کہ یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہے اور جو کچھ حاصل ہوگا وہ سعی وکوشش اور طاعت سے ہوگا۔

چوتھی چیز: صالحین اور اچھے لوگوں سے محبت کرنا اور ان کی محافل میں بیٹھنا۔ کیونکہ ان میں سے جو بھی ناجی ہوگا وہ دوسروں کا سفارشی ہوگا۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

"بھائی چارہ میں کثرت کرو کیونکہ ہر بھائی محشر کے دن اپنے بھائی کی سفارش کرے گا۔"

پانچویں چیز۔ کثرت سے دعا کرو اور بارگاہ خداوندی عزوجل سے بہشت اور تمام بالخیر کا سوال کیا کرو۔

حکماء کی حکمتِ عملی کے راز کا انکشاف

بعض دانشوروں کا قول ہے کہ ثواب پر یقین رکھتے ہوئے دنیا کی طرف رغبت جہالت ہے۔ بہشت میں راحت ہے جس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔ نیز جنّت و بہشت میں غنی ہو گا جس نے دنیا میں ضرورت کے مطابق اکتفا کیا ہے۔

زاہدین کا عمل کمال

بعض زاہدین سے مذکور ہے کہ وہ صرف سبزی اور نمک کھا کر گذارہ کرتے تھے۔ کسی نے ان سے دریافت کیا کیا آپ لوگ اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ فرمایا میں اپنی دنیا جنّت کے لیے کر رہا ہوں اور تو اپنی دنیا بیت الخلا کے لیے بنا رہا ہے یعنی تو مزے دار کھانے کھا کر بیت الخلا تک پہنچتا ہے اور میں اللہ عزوجل کی عبادت کے لیے طاقت حاصل کرنے کی خاطر کھاتا ہوں تاکہ بہشت میں پہنچ سکوں۔

چند اقوال پُر حکماتِ لازوال

حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حمام میں جانے کا قصد کیا تو حمام والے نے حمام میں جانے سے یہ کہہ کر روک دیا کہ حمام میں بغیر پیسوں کے داخلہ ممنوع ہے۔ تو آپ نے روتے ہوئے عرض کیا اے الٰہ العالمین میں ایسی ویسی جگہوں پر بغیر پیسے کے نہیں جا سکتا۔ تو پھر انبیاء و صدیقین کی جگہوں پر یعنی بہشت میں کیسے جاؤں گا۔

بعض انبیاء کرام علیہم السلام پر نازل ہونے والی وحیِ الٰہی میں ہے کہ اے بنی آدم تو بہت مہنگے داموں میں دوزخ کو خریدتا ہے لیکن ارزاں قیمت میں بہشت کو نہیں خریدتا۔

حضرت ابوحازم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان ہے کہ اگر یہ فیصلہ ہو جائے کہ لذات دنیا کو چھوڑنے والا ہی بہشت میں داخل ہوگا تو یہ بہت ہی آسان شرط ہے۔ اگر یونہی طے پا جائے کہ دنیا کی تکالیف برداشت کرنے والا ہی دوزخ سے خلاصی پائے گا تو یہ بھی آسان ہے۔ یہ کیا ہے کہ اگر تو اپنی چاہت کی اشیاء کا ہزاروں حصہ بھی چھوڑ دے پھر بھی جنت میں داخلہ مل جائے گا اور اگر ناز یبا مصائب کا ہزارواں حصہ بھی برداشت کرلے تو دوزخ سے نجات مل جائے گی۔

حضرت یحیٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ دنیا کا ترک کرنا محال ہے تو بہشت کا ترک کرنا اس سے بھی محال ہے۔ نیز دنیا کا ترک کرنا ہی بہشت کا حق مہر ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیّد عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تین دفعہ بارگاہِ خداوندی عزّوجل سے بہشت میں داخل ہونے کا سوال کرتا ہے تو بہشت کہتی ہے اے الٰہ العالمین اسے بہشت میں داخل کر دے۔ اور جو شخص تین دفعہ اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ سبحانہ، سے دوزخ کی پناہ مانگتا ہے تو دوزخ کہتی ہے اے الٰہ العالمین اسے مجھ سے محفوظ کرلے۔ پس ہم اللہ عزّوجل سے سوال کرتے ہیں کہ وہ دوزخ سے بچا کر بہشت نصیب فرمائے۔ اور اگر بہشت میں بھائیوں سے ملاقات کے علاوہ کچھ نہ ہوتا تو بھی یہ جگہ بہتر ہے کیونکہ وہاں تو قسم بہ قسم کے انعامات و کرام ہیں۔

فرمانِ نبی بر قول صادقہ عادلہ

حضور سیّد المرسلین امام المتقین شفیع المذنبین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ بہشت میں بازار تو ہیں لیکن وہاں خرید اور بیچنا نہیں ہوگا۔ وہاں لوگ حلقہ کی شکل میں جمع ہو کر گفتگو کریں گے کہ دنیا کیسی تھی اور وہاں عبادتِ خداوندی میں کیا کیفیت تھی۔ دنیا کے فقراء اور صاحبِ ثروت کیسے تھے۔ موت کی کیفیت کیسی تھی۔ پھر کیسے لمبے مشکلات کے

کے بعد بہشت کا داخلہ نصیب ہوا۔

پُل صراط کا ٹیڑھا ہو جانا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پُل صراط پر تمام لوگ اکٹھے ہو کر دوزخ کے اِرد گرد کھڑے ہوں گے اور اپنے اعمال کی مناسبت سے وہ پل صراط سے گذریں گے۔ کچھ بجلی کی طرح، کچھ ہوا کی طرح، کچھ پرندوں کی طرح۔ کچھ تیز رفتار گھوڑے کی طرح۔ کچھ اُونٹ کی طرح اور کچھ دوڑنے والے شخص کی طرح گزریں گے۔ یہاں تک کہ سب سے آخری شخص دونوں پاؤں کے انگوٹھوں کے برابر تنگ جگہ سے گزرے گا۔ پھر اس وقت پل صراط ٹیڑھا بھی ہوگا اور پھسلنے گرنے والا تلواروں کی طرح تیز ہوگا۔ کیکر کی طرح کانٹے دار ہوگا۔ اور فرشتے اس کے دونوں کناروں پر آگ کی کونڈیاں لیے موجود ہوں گے جس سے وہ لوگوں کو کھینچیں گے۔ کچھ تو حفاظت سے گزر جائیں گے اور کچھ زخمی ہو کر دوزخ میں گر جائیں گے۔ کچھ زخمی ہو کر نکل جائیں گے اور فرشتے سلامتی سلامتی پکاریں گے پھر سب سے آخر میں پُل صراط سے گزر کر بہشت میں جانے والا جب پُل صراط سے گزرے گا تو اس کے لیے بہشت کا دروازہ کھول دیا جائے گا اور وہ بہشت میں اپنے لیے نعمتوں کو دیکھ کر وہیں بیٹھ جائے گا اور عرض کرے گا اے الٰہ العالمین! مجھے یہی بیٹھنے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔ بارگاہِ خداوندی سے ارشاد ہوگا کہ اگر ہم تمھیں یہیں رہنے کی اجازت دے دیں لیکن تو پھر سوال کرے گا۔ وہ باری تعالیٰ سے عرض کرے گا تیری عزت کی قسم پھر سوال نہیں کروں گا۔ تو اسے وہیں رہنے کی اجازت مل جائے گی۔ پھر اسے جنت و بہشت کی منزلیں دکھائی جائیں گی تو وہ اپنی جگہ کو کمتر خیال کرتے ہوئے عرض کرے گا اے الٰہ العالمین مجھے ان منزلوں میں ٹھکانہ دے دے۔ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہوگا کیا وہاں پہنچ کر تو دوبارہ سوال تو نہیں کرے گا۔ وہ کہے گا الٰہی تیری عزّت کی قسم کبھی بھی ایسا نہیں ہوگا۔ پھر اسے اس منزل تک پہنچا دیا جائے گا۔ پھر یہ بہشت کی بہار کا مشاہدہ کرے گا تو وہ اپنے مقام کو حقیر و کمتر خیال کرتے ہوئے عرض کرے گا اے الٰہ العالمین مجھے

وہاں پہنچا دے۔ پھر وہاں پہنچا دیا جائے گا۔ پس وہ نوع بہ نوع بہشتی نعمتیں اور دیکھے گا مگر سوال نہیں کرے گا تو اس سے کہا جائے گا اب سوال کیوں نہیں کرتا۔ وہ کہے گا بہت سوال کئے مگر اب سوال کرتے حیا آرہی ہے تو اللہ عزوجل فرمائے گا جائیے ہم نے تجھے جنت میں پوری دنیا کے مساوی بلکہ اس سے بھی زیادہ سب کچھ عنایت فرمادیا ہے یہ شخص تمام بہشتیوں میں سب سے قلیل درجہ کا ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم یہ بیان فرماتے تھے تو تبسم فرماتے تھے آپ کے دندانِ مبارک سے روشنی ظاہر ہوتی تھی۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ دنیا کی عورتوں کو بہشت میں ان کے اعمال کے سبب حور عینین پر فضیلت حاصل ہوگی ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے کہ "ہم نے عورتوں کو باکرہ اور کنواریاں اور ایک جیسی عمر بنایا ہے۔ یہ سب قول اصحاب الیمین کیلئے ہیں۔

ساتواں باب

رحمتِ الٰہی کا اظہار

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور نبی کریم رؤف و رحیم احمد مجتبٰی حضرت محمد مصطفٰی علیہ التحیۃ والثناء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سنا کہ اللہ رب العالمین جلّ مجدہ الکریم نے اپنی رحمت کے سو حصّے بنائے اور ننانوے حصّے اپنے پاس رکھے جبکہ ایک حصّہ دنیا کے لیے نازل فرمایا۔ مخلوق میں آپس میں جذبِ رحم کے سبب۔ حتیٰ کہ گھوڑی اپنے بچے سے پاؤں اٹھالیتی ہے کہ اسے تکلیف نہ پہنچے۔ یہ سب اسی ایک حصّہ کے موجب ہے۔ حضور سیّد الانبیاء حبیب خدا علیہ التحیۃ والثناء فرماتے ہیں اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ کی سو رحمتوں میں سے صرف ایک رحمت کا دنیا پر نزول ہوا ہے جو کہ محشر تک کے لیے کافی ہے اور بروز محشر اللہ رب العزّت تبارک وتعالیٰ اس رحمت کو لے کر باقی ننانوے رحمات میں ضم کردیں گے اور یہ سو کی سو رحمات اپنے محبوب بندوں یعنی اولیاء اللہ کے لیے مکمل فرمادیں گے۔

الحاصل الکلام بر روح الانعام

فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل ایمان کے لیے رحمت کا اس لیے اظہار کیا ہے تاکہ وہ رحمت کی عطا پر حمد باری تعالیٰ عزّوجل اور شکر بجالائیں اور صالح عمل کریں اس لیے کہ اس کی رحمت کی آس و امید کے لیے عمل میں مجاہدہ لازمی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے :۔

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ "تحقیق اللہ عزوجل کی رحمت نیک اعمال کرنے والوں کے قریب ہے"۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے :۔

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا "جو شخص اللہ عزوجل سے ملاقات کا متمنی ہے اسے چاہیئے کہ صالح عمل کرے"۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے :۔

وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ "میری رحمت ہر شے پر محیط ہے"۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے کہ جب یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی کہ :۔

"میری رحمت ہر شے پر محیط ہے"۔

تو شیطان نے اکڑتے ہوئے کہا کہ میں بھی تو ایک چیز ہوں اس لیے میں بھی رحمت کے زمرے میں ہوں گا۔ اسی طرح یہودیوں اور نصرانیوں نے بھی فخر کیا تو یہ نازل ہوا۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے :۔

فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ "میں تو اس رحمت کو اہل تقویٰ اور زکوٰۃ دینے والوں اور اپنی نشانیوں پر ایمان لانے والوں کے نام لکھوں گا"۔

تو شیطان مایوسی کے عالم میں ڈوب گیا مگر یہودی اور عیسائی کہنے لگے کہ ہم شرک سے بچتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور اس کی نشانیوں پر ایمان لاتے ہیں۔ تو پھر ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہوا :۔

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ۔ "وہ لوگ جو میرے رسول نبی امّی کی اتباع کرتے ہیں"۔

تو یہودی اور عیسائی بھی مایوسی کے عالم میں ڈوب گئے تو رحمت خاص خاصانِ خدا کے لیے باقی رہ گئی۔ پس ہر مومن پر واجب ہے کہ وہ ایمان جیسی دولت کے نصیب ہونے پر

اللہ رب العالمین جلّ مجدہ الکریم کی حمد و ثناء کرے اور اپنے پروردگار عزوجل سے گناہوں سے مغفرت کا سوال کرے۔

حضرت یحییٰ معاذ رازی کا قول پر حکمت مسئول

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ الٰہی تو نے ہماری طرف رحمت کو نازل فرمایا اور ہمیں اسلام کے ذریعہ بزرگی عطا کی۔ پس جب تو ہم پر سو رحمات نازل فرمائے گا تو پھر ہم کیسے تیری رحمت سے مایوس رہیں گے۔ انہی سے مذکور ہے وہ کہتے تھے کہ الٰہی اگر تیرا ثواب عبادت کرنے والوں کے لیے ہے اور تیری رحمت گنہگاروں کے لیے ہے۔ تو میں چہ جائیکہ اطاعت گزار تو نہیں ہوں پھر بھی تیرے ثواب کا اُمیدوار ہوں۔ میں معصیت خواہ ہوں پھر بھی تیری رحمت کا اُمیدوار ہوں۔ پھر فرمایا اے الٰہ العالمین تو نے بہشت کو بنایا اور اسے اپنے خاصان کے لیے ولیمہ، دعوت قرار دیا اور کافروں کو اس سے مایوس رکھا۔ اور تو نے فرشتوں کی تخلیق فرمائی جنہیں اس کی حاجت نہیں اور تیری ذات بابرکات اس سے مستغنی ہے۔ پھر اگر یہ بہشت انہیں عنایت نہ کی گئی تو پھر کن لوگوں کے لیے ملے گی۔

خشیت الٰہی سے مغفرت کا حصول

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالتماب علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ ایک آدمی ایسا بہشت میں داخل ہوگا جو اعمال صالح سے عاری ہوگا۔ اس نے بوقت نزع اپنے اہلِ خانہ سے کہا ہوگا کہ جب مجھے موت آئے تو مجھے آگ میں جلا کر میری نصف راکھ ہوا میں اڑا دینا اور نصف راکھ سمندر میں بہا دینا جب وہ لُقمہ اجل ہوا تو اسکے اہل خانہ نے ویسا ہی کیا۔ پھر اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ نے سمندر اور خشکی کو حکم دیا کہ اس کی راکھ کو جمع کر دو۔ تب اللہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین نے اس کو دوبارہ زندہ کر کے دریافت

کیا کہ تو نے یہ کچھ کیوں کیا؟ اس نے بارگاہ الہٰی عزوجل میں عرض کیا الہٰی تیرے خوف کے سبب سے۔ پس اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے اسے معاف کر دیا۔

ایک صحابی سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم تشریف فرما ہوئے۔ ہم اس وقت ہنسی میں مشغول تھے۔ آپ نے فرمایا کیا تم ہنسی میں مشغول ہو جبکہ دوزخ تمہارا پیچھا کیے ہوئے ہے۔ واللہ! میں پھر تمہیں اس طرح ہنسی کرتے ہوئے نہ دیکھوں۔ پھر آپ تشریف لے گئے اور ہماری حالت یہ تھی جیسا کہ ہمارے سروں پر پہاڑ گرے ہوئے ہیں۔ پھر حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوبارہ تشریف فرما ہوئے۔ فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ رب العالمین مجدہ الکریم کا یہ ارشاد لائے ہیں کہ:۔

”آپ میرے بندوں کو میری رحمت سے مایوس نہ کیجئے میرے بندوں کو بشارت دیجئے کہ میں بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہوں اور میرا عذاب بھی دردناک عذاب ہے“۔

ایک سو افراد کے قاتل کی مغفرت میں رازِ خداوندی

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن یزید سے روایت ہے کہ حضور سید الانبیاء محبوب خدا خواجہ ہر دو سرا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ جل جلالہ، وعم نوالہ اپنے بندے کے گناہوں کی مغفرت فرمادے تو یہ بعید نہیں۔ تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص تھا جو ننادوے قتل کر چکا تھا۔ پھر اس نے ایک عالم کے پاس جا کر کہا کہ میں ننادوے قتل کر چکا ہوں۔ کیا بارگاہ الہٰی میں میری توبہ کی مقبولیت کے لیے جگہ ہے۔ عالم نے کہا تمہاری مغفرت کی کوئی امید نہیں کیونکہ تو نے ظلم میں آخر کر دی ہے۔ چنانچہ اس شخص نے اس عالم کو بھی لقمہ اجل کر دیا۔ پھر وہ شخص دوسرے عالم کے پاس آیا اور کہا کہ میں سو آدمیوں کا قاتل ہوں کیا بارگاہِ الہٰی میں میری توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ عالم نے کہا تو بہت بڑا ظالم ہے تیرا ظلم حد سے تجاوز کر چکا ہے۔ مجھے کچھ علم نہیں۔ لیکن قریب ہی دو بستیاں ہیں جن کے نام بصرہ اور کفرہ

ہیں۔ بصرہ گاؤں میں صالح لوگوں کا ذیرہ ہے اور ان کے اعمال بہشتیوں جیسے ہیں۔ وہاں مکین تمام کے تمام صالح ہیں اور کفرہ کے مکین لوگوں کا عمل جہنم والوں جیسا ہے اور وہاں سب کے سب بے عمل لوگ ہیں۔ تو اگر بصرہ میں جا کر انہی کی طرح عمل کرے تو پھر تیری توبہ قبول ہو سکتی ہے لہٰذا اس نے اس بستی کی طرف جانے کا قصد کیا۔ مگر دونوں بستیوں کے مابین تھا کہ موت کا وقت آ گیا۔ دونوں فرشتوں یعنی فرشتہ عذاب اور فرشتہ رحمت میں جھگڑا شروع ہو گیا۔ چنانچہ فرشتوں نے اس کے بارے میں بارگاہِ خداوندی سے دریافت کیا تو حکم ہوا کہ دونوں بستیوں کے مابین کا فاصلہ ناپ لیجئے۔ یہ شخص جس بستی کے قریب ہوا اسے اسی میں شمار کیجئے۔ اس طرح جب فاصلہ ناپا گیا تو چند انچ جتنا وہ بصریٰ کے قریب تھا۔ لہٰذا اسے بھی بصریٰ والوں میں تحریر کیا گیا۔

چار باتوں میں صداقت ازلیہ ابدلیہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن کی میں قسم کھا سکتا ہوں اور اگر چوتھی چیز پر بھی قسم کھاؤں تو بھی صداقت ہے :۔

پہلی چیز جس کا دنیا کے کاموں میں اللہ عزوجل متولی ہو تو قیامت میں بھی بجز باری تعالیٰ عزوجل کوئی اس کا متولی نہ ہو گا۔

دوسری چیز اس میں حصہ رکھنے والے کو حصہ دیا جائے گا۔

تیسری چیز جو شخص جس سے اُنس رکھے گا وہ محشر کے روز اسی کے ہمراہ ہو گا۔

چوتھی چیز اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ اپنے جس بندے پر دنیا میں پردہ دے گا تو وہ قیامت میں بھی اس کو پردہ دے گا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سورۂ نساء کی چار آیات مسلمانوں کے لیے تمام دنیا سے بہتر ہیں :۔

۱۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدِ افْتَرٰٓی اِثْمًا عَظِیْمًا بیشک اللہ عزوجل شرک کے علاوہ جس گناہ کو چاہے گا مغفرت فرما دیگا۔ اور جس نے اللہ جل کیساتھ کسی کو شریک کیا اس نے بہت بڑا گناہ کیا۔

۲۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ اور جب وہ اپنے آپ پر ظلم کر بیٹھتے تھے تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور اللہ عزوجل سے استغفار کرتے اور اللہ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ان کے لیے بخشش کا اظہار فرماتے تو اللہ عزوجل ضرور توبہ قبول کرنے والا ہے اور رحم فرمانے والا پاتے۔

۳۔ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا۔ اگر تم ان کبیرہ گناہوں سے بچتے جن سے تمھیں منع کیا گیا تھا تو ہم تمھاری معمولی برائیاں دور فرما دیتے اور ہم تمھیں بہترین جگہ میں داخل فرماتے۔

شفاعت کا منصب کس کے لیے واجب ہے

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم سید الانبیاء حبیبِ خدا علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ:۔
"میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے ہوگی مگر شفاعت کے منکر کو نصیب نہ ہوگی"۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس کے کبیرہ گناہ ہوں گے وہ اس شفاعت کا حقدار نہ ہوگا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید الانبیاء محبوبِ خدا علیہ التحیۃ والثناء سے روایت ہے کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔
"میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنیوالوں کے لیے ہے۔ لیکن میری شفاعت سے محروم رہے گا۔

حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور فرمایا کہ ابھی میرے پاس میرے دوست حضرت جبرائیل علیہ السلام آتے تھے اور کہا تھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم اس ذات

کی قسم جس ذات بابرکات نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا بیشک اللہ کے ایک بندے نے ایسے پہاڑ کی چوٹی پر پانچ سو سال تک عبادت کی تھی جس کا طول وعرض تیس مربع گز تھا اور اس کے چاروں طرف چار ہزار میل تک سمندر تھا۔ صرف ایک انگلی کے برابر اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ نے اس کے لیے میٹھے پانی کا چشمہ جاری کیا ہوا تھا جو کہ پہاڑ کی نچلی طرف تھا اور ایک انار کا درخت تھا جس پر ہر روز ایک انار لگتا تھا۔ وہ شام کے وقت چشمہ پر آتا وضو کرتا پانی پیتا اور انار لے کر کھاتا۔ پھر وہ اللہ عزوجل کی عبادت میں مصروف ہو جاتا اور بارگاہِ رب العلیٰ عزوجل میں دعا مانگتا کہ اے الہ العالمین میری رُوح کو سجدے کی حالت میں قبض کرنا اور مجھے زمین اور دوسری چیزوں سے حفاظت میں رکھنا اور میرا حشر بھی سجدہ کی حالت میں کرنا۔ پس اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ عزوجل نے اس کے ساتھ ایسا ہی سلوک فرمایا پھر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے کہا کہ ہم آتے جاتے وقت وہاں سے گزرتے تو وہ سجدے کی حالت میں پڑا ہوتا تھا جبرائیل امین نے کہا جہاں تک میں جانتا ہوں قیامت کے دن وہ شخص بارگاہِ خداوندی میں کھڑا کیا جائے گا تو اللہ عزوجل فرمائے گا کہ میرے اس بندے کو میری رحمت کے صدقہ میں بہشت عطا فرما دے۔ تو وہ عرض کرے گا بلکہ میرے عمل کے موجب۔ تب اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم فرشتوں کو حکم فرمائے گا کہ میرے انعامات اور اس کے اعمال کا حساب لگاؤ۔ تو اس کی ایک آنکھ کی روشنی ہی اس کی پانچ سو سال کی عبادت پر حاوی ہو گی اور دوسری جسمانی نعمتیں باقی ہوں گی۔ تو حکم ہو گا کہ میرے اس بندے کو دوزخ رسید کر دو۔ ملائکہ اس کو دوزخ کی طرف کھینچیں گے تو وہ چیختا ہوا کہے گا الٰہی مجھے اپنی رحمت کے طفیل بہشت میں بھیج دے۔ حکم ہو گا کہ اسے لائیے۔ چنانچہ اسے بارگاہِ خداوندی میں پیش کیا جائے گا۔ تب اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ فرمائے گا اے میرے بندے جب تو کچھ نہیں تھا تو تجھے کس نے پیدا کیا تو وہ کہے گا تو نے مجھے پیدا کیا اے میرے پروردگار۔ حکم ہو گا کہ یہ تیرے عمل کی وجہ سے تھا یا میری رحمت کے سبب سے۔ وہ کہے گا تیری رحمت کی وجہ سے۔ پھر ارشاد ہو گا پانچ سو سال تک عبادت کی توفیق تجھے کس نے دی۔ وہ کہے گا اے الہٰ العالمین

تو نے مجھے توفیق عنایت فرمائی۔ پھر ارشاد ہوگا سمندر کے مابین پہاڑ پہ تجھے کس نے بٹھایا اور کھارے پانی کے مابین میٹھا چشمہ کس نے نکالا تھا۔ اور تیرے لیے ہر روز کون انار کا پھل لگاتا تھا جبکہ وہ ایک برس میں صرف ایک دفعہ پھل دیتا ہے تو حالت سجدہ میں موت کے لیے مجھ سے سوال کیا سو میں نے تمہارے سوال کو پورا کر دیا۔ یہ سب کچھ کس نے کیا۔ وہ کہے گا الٰہی یہ سب کچھ تو نے کیا۔ پھر ارشاد ہوگا یہ سب کچھ میری رحمت سے ہوا ہے اور اب بھی تو میری رحمت سے جنّت دبہشت میں داخل ہوگا حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے کہا کہ سب چیزیں رحمت خداوندی کے صدقے میں تخلیق کی گئی ہیں۔

حضرت امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیّد عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرتے وقت مومن کے دل میں خوف ورجا دونوں جمع ہوتے ہیں مگر جو رحمت کا امیدوار ہوتا ہے اسے ہی عطا کیا جاتا ہے اور اس سے خوف کو باطل کر دیا جاتا ہے۔

رحمتِ الٰہی کیا ہے؟

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی پاک صاحب علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ:۔

"اعمال کے انحصار پر کوئی جنّت میں نہیں جائے گا"۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ بھی تو آپ نے فرمایا ہاں میں بھی اللہ عزوجل کی رحمت سے جنّت میں جاؤں گا۔ پس تقرب الی اللہ حاصل کرو اور محبت میں پختہ ہو جاؤ۔ صبح وشام اور اندھیری رات میں کچھ مشقت کرو تب منزل حاصل کر لو گے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور سیّد عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

"آسانی کرو مشکل نہ کرو۔ خوشخبری دو نفرت پیدا نہ کرو"۔

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ محشر کے دن لوگوں پر رحمت کا نزول رہے گا حتیٰ کہ شیطان لعین سر اٹھا کر اللہ عزوجل کی رحمت کی وسعت اور سفارشیوں کی سفارش کو دیکھنے لگے گا۔ حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

"محشر کے روز زیریں عرش ایک منادی ندا دے گا اے اُمت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو تم پر میرے حقوق تھے وہ میں نے درگزر فرما دیئے البتہ باہمی حقوق ایک دوسرے سے معاف کروالو اور میری رحمت سے بہشت میں داخل ہو جاؤ۔"

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

"تندرست شخص کے لیے خوف افضل ہے اور جب مریض ہو کر عمل کے قابل نہ رہے تو اُمید افضل ہے۔"

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن درولو سے نقل کیا کہ اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ نے اپنے پیغمبر حضرت داؤد علیہ السلام سے وحی کے ذریعہ فرمایا کہ معصیت خواہ کو بشارت دیجئے اور صدیقین کو ڈرایئے۔ عرض کیا کیسے؟ فرمایا گنہگاروں کو بشارت دیجئے کہ میں ہر گناہ بخش دوں گا اور صدیقین کو ڈرایئے کہ وہ اپنے اعمال پر اترائیں نہیں ورنہ میرے عدل اور حساب سے وہ ہلاک ہو جائیں گے۔

بعض اہل کتاب سے منقول ہے کہ اللہ عزوجل سبحانہٗ، تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اللہ ہوں میں ملکوں کا بادشاہ ہوں۔ بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں۔ میں جس قوم سے راضی ہوتا ہوں تو بادشاہوں کے قلوب میں ان کے لیے نرمی پیدا کرتا ہوں۔ اور میں جس قوم پر سختی کرنا چاہتا ہوں تو بادشاہوں کے دلوں میں ان کے لیے انتقام کا جذبہ پیدا کر دیتا ہوں لہٰذا اپنے آپ کو بادشاہوں پر لعنت کرنے میں مشغول نہ کرو۔ بلکہ تم میری طرف توجہ کرو تو میں ان کو تم پر مہربان بنا دوں گا۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مومن کو علم ہو جائے کہ اللہ عزوجل کی سزا کیسی ہے تو

اس کی بہشت کی کوئی ایک بھی طلب نہ کرتا اور اگر کافر کو علم ہو جائے کہ اللہ کی رحمت کیا ہے تو کوئی ایک بھی اس کی رحمت سے نا اُمید نہ ہوتا۔

بڑھاپے کا احترام حیائے ربانی

حضرت احمد بن سہل کا قول ہے کہ میں نے خواب میں یحییٰ بن اکثم سے دریافت کیا کہ اے یحییٰ تیرے ساتھ رب تعالیٰ عزوجل نے کیا سلوک کیا۔ کہا کہ میرے پروردگار نے مجھے بلوایا اور فرمایا اے بدکردار بوڑھے تو نے کیا کچھ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا اے الٰہ العالمین! میں نے تیری جانب سے ایسی بات تو نہ سنی تھی حکم ہوا تجھے کیا کہا گیا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ آپ نے تو حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کردہ حضور پُرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سُنی تھی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ:۔

"کوئی بوڑھا مسلمان حالت اسلام میں لُقمۂ اجل ہو جائے تو میں اسے عذاب دینے کا قصد کروں تو مجھے حیا آتی ہے"۔

اس روایت کے تمام راوی صادق ہیں اور میں بھی سچا ہوں۔ اے یحییٰ میں اس کو عذاب نہیں دیتا جو اسلام میں بوڑھا ہوا ہو۔ پھر اصحاب الیمین کے ساتھ بہشت میں جانے کا حکم دے دیا۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں میں حاضر ہوا تو آپ رو رہے تھے۔ میں بارگاہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم رونے کا کیا سبب ہے۔ فرمایا میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور بتایا کہ اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے مجھے حیا آتی ہے کہ میں ایسے شخص کو عذاب دُوں جو اسلام میں بوڑھا ہوا ہو۔ مگر اسلام میں بوڑھا ہونے والا گناہ کرنے سے اللہ عزوجل سے کیوں حیا نہیں کرتا۔

حضرت فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بوڑھے شخص کے لیے واجب ہے کہ وہ اس انعام کو پہچانے اور شکر الٰہی بجالائے اور اللہ عزوجل سے حیا کرے اور کراماً کاتبین سے حیا کرے۔ اور معصیت سے رک جائے اور طاقت خداوندی پر کمربستہ ہو جائے۔ کیونکہ کھیتی جب کٹائی کے لیے تیار ہو جاتی ہے تو پھر دیر نہیں کی جاتی۔ اسی طرح نوجوان پر واجب ہے کہ اللہ عزوجل سبحانہ، تبارک و تعالیٰ سے ڈرے اور معصیت سے اجتناب کرے اور عبادت میں سرگردان ہو جائے۔ اس لیے کہ وہ نہیں جانتا کہ موت کب آجائے گی۔ نوجوان جب عبادت کے لیے سرگردان ہو جائے گا تو اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ اسے عرش کے نیچے اپنے سایہ میں جگہ دے گا۔

عرش کے نیچے جگہ دیا جانا

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات آدمی ایسے ہیں جن کو بروز محشر اللہ عزوجل اپنے عرش کے نیچے سایہ میں جگہ دیں گے:۔

پہلا آدمی | عادل امام کو عرش کے زیریں جگہ ملے گی۔

دوسرا آدمی | وہ نوجوان جس نے اللہ کی عبادت میں روز افزونی کی۔

تیسرا آدمی | مسجد سے دل لگانے والا۔

چوتھا آدمی | وہ دو آدمی جو اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر باہم محبت کرتے ہیں۔ اور اکٹھے اور الگ ہوتے ہیں۔

پانچواں آدمی | وہ شخص جو خلوت میں اللہ عزوجل یاد کرتا ہے تو وہ آنسوؤں سے روتا ہے۔

چھٹا آدمی | وہ شخص جو پوشیدگی میں اس طرح صدقہ کرتا ہے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی علم نہیں ہوتا۔ کہ دائیں ہاتھ نے کیا کیا ہے۔

ساتواں آدمی | وہ آدمی جسے حسین و جمیل آدمی بلائے مگر وہ خوف خدا کو دامن گیر رکھے۔ اور اجتناب کرے۔ اللہ عزوجل بہتر جاننے والا جو پاک ذات ہے۔

آٹھواں باب

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اظہار

فقیہہ ابوالیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا کہ اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ عزوجل اپنے خاص بندوں کے سبب عام لوگوں کو بھی عذاب سے محفوظ رکھتے ہیں مگر جب گناہ ظہور پذیر ہو جائے اور کوئی بھی اس کو منع نہ کرے تو پھر قوم کو عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے اور یہ بھی مذکور ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل نے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام سے وحی کے ذریعہ فرمایا کہ میں تیری قوم سے چالیس ہزار صالحین اور ساٹھ ہزار بدکردار لوگوں کو ہلاک کرنے والا ہوں۔

حضرت یوشع علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا اے الہ العالمین بُرے لوگوں کو تو عذاب ہونا چاہیئے۔ ان کی بُرائی کے سبب سے اچھے لوگوں کو کس وجہ سے عذاب دیا جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہُوا اس لیے کہ انہوں نے میری طرف سے کبھی غصہ کا اظہار نہیں کیا بلکہ یہ لوگ ان کے ساتھ خورد و نوش کرتے رہتے ہیں۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :۔

نیک عمل کا حکم کیجئے چاہے خود نہ ہی کرتے ہو اور بُرائی سے روکنا چاہیئے چاہے خود نہ ہی رکو۔

پھر حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے

" بعض لوگ اچھائیوں کے پھیلنے اور بُرائیوں کے رکنے کا موجب ہوتے ہیں۔ بس ان لوگوں کے لیے خوشخبری ہے جنہیں اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ نے بھلائی کا ذریعہ بنایا اور ان لوگوں کے لیے تباہی ہے جنہیں اللہ عزوجل نے تباہی کا موجب بنایا"

یعنی اَمر بالمعروف اور نہی المنکر پر عمل کرنے والا نیکی کو پھیلاتا ہے اور بدی کو روکتا

ہے۔ اور وہی سچا مومن ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔

"مومن مرد اور عورتیں آپس میں مددگار ہیں وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں اور وہ لوگ جو برائی کا حکم دیتے ہیں اور نیکی سے روکتے ہیں"۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔

اَلْمُنَافِقُوْنَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ۔

وہ منافق ہیں مرد اور منافق عورتیں ایک طرح سے ہیں۔ یہ لوگ برائی کا حکم دیتے ہیں اور اچھائی سے منع کرتے ہیں"۔

حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان عالی شان ہے کہ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا سب سے افضل ہے۔ اس سے فاسق جلتا ہے۔ پس نیکی کا حکم کرنے والا مومن کی پشت پر ہے اور برائی سے منع کرنے والا منافق کی ناک رگڑنے والا ہے۔

حقیقی اعمال کا مثبت بیان

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہمیں کہا گیا کہ مکہ شریف میں ایک آدمی حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کیا آپ وہی ہیں جنہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں میں وہی ہوں جنہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ کے نزدیک کونسا عمل پسندیدہ ہے؟ حضور نبی کریم رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم کے نزدیک اللہ پر ایمان لانا سب سے افضل عمل ہے۔ اس شخص نے کہا اس کے بعد کونسا عمل پسندیدہ ہے تو آپ نے فرمایا اس کے بعد پسندیدہ عمل صلہ رحمی ہے۔ اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد کونسا عمل پسندیدہ ہے تو آپ نے فرمایا اس کے بعد پسندیدہ عمل امر بالمعروف نہی عن المنکر ہے۔ وہ شخص پھر گویا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم غضب خداوندی کو دعوت دینے والا عمل کیسا ہے؟ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شرک ہے۔ اس شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد کونسا ناپسندیدہ عمل ہے تو آپ نے فرمایا قطع رحمی۔ پھر اس شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد کونسا عمل ناپسندیدہ ہے تو آپ نے فرمایا امر بالمعروف نہی عن المنکر کا عمل ترک کر دینا ناپسندیدہ عمل ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جب تم کسی عالم کو ہمسایوں میں محبوب بھائیوں میں قابل تعریف دیکھو تو جان لیجئے کہ وہ تبلیغ کا حق نہیں ادا کرتا۔

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس قوم کا ایک شخص گناہ کرتا ہے اور وہ اسے منع کرنے کی طاقت رکھتے ہوئے بھی نہیں منع کرتے تو وہ سب موت سے پہلے عذاب الہیٰ میں مبتلا ہوں گے۔

الحاصل الکلام بر دلیل تمام

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور رسالتماب نبی مکرم رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طاقت کی شرط اس لیے قائم کی ہے کہ جب صالح لوگوں کا غلبہ ہو تو ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان لوگوں کو گناہ سے منع کریں۔ جو سرمیدان گناہ کرتے ہیں۔ اسی لیے تو اللہ عزوجل نے اس امت کی تعریف میں فرمایا ہے کہ:

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:-

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ

"تم بہترین امت ہو لوگوں کو اچھائی کا حکم کرتے اور برائی سے منع کرنے کیلئے نکل کھڑے ہوتے ہو اور اللہ عزوجل پر ایمان لاتے ہو اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لے

لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ مِنْھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ آتے تو ان کے لیے بھی بہتر تھا۔ ان میں سے
وَاَکْثَرُھُمُ الْفَاسِقُوْنَ کچھ تو اہلِ ایمان ہیں اور بہت سے فاسق ہیں۔"

اس کا مطلب یوں اظہار کیا گیا ہے کہ تمھیں لوحِ محفوظ میں بہترین اُمّت تحریر کیا گیا ہے یعنی تمھارے پیدا کرنے کا مقصد ہی یہی ہے کہ تم لوگوں کو اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم کرو۔ پھر جو کتاب الٰہی اور عقل کے موافق ہو وہ حکم ہے اور جو مخالف ہو وہ نہی ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے:۔

وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ "اور تم میں سے ایک گروہ ایسا ہو جو اچھائی کی دعوت دے نیکی کا حکم کرے اور بُرائی سے روکے اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔"

اور بیشک اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ نے ایسی قوموں کی مذمت کی ہے جنہوں نے اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ دیا ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے:۔

کَانُوْا لَا یَتَنَاھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ فَعَلُوْہُ "وہ بُرے کام کرنے والوں کو منع نہیں کیا کرتے تھے۔"

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے:۔

لَوْلَا یَنْھٰھُمُ الرَّبَّانِیُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِھِمُ الْاِثْمَ وَاَکْلِھِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا کَانُوْا یَصْنَعُوْنَ۔ اور فقراء وعلماء ان کو گناہ کی باتوں سے کیوں منع نہیں کرتے اور حرام کھانے سے جو کچھ وہ کر رہے ہیں بہت ہی بُرا ہے۔

یعنی علماء وفقراء پر لازم تھا کہ وہ اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل پیرا ہوتے ہوئے وعظ ونصیحت اور تبلیغ کے ذریعے انھیں گناہوں سے منع کرتے۔ تبلیغ کا بہترین طریقہ یہی ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے اپنے بھائی کو کھلے طور

پر نصیحت کی اس نے اسے ذلیل وخوار کیا اور جس نے تنہائی میں نصیحت کی اس نے اپنے بھائی کو زینت سے آراستہ کیا۔ اگر پوشیدگی میں نصیحت مؤثر نہ ہو تب وہ کھل کر نصیحت کرے اور مصلحین کی استعانت کرے اور اچھے لوگوں کی بھی استعانت کرے۔ پھر اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو گناہ کرنے والے ان پر غالب آجائیں گے پھر وہ عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

ارشاد نبویؐ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

"جب میری اُمّت ظالم کو ظالم کہنا چھوڑ دے گی تو ان سے الگ ہو جانا"۔

بُرائی کو روکنے کے طریقے

حضرت سیدنا ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیّد عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :۔

"جب تم میں سے کوئی شخص بُرائی کو دیکھے تو اسے ہاتھ سے روکے۔ اگر ایسا نہ کر سکے تو پھر زبان سے روکے اور اگر ایسا بھی نہ کر سکے تو اس کو دل سے بُرا جانے۔ یہ صاحب ایمان کا کمزور ترین فعل ہو گا"۔

اہلِ علم کا قول بر مبنی حقیقت ماحول

بعض علماء کا قول ہے کہ ہاتھ سے روکنا اُمراء کا کام ہے، زبان سے روکنا علماء کا کام ہے اور دل سے بُرا جاننا عام لوگوں پر فرض ہے کچھ علماء کرام کا قول ہے کہ جو بُرائی کو روکنے کی طاقت رکھتا ہو اس پر واجب ہے کہ وہ بُرائی کو روکے۔

الحاصل الکلام بر روح الایمان

حضرت فقیہ ابواللیث سمرقندی رضی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نیکی کے حکم کرنیوالے پر ضروری ہے کہ اس کا مقصد خالص طور پر اللہ عزوجل اور غلبہ دین کے لیے ہو۔ اس کی اپنی کوئی حاجت نہ ہو۔ جب وہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لیے اور غلبۂ دین کے لیے تبلیغ کرے گا

تو اللہ عزوجل اس کا حامی وناصر ہوگا اور اسے مزید توفیق سے نوازے گا۔ اور اگر اس کی کوئی اپنی حاجت ہوئی تو اللہ عزوجل اسے اپنی استعانت سے محروم کردے گا۔

لالچ بُری بلا ہے

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی ایک ایسے درخت کے قریب سے گزرا جس کی پوجا کی جاتی تھی تو اس شخص نے دیکھا تو غصہ سے لال پیلا ہو گیا اور کہنے لگا یہ درخت ماسوی اللہ پوجا جائے۔ پھر وہ شخص کلہاڑی لے کر اور اپنے گدھے پر سواری کر کے اس درخت کو کاٹنے کے لیے روانہ ہُوا۔ تو راستے میں اسے صورتِ انسانی میں شیطان سے ملاقات ہوگئی۔ اور اس سے کہا کہ تم کدھر جا رہے ہو۔ اس شخص نے کہا میں نے ایک درخت دیکھا ہے جس کی پوجا کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کی پوجا نہیں کی جاتی۔ میں نے بارگاہ الٰہی میں وعدہ کیا ہے کہ جب تک میں اس درخت کو اکھاڑ نہ دُوں دم نہیں لُوں گا۔ ابلیس اس سے بولا تجھے کیا ہے تو اس کو چھوڑ اور اس کی پرستش کرنے والوں کو دفع کر۔ اللہ عزوجل خود ہی ان سے نمٹ لے گا۔ دونوں میں باہم جھگڑا ہو گیا اور دونوں باہم زدوکوب ہونے لگے۔ جب شیطان تنگ آگیا اور وہ اپنی بات سے نہ مڑا تو ابلیس کہنے لگا لو واپس لوٹ جائیں تجھے ہر روز چار درہم دیا کروں گا۔ ہر روز اپنے بستر کا کونہ اٹھا کر لے لیا کرنا۔ اس شخص نے کہا کیا تو ایسا ضرور کرے گا۔ ابلیس کہنے لگا ہاں میں تجھے اس کی ضمانت دیتا ہوں تو وہ شخص اپنے گھر واپس آگیا۔ چند دن تو اسے درہم ملتے رہے مگر پھر بستر کا کونہ اٹھایا تو وہاں سوائے محرومی کے کچھ بھی حاصل نہ ہوا۔ بعد ازاں بھی ایسا ہی ہوا۔ جب اس نے دیکھا کہ اب درہم ملنا بند ہو گئے ہیں تو پھر کلہاڑی لے کر گدھے پر سوار ہو کر چل پڑا۔ شیطان پھر اسے صورت انسانی میں ملا اور کہنے لگا کہاں کا ارادہ ہے۔ بولا درخت کاٹنے جا رہا ہوں۔ شیطان کہنے لگا اب تو اسے کاٹنے سے معذور ہے اس لیے کہ پہلی دفعہ رضائے الٰہی کے لیے نکلا تھا اور تمام ارض وسماوات والے بھی تجھے نہیں روک سکتے تھے لیکن اب تو اپنی خواہش کے لیے نکلا ہے۔ درہموں کے نہ ملنے سے مایوس ہو کر درخت کاٹنے کا قصد کیا ہے۔

اب تو ایک قدم بھی آگے بڑھا تو تیرا تن سر سے جدا کر دوں گا۔ شیطان کی یہ بات سن کر وہ شخص اپنے گھر واپس ہوا۔

پانچ چیزوں کا حصول پر مبنی اُصول

فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امر بالمعروف کا حکم دینے والوں کے لیے پانچ چیزیں نہایت ضروری ہیں۔

پہلی چیز | علم ہے کیونکہ جاہل بہتر طریقے سے نیکی کا حکم بیان نہیں کر سکتا۔

دوسری چیز | اس کا مقصد رضائے الٰہی اور غلبہ دین ہونا چاہیئے۔

تیسری چیز | شفقت اور محبت کے ساتھ نیکی کی تبلیغ کرے اور غصّہ نہ کرے جیسا کہ اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ فرعون سے نرمی سے گفتگو کرنا۔

چوتھی چیز | صبر اور حوصلہ جیسا کہ اللہ عزوجل نے حضرت لقمان علیہ السلام کے واقعہ میں فرمایا کہ امر بالمعروف نہی عن المنکر کا حکم کیا کرو۔ اور اس کے ضمن میں آنے والی تکالیف پر صبر کیا کرو۔

پانچویں چیز | جو کہے کہ اس کا خود بھی عامل ہو تاکہ دوسرے اس کو طعنہ نہ دیں اور وہ فرمانِ خداوندی "کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو مگر خود کو فراموش کر جاتے ہو۔

جو کہو وہ کرو ورنہ اُلٹی موت مرو

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے ہونٹ قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ میں نے کہا اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ کی اُمت کے خطیب (واعظ) لوگ ہیں جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہیں لیکن خود کو فراموش کر جاتے ہیں۔ اور وہ اللہ کی کتاب تو پڑھتے تھے مگر اس پر عمل پیرا نہیں تھے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں بتایا گیا کہ تورات میں مرقوم ہے۔ اے بنی آدم تو دوسروں کو تو میرے ذکر کے لیے کہتا ہے لیکن خود مجھے فراموش کر جاتا ہے۔ دوسروں کو میری طرف بلاتا ہے مگر خود مجھ سے بھاگتا ہے۔ یہ درست نہیں ہے تو یہ کیا کرتا ہے۔

حضرت ابو معاویہ فزاری نے اپنی سند سے روایت کیا کہ حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ آج تم اللہ کے بتائے ہوئے راستے پر قائم ہو مگر تمھارے اندر دو چیزیں آجائیں گی:۔

پہلی چیز	عیش و عشرت
دوسری چیز	جہالت

آج تو تم نیکی کا حکم کرتے ہو مگر ایک وقت ایسا آئے گا کہ تم اسے ترک کر دو گے اور دنیا سے محبت کرو گے۔ نہ نیکی کا حکم کرو گے اور نہ ہی بُرائی سے منع کرو گے۔ اللہ کی راہ کے بجائے دیگر کاموں میں سعی کرو گے۔ اس وقت ننگے یعنی اعلانیہ اور پوشیدگی میں اللہ کی کتاب پر قائم رہنے والے سابقین الاولین و مہاجرین کا درجہ حاصل کریں گے۔

ہجرت اور حصول جنّت

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا جس نے اپنے دین کے لیے مکان تبدیل کیا خواہ یہ سفر ایک بالشت ہی کیوں نہ ہو یہ جنّت میں داخل ہو گا اور وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور حضور نبی پاک صاحبِ لولاک احمد مجتبیٰ حضرت مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کا ہمراہی ہو گا کیونکہ حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے بھی عراق سے شام کی جانب ہجرت کی تھی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ عزّ و جل ہے۔

وَقَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ "میں اپنے پروردگار کے لیے ہجرت کر رہا ہوں
اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ بیشک وہ غالب صاحب حکمت ہے۔"

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے :۔

اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ "میں اپنے پروردگار کی طرف جاتا ہوں وہ بہت جلد مجھے منزل مقصود تک پہنچا دے گا۔"

ایسے ہی حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی مکہ سے مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی۔ اس لیے جو شخص ایسے علاقے میں رہتا ہو جہاں گناہ ہو رہا ہو اور وہ وہاں سے اللہ کی رضا کے لیے نکلا ہو تو گویا اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ التحیۃ والثناء کی اتباع کی وہ بہشت میں ان کے ساتھ ہوگا۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے :۔

وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْ بَیْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ یُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۔ "جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے لیے اپنے گھر سے ہجرت کرتا ہے۔ پھر موت نے اسے آلیا بیشک اس کا اجر اللہ کے پاس ہے اور اللہ عزوجل غفور رحیم ہے۔"

ارشاد نبوی بر حکمتِ ازلی

حضور سید الانبیاء محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اپنے گھر سے نکلا اور اپنی سواری کے رکاب میں پاؤں رکھ کر صرف ایک قدم ہی چلا تو لقمہ اجل ہو گیا تو اللہ عزوجل اسے ہجرت کرنے والا کا بدلہ عنایت فرمائے گا اور جو شخص جہاد فی سبیل اللہ کے لیے گھر سے نکلا اور لڑائی کرنے سے قبل اسے کسی جانور نے گرا دیا اور لقمہ اجل ہو گیا تو وہ شہداء میں شمار ہوگا اور جو مسلمان بیت اللہ شریف کے حج کے ارادے سے نکلا تو لقمہ اجل ہو گیا تو اللہ عزوجل نے اس کے لیے جنت واجب کردی۔

الحاصل الکلام بر احوال الجوام

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص فرائض الٰہی کی

ادائیگی کی طاقت رکھتا ہے اور وہاں رہتے ہیں اسے کسی کا ڈر نہیں ہے اور وہ لوگوں کے گناہوں کو پسند کرتا ہے تو پھر وہ اپنے علاقے سے ہجرت نہ کرے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس شخص کے لیے اس قدر ہی کافی ہے کہ جب وہ برائی کو دیکھتا ہے اور اس کو روکنے کی طاقت نہیں رکھتا تو یہ بات اللہ عزوجل جانتا ہے کہ وہ شخص اس برائی کو ناپسند کرتا ہے۔

بعض صحابہ کرام سے روایت ہے کہ جب تم میں سے کسی نے برائی کو دیکھا لیکن اس کو روکنے کی طاقت نہیں رکھتا تو وہ تین دفعہ یہ کلمات ادا کرے "یہ فعل کس قدر برا ہے" لیکن اس کے موجب میرا مواخذہ نہ کیجئے۔ جب وہ ایسا کہے گا تو اسے امر بالمعروف نہی عن المنکر جیسا ثواب حاصل ہو گا حضرت ابوامامیہ کا فرمان ہے کہ میں نے ابوثعلبہ خشنی نے مندرجہ آیۂ کریمہ:۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ "اے ایمان والو! تم اپنی جانوں کی فکر کرو"
کا مطلب دریافت کیا تھا تو فرمایا کہ صاحبِ خبر آدمی سے دریافت کیا ہے، پھر فرمایا میں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں دریافت کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا اے ثعلبہ تم نیکی کا حکم کرتے رہو اور برائی سے روکتے رہو۔ جب دیکھو کر دنیا دار کا اثر زیادہ ہے اور بخل و ہوس کی اتباع ہو رہی ہے اور ہر ایک اپنی رائے کو ترجیح دے رہا ہے پھر تم اپنے لیے خیال کرو کیونکہ تمہارے بعد کا وقت صبر آزما ہو گا۔ اس وقت تمہارے جیسا شخص پچاس عاملین کا اجر و ثواب پائے گا۔ صحابہ کرام نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ اپنے زمانہ کے پچاس صالحین جیسا اجر و بدلہ پائے گا یا ہمارے جیسے پچاس لوگوں جیسا اجر و ثواب پائے گا حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ وہ تم جیسے پچاس عاملین جیسا اجر و ثواب پائے گا۔

پوری قوم پر عذاب کا نزول

حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ تم لوگ مندرجہ آیۂ کریمہ:۔

یا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ "اے ایمان والو! تم اپنی جانوں کی فکر کرو۔"

تو پڑھتے ہو لیکن اس کا مفہوم درست نہیں سمجھتے ہو اور میں حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زبانی سنا کہ جس قوم میں گناہ ہوتا ہو اور وہاں ان کو منع کرنے والا کوئی نہ ہو تو اللہ عزوجل اس پوری قوم پر عذاب نازل کرتا ہے۔ جب حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے اس آیہ کریمہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ اس زمانہ میں نہیں مگر جب خواہشات کی زیادتی ہوگی۔ جھگڑے عروج کر جائیں گے تو پھر ہر کسی پر لازم ہے کہ وہ اپنی فکر کرے اس لیے کہ وہ تباہی و بالللیت کا زمانہ ہوگا۔

○

نواں باب

توبہ کا اظہار

دس گنا ثواب کا حصول

حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم کی بارگاہ اقدس میں عرض کی الٰہی آپ نے مجھ پر شیطان علیہ اللعنۃ کو مسلط کر دیا۔ اب میں اس سے تیری مدد کے بغیر محفوظ رہنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہوا کہ تیری اولاد میں سے جو بھی پیدا ہوگا میں اسے شیطان کے دھوکے اور برے رفقاء سے محفوظ رہنے کے لیے اس پر محافظ مقرر کر دوں گا۔ حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار مجھے مزید عطا فرما۔ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہوا کہ ایک نیکی پر دس گنا ثواب بلکہ اس سے بھی بڑھ کر دوں گا۔ جب کہ ایک گناہ پر ایک ہی سزا بلکہ ہو سکتا ہے کہ میں اسے بھی باطل کر دوں۔ عرض کیا اے میرے پروردگار اس سے بھی زیادہ مرحمت فرما۔ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہوا جب تک جسم میں روح ہے اس کی توبہ قبول کی جائے گی عرض کیا اے الہ العالمین اس سے بھی زیادہ عطا فرما۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے :۔

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔

میرے بندوں سے فرما دیجئے جنہوں نے اپنی جان پر ظلم کیا وہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں بے شک اللہ عزوجل تمام گناہوں کو بخش دے گا یقیناً وہ غفور الرحیم ہے۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل وحشی نے مکہ شریف میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں خط لکھا کہ میں نے اسلام قبول کرنے کا پکا ارادہ کر لیا ہے۔ لیکن یہ آیہ کریمہ:

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے کہ:

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا۔

جو لوگ بجز اللہ تبارک وتعالیٰ کسی دوسرے کی پوجا نہیں کرتے اور کسی ایسے شخص کو ناحق قتل نہیں کرتے جن کے قتل کو اللہ عزوجل نے حرام فرمایا ہے اور نہ وہ زنا کرتے ہیں اور جو شخص ایسا کرے گا وہ سزا پائے گا۔

میرے ایمان لانے میں رکاوٹ ہے اور میں نے یہ تینوں فعل کیے ہیں تو کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ اس پر مندرجہ ذیل آیہ کریمہ کا نزول ہوا۔

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ۔

جو تائب ہوا اور ایمان لایا اور نیک اعمال کیے۔ ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ حسنات میں بدل دے گا۔

حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیہ کریمہ وحشی کو جوابی خط میں لکھ بھیجی تو اس نے جواب میں لکھا کہ اب عمل کی شرط یہ ہے کہ نامعلوم میں صالح عمل کر سکوں یا نہ کر سکوں اس پر مندرجہ ذیل آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ

تحقیق اللہ عزوجل مشرک کی بخشش نہیں کرے گا۔ مگر اس کے سوا جو وہ چاہے مغفرت فرما دے گا۔

حضور سید الانبیاء حبیب خدا علیہ التحیۃ والثناء نے یہ آیہ کریمہ وحشی کو لکھ کر بھیجی تو اس

نے جواب میں لکھا کہ یہ بھی مشروط نہ جانے کہ میری مغفرت ہو گی بھی کہ نہیں۔ اس پر مندرجہ ذیل آیۂ کریمہ کا نزول ہوا۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔

آپ میرے ان بندوں سے فرما دیجئے جنہوں نے اپنی جان پر ظلم کیا وہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں۔

تحقیق اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ تمام گناہوں کو درگزر فرما دے گا یقیناً وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وحشی کو لکھا اور اس نے کوئی شرط نہ پاکر مدینہ منورہ میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

توبہ کی قبولیت کا معین وقت

محمد نے اپنے باپ عبدالرحمٰن سلمی سے روایت کیا کہ میں چند صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ مدینہ میں بیٹھا تھا کہ ایک صحابی نے کہا کہ میں نے حضور سید الانبیا محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء کا یہ فرمان سنا کہ آپ نے فرمایا کہ اگر موت سے آدھ روز پہلے کوئی شخص تائب ہو جائے تو اس کی توبہ مقبولیت کے درجے پر پہنچ جاتی ہے۔ میں نے کہا کہ کیا آپ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ خود سنا ہے تو انہوں نے کہا ہاں! دوسرے صحابی نے کہا کہ میں نے حضور نبی غیب دان علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا کہ اگر کوئی شخص موت سے پہلے ایک لمحہ بھی تائب ہو جائے تو اس کی توبہ کو شرف قبولیت حاصل ہو جاتا ہے۔ تیسرے صحابی نے کہا میں نے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جو سکرات سے پہلے تائب ہو جائے تو اس کی توبہ کو بھی شرف قبولیت حاصل ہو جاتا ہے۔

حضرت محمد بن مطرف کا قول ہے کہ اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ اولاد آدم علیٰ نبینا

علیہ الصلوٰۃ والسلام پر افسوس ہے کہ وہ گناہ کرتا ہے اور پھر مجھ سے بخشش مانگتا ہے
تو میں اس کی مغفرت کر دیتا ہوں۔ پھر وہی گناہ کرکے مجھ سے استغفار کا طالب ہوتا ہے
تو میں اس کو درگزر فرما دیتا ہوں۔ میں حیران ہوں نہ تو وہ گناہ چھوڑتا ہے اور نہ ہی میری رحمت
سے ناامید ہوتا ہے۔ اے میرے فرشتو تم گواہ رہو میں نے اس کی مغفرت فرما دی۔

ابو معاویہ نے مغیث بن سمی سے روایت کیا کہ عہد قدیم میں ایک شخص بہت گناہ
کیا کرتا تھا تو ایک روز اس نے اپنی عاقبت کا سوچا۔ تو اس نے کہا الٰہی میری مغفرت
فرما دیجیے۔ اس نے تین دفعہ یہی الفاظ دہرائے کہ اسے اجل آگئی تو اللہ عزوجل نے اس کی
توبہ کو قبول فرمایا اور اس کی مغفرت فرما دی۔

حضرت مکحول کی روایت ہے کہ میں نے سنا کہ جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام
کو ملکوتِ سماویہ کے مشاہدہ کے لیے لے جایا گیا تو انہوں نے زمین پر ایک آدمی کو
زنا کرتے دیکھا تو اس کے لیے بددعا کی۔ چنانچہ اللہ عزوجل نے اس شخص کو ہلاک کر دیا۔
پھر ایک شخص کو چوری کرتے دیکھا تو اس کے لیے بددعا کی۔ چنانچہ اللہ عزوجل نے اس
شخص کو ہلاک کر دیا۔ پھر اللہ عزوجل نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے فرمایا کہ
میرے بندوں کو چھوڑ دیجیے اس لیے کہ میرے بندے کے لیے تین باتیں ہیں اگر وہ تائب
ہو جائے گا تو میں قبول کروں گا یا پھر اس کی ایسی اولاد ہو گی جو میری عبادت کرے گی یا پھر
اس کی بدبختی غالب آکر اسے دوزخ میں پہنچا دے گی۔

الحاصل الکلام حضرت فقیہہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر حجت ہے کہ بندہ جب بھی توبہ کرتا ہے تو اللہ عزوجل
اس کی توبہ کو قبول فرماتا ہے۔ لہٰذا بندہ کے لیے یہ لائق نہیں کہ وہ اس کی رحمت سے ناامید ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّئَاتِ۔

وہ اللہ ایسا ہے جو اپنے بندوں کی توبہ کو قبول فرماتا ہے اور ان کے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔

اس لیے دانشور پر لازم ہے کہ وہ ہر وقت اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرتا رہے اور گناہ پر مصر نہ رہے۔ پس گناہوں سے رجوع کرنے والا مصر نہیں ہوتا۔ چہ جائیکہ وہ دن میں ستر دفعہ دہرائے۔ جیسا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ استغفار کرنے والا مصر نہیں ہے۔ اور پھر دن میں ستر دفعہ جرم کرے۔ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں دن میں ستر بار توبہ کرتا ہوں۔

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سنائی کہ جب کوئی شخص گناہ کرتا ہے اور پھر صحیح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ کر بارگاہِ خداوندی میں استغفار کرتا ہے تو اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے پھر یہ آیۂ کریمہ پڑھی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔

جو شخص کوئی عمل بد کرے یا اپنے آپ پر ظلم کرے پھر وہ اللہ سے استغفار کرے تو وہ اللہ عزوجل کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔

توبہ گناہ کو کھا جاتی ہے

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ نے شیطان لعین کو نیچے اتارا تو اس نے کہا مجھے تیری عزت کی قسم جب تک بنی آدم کے جسم میں روح ہوگی میں اس کو نہیں چھوڑوں گا۔ اللہ عزوجل نے فرمایا مجھے اپنی عزت و عظمت کی قسم میں اپنے بندے سے توبہ کو حجاب میں نہیں رکھوں گا یہاں تک سکرات کا وقت آجائے۔

قاسم نے حضرت ابوامامہ باہلی سے روایت کیا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دائیں جانب والا فرشتہ بائیں طرف والے فرشتے کا امین ہے کہ جب بندہ کوئی صالح

کام کرتا ہے تو بائیں والا فرشتہ تحریر کرنے کا قصد کرتا ہے لیکن دائیں والا اسے منع کر دیتا ہے اور وہ چھ سات گھڑیاں رکا رہتا ہے۔ اگر وہ اسی دوران استغفار کر لے تو وہ کوئی شے نہیں لکھتا اور اگر وہ استغفار نہ کرے تو پھر اس کی ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے۔

حضرت فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے مطابق ہے جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ توبہ کرنے والا ایسا ہے گویا کہ اس کا کوئی گناہ نہیں۔

روایت میں ہے کہ جب بندہ ایک گناہ کرتا ہے تو اس وقت تک نہیں لکھا جاتا جب تک کہ وہ دوسرا گناہ نہ کرے۔ یونہی دوسرے گناہ کو اس وقت تک نہیں لکھا جاتا جب تک کہ وہ ایک اور گناہ نہ کرلے۔ پس جب اس کے پانچ گناہ جمع ہو جاتے ہیں اور وہ ایک نیکی کرتا ہے تو اس کی پانچ نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور باقی پانچ گناہوں کا عوض بن جاتی ہیں تو اس پر شیطان لعین چیخ مارتے ہوئے کہتا ہے کہ میں کس طرح اولاد آدم پر قبضہ رکھ سکتا ہوں میری تمام سعی و کوشش کو صرف ایک نیکی سے ہی باطل کر دیا جاتا ہے۔

توبہ کے دروازے کا ہمیشہ کھلا رہنا

حضرت صفوان بن عسال سے روایت ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ عزوجل نے مغرب کی طرف توبہ کے لیے ایک دروازہ بنایا ہے جس کی چوڑائی چالیس یا ستر گز کی مسافت جتنی ہے۔ وہ دروازہ ہمیشہ کھلا رہے گا کبھی بند نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیۂ کریمہ:

اِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا بے شک وہ لوٹنے والوں کی بخشش فرما دیتا ہے۔

کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ اس شخص کے لیے ہے جو بار بار گناہ کر کے توبہ کرتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ ایسا کب تک ہوگا۔ فرمایا میں نہیں جانتا مگر جب تک مومن کا یہ عمل رہے گا۔

چھ صفات کا حصول

جاننا چاہیئے کہ بعض حکماء فرماتے ہیں کہ عارف میں چھ صفات ہوتی ہیں۔

پہلی صفت: ذکر الٰہی پر فخر کرتا ہے۔

دوسری صفت: اپنے ذکر کو کمتر جانتا ہے۔

تیسری صفت: اللہ کی نشانیاں دیکھ کر نصیحت پکڑتا ہے۔

چوتھی صفت: جب وہ گناہ کا شکار ہوتا ہے تو توبہ کرتا ہے۔

پانچویں صفت: جب وہ عفو خداوندی کا تذکرہ کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے۔

چھٹی صفت: گناہوں کے یاد آنے پر توبہ کرتا ہے۔

سات آسمانوں اور سات زمینوں اور پہاڑوں جیسے گناہوں کی بخشش کی خوشخبری

فقیہہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت امام زہری رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ایک روز حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ روتے ہوئے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا عمر کیوں روتے ہو۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ نے بارگاہ نبوی میں عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دروازے پر رونے والے نوجوان نے میرا دل جلا دیا ہے۔ آپ نے فرمایا اے عمر اسے میرے پاس لائیے اور وہ نوجوان روتے روتے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ آپ نے نوجوان سے فرمایا آخر رونے کی کیا وجہ ہے اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گناہوں کے بوجھ کے سبب رو رہا ہوں اور اپنے رب جبار قہار کے غضب سے خائف ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جوان کیا تو نے شرک کیا ہے؟ اس نے کہا یارسول اللہ نہیں۔ پھر فرمایا کسی کو ناحق قتل کیا ہے؟ عرض کیا یارسول اللہ نہیں۔ پھر فرمایا بے شک اللہ عزوجل تیرے گناہوں سے درگزر فرمائے گا اگرچہ وہ سات آسمانوں اور سات زمینوں اور بڑے پہاڑوں جیسے ہوں گے اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرا گناہ اس سے بھی بڑا ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تیرا گناہ کرسی سے بھی بڑا ہے۔ اس نے عرض کیا ہاں۔ آپ نے فرمایا تیرا گناہ بڑا ہے

یا عرش بڑا ہے ۔ وہ بولا میرا گناہ بڑا ہے ۔ آپ نے فرمایا تیرا گناہ بڑا ہے یا عفو درگزر بڑا ہے ۔ وہ بولا اللہ عزوجلیل عظیم وجلیل ہے اور اس کی معافی بھی عظیم ہے ۔ آپ نے فرمایا بجز اللہ عزوجل گناہوں کو کوئی نہیں بخش سکتا ۔ پھر فرمایا بتائیے تو نے کون سا گناہ کیا ہے اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے شرم کرتا ہوں ۔ آپ نے پھر پوچھا تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں سات سال تک قبرں سے کفن چوری کرتا رہا حتیٰ کہ انصار کی ایک لڑکی لقمۂ اجل ہوئی ۔ میں نے اس کی قبر کھود کر کفن نکالا ۔ پھر میں چند قدم ہی چلا تھا کہ شیطان لعین میرے نفس پر غالب آگیا اور واپس آکر میں نے اس سے زنا کیا ۔ پھر میں چند قدم ہی چلا تھا کہ وہ لڑکی سامنے کھڑی دیکھی اس نے کہا اے جوان تجھ پر افسوس ہے کہ قیامت کے دن کے بدلہ دینے والے سے شرم وحیا نہیں کرتا جب وہ عدل وانصاف کی کرسی پر بیٹھے گا اور ظالم سے مظلوم کا حق دلوایا جائے گا تو نے مردوں کے جم غفیر میں مجھے ننگا کردیا اور بارگاہ الٰہی میں مجھے جنبی کر کے کھڑا کر دیا ۔ یہ سن کر نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے اسے ایک مکہ مارا اور وہ مکہ کھا کر پیچھے کی طرف گر گیا ۔ پھر فرمایا اے فاسق تجھے دوزخ سے کوئی چیز محفوظ نہیں رکھ سکتی ۔ میرے ہاں سے دور ہو جا ۔ پس وہ شخص نکلا اور چالیس رات تک بارگاہ خداوندی میں توبہ کرتا رہا ۔ جب چالیس راتیں مکمل ہوگئیں تو اس نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آدم وحوا کے معبود اگر آپ نے میری مغفرت فرمادی ہے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کو اس سے مطلع کیجئے ورنہ آسمان سے آگ بھیج دیجئے جو مجھے جلائے اور مجھے آخرت کے عذاب سے خلاصی عنایت فرما ۔ پس حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا اور اللہ عزوجل کا سلام پہنچایا ۔ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ذات خود ہی سلام ہے اس سے سلامتی ہے اور اسی کی جانب سلامتی ہے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا کیا آپ نے مخلوق کی تخلیق فرمائی ہے ۔ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ ہی نے آپ کو اور مجھے پیدا کیا ہے

اور تمام مخلوق کو تخلیق فرمایا ہے۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلام اللہ عزوجل فرماتا ہے کیا آپ ان کو روزی دیتے ہیں۔ فرمایا اللہ ہی سب کا روزی رساں ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اللہ عزوجل فرماتا ہے کیا آپ ہی ان کی توبہ قبول فرماتے ہیں۔ فرمایا کہ میری اور ان سب کی اللہ عزوجل ہی توبہ قبول فرماتا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ میرے بندے کی توبہ قبول کیجئے کیونکہ میں نے اسکی توبہ قبول کرلی ہے۔

الحاصل کلام بر عبرت انسان

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ دانش ور کو چاہیئے کہ وہ اس حدیث سے نصیحت پکڑے اور اسے جاننا چاہیئے کہ میت کے مقابلہ میں زندہ سے زنا کرنا بڑا ہی بڑا گناہ ہے اور اس پر لازم ہے کہ وہ سچی توبہ کرے۔ جب اس جوان نے سچی توبہ کی تو بارگاہ الٰہی میں قبولیت کا شرف حاصل ہوا۔ اور لازم ہے کہ توبہ بھی گناہ کی حیثیت سے ہونی چاہیئے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا　　اے ایمان والو! اللہ عزوجل سے خالص توبہ کرو۔

اس کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ دل سے ندامت، ضمیر اور زبان سے استغفار اور پھر گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ تو خالص توبہ ہے ورنہ اس نے اپنے پروردگار سے مذاق کیا۔

حضرت رابعہ بصریہ رحمتہ اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ ہماری استغفار بہت زیادہ استغفار کی محتاج ہے۔ یعنی جب زبان سے مغفرت طلب کریں اور نیت دوبارہ گناہ کی ہو تو یہ خالص توبہ نہ ہوگی بلکہ جھوٹی توبہ ہوگی۔

خالص توبہ کونسی ہے؟

خالص توبہ یہ ہے کہ زبان سے استغفار کی جائے اور دوبارہ گناہ نہ کرنے کا ارادہ ہو جب اس طرح توبہ کی جائے گی تو اللہ عزوجل اس کے گناہ سے درگزر فرمادے گا۔ چاہے وہ کتنے ہی بڑے کیوں نہ ہوں۔ کیونکہ اللہ عزوجل اپنے بندوں سے درگزر فرمانے والا اور نہایت مہربان ہے۔

هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

بنی اسرائیل میں ایک بادشاہ تھا کسی نے اس کے سامنے ایک عابد کی تعریف کی۔ تو اس نے اس کو بلوا کر اپنے پاس رہنے کی اس سے درخواست کی۔ عابد نے بادشاہ سے کہا کہ آپ نے جو کہا ہے کہ تو اچھا ہے لیکن اگر تو کسی روز اپنے گھر میں آکر مجھے اپنی لونڈی کے ساتھ پیار کرتے دیکھے تو کیا کرے گا؟ بادشاہ نے غضب ناک ہو کر کہا اے فاجر کیا تو میرے پاس ایسی ہمت کر سکتا ہے۔ عابد نے بادشاہ کو جواب دیتے ہوئے کہا میرا پروردگار کس قدر کریم ہے کہ اگر وہ میرے ستر گناہ بھی ایک دن میں دیکھتا ہے تو پھر بھی غضبناک نہیں ہوتا اور نہ ہی اپنے دروازے سے بھگاتا ہے اور نہ ہی وہ اپنا رزق مجھ پر حرام کرتا ہے۔ اس لیے میں اس کا دروازہ کس طرح چھوڑ سکتا ہوں اور اس کے دروازے پر رہوں۔ جو میرے گناہ سے بھی قبل غضب ناک ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ میرا جرم دیکھ لے تو نہ جانے کیسا سلوک کرے۔ پھر وہ عابد چلا گیا۔

اقسام گناہ

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی فرماتے ہیں کہ گناہ دو اقسام میں منقسم ہے:

پہلی قسم: جو بندوں کے درمیان ہے۔

دوسری قسم: جو بندوں اور خدا کے درمیان ہے۔

بندہ اور اللہ کے درمیان یعنی حقوق اللہ کے گناہ کی توبہ زبان سے استغفار۔ دل وضمیر کی ندامت اور دوبارہ گناہ نہ کرنے کا اقرار ہے۔ ایسی توبہ کرنے والے کی اپنی جگہ سے اٹھنے

سے پہلے ہی مغفرت ہو جاتی ہے اور اگر اس نے فرائض کو ترک کیا تو اس کی توبہ کوئی فائدہ نہ دے گی۔ جب تک کہ وہ فرائض قضا کر کے ندامت اور توبہ نہ کرے۔ اور بندہ کا بندہ کے مابین یعنی حقوق العباد کے گناہ کی توبہ اس وقت تک فائدہ نہ دے گی جب تک کہ وہ اپنے بندے کو راضی نہ کر لے۔ یا اس سے حق معاف نہ کرالے۔

شیطان کا پچھتاوا

تابعین سے روایت منقول ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک معصیت خواہ اپنی معصیت پر دائمی طور پر ندامت و استغفار کرتا ہے یہاں تک کہ اس کی بخشش ہو جاتی ہے تو شیطان کہتا ہے کہ کاش کہ میں اسے گناہ پر نہ لگاتا۔

توبہ کو کھا جانے والی چیزیں

بعض دانشوروں کا قول ہے کہ چار چیزوں سے آدمی کی توبہ ساقط ہو جاتی ہے۔

پہلی چیز : وہ اپنی زبان کو فضول اور لغو باتوں سے روکے۔

دوسری چیز : وہ اپنے دل میں کسی کے لیے حسد اور بغض نہ رکھے۔

تیسری چیز : بُرے لوگوں کی صحبت سے اجتناب کرے۔

چوتھی چیز : موت کی تیاری کرے۔ پہلے گناہوں پر ندامت و توبہ کرے اور اپنے پروردگار کی اطاعت میں سعی و کوشش کرے۔

توبہ کے علم کی چار نشانیاں

بعض دانشوروں سے پوچھا گیا کہ کیا کوئی ایسی نشانی ہے جس سے توبہ کی قبولیت کا علم ہو سکے۔

فرمایا ہاں اسکی چار نشانیاں ہیں :

پہلی نشانی : بُرے لوگوں کی صحبت سے اجتناب کرے اور اپنے دل میں ڈرے اور صالحین کی صحبت اختیار کرے۔

دوسری نشانی : تمام معصیت کو چھوڑ دے اور عبادت کی طرف رجوع کرے۔

تیسری نشانی : اپنے دل سے لذات دنیا کو نکال دے اور ہمیشہ آخرت کے خوف کو دل میں رکھے۔

چوتھی نشانی : خود کو رزق وغیرہ جیسی ان سب چیزوں سے فارغ کرے جس کا اللہ عزوجل ذمہ دار ہے اور احکام الٰہی کو بجا لائے
جب وہ ان نشانیوں کو اپنے اندر پائے گا تو وہ ان لوگوں میں شمار ہو گا جن کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ. بے شک اللہ عزوجل تائب ہونے والوں اور پاک رہنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

اور لوگوں پر اس کی طرف سے چار چیزیں واجب ہو جائیں گی :۔

پہلی چیز : وہ اللہ عزوجل سے محبت کرے گا اور اللہ عزوجل ان سے محبت کرے گا۔

دوسری چیز : وہ ہمیشہ طور پر یہ دعا کرے کہ اللہ عزوجل اسے توبہ پر ثابت قدم رکھے۔

تیسری چیز : اپنے سابقہ گناہوں پر نادم رہیں۔

چوتھی چیز : اللہ کے حضور بیٹھ کر اس کا تذکرہ کریں اور بھلائی کے کاموں میں امداد کریں۔

ایسے شخص کو اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم چار نعمتوں سے نوازے گا۔

پہلی نعمت : اللہ عزوجل اسے معصیت سے ایسے پاک کر دے گا جیسا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں ہے۔

دوسری نعمت : اللہ عزوجل اس سے محبت فرمائے گا۔

تیسری نعمت : اس پر ابلیس غالب نہیں آئے گا۔

چوتھی نعمت : اسے مرنے سے پہلے خوف سے امن عنایت کیا جائے گا۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے :

تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِکَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا فرشتے اس کے پاس آئیں گے اور کہیں گے تم خوف نہ کھاؤ اور نہ غم کھاؤ تمہیں اپنے وعدہ کے

بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ مطابق بہشت کی خوشخبری ہے۔

سچی توبہ کا قبول ہو جانا

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک زانیہ عورت کو حضور سید الانبیاء محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء نے رجم کی سزا دی اور اس کی نماز جنازہ بھی پڑھائی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اس عورت کو رجم کی سزا کا حکم صادر فرمایا ہے اور اس کا جنازہ بھی پڑھایا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر وہ ستر دفعہ بھی ایسا جرم کرتی تو اللہ عزوجل اس کی توبہ کو شرف قبولیت فرماتا کیونکہ اس نے سچی توبہ کی تھی۔ اور سچی توبہ کو قبول کیا جاتا ہے چہ جائیکہ وہ کتنا ہی بڑا گناہ کیوں نہ ہو۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

"جو مومن کو اس کے گناہ پر شرمسار کرتا ہے تو وہ بھی اسی شمار میں ہوتا ہے اور یہ حق ہے کہ اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ اس کو اسی گناہ میں مبتلا کریں گے۔"

حضرت فقیہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مومن نہ قصداً گناہ کرتا ہے نہ عمداً گناہ کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَکَرَّہَ اِلَیْکُمُ الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ۔ تمہیں کفر فسوق اور گناہوں سے کراہیت عطا کر دی ہے۔

اس میں بتایا گیا ہے کہ مومن گناہ سے دشمنی رکھتا ہے۔ اور مومن ارادۃً گناہ نہیں کرتا لیکن وہ غفلت کے سبب گناہ میں پڑتا ہے۔ پھر وہ توبہ کر لے تو اس کو شرمندہ کرنا جائز نہیں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بندہ توبہ کرتا ہے تو اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ اس کی توبہ کو شرف قبولیت بخشتا ہے تو کراماً کاتبین اس کے برابر لکھے ہوئے گناہ بھی فراموش کر جاتے ہیں۔ اور اس کے اعضاء بھی ان خطاؤں کو بھول جاتے ہیں۔ اور

اور زمین کی وہ جگہ بھی بھول جاتی ہے۔ اور آسمان بھی اس جگہ کو فراموش کر جاتا ہے۔ جہاں سے محشر کے روز اسے لے جایا جاتا ہے اور کوئی مخلوق اس کے خلاف گواہی نہ دے گی۔

عرش کے اردگرد تحریر ہونا

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید الانبیاء خواجہ ہردوسرا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرش کے اردگرد مخلوق کی پیدائش سے چار ہزار سال قبل یہ تحریر کیا گیا کہ:

وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی

تحقیق میں توبہ کرنے والوں کو ایمان لانے اور نیک عمل کرنے والوں کی مغفرت فرمانے والا ہوں جبکہ وہ ہدایت پر ہوں۔

اور اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جاننے والے ہیں۔

توبہ کا دوسرا دروازہ اور اس کا انکشاف

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید الانبیاء محبوب خدا خواجہ بزرد سرا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے توبہ کے دروازے کا ذکر فرمایا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توبہ کا دروازہ کیسا ہے؟ تو آپ نے فرمایا توبہ کا دروازہ مغرب کے پیچھے ہے اور اس کے کواڑ موتیوں اور یاقوت سے جڑے ہوئے سونے کے ہیں۔ دونوں کواڑوں کا درمیانی فاصلہ تیز رفتار سوار کی چالیس برس تک کی مسافت کا ہے اور یہ دروازہ مخلوق کی پیدائش کے وقت سے کھلا ہوا ہے اور اس صبح تک کھلا رہے گا جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہوگا۔ اور سچی توبہ کرنے والا اس دروازے سے داخل ہوگا۔

توبۃ النصوح کی حقیقت سے شناسائی

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں آپ فرمائیں کہ توبۃ النصوح کیا ہے؟ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گناہ کرنے والا اپنے گناہ پر شرمندگی کے ساتھ بارگاہِ خداوندی میں معذرت کرے اور پھر کبھی وہ گناہ نہ کرے پھر شمس وقمر اس دروازے پر ڈھل جائیں گے۔ پھر یہ دروازے اس طرح بند ہو جائیں گے کہ ان میں کوئی سوراخ نہ ہوگا۔ اس وقت نہ تو کسی کی توبہ قبول ہوگی نہ ہی کسی کا عمل کسی کو فائدہ دے گا۔ البتہ پہلے کی حسنات جاری رہیں گی۔ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے۔

يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ اٰيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْ اِيْمَانِهَا خَيْرًا

جس روز تیرے رب کی نشانیاں آئیں گی تو کسی کے کام نہ آئے گا۔ اس وقت ایمان لانا جو پہلے ایمان نہیں لایا تھا یا جس نے اپنے ایمان میں کوئی نیکی نہیں کی تھی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ توبۃ النصوح یہ ہے کہ توبہ کرنے کے بعد پھر اس گناہ کو نہ کرے۔ پھر فرماتے ہیں کہ توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور بجز تین کے ہر ایک کی توبہ قبول ہوتی ہے۔ ایک ابلیس کی۔ جو کہ کفر کی بنیاد ہے۔ دوسرا قابیل۔ جو حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیٹا خطا کرنے والوں کا سردار ہے۔ تیسرا وہ جو کسی پیغمبر کا قاتل ہے۔ مزید فرمایا کہ ان تین کے لیے مغرب کی طرف توبہ کا دروازہ کھلا ہے جو چالیس سال کی مسافت جتنا چوڑا ہے۔ یہ اس وقت تک بند نہ ہوگا کہ جب کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہوگا۔

توبہ کا ہوا میں معلق ہونا

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ توبہ ہوا میں معلق ہے جو شب و روز پکارتی ہے کہ جو مجھے قبول کرنے سے منہ نہیں موڑے گا وہ عذاب سے محفوظ رہے گا اور یہ آخر زمانہ تک آواز دیتی رہے گی۔ حتیٰ کہ آفتاب مغرب سے نمودار ہوگا تو یہ آواز دیتی ہوئی اوپر اٹھالی جائے گی۔

ان احادیث سے توبہ کی عظمت واہمیت کا اظہار ہوتا ہے اور اس میں بیان کیا گیا ہے کہ بیشک بندہ جب توبہ کرتا ہے تو اس کی توبہ شرف قبولیت تک پہنچتی ہے اور اللہ عزوجل مومنین کو توبہ کی طرف بلاتے ہوئے فرماتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔

تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔	اے ایمان والو! تم سب اللہ سے توبہ کرو تاکہ فلاح پاؤ۔

اس آیہ کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ توبہ ہر کامیابی وکامرانی کی کلید ہے۔ بیشک مومن کی نجات کا سبب توبہ ہے۔ اس لیے مومن کو حکم دیا گیا ہے

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔

يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ	اے ایمان والو! اللہ عزوجل سے

تَوْبَۃً النَّصُوْحًا۔ توبۃ النصوح (یعنی توبہ) کیجئے۔

پھر توبہ میں جو عظمت و کرامات درگذر فرماتا ہے۔ یعنی جب وہ توبہ کر کے بارگاہِ الٰہی میں مرجوع ہوتے ہیں تو اللہ عزوجل ان کی معصیت کو درگذر فرما دیتا ہے۔ نیز توبہ سے مقصود یہ ہے کہ بندہ اپنے گناہوں پر دل سے ندامت کا اظہار کرے۔ اور زبان سے استغفار کرے اور پھر کبھی گناہ نہ کرے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص تین مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَالْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ پڑھے تو اللہ عزّوجل اس کے گناہ درگذر فرما دیتا ہے۔ چاہے وہ سمندر کی جھاگ کی طرح کیوں نہ ہوں۔

دسواں باب

توبہ سے کامیابی کا اظہار

حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب شیطان کو ملعون کیا گیا تو اس نے محشر تک زندہ رہنے کی مہلت کا سوال کیا تو اس کو مہلت دی گئی۔ پس شیطان نے کہا تیری عزت کی قسم میں اس وقت تک تیرے بندے کے سینے سے نہیں نکلوں گا۔ جب تک اس کی روح پرواز نہ کر جائے۔ اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے فرمایا مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم! جب تک میرا بندہ زندہ رہے گا میں اس سے توبہ کو محجوب نہیں کروں گا۔ بندوں پر اللہ عزوجل کی رحمت و شفقت تو دیکھیئے۔ کہ گناہ کے بعد بھی وہ اپنے بندوں کو مومن کے نام سے خطاب فرماتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے۔

تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔	اے ایمان والو! تم سب مل کر اللہ عزوجل کی طرف توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

اور توبہ کرنے کے بعد بھی ان کو محبوب رکھتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔	تحقیق اللہ عزوجل توبہ کرنے والوں اور پاکیزہ لوگوں سے محبت کرتا ہے۔

"توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ جیسا اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔"

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں ایک شخص نے عرض کیا کہ یا حضرت میں نے ایک گناہ کیا ہے۔ آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ اللہ عزوجل سے توبہ کیجئے اور پھر کبھی گناہ نہ کیجئے۔ اس نے عرض کیا یا حضرت میں نے توبہ کی پھر گناہ کیا۔ فرمایا پھر توبہ کیجئے اور پھر گناہ نہ کرنا۔ اس نے عرض کیا یا حضرت کب تک۔ آپ نے فرمایا تب تک کہ جب ابلیس تھک جائے۔

جہالت کے سبب گناہ کرنا

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ ایک آیہ کریمہ:

اِنَّمَا التَّوْبَۃُ عَلَی اللّٰہِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَہَالَۃٍ۔ جو لوگ نادان ہونے کے سبب گناہ کرتے ہیں تو ان کی توبہ کی قبولیت اللہ کے ذمہ ہے۔

اس آیہ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں کہ جہالت سے مراد ارادۃً گناہ کرنا ہے اور آیت کا دوسرا حصہ پھر وہ قریبی وقت میں توبہ کرتے ہیں، یعنی موت سے پہلے کا ہر لمحہ قریب ہی کہلاتا ہے۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب بندہ گناہ کر کے عرض کرتا ہے کہ الٰہی میں نے گناہ کیا ہے میری مغفرت فرما دیجئے۔ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے کہ میرے بندے نے گناہ کا عمل کیا ہے اور وہ جانتا ہے کہ میں ہی اس کا پروردگار ہوں جو اس کی بخشش بھی فرماتا ہوں اور پکڑتا بھی ہوں۔ پس تحقیق میں نے اپنے بندے کی مغفرت فرما دی۔ اور یہ سب کرم ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ ورنہ پہلی امتوں میں یہ تھا کہ جب وہ گناہ کرتے تھے تو ان پر حلال حرام کر دیا جاتا تھا۔ یا گنہ گار کے دروازے پر یا اس کے بدن پر لکھ دیا جاتا تھا کہ فلاں بن فلاں نے یہ گناہ کیا ہے۔ اور یہ اس کی توبہ ہے مگر اس امت پر یہ بات سہل کر دی گئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَہٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰہَ یَجِدِ اللّٰہَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۔ اور وہ شخص جو برا عمل کرتا ہے یا اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے پھر وہ اللہ عزوجل سے استغفار کرتا ہے۔ تو وہ اللہ عزوجل کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔

لہٰذا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ صبح و شام بارگاہِ الٰہی میں توبہ کرتا رہے۔

کیا نماز گناہوں کو باطل کر دیتی ہے؟

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ جو شخص صبح و شام توبہ نہیں کرتا وہ ظالمین میں سے ہے۔ اور بندہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر وقت بارگاہِ الٰہی میں توبہ کرے اور پانچ نمازیں باقاعدہ طور پر ادا کرے۔ تحقیق اللہ عزوجل نے پانچ نمازوں کو گناہ کبیرہ کے علاوہ باقی تمام گناہوں کی تطہیر کرنے والی بتایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میری باغ میں ایک عورت سے ملاقات ہوئی۔ میں نے اسے بھینچا، بوس و کنار کیا۔ اس سے مباشرت اور جماع نہ کیا۔ کچھ دیر حضور نبی پاک صاحب لولاک سید الانبیاء محبوب خدا علیہ التحیۃ والثنا نے سکوت فرمایا تو اتنے میں یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔

أَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ — دن کے دونوں حصوں میں اور
وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ۔ — رات کے کچھ حصے میں نماز قائم کیجئے

یعنی دن کے اول و آخر میں نماز ادا کیجئے۔ اور یہ نماز فجر ظہر اور عصر ہیں اور رات میں مغرب اور عشاء ادا کیجئے۔ کیونکہ نیکیاں گناہوں کو دھو دیتی ہیں۔ یعنی پانچوں نمازیں گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں۔ ماسوا کبیرہ گناہوں کے۔ یہ نصیحت قبول کرنے والوں کے لیے ہے۔ چنانچہ حضور سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلا کر مذکورہ آیہ کریمہ تلاوت فرمائیں۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ اس کے خاص ہے یا دیگر صحابہ کے لیے عام ہے؟ آپ نے فرمایا یہ سب کے لیے عام ہے۔

دو فرشتوں کا بندے کے ساتھ ہونا

حضرت امام ہمام امام عالی مقام امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

"ہر بندے پر دو فرشتے ہیں۔ دائیں طرف والا فرشتہ بائیں طرف والے فرشتے پر حاکم ہے۔ بندہ گناہ کرتا ہے تو بائیں طرف والا پوچھتا ہے کہ کیا میں اسے تحریر کروں؟ حاکم فرشتہ کہتا ہے کہ پانچ گناہوں تک چھوڑ دیجئے۔ جب وہ پانچواں گناہ کرتا ہے تو وہ پھر تحریر کرنے کے لیے دریافت کرتا ہے۔ حاکم کہتا ہے کہ ابھی چھوڑ دیجئے۔ حتیٰ کہ وہ کوئی صالح عمل کرے۔ جب وہ صالح عمل کر لیتا ہے تو حاکم فرشتہ کہتا ہے کہ تحقیق ہمیں مطلع کیا گیا ہے کہ ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہوتی ہے۔ لہٰذا ہم ان کی پانچ نیکیاں پانچ گناہوں کے بدلے باطل کر دیتے ہیں اور اس کی باقی نیکیاں لکھ دیتے ہیں۔ فرمایا کہ اس پر ابلیس فریاد کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ایسی صورت میں میں بنی آدم پر قابو نہیں پا سکتا۔"

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰه

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا کہ ایک شب حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کے ساتھ عشا کی نماز ادا کر کے نکلا تو دیکھا کہ ایک عورت راستہ میں نقاب اوڑھے کھڑی ہے۔ عورت نے کہا: اے ابوہریرہ میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ میں توبہ کر سکتی ہوں؟ یعنی میری توبہ کو شرفِ قبولیت حاصل ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا تیرا وہ گناہ کون سا ہے؟ اس نے کہا میں نے زنا کیا اور ناجائز بچے کو قتل کیا۔ میں نے کہا تو نے اپنی تباہی کی اور ناجائز بچے کو قتل بھی کیا۔ واللہ! تیری توبہ شرف قبولیت تک نہیں پہنچ سکتی۔ جب عورت نے یہ بات سنی تو چیخ و پکار کرتی ہوئی زمین پر گر پڑی اور میں چل دیا۔ پھر میں نے اپنے آپ سے کہا کہ میں نے حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں ایسی بات کیونکر کہی۔ پھر اگلے دن صبح سویرے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ قدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! رات کو ایک عورت نے مجھ سے یہ سوال کیا تھا اور میں نے اسے ایسا جواب دیا تھا۔ حضور نبی غیب دان صلی اللہ

علیہ وسلم نے یہ سن کر۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور فرمایا: اے ابوہریرہ تو خود بھی ہلاک ہوا اور اسے بھی ہلاک کیا۔ کیا تو اس آیہ کریمہ سے واقف نہیں تھا۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے۔

وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ ..... وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۔

وہ لوگ جو اللہ عزوجل کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہیں کرتے اور نہ ہی اسے ناحق قتل کرتے ہیں۔ جن کے قتل کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اور نہ ہی وہ زنا کرتے ہیں۔ اور جو ایسا کرتا ہے وہ گناہ کی کھائی میں جا پڑا۔ محشر کے روز اس کے لیے دگنا گناہ ہے اور اس میں ذلیل ہو کر رہے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی برائیوں کو اللہ عزوجل نیکیوں سے بدل دے گا۔ اور اللہ عزوجل غفور و رحیم ہے۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں۔ میں یہ سن کر اس وقت مدینے کی گلیوں میں نکل پڑا۔ اور میں نے پکارنا شروع کیا کہ مجھے اس عورت کے بارے میں تبلا دیجئے جس نے کل رات مجھ سے اس طرح کا مسئلہ پوچھا تھا۔ اور بچے میری اس حالت کو دیکھ کر مجھے دیوانہ کہتے تھے۔ کہ ابوہریرہ پاگل ہو گیا ہے۔ یہاں تک کہ رات ہو گئی اور وہ عورت مجھے اسی جگہ کھڑی ملی تو میں نے اس سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنایا کہ اس کی توبہ شرفِ قبولیت تک پہنچ سکتی ہے اور وہ خوشی کے مارے چیخنے لگی۔ اور کہنے لگی کہ میں نے اپنے باغ کو اپنے گناہ کے کفارہ کے طور پر مساکین میں صدقہ کر دیا ہے۔ نیز آیہ کریمہ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا الخ کے تحت علماٗ فرماتے ہیں کہ جب بندہ توبہ کرتا ہے تو اس کے پہلے گناہ نیکیاں بن جاتے ہیں۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے روز انسان اپنے اعمال نامے کے آغاز میں گناہ اور آخر میں نیکیاں دیکھے گا۔ اور جب پھر ابتدائے کتاب میں دیکھے گا تو سب کی سب نیکیاں ہی دیکھے گا۔ برائیاں مٹ جائیں گی۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ایسے ہی روائت ہے اور فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ کا بھی یہی مطلب ہے۔ بعض علمائے کرام نے اس آیہ کریمہ کا یہ مطلب بھی لیا ہے کہ وہ برے عمل سے نیک عمل کی طرف رجوع کر لیتا ہے۔ اور وہ اللہ کی توفیق سے برے عمل کی جگہ نیک اعمال کرنے لگتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل کا یہی مطلب ہے اے میرے برادر جاننا چاہیئے کہ یہ گناہ کفر سے بڑھ کر نہیں ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے۔

قُلْ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ یَّنْتَهُوْا یُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ — آپ کفار سے فرما دیجیے اگر وہ رک جائیں تو ان کے پہلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

تو پھر کفر سے چھوٹے درجے کے گناہوں کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ کا بر سر منبر خطبہ

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم محبوب خدا، خواجہ ہر دو سرا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی ایک ایسا گناہ کرے جس سے زمین و آسمان کے درمیان کا حصہ پُر ہو جائے اور پھر وہ توبہ کرے تو اللہ عزوجل اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔

یزید رقاشی سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ منبر نبوی پر بیٹھ کر ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ میں نے حضور نبی کریم رؤوف و رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے سنا کہ :-

حضرت سیدنا آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ کے نزدیک تمام انسانوں سے زیادہ بزرگ ہیں۔ محشر کے روز اللہ عزوجل ان سے تین باتوں میں اعتذار

فرمائیں گے۔

پہلی بات :۔ اللہ عزوجل فرمائے گا کہ اے آدم! اگر میں جھوٹوں پر لعنت نہ کرتا اور جھوٹ پر غصہ نہ کرتا یا وعید نہ کرتا اور اگر میرا یہ قول حقیقت پر مبنی نہ ہوتا کہ میں انسانوں اور جنّوں سے دوزخ کو بھردوں گا تو میں آج تیری تمام اولاد پر رحم کرتا۔

دوسری بات :۔ اے آدم! میں تیری اولاد میں سے کسی کو بھی دوزخ میں نہ بھیجتا اور نہ ہی میں اسے عذاب دیتا مگر میں اپنے علم ذاتی سے جانتا ہوں کہ اگر انہیں پھر دنیا میں بھیج دوں تو یہ پہلے سے بھی بڑھ کر گناہ کرے گا۔ اور توبہ کے قریب بھی نہیں جائے گا۔

تیسری بات :۔ اے آدم! میں تجھے تیری اولاد کے لیے منصف بناتا ہوں۔ تم میزان کے قریب کھڑے ہوجاؤ اور جس کے نیک اعمال کے پلڑے کو جھکا ہوا دیکھو تو وہ جنتی ہوگا۔ حتیٰ کہ آپ جان لیں گے کہ میں ظلم کرنیوالوں کو ہی دوزخ رسید کروں گا۔

دفاتر اعمال نامہ

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روائت ہے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال نامہ تین دفاتر میں منقسم ہے۔

پہلا دفتر :۔ جسے اللہ عزوجل معاف کردے گا۔

دوسرا دفتر :۔ جسے اللہ عزوجل نہیں بخشے گا۔

تیسرا دفتر :۔ جس سے اللہ عزوجل کوئی چیز نہیں چھوڑے گا۔

یعنی پہلا وہ ہے جسے اللہ ربُّ العزت تبارک وتعالیٰ نہیں بخشے گا۔ وہ شرک ہے۔ اس لیے کہ رب تعالیٰ عزوجل نے جنت کو مُشرک پر حرام قرار دیا ہے اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔

دوسرا دفتر وہ ہے جسے اللہ عزوجل بخش دے گا۔ اور بندے کا اپنے اوپر یا اپنے اور اپنے معبود برحق کے درمیان حق پر ظلم ہے۔

تیسرا دفتر وہ جسے اللہ عزوجل نہیں چھوڑے گا۔ وہ بندے کا بندوں پر ظلم ہے۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ

الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ محشر کے روز حق دار کو اس کا حق دلایا جائے گا۔ حتی کہ سینگ والی بکری سے بے سینگ والی بکری کو مارنے کا بدلہ دلایا جائے گا۔ بندہ کے لیے ضروری ہے کہ جھگڑے میں راضی نامے کی کوشش کرے۔ پس جب بندہ اللہ عزوجل کے حقوق کا جرم کرتا ہے تو اللہ عزوجل رحم کرنے والا ہے جو اسے استغفار کرنے پر مغفرت کا ثمرہ عطا فرمائے گا۔

لیکن اگر معاملہ بندے کا ہے تو بندہ لامحالہ اپنے بدلہ کا مطالبہ کرے گا۔ اس وقت اسے توبہ و استغفار کچھ فائدہ نہ دے گا۔ جب تک کہ وہ حق دار راضی نہ ہوگا۔ اگر اسے دنیا میں راضی نہ کیا تو قیامت کے دن وہ اس کی نیکیاں لے لے گا۔ جیسا کہ ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے کہ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روائت ہے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو میری اُمت کے مفلس کون ہیں؟ صحابہ نے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا ہم میں تو مفلس وہ ہے جو درہم و دینار، مال واسباب نہ رکھتا ہو۔ حضور نبی کریم رؤوف و رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ میری امت کا مفلس وہ ہے جو محشر کے دن نماز روزے کے ساتھ کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر بہتان لگایا ہوگا۔ کسی کا مال کھایا ہوگا۔ کسی کا خون بہایا ہوگا۔ کسی کی مار پٹائی کی ہوگی تو ہر حقدار کو اس کی نیکیوں میں سے حق دیا جائے گا۔ اگر نیکیاں اختتام کو پہنچ گئیں اور اہلِ حق کے حقوق باقی رہ گئے تو ان کے گناہ اس کے پلڑے میں ڈال دیئے جائیں گے۔ پھر اسے جہنم رسید کیا جائے گا۔ ہم بارگاہِ الٰہی میں سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں توبہ کی توفیق عطا فرمائے اور اس پر ثابت قدم رکھے۔ بیشک توبہ پر ثابت قدمی توبہ کرنے سے زیادہ دشوار ہے۔

چند اقوال پرمنفعت احوال

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نیکی کا کام شروع کر کے چھوڑنا بہتر نہیں ہے جیسا کہ توبہ کر کے توبہ چھوڑنے والا کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتا۔ تائب کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی موت کو آنکھوں کے روبرو رکھے تاکہ وہ اپنی توبہ پر ثابت قدم رہ سکے۔ اور پہلے کیے ہوئے گناہوں کی فکر کرے اور زیادہ سے زیادہ استغفار کرے۔ توبہ کی توفیق پر اللہ عزوجل

کا شکریہ ادا کرے۔ اور قیامت کے دن ثواب کا خیال رکھے۔ جس نے آخرت کے ثواب کی فکر کی وہ نیکیوں کی طرف راغب ہوگا۔ کیونکہ عذاب کا فکر گناہوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہمیں صحف موسیٰ کی کچھ باتیں ارشاد فرمائیں۔ آپ نے مندرجہ ذیل چھ باتیں ارشاد فرمائیں۔

پہلی بات: میں حیران ہوں کہ جو شخص جہنم پر یقین رکھتا ہے پھر اسے ہنسی کیونکر آتی ہے۔

دوسری بات:۔ میں اس شخص پر حیران ہوں کہ جو موت پر یقین رکھتا ہے پھر وہ خوش کیونکر ہوتا ہے۔

تیسری بات:۔ میں اس شخص پر حیران ہوں جو حساب پر یقین رکھتا ہے مگر گناہ بھی کرتا ہے۔

چوتھی بات:۔ میں اس شخص پر حیران ہوں جو تقدیر پر ایمان بھی رکھتا ہے مگر سرگردانی بھی کرتا ہے۔

پانچویں بات:۔ میں اس شخص پر حیران ہو جو دنیا کو الٹتے پلٹتے بھی دیکھتا ہے اور راحت میں بھی ہے۔

چھٹی بات:۔ میں اس شخص پر حیران ہوں جو جنت پر یقین بھی رکھتا ہے اور صالح عمل نہیں کرتا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

زاذان کا تائب ہونا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میرا کوفے کے قریب ایک دن گذر ہوا میں نے فاسقوں کے ایک مجمع کو دیکھا وہ سب شراب نوش کر رہے تھے۔ ان میں زاذان نامی گانے والا دف بجا کر گا رہا تھا۔ یہ آواز میں یکتائے روزگار تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا یہ کس قدر خوش آواز ہے۔ اگر یہ آواز قرآن خوانی کے لیے ہوتی۔

سنا کہ سر پر چادر ڈال کر چید تیے۔ زاذان نے ان کی گفتگو سن کر دریافت کیا یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود تھے اور انہوں نے کہا کہ اس قدر خوش آوازی تو قرآن کے لیے ہونی چاہیئے تھی۔ زاذان نے جب یہ سنا تو دل میں ہیبت پیدا ہوئی اور سارنگی توڑ کر چل دیا۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعاقب کیا۔ اور اپنے گلے میں رومال ڈال کر آہ وزاری کرنے لگا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے گلے لگایا اور خود بھی آہ وزاری کرنی شروع کردی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میں اس شخص سے کیسے محبت نہ کروں جس سے اللہ محبت کرتا ہے۔ پس زاذان تائب ہوا اور آپ کی خدمت میں رہ کر قرآن پڑھا اور دیگر دینی علوم میں دسترس حاصل کی اور اپنے وقت کا امام بنا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی زیادہ تر احادیث زاذان سے بیان کردہ ہیں۔

ایک فاحشہ عورت کا تائب ہونا

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی سے یہ حکایت سماعت کی کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت تھی جو بہت بڑی فاحشہ تھی۔ اپنے حسن کے سبب لوگوں میں فتنہ برپا کر رکھا تھا۔ اس کے گھر کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا تھا۔ اور جو بھی اس دروازے کے پاس سے گذرتا وہ اس کے جال میں پھنس جاتا۔ کیونکہ یہ ہر وقت اپنے دروازے کے قریب چارپائی پر بیٹھی رہتی تھی اور جب کوئی اس کے قریب جانے کا قصد کرتا تو کم از کم دس دینار دے کر واپسی کا دم لیتا۔ ایک دن ایک عابد کا وہاں پہ گذر ہوا عابد کی نظر اس کے گھر پر پڑی تو دیکھا کہ وہ اپنی چارپائی پر بیٹھی ہوئی ہے۔ عابد بھی دیکھتے ہی اس پر فریفتہ ہوگیا۔ عابد نے اپنے نفس پر کنٹرول کرنے کے لیے بارگاہِ خداوندی میں خوب دعا کی۔ لیکن اس عورت کی کشش کو اپنے دل سے زائل نہ کر سکا۔ اور اس وجہ سے کافی مشکلات کا سامنا رہا۔ حتیٰ کہ حسب ضرورت اپنا مال و متاع فروخت کر کے اس کے دروازے پر پہنچا۔ عورت نے دینار اپنے وکیل کے حوالے کرنے کو کہا اور اسے راضی کرنے کے لیے وقت دیدیا۔ عابد ٹھیک وقت پر اس کے پاس پہنچ گیا۔ عورت اپنے حقیقی جوبن میں چارپائی پر بیٹھی تھی۔

عابد بھی جاکر اس کے پاس بیٹھ گیا۔ اور مسرور ہو کر اس کی طرف ہاتھ بڑھایا مگر اللہ عزوجل کی رحمت و برکت سے اس عابد کی حفاظت فرمائی گئی۔ اور اس نے دل میں سوچا کہ اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ اس حال میں دیکھ رہا ہے کہ میں کار بد کر رہا ہوں اور اس کار بد سے میرے تمام اعمال باطل ہو جائیں گے۔ پس اس کے دل میں ہیبت الٰہی پیدا ہو گئی۔ اس کے جسم میں لرزہ طاری ہو گیا۔ اور اس کا رنگ متغیر ہو گیا۔ عورت نے عابد کا رنگ متغیر ہوتا دیکھ کر کہا تمہیں کیا کچھ ہو گیا ہے۔ عابد بولا میں اپنے پروردگار سے خائف ہوں۔ اس لیے میں اجازت کا طالب ہوں عورت عابد سے گویا ہوئی تجھ پر افسوس ہے۔ اکثر لوگ تو مجھے پانے کی خواہش کرتے ہیں۔ اور تو نے مجھے پا لیا ہے۔ عابد گویا ہوا کہ میں اللہ تعالیٰ عزوجل سے خائف ہوں۔ یہ تیرا مال ہے اور تجھی پر حلال ہے۔ میں یہاں سے جانے کی اجازت چاہتا ہوں۔ عورت گویا ہوئی کہ شاید تو نے آج سے پہلے یہ کام نہیں کیا۔ عابد گویا ہوا کہ میں نے آج سے پہلے ایسا کام نہیں۔ عورت نے عابد سے دریافت کیا کہ تو کہاں سے آیا ہے اور تمہارا کیا نام ہے اور تمہارے گاؤں کا کیا نام ہے اور وہ گاؤں کہاں پر واقع ہے۔ عورت نے عابد سے سب کچھ دریافت کر کے واپسی کے لیے اجازت دے دی۔ عابد پھر وہاں سے چلا تو چیختا چلاّتا افسوس کرتا ہوا اپنے سر میں مٹی ڈالتا تھا۔ اس طرح عورت کے دل میں بھی عابد کی برکت سے خشیت الٰہی پیدا ہوئی۔ اس کے دل میں گویا ہوا کہ اس شخص نے پہلی بار گناہ کیا ہے کہ اس پر خشیتِ الٰہی طاری تھی۔ میں کتنے برس سے گناہ کر رہی ہوں۔ جس پروردگار نے اس کے دل میں خشیت پیدا کی ہے وہ میرا بھی پروردگار ہے لہٰذا مجھے بھی خشیتِ الٰہی کرنی چاہیئے۔ پھر وہ تائب ہوئی اور گھر کا دروازہ بند کر دیا۔ پاک کپڑے پہن کر عبادت کرنے لگی۔ اور جب تک رب چاہتا عبادت کرتی رہتی۔ اسی اثناء میں اس نے خیال کیا کہ میں اس عابد کے پاس چلی جاؤں ہو سکتا ہے وہ مجھے نکاح میں لے آئے اور میں اس کے پاس رہ کر دینی امور سیکھ سکوں اور وہ شخص عبادت میں بھی میری استعانت کرے۔

چنانچہ خیال کر کے ضرورت کے مطابق مال لے کر خدام کے ساتھ اس گاؤں میں پہنچ گئی۔ اور عابد کے بارے میں پتہ کیا۔ لوگوں نے عابد سے کہا کہ ایک عورت آپ سے ملنے آئی ہے۔ عابد باہر آیا۔ اس نے عورت کو دیکھا تو عورت نے نقاب کشائی کی تا کہ وہ پہچان لیں۔ عابد نے

اُسے پہچان لیا اور تمام واقعہ اس کی نظروں نے بھانپ لیا۔ پس اس عورت نے چیخ ماری تو اس کی رُوح رخصت ہوگئی۔ جب کہ عورت عالم حیرت میں دیکھتی رہ گئی۔ پھر کہا کہ میں تو ان کی تلاش میں نکلی تھی مگر یہ تو جان بحق ہوگئے ہیں۔ کیا ان کے متعلقین میں ایسا ہے جو نکاح کا متمنی ہو۔ لوگوں نے کہا کہ اس کا ایک بھائی ہے جو نہائیت صالح ہے مگر وہ مال نہیں رکھتا لہٰذا اس کے بھائی کے ساتھ اس کا نکاح ہوگیا۔

گیارھواں باب

حقوق والدین

بہشتی دروازہ کا کُھل جانا

فقیہہ ابو اللیث سمرقندی علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ جس مومن کے والدین (ماں باپ) ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہوئے صبح کرے تو اللہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین اس کے لیے دو دروازے بہشت کے کھول دیتا ہے۔ اگر ماں باپ میں سے ایک بھی ناراض ہو جائے تو پروردگار عالم بھی اس سے ناراض ہو جاتا ہے جب تک کہ وہ راضی نہ ہو جائے۔ کہتے ہیں کہ چہ جائیکہ وہ ظالم ہوں فرمایا ہاں گرچہ وہ ظالم کیوں نہ ہوں۔ اور یہ حدیث مرفوعاً بھی روایت کی گئی ہے اور اس میں یہ الفاظ فاضل ہیں۔ فرمایا اگر وہ ماں باپ کے ساتھ بُرا سلوک کر کے صبح کرتا ہے تو اس کے لیے دوزخ کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اگر ایک کے ساتھ بُرا سلوک کرتا ہے تو ایک دروازہ کھولا جائے گا ورنہ دونوں دروازے کھولے جائیں گے۔

حضرت عطاء سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السّلام نے عرض کی الٰہی مجھے کوئی وصیّت فرمائیے۔ حکم ہوا کہ ہم تجھے تیری ماں کے حقوق کے بارے میں وصیّت کرتے ہیں۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السّلام نے عرض کی مجھے کوئی اور وصیّت کیجئے۔ بارگاہِ خداوندی سے حکم ہوا۔ کہ ہم تجھے تیری ماں کے حقوق کے بارے میں وصیّت کرتے ہیں۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے پھر وہی عرض کیا تو حکم ہوا کہ ہم تیرے والد (باپ) کے حقوق کے بارے میں وصیّت کرتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضور رسالتماب نبی مکرم رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا

یارسول اللہ تعالیٰ علیک وسلم میں جہاد پر جانے کا ارادہ رکھتا ہوں. آپ نے فرمایا کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں عرض کیا ہاں یارسول اللہ زندہ ہیں تو آپ نے فرمایا جا ان کی حد درجہ خدمت بجالا۔ حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس قول کی حجت و برہان ہے کہ ماں باپ کی خدمت جہاد فی سبیل اللہ سے بھی افضل ہے۔ اس لیے حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے اس جہاد کو چھوڑنے اور والدین (ماں باپ) کی خدمت کا حکم دیا ہے۔ درحقیقت جب تک ماں باپ اجازت نہ دیں تو جہاد فی سبیل اللہ کے لیے نہ نکلیں یہ بات اعتراض سے پاک ہے اس لیے کہ غزوات میں جانے سے والدین کی خدمت افضل ہے۔

سب سے بہتر نیکی کون سی ہے؟

بہز بن حکیم سے روایت ہے کہ ان کے پردادا نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بہتر نیکی کونسی ہے حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماں کی خدمت۔ پھر بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا تو فرمایا باپ کی خدمت۔ پھر فرمایا قریبی کی خدمت پھر اس سے قریبی عزیز کی خدمت۔

زید بن علی نے اپنے دادا سے روایت کیا کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ماں باپ کی حق تلفی کے بارے میں اللہ عزوجل کے نزدیک اُف سے کوئی دوسرے درجے پر لفظ ہوتا تو اس سے بھی منع فرما دیتا۔ والدین (ماں باپ) کا بے ادب جتنا ہی عمل کرے وہ بہشت میں داخل نہیں ہوگا۔ اور والدین کا مؤدّب چہ جائیکہ کتنا ہی بُرا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

الحاصل کلام بر روحِ ایمان

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ عزوجل اپنی کتاب میں والدین کی حرمت کا حکم نہ بھی فرماتا تو بھی صاحبِ عقل و شعور والدین کے احترام

کو واجب جانتے۔ عقل مند کے لیے نہایت ضروری ہے کہ وہ والدین کے احترام کو جانے اور ان کی خدمت میں کسر باقی نہ چھوڑے۔ بیشک اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ نے اپنی تمام کتب توراۃ۔ انجیل۔ زبور اور قرآن میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ اور تمام کتب میں والدین کی خدمت اور احترام کا فرمایا ہے۔ نیز والدین کے احترام اور ان کے حقوق کی ادائیگی کے لیے انبیائے کرام علیہم السلام کو وحی کے ذریعے وصیت فرمائی ہے اور اللہ عزوجل نے اپنی رضا کو والدین کی رضا گردانا ہے۔ اور والدین کی ناراضگی کو اپنی ناراضگی گردانا ہے اور کہا گیا ہے کہ تین آیۂ کریمہ کا نزول ہوا ہے جو تین کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں جن میں سے ایک بھی دوسری مل ہوئی کے بغیر قبولیت تک نہیں پہنچتی۔ اس کی پہلی آیۂ کریمہ :۔

وَاَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ اور نماز قائم کرو اور زکواۃ دو

یعنی جو نماز پڑھے اور زکواۃ ادا نہ کرے اس کی نماز کو شرفِ قبولیت حاصل نہیں ہوگا۔

پھر ارشاد ربانی ہے :۔

وَاَطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ اور تم اللہ کی اطاعت اور رسول کی اطاعت کرو۔

جو اللہ عزوجل کی اطاعت کرتا ہے مگر اللہ کے رسول کی اطاعت نہیں کرتا تو اس کی اطاعت کو شرفِ قبولیت حاصل نہ ہوگا۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے :۔

اَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ میرا اور والدین کا شکر ادا کیجئے۔

جو اللہ عزوجل کا شکر تو ادا کرے اور والدین کا شکر ادا نہ کرے تو اس کی اللہ عزوجل کی شکر گزاری کرنا بھی نامقبول ہو گی۔ اس پر حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ حدیث دلیل ہے کہ ماں باپ کی حق تلفی کرنے والی اولاد پر والدین ان کی جڑ منقطع کر دیتی ہے جس کا والدین راضی ہوا گویا اس کا خدا راضی ہوا۔ اور جس کا والدین ناراض رہا گویا اس کا خدا ناراض رہا۔ اور جس نے والدین کو پایا یا دونوں میں سے ایک کو پایا اور ان کے ساتھ بھلائی نہ کی تو اس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا اور وہ رحمتِ خداوندی سے دور ہوگا۔

حضور پُرنور شافع یوم النشور احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی بارگاہِ اقدس

میں عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم اعمال میں سے کونسا عمل زیادہ افضل ہے۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:۔

۱۔ وقت پر نماز ادا کرنا۔

۲۔ والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔

۳۔ اللہ عزّوجل کی راہ میں جہاد کرنا۔

والدین کے ادب پر حکمت ازلیہ

فرقد سنجی کا قول ہے کہ میں نے بعض کتب میں پڑھا ہے کہ بیٹے کے لیے جائز نہیں کہ وہ والدین کی موجودگی میں والدین کی اجازت کے بغیر گفتگو کرے اور نہ وہ والدین کی اجازت کے بغیر آگے چلے اور نہ ہی وہ دائیں بائیں چلے۔ اور والدین کی آواز پر فوراً جواب دے۔ ان کے پیچھے غلاموں کی طرح چلے جس طرح کہ غلام اپنے آقا کے پیچھے چلتا ہے۔

ایک شخص حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر عرض پرواز ہوا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں بہت بوڑھی ہیں انھیں میں ہی کھلاتا پلاتا ہوں اور وضو کراتا ہوں اور اسے اپنے کندھوں پر اُٹھاتا ہوں۔ کیا میں نے اس کا حق ادا کر دیا۔ فرمایا تو نے ایک فی صد بھی حق ادا نہیں کیا۔ لیکن تو نے بہت اچھا کام کیا ہے اور اللہ عزوجل تجھے اس تھوڑے سے عمل کا بھی بہت زیادہ اجر وثواب دے گا۔

ملعون کون؟

ہشام بن عروہ نے اپنے باپ سے بیان کیا کہ حکمت کے اقوال میں بھی تحریر ہے کہ:۔

۱۔ ملعون وہ ہے جو اپنے والدین پر لعنت بھیجتا ہے۔

۲۔ ملعون وہ ہے جو سیدھی راہ سے روکتا ہے۔

۳۔ ملعون وہ ہے جو اندھے کو راستے سے بھٹکاتا ہے۔

۴۔ ملعون وہ ہے جو اللہ عزوجل کا نام لیے بغیر جانور ذبح کرتا ہے۔

۵۔ ملعون وہ ہے جو زمین کی حدیں بدلتا ہے۔ یعنی دوسرے کے ساتھ مشترکہ زمین کی حدیں بدلتا ہے۔

والدین پر لعنت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ ایسے غلیظ کام سرانجام دیتا ہے جس کی وجہ سے اس کے والدین پر لعنت کی جاتی ہے کہتے ہیں کہ یہ ایسا ہوا کہ اس نے خود ہی والدین پر لعنت بھیجی ہے۔

گناہِ کبیرہ کا اظہار

حضور سید الرسل امام السبل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے کہ گناہِ کبیرہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی دے۔ بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیسے؟ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہوا کہ وہ دوسرے کے والدین کو گالی دے گا تو دوسرا اس کے والدین کو گالی دے گا۔

بیوی کو ماں پر فوقیت دینے کا صلہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک شخص جس کا نام علقمہ تھا وہ بہت محنتی اور صدقہ خیرات کرنے والا تھا۔ اسے بیماری نے سختی سے آلیا۔ اس کی بیوی بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئی اور عرض پرداز ہوئی کہ یارسول اللہ علیہ وسلم میرے خاوند پر نزع کا عالم طاری ہے۔ میں نے خیال کیا کہ میں آپ کو اطلاع دوں۔ حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم علقمہ کے پاس جا کر حالات سے آگہی کرو۔ یہ حضرات تشریف لے گئے اور علقمہ سے کلمہ طیبہ پڑھنے کے لیے کہا مگر وہ کلمہ نہ پڑھ سکا۔ انہیں یہ یقین ہو گیا کہ اس نے رحلت کر جانا ہے تو حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کی خدمتِ اقدس میں روانہ کیا تاکہ آپ کو علقمہ کے حالات سے آگاہ کیا جائے۔ حضور سید

عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس کے ماں باپ زندہ ہیں۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا باپ تو لقمہ اجل ہو چکا ہے اور اس کی ماں زندہ ہے۔ آپ نے حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ علقمہ کی ماں کے پاس جائیے اور میرا سلام دے کر کہیئے کہ اگر وہ چلنے کے قابل ہے تو آجائے ورنہ میں خود اس کے پاس چلا جاؤں۔ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اس بوڑھی کو اطلاع دی تو کہنے لگی میری جان اللہ کے نبی پر قربان ہو۔ میں خود آپ کی خدمت میں حاضر ہوتی ہوں۔ پھر عصا لیا اور آپ کی خدمت میں پہنچ گئی اور سلام عرض کیا اور آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ پس وہ بوڑھی آپ کے پاس بیٹھ گئی۔ آپ نے ضعیفہ سے فرمایا کہ سچ سچ بتانا ورنہ میرے پاس وحی آجائے گی۔ علقمہ کیا کرتا رہا۔ ضعیفہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علقمہ بہت نماز پڑھنے والا۔ روزے رکھنے والا۔ نہایت درجہ کا سخی تھا۔ آپ نے ضعیفہ سے فرمایا اس کا اور تیرا کیا معاملہ تھا؟ عرض کیا یا رسول اللہ میں اس سے سخت ناراض ہوں۔ آپ نے فرمایا وہ کس طرح۔ کہا کہ وہ اپنی بیوی کو مجھ پر فوقیت دیتا تھا۔ اسی کے گن گاتا تھا اور میرا نافرمان تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی ماں کی ناراضگی نے اس کی زبان پر کلمۂ شہادت پڑھنے سے روک دیا ہے پھر آپ نے حضرت سیدنا بلال رضی اللہ سے فرمایا کہ جائیے اور بہت سا ایندھن چن کر لائیے تاکہ میں اُسے آگ میں جلا دوں۔ ضعیفہ بولی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ میرے دل کے ٹکڑے کو آگ میں جلا رہے ہیں اور پھر میرے ہی سامنے۔ میں اپنے دل میں کیسے برداشت کر سکتی ہوں۔ آپ نے اس سے فرمایا اے علقمہ کی والدہ اللہ کا عذاب اس سے بھی سخت ہے جو دیر تک رہنے والا ہے۔ پس اگر تیرا گمان ہے کہ اللہ عزوجل اس کی مغفرت فرما دے تو پھر اس سے راضی ہو جا۔ اس ذات بابرکات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جب تک تیری ناراضگی اس کے ساتھ رہے گی نماز روزہ اسے کچھ فائدہ نہیں دے گا۔ پھر بڑھیا نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ عزوجل کو، آپ کو اور یہاں پر حاضر لوگوں کو شاہد بنا کر کہتی ہوں کہ میں نے علقمہ کو معاف کر دیا ہے۔ آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا جائیے اور دیکھئے کہ علقمہ کلمہ پڑھنے

کی طاقت رکھتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ علقمہ کی والدہ نے مجھ سے حیا کرتے ہوئے یہ الفاظ کہے ہوں دل کی زبان سے نہ کہے ہوں۔ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ دروازے تک گئے تو حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کی زبان سے کلمہ پڑھتے سنا۔ پھر اندر جاکر فرمایا لوگو! ماں کی ناراضگی نے علقمہ کی زبان کو کلمہ پڑھنے سے روک رکھا تھا۔ جب وہ راضی ہوگئیں تو علقمہ کی زبان پر بھی کلمہ طیبہ جاری ہو گیا۔ پھر علقمہ اسی روز دارِ فانی سے دارِ بقا کی طرف رخصت ہو گیا۔ آپ نے تشریف لاکر غسل و تکفین کا حکم فرمایا اور خود نماز جنازہ پڑھائی، پھر اس کی قبر کے کنارے کھڑے ہو کر فرمایا اے مہاجرین و انصار کی جماعت جس نے اپنی بیوی کو اپنی ماں پر ترجیح دی اس پر بارگاہِ الٰہی سے لعنت ہے۔ اس کے فرائض و نوافل قابلِ قبول نہیں ہوں گے۔

والدین کی حقیقی معرفت میں رازِ خداوندی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیۂ کریمہ:۔

وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا — اور تیرے پروردگار نے حکم دیا ہے کہ صرف اسی کی عبادت کیجئے اور والدین کے ساتھ احسان کیجئے۔

کے تحت فرماتے ہیں کہ پروردگارِ عالم کا حکم یہ ہے کہ اسی کو واحد مانیے اور بعض نے اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ کا مفہوم یوں بیان کیا ہے کہ گناہ کے معاملے میں کسی کا کہا نہ مانو لیکن اللہ عزوجل نے جو حکم دیا ہے اس کی اطاعت کیجئے اور والدین کے ساتھ احسان کیجیے یعنی ان کے ساتھ نیکی اور شفقت کے ساتھ آنا چاہیئے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔

جب وہ دونوں ضعیف ہو جائیں گے یا ان میں سے ایک تو ان دونوں کو اُف بھی نہ کہو۔

یعنی ان سے کوئی سخت اور نازیبا بات نہ کیجئے اور بعض کے نزدیک اس کے یہ معنے ہیں کہ جب ماں باپ ضعیف ہو جائیں اور ان کے ٹٹی پیشاب اُٹھانے میں دقت محسوس نہیں کرنی چاہیئے۔ اور نہ ہی ان سے چہرہ پھیرنا چاہیئے کیونکہ انہوں نے تیرے بچپن میں تیرا

پاخانہ پیشاب اٹھایا تھا اور تیرے ایسے حال کو کثرت سے دیکھا تھا۔

وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا　اور ان دونوں کو نہ جھڑک اور ان سے نرم گفتگو

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ کیجئے اور شفقت و انکساری کے ساتھ جھکا رہ اور کہہ

وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي اے میرے رب ان دونوں پر مہربانی فرما جیسا کہ

صَغِيرًا۔　انہوں نے مجھے بچپن میں پالا تھا۔

یعنی جب وہ دارِ فانی سے دار باقی کی طرف چلے جائیں تو ان کے لیے بخشش کی دُعا کیجئے۔

الحاصل کلام بر روحِ ایمان

مطلب یہ ہے کہ جس طرح والدین کی زندگی میں اولاد پر حقوق ہیں اسی طرح بعد از وقت بھی ان کے حقوق ہیں کہ وہ ان کی بخشش کی دعا کرے ہر نماز کے بعد۔ اور بعض نے قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا کا معنیٰ یہ کیا ہے کہ والدین کی زندگی میں بھی اور وصال کے بعد ان کے لیے رحمت و بخشش کی دعا کرے كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيرًا جس طرح بچپن میں انہوں نے مجھے پالا حتیٰ کہ میں بڑا ہو گیا۔ اے اللہ میری طرف سے ان کی مغفرت فرما اور جزائے خیر عطا فرما۔

بعض تابعین کا بیان ہے کہ جو شخص ہر روز اپنے والدین کے لیے پانچ مرتبہ دعا مانگتا ہے اس نے والدین کا حق ادا کر دیا۔

اَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ　میرے اور اپنے والدین کا شکریہ ادا کیجئے کہ میری

الْمَصِيرُ۔　طرف ہی تم نے لوٹ کر آنا ہے۔

لہذا اللہ عزّ و جل کا شکریہ ہے کہ ہر روز پانچ نمازیں پڑھے اور ماں باپ کا شکریہ ادا کرے۔

والدین کا شکریہ یہ ہے کہ روزانہ پانچ دفعہ ان کے لیے دعا کرے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزّ و جل ہے:۔

رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي　جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے تمہارا پروردگار خوب

نُفُوسِكُمْ۔　جانتا ہے۔

یعنی والدین کے حق میں تمھارے دلوں میں جو بھلائی اور نرمی ہے اُسے اللہ عزوجل خوب جانتا ہے۔

اِنْ تَكُوْنُوْا صَالِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا
اگر تم نیک رہے تو وہ توبہ کرنے والوں کے لیے بخشش کرنے والا ہے۔

یعنی اگر تم نے والدین کے ساتھ نیکی کی تو اس پر اللہ عزوجل کی بارگاہ سے اجر و ثواب حاصل ہوگا۔ اور اگر تم حقوق والدین کو فراموش کر گئے تو پھر بارگاہِ الٰہی میں توبہ کیجئے بیشک وہ توبہ کرنے والوں کی مغفرت کرنے والا ہے۔

والدین کے دس حقوق

کہا جاتا ہے کہ ماں باپ کے اولاد پر مندرجہ ذیل دس حقوق ہیں:۔

پہلا حق: اگر وہ کھانے کے لیے محتاج ہوں تو ان کو کھانا کھلایا جائے۔

دوسرا حق: اگر وہ کپڑوں کے لیے محتاج ہوں تو حیثیت کے مطابق ان کو کپڑا دیا جائے۔

کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ عزوجل وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا کی تفسیر میں حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ سے بیان ہے کہ معروف مصاحبت یہ ہے کہ اگر ماں باپ بھوکے ہوں تو کھانا کھلائے اور اگر بغیر لباس کے ہوں تو انھیں لباس دیا جائے۔

تیسرا حق: اگر وہ خدمت کے محتاج ہوں تو ان کی خدمت کی جائے۔

چوتھا حق: جب وہ آواز دیں تو جواب دیتے ہوئے فوراً حاضر ہو جائے۔

پانچواں حق: گناہ یا غیبت کے علاوہ اگر کوئی حکم دیں تو ان کے ہر حکم کی اطاعت کی جائے۔

چھٹا حق: ان سے نرم لہجہ میں کلام کیا جائے سخت لہجہ اختیار نہ کیا جائے۔

ساتواں حق: والدین کو نام لے کر نہ بلایا جائے۔

آٹھواں حق: والدین کے آگے نہیں چلنا چاہیئے بلکہ پیچھے چلنا چاہیئے۔

نواں حق: جو اپنے لیے پسند کرے وہ والدین کے لیے پسند کرے۔ جو چیز اپنے لیے ناپسند کرے وہ والدین کے لیے ناپسند کرنا چاہیئے۔

دسواں حق: جو وہ اپنی بخشش کے لیے دعا کرے تو اپنے ماں باپ کے لیے بھی وہی دعا کرے۔ جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ اے پروردگار میری اور میرے والدین کی بخشش فرما۔

اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ میں عرض کیا:۔

رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ. اے میرے پروردگار دعا قبول فرما۔ اے میرے پروردگار مجھے اور میرے ماں باپ اور تمام مومنین کی حساب کے روز مغفرت فرما۔

وصال شدہ والدین کے لیے تحفہ عجوبہ

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ ماں باپ کے لیے مطلق دعا نہ کرنا اولاد کے لیے تنگدستی لاتا ہے۔ دریافت کیا گیا وصال کے بعد والدین کو راضی کرنا ممکن ہے۔ جواب دیا گیا کہ ہاں انہیں باتوں سے راضی کرنا چاہیئے:۔

پہلی بات: بیٹے کا صالح ہونا چاہیئے کیونکہ والدین کے لیے نیک اولاد سے بڑھ کر کوئی محبوب نہیں۔

دوسری بات: ماں باپ کے رشتہ داروں اور دوستوں سے صلح رحمی کرنی چاہیئے۔

تیسری بات: ماں باپ کے لیے بخشش کی دعا کرنی چاہیئے اور ان کی طرف سے صدقہ خیرات کرنا چاہیئے۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدم زادہ وصال کر جاتا ہے تو سوائے تین اعمال کے اس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں:۔

پہلا عمل:۔ صدقہ جاریہ کا عمل منقطع نہیں ہوتا۔
دوسرا عمل:۔ نافع علم منقطع نہیں ہوتا۔
تیسرا عمل:۔ نیک لڑکا جو والدین کے لیے بخشش کی دعا کرتا ہے۔

حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے والدین کے ملنے والوں سے تعلقات منقطع نہیں کرنے چاہئیں۔ تعلقات منقطع کرنے سے تیرا نور بجھ جائے گا اس لیے کہ تیری محبت حقیقت میں تیرے والد کی محبت ہے۔

نقل ہے کہ قبیلہ بنی سلمہ کے ایک شخص نے حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میرے والدین وصال کر چکے ہیں اب انکے لیے میں کون سی بھلائی کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ان کے لیے استغفار کرنا۔ انکے وعدوں کا نبھانا، ان کے دوستوں کی عزّت وتکریم کرنا اور ان کے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا۔ جو انہی کی وجہ سے باقی ہے۔ اللہ عزّوجل پاک ہے جو بہتر جاننے والا ہے۔

○

بارھواں باب

اولاد کے حقوق

حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیّد یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزوں میں باپ پر بیٹے کا حق ہے :-

پہلی چیز :- بچے کی ولادت پر اس کا نام اچھا رکھنا۔

دوسری چیز :- ہوشیار ہونے پر اسے قرآن کی تعلیم دینا۔

تیسری چیز :- بلوغت پر پہنچنے پر اس کی شادی کرنا۔

حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص اپنے بچے کو لے کر میرے پاس آیا اور کہنے لگا یہ میرا بچہ نافرمان ہے۔ آپ نے لڑکے سے فرمایا تو اپنے باپ کے حقوق میں اللہ عزوجل کا خوف نہیں رکھتا۔ کیا ماں باپ کے یہ اور یہ حقوق نہیں ہیں۔ پھر لڑکے نے کہا اے امیر المومنین کیا لڑکے کے بھی باپ پر حقوق ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں باپ پر بھی بیٹے کا حق ہے کہ باپ کسی ایسی عورت سے نکاح کرنے سے پرہیز کرے جو بچے کے لیے شرمندگی کا سبب بنے۔ اور بچے کا نام اچھا رکھے اور اسے دینی تعلیم دے۔ لڑکے نے کہا واللہ! اس نے میری والدہ کے معاملہ میں پرہیز نہیں کیا۔ وہ ایک لونڈی ہے جسے انہوں نے چار سو درہم میں خرید کیا تھا اس نے میرا نام اچھا نہیں رکھا۔ اس نے میرا نام جُعل رکھا یعنی گندا کیڑا۔ اور نہ ہی مجھے قرآن کی تعلیم سے آراستہ کیا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے والد کی طرف متوجّہ ہو کر فرمایا کہ تو کہتا ہے کہ میرا بیٹا نافرمان ہے حالانکہ تو نے اس کی نافرمانی سے بھی پہلے اس کے حقوق کو چھین لیا ہے۔ میرے پاس سے دُور چلے جاؤ۔

حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے باپ علمائے سمرقند سے ابو حفص بیکندی کی حکایت سناتے تھے کہ ان کے پاس ایک شخص نے آکر کہا کہ میرے بچے نے مجھے زدوکوب کیا ہے اور مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ۔ بچہ اپنے والد کو زدوکوب کرتا ہے۔ باپ نے کہا ہاں بچے نے مجھے زدوکوب بھی کیا ہے اور مجھے ایذا بھی دی ہے آپ نے فرمایا کیا تو نے اسے علم و ادب سکھایا ہے۔ والد نے کہا نہیں۔ پھر فرمایا کیا اسے قرآن کی تعلیم دی ہے۔ کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا تیرا بچہ کیا کام کرتا ہے۔ کہا کھیتی باڑی کا کام کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا تیرے بیٹے نے تجھے کس بات پر زدوکوب کیا ہے۔ جواباً کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا ہو سکتا ہے کہ وہ صبح سویرے گدھے پر سوار ہو کر کھیتوں کی طرف جا رہا ہو۔ بیل اس کے آگے ہو اور کتا اس کے پیچھے ہو۔ قرآن جیسی نعمت سے نا آشنا وہ گیت گا رہا ہو گا۔ اور ایسے وقت میں تو نے اس سے کوئی تعرض کیا ہو گا تو اس نے تجھے بیل جانتے ہوئے زدوکوب کیا۔ اللہ عزوجل کا شکر یہ ادا کیجئے کہ کہیں اس نے تیرا سر قلم نہیں کیا۔

بدلے کا بدلہ خوب تر ملتا ہے اس جگہ

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حکایت بیان کی کہ کسی جگہ ایک شخص اپنے والد کو زدوکوب کر رہا تھا۔ کسی نے اس سے کہا یہ کیا کر رہا ہے اتنے میں اس کے باپ نے کہا کہ اس سے تعارض نہ کیجئے اس لیے کہ میں بھی اسی جگہ اپنے باپ کو زدوکوب کیا کرتا تھا اور اب میرا بچہ مجھے بھی اسی جگہ زدوکوب کر رہا ہے یہ میرے اپنے کیے ہوئے کا بدلہ ہے۔ میرے اپنے بچے پر کوئی ملامت نہیں۔

اہلِ دانش کا قول ہے کہ ماں باپ کا نافرمان اپنے اولاد سے خوش فہمی نہیں دیکھے گا۔ اور جو کسی بھی کام میں مشورہ نہیں کرتا وہ اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور جو اپنے اہلِ خانہ کا حق ادا نہیں کرتا اس کی لذت عیش باطل ہو جاتی ہے۔

نیکی کے کاموں میں تعاون کا بدلہ

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ اس والد پر رحمت فرماتا ہے جو اپنے بیٹے کے ساتھ نیکی کے کاموں میں مدد کرتا ہے یعنی وہ اپنے بیٹے کو ایسے احکام نہیں دیتا جس سے اس کی طرف سے نافرمانی کا ڈر ہو۔

ایک نیک آدمی کی حکایت ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو کوئی کام نہیں کہتا تھا بلکہ اگر ضرورت پیش ہوتی تو کسی دوسرے سے کام لے لیا جاتا۔ جب ان سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا مجھے ڈر لگتا ہے کہ اگر میں نے اپنے بیٹے کو کوئی کام کہا اور بیٹے نے وہ کام نہ کیا تو اس پر دوزخ واجب ہو جائے گی اور میں اپنے بیٹے کو جہنم کی آگ سے محفوظ رکھنے کی تدبیر میں ہوں۔

حضرت خلف بن ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت حقیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ شخص با مروّت ہے جس نے والدین کے ساتھ نیک سلوک کیا۔ جس نے بھائیوں کی تعظیم کی۔ جو اپنے گھر والوں، والدین اور ملازموں کے ساتھ حُسن اخلاق سے پیش آیا۔ جس نے والدین کے ساتھ صلہ رحمی سے کام لیا۔ جس نے دین کی حفاظت کی جس نے اپنے مال کو پاک رکھا اور وافر مال کو خرچ کیا۔ جس نے زبان کی حفاظت کی۔ جو اپنے گھر میں رہتا ہے یعنی اپنے کام میں مست رہتا ہے اور بیہودگی سے اجتناب کرتا ہے۔

انسان کے لیے نیکی کی چیزیں

حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے لیے چار چیزیں نیکی کی ہیں۔

پہلی چیز:۔ اس کی بیوی صالحہ ہونی چاہیے۔

دوسری چیز:۔ اس کی اولاد نیک اور فرمانبردار ہونی چاہیے۔

تیسری چیز :۔ اس کی دوست نیک اطوار ہونے چاہئیں۔

چوتھی چیز :۔ اس کی روزی اپنے ہی شہر میں ہونی چاہیئے۔

بعد از موت ثواب کا حصول

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ سات چیزوں کا ثواب بعد از موت بھی جاری رہتا ہے۔

پہلی چیز :۔ جس نے مسجد بنوائی تو اس کے لیے ہمیشہ کا اجر و ثواب ہے حتیٰ کہ اس میں صرف ایک ہی شخص نماز پڑھتا ہو۔

دوسری چیز :۔ جس نے نہر بنوائی جب تک نہر میں پانی چلتا رہے گا اور لوگ پانی سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے تو ثواب ملتا رہے گا۔

تیسری چیز :۔ جس نے قرآن مجید خوشخط لکھا جب تک ایک بھی اسے پڑھتا رہے گا اسے ثواب ملتا رہے گا۔

چوتھی چیز :۔ جس نے چشمہ بنوایا۔ کنواں کھدوایا جب تک لوگ اس سے پانی پیتے رہیں گے تو اسے ثواب ملتا رہے گا۔

پانچویں چیز :۔ جس نے کوئی پودا لگایا جب تک لوگ یا پرندے اس کا پھل کھاتے رہیں گے اس کا ثواب ملتا رہے گا۔

چھٹی چیز :۔ جس نے علم سیکھنے اور سکھانے کا بندوبست کیا تو اسے اجر و ثواب ملتا رہے گا۔

ساتویں چیز :۔ جس نے ایسا بچہ چھوڑا جو اس کے وصال کے بعد بھی اس کی بخشش کے لیے دعا کرے تو وہ صدقہ جاریہ ہو گا۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ لقمہ اجل ہو جاتا ہے تو اس کے اعمال بھی ساتھ ہی منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین اعمال کے وہ یہ ہیں۔

پہلا عمل :۔ صدقہ جاریہ ہے

دوسرا عمل :۔ نافع عمل ہے۔

تیسرا عمل :۔ صالح بچہ جو اس کے لیے دعا خیر کرے۔

○

تیرھواں باب

صلہ رحمی کا اظہار

فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک اعرابی نے حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم مجھے ایسی بات تعلیم فرمائیں جو مجھے بہشت کے نزدیک اور دوزخ سے دور کر دے۔ حضور رسالتمآب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ عزوجل کی عبادت کیجئے، شرک نہ کیجئے، نماز پڑھیئے اور زکوٰۃ دیجئے اور صلہ رحمی کیجئے"۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بیان ہے کہ ہم عرفہ کی رات حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر تھے تو آپ نے فرمایا کہ قطع رحمی کرنے والا ہمارے مابین نہ بیٹھے بلکہ وہ ہمارے درمیان سے اٹھ جائے تو مجلس کے ایک گوشے میں ایک شخص بیٹھا ہوا اٹھا اور چل دیا اور کچھ دیر کے بعد پھر آ گیا۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کیا بات ہے تیرے سوا اور کوئی محفل سے نہیں اٹھا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے آپ کا فرمان عالی شان سنا اور میں اپنی خالہ کی خدمت میں حاضر ہوا جس نے مجھ سے تعلق منقطع کیا ہوا تھا۔ اس نے کہا خلاف عادت آنے کا کیا سبب ہے۔ تو میں نے آپ کا ارشاد گرامی سنایا۔ میری خالہ نے یہ سن کر میرے لیے استغفار کیا اور میں نے اس کے لیے استغفار کیا۔ آپ نے فرمایا بیٹھ جایئے تو نے بہت ہی اچھا کیا۔ خبردار قطع رحمی کرنے والی قوم پر پروردگار عالم عزوجل اپنی رحمت نازل نہیں فرماتا۔

فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات کی حجت و برہان ہے کہ قطع رحمی

کرنا بہت ہی بڑا گناہ ہے اور اس کو بھی اور اس کے ساتھ بیٹھنے والوں کو بھی اللہ عزوجل کی رحمت سے محروم کر دیتا ہے۔ اس لیے مسلمان پر واجب ہے کہ قطع رحمی سے توبہ کرے اور بارگاہ الٰہی میں استغفار کرے اور صلہ رحمی کرے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس پہلی حدیث میں کھلم کھلا بیان فرماتے ہیں کہ صلہ رحمی بندے کو اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ کی رحمت کے قریب اور دوزخ سے پرے کر دیتی ہے۔

صلہ رحمی میں کمال اُخروی

حضور نبی غیب داں احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ والثناء کا ارشاد عالی ہے کہ صلہ رحمی باقی تمام گناہوں سے جلد ہی ثواب لانے کا سبب ہے اور کوئی گناہ نہیں جس پر دنیا میں ہی اللہ عزوجل کی طرف سے فوراً عذاب آ جائے سوائے پروردگار عالم سے بغاوت اور قطع رحمی کے۔ پھر آخرت کا بوجھ تو مسلّم ہے۔

حضرت عمرو بن شعیب نے اپنے دادا سے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے کچھ عزیز و اقارب ہیں میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں اور مجھ سے قطع تعلق کرتے ہیں۔ میں انہیں درگزر کر دیتا ہوں اور وہ مجھ پر ظلم ڈھاتے ہیں۔ میں ان سے اچھائی سے پیش آتا ہوں اور وہ مجھ سے برائی سے پیش آتے ہیں۔ اب میں ان کے ساتھ کیسا سلوک کروں؟ آپ نے فرمایا نہیں تم ان کے ساتھ بہتر سلوک ہی کرو۔ وگرنہ تو بھی ان کے ساتھ گناہ میں شامل ہو جائے گا۔ تجھے چاہیے کہ تو ان کے ساتھ تعلقات کو استوار کر کے فضیلت اختیار کر جب تک تو ایسا کرتا رہے گا اللہ عزوجل کی طرف سے تیرا معین و مددگار مقرر رہے گا۔

کہتے ہیں کہ تین چیزیں اہل بہشت کے اخلاص میں سے ہیں جو صرف صاحب اخلاص لوگوں کی وراثہ ہیں وہ یہ ہیں۔

پہلی چیز: برائی کرنے والے کے ساتھ اچھائی سے پیش آنا۔

دوسری چیز: ظالم کے ظلم سے عفو درگزر کرنا۔

تیسری چیز: غریب ونادار پر خرچ کرنا۔
حضرت ضحاک بن مزاحم نے مندرجہ ذیل آیۂ کریمہ یمحو اللہ ما یشآء و یثبت کی تفسیر میں فرمایا کہ صلہ رحمی کرنے والے شخص کی زندگی کے تین یوم باقی رہ جائیں تو اللہ عزوجل اس عمر میں تیس سال اور بڑھا دیتا ہے۔ نیز قطع رحمی کرنے والے شخص کی زندگی کے ابھی تیس سال باقی ہوتے ہیں جبکہ اللہ عزوجل اسے گھٹا کر صرف تین یوم کر دیتا ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور رسالتمآب محبوب خداوند ہر دو سرا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تقدیر کو صرف دعا سے ہی رد کیا جاتا ہے اور عمر نیکی ہی سے بڑھتی ہے۔ آدمی گناہوں میں مرتکب ہو کر رزق سے محروم ہو جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان ہے کہ جو شخص اپنے پروردگار سے ڈرتا اور صلہ رحمی کرتا ہے تو اللہ عزوجل اس کی عمر بڑھا دیتا ہے۔ اس کا مال بڑھ جاتا ہے اور اس کے اہل خانہ اس سے انس کرتے ہیں۔

الحاصل کلام بر حکمت النعام

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عمر کی زیادتی کے سلسلہ میں اختلاف ہے بعض لوگوں کا قول ہے کہ اس حدیث کے ظاہری معنی ہیں مراد ہیں یعنی صلہ رحمی کرنے والے کی عمر بڑھ جاتی ہے بعض کا قول ہے کہ عمر نہیں بڑھتی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے کہ:

فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ
جب ان کو موت کا وقت آجائے گا اور نہ ایک ساعت بڑھ سکتی ہے اور نہ کم ہو سکتی ہے۔

لیکن عمر کی زیادتی کا یہ معنیٰ ہے کہ موت کے بعد اسکا ثواب لکھا جاتا ہے۔ اور جب اس کے مرنے کے بعد اسکا ثواب لکھا جاتا ہے گویا اس کی عمر بڑھتی ہے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان ہے کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک

علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ اللہ سے ڈریئے اور صلہ رحمی کیجئے کیونکہ اس سے تمہیں دنیا کی زندگی اور آخرت کی بھلائی نصیب ہوگی۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب تو اپنے عزیز و اقارب کے ہاں پیدل چل کر نہ جائے اور اپنے مال و منال میں سے اسے کچھ نہ دے گا تو کہتے ہیں کہ اس نے قطع رحمی کی۔

بعض صحائف میں ارشاد خداوندی ہے کہ اے بنی آدم اپنے مال سے صلہ رحمی کیجئے۔ اگر بخل یا مال کی کمی وارد ہے تو پھر پیدل چل کر ان کے پاس جا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ صلہ رحمی کیجئے چاہے سلام سے ہی کیوں نہ ہو۔

کافر و مسلم کا مساویانہ حق

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کافر و مسلم ان میں مساوی ہیں:

۱۔ وعدہ پورا کرنا چاہیئے چہ جائیکہ کافر و مسلم سے کیوں نہ ہو کیونکہ عہد اللہ عزوجل کے لیے ہوتا ہے۔

۲۔ رشتہ دار کے لیے صلہ رحمی کیجئے جو مسلم ہو یا کافر ہو۔

۳۔ امانت ادا کیجئے چہ جائیکہ مسلم ہو یا کافر۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ اس رب عزوجل کی قسم جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے لیے دریا کو پھاڑ دیا تھا۔ یہ بات تورات میں مرقوم ہے کہ اپنے پروردگار سے ڈرنا چاہیئے۔ والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہیئے۔ رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنی چاہیئے۔ یعنی صلہ رحمی سے عمر بڑھتی ہے۔ مشکلات آسان ہو جاتی ہیں۔ تنگ دستی کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔ بے شک اللہ عزوجل نے قرآن مجید فرقان حمید میں کئی مقام پر صلہ رحمی کا حکم فرمایا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ

یعنی اللہ عزوجل سے ڈرو جس سے اپنی حاجت کے لیے سوال کرتے ہو۔

اور قرابت داروں کے ساتھ قطع تعلق سے بچنا چاہیئے یعنی صلہ رحمی کرنی چاہیئے۔

ایک اور روایت میں فرمایا اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ بیشک اللہ عزوجل عدل یعنی توحید وشہادت اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور احسان یعنی عوام کے ساتھ بھلائی اور درگذر کا حکم فرماتا ہے : اور وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی اور اہل قرابت کو دینے کا یعنی صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے۔ یہاں تک تو تین باتوں کا حکم کیا گیا ہے اور آگے تین باتوں سے روکا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے۔ وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ۔ اور فحاشی بے حیائی اور ظلم سے روکتا ہے۔ فحشاء سے مراد گناہ ہیں۔ منکر وہ ہے جس کا شریعت اور سنت یعنی حدیث شریف میں کوئی ثبوت نہ ہو۔ اور البغی لوگوں پر ظلم کو کہتے ہیں۔ یَعِظُکُمْ یعنی اللہ عزوجل تمہیں نصیحت فرماتا ہے مطلب یہ کہ تین باتوں کا حکم دیتا ہے اور تین باتوں سے منع کرتا ہے لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

جناب ابوطالب کا صداقت کا شاہد ہونا

حضرت عثمان ابن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا دوستانہ تھا اور میں صرف آپ سے حیاء و لحاظ کرتے ہوئے ایمان قبول کیا تھا مگر دلی طور پر مجھے اسلام سے لگاؤ نہیں تھا۔ ایک دن میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا اور آپ مجھ سے بات چیت کر رہے تھے کہ آپ نے اچانک مجھ سے رخ موڑ لیا جیسا کہ دوسری جانب بیٹھے کسی دوسرے سے کلام فرما رہے ہیں۔ پھر یک وقت میری طرف التفات فرماتے ہوئے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے تھے اور یہ آیت پڑھی۔

اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ بے شک اللہ عزوجل عدل واحسان وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی۔ اور عزیز واقارب کو دینے کا حکم فرماتا ہے۔

میں اس سے بہت ہی خوش ہوا اور میرا دل اسلام کے لیے پختہ ہو گیا۔ پس میں آپ

کے ہاں سے اٹھا اور آپ کے چچا ابو طالب کے پاس آیا اور کہا کہ میں ابھی ابھی آپ کے بھتیجے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ آپ پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔ ابو طالب گویا ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کیجئے نجات کا راستہ مل جائے گا۔ واللہ! میرا بھتیجا اچھے اخلاق کا حکم کرتا ہے۔ وہ جیسے بھی ہوں مگر تمہیں تو بھلائی ہی کی دعوت دیتے ہیں جب ان کی یہ بات حضور علیہ الصلوٰۃ تک پہنچی تو آپ کو ان کے ایمان قبول کرنے کی آس لگی۔ پھر آپ اس کے پاس تشریف لائے اور اسلام کی مقبولیت کے لیے دعوت دی کیونکہ ان کے ایمان قبول کرنے کے انکار پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ۔

تحقیق آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے لیکن ہدایت اللہ عزوجل کی طرف سے ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔

اس آیہ کریمہ میں بھی اللہ عزوجل نے صلہ رحمی کا حکم فرمایا ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ۔

تو کیا تم کنارہ کشی کرو گے اگر واپس آجاؤ تم۔ بیشک تم زمین میں فساد کرو گے اور قطع رحمی کرو گے۔

کہتے ہیں کہ جب اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ نے قرابت داروں کو پیدا فرمایا کہ میں رحمٰن ہوں اور تم رحم ہو۔ جو قطع رحمی کرے گا میں اس سے قطع رحمی کروں گا اور جو صلہ رحمی کرے گا میں اس سے صلہ رحمی کروں گا۔

منقول ہے کہ رحم عرش کے ساتھ لٹکا ہوا ہے اور شب روز پکارتا ہے اے جو مجھ سے ملتا ہے تو بھی اس سے مل۔ جو مجھ سے نہیں ملتا تو بھی اس سے نہ مل۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب لوگ علم کو ظاہر کریں گے عمل کو مٹا دیں گے۔ زبان سے محبت کریں گے اور دل سے دشمنی کریں گے اور قطع رحمی کریں گے

تو اللہ عزوجل ان پر لعنت کریں گے۔ ان کو آنکھوں سے نابینا کر دیں گے۔

خراسانی کے بہشتی ہونے کی خوشخبری

یحییٰ بن سلیم کا قول ہے کہ مکہ مکرمہ میں ہمارے ہمراہ ایک خراسانی شخص تھا جو نہایت صالح تھا اور لوگ اس کے پاس اپنی امانتیں رکھا کرتے تھے ایک شخص نے اس کے پاس دس ہزار دینار امانت کے طور پر رکھے۔ پھر وہ کہیں چلا گیا۔ پھر جب وہ واپس مکہ مکرمہ آیا تو خراسانی لقمہ اجل ہو چکا تھا۔ اس شخص نے خراسانی کے گھر والوں اور بچوں سے اپنے مال کے بارے میں دریافت کیا مگر وہ اس سے بے خبر تھے۔ اس شخص نے وہاں کے فقہاء سے کہا کہ میں نے فلاں شخص کے پاس دس ہزار دینار امانت کے طور پر رکھے تھے۔ وہ شخص تو رحلت کر گیا ہے میں نے اس کے بیٹے اور گھر والوں سے دریافت کیا ہے مگر انہوں نے بے خبری کا اظہار کیا ہے۔ آپ لوگ میرے مسئلے کے بارے میں کیا حکم فرماتے ہیں؟ مکہ کے فقہاء نے کہا کہ ہم امید رکھتے ہیں کہ خراسانی جنتی ہے ایسا کرنا کہ جب آدھی رات گزر جائے تو زمزم کے کنوئیں پر جا کر جھانکنا اور آواز دینا کہ اے فلاں بن فلاں میں امانت والا ہوں۔ اس نے تین شب ایسا ہی کہا لیکن اسے ایک جواب بھی نہ ملا تو وہ ان کے پاس آیا۔ تو انہیں پورا واقعہ سنایا۔ فقہاء نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا۔ اور فرمایا کہ ہمیں ڈر ہے کہ وہ خراسانی دوزخی ہے۔ لہٰذا تم یمن میں جاؤ اور وادی برہوت کے کنوئیں میں جھانکو جب آدھی رات گزر جائے تو پھر آواز دینا اے فلاں بن فلاں میں امانت والا حاضر ہوں۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور اس کی پہلی آواز پر ہی جواب آ گیا۔ اس شخص نے کہا تجھ پر افسوس ہے کہ تو یہاں کس طرح پہنچ گیا تو تو بہت اچھا انسان تھا۔ خراسانی نے کہا کہ میرے اہل خانہ کے کچھ لوگ خراسان میں رہتے تھے اور میں ان سے قطع تعلق رہا یہاں تک کہ میں لقمۂ اجل ہو گیا۔ اللہ عزوجل نے اس جرم میں مجھے پکڑا اور یہاں پہنچایا گیا ہوں۔ بہرحال تیرا مال اسی طرح محفوظ ہے۔ اور میں نے اپنے بیٹے کو تیرا امین نہیں بنایا تھا اور گھر میں اسی طرح دفن کر دیا تھا۔ پس میرے بیٹے سے کہہ دیجئے کہ وہ میرے گھر میں تجھے لے جائے اور تو خود اندر جا کر کھدائی کر تو تو اپنا مال حاصل

حاصل کرے گا اس شخص نے آکر اپنے مال کو ویسے ہی پایا۔

الحاصل کلام پر حجت و برہان

فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب آدمی اپنے رشتہ داروں کے نزدیک ہو تو اس پر واجب ہے کہ وہ ہدیہ وغیرہ کے ساتھ صلہ رحمی کرے اور ان سے ملاقات کیا کرے۔ اگر وہ مال سے صلہ رحمی کی طاقت نہ رکھتا ہو تو ان سے ملاقات ضرور کیا کرے اگر وہ محتاج ہوں تو ان کے معاملات میں استعانت کرے۔ اگر وہ دور ہوں تو خط و کتابت کیا کرے اور اگر چل کر جا سکتا ہو تو یہ بہت ہی افضل ہے۔

صلہ رحمی میں دس باتوں کا حصول

جاننا چاہیئے کہ صلہ رحمی میں دس باتیں قابل صد تحسین ہیں۔

پہلی بات: صلہ رحمی سے اللہ عزوجل کی خوشنودی ہوتی ہے۔ کیونکہ اللہ ہی کا یہ حکم ہے۔

دوسری بات: صلہ رحمی سے رشتہ داروں کو خوشی حاصل ہوگی جیسا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ:

"افضل عمل مومن کی خوشی ہے"

تیسری بات: فرشتوں کی خوشی بھی صلہ رحمی میں ہے۔

چوتھی بات: صلہ رحمی کرنے والے مسلمان کے مداح خواں ہیں۔

پانچویں بات: صلہ رحمی کے عمل سے ابلیس کو ایذا پہنچتی ہے۔

چھٹی بات: صلہ رحمی سے عمر بڑھتی ہے۔

ساتویں بات: صلہ رحمی سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔

آٹھویں بات: فوت شدہ باپ دادے صلہ رحمی سے مسرور ہوتے ہیں۔

نویں بات: صلہ رحمی سے محبت آپس میں اضافہ ہوتا ہے اس لیے کہ وہ خوشی

اور غمی میں ان کے ساتھ ہوتا ہے۔

دسویں بات: صلہ رحمی کرنے والے کی موت کے بعد اجر و ثواب میں اضافہ ہو جاتا ہے کیونکہ عزیز و اقارب اس کے احسان کو یاد کر کے اس کے لیے دعا کرتے ہیں۔

قیامت کے دن کے اعزازات

حضرت انس بن مالک رضی اللہ کا بیان ہے کہ بروز محشر تین قسم کے لوگ عرش کے نیچے ہوں گے۔

پہلی قسم: صلہ رحم کی عمر بڑھ جاتی ہے۔ اس کی قبر اور اس کے رزق میں فراخی کی جاتی ہے۔

دوسری قسم: وہ عورت کہ جس کا خاوند اولاد کو چھوڑ کر لقمۂ اجل ہوا اور اس نے ان کی دیکھ بھال کی کہ وہ جو جوان ہوتے یا مر گئے۔

تیسری قسم: ایسا شخص جس نے مساکین اور یتیموں کو بلا کر کھانا کھلایا ہو۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے بیان ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ بندے کے دو قدم کو پسند فرماتا ہے:

پہلا قدم: وہ قدم جو فرض نماز کی ادائیگی کے لیے اٹھتا ہے۔

دوسرا قدم: وہ قدم جو قرابت دار کی طرف اٹھتا ہے۔

کہتے ہیں کہ پانچ باتیں ایسی ہیں جن پر اگر صلہ رحم ثابت قدم رہے تو ان کی نیکیوں میں پہاڑوں جیسا اضافہ کیا جائے گا اور اس کا رزق فراواں کیا جائے گا۔

پہلی بات: جو دائمی طور پر صدقہ کرتا رہتا ہے چاہے تھوڑا یا زیادہ۔

دوسری بات: صلہ رحمی کرے چہ جائیکہ تھوڑی سی چیز کیوں نہ ہو۔

تیسری بات: اللہ کی راہ پر ہمیشہ گامزن رہنے والا۔

چوتھی بات: ہمیشہ باوضو رہنے والا اور پانی زیادہ خرچ نہ کرنے والا۔

پانچویں بات: ہمیشہ اپنے والدین کی اطاعت کرنے والا۔

اللہ عزوجل اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔

چودھواں باب

ہمسایوں کے حقوق کا اظہار

حضرت فقیہہ ابو اللیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی سند سے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا کہ حضور سید الکونین امام الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ قیامت کے روز اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم ان کی طرف دیکھیں گے نہ ہی انہیں گناہوں سے پاک فرمائیں گے اور نہ ہی انہیں فرمائیں گے کہ تم بھی دوزخیوں کے ساتھ دوزخ میں داخل ہوں گے۔ وہ یہ ہیں:

پہلا آدمی: لواطت بازی کرنے والا اور کروانے والا۔

دوسرا آدمی: مشت زنی کرنے والا۔

تیسرا آدمی: جانوروں سے بڑا فعل کرنے والا۔

چوتھا آدمی: عورت سے غیر فطری فعل کرنے والا۔

پانچواں آدمی: بیٹی کو ایک ہی نکاح میں جمع کرنے والا۔

چھٹا آدمی: ہمسائے کی بیوی سے زنا کرنے والا۔

ساتواں آدمی: ہمسائے کو ایذا دینے والا۔

اس قسم کے لوگ توبہ کی شرائط کے ساتھ توبہ نہ کریں تو لوگ ان پر لعنت کرنے میں حق بجانب ہوں گے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کوئی

شخص تب تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ لوگ اس کے دل، اس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے محفوظ نہ ہوں۔ اور کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے ہمسائے اس کے ظلم سے امن میں نہ ہوں۔ راوی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بوائقہ کیا ہے۔ فرمایا اس کا فریب اور اسکا ظلم۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان ہے کہ حضور سید الانبیاء محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ:

"ہمسائے کی عزت و حرمت مال کی حرمت کی طرح ہے۔"

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غلام سے فرمایا کہ بکری ذبح کر کے ہمارے ہمسائے یہودیوں کو بھی کھانا دینا پھر کچھ دیر باتیں کر کے فرمایا اے غلام جب تو بکری ذبح کرے تو ہمارے یہودی ہمسایوں کو بھی دینا۔ غلام نے عرض کیا ہمیں آپ نے یہودی ہمسایوں کے بارے میں پریشان کر دیا ہے عبداللہ بن عمرو نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات تو ہمیشہ ہمسایوں کے بارے میں ہمیں تاکید فرماتے تھے یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ اسے وارث ہی نہ بنا دیا جائے۔

ابو شریح کعبی سے بیان ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص اللہ عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے ہمسایوں کی تعظیم کرے۔ اور جو آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت و توقیر کرے۔ ایک دن ایک رات اسے لذیذ کھانے کھلائے اور مہمان تین دن کے لیے ہے اس کے بعد صدقہ ہے۔"

ہمسایہ کے ہمسایہ پر حقوق

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ ہمسایہ کے ہمسایہ پر کیا حقوق ہیں تو آپ نے فرمایا:

پہلا حق : ہمسایہ قرض مانگے تو اسے دیا جائے۔
دوسرا حق : ہمسایہ دعوت کرے تو اس کی دعوت قبول کی جائے۔
تیسرا حق : ہمسایہ بیمار ہو تو اس کی تیمارداری کی جائے۔
چوتھا حق : ہمسایہ امداد طلب کرے تو اس کی امداد کی جائے۔
پانچواں حق : ہمسایہ کو کوئی مصیبت پہنچے تو اس کی تعزیت کی جائے۔
چھٹا حق : اگر ہمسائے کو بھلائی حاصل ہو تو اس کی خوشی کی جائے۔
ساتواں حق : اگر کوئی ہمسایہ میں سے مر جائے تو کفن دفن میں شریک ہونا چاہیئے۔
آٹھواں حق : اگر کوئی ہمسایہ سفر پہ جائے تو اس کے گھر اور اہل وعیال کی محافظت کی جائے۔
نواں حق : اپنی کم ظرفی سے ہمسایہ کو تکلیف نہ دی جائے۔ ورنہ ہدیہ دے کر اسے زائل کر دیا جائے۔
دسواں حق : اس کی رضا کے بغیر دیواروں کو اونچا نہ کیا جائے۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان ہے کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :

" مجھے ہمسایہ کے حقوق کے بارے میں ہمیشہ جبرائیل علیہ السلام وصیت کیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ میں نے خیال کیا کہ عنقریب وہ وارث ہو جائے گا"

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان ہے کہ مجھے حضور رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پرہیزگاری کرنی چاہیئے تمام لوگوں سے زیادہ عبادت گذار بن جائے گا۔ قناعت کیجئے تمام لوگوں سے زیادہ شکر گزار بن جائیگا جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ وہی دوسروں کیلئے پسند کرنا چاہیئے مومن بن جائے گا۔ اپنے ہمسایہ سے اچھا سلوک کیجئے مسلمان بن جائے گا۔ کم ہنسئے زیادہ ہنسی دل کو مردہ کر دیتی ہے

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے :

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا

اور اللہ کی عبادت کیجئے اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کیجئے۔ اور والدین رشتہ داروں

وَبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ۔

یتیموں، مسکینوں، قریبی ہمسایوں اجنبی ہمسایوں، ساتھ بیٹھنے والوں اور مسافروں کے ساتھ بھلائی سے پیش آؤ۔

ہمسایوں کی اقسام مختلفہ

حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمسائے تین اقسام میں منقسم ہیں۔ ان میں سے کچھ کے تین اور کچھ کے دو اور کچھ کا ایک حق ہوتا ہے۔

پہلی قسم: وہ ہمسایہ جن کے تین حق ہیں وہ یتر ے رشتہ دار اور مسلمان ہوئے۔

دوسری قسم: وہ جن کے دو حق ہیں وہ یترا مسلمان ہمسایہ ہے۔

تیسری قسم: وہ جس کا صرف ایک حق ہے وہ ذمی ہمسایہ ہے۔ یعنی جب ہمسایہ قرابت دار اور مسلمان ہو تو اس کا قرابت کا اسلام اور ہمسایہ ہونے کا الگ الگ حق ہے اور وہ ہمسایہ جس کے دو حق ہیں یعنی مسلمان ہمسایہ تو اس کا ایک حق ہمسایہ ہونے کا اور دوسرا مسلمان ہونے کا ہے اور وہ ہمسایہ جس کا ایک حق ہے یعنی ذمی ہمسایہ تو اس کا صرف ہمسایہ ہونے کا ایک حق ہے۔ پڑوسی کے حق کو پہچاننا ضروری ہے چاہے وہ ذمی ہی کیوں نہ ہو۔

حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے دوست حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین باتیں وصیت فرمائی ہیں:۔

پہلی بات: سنئے! اطاعت کیجئے چاہے کوئی لونا ہی کیوں نہ امیر ہو۔

دوسری بات، سالن میں پانی ڈال کر شوربا بنا لیا کرو اور اسے ہمسایوں کو بھی دیا کرو اور نماز وقت پر پڑھا کرو۔

تیسری بات: جو شخص رحلت کر جائے اور اس کے تین ہمسائے اس سے راضی ہوں تو اللہ عزوجل اس کی بخشش فرما دیتے ہیں۔

حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک شخص نے

اپنے ہمسایہ کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا کہ اس کی اذیت پر صبر کیجئے اور اسے ایذا نہ پہنچا بالآخر موت سے جدائی ہو جائے گی۔ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ اچھا ہمسایہ نہیں کہ اذیت پہنچائے بلکہ اذیت پر صبر کرتا ہے حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ صلہ رحمی کرنے والا وہ شخص نہیں ہے جو ملانے والوں سے ملائے اور تعلق توڑنے والوں سے قطع تعلق کرے ایسا کرنے والا تو معاملہ برابر کرتا ہے۔ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے جو قطع تعلق کرنے والوں سے مل کر رہے اور اپنے اوپر ظلم کرنے والوں پر مہربانی کرے۔

حوصلہ مند کون؟

وہ شخص حوصلے والا نہیں جو اپنی قوم کی باتیں برداشت کرے جن کو قوم ان کی طرف سے برداشت کرتی ہے۔ یعنی جب وہ جاہلانہ باتیں کریں تو یہ بھی جہالت کا ثبوت دے۔ ایسا برابری کا معاملہ تو منصف کرتے ہیں۔ حوصلہ مند وہ ہے جو برداشت کرنے والی باتوں کو برداشت تو کرتا ہی ہے مگر وہ جہالت کی باتوں کو بھی برداشت کرے۔

تین باتوں سے محفوظگی

فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ہمسایہ کی اذیت پر صبر کرے اور اپنے پڑوسی کو اذیت نہ دے اور ایسی حالت ہو کہ ہمسایہ اس سے محفوظ ہو۔ پھر وہ تین باتوں سے ہمسائے کو محفوظ رکھے:

پہلی بات: ہاتھ سے محفوظ رکھے۔

دوسری بات: زبان سے محفوظ رکھے۔

تیسری بات: ستر سے محفوظ رکھے۔

زبان سے محفوظ رکھنا یہ ہے کہ کوئی ایسی بات نہ کرے کہ اگر ہمسایہ کو آتے ہوئے دیکھے تو سکوت اختیار کرے۔ یا وہی بات ہمسائے کو معلوم ہو جائے تو نادم و شرمندہ ہونا پڑے۔

ہاتھ سے محفوظ رکھنا یہ ہے کہ اگر ہمسایہ بازار میں ہو اور یاد آئے کہ وہ گھر میں تھیلی بھول آیا ہے تو اسے کوئی خوف یا ڈر نہ ہو اور وہ کہے کہ میرا اور اس کا گھر ایک ہی ہے۔

ستر سے محفوظ رکھنا یہ ہے کہ اگر ہمسایہ سفر پر ہو اور اسے پتہ چل جائے کہ ہمسایہ میرے گھر میں گیا ہے تو اس کے دل میں سکون ہو۔ کہ وہ میرے ستر پر حملہ نہیں کرے گا۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان ہے کہ تین باتیں زمانۂ جہالیت میں بطور اخلاق پسند کی جاتی تھیں اور مسلمانوں کے لیے وہ باتیں سب سے بہتر ہیں۔

پہلی بات: اگر مہمان آجاتا تو وہ پر تکلف مہمان نوازی کرتے ہیں۔

دوسری بات: اگر بیوی ضعیف ہو جاتی تو وہ اسے طلاق نہ دیتے تھے بلکہ وہ اسے اپنے پاس رکھتے تھے کہ وہ ہلاک نہ ہو۔

تیسری بات: اگر ان کا ہمسایہ مقروض ہوتا یا کسی سخت مصیبت میں گرفتار ہوتا تو وہ اسکا قرض ادا کرتے اور اسے مصیبت سے نکالتے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ،

"قیامت کے دن ایک ہمسایہ اپنے دوسرے ہمسائے کا دامن پکڑکر عرض کرے گا الٰہی میرے اس بھائی کو تو نے فراخی عطا فرمائی تھی اور مجھے تنگی' میری شام بھوک پر ہوتی تھی اور اس کی پیٹ بھر کر۔ اب اس سے دریافت کیا جائے کہ اس نے اپنا دروازہ مجھ پر کیونکر بند کر دیا تھا اور اس کو عطا کی جانے والی نعمتوں سے مجھے کیونکر محروم کیا گیا۔"

حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ دس باتیں ظلم میں شمار ہوتی ہیں۔

پہلی بات: ایسا مرد یا ایسی عورت جو اپنی ذات کے لیے دعا کرے لیکن اپنے والدین اور مومنین کے لیے دعا نہ کرے۔

دوسری بات: ایسا شخص جو قرآن کی تلاوت تو کرتا ہے روزانہ لیکن سو آیت سے کم کرتا ہے۔

تیسری بات: ایسا شخص جو مسجد میں گیا اور دو رکعت پڑھے بغیر ہی واپس آگیا۔

چوتھی بات : ایسا شخص جو قبرستان سے گزرا لیکن اہل قبور کو سلام نہ کیا اور نہ ہی ان کے لیے دعا مانگی۔

پانچویں بات : ایسا شخص جو جمعہ کے دن شہر میں داخل ہوا لیکن جمعہ پڑھے بغیر ہی واپس آگیا۔

چھٹی بات : ایسا مرد یا ایسی عورت کہ جن کے محلے میں کوئی عالم دین آیا اور اس کے پاس علم کی کوئی بات حاصل کرنے کے لیے نہ گیا۔

ساتویں بات : ایسے دو شخص جو دوست بنے لیکن ایک دوسرے سے نام نہ پوچھا۔

آٹھویں بات : ایسا شخص جسے کھانے پر مدعو کیا گیا لیکن وہ نہ گیا۔

نویں بات : ایسا جوان کہ جس نے اپنی جوانی کو گنوا دیا نہ علم حاصل کیا نہ ادب حاصل کیا۔

دسویں بات : ایسا شخص جو خود تو پیٹ بھر رہا لیکن اسکا ہمسایہ بھوکا تھا اور کچھ بھی کھانے کو نہ دیا۔

اچھے ہمسایہ کی علامات

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چار باتیں اچھے ہمسایہ کی علامات ہیں۔

پہلی بات : اپنے مال سے ہمسایہ کے ساتھ ہمدردی کرے۔

دوسری بات : ہمسائے کے پاس جو کچھ ہے اس کی خواہش نہ کرے۔

تیسری بات : اپنی ایذاؤں سے ہمسائے کو محفوظ رکھے۔

چوتھی بات : ہمسائے کی اذیت پر صبر کرے۔

پندرھواں باب

عذاب شراب نوشی کا اظہار

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمتہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ محشر کے روز شرابی کو لایا جائے گا تو اس کا چہرہ سیاہ ہو گا آنکھیں نیلی ہوں گی۔ اس کی زبان سینے تک لٹک رہی ہو گی اور لعاب بہہ رہا ہو گا اور اس کو دیکھنے والے بدبو کی وجہ سے گھن کھائیں گے۔

یاد رہے کہ:

۱۔ شرابی کو سلام نہیں کہنا چاہیے۔

۲۔ شرابی کی بیماری میں تیمارداری نہیں کرنی چاہیے۔

۳۔ شرابی کا موت کے بعد جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے۔

حضرت مسروق رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

۱۔ شرابی بت پرست کی طرح ہے۔

۲۔ شرابی لات و عزیٰ کی پوجا جیسا ہے۔ جب کہ وہ شراب کو حلال سمجھتا ہو۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے:

"میں آگ کا پیالہ پینا پسند کروں گا مگر شراب کا پیالہ نہیں پسند کروں گا"

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ہر نشہ دینے والی چیز شراب ہے اور حرام ہے۔
اگر دنیا میں شراب پینے والا مر گیا اور اس نے توبہ نہیں کی تھی تو وہ آخرت میں شراباً طہوراً سے محروم رہے گا"

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضور

الحاصل کلام بر روح و اجسام

سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :

"ہر نشہ آور چیز حرام ہے وہ پکی ہو یا کچی ۔ ہو :"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس چیز میں زیادہ تر حصہ نشہ آور ہو تو اس کے قلیل حصے کا استعمال بھی حرام ہے۔

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ :

"کشید کی ہوئی شراب پینے کا گناہ عام کچی شراب پینے سے زیادہ ہے :"

بے شک شرابی فاسق و فاجر ہے اور پکی شراب پینے والے کے لیے تو خطرہ ہے کہ وہ کافر نہ ہو جائے ۔ کیونکہ کچی شراب پینے والا تسلیم کرتا ہے کہ وہ شراب پیتا ہے اور اسے حلال جانتا ہے ۔ نیز مسلمان کا اس بات پر اجماع ہے کہ نشہ آور چیز کا استعمال کم ہو یا زیادہ ہو حرام ہے اور جو اس حرام شے کو حلال سمجھے وہ کافر ہے :

شراب تمام برائیوں کی جڑ ہے

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی علیہ الرحمۃ نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا کہ حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا :

"اے لوگو ! شراب سے بچو کہ یہ تمام خباثتوں کی ماں ہے :"

قدیم زمانہ میں ایک عابد تھا جو مختلف مساجد میں آتا جاتا تھا ۔ ایک مرتبہ ایک بدکردار عورت سے ملاقات ہوئی جس نے خادمہ کو کہہ کر عابد کو گھر میں بلوالیا اور دروازہ بند کر دیا ۔ اس کے پاس شراب کا پیالہ تھا اور ایک معصوم لڑکا ۔ عورت نے عابد سے کہا میں تجھے اس وقت تک نہیں جانے دوں گی جب تک کہ تو شراب کا پیالہ پی لے یا زنا کرے یا اس لڑکے کو قتل کر دے ۔ ورنہ میں شور مچا دوں گی کہ یہ شخص بری نیت

سے میرے گھر میں آیا ہے۔ وہ عابد یہ سن کر خائف ہو گیا اور کہنے لگا نہ تو میں زنا کر سکتا ہوں اور نہ قتل کر سکتا ہوں۔ البتہ شراب کا پیالہ نوش کر سکتا ہوں۔ پھر کہا کہ تو نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے۔ واللہ! میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ پھر اس نے شراب پی۔ شراب کے نشہ میں زنا بھی کیا اور بچے کو بھی قتل کر دیا۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ نے فرمایا کہ شراب سے بچئے کہ یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ واللہ! شراب اور ایمان ایک دل میں جمع نہیں ہوتے اور یہ ایمان کو مشکوک کر دیتی ہے۔ بالآخر ختم کر دیتی ہے۔ جب شرابی حالت نشہ میں ہوتا ہے تو اس کی زبان پر کلمۂ کفر جاری ہو جاتا ہے اور پھر اس کی زبان اس کی عادی ہو جاتی ہے۔ نیز یہ بھی ڈر ہے کہ موت کے وقت بھی اس کی زبان پر کلمہ جاری ہو جائے۔ اگر وہ دنیا میں کفر کی حالت میں مر جائے تو ایسی صورت میں وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ اور اکثر موت کے وقت ہی بندے کا ایمان باطل ہو جاتا ہے۔ اور یہ سب اس کی زندگی کے برُے اعمال کی وجہ سے ہوتا ہے۔ پھر وہ ہمیشہ حسرت و ندامت کے ساتھ ہی رہے گا۔

حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ:

"جو شرابی نشے میں مدہوش ہو کر لقمۂ اجل ہو جاتا ہے تو وہ حشر کے دن بھی اسی حالت میں اٹھایا جائے گا۔"

شرابی اور جنت کی خوشبو

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار آدمی ایسے ہیں جنہیں بہشت کی خوشبو نصیب نہیں ہو گی حالانکہ جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت تک محسوس ہوتی ہے۔

پہلا آدمی : بخیل آدمی۔

دوسرا آدمی : احسان کو جتانے والا۔

تیسرا آدمی : ہر وقت شراب پینے والا۔

چوتھا آدمی : والدین سے عاق شدہ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شراب کے بارے میں دس قسم کے آدمیوں پر لعنت کی گئی ہے :

پہلی قسم کا آدمی : شراب بنانے والے پر۔

دوسری قسم کا آدمی : جس کے لیے شراب بنائی گئی ہو۔

تیسری قسم کا آدمی : شراب نوش پر۔

چوتھی قسم کا آدمی : شراب پلانے والے پر۔

پانچویں قسم کا آدمی : شراب اٹھانے والے پر۔

چھٹی قسم کا آدمی : شراب کی تجارت کرنے والے پر۔

ساتویں قسم کا آدمی : شراب اٹھا کر لے جانے والے پر۔

آٹھویں قسم کا آدمی : شراب بیچنے والے پر۔

نویں قسم کا آدمی : شراب کی تجارت کرنے والے پر۔

دسویں قسم کا آدمی : شراب کی تجارت کروانے والے پر۔

بعض احادیث میں ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" جب قیامت کے دن شرابی اپنی قبر سے نکلے گا تو وہ مردار کی طرح بدبودار ہوگا۔ اس کی گردن میں کوزہ لٹک رہا ہوگا اس کے ہاتھ میں پیالہ ہوگا۔ اس کے گوشت اور کھال میں سانپ بچھو بھرے ہوئے ہوں گے۔ اس نے آگ کے جوتے پہنے ہوئے ہوں گے۔ اس کے سر میں دماغ کھول رہا ہوگا۔ اور اپنی قبر کو جہنم کا ایک گڑھا پائے گا۔ وہ دوزخ میں فرعون و ہامان کے ساتھ ہوگا "

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان ہے کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ :

" جو شخص شرابی کو ایک لقمہ بھی کھلائے گا تو اللہ عزوجل اس کے جسم پر سانپ بچھو مسلط کر دے گا۔ اور جس نے شرابی کی حاجت پوری کی گویا اس نے

اسلام کو گرانے میں اس کی مدد کی۔ اور جس نے اس کو قرض دیا گویا اس نے مومن کو قتل کرنے میں معاونت کی۔ اور جو اس کے ساتھ بیٹھے گا اللہ عزوجل اس کو قیامت کے دن نابینا اٹھائے گا۔ اس کے پاس کوئی عذر نہ ہوگا۔ شرابی کی شادی نہیں کرنی چاہیئے۔ شرابی بیمار ہو جائے تو اس کی تیمارداری نہیں کرنی چاہیئے۔ شرابی کی گواہی قبول نہیں ہونی چاہیئے۔ اس ذات برحق کی قسم جس نے مجھے نبیٔ برحق مبعوث فرمایا ہے۔ تورات۔ انجیل۔ زبور اور قرآن میں شرابی پر لعنت کی گئی ہے۔ شرابی نے گویا تمام آسمانی کتابوں کا انکار کر کے کفر کیا ہے۔ شراب کو کافر نے حلال سمجھا ہے اور شراب کو حلال سمجھنے والے سے میں بری ہوں۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی"۔

حضرت عطاء بن لیسار فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا تورات میں بھی شراب کو حرام کہا گیا ہے۔ فرمایا ہاں۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ۔

یہ آیۂ کریمہ تورات میں بھی موجود ہے۔ بے شک ہم نے جو حق نازل کیا ہے اس سے باطل مٹ گیا ہے۔ اور اس سے لہو ولعب۔ دف۔ مزامیر اور شراب کو باطل کیا گیا ہے اور شرابی پر ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔

اللہ عزوجل کا فرمان عالی شان ہے کہ:

"مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم جو دنیا میں شراب کی حرمت کو توڑے گا تو محشر کے دن اسے پیاسا رکھوں گا۔ اور جس نے شراب کی آیت حرمت کے بعد اس کو چھوڑ دیا تو میں اسے خطیرۃ القدس سے سیراب کروں گا۔ دریافت کیا گیا کہ خطیر القدس کیا ہے۔ فرمایا قدس اللہ عزوجل کا صفاتی نام ہے اور خطیرہ اس کی جنت ہے"۔

شراب میں دس برائیاں

حضرت فقیہہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ شرابی سے منہ موڑے رہو کیونکہ اس میں دس بُری باتیں ہیں۔

پہلی بات : شرابی پاگل ہو جاتا ہے اور بچوں کے لیے ہنسی بن جاتا ہے۔ دانشور اسے بُرا کہتے ہیں۔ جیسا کہ ابی الدنیا سے مذکور ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے بغداد کی گلیوں میں شراب سے مدہوش ایک شخص کو دیکھا کہ وہ پیشاب کر کے اسے اپنے اوپر ملتا ہے اور کہتا ہے اے میرے پروردگار مجھے توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے بنا۔ کہتے ہیں کہ ایک شخص جو شراب میں مدہوش تھا اس نے راستے میں قے کی۔ تو ایک کتے نے آکر اس کے منہ اور داڑھی کو چاٹنا شروع کر دیا۔ اور شرابی کتے کو کہتا تھا اے میرے آقا اے میرے آقا رومال کو گندہ نہ کیجئے۔

دوسری بات : شراب مال کو ضائع اور عقل کو ماؤف کر دیتی ہے جیسا کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ نے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم شراب کے بارے میں آپ سے کچھ ارشاد چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ مال کو تلف اور عقل کو تباہ کرتی ہے۔

تیسری بات : شراب نوشی بھائیوں اور دوستوں کے درمیان دشمنی کا ذریعہ ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے :-

إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَٰنُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ۔

بے شک شیطان تو تمہارے درمیان شراب اور جوئے کے ذریعے بغض اور دشمنی کرانا چاہتا ہے۔

چوتھی بات : شراب نوشی ذکر الٰہی اور نماز سے روکتی ہے۔ جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے :

وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَوٰةِ

وہ تمہیں اللہ کے ذکر اور نماز سے روکتا

فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ۔ ہے کیا تم رک جاؤ گے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت سیدنا فاروق اعظم نے فرمایا اے میرے پروردگار بے شک ہم رک گئے۔

پانچویں بات، شراب نوشی زنا پر ابھارتی ہے۔ شراب پینے والا بے شعوری میں بیوی کو طلاق بھی دیتا ہے۔

چھٹی بات: شراب تمام برائیوں کا دروازہ کھول دیتی ہے اس لیے کہ شرابی پر تمام گناہ آسان ہو جاتے ہیں۔

ساتویں بات: شرابی محافظ فرشتوں کو تکلیف دیتا ہے کہ انہیں گناہ کی ایسی محفل میں لے جاتا ہے جہاں بدبو ہی بدبو ہوتی ہے۔ اسے لائق نہ تھا کہ وہ ان فرشتوں کو تکلیف دیتا جو اس کو تکلیف نہیں دیتے۔

آٹھویں بات: شرابی نے اسی کوڑوں کی سزا کو اپنے اوپر واجب کر لیا اور اگر وہ دنیا میں نہ مارے گئے تو آخرت میں عام لوگوں اور اس کے ماں باپ اور دوستوں کے سامنے اسے آگ کے کوڑے مارے جائیں گے۔

نویں بات: شرابی نے گویا اپنے اوپر آسمان کے دروازے بند کر لیے کہ چالیس روز تک نہ اس کی نیکیاں اوپر جاتی ہیں اور نہ ہی اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔

دسویں بات: شرابی نے خود کو خطرہ میں ڈال لیا ہے کیونکہ خطرہ ہے کہ موت کے وقت اسکا ایمان ہی ضائع نہ ہو جائے۔

الحاصل کلام پر روحِ ایمان

یہ دس دہ عذاب، وہ باتیں ہیں جو شرابی کو سزائے آخرت سے پہلے بھگتنی پڑتی ہیں۔ پھر آخرت کی سزائیں تو شمار سے باہر ہیں۔ پینے کے لیے کھولتا ہوا پانی۔ کھانے کے لیے تھوہر کا درخت اور ثواب کا نہ ملنا اس کے سوا ہیں۔ عقل مند کے لیے یہ لائق نہیں کہ وہ تھوڑی لذت کے بدلے میں ابدی لذت کو ترک کر دے۔

دو چشموں کا بہنا

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا　جس روز ہم متقیوں کو رحمٰن کے حضور
وَنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا　جمع کریں گے اور مجرموں کو دوزخ کی
طرف پیاسا ہانکیں گے۔

کے بارے میں حضرت مقاتل بن سلیمان سے بیان ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جنتیوں کو بلایا جائے گا۔ جب وہ بہشت کے دروازے پر پہنچیں گے تو وہاں ایک درخت کے نیچے دو چشمے بہہ رہے ہوں گے۔ وہ اس میں سے ایک چشمے سے پانی پئیں گے تو ان کے پیٹ میں سے تمام غلاظتیں نکل جائیں گی۔ پھر وہ دوسرے چشمے پر آکر اس میں غسل کریں گے تو ان کے جسم سے تمام میل کچیل اور غلاظتیں دھل جائیں گی وہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا　تم پر سلام ہو خود کو تم نے پاک کر لیا۔ پس
خَالِدِيْنَ۔　ہمیشہ ہمیش کے لیے اس میں داخل ہو جاؤ۔

پھر ان کے لیے یاقوت احمر کے بنے اونٹ ان کے لیے لائے جائیں گے۔ ان کے پاؤں موتیوں اور یاقوت سے جڑے سونے کے ہوں گے۔ ان کی مہاریں لؤلؤ ہوں گی۔ اور ان میں سے ہر ایک کو دو دو ایسے حلّے دیئے جائیں گے۔ اگر ایک حلّے کو اہل دنیا پر ظاہر کر دیا جائے گا تو پوری دنیا اس سے روشن ہو جائے۔ اور ہر ایک کے ساتھ بطور محافظ کے فرشتے ہیں۔ جو جنت میں ان کے ٹھکانوں کے لیے رہنمائی کرتے ہیں۔ پس جب وہ جنت میں داخل ہوں گے تو ان کے سامنے سونے کے پانی سے مزین چاندی کے محل ہوں گے۔ ان میں جائیں گے تو بہت سے خادم بکھرے موتیوں کی طرح ان کا استقبال کریں گے۔ ان کے پاس زیور، لباس، چاندی کے برتن اور سونے کے آب خورے ہوں گے۔ فرشتے ان کو سلام کریں گے اور وہ سلام کا جواب دیں گے۔ پھر وہ داخل ہو جائیں گے۔ جب وہ اللہ عزوجل کی طرف سے عطا کردہ درجات کو دیکھیں گے تو وہاں رکنے کا ارادہ کریں گے۔ تب فرشتے کہیں گے کیا ارادہ ہے؟ وہ کہے گا اللہ رب العزت

تبارک وتعالیٰ کے اکرام کی جگہ ٹھہرنا چاہتا ہوں۔ وہ کہیں گے آگے چلیے تیرے لیے اس سے بہتر جگہ ہے۔ جب وہ آگے بڑھے گا تو اس کے سامنے موتیوں سے مرصع سونے کا محل ہوگا جب قریب ہوگا تو خدام بکھرے ہوئے موتیوں کی طرح اسکا استقبال کریں گے۔ ان کے پاس چاندی کے برتن اور سونے کے پیالے ہوں گے۔ وہ اس کو سلام کریں گے تو وہ جواب دے گا وہ وہاں رہنے کا ارادہ کرے گا مگر فرشتے کہیں گے آگے چلو تیرا ٹھکانہ تو اس سے بھی بہتر ہے پھر وہ ایسے محل میں پہنچے گا جو سرخ یاقوت کا ہوگا اتنا صاف ہوگا کہ اس کا اندرونی منظر باہر ہی سے نظر آجائے گا۔ جب وہ قریب ہوگا تو خدام پہلے کی طرح اسکا استقبال کریں گے۔ اور سلام کریں گے اور وہ ان کو جواب دے گا پھر وہ داخل ہوگا تو حوران عین اسکا استقبال کریں گی۔ جو مختلف رنگوں کے مشترکہ لباس پہنے ہوں گی ان کی خوشبو سو سال کی مسافت پر محسوس ہوگی۔ ان کے شفاف چہروں میں اپنا چہرہ دیکھے گا۔ اور ان کے سینے کو دیکھے گا تو اندر سے جگر دکھائی دے گا۔ اس کی ہڈیاں اور کھال ایسی باریک ہوں گی کہ پنڈلیوں کا گوشت صاف نظر آئے گا۔ اور یہ حور ایک مربع فرسخ کے مکان میں ہوگی۔ جس کے چار ہزار دروازے سونے کے ہوں گے جو موتیوں سے جڑے ہوں گے۔ اس میں ایک تخت ہوگا جس پر سبز پردے پڑے ہوں گے اور ایک بالاخانہ ہوگا جس میں بیٹھ کر جس پھل کی طلب کی جائے گی۔ وہی پھل اس کے پاس آجائے گا۔ اور وہ اس سے کھائے گا۔ یہ سب اجر و ثواب ان اہل تقویٰ کا ہے جو شراب اور دیگر فحش اشیاء سے محفوظ رہتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ:

جب دوزخیوں کو دوزخ کی طرف کھینچ کر لایا جائے گا وہ اس کے قریب پہنچیں گے تو دوزخ کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور فرشتے لوہے کے گرزوں سے اسکا استقبال کریں گے جب وہ دوزخ میں داخل کیے جائیں گے تو ان کا کوئی عضو بھی عذاب سے نہ بچا ہوگا اسے سانپ ڈس رہے ہوں گے اور فرشتے انہیں مار رہے ہوں گے۔ جب فرشتہ اسے مارے گا اور وہ تہہ تک پہنچنے نہ پائے گا کہ آگ کی لپیٹیں پھر اس کے اوپر لے آئیں گے اور پھر فرشتہ اسے مارے گا اور وہ پھر اسی طرح نیچے چلا جائے گا۔ پھر اسکا سر نظر آئے گا تو پھر مارے گا جیسا کہ ارشاد

باری تعالیٰ عزوجل ہے:

كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا.

جب اس کی کھال جل جائے گی تو ہم فوراً اس کی دوسری کھال بدل دیں گے تاکہ عذاب چکھے تحقیق اللہ عزوجل غالب۔ صاحب حکمت ہے۔

راوی کا قول ہے کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ان کے ساتھ ہر روز ستر دفعہ ایسے ہی ہوتا رہے گا۔ جب پیاسا ہو گا تو پانی طلب کرے گا تو اس کے منہ کا گوشت گر جائے گا۔ پھر وہ منہ میں ڈالے گا تو اس کے دانت اور داڑھیں گر جائیں گی۔ پھر وہ شکم میں پہنچائے گا تو اس کی آنتیں کٹ جائیں گی اور جلد گل جائے گی۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

يُصْهَرُ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ وَلَهُمْ مَقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ

اور اس سے ان کے پیٹ کے اندر کی تمام اشیاء اور کھال گل جائے گی اور ان کے لیے لوہے کے گرز ہوں گے۔

پس جب تک اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ چاہے گا وہ عذاب میں مبتلا رہیں گے۔ پھر وہ دوزخ کے نگران ملائکہ کو پکاریں گے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ.

اور تم اپنے پروردگار سے دعا کرو وہ روزانہ کے عذاب میں ہم سے تخفیف کرے۔

تو وہ انہیں جواب نہیں دیں گے۔ پھر وہ مالک فرشتے کو چالیس برس تک پکاریں گے مگر جواب نہ پائیں گے۔ پھر وہ کہیں گے کہ ہم نے دوزخ کے نگران اور خزانچی فرشتے کو پکارا مگر انہوں نے جواب نہ دیا۔ اب وہ مل کر چیخیں۔ پھر وہ سب مل کر چیخ و پکار کریں گے لیکن پھر بھی کچھ حاصل نہ ہو گا۔ پس وہ کہیں گے ہم شور مچائیں یا صبر کریں ہمارے لیے دونوں طرح مساوی ہے۔ اب ہمارے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔ پس یہ عذاب کافروں کے لیے ہے۔

پھر جب مسلمان شراب پیتا ہے اور اس کی زبان پر کفریہ کلمات جاری ہو جاتے ہیں تو پھر یہ ڈر ہے کہ مرتے وقت اسکا ایمان ضائع ہو جائے اور وہ کفار میں شمار ہو لہٰذا مسلمان پر واجب ہے کہ وہ شراب پینے سے باز آجائے اور شرابیوں سے تعلق ختم کر دے۔ اگر وہ شرابیوں سے میل جول رکھے گا تو پھر ڈر ہے کہ وہ بھی اسی طرح کا نہ ہو جائے اور اس پر لازم ہے کہ وہ محشر کے عذاب سے محفوظ رہنے کی فکر کرے اور جس نے فکر کی تو اسکا دل شراب کی طرف نہیں جائے گا اور نہ وہ شرابیوں کے ساتھ بیٹھے گا۔

شراب نوشی سے نقصانات عظیمہ

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ شراب نوشی سے مندرجہ ذیل نقصانات ہوتے ہیں کہ وہ :

پہلا نقصان : جب ایک دفعہ شراب پیتا ہے تو اسکا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔

دوسرا نقصان : جب دوسری دفعہ شراب پیتا ہے تو محافظ فرشتے اس سے نجات کا اظہار کرتے ہیں۔

تیسرا نقصان : جب تیسری دفعہ شراب پیتا ہے تو عزرائیل اس سے بری ہو جاتا ہے۔

چوتھا نقصان : جب چوتھی دفعہ شراب پیتا ہے تو رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء اس سے بری الذمہ ہو جاتے ہیں۔

پانچواں نقصان : جب پانچویں دفعہ شراب پیتا ہے صحابئ رسول اس سے بری ہو جاتے ہیں۔

چھٹا نقصان : جب چھٹی دفعہ شراب پیتا ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اس سے بری ہو جاتے ہیں۔

ساتواں نقصان : جب ساتویں دفعہ شراب پیتا ہے تو حضرت اسرافیل علیہ السلام اس سے بری ہو جاتے ہیں۔

آٹھواں نقصان : جب آٹھویں دفعہ شراب پیتا ہے تو حضرت میکائیل اس

اس سے بری ہو جاتے ہیں۔

نواں نقصان: جب نویں دفعہ شراب پیتا ہے تو آسمان اس سے بری ہو جاتے ہیں۔

دسواں نقصان: جب دسویں دفعہ شراب پیتا ہے تو زمین اس سے بری ہو جاتی ہے۔

گیارہواں نقصان: جب گیارہویں دفعہ شراب پیتا ہے تو اس سے سمندر کی مچھلیاں بری ہو جاتی ہیں۔

بارہواں نقصان: جب بارہویں دفعہ شراب پیتا ہے تو اس سے سورج اور چاند بری ہو جاتے ہیں۔

تیرہواں سبق: جب تیرہویں دفعہ شراب پیتا ہے تو آسمان کے ستارے اس سے بری ہو جاتے ہیں۔

چودھواں نقصان: جب چودھویں دفعہ شراب پیتا ہے تو اس سے تمام مخلوق بری ہو جاتی ہے۔

پندرھواں نقصان: جب پندرھویں دفعہ شراب پیتا ہے تو اس پر جنت کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔

سولھواں نقصان: جب سولھویں دفعہ شراب پیتا ہے تو اس کے لیے دوزخ کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

ستارہواں نقصان: جب ستارہویں دفعہ شراب پیتا ہے تو اس سے حاملین عرش بری ہو جاتے ہیں۔

اٹھارھواں نقصان: جب اٹھارھویں دفعہ شراب پیتا ہے تو کرسی اس سے بری ہو جاتی ہے۔

انیسواں نقصان: جب انیسویں دفعہ شراب پیتا ہے تو عرش اس سے بری ہو جاتا ہے۔

بیسواں نقصان: جب بیسویں دفعہ شراب پیتا ہے تو اللہ رب العزت تبارک و

وتعالیٰ اس سے بری ہو جاتا ہے۔

شراب نوشی کے دیگر نقصانات

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ:

"جس نے اپنے شکم میں شراب داخل کی تو اس کی نماز سات دن تک قبول نہیں ہوگی"

"جس کی شراب کی وجہ سے عقل جاتی رہی تو پھر چالیس روز تک اس کی نماز مقبول نہیں ہوگی"

"جو شخص شراب کی حالت میں مرگیا وہ حالت کفر میں مرا" اگر تائب ہوا تو اللہ عزوجل توبہ قبول کرنے والا ہے۔ اگر توبہ کے بعد بھی شراب نوشی کی تو پھر حق ہے کہ اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ اسے دوزخیوں والی پیپ پلائے گا"

دیگر تنبیہات

پھر بیان ہے کہ تمام گناہ اور خطائیں ایک گھر میں جمع ہو جاتی ہیں اور اس کی کلید شراب نوشی ہے۔ یعنی شراب پینے والا اپنے لیے تمام خطاؤں کے دروازے کھول دیتا ہے۔
بعض صحابہ کرام کا بیان ہے کہ جس نے شرابی سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا تو گویا اس نے اسے زنا کے لیے روانہ کیا۔ اس کا مفہوم ہے کہ جب شرابی مدہوش ہو جاتا ہے تو زیادہ تر باتیں طلاق کی کرتا ہے۔ ایسی صورت میں اس پر اس کی بیوی حرام ہو جاتی ہے۔ اور وہ شعور نہیں رکھتا۔

شراب کا نجس ہونا

کہتے ہیں شراب پینے والا بتوں کی پوجا کرنے والوں کی طرح ہے۔ اس لیے کہ اللہ عزوجل

نے شراب کو نجس یعنی ناپاک فرمایا ہے اور اس سے محفوظ رہنے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ "یہ ناپاک ہے شیطانی عمل سے ہے اس سے بچنا چاہیئے۔"

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ "نجس سے بچو یہ بتوں سے ہے۔"

شراب کا شرک ہونا

حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جس نے دن کے وقت شراب پی گویا اس نے شام تک شرک کیا اور جس نے رات کو شراب پی گویا اس نے صبح تک شرک کیا؛

پھر انہی کا بیان ہے کہ:

"جب شرابی مرجائے تو اس کو دفن کر دیا جائے۔ پھر مجھے بٹھا دیا جائے۔ پھر اس کی قبر کھودی جائے۔ پس اس کا منہ قبلہ کی طرف سے نہ پھر جائے تو مجھے قتل کر دیا جائے۔"

نعمتوں سے محرومی کا سبب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ:

"اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے مجھے تمام جہانوں کے لیے ہدایت و رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ سارنگیاں، مزامیر، جاہلانہ رسوم اور بتوں کو باطل کرنے کے لیے بھیجا ہے اور میرا رب اپنی عزت کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ میرا جو بندہ دنیا میں شراب پیتا ہے میں قیامت میں اسے اپنی نعمتوں سے محروم رکھوں گا اور جو اسے دنیا میں چھوڑ دیتا ہے تو اس کی پیاس خطیرۃ القدس سے بجھاؤں گا۔"

تورات میں شراب کی مذمت

حضرت اوس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس ذات برحق کی قسم جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو برحق رسول بنا کر بھیجا ہے۔ شراب کی حرمت پر تورات میں پچیس مقامات تو مجھے معلوم ہیں۔ شراب پینے والا ہلاک ہو جائے۔ اور یہ حق ہے کہ جو دنیا میں کوئی شخص شراب پیئے گا تو اللہ عزوجل اسے دوزخیوں کی پیپ پلائے گا۔

مزامیر سے بچنے کے ثمرات

حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل قیامت کے روز فرمائیں گے،

"وہ لوگ کہاں ہیں جو اپنے آپ کو اور اپنے کانوں کو دنیا کی لغویات اور شیطانی مزامیر سے بچایا کرتے تھے۔ انہیں خوشبو کے باغات میں بھیج دیا جائے۔ پھر ملائکہ سے فرمایا جائے گا کہ ان لوگوں کو میری حمد و ثناء کے گیت سنایئے اور انہیں بتا دیجئے کہ ان پر کوئی خوف نہیں ہے اور نہ کوئی غم ہوگا۔"

گیت کے نقصانات

حضرت شفیق بن سلمہ کو دعوت ولیمہ میں بلایا گیا تو انہوں نے وہاں کھیلنے والوں کو دیکھا تو واپس تشریف لے آئے اور کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ گیت دل میں نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح پانی سبزہ اگاتا ہے۔

شرابی کا واجب القتل ہونا

حضرت عبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

"اہل شام کی ایک جماعت نے شراب پی اور کہا کہ یہ ہمارے لیے حلال ہے اس لیے کہ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔

لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْا۔

ان لوگوں پر جو ایمان والے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں کوئی گناہ نہیں۔ اس میں جو وہ کھاتے ہیں۔

ان ایام میں وہاں حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حاکم تھے اور یہ بات انہوں نے حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لکھی۔ آپ نے اس کے جواب میں لکھا کہ انہیں میرے پاس بھیج دیا جائے۔ یہ نہ ہو کہ وہ فساد کرنے لگیں۔ جب ان لوگوں کو آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے صحابہ کرام کو جمع کر کے مشورہ کیا تو صحابہ کرام نے رائے پیش کی کہ ان لوگوں نے اللہ عزوجل پر جھوٹ باندھا ہے اور دین میں رخنہ ڈالا ہے۔ آپ نے حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی رائے لی تو انہوں نے فرمایا کہ انہیں توبہ کی تنبیہہ کی جائے اگر تائب نہ ہوں تو انہیں قتل کر دیا جائے اگر توبہ کریں تو پھر انہیں اسی اسی درے مارے جائیں۔ بہر حال وہ لوگ تائب ہوئے اور انہیں اسی اسی کوڑے مارے گئے۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"جب حرمت شراب پر آیۂ کریمہ کا نزول ہوا تو صحابہ کرام نے فرمایا کہ شراب پینے والے مارے گئے۔ اب ان کے ساتھ کیا معاملہ ہو گا۔ تب اللہ عزوجل نے یہ آیۂ کریمہ نازل کی لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْا۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے جو کچھ وہ کھاتے پیتے رہے اس پر ان پر کوئی گناہ نہیں۔ یعنی شراب حرام ہونے سے پہلے جو لوگ شراب پیتے رہے وہ گناہ سے بری ہیں۔" اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے۔

○

سولھواں باب

چغلخوری کا اظہار

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا چغلی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے برے لوگ کون ہیں؟ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ اور اسکا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا برے لوگوں کے دو رخ ہوتے ہیں۔ ایک کے پاس ایک رخ دوسرے کے پاس دوسرے رخ سے پیش آتے ہیں۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان ہے کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم دو نئی قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا ان دونوں کو عذاب دیا جارہا ہے مگر یہ گناہ کبیرہ کے سبب عذاب نہیں۔ پس ان میں ایک تو پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کیا کرتا تھا۔ پھر آپ نے ایک ہری شاخ لی اور اس کو دو حصوں میں چیر دیا اور ایک ایک حصہ دونوں قبروں پر گاڑ دیا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا اس لیے تاکہ جب تک یہ سبز رہیں گی ان کے عذاب میں تخفیف رہے گی۔

حضرت فقیہہ ابو اللیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "وہ دو گناہ کبیرہ کی وجہ سے عذاب میں مبتلا نہیں" کا مفہوم یہ ہے کہ یہ جرم تمہارے نزدیک کبیرہ نہیں مگر اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ کے نزدیک یہ کبیرہ گناہ ہے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں جو مذکور ہے:

"چغل خور جنت میں نہیں جائے گا"

جب وہ جنت میں نہیں جائے گا تو پھر اسکا ٹھکانہ دوزخ ہی ہے اس لیے کہ وہاں تو ٹھکانہ جنت ہے یا دوزخ ہے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ وہ بہشت میں داخل نہیں ہو گا تو پھر ثابت ہوا کہ وہ دوزخ میں ہی جائے گا۔ اس لیے چغل خور واجب ہے کہ وہ بارگاہِ الٰہی میں توبہ کرے بے شک چغل خور کے لیے دنیا میں ذلت ہے اور بعد از موت اس کے لیے قبر میں عذاب ہے۔ اس کے لیے قیامت کے روز دوزخ ہے۔ اس کے لیے رحمت الٰہی سے مایوسی ہے۔ اگر اس نے مرنے سے پہلے توبہ کر لی تو اللہ عزوجل اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔

حضرت امام حسن علیہ السلام نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بُرے لوگ دو رخ رکھتے ہیں۔ ایک کے پاس ایک رخ سے اور دوسرے کے پاس دوسرے رخ سے آتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو دنیا میں دو زبانیں رکھتے ہیں۔ قیامت کے دن اللہ تبارک تعالیٰ اس کی آگ سے دو زبانیں بنائے گا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہا جاتا ہے کہ برُے لوگ وہ ہیں جو طعنہ زنی لعنت اور چغلی کرتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ قبر میں تین قسم کے عذاب ہیں۔

پہلا عذاب: غیبت کرنے پر عذاب۔

دوسرا عذاب: پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنے پر عذاب۔

تیسرا عذاب: چغلی کھانے پر عذاب:

حضرت حماد بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے خریدار کو یہ بتا کر غلام فروخت کیا کہ اس میں چغل خوری کے علاوہ اور کوئی عیب نہیں ہے۔ خریدار نے چغلی کو معمولی بات جانتے ہوتے غلام خرید لیا۔ غلام اس کے پاس چند یوم رہا۔ پھر اس نے ایک دن اپنے مالک کی بیوی سے کہا کہ تیرا خاوند تجھ سے محبت نہیں کرتا اور اسکا خیال ہے کہ دوسری بیوی کرے۔ تیرا کیا خیال ہے کہ وہ تیری طرف رغبت کرے۔ بیوی نے کہا ہاں۔ غلام نے اس سے کہا جب تیرا خاوند سو رہا ہو تو استرا لے کر اس کی داڑھی کے اندر سے کچھ بال کاٹ لینا۔ پھر اس نے شوہر کے پاس آ کر کہا تیری بیوی نے تو کسی کو دوست بنا رکھا ہے اور تجھے قتل کر دے گی۔ اور اگر تو اس کی تحقیق کرنا چاہتا

ہے تو پھر اس کو دکھانے کے لیے گھر جا کر سو جا۔ وہ شخص جا کر نیند کی شکل بنا کر سو گیا۔ تب اس کی بیوی استرا لے کر آگئی تا کہ وہ اس کی داڑھی کے نیچے کے بال کاٹ لے۔ ادھر شوہر نے شک کیا شاید وہ مجھے قتل کرنا چاہتی ہے۔ اس نے استرا چھینا اور بیوی کو قتل کر دیا۔ پھر عورت کے ورثاء نے آکر شوہر کو قتل کر دیا۔ ادھر شوہر کے ورثاء آگئے اور دونوں فریق میں قتل و غارت ہونے لگی۔

چغل خور اور جادوگر

یحییٰ بن اکثم کا بیان ہے کہ چغل خور جادوگر سے بھی برا ہے۔ جو کام جادوگر ایک مہینے میں نہیں کر سکتا وہ چغل خور ایک لمحہ میں کر دیتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ چغل خور کا کام شیطان کے کام سے بھی زیادہ مضر ہے۔ اس لیے کہ شیطان کا کام خیال اور وسوسے کے ذریعے ہوتا ہے جبکہ چغل خور کا کام مشاہدہ کے طور پر آنکھوں کے سامنے ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے۔

حَمَّالَةَ الْحَطَبِ جو لکڑیاں لاد کر لاتی ہے۔

اہل تفسیر نے اکثر طور پر فرمایا ہے کہ حَطَبْ سے مراد چغلی ہے اور چغلی کو حَطَبْ اسے لیے کہا گیا ہے کہ دشمنی اور جھگڑے کا موجب ہے گویا یہ آگ کا ایندھن ہے۔

ذلیل لوگ کون سے ہیں

حضرت اکثم بن صیفی فرماتے ہیں کہ چار قسم کے لوگ ذلیل ہیں۔

پہلی قسم: چغلخور قسم کے لوگ۔

دوسری قسم: کذاب قسم کے لوگ۔

تیسری قسم: مقروض قسم کے لوگ۔

چوتھی قسم: یتیم کا حق غصب کرنے والے لوگ۔

حضرت ابو عبید اللہ قرشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ صرف سات باتیں معلوم کرنے کے لیے ایک شخص دوسرے شخص کے پاس سات سو فرسخ تقریباً دو ہزار میل چل کر گیا اور اس سے

کہا کہ میں اس علم کے حاصل کرنے کے لیے آیا ہوں۔ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے مجھے آسمان کے بارے میں بتایئے اور وہ جو اس سے بھی بھاری ہے اور زمین کے متعلق جو اس سے وسیع ہے اور پتھر کے بارے میں جو اس سے بھی سخت ہے۔ نیز آگ کے بارے میں جو اس سے بھی گرم ہے۔ نیز زمہریر کے بارے میں جو اس سے بھی ٹھنڈی ہے۔ نیز سمندر کے بارے میں جو اس سے بھی گہرا ہے۔ نیز یتیم کے بارے میں جو اس سے بھی زیادہ کمزور ہے اور بعض روایات میں ہے کہ زہر کے بارے میں جو اس سے بھی زیادہ مضر ہے۔ اس نے جواب دیا کہ کسی بے گناہ پر بہتان لگانا ساتوں آسمانوں سے بھی زیادہ بھاری ہے۔ اور حق زمین سے بھی وسیع ہے اور قناعت والا دل سمندر سے گہرا ہے۔ جسم میں آگ سے زیادہ گرم حرص ہے۔ کسی قریبی سے سوال کرنا جبکہ امید بھی نہ ہو زمہریر سے زیادہ ٹھنڈا ہے۔ اور کافر کا دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہے اور چغلخوری کی چغلی جب کھل جائے تو وہ یتیم سے بھی زیادہ کمزور ہوتا ہے اور چغلی زہر سے بھی زیادہ مہلک ہے۔

جنت کا گفتگو کرنا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے جنت کو پیدا کر کے فرمایا مجھ سے کوئی بات کیجئے تو جنت نے کہا کہ وہ خوش نصیب ہے جو میرے اندر داخل ہو گا۔ اللہ عزوجل نے فرمایا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم آٹھ قسم کے لوگ تیرے اندر نہیں رہ سکیں گے:۔

پہلی قسم : ہمیشہ شراب پینے والا۔

دوسری قسم : زنا پر اصرار کرنے والا۔

تیسری قسم : چغلی کھانے والا۔

چوتھی قسم : دیوث۔

پانچویں قسم : سپاہی۔

چھٹی قسم : مخنث قسم کے لوگ۔

ساتویں قسم : قطع رحمی کرنے والا۔

آٹھویں قسم: اللہ عزوجل کے نام پر وعدہ کر کے پورا نہ کرنے والا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ جو دوسرے شخص کی بات کہہ رہا ہے وہ تیری بات بھی دوسرے سے کہے گا۔

مروی ہے کہ ایک شخص نے حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں کسی کی کوئی بات کی تو آپ نے فرمایا اگر تیرا خیال ہو تو ہم تیری اس بات کا پرکھ پڑتول کرلیں۔ اگر تو کاذب ہوا تو اس آیۂ کریمہ کا مصداق ہوگا۔

اَنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ فَتَبَيَّنُوْا اگر کوئی فاسق تمہارے پاس خبر لائے تو پرکھ کرلیا کرو۔

اور اگر تو سچا نکلا تو پھر اس آیت کا مصداق ہوگا:

هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۢ بِنَمِيْمٍ طعنہ دینے والا، چغلیاں کھانے والا اور اگر چاہو تو ہم تجھے معاف کردیں۔

اس نے کہا اے امیر المومنین مجھے معاف فرما دیجئے پھر ایسی بات نہیں کروں گا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حرامی (حرام زادہ) کسی بات کو نہیں چھپاتا۔ اور اپنی قوم میں شریف النفس کبھی ہمسائے کو تکلیف نہیں دیتا۔ یعنی وہ شخص جو بات کو پوشیدہ رکھنے کے علاوہ دوسروں کو بتائے وہ حرام زادہ ہوا اگر وہ حرام زادہ نہ ہوتا تو بات کو صیغۂ راز میں رکھتا۔

یہ بات اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ کے اس ارشاد گرامی سے نکالی گئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے۔

وَهَمَّازٍ مَّشَّآءٍۢ بِنَمِيْمٍ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ طعنہ دینے والا چغلیاں کھانے والا۔ بھلائی سے منع کرنے والا۔ گناہوں میں حد سے بڑھنے والا ترش مزاج اور پھر حرام زادہ۔

اس آیۂ کریمہ سے مراد ولید بن مغیرہ ہے کہ وہ طعنہ زن، چغل خور، لوگوں کو بھلائی سے منع کرنے والا۔ گناہوں میں بڑھنے والا اور حرام زادہ تھا۔ یعنی اس میں یہ تمام باتیں پائی جاتی تھیں۔

ایک دانشور کا دوست اس سے ملاقات کے لیے آیا اور ان کے کسی بھائی کا ذکر کیا تو

دانشور نے اس سے کہا کہ تو تو بہت مدت کے بعد آیا ہے ملاقات کے لیے مگر اپنے ہمراہ تین گناہ لایا ہے:

پہلا گناہ: مجھے اپنے بھائی کے لیے دشمنی میں مبتلا کیا۔

دوسرا گناہ: میرے فارغ دل کو مصروف کر دیا۔

تیسرا گناہ: خود چغل خوری میں متہم ہو گیا۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ بنی اسرائیل پر قحط نمودار ہوا۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام انہیں ساتھ لے کر تین دفعہ نماز استسقاء کے لیے نکلے لیکن مینہ نہ برسا۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی الٰہی تیرے بندے تین مرتبہ نماز استسقاء کے لیے نکلے ہیں لیکن ان کی دعاء کو شرف قبولیت حاصل نہیں ہوا۔ اللہ عزوجل نے بذریعہ وحی حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ کی اور ان کی دعا اس لیے شرف قبولیت تک نہ پہنچی کہ تمہارے درمیان ایک شخص چغلی کھانے والا موجود ہے جو کہ چغلی کی عادت رکھتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا وہ کون شخص ہے تاکہ ہم اسے اپنے پاس سے نکال دیں۔ اللہ عزوجل نے فرمایا اے موسیٰ میں تو تجھے چغلی سے روکتا ہوں اور پھر خود چغلی کروں۔ پس تم سب توبہ کرو۔ لہٰذا سب نے توبہ کی اور پھر مینہ برسا۔

منقول ہے کہ امیر المومنین سلیمان بن عبد الملک بیٹھے تھے کہ وہیں حضرت زہری رحمتہ اللہ علیہ بھی تھے۔ ایک شخص آیا تو حضرت سلیمان نے اس شخص سے کہا کہ تو میری غیبت اس طرح کرتا ہے اور میں نے جان لیا ہے۔ وہ شخص کہنے لگا کہ نہ تو میں نے ایسا ویسا کہا ہے اور نہ ہی غیبت کی ہے۔ سلیمان نے اس سے کہا جس نے مجھے بتایا ہے وہ سچا ہے۔ حضرت امام زہری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ چغلخور کبھی بھی سچا نہیں ہوتا۔ سلیمان نے حضرت امام زہری رحمتہ اللہ سے کہا کہ آپ کی بات سراسر سچی ہے اور اسے بخوشی روانہ کر دیا۔

ایک دانا کا قول ہے کہ جب تجھے اطلاع دے فلاں شخص نے تجھے برا بھلا کہا ہے تو حقیقت میں وہی خبر دینے والا برا بھلا کہنے والا ہے۔

حضرت وہب بن منبہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ جو شخص تیری اسطرح کی خوبی

بیان کرے جو تو نہیں رکھتا تو پھر اسکی طرف سے ایسی برائی سے محفوظ نہیں ہے جو تو نہیں رکھتا۔

حضرت فقیہہ علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ جب کوئی انسان تیرے پاس آئے اور بتائے کہ فلاں نے تیرے بارے میں ایسا ویسا کہا ہے تو اس وقت چھ باتیں تجھ پر ضروری ہیں :

پہلی بات : اس کی تصدیق نہ کرنا کیونکہ مسلمان کے نزدیک چغل خور کی شہادت حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے :

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ۔

اے ایمان والو! تمہارے پاس جب کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو اس کی پرکھ کرو تاکہ وہ لاعلمی کے سبب کسی قوم کو نقصان نہ پہنچائے اور تم صبح کو اپنے لیے ندامت سمجھو۔

دوسری بات : اس کو ایسی بات سے منع کرو کیونکہ برائی سے منع کرنا واجب ہے :

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے :

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔

تم بہترین امت ہو۔ تم نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے منع کرنے کے لیے ظاہر کی گئی ہو۔

تیسری بات : عاصی سے بغض رکھنا چاہیئے کیونکہ اللہ عزوجل بھی عاصی سے بغض رکھتا ہے۔

چوتھی بات : جو شخص سامنے نہ ہو اس کی بدگمانی نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ مسلمان کے بارے میں بدگمانی حرام ہے :

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے :

إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ۔

تحقیق بعض گمان گناہ ہیں۔

پانچویں بات : بھائی کے معاملات کی جاسوسی نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اللہ عزوجل نے جاسوسی کرنے سے منع فرمایا ہے :

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے :
وَلَا تَجَسَّسُوا۱؎ اور تم جاسوسی مت کرو۔

چھٹی بات : چغل خور کی جو بھید نہ بھائے وہ خود بھی نہیں کرنی چاہیئے اور وہ کسی دوسرے سے بھی نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ یہ شخص چغلی کھانے والا ہے۔

اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے اور یہ سب کچھ اسی کی توفیق سے ہے۔

ستارھواں باب

حسد کا اظہار

نیکیوں کو کھا جانے والی مرض

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کینہ اور حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتے ہیں جس طرح لکڑی کو آگ کھا جاتی ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ تین چیزوں سے کوئی بھی نجات نہیں پاسکتا۔

پہلی چیز: بدگمانی۔

دوسری چیز: حسد۔

تیسری چیز: فالِ بد۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کیسے بچنا چاہیئے فرمایا کہ:

جب تو حسد کرے تو ظاہر نہیں کرنا چاہیئے۔

جب بدگمانی کرے تو اس کی پرکھ نہ کرنا۔

جب بدفالی کرے تو اس کی طرف رجوع نہ کرنا۔

یعنی اگر کہیں نکلنے کا قصد کیا اور اُلّو کی آواز کان میں پڑی یا عقعق کی آواز کان میں پڑی اور کسی عضو میں لرزہ پیدا ہو گیا تو چلا جائے واپس نہ لوٹے۔

مروی ہے کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات اچھی فال کو پسند کرتے تھے اور فال بد کو اس لیے ناپسند کرتے تھے کہ یہ کام جاہلیت کے کاموں

میں سے ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ عز وجل ہے :

"کہ ہم تو تمہیں منحوس جانتے ہیں :"

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ جب تو پرندے کی آواز سنے تو کہے الٰہی یہ پرندہ بھی تیرا ہے اور بھلائی بھی تیری ہی طرف ہے اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ پھر چلا جائے۔ بحکم ایزدی عز وجل کوئی ضرر نہیں پہنچے گا۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :

"باہم بغض اور کینہ نہ کرو اور اے اللہ کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ۔"

حسد کے بچاؤ کے اثرات جلیلہ

حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا کہ حسد سے بچنا۔ اسکا اثر تیرے دشمن میں تو بعد میں ظاہر ہوگا لیکن تیرے اندر پہلے ہوگا۔

حضرت فقیہہ کا فرماں بروح ایمان

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حسد سے بڑھ کر بدترین ضرر رساں کوئی چیز نہیں ہے۔ کیونکہ حسد کا اثر دشمن سے پہلے خود حاسد کو پانچ چیزوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔

پہلی چیز : وہ غم جو منقطع نہ ہو۔

دوسری چیز : بغیر اجر کے مصیبت۔

تیسری چیز : مذمت کی حالت میں قابل تعریف نہ ہونا۔

چوتھی چیز : اللہ تعالیٰ کا ناراض ہو جانا۔

پانچویں چیز : اس پر توفیق الٰہی کے دروازوں کا بند ہو جانا۔

حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کچھ لوگ انعاماتِ خداوندی سے بغض رکھتے ہیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعمتِ خداوندی سے کون لوگ بغض رکھتے ہیں۔ فرمایا وہ لوگ جو ان لوگوں سے حسد کرتے ہیں جنہیں اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے نوازا ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ میں تمام مخلوق پر قرآن خوانوں کی شہادت کو اچھا جانتا ہوں لیکن ایک قرآن خواں کی دوسرے قرآن خواں پر گواہی کو روا نہیں جانتا اس لیے کہ میں نے قرآن خوانوں کو حاسد پایا ہے۔ یعنی زیادہ تر قرآن خواں حسد میں مبتلا ہوتے ہیں۔

حاسد کا دوزخی ہونا

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا محشر کے روز چھ قسم کے لوگ ہی اپنی چھ باتوں کے سبب حساب سے پہلے دوزخ میں جائیں گے۔ عرض کیا یا رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ کون لوگ ہیں۔ ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوا۔

پہلی بات: میرے بعد کے امراء اپنے ظلم کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے۔

دوسری بات: عرب تعصب کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے۔

تیسری بات: دھقان غرور وتکبر کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے۔

چوتھی بات: تاجر خیانت کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے۔

پانچویں بات: دیہاتی جہالت کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے۔

چھٹی بات: علماء حسد کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے۔

یعنی وہ علماء جو دنیا کی طلب میں ایک دوسرے پر حاسد ہوتے ہیں۔ پس عالم کے لیے ضروری ہے کہ وہ علم حاصل کرے اور اس کے ذریعے اچھی آخرت کی طلب کرے جب عالم اپنے علم سے آخرت کی طلب کرے گا تو وہ نہ کسی سے حسد کرے گا اور نہ کوئی اس

سے حسد کرے گا۔ اور جب علم کو دنیا طلبی کا سبب بنائے گا تب وہ حاسد ہو گا۔ جیسا کہ یہودی علماء کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَا اٰتَاھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ

یا وہ لوگ ان لوگوں سے حسد کرتے ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے۔

یہودی حضور سیّد عالم نور مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے حسد کے سبب کہتے تھے کہ اگر آپ نبی اللہ ہوتے تو پھر اس قدر عورتوں سے آپ کو فرصت کیونکر ملتی۔ یہودیوں کے جواب میں مذکورہ بالا آیۂ کریمہ کا نزول ہوتا اور یہاں فضل سے مراد نبوت اور عورتوں کی زیادتی مراد ہے۔

ایک دانش ور کا قول ہے کہ حسد سے اجتناب کرنا چاہیئے اس لیے کہ حسد وہ پہلا گناہ ہے جسے اللہ عزوجل نے آسمان میں گناہ فرمایا ہے اور یہ پہلا گناہ ہے جس سے زمین میں اللہ عزوجل کی نافرمانی کی گئی۔ آسمان میں معصیتِ خداوندی سے مراد عزازیل (شیطان) کا حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کرنے سے انکار کرنا اور یہ کہنا کہ میں تو آگ سے پیدا کیا گیا ہوں اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔ پس ابلیس نے حسد کیا اور اللہ عزوجل نے اس پر لعنت فرمائی۔ دوسرا زمین میں اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی اور گناہ۔ جو حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صاحبزادے قابیل کا حسد کے سبب اپنے بھائی ہابیل کو ہلاکی کے منہ میں لاتا تھا۔ جس کا تذکرہ وَاتْلُ عَلَیْھِمْ میں موجود ہے۔

حضرت احنف بن قیس رحمۃ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ حاسدین کو کبھی خوشی نصیب نہیں ہو گی۔ بخیلوں کو خوشحالی نصیب نہیں ہو گی۔ دکھی دلوں کا کوئی دوست نہیں۔ کذابوں کے لیے مروت نہیں۔ خیانت کرنے والے کی کوئی رائے نہیں۔ بداخلاق سردار نہیں ہو سکتا۔

محمد بن سیرین کا قول برملا

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ میں نے دنیا میں کسی سے کسی معاملہ

میں حسد نہیں کیا۔
پہلا معاملہ : اگر وہ جنتی ہے تو میں اس سے کیونکر حسد کروں گا وہ جنتی ہے۔
دوسرا معاملہ : اگر وہ دوزخی ہے تو میں اس سے کیونکر حسد کروں گا کہ دوزخ میں جا رہا ہے۔

حضرت حسن بصری کا فرمان بر روحِ ایمان

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ :
"اے اولادِ آدم اپنے بھائی سے حسد نہ کر اگر اللہ عزوجل نے اسے اپنے فضل وکرم سے اسے عطا فرمایا ہے تو اللہ عزوجل کے اکرام پر اس سے حسد نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ حاسد کی جگہ دوزخ ہے :"
حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تین قسم کے لوگوں کی دعا قبول نہیں ہوتی۔
پہلی قسم : حرام خور کی دعا قبول نہیں ہوتی۔
دوسری قسم : کثرت سے غیبت کرنے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی۔
تیسری قسم : مسلمانوں کے لیے دل میں کھوٹ اور حاسد کی دعا قبول نہیں ہوتی۔
حضرت سالم نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ حضور سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو شخصوں پر حسد کیا جا سکتا ہے۔
پہلا شخص : جس شخص کو اللہ عزوجل نے دولت قرآن سے نوازا ہے اور وہ شب و روز اسے پڑھتا ہے۔
دوسرا شخص : جس شخص کو اللہ عزوجل نے مال و دولت عطا کیا ہو اور دن رات اسے خرچ کرتا ہو۔

الحاصل الکلام

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حاسد کی کوشش ہونی چاہیئے کہ وہ بھی اس کی طرح رات کو عبادت

اور تلاوت کرنے والا بن جائے۔ اس طرح صدقہ وخیرات میں فراوانی کا حسد تعریف کے لائق ہے لیکن اس حسد میں یہ مطلب ہو کہ دوسرے سے یہ نعمت ختم ہو جائے تو یہ حسد اچھا نہیں ہے اور اگر یہ آرزو کرے کہ اس کی مثال مل جائے تو پھر برا نہیں۔ اور اللہ عزوجل کے ارشاد کا یہی مفہوم ہے کہ:

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ — تم کسی ایسی بات کی آرزو نہ کرو جس سے اللہ عزوجل نے بعض کو بعض پر فضیلت عطا کی ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے۔

وَاسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ — اللہ عزوجل سے اس کے فضل کا سوال کیجئے۔

اسی طرح مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ خود کو حسد سے روکے کیونکہ حاسد اللہ عزوجل کے حکم کا مخالف ہے اور ناصح اللہ عزوجل کے حکم پر راضی رہتا ہے۔

حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"دین بھلائی کا نام ہے اس لیے مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کے لیے بھلائی پر راضی ہو اور حسد نہ کرے"۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ نے حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات سے مسلمانوں کا مسلمان پر حق کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ مسلمان پر مسلمان کے چھ حق ہیں عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون سے حق ہیں تو آپ نے فرمایا:

پہلا حق: جب مسلمان، مسلمان سے ملے تو باہم سلام کہے۔

دوسرا حق: مسلمان، مسلمان کی دعوت قبول کرے۔

تیسرا حق: جب وہ بھلائی کی آرزو رکھتا ہو تو بھلائی کرے۔

چوتھا حق: جب چھینک آئے تو الحمدللہ کہے اور جواب میں یرحمك اللّٰہ کہے۔

پانچواں حق: جب مسلمان بیمار ہو تو اس کی تیمارداری کرے۔

چھٹا حق: جب مسلمان رحلت کر جائے تو اس کے جنازے میں شریک ہو۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں آٹھ سال کی عمر میں حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے پہلی بات سکھاتے ہوئے فرمایا کہ اے انس نماز میں وضو صحیح طور پر کرنا چاہیئے پھر تیرے محافظ فرشتے تجھ سے محبت کریں گے اور تیری عمر بھی بڑھے گی۔ اے انس غسل جنابت میں بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچاؤ۔ کہ ہر بال کے نیچے جنابت ہوتی ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالوں کے نیچے کا کیا مطلب! فرمایا بالوں کی جڑوں کو تر کیجئے۔ اپنے جسم کو ملیے۔ جب تو غسل سے فارغ ہو جائے گا تو تیرے گناہ بھی معاف کر دیئے جائیں گے۔ اے انس چاشت کی دو رکعات کبھی قضا نہیں کرنی چاہیئے۔ یہ خاصانِ خدا کی نماز ہے۔ دن رات کثرت سے نوافل پڑھا کرو۔ اگر تو نے نماز میں پابندی کی تو فرشتے بھی تیرے لیے دعائے خیر کریں گے۔ اے انس! جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو خود کو بارگاہ الٰہی میں پیش کیجئے۔ جب رکوع میں جایئے تو دونوں ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھیے اور انگلیوں کو کھلا کیجئے۔ نیز پہلوؤں سے بازو علیحدہ رکھیے۔ جب رکوع سے سر اٹھایئے تو بالکل سیدھے ہو جایئے یہاں تک اپنی اپنی جگہ پر جوڑ فٹ ہو جائے۔ جب تو سجدہ کرے تو اپنی پیشانی کو زمین پر رکھیے۔ کنوئیں کی طرح ٹھونگیں نہیں مارنی چاہیئے۔ اور اپنے بازو لومڑی کی دم کی طرح نہ پھیلایئے۔ جب سجدہ سے سر اٹھائے تو کتے کی طرح نہ بیٹھے۔ یعنی گھٹنے کھڑے کرکے سرین کو زمین کی طرف نہیں کرنا چاہیئے بلکہ سرین کو دونوں پاؤں کے مابین کیجئے اور قدموں کو ظاہر کرکے زمین پر لگایئے۔ کیونکہ اللہ عزوجل نامکمل نماز کی التفات نہیں فرماتے۔ اگر طاقت ہو تو دن رات باوضو رہنا چاہیئے۔ اگر وضو کی حالت میں موت آجائے تو شہادت میں گنی جائے گی۔ جب گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کیجئے۔ برکت ہوگی۔ جب کسی حاجت کے لیے باہر نکلے تو ہر ملاقاتی پر سلام بھیجنا چاہیئے۔ دل میں حلاوتِ ایمانی پیدا ہوگی۔ اگر باہر نکلنے میں گناہ میں مبتلا ہونے کا ڈر اور خوف ہو تو لوٹ جانا چاہیئے اللہ تعالیٰ مغفرت فرمانے والا ہے۔ اے انس! اپنا رات دن اس طرح گزاریئے کہ کسی کے لیے تمہارے دل میں حسد نہ پیدا ہو یہ میرا طریقہ ہے اور جس نے میرے طریقے کو اپنایا میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ اور وہ بہشت میں میرے ساتھ ہوگا۔ اے انس! تو خوب طور پر ان باتوں پر عمل کرے گا اور میری نصیحت کو

گے اور پھر وہ تین آدمی پیش کئے گئے جو سب سے قبل دوزخ میں جائیں گے۔ پہلے تین آدمی جو جنت میں جائیں گے وہ یہ ہیں :

پہلا آدمی : شہید ہوگا۔

دوسرا آدمی : غلام جو اپنے رب کی اطاعت میں سست نہیں رہا۔

تیسرا آدمی : غریب بوڑھا جو عیال دار ہے۔

اور وہ تین آدمی جو سب سے پہلے دوزخ میں جائیں گے وہ یہ ہیں۔

پہلا آدمی : زبردستی مسلط ہونے والا حاکم۔

دوسرا آدمی : دولت مند آدمی جو زکوٰۃ ادا نہ کرتا ہو۔

تیسرا آدمی : متکبر فقیر :

اور فرمایا اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ تین قسم کے لوگوں سے بغض رکھتے ہیں اور تین قسم کے لوگوں میں سے کچھ کے ساتھ بہت زیادہ بغض رکھتے ہیں :۔

پہلی قسم : فاسقوں کے ساتھ تو بغض رکھتے ہیں لیکن بوڑھے فاسقوں کے ساتھ بہت ہی بغض رکھتے ہیں۔

دوسری قسم : بخیلوں کے ساتھ تو بغض رکھتے ہیں لیکن مالدار بخیل کے ساتھ بہت زیادہ بغض رکھتے ہیں۔

تیسری قسم : متکبرین کے ساتھ لیکن فقیر متکبر کے ساتھ تو بہت ہی زیادہ بغض رکھتے ہیں۔

تین قسم کے لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں اور تین قسم کے لوگوں کے ساتھ بہت ہی زیادہ محبت کرتے ہیں۔

پہلی قسم : اہل تقویٰ کے ساتھ لیکن نوجوان صاحب تقویٰ کے ساتھ بہت ہی زیادہ محبت کرتے ہیں۔

دوسری قسم : سخی لوگوں کے ساتھ لیکن غریب سخی کے ساتھ بہت ہی زیادہ محبّت کرتے ہیں۔

یاد رکھے گا تو پھر موت سے بڑھ کر کوئی چیز بھی پیاری نہ ہوگی۔ تیرے لیے اسی میں راحت ہے۔

حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک کھوٹ کو دل سے نکال دینا میرا طریقہ ہے اور ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ کینے اور حسد کو دل سے نکال دے۔ یہ تمام اعمال سے افضل ہے۔

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت سنی کہ ہم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اخدمت اقدس میں بیٹھے تھے کہ آپ نے فرمایا کہ بہشتیوں میں سے ایک شخص اپنے بائیں ہاتھ میں جوتا لیے حاضر ہوگا۔ پس اسی وقت اور اسی حالت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر سلام کیا اور وہیں بیٹھ گیا۔ دوسرے روز آپ نے پھر اسی طرح فرمایا۔ اور اسی طرح کا ایک آدمی آیا۔ تیسرے روز آپ نے پھر اسی طرح فرمایا اور جب آپ کھڑے ہوئے تو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اس شخص کے ساتھ گئے اور اس سے کہا کہ میرے اور میرے باپ کے درمیان کچھ ایسی بات ہوئی کہ میں نے قسم کھائی کہ میں تین رات تک ان کے پاس نہیں آؤں گا۔ اگر تم اجازت دو قسم کی مدت تک میں آپ کے پاس ہی ہوں گا تو اس نے کہا ہاں اجازت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے اس کے پاس ایک رات گزاری مگر اس نے رات کو کوئی قیام نہیں کیا۔ پس سونے سے قبل اللہ عزوجل کا ذکر اور اس کی کبریائی بیان کر کے سو گیا اور صبح اٹھ کر بہترین وضو کیا اور نماز پڑھی اور دن کو روزہ نہ رکھا۔ فرماتے ہیں کہ تین رات تک میں نے اس کو اس طرح کرتے دیکھا لیکن میں نے اس سے ہر وقت اچھی باتیں ہی سنیں۔ جب تین شب گزار لیں تو میرے دل میں اس کے تھوڑے سے عمل کا خیال پیدا ہوا تو میں نے اس سے کہا کہ نہ تو میرے اور میرے باپ کے درمیان کوئی سخت کلامی ہوئی اور نہ ہی گھر چھوڑنے کی کوئی بات ہوئی۔ لیکن تسلسل کے طور پر تین محافل میں حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کا یہ ارشاد سنا کہ ایسی ایسی حالت میں ایک بہشتی آتے گا اور تینوں مرتبہ آپ ہی آتے۔ تب میں نے قصد کیا کہ میں آپ کے پاس ہی رہ کر آپ کا عمل دیکھوں۔ اور پھر میں بھی اسی طرح کروں گا۔ مگر میں نے آپ کو زیادہ عمل کرنے والا نہیں پایا۔ پس آپ کس طرح فرمان رسول کا مصداق بنے، تو وہ شخص کہنے لگا کہ میرا عمل تو یہی ہے جو آپ نے دیکھا ہے۔ جیسے ہی میں وہاں سے

چلا تو اس نے مجھے بلایا اور کہا کہ جو کچھ آپ نے دیکھا ہے وہی میرا عمل ہے۔ لیکن میرے دل میں کسی مسلمان کے لیے کوئی برائی نہیں ہے اور اللہ عزوجل کی عطا پر کسی سے حسد نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا بس یہی وہ عمل ہے جس نے تجھے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ علیہ وسلم کے فرمان کا مصداق بنا دیا اور یہی وہ عمل ہے جس نے تجھے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہی وہ عمل ہے جسے میں نہ اپنا سکا۔ ایک دانشور کا قول ہے کہ پانچ وجوہات سے حاسد اپنے پروردگار کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے:

پہلی وجہ: ہر اس نعمت پر غیظ و غضب ہوتا ہے جو دوسرے کو ملتی ہے۔

دوسری وجہ: وہ اللہ عزوجل کی تقسیم پر ناراضگی کا اظہار کرتا ہے۔

تیسری وجہ: وہ اللہ عزوجل کے فضل پر بخل کرتا ہے۔

چوتھی وجہ: وہ اللہ خاصان خدا کو رسوا کرنا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس سے نعمت الٰہیہ سلب ہو جائے۔

پانچویں وجہ: وہ شیطان کی اعانت کرتا ہے۔

کہتے ہیں کہ حاسد محفل میں ہمیشہ ذلیل رہتا ہے اور فرشتے بھی ہمیشہ اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ تنہائی میں غمزدہ رہتا ہے۔ نیز عالم نزع میں سختی قیامت میں شرمندگی اور ذلالت اور جہنم میں گرمی اور جلن ہمیشہ اس کے ساتھ رہے گی۔ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جاننے والے ہیں۔

اٹھارھواں باب

تکبّر کا اظہار

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی سند سے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان ہے کہ محشر کے روز متکبرین ایسے آئیں گے کہ ان کی شکلیں تو انسانوں جیسی ہوں گی۔ مگر بدن چیونٹیوں کی طرح حقیر ہوں گے۔ ان کے لیے ہر طرف سے رسوائی ہی رسوائی ہو گی۔ وہ دوزخ میں آگ میں جلیں گے۔ دوزخیوں کی پیپ پئیں گے۔

حضرت سفیان بن مسعر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے مجھے یہ بات وصول ہوئی کہ آپ ایسے مساکین سے گذرے جو چادر بچھا کر سوکھے ٹکڑے کھا رہے تھے انہوں نے کہا اے ابو عبداللہ آپ بھی کھائیں۔ آپ آئے اور فرمایا اللہ عزوجل تکبّر کرنے والوں سے انس نہیں رکھتا اور ان کے ساتھ کھانا کھایا۔ پھر ان سے فرمایا کہ میں نے تم لوگوں کی دعوت قبول کی ہے۔ لہٰذا اب تم میری دعوت قبول کرو۔ اور انہیں گھر لے گئے اور باندی سے کہا کہ گھر میں جو کچھ ہے نکال لائیے۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا محشر کے روز تین اشخاص کے ساتھ اللہ عزوجل کلام نہیں فرمائے گا اور نہ ہی ان کی طرف دیکھے گا بلکہ وہ دردناک عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

پہلا شخص: بوڑھا زانی۔

دوسرا شخص: کذاب بادشاہ۔

تیسرا شخص: مفلس تکبّر۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم نور مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر وہ تین آدمی پیش کیے گئے جب سب سے قبل بہشت میں داخل ہوں

تیسری قسم: انکساری کرنے والے لوگوں کے ساتھ لیکن منکر المزاج مالدار کے ساتھ بہت ہی زیادہ محبّت کرتے ہیں۔

متکبّر شخص کا جنت میں داخلہ بند

حضرت یحییٰ بن جعلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے دل میں ایک حبّہ برابر بھی تکبّر رکھتا ہو گا وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا۔ ایک شخص نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلّم میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عمدہ لباس جڑاؤ جوتے اور کوڑا لٹکانا بہت ہی پسند ہے کیا یہ بھی تکبّر میں شامل ہے۔ حضور سیّد عالم نور مجسّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ رب العالمین خود بھی خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ اور اپنی نعمتوں کا اثر اپنے بندوں پر دیکھنا پسند فرماتا ہے جب کہ بوسیدگی اور تنگ حالی کو ناپسند فرماتا ہے۔ اور تکبر یہ ہے کہ حق کو سفید جانے اور خلق خدا کو حقیر جانے۔

حضرت امام عالی مقام امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا جو اپنے جوتے کو گانٹھتا ہے اور کپڑے کو پیوند لگاتا ہے اور اپنے چہرے کو اللہ عزوجل کے لیے سجدے کر کے غبار آلود کرتا ہے وہ تکبّر سے نجات یافتہ ہے۔

حضور نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا جو صوف پہنتا ہے پھٹا پرانا جوتا پہنتا ہے۔ اپنے گدھے پر سواری کرتا ہے اپنی بکری کا دودھ نکالتا ہے۔ اپنے اہل خانہ کے ساتھ مل کر کھاتا ہے اور مساکین کے ساتھ بیٹھتا ہے۔ تو اللہ عزوجل اس کی متکبرانہ خو کو باطل کر دیتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا الٰہی اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ غضب تیرا کس پر ہوتا ہے۔ فرمایا اے موسیٰ! جو دل میں تکبّر رکھتا ہو جس کی زبان گندی ہو۔ جس کا یقین کمزور ہو اور ہاتھ بخیل ہو۔

تواضع اور قناعت کی روئیداد

حضرت عمروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ بزرگی کے اسباب میں سے تواضع ایک سبب ہے۔ تواضع کے سوا ہر نعمت پر حسد کیا گیا ہے۔

بعض دانشوروں کا قول ہے کہ قناعت کا پھل راحت ہے اور تواضع کا پھل محبّت ہے۔

نقل ہے کہ مہلب بن ابی صفرہ جو لشکر حجاج کا سپہ سالار تھا وہ مطرف بن عبداللہ بن شخیر کے سامنے فاخرانہ لباس زیب تن کرکے متکبرانہ طور پر گزرا تو مطرف نے اس سے کہا اے اللہ کے بندے ایسے انداز پر اللہ اور اس کے رسول ناراض ہوتے ہیں۔ مہلب کہنے لگا کیا تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں؟ آپ نے فرمایا ہاں تیرا آغاز ایک بدبودار نطفہ سے ہے اور تیرا انجام بدبودار مردار ہے اور ان کے مابین ایک گندگی کا بوجھ لیے پھرتا ہے۔ پھر مہلب نے اس طرح چلنا پھرنا ترک کر دیا۔

ایک دانشور کا قول ہے کہ بندۂ مومن کا فخر اپنے پروردگار اور اس کی عزت وجلال اور اس کے دین پر ہوتا ہے جب کہ منافق کا فخر اس کے نسب اس کی عزت اور اس کے مال سے وابستہ ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم تواضع کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے لیے تواضع کرو اور جب تکبّر کرنے والوں کو دیکھو تو ان سے تکبر سے پیش آؤ۔ اس میں ان کی حوصلہ شکنی اور ذلّت ہے اور تمہارے لیے صدقہ ہے۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ عزوجل کے لیے تواضع کرتا ہے اللہ عزوجل اسے بلندی عطا فرماتا ہے۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ تواضع کا بلند ترین مرتبہ یہ ہے کہ جو مسلمان ملے اسے سلام کرے اور مجلس میں کم مقام پر خوشی کا اظہار کرے۔ اور اپنی نیکی وپرہیزگاری کے تذکرہ کو پسند نہ کرے۔

الحاصل کلام

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ تکبر کفار اور فرعونیت کا طریقہ ہے جب کہ تواضع انبیائے کرام اور صوفیائے عظام کا طریقہ ہے اس لیے کہ اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ عزوجل نے تکبر کو کفار کی وصف قرار دیتے ہوئے فرمایا:

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

اِنَّھُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَھُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ.

یہ وہ لوگ ہیں جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ماسوائے اللہ معبود نہیں تو وہ تکبر کرتے ہیں۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ.

اور ہم نے قارون فرعون ہامان کو ہلاک کیا اور جب موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس واضح دلائل لے کر آئے تو انہوں نے زمین میں تکبر کیا لیکن وہ کہاں بھاگ سکتے تھے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِىْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ.

وہ لوگ جو سرکشی کرتے ہیں میری عبادت سے عنقریب وہ ذلت کے ساتھ دوزخ میں داخل ہوں گے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ.

تم دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ اور ہمیشہ کے لیے اس میں رہو متکبرین کا ٹھکانہ برا ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ

بے شک وہ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے :

عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا. رحمٰن کے بندے زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں۔

اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی تواضع کا حکم فرمایا ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے :

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔ اپنے مومن پیروکاروں کے لیے فروتنی اختیار کیجئے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے :

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ اور تمام مومنین کے لیے شفقت فرمایئے۔

اور اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق مبارک کے بارے میں فرمایا ہے۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ آپ خلق عظیم کے مالک ہیں۔

آپ کا خلق مبارک تواضع تھا جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ آپ گدھے کی سواری کرتے اور غلاموں کی دعوت قبول فرماتے۔ تو معلوم ہوا کہ سب سے اچھا اخلاق تواضع ہے۔ زمانہ قدیم کے لوگ متواضع ہوتے تھے لہٰذا ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم ان کی پیروی کریں۔

حضرت فاروق اعظم اور مساوات

حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں رات کو ایک مہمان آیا جبکہ آپ عشاء کی نماز پڑھ کر کچھ تحریر فرما رہے تھے۔ مہمان بھی آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ چراغ بجھنے کو تھا۔ مہمان کہنے لگا اے امیر المومنین چراغ درست کیے دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا یہ مروت نہیں بے مروتی ہے کہ مہمان چراغ درست کرے۔ مہمان کہنے لگا کہ غلام کو اٹھا دیجئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا نہیں یہ ابھی ابھی سویا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز

رحمۃ اللہ علیہ خود کھڑے ہوئے اور چراغ کو درست کیا۔ مہمان بولا اے امیر المومنین آپ نے خود کیوں زحمت فرمائی۔ آپ نے فرمایا میں بیٹھا پھر بھی عمر تھا اور میں اٹھا پھر بھی عمر تھا۔ اور اللہ عزوجل کے نزدیک وہی انسان بہتر ہے جو متواضع ہو۔ یعنی جو عاجزی و انکساری کو اپنائے۔

حضرت قیس بن حازم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر شام آئے تو اہل علم نے آپ سے ملاقات کرکے آپ کی تعریف کی اور عرض کیا یا حضرت آپ اس برذوق گھوڑے پر سوار ہوجائیں تاکہ لوگ آپ کو دیکھ لیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم سمجھتے ہو کہ یہاں امور طے ہوتے ہیں۔ آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا امور وہاں طے ہوتے ہیں۔ لہٰذا میرا رستہ چھوڑ دیجئے۔ دیگر مروی ہے کہ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سفر کے لیے اپنے غلام کے ساتھ باری مقرر کردی کہ وہ اونٹنی پر سوار ہوں گے۔ اور ایک فرسخ تک اونٹنی کی مہار پکڑے گا۔ پھر وہ اتریں گے اور غلام سواری کرے گا اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اونٹنی کی مہار تھامیں گے ایک فرسخ تک۔ جب شام کے قریب پہنچے تو نوبت یہ تھی کہ باری غلام کے سوار ہونے کی تھی۔ چنانچہ غلام سوار ہوگیا اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ نے اونٹنی کی مہار تھامی کہ راستے میں پانی آگیا۔ آپ اسی حالت میں پانی میں گھس گئے اور جوتی کو بائیں بغل میں دبا لیا مگر اونٹنی کی مہار بھی نہ چھوڑی۔ دوسری طرف امیر شام حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ استقبال کے لیے حاضر ہوئے اور عرض کیا اے امیر المومنین شام کے رؤسا آپ کے استقبال کے لیے آرہے ہیں۔ یہ بہتر نہیں کہ آپ ایسی حالت میں ہوں۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں عزت اللہ عزوجل نے اسلام کی وجہ سے عنایت کی ہے۔ میں لوگوں کی باتوں کی پرواہ نہیں کرتا۔

آپ کا بوجھ اٹھانا

یاد رہے کہ حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ رؤسا میں سے تھے۔ مدائن کے ایک امیر نے کوئی چیز خریدی۔ اسی اثناء میں آپ کا گزر وہاں سے ہوا تو اس امیر نے آپ کو مزدور سمجھتے

ہوئے بلایا اور کہا کہ یہ سامان اٹھائیے۔ چنانچہ آپ نے اسکا سامان اٹھالیا۔ راستے میں لوگ ملتے اور کہتے اللہ عزوجل آپ پر سلامتی عطا فرمائے ہم یہ سامان اٹھاتے ہیں۔ لیکن آپ کی طرف سے انکار ہی انکار تھا۔ سردار اپنے دل میں کہنے لگا افسوس میں نے مدائن کے امیر سے یہ سامان اٹھوایا۔ پھر وہ آپ سے معذرت خواہ ہوا اور کہنے لگا میں نے آپ کو نہیں پہچانا۔ اللہ عزوجل آپ کو سلامت رکھے۔ آپ نے فرمایا چلئے۔ چنانچہ سامان کو اس کے گھر پہنچا دیا۔ پھر وہ رئیس بولا کہ اس کے بعد میں کسی سے اپنا کام نہیں کہوں گا۔

مروی ہے کہ حضرت سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کوفہ کے امراء میں سے تھے۔ ایک دفعہ ایک گھاس فروخت کرنے والے کی دکان سے گھاس خریدا۔ دکاندار اور آپ نے مل کر گھاس باندھی اور دونوں طرف سے گٹھے کو کھینچا تو اسکا حجم پہلے سے کم ہو گیا۔ آپ نے اسے کندھے پر ڈالا اور گھر لے آئے۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ نے انہیں بحرین کا امیر بنا کر بھیجا۔ جب وہ بحرین میں داخل ہوتے تو گدھے پر سوار تھے۔ اور کہتے تھے کہ امیر کے لیے راستہ چھوڑ دیجئے، امیر کے لیے راستہ چھوڑ دیجئے۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کا خلق وانکسار تھا۔ اسی لیے آپ اللہ عزوجل، ملائکہ اور خلق خدا کے نزدیک باوقار اور صاحب حشمت تھے۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ کرنے سے مال میں کمی رونما نہیں ہوتی۔ جو ظالم کو معاف کر دیتا ہے اللہ عزوجل اس کی عزت میں اضافہ کر دیتا ہے۔

حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تھے اور آپ کے سامنے طشت تھا جس میں گوشت کے پارچے تھے۔ اور آپ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر تناول فرما رہے تھے۔ ایک اس قسم کی عورت آئی جو نہ معلوم کہ عورت تھی یا مرد؟ اس عورت نے حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا اور کہنے لگی دیکھئے غلام کیسے بیٹھا ہے۔ آپ نے فرمایا کیا میں غلام ہوں

اور غلام کی مانند بیٹھتا ہوں اور غلاموں کی مانند ہی کھاتا ہوں۔ آپ نے اس عورت سے فرمایا اے عورت تم بھی کھاؤ۔ اس نے کہا میں نہیں کھاؤں گی۔ ہاں اگر آپ اپنے ہاتھ مبارک سے کھلائیں پھر کھاؤں گی۔ پھر کہا نہیں مجھے وہ لقمہ دیجئے جو آپ کے دھن مبارک میں ہے۔ اس وقت آپ کے دہن مبارک میں گوشت کا ایک سخت ٹکڑا تھا۔ آپ نے اسے چبا کر اس عورت کو دے دیا۔ راوی کہتا ہے کہ عورت نے وہ ٹکڑا لیا اور اسے چبایا جب وہ ٹکڑا اس کے بطن میں گیا تو وہ شرم و حیا سے بے ہوش ہوگئی۔ حتیٰ کہ وہ کسی طرف بھی دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتی تھی۔ راوی کا قول ہے کہ اس دن سے اس سے بے ہودگی کے اثرات زائل ہو گئے۔ یہاں تک کہ اس کی دنیا کو چار چاند لگ گئے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے زمین کی کلید عطا فرمائی گئی ہیں اور مجھے اس بات کی قدرت عطا فرمائی گئی ہے کہ میں عبدیت والا نبی بنوں۔ تب حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تواضع کروں اور عبد بنوں۔ لہٰذا میں نے عبدیت والا نبی بننا پسند کیا اور مجھے عبدیت والی نبوت مرحمت فرمادی گئی اور میں وہ پہلا آدمی ہوں جس کے لیے زمین پھٹے گی اور میں ہی وہ پہلا آدمی ہوں جسے شفاعت کا منصب عطا کیا گیا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ جو خشیت الٰہی سے تواضع کرتا ہے۔ اللہ عزوجل اسے محشر کے روز ارفع واعلیٰ مقام عطا فرمائے گا اور جو کوئی بڑائی کا اظہار کرتا ہے اللہ عزوجل اسے پست جگہ دے گا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ جس شخص کی روح اس کے بدن سے الگ ہو رہی ہو۔ مروی ہے کہ جو شخص دار فانی سے کوچ کر رہا ہو اور تین چیزوں یعنی تکبر۔ خیانت اور قرض سے بری ہو تو وہ بہشت میں داخل ہوگا۔

حضرت ابو عبداللہ بن ابو جعفر کا بیان ہے کہ حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دو قمیض بازار سے چھ درہم میں خریدیں اور اپنے غلام اسود نامی سے فرمایا کہ ان دونوں میں سے

ایک قمیض پسند کرلے۔ لہٰذا غلام نے اچھی قمیض پسند فرمائی۔ اور دوسری قمیض حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے زیب تن فرمائی۔ اس کی آستینیں ہر طرف سے بڑی تھیں۔ آپ نے قینچی سے آستینیں قطع کیں۔ اور اسی میں لوگوں کو جمعہ کا خطبہ دیا اور ہم کٹی ہوئی آستینوں کے کنارے آپ کے ہاتھ کی پشت پر دیکھ رہے تھے۔ آپ نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنا سر لٹکاتے ہوئے تھا۔ فرمایا اے فلاں اپنا کپڑا اونچا کیجئے کیونکہ اسطرح تیرا کپڑا بھی جلدی نہیں گلے گا۔ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے کہ عظمت میری چادر ہے اور کبریائی اوڑھنی ہے جو مجھ سے ایک چادر بھی چھینے گا تو میں اسے دوزخ رسید کروں گا۔

الحاصل کلام

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عظمت میری چادر اور کبریائی میری اوڑھنی ہے کا مطلب یہ ہے کہ دونوں میری صفات ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے اَلْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ پس یہ دونوں صفات اللہ عزوجل کی صفات ہیں اس لیے کمزور بندے کے لیے ضروری ہے کہ وہ تکبر سے پاک رہے۔

انیسواں باب

ذخیرہ اندوزی کا اظہار

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت معمر بن عبداللہ عدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ مال کی ذخیرہ اندوزی صرف معصیت خواہ ہی کرتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور سید عالم نور مجسّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیان نقل کرتے ہیں کہ جو شخص دن تک اناج کو ذخیرہ کرتا ہے وہ اللہ عزوجل سے دور ہے اور اللہ عزوجل اس سے بری ہیں۔

حضور سید عالم نبی غیب داں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ منڈی میں اناج لانے والے کو رزق دیا جاتا ہے اور ذخیرہ کرنے والا لعنت کا حق دار ہو جاتا ہے۔ جالب سے مراد ایسا شخص ہے جو اناج خرید کر فروخت کرنے کے لیے شہر کی منڈی میں لاتا ہے تو وہ بھی روزی پاتا ہے اس لیے کہ لوگ اس سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کی دعا سے اسے برکت حاصل ہوتی ہے۔ جب کہ ذخیرہ کرنے والا اناج کو اس لیے خریدتا ہے کہ اسے روک رکھے اور لوگوں کو اس سے نقصان پہنچے۔

امام شعبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے اپنے لڑکے کو کام پر لگانے کے لیے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ لیا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ اپنے بیٹے کو نہ تو گندم بیچنے والا بنانا نہ قصاب کے پاس بٹھانا اور نہ کفن بیچنے اور نہ ہی لاشوں کو حنوط کرنے والوں کے پاس کام پر لگانا پھر حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ بارگاہ الٰہی میں زانی اور شرابی ہو کر جانا اس جرم سے زیادہ جرم یہ ہے کہ چالیس روز تک اناج کو ذخیرہ کر کے رکھے اور قصاب جو جانور ذبح کرتا ہے اس کے دل سے رحمت و شفقت اٹھ جاتی ہے۔ اور کفن

بیچنے والا میری امت کی موت کی خواہش کرتا ہے جب کہ مجھے اپنی امت کا بچہ تمام دنیا سے زیادہ عزیز ہے۔

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمر قندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ذخیرہ اندوز اناج خرید کر کے شہر میں فروخت کرنے سے بند کر دیتا ہے جب کہ لوگ اس کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ وہ ذخیرہ اندوزی ہے جس سے منع کیا گیا ہے البتہ اگر وہ اپنے کھیتوں سے غلہ لایا یا دوسرے شہر سے منگوایا تو یہ ذخیرہ اندوزی نہ ہوگی۔ لیکن اگر لوگوں کو اس کی ضرورت ہو تو افضل یہ ہے کہ اسے فروخت کر دے اور نہ فروخت کیا تو یہ اس کے لیے اس کی نیت کا برا ہوگا۔ یا اس کو مسلمانوں کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ ذخیرہ کرنے والے کو اناج فروخت کرنے پر مجبور کیا جائے۔ اگر وہ منع کرے تو اس کو تعزیر و تادیب کی جائے اسے تنگ نہ کیا جائے بلکہ اس سے کہا جائے کہ دوسرے لوگوں کے بھاؤ فروخت کرے۔

حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بھاؤ میں نہیں بلکہ اللہ عزوجل مقرر کرتا ہے۔"

مروی ہے کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا:

"مہنگائی اور فراوانی اللہ عزوجل کے لشکروں میں سے دو لشکر ہیں۔ ان میں سے ایک لشکر کا نام رغبت ہے اور دوسرے لشکر کا نام رہبت ہے۔ جب اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ فراوانی کا ارادہ فرماتا ہے تو لوگوں کے دلوں میں خوف و دامن گیر کر دیتا ہے تو لوگ اپنا مال بازار میں لے آتے ہیں اور فراوانی ہو جاتی ہے۔ اور جب اللہ عزوجل مہنگائی کا قصد فرماتا ہے تو ان کے دلوں میں اس چیز کی رغبت ڈال دی جاتی ہے تو وہ اپنے مال کو بند کر دیتے ہیں۔"

حدیث شریف میں ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک عابد ریت کے ٹیلے سے گزرا اور اس کے دل میں یہ خواہش اُمنڈ آئی کہ اگر یہ آٹا ہوتا تو قحط سال کے سبب بھوکے بنی اسرائیلیوں کو شکم پر کر کے کھانا کھلاتا تب اللہ عزوجل نے اس عابد کے نبی پر وحی فرمائی کہ فلاں عابد سے کہہ دیجئے کہ اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ نے تیرے حق میں اس قدر اجر واجب کر دیا ہے جو تجھے ٹیلے برابر آٹا صدقہ کرنے پر ملتا۔ یعنی اس نے اچھی نیت کی اور اس کی حُسن نیت کا اتنا بڑا اجر ملا۔ لہٰذا ہر مسلمان کے لیے

ضروری ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کے ساتھ نیک سلوک کرے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک شخص نے عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔ آپ نے اسے چھ باتوں کی نصیحت فرمائی جو یہ ہیں۔

پہلی بات: جو چیزیں اللہ عزوجل کی کفالت میں ہیں اس پر دل سے یقین رکھنا۔

دوسری بات: فرائض کو بروقت ادا کرنا۔

تیسری بات: زبان سے ہمہ وقت اللہ کا ذکر کرتے رہنا۔

چوتھی بات: شیطان کی موافقت نہ کرنا کیونکہ وہ مخلوق سے حسد کرتا ہے۔

پانچویں بات: عمر صرف دنیا کے لیے صرف نہ کرنا کیونکہ دنیا آخرت کو خراب کردیتی ہے۔

چھٹی بات: مسلمانوں کی ہمیشہ بھلائی سوچنا۔

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مسلمان پر واجب ہے کہ وہ ہر وقت مسلمانوں کی بھلائی کی طرف دھیان دے کیونکہ یہ بھی عظیم نیکی ہے۔

کہتے ہیں کہ سعادت کی بھی مندرجہ ذیل گیارہ نشانیاں ہیں۔

پہلی نشانی: دنیا میں عبادت کرنا اور عاقبت کی رغبت رکھنا۔

دوسری نشانی: عبادت اور تلاوت پر کمر باندھے رہنا۔

تیسری نشانی: ضرورت کے مطابق گفتگو کرنا۔

چوتھی نشانی: پانچوں نمازیں وقت پر ادا کرنا۔

پانچویں نشانی: ممنوعہ امور سے اجتناب کرنا۔

چھٹی نشانی: نیک لوگوں کی مجلس میں بیٹھنا۔

ساتویں نشانی: عاجزی اپنانا اور تکبر سے دور رہنا۔

آٹھویں نشانی: خوش اخلاق اور سخی ہونا۔

نویں نشانی: مخلوق خدا کے ساتھ نرمی سے پیش آنا۔

دسویں نشانی: مخلوق کو فائدہ پہنچانا۔

گیارہویں نشانی: ہر وقت موت کو یاد رکھنا۔

اسی طرح شقی ہونے کی بھی گیارہ نشانیاں ہیں۔

پہلی نشانی: مال جمع کرنے میں حریص ہونا۔

دوسری نشانی: لذاتِ دنیا میں مشغول ہونا۔

تیسری نشانی: بری باتوں میں مگن رہنا۔

چوتھی نشانی: نمازوں میں کوتاہی کرنا۔

پانچویں نشانی: مشتبہ اور حرام کھاتا ہو اور فاسقوں کی مجلس میں آتا جاتا ہو۔

چھٹی نشانی: گندے اخلاق والا ہو۔

ساتویں نشانی: اترانے والا، تکبر اور فخر کرنے والا ہو۔

آٹھویں نشانی: لوگوں کے لیے سودمند نہ ہو۔

نویں نشانی: مسلمانوں پر شفیق نہ ہو۔

دسویں نشانی: بہت درجہ بخیل ہو۔

گیارہویں نشانی: موت کو فراموش کرنے والا ہو۔

ایسا شخص جب کہ موت کا تذکرہ ہو تو غلہ فروخت کرنے سے انکار نہیں کرتا۔ اور مسلمانوں سے بھی محبت پیار سے پیش آتا ہے۔ ایک زاہد کے پاس کافی مقدار میں گندم تھی۔ لوگ قحط کا شکار تھے۔ زاہد نے تمام گندم فروخت کر دی۔ پھر اپنی ضرورت کے لیے خریدنے لگا۔ لوگوں نے اس سے کہا بہتر تھا کہ آپ کچھ گندم رکھ لیتے۔ زاہد نے کہا میرا خیال تھا کہ میں بھی لوگوں کے ساتھ قحط میں شرکت کروں۔ اللہ عزوجل اپنے فضل وکرم سے توفیق دے۔ اور اللہ ہی بہتر جاننے والا اور اسکا رسول بہتر جاننے والے ہیں۔

بیسواں باب

ہنسی پر جامع اظہار

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی سند سے روایت کیا کہ حضرت عیسٰی روح اللہ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے کہا اے زمین کے نمک تم کبھی خراب نہ ہونا۔ اس لیے کہ جب دوسری چیزیں خراب ہو جاتی ہیں تو وہ نمک سے صحیح ہو جاتی ہیں۔ اور جب نمک ہی خراب ہو جائے تو وہ کسی بھی چیز سے صحیح نہیں ہوتا۔ اے میرے حواریو! تعلیم دینے پر اجرت نہیں لینی چاہیئے مگر جس قدر کہ تم نے مجھے دیا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ تم اپنے اندر دو عادات جاہلانہ رکھتے ہو بد اطواری کے بغیر ہنسنا اور رات کے بغیر جاگنے کے صبح طلوع کرنا۔

حضرت فقیہہ علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اپنی قوم کے علماء کو زمین کا نمک قرار دیا ہے کیونکہ علماء اللہ عزوجل کی مخلوق کی اصلاح کرتے ہیں اور عقبیٰ کے راستہ کی راہنمائی کرتے ہیں۔ اگر علماء ہی راہ آخرت کو ترک کر دیں تو دوسرے لوگوں کو راہِ آخرت سے آگاہی کون بخشے گا۔ اور جاہلوں کو ہدایت کون دے گا۔ دیگر آپ کا یہ فرمانا کہ تعلیم دینے پر اجرت وصول نہ کرنا مگر اتنی کہ جتنی تم نے مجھے دی ہے۔ اسکا مفہوم یوں ہے کہ علماء اکرام انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں اور انبیاء کرام لوگوں کو اجرت کے بغیر تعلیم دیتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ؕ

آپ فرما دیجئے کہ میں تم سے اجرت کا کوئی سوال نہیں کرتا سوائے قرابت داروں کی محبت کے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ

میرا اجر تو اللہ عزوجل کے پاس ہے۔

اسی طرح علماء کرام کے لیے ضروری ہے کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کی اتباع کریں اور تعلیم دینے پر عوضانہ نہ لیں۔ اور بغیر عجب کے ہنسی کے بارے میں آپ کے فرمان کا مطلب ہے کہ قہقہہ جو کہ مکروہ ہے اور یہ نادانوں کا عمل ہے نیز بغیر سحر کے صبح کرنے کا مقصد یہ ہے کہ رات کو جاگے بغیر دن کے پہلے حصے میں سونا نادانی کا عمل ہے۔ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دن کے پہلے حصے میں سونا نادانی ہے۔ درمیان والے حصے میں سونا بہتر ہے اور دن کے آخری حصے میں بھی سونا نادانی ہے۔

لذّت کو باطل کرنے والی چیز

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک روز مسجد میں تشریف لائے جب کہ لوگ کچھ باتیں کر کے ہنسی مذاق میں مصروف تھے۔ آپ نے کچھ دیر کھڑے رہنے کے بعد سلام کیا اور فرمایا کہ لذات کو باطل کرنے والی چیز کا کثرت سے تذکرہ کیا کرو۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لذات کو باطل کرنے والی چیز کون سی ہے۔ فرمایا موت! اسی طرح بعض دفعہ تشریف لائے جب کہ کچھ لوگ ہنس رہے تھے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم وہ جانتے ہوتے جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ۔ اسی طرح ایک بار پھر تشریف لائے تو کچھ لوگ باتیں کر کے ہنس رہے تھے۔ آپ نے سلام کے بعد فرمایا اسلام ابتداء میں غریب تھا یعنی اسے کوئی نہیں جانتا تھا اور بہت جلد جانا جائے گا۔ پس بشارت ہے قیامت کے دن کے غرباء کو غرباء کون ہیں؟ فرمایا وہ لوگ جو لوگوں کے بگڑ جانے کے باوجود اصلاح پر رہیں گے۔

فراق میں رازداری

اسحاق بن منصور نے بیان کیا کہ جب حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان فراق رونما ہوا تو حضرت موسیٰ نے حضرت خضر سے کہا کہ مجھے کوئی نصیحت کیجئے۔ حضرت خضر نے کہا اے موسیٰ جھگڑے سے اجتناب کیجئے۔ بلا ضرورت کہیں نہیں جانا چاہیئے۔ واقعہ عجوبہ کے

کے بغیر ہنسنا اچھا نہیں۔ کسی کی خطاء پر تعجب نہیں کرنا چاہیئے۔ اور بعض روایات میں ہے کہ خطا کرنے والوں کی خطاؤں پر انہیں شرمندہ کرنا اچھا نہیں ہے۔ اے ابن عمر اپنی خطاؤں پر رونا چاہیئے۔

حضور سیدّ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہنسنا

حضرت عوف بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم قہقہہ مار کر کبھی نہیں ہنسے بلکہ تبسم فرماتے اور نہ ہی اسے پسند فرمایا ہے۔ اور آپ جس طرح متوجہ ہوئے تو پورے چہرہ انور سے متوجہ ہوتے۔ اس حدیث سے یہ بات پایائے ثبوت کو پہنچی کہ تبسم سے ہنسنا روا ہے اور قہقہہ کے ساتھ ہنسنا روا نہیں ہے۔ اس لیے عقل مند کے لیے ضروری ہے کہ وہ قہقہہ کے ساتھ نہ ہنسے۔ کیونکہ دنیا میں جو شخص بھی قہقہہ کے ساتھ ہنسے گا وہ آخرت میں رسوا ہوگا تو ان لوگوں کا جو دنیا میں ہر وقت ہنستے ہیں کیا بنے گا اور محشر کے دن کون سا منہ دکھائیں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:
فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَّلْيَبْكُوا كَثِيرًا۔ کم ہنسو اور کثرت سے رویا کرو۔

حضرت ربیع بن خیثم نے فرمایا کہ دنیا میں کم ہنسنا چاہیئے ورنہ عقبیٰ میں زیادہ رونا پڑیگا۔
حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مذکورہ آیۂ کریمہ کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ اگر دنیا میں کم بھی ہنسیں گے تب بھی آخرت میں اپنے اس عمل کے بدلے میں جہنم میں زیادہ روئیں گے ایسے ہی حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا حیرانی اس شخص پر جو ہنستا ہے اور اس کے پیچھے دوزخ کی آگ ہے اور جو مسرور ہے اس کے پیچھے موت ہے۔

حضرت حسن بصری کا فرمان نوجوان کے نام

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا گزر ایک نوجوان سے ہوا جو ہنس رہا تھا۔ آپ نے نوجوان سے فرمایا بیٹا کیا تو نے پل صراط طے کر لیا ہے۔ وہ بولا نہیں پھر فرمایا کیا تجھ پر یہ

راز کھل گیا ہے کہ تو بہشتی ہے یا جہنمی ہے۔ وہ بولا نہیں۔ پھر ایسا ہنسنا کیسا؟ کہتے ہیں کہ اس کے بعد کسی نے پھر اسے ہنستے نہیں دیکھا۔ یعنی آپ کی بات نے اس کے دل میں گھر کر لیا اور وہ ہنسنے سے تائب ہوا۔ اسی طرح زمانہ کے علماء تھے۔ جب وہ کوئی نصیحت آمیز کلام فرماتے تو ان کی نصیحت دل میں گھر کر جاتی تھی۔ کیونکہ وہ علم کے مطابق عمل کرتے تھے۔ اور ان کے علم سے دوسرے فائدہ حاصل کرتے تھے اور اب ہمارے زمانے کے علماء کا عمل ان کے علم کے مطابق نہیں ہے تو دوسرے لوگوں کو ان کا علم کیسے فائدہ دے گا؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جو شخص گناہ کر کے ہنستا ہے تو وہ روتا ہوا دوزخ رسید ہوگا۔ اور کہا کہ جو لوگ اکثر طور پر دنیا میں ہنستے رہتے ہیں وہ عقبیٰ میں دائمی طور پر روتے رہیں گے۔

چار خصائل کا انکشاف

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ چہار خصائل ایسے ہیں جو مومن کے لیے ہنسی اور خوشی کو باقی نہیں رہنے دیتیں۔

پہلی خصلت: غم آخرت۔

دوسری خصلت: روزی کے سلسلہ میں مشغولیت۔

تیسری خصلت: گناہوں کا غم۔

چوتھی خصلت: تکالیف کا پے در پے آنا۔

مومن پر لازم ہے کہ وہ ان چار عادات میں مصروف رہے تو وہ انہیں ہنسی مذاق سے روک دیں گے کیونکہ ہنسنا تو مومن کے خصائل سے دور ہے۔ اللہ عز و جل ہنسنے والوں کو عار دلاتے ہوئے فرماتا ہے:

اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ۔

کیا تم لوگ اس بات پر حیران ہوتے ہو اور تم روتے نہیں اور تم تکبر کرنے والے ہو۔

اور اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ نے رونے والوں کی تعریف کی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ اور وہ روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ زندہ لوگوں کو پانچ چیزوں کا غم کرنا چاہیئے۔ اور ہر انسان پر لازم ہے کہ وہ ان پانچ چیزوں کے غم میں رہے۔

پہلی چیز: پہلے کیے ہوئے گناہوں کا غم۔ کیونکہ اس نے گناہ تو کیا ہے لیکن یہ اس کی معافی کا علم نہیں رکھتا اس لیے چاہیئے کہ وہ مغموم و مشغول رہے۔

دوسری چیز: اس نے صالح عمل تو کیے ہیں مگر یہ معلوم نہیں کہ وہ مقبول بھی ہوئے ہیں یا نہیں ہوئے۔

تیسری چیز: وہ اپنی زندگی کو جانتا ہے کہ کیسی بیت گئی ہے مگر باقی کیسے گزرے گی وہ اس سے ناواقف ہے۔

چوتھی چیز: اس بات کا تو علم ہے کہ اللہ عزوجل نے دو گھر بنائے ہیں مگر یہ نہیں جانتا کہ اس کا ٹھکانہ کیا ہے؟

پانچویں چیز: یہ نہیں معلوم کہ اللہ عزوجل اس سے راضی ہے یا ناراض؟

جو شخص اپنی زندگی میں ان پانچ چیزوں کے غم میں رہا تو وہ ہنسنے سے باز رہے گا اور جسے دنیا میں ان پانچ چیزوں کا غم نہیں تو اسے مرنے کے بعد دوسرے غم گھیر لیں گے۔

پہلی چیز: حلال و حرام طریقے سے جمع کردہ ترکہ پر افسوس کرے گا کہ اس کے وارث دشمن ہو گئے۔

دوسری چیز: نیک عمل میں سستی پر شرمندگی ہو گی۔

تیسری چیز: جب اپنے نامۂ اعمال میں تھوڑی سی نیکیاں دیکھے گا تو دوبارہ اعمال کرنے کے لیے واپس لوٹنے کی اجازت طلب کرے گا مگر نہیں ملے گی۔

چوتھی چیز: خود پر بہت سے لوگوں کے حقوق دیکھے گا جنہیں اس نے ادا کیا ہو گا اور وہ لوگ اس کے اعمال بغیر راضی نہیں ہوں گے۔

پانچویں چیز : خود پر اللہ عزوجل کو غضب ناک دیکھے گا مگر یہ ممکن نہیں ہوگا کہ وہ اللہ عزوجل کو راضی کر سکے ۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں جو کچھ جانتا ہوں اگر تم جان لو تو کم ہنسو گے اور زیادہ روؤ گے ۔ اور جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جان لو تو اپنی بیویوں سے رنگ رلیاں منانا چھوڑ دو گے اور تم اپنے لبتروں پر قرار نہیں پاؤ گے اور تمہاری یہ تمنا ہے کہ تمہیں درخت بنا دیا جائے جو کاٹ کر پھینک دیا جاتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ پر ایمان رکھنے والا اپنی شام کرتا ہے تو غمگین اور صبح کرتا ہے تو غمگین ہو کر۔ میں نے ہمیشہ حسن بصری کو اس آدمی کی طرح دیکھا جو کسی تازہ مصیبت میں مبتلا ہو۔ امام اوزاعی مندرجہ ذیل آیہ کریمہ :

مَالِ هٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّا اَحْصٰهَا

یہ اعمال نامہ تو ایسا ہے کہ ہر چھوٹا بڑا جرم اس میں لکھا گیا ہے ۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ چھوٹا گناہ تو تبسم ہے اور بڑا گناہ قہقہہ ہے ۔ یعنی قہقہہ لگا کر ہنسنا بڑے گناہوں میں سے ہے ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان ہے کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم جان لو وہ جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنسو گے اور زیادہ تر روؤ گے اور اگر تم یہ جان لو جو میں جانتا ہوں تو تمہارا ایک ہی سجدہ اس قدر لمبا ہوگا کہ کمر ٹوٹ جائے اور اس قدر چیخو گے کہ تمہاری آواز بیٹھ جائے گی ۔ اللہ کی یاد میں رویا کرو ۔ اگر رو نہیں سکتے تو کم از کم رونے والوں جیسی شکل ہی بنالیا کرو ۔

محمد بن عجلان سے ایک حدیث روایت ہے کہ محشر کے روز ماسوا تین آنکھوں کے ہر آنکھ روتی ہوگی ۔

پہلی آنکھ : جو خشیت الٰہی سے روتی رہی ۔

دوسری آنکھ : جو حرام چیزوں کے دیکھنے سے بچتی رہی ۔

تیسری آنکھ : جو اللہ کی خوشنودی کے لیے بیدار رہی ۔

حضرت سیّدنا امام اعظم کا ندامت محسوس کرنا

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے صرف ایک دفعہ ہنسی کی اور آج تک اس کی وجہ سے نادم ہوں۔ قصہ یہ تھا کہ میں نے عمرو بن عبید قدری سے مناظرہ کیا۔ جب میں نے اپنی فتح محسوس کی تو ہنسی آئی تو اس نے مجھ سے کہا کہ علمی گفتگو میں ہنسی عجیب ہے؟ میں آپ سے کبھی گفتگو نہیں کروں گا اور میں نے اس پر ندامت محسوس کی۔ اگر مجھے ہنسی نہ آتی تو میں اس سے اپنی بات منوالیتا۔ اور اس میں میرا علمی بھلا ہوتا۔

عبداللہ عابد کا فرمان برحکمتِ انعام

حضرت محمد بن عبداللہ عابد فرماتے ہیں کہ:

جو فضول چیز کو دیکھنے سے اجتناب کرتا ہے اسے خشیت الٰہی کی عنایت حاصل ہوتی ہے۔

جو تکبر سے منہ موڑتا ہے اسے عاجزی کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔

جو بیہودہ گفتگو سے اجتناب کرتا ہے اسے حکمت نصیب ہوتی ہے۔

جو کھانے میں قناعت کرتا ہے اسے حلاوتِ عبادت نصیب ہوتی ہے۔

جو مزاح ترک کرتا ہے اسے تازگی میسر آتی ہے۔

جو ہنسی چھوڑتا ہے اسے ہیبت و دبدبہ ملتا ہے۔

جو رغبت چھوڑتا ہے اسے محبت کی توفیق مرحمت ہوتی ہے۔

جو دوسروں کے معاملات کی جاسوسی چھوڑتا ہے اسے اپنے عیبوں کی اصلاح کی توفیق ہوتی ہے۔

جو صفاتِ خداوندی میں توہم ترک کر دیتا ہے تو اسے شک اور نفاق سے رہائی نصیب ہوتی ہے۔

نیز مندرجہ آیہ کریمہ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا کے ضمن میں فرمانِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے کہ اس دیوار کے نیچے سونے کی تختی تھی جس میں پانچ سطور درج تھیں۔ پہلی سطر میں تھا

اس شخص پر تعجب ہے جو موت پر یقین رکھتا ہے اور کیسے خوشی مناتا ہے اور دوسری سطر میں مرقوم تھا کہ اس شخص پر تعجب ہے جو دوزخ پر یقین رکھتا ہے اور پھر ہنسی کرتا ہے تیسری سطر میں تھا کہ اس شخص پر تعجب ہے جو قدر پر یقین رکھتا ہے اور پھر غمزدہ رہتا ہے۔ چوتھی سطر میں لکھا تھا اس شخص پر تعجب ہے جو دنیا فانی ہونے پر یقین رکھتا ہے اور اسے دنیا والوں پر بدلتا رہتا ہے اور پھر راحت میں بھی رہتا ہے اور پانچویں سطر میں لکھا تھا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مومن امر آخرت سے غفلت کی وجہ سے ہنستا ہے اور اگر وہ غافل نہ ہوتا تو کبھی نہ ہنستا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

ایسی خوشی طلب کر جس میں حزن نہ ہو۔

ایسا حزن طلب کر جس میں فرحت نہ ہو۔

جب حصول جنت کا ارادہ ہو تو دنیا میں غمگین رہ۔

خوشی سے مت ہنس تاکہ تجھے جنت کی وہ خوشیاں حاصل ہوں جس میں غم نہ ہو۔

دل کو سخت کرنے والی چیزیں

یاد رہے کہ تین چیزیں دل کو سخت کر دیتی ہیں۔

پہلی چیز: بلاوجہ ہنسنا۔

دوسری چیز: بھوک کے بغیر کھانا کھانا۔

تیسری چیز: بیہودہ گفتگو کرنا۔

حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ایسے شخص کے لیے ہلاکت ہے جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے دروغ گوئی کرتا ہے۔

تین دفعہ فرمایا اس لیے ایک شخص کے لیے بات دہرانا مناسب ہے :

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ :

”جب کوئی شخص اس طرح گفتگو کرتا ہے کہ اس کے پاس والے ہنسیں تو اللہ عزوجل اس پر ناراضگی کا اظہار فرماتا ہے۔ اور یہ ناراضگی کا اظہار فرماتا ہے اور یہ ناراضگی پاس بیٹھنے والوں کو بھی پہنچتی ہے۔ اور جو شخص اللہ کی رضا کے لیے کچھ بات کرتا ہے تو اسے بھی رحمتِ الٰہی نصیب ہوتی ہے اور اس کے پاس بیٹھنے والوں کو بھی نصیب ہوتی ہے۔“

روایت ہے کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ :

”تقویٰ اختیار کیجئے تاکہ تمام لوگوں سے زیادہ عابد بن جائے۔ قناعت اختیار کیجئے تاکہ تمام لوگوں سے زیادہ شکر کرنے والا ہو جائے۔ لوگوں کے لیے وہی پسند کیجئے جو تو اپنے نفس کے لیے پسند کرتا ہے۔ اپنے ہمسائے کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آ پھر تو کامل مومن بن جائے گا۔ کم ہنسنا چاہیئے کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔“

حضرت احنف بن قیس کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ :

جو زیادہ ہنستا ہے اس کی ہیبت کم ہو جاتی ہے۔ مزاح کرنے والا لوگوں میں کمتر ہو جاتا ہے اور جو شخص جس کام کو زیادہ کرتا ہے وہ اس سے پہچانا جاتا ہے۔ زیادہ بولنے والا زیادہ غلطیاں کرتا ہے۔ جو زیادہ غلطیاں کرتا ہے اس کی حیا کم ہو جاتی ہے۔ اسکا تقویٰ کم ہو جاتا ہے اسکا دل مردہ ہو جاتا ہے۔ اور جس کا دل مردہ ہو جاتا ہے تو اسکا ٹھکانہ دوزخ ہی بہتر ہے۔“

آفات قہقہہ

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان ہے کہ قہقہہ مار کر ہنسنے سے آٹھ آفات رونما ہوتی ہیں۔

پہلی آفات: صاحب علم و عرفان تیری مذمت کرتے ہیں۔

دوسری آفت: بے وقوف اور نادان تجھ پر بہادر بن جائیں گے۔

تیسری آفت: اگر تو نادان ہے تو تیرے نادان پن میں اضافہ ہوگا۔ اگر تو عالم ہے تو تیرے علم میں نقص واقع ہوگا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب عالم ہنستا ہے تو اس کے علم کا کچھ حصہ باطل ہو جاتا ہے۔

چوتھی آفت: اس سے پہلے گناہوں کو فراموش کر جاتا ہے۔

پانچویں آفت: آنے والے وقت میں گناہوں پر بہادر بن جاتا ہے۔ اس لیے کہ جب تو ہنستا ہے تو تیرا دل سخت ہو جاتا ہے۔

چھٹی آفت: اس سے موت اور آخرت کے کاموں کو بھول جاتا ہے۔

ساتویں آفت: جو تیرے ہنسنے پر ہنسے گا اس کے گناہ کا بوجھ تجھ پر ہوگا۔

آٹھویں آفت: جو شخص ہنسی کو پسند کرتا ہے وہ بالآخر روئے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے:

فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝　پس کم ہنسو اور کثرت سے روؤ یہ ان کاموں کا بدلہ ہے جو وہ کرتے تھے۔

مندرجہ بالا آیہ کریمہ کی تفسیر میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا کا معنی یہ ہے کہ دنیا مختصر ہے اس میں جس قدر چاہو ہنس لو۔ لیکن جب بارگاہِ الٰہی میں پہنچو گے تو ہمیشہ کے لیے روتے رہو گے یہی وہ کثرت سے رونا ہے۔ جسے آیہ کریمہ وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا میں وضاحت کیا گیا ہے۔ اور اللہ اور رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔

اکیسواں باب

غیظ و غضب کا اظہار

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان ہے کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ:

"غصہ آگ کا انگارہ ہے۔ تم میں جس پر غصہ کی حالت طاری ہو جائے اگر وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے۔ اگر وہ بیٹھا ہو تو لیٹ جائے"۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

"جس سے اجتناب کیجئے کیونکہ بنی آدم کے دل میں آگ بھڑکاتا ہے۔ کیا دیکھا نہیں کہ جب کسی کو غصہ آتا ہے تو اس کی آنکھوں میں سرخی آجاتی ہے اور اس کی رگیں پھولنے لگتی ہیں۔ اگر تم میں سے کوئی غصہ محسوس کرے تو وہ لیٹ جائے اور زمین سے چمٹ جائے"۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

"تم میں سے کچھ غضب ناک ہو جاتے ہیں اور پھر فوراً ٹھنڈے ہو جاتے ہیں۔ یہ دونوں باتیں برابر ہو گئیں اور تم میں سے کچھ کو غصہ بھی دیر سے آتا ہے اور دیر سے ہی جاتا ہے۔ تو یہ دونوں باتیں بھی ایک دوسری کا بدل ہو گئیں۔ اور تم میں سے بہتر وہ ہے جسے غصہ دیر سے آئے مگر جلد ہی رفع ہو جائے۔ اور تم میں سے بدترین وہ ہے جنہیں غصہ آئے جلدی سے مگر جائے دیر سے"۔

حضرت ابو امامہ باہلی سے بیان ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص بدلہ لے سکتا ہو مگر بدلہ نہ لے اور غصہ پی جائے تو بروز محشر اللہ رب العزت تبارک و

تعالیٰ اس کے دل کو اپنی رضامندی سے بھر دے گا۔

انجیل میں مرقوم ہے کہ اے بنی آدم! جب تو غضب ناک ہو تو میرا ذکر کیجئے اور میں اپنے غصے کے وقت تجھے یاد کروں گا اور میری اس کامیابی پر راضی ہو جا جو تیرے لیے ہے۔ بے شک میری کامیابی تیرے لیے اپنی کامیابی سے بہتر ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص پر اظہار غصہ میں فرمایا۔

"اگر تو نے مجھے غصہ نہ دلایا ہوتا تو میں تجھے سخت سزا دیتا"

یہ اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم کے اس فرمان کی طرف اشارہ ہے وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ اور جو غصے کو پی جاتے ہیں۔

حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے ایک نشے میں مدہوش شخص کو دیکھا اور خیال کیا کہ اسے پکڑ کر سزا دی جائے۔ تو اس مدہوش نے آپ کو برا بھلا کہا۔ آپ لوٹ گئے۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا یا حضرت! جب اس نے آپ کو برا بھلا کہا تو آپ نے اسے کیونکر چھوڑ دیا فرمایا اس لیے کہ اس کے گالی دینے پر مجھے غصہ آگیا۔ اب اگر میں اسے سزا دیتا تو یہ اپنے غصے کا سبب بن جاتی اور میں یہ پسند نہیں کرتا تاکہ کسی مسلمان کو کسی سبب سے زدوکوب کروں۔

منقول ہے کہ میمون بن مہران کی لونڈی سالن لیے ہوئے آ رہی تھی کہ ڈگمگا گئیں اور سالن میمون پر گر گیا۔ میمون نے اسے مارنے کا قصد کیا تو لونڈی نے کہا اے میرے آقا ارشاد باری تعالیٰ عزوجل پر عمل کیجئے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ اور غصے کو پی جاتے ہیں۔

میمون نے کہا میں نے عمل کیا۔ لونڈی نے پھر کہا اس کے بعد والے حصے:

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ : اور غصے کو پی جاتے ہیں۔

میمون نے کہا کہ میں نے عمل کیا۔ لونڈی نے پھر کہا اس کے بعد والے حصے۔ پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ اور لوگوں کو معاف کر دینے والے ہیں۔

[illegible] نے کہا میں نے تجھے معاف کیا۔ لونڈی نے کہا اس کے بعد والے کلمات پڑھ [illegible] [illegible] نے کہا [illegible] پھر ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے۔ واللہ یحب المحسنین اور اللہ عزوجل احسان کرنیوالوں کو پسند کرتا ہے۔

ایمان سے محرومی کا سبب

حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو یہ تین صفات نہیں رکھتا وہ ایمان سے محروم ہے:

پہلی صفت: حوصلہ جس سے جاہل کی جہالت کا توڑ ہو سکے۔

دوسری صفت: تقویٰ جو محرمات سے محفوظ رکھے۔

تیسری صفت: حسن اخلاق اخلاص کا پیکر ہو۔

متقدمین نے ایک واقعہ یوں بیان کیا کہ کسی شخص کا ایک گھوڑا تھا۔ ایک دن گھوڑے والے نے گھوڑے کو تین ٹانگوں پر کھڑا دیکھا۔ پھر اس نے غلام سے کہا کہ گھوڑے کے ساتھ ایسا کس نے کیا ہے۔ غلام نے کہا میں نے۔ فرمایا کیونکر۔ غلام نے کہا آپ کو ایذا پہنچانے کے لیے۔ فرمایا میں بھی اس شیطان کو ایذا پہنچاؤں گا جس نے تجھ سے یہ کام کروایا ہے۔ جا تجھے آزادی دی جاتی ہے اور یہ گھوڑا بھی تیرا ہے۔

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مسلمان پر واجب ہے کہ وہ حوصلہ اور صبر سے کام لے اس لیے کہ یہ دونوں اہل تقویٰ کی صفات ہیں۔ اور اللہ عزوجل نے قرآن حکیم میں بردباروں کی تعریف فرمائی۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ　　جس نے صبر کیا اور ظالم کو معاف کر دیا یہ کام بہت ہی اچھا ہے کہ اسے ثواب ملے گا۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ　　نیکی اور بدی مساوی نہیں ہو سکتے۔

یعنی کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ کلمہ خیر کا بدلہ شر سے دے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ
برائی کا بدلہ اچھائی سے دو اس طرح تمہارا دشمن بھی تمہارا دلی یار بن جائیگا

اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ عزوجل نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ لَحَلِیْمٌ اَوَّاہٌ مُّنِیْبٌ
بیشک ابراہیم حلیم اور رقیق القلب تھے۔

حلیم معاف کرنے والے اور درگزر کرنے والے کو کہتے ہیں۔ تو اپنی خطاؤں کو یاد کرنے والے کو اَوّاہ کہتے ہیں۔ اور اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ کی اتباع پر کاربند رہنے والے کو منیب کہتے ہیں۔ اس طرح اللہ عزوجل نے اپنے پیارے حبیب لبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو بھی صبر وحلم کی تلقین فرمائی ہے۔ اور فرمایا پہلے انبیاء و مرسلین علیہم السّلام بھی صابر و حلیم تھے۔ لہٰذا آپ بھی؛

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ۔
اولوالعزم مرسلین کی طرح صبر فرمائیں۔

یعنی کفّار کی مسلسل تکذیب واذیتوں پر صبر فرمائیں جیسا کہ پہلے انبیائے کرام علیہم السّلام نے کیا۔ جنہیں کافروں سے جہاد کرنے کا حکم ملا تھا۔

پختہ ارادے والے کو اولوالعزم کہتے ہیں۔ جو حکم الٰہی پر ثابت قدم رہتے ہوئے صبر کرتے ہیں۔

حضرت حسن اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ کے اس فرمان کہ:

وَاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجَاھِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا۔
اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ رفع شر کی بات کہتے ہیں۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ اس آیۂ کریمہ میں قَالُوْا سَلَامًا سے مراد یہ ہے کہ حلم کی بات کہتے ہیں۔ جب جاہل لوگ ان سے جاہلانہ بات کرتے ہیں تو وہ درگزر فرماتے ہیں۔

حضرت وہب ابن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے ایک عابد

کو شیطان نے گمراہ کرنا چاہا۔ مگر وہ قادر نہ ہو سکا۔ ایک روز عابد کسی ضرورت کے تحت گھر سے نکلا تو شیطان بھی ان کے ساتھ نکل کھڑا ہوا تاکہ کوئی موقع پا کر اپنا کام دکھائے۔ لہٰذا پہلے تو شہوت اور غصے سے بہکانا چاہا مگر کسی بات پر قادر نہ ہو سکا۔ پھر خوف کے ذریعے آیا اور پہاڑ کی ایک چٹان ہاتھوں سے کر ان کے سر کے قریب کر دی۔ عابد نے اپنے پروردگار کو یاد کیا تو وہ چٹان وہاں سے دور ہو گئی۔ پھر شیطان اور پھاڑ کھانے والے درندوں کی شکل میں آیا تو عابد نے اپنے پروردگار کو یاد کیا تو انہیں کوئی ضرر نہ پہنچا۔ شیطان پھر سانپ کی صورت میں آیا۔ عابد نماز پڑھ رہے تھے اور سانپ ان کے پاؤں سے لپٹتا رہا۔ اور جسم سے ہوتا سر تک پہنچ گیا۔ عابد جب سجدہ کرنا چاہتا تو یہ پیشانی پر لپٹ جاتا۔ جب عابد نے سجدے کے لیے سر رکھا تو اس نے کھانے کے لیے منہ کھول دیا۔ عابد نے اسے ہٹا دیا اور سجدہ کیا۔ جب عابد نماز سے فارغ ہوئے تو شیطان نے کہا کہ یہ سب کچھ تیرے ساتھ میں نے ہی کیا ہے لیکن میں کسی طرح بھی کامیاب نہ ہو سکا۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ اب میں آپ سے دوستی کر لوں اور آج کے بعد آپ کو نہ بہکانے کا میں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے عابد نے شیطان سے فرمایا تمام تعریف اللہ کے لیے ہے۔ نہ تو آج میں تیرے خوفزدہ کرنے سے ڈرا اور نہ پہلے اسی طرح آج مجھے تیری دوستی کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ شیطان بولا کیا آپ اپنے اہل خانہ کے بارے میں دریافت کریں گے کہ میں آپ کے بعد انہیں کیا ایذا دوں گا۔ عابد نے کہا کہ میں تو اس سے قبل لقمہ اجل ہو جاؤں گا۔ شیطان بولا کہ پھر مجھ سے اتنا ہی دریافت کر لیں کہ میں بنی آدم کو کس طرح گمراہ کر سکتا ہوں۔ عابد کہنے لگا یہ مجھے ضرور بتا دیجئے کہ تو اولاد آدم کو کس طرح گمراہی کی سیڑھی پر لے جاتا ہے۔ شیطان بولا تین باتوں سے گمراہی کی طرف لاتا ہوں۔

پہلی بات : بخل کی وجہ سے۔

دوسری بات : غصہ کی وجہ سے۔

تیسری بات : رسوم مدہوشی کی وجہ سے۔

ہم بخیل آدمی کو اس کا مال اس کی نظروں میں کم کر کے دکھاتے ہیں تو وہ حقوق کی ادائیگی سے رک جاتا ہے اور لوگوں کے مال کی طرف راغب ہو جاتا ہے۔ ہم غصے والے شخص کو اپنے

درمیان اسطرح گھماتے ہیں جس طرح بچے گیند کو گھماتے ہیں۔ ایسا شخص اگرچہ اپنی دعاؤں سے مردہ کو زندہ ہی کیوں نہ کر دیتا ہو ہم اس سے ناامید نہیں ہوتے۔ وہ چاہے کچھ ہی بن جائے ہم اسے ایک فقرے کے ذریعے گرادیں گے۔

ہم نشے میں مدہوش شخص کو برائی کی طرف اس طرح لے جاتے ہیں جیسے بکری کو کان سے پکڑ کر جہاں چاہے لے جا سکتا ہے۔ یعنی شیطان نے یہ کہا ہے کہ غصے والا شخص شیطان کے ہاتھوں میں ایسا ہوتا ہے جیسے گیند بچوں کے ہاتھ میں ہوتی ہے لہٰذا غصے والے شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ صبر کرے تاکہ شیطان لسے اپنے جال میں نہ پھنسا سکے اور نہ ہی اس کے اعمال کو باطل کر سکے۔

ابلیس کا بارگاہ موسوی میں تائب ہونے کی درخواست کرنا

جاننا چاہیئے کہ ابلیس علیہ اللعنۃ نے بارگاہِ موسوی میں حاضر ہو کر کہا کہ اللہ عزوجل نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے اور آپ کو ہم کلامی سے بھی نوازا ہے اور مجھے بھی اسی نے تخلیق کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ بارگاہِ الٰہی میں تائب ہو جاؤں۔ بارگاہ خداوندی میں عرض کیجئے کہ وہ مجھے تائب ہونے میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب یہ سنا تو خوشی کا اظہار کیا اور وضو کر کے نماز ادا فرمائی۔ پھر بارگاہ الٰہی میں عرض کیا الٰہی ابلیس بھی تیری مخلوق میں سے ہے اور توبہ کا سوالی ہے اس کی توبہ کو شرف قبولیت عطا فرمایا جائے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا اے موسیٰ وہ توبہ نہیں کرے گا۔ عرض کیا الٰہی وہ تو توبہ کی درخواست کر رہا ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا اے موسیٰ آپ کے سبب سے میں نے اس کی درخواست کو قبول کیا۔ اسے کہئے کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کرے تو میں اس کی توبہ کو شرف قبولیت عطا فرماؤں گا۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام خوشی خوشی واپس ہوئے اور ابلیس سے تمام واقعہ بیان فرمایا ابلیس یہ سن کر بھڑک اٹھا اور تکبر کی حالت میں کہنے لگا میں نے اس وقت بھی سجدہ نہیں کیا جب کہ وہ زندہ تھا تو اب اسے کیسے سجدہ کروں کیونکہ وہ لقمۂ اجل ہو چکا ہے۔ پھر کہا: اے موسیٰ آپ نے بارگاہِ الٰہی میں میری سفارش کی ہے اس لیے میں آپ کو تین باتوں کی وصیت کر رہا ہوں اور ان تین صفات کے وقت مجھے یاد کر لیا کریں وہ یہ ہیں:

پہلی وصیت: مجھے غصے کے وقت یاد کرنا میں آپ کے دل میں اسطرح جاری ہو جاؤں گا جیسے خون گردش کرتا ہے:

دوسری وصیت: مجھے دشمن سے جھگڑا کرتے وقت یاد کرنا۔ دشمن پر جھپٹتے وقت میں آکر بنی آدم کو، اس کی زوجہ کو، اس کے گھر والوں کو، اس کی اولاد کو یاد دلاؤں گا یہاں تک کہ وہ پیٹھ کر فرار ہو جائے گا۔

تیسری وصیت: اجنبی عورت کے ساتھ مجلس سے پرہیز کرنا اس وقت میں اس کے اور آپ کے بیچ قاصد کی صورت میں آؤں گا۔

حضرت لقمان کا قولِ حقیقیہ

حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا کہ تو تین قسم کے لوگوں کو تین موقعوں پر پہچان سکتا ہے۔

پہلی قسم: غصے کے وقت حلیم و بردبار کو پہچان سکتا ہے؛

دوسری قسم: بہادر کو میدانِ جنگ میں پہچان سکتا ہے۔

تیسری قسم: بھائی کو ضرورت کے وقت پہچان سکتا ہے۔

یاد رہے کہ کسی تابعی نے کسی شخص کی اس کے سامنے تعریف کی تو وہ شخص کہنے لگا الہٰی بندے میری تعریف کیونکر کرتے ہیں؟ کیا غصہ کی حالت میں تو نے مجھے حلیم و بردبار پایا ہے؟ تابعی نے کہا نہیں۔ اس نے کہا کیا سفر میں تو نے مجھے خلق والا پایا ہے۔ وہ کہنے لگا نہیں۔ پھر کہا کیا میرے پاس امانت رکھ کر تجربہ کیا ہے اور مجھے امانت دار پایا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ پھر کہا حیف ہے تجھ پر۔ کسی کو کسی کی اس وقت تک تعریف نہیں کرنی چاہیئے جب وہ ان تین باتوں میں نہ آزمالے پھر فرمایا کہ تین چیزیں بہشتیوں کے اخلاق میں سے ہیں اور صرف درگزر۔ فرمانے والے میں ہی پائی جاتی ہیں۔

پہلی بات: ظلم سے درگزر کرنا۔

دوسری بات: جو نہ دے اسے دینا۔

تیسری بات : برے آدمی کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے کہ :

"درگزر کرا ور نیکی کا حکم کر اور جاہلوں سے آنکھ پھیر۔"

حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی تو حضور نبی غیب داں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا : اے جبرائیل اس آیۂ کریمہ کی تفسیر کیا ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے رب تعالیٰ عزوجل سے آگاہی کے ساتھ بتاؤں گا۔ لہٰذا حضرت جبرائیل علیہ السلام بارگاہ الہٰی میں گئے اور واپسی پر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کے لیے ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے کہ :

"جو شخص آپ سے تعلق منقطع کرے آپ اس سے منقطع نہ کریں۔ بلکہ جوڑیں اور جو کچھ نہ دے آپ اسے اپنی عطاؤں سے نوازیں اور جو آپ پر ظلم کرے اسے درگزر فرمادیں۔"

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ کسی شخص نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رض کو حضور نبی غیب داں صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں برا بھلا کہا تو حضور ص نے سکوت فرمایا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی سکوت فرمایا۔ جب وہ شخص خاموش ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ نے جواب دیا تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تم نے سکوت فرمایا تھا کہ فرشتہ تمہاری طرف سے جواب دے رہا تھا جب تم نے جواب دینا شروع کیا تو فرشتہ چلا گیا اور شیطان بیٹھ گیا تو میں نے شیطان کی محفل میں بیٹھنا پسند نہیں کیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تین چیزیں من کل الوجوہ حق ہیں۔

پہلی چیز : مظلوم شخص جو اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر معاف کردے تو اللہ عزوجل اس کی عزت میں فراوانی عطا فرماتا ہے۔

دوسری چیز : جو شخص گداگری کر کے مال کی فراوانی کا خواہاں ہے تو اللہ عزوجل اس کے مال میں کمی کردیتا ہے۔

تیسری چیز : جو شخص اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر عطیہ دیتا ہے تو اللہ عزوجل اس کے کثیر مال میں فراوانی عطا فرمادیتا ہے۔

ارشادِ نبوی میں حکمتِ ازلیہ ابدیہ

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

پہلا فرمان: ہر شے کے لیے کوئی نہ کوئی شرف ہے۔

دوسرا فرمان: مجلس میں قبلہ رخ ہو کر بیٹھنا بہت بڑا شرف ہے۔

تیسرا فرمان: امانت کے ساتھ بیٹھنا چاہیئے۔

چوتھا فرمان: بے وضو سوئے ہوئے کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیئے۔

پانچواں فرمان: سانپ اور بچھو کو مارنا چاہیئے چاہے حالت نماز ہی کیوں نہ ہو۔

چھٹا فرمان: دیواروں پر کپڑے کے پردے نہیں ڈالنے چاہیئں۔

ساتواں فرمان: جس شخص نے بغیر اجازت کے اپنے بھائی کے خط کو دیکھا گویا اس نے دوزخ کی آگ کو دیکھا۔

آٹھواں فرمان: جس شخص نے یہ پسند کیا وہ تمام لوگوں میں طاقتور ہو جائے تو اللہ عزوجل پر بھروسہ کرے۔

نواں فرمان: جو شخص یہ پسند کرے کہ وہ تمام لوگوں میں مکرم بنے تو وہ خشیت الٰہی اختیار کرے۔

دسواں فرمان: جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ تمام لوگوں سے غنی ہو جائے تو وہ اپنے ہاتھ میں مال سے زیادہ اللہ عزوجل کے ہاتھ میں مال کو جانے:

پھر فرمایا کہ کیا میں تمہیں تمہارے بدترین لوگوں کی خبر دوں۔ عرض کیا ہاں یارسول اللہ! فرمایا:۔

پہلا شخص: جو شخص اکیلا کھائے اور دوسروں کو فائدہ نہ دے۔

دوسرا شخص: جو شخص اپنے غلام کو کوڑے مارے۔

تیسرا شخص: جو شخص لوگوں سے دشمنی رکھے۔

چوتھا شخص: جس شخص سے لوگ دشمنی کریں۔
پھر فرمایا کہ کیا اس سے بھی بدترین شخص کے بارے میں بتاؤں عرض کیا گیا: ہاں یارسول اللہ فرمایا:
پہلا شخص: جو شخص کسی کی خطا کو نہ معاف کرے۔ دوسرا شخص: جو شخص کسی کی معذرت کو قبول نہ کرے۔ تیسرا شخص: جو شخص کسی کے جرم کو نہ بخشے۔ پھر فرمایا کہ اس سے بھی بدترین شخص کے بارے میں بتاؤں عرض کیا ہاں یارسول اللہ۔ فرمایا:
پہلا شخص: وہ شخص جس سے کسی کو بھلائی کی آس نہ ہو۔ دوسرا شخص: وہ شخص جس کے شر سے کوئی محفوظ نہ ہو۔
پھر حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسٰی روح اللہ علیہ السلام نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر فرمایا:
پہلا فرمان: اے بنی اسرائیل جاہلوں سے حکمت و دانائی کی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ یہ دانائی پر ظلم ہوگا۔
دوسرا فرمان: اور ایسی باتوں کو ان کے اہل سے نہ روکو یہ ان لوگوں پر ظلم ہوگا۔
پھر ایک مرتبہ فرمایا کہ:
ظالم کو ظلم کا بدلہ ظلم سے نہیں دینا چاہیئے اس طرح اللہ عزوجل کی طرف سے تمہاری فضیلت جاتی رہے گی۔
اے بنی اسرائیل امر تین اقسام میں منقسم ہیں۔
پہلی قسم: جن کی رشد و ہدایت واضح ہے ان کی پیروی کیجئے۔
دوسری قسم: جن کی گمراہی واضح ہے ان سے پرہیز کیجئے۔
تیسری قسم: جن میں اختلاف ہو تو ان کو اللہ و رسول کی طرف لے جایئے۔

علامات زہد

ایک دانشور نے کہا دنیا میں زہد کی چار علامات ہیں۔
پہلی علامت: اللہ عزوجل نے دنیا و آخرت کے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے اس پر پختہ یقین ہونا چاہیئے۔
دوسری علامت: مخلوق کی تعریف اور برائی کے لیے برابر ہو۔

تیسری علامت : اس کے عمل میں خلوص ہو۔

چوتھی علامت : غلاموں کے لیے سخت نہ ہو۔

پانچویں علامت : صابر و بردبار ہو۔

نافع کلمات کا انکشاف

حضرت سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے کہا میں آپ سے ایسے کلمات کی تعلیمات چاہتا ہوں جن کے ذریعے اللہ عزوجل سے مجھے نفع حاصل ہو۔ تو آپ نے فرمایا میں تجھے ایسی باتیں سکھاؤں گا جو شخص بھی ان پر عمل پیرا ہوگا اس کے ثواب کے سبب اللہ عزوجل اس کے درجات بلند فرمائے گا۔

پہلی بات : رزق حلال کھانا چاہیئے۔

دوسری بات : اللہ عزوجل سے روزانہ کے رزق کا سوال کیجئے۔

تیسری بات : اپنے آپ کو مردوں میں شمار کیجئے۔

چوتھی بات : اپنی آبرو کو اللہ عزوجل کے لیے وقف کیجئے۔

پانچویں بات : جب کوئی برائی سرزد ہو جائے تو اللہ عزوجل سے بخشش طلب کیجئے۔

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

کہتے ہیں کہ جب غزوۂ احد میں حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت مبارک شہید ہوا تو صحابہ کرام کو بہت ہی شاق گزرا تو صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ ان لوگوں کے لیے اللہ عزوجل سے بددعا کریں جن نامرادوں نے آپ سے ایسا کیا ہے۔ آپ نے فرمایا میں بددعا کرنے کے لیے نہیں آیا بلکہ میں تو داعی اور رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ پھر دعا فرمائی :

"اے الٰہ العالمین جل مجدہ الکریم میری قوم کو ہدایت عطا فرما۔ یہ ناسمجھ ہے"

حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جو شخص اپنی زبان کو مسلمانوں کی بے عزتی سے محفوظ رکھے گا اللہ عزوجل محشر کے روز

ان کی لغزشات سے چشم پوشی فرمائے گا۔ اور جو شخص غصہ کو پی جائے گا تو اللہ عزوجل اسے محشر کے روز غضب سے محفوظ فرمائے گا۔"

سب سے عظیم عمل کا انکشاف

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مرتبہ ایسے لوگوں پر گذر ہوا جو پتھر اٹھا کر دیکھ رہے تھے کہ ہم میں کون سب سے زیادہ قوت رکھتا ہے۔ آپ نے ان لوگوں سے فرمایا یہ کیا ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! یہ بہت بھاری پتھر ہیں جسے صاحب قوت ہی اٹھاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں اس سے بھی بھاری اور چیز سے آگاہ کردں۔ انہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ! فرمایا وہ شخص جس کی اپنے بھائی کے ساتھ بے روی ہو تو وہ اپنے اور بھائی کے شیطان پر غلبہ پاکر اس سے صلح کرا دے۔

مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ایسے لوگوں پر ہوا جو پتھر اٹھا رہے تھے آپ نے فرمایا کیا پتھر اٹھانے سے بھی زیادہ بھاری چیز سے واقف ہو۔ کیا میں تمہیں اس سے بھی بھاری چیز سے آگاہ کروں۔ کہا ہاں یا رسول اللہ! فرمایا،

"وہ شخص جو غصے سے لبریز ہو اور صبر کرے۔"

ابلیس کی خوشی اور ناخوشی کا اظہار

حضرت یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں کہ جس نے ظالم کے لیے بد دعا کی تو اس نے بلاشبہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام نبیوں میں غم زدہ کیا اور کفار و شیاطین میں شیطان کو خوش کیا۔ اور جس نے ظالم کو معاف کیا تو اس نے بلاشبہ ابلیس لعین کو کافروں اور شیطانوں میں غم زدہ کیا۔ اور حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کو انبیائے کرام علیہم السلام اور صلحاء عظام میں مسرور کیا۔

انسانیت کی پردہ دری

حضور نبی غیب دان احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ:

"حشر کے دن ایک پکارنے والا پکارے گا وہ لوگ کہاں ہیں جن کے
اجر اللہ عزوجل کے پاس ہیں۔ پھر لوگوں کو معاف کر دینے والے کھڑے
ہوں گے اور بہشت میں داخل ہو جائیں گے۔"
کسی نے احنف بن قیس سے پوچھا کہ انسانیت کیا ہے فرمایا، دولت مند ہوتے ہوئے
عاجزی کرنا۔ قدرت رکھتے ہوتے معاف کر دینا اور بغیر احسان کے عطا کرنا۔ حضرت عطیہ رضی اللہ
عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید الانبیاء محبوب خدا خواجہ ہر دو سرا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:
"مومن نکیل والے اونٹ کی طرح نرم و نازک ہوتا ہے کہ جہاں چاہیے لے جاؤ جہاں
بٹھائیے بیٹھ جاتا ہے۔"

حضرت فقیہہ کا فرمان پہ روحِ ایمان

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غصہ کے وقت صبر سے کام
لینا چاہیے اور غصہ کے وقت جلدی نہیں کرنی چاہیئے۔ اس لیے جلد بازی میں بھی تین چیزیں
ہیں اور صبر میں بھی تین چیزیں ہیں۔
جلد بازی میں تین چیزیں یہ ہیں۔
پہلی چیز: اسے اپنے دل میں ندامت ہوتی ہے۔
دوسری چیز: لوگ اس کی ملامت کرتے ہیں۔
تیسری چیز: اللہ عزوجل کے نزدیک وہ سزا کا حق دار ہوتا ہے۔
اور صبر میں تین چیزیں یہ ہیں۔
پہلی چیز: اسے دل میں خوشی محسوس ہوتی ہے۔
دوسری چیز: لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں۔
تیسری چیز: بارگاہ الٰہی میں ثواب کا حقدار ہوتا ہے۔
یاد رہے کہ اس میں شک نہیں کہ حلم و حوصلہ پہلے تو کڑوا ہوتا ہے۔ مگر
بالآخر شیریں ہوتا ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

الحلم اولہ مر مذاقتہ
لکن آخرہ احلی من العسل

حلم و بردباری کا مزہ پہلے تو کڑوا ہوتا ہے لیکن آخر میں شہد سے بھی زیادہ شیریں ہوتا ہے۔

بائیسواں باب

زبان کی محفوظگی کا اظہار

حضرت فقیہہ ابوالیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالے علیہ نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا کہ ایک شخص حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم مجھے نصیحت فرمایئے آپ نے فرمایا اللہ عزوجل سے تقویٰ اختیار کیجئے کیونکہ تقویٰ تمام بھلائیوں کا جامع ہے۔ اور جہاد کا راستہ اختیار کیجئے کیونکہ یہ اہل ایمان کی رہبانیت ہے اور ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن کیجئے کیونکہ یہ زمین میں تیرے لیے نور ہے اور آسمانوں میں تیرا تذکرہ ہوگا۔ اور بھلائی کے سوا اپنی زبان کی حفاظت کیجئے ورنہ اس کے ذریعے شیطان تجھ پر غلبہ پائے گا:

تقویٰ کیا ہے؟

حضرت فقیہہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی کہ تقویٰ اختیار کیجئے تو تقویٰ یہ ہے کہ منہیات الٰہی سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے اور اللہ عزوجل کے احکامات کی تعمیل کرے۔ جب وہ ایسا کرے گا تو اس میں تمام بھلائیاں جمع ہو جائیں گی۔ نیز ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کہ اپنی زبان کی حفاظت کیجئے سے یہ مراد ہے کہ اچھی بات کیجئے تاکہ فائدہ ہو ورنہ خاموشی اختیار کیجئے تاکہ تم محفوظ رہو۔ بے شک خاموشی میں ہی سلامتی ہے۔

خاموشی کیا ہے؟

جاننا چاہیئے کہ خاموشی میں ہی سلامتی ہے اور انسان خاموشی کے سبب ہی شیطان پر غلبہ پاتا ہے لہذا مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی زبان کی حفاظت کرے تاکہ وہ شیطان سے

محفوظ رہے۔ اور پھر اللہ عزوجل بھی اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"اپنے غلام کو تھپڑ مارنے والے شخص پر یہ کفارہ ہے کہ وہ غلام آزاد کرے اور اپنی زبان کی حفاظت کرنے والے شخص کی اللہ تعالیٰ پردہ پوشی فرماتا ہے اور غصے کو پی جانے والے شخص کو اللہ تعالیٰ اپنے عذاب سے محفوظ رکھتا ہے جو شخص بارگاہِ الٰہی میں معذرت کرتا ہے تو اللہ عزوجل اس کی معذرت قبول فرماتا ہے۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ عزوجل اور آخرت کے دن پر یقین محکم رکھتا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے ہمسائے کی عزت کرے۔ اپنے مہمان کی عزت کرے اور اچھی بات منہ سے نکالے۔

حضرت یعلیٰ سے منقول ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم محمد بن سوقہ راعد کے پاس گئے تو انہوں نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں۔ امید ہے کہ تم اس سے فائدہ حاصل کرو گے۔ فرمایا کہ ہمیں عطاء بن ابی رباح نے فرمایا اے بھتیجے تم سے قبل جو لوگ گزرے گئے انہوں نے فضول گفتگو کو ناپسند کیا اور وہ قرآن خوانی یا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سوا ہر ایک بات کو فضول گردانتے تھے تم بھی اس کی تبلیغ کرو۔ معاشی ضروریات کے لیے گفتگو کرنا۔ پھر فرمایا کہ تم اللہ عزوجل کے منکر ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

وَاِنَّ عَلَیۡکُمۡ لَحٰفِظِیۡنَ کِرَامًا کَاتِبِیۡنَ۔ تمہاری حفاظت کے لیے تم پر کراماً کاتبین مقرر ہیں۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

عَنِ الۡیَمِیۡنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِیۡدٌ اَمَا یَلۡفِظُ مِنۡ قَوۡلٍ اِلَّا لَدَیۡہِ رَقِیۡبٌ عَتِیۡدٌ جو دائیں بائیں بیٹھے ہیں وہ کوئی لفظ منہ سے نہیں نکالتا مگر وہ اس کے پاس ہی ایک تاک رکھنے والا تیار ہے۔

کیا تم میں سے کوئی ایک حیا کا دامن نہیں پکڑتا۔ اگر اس کا وہ اعمال نامہ کھول دیا جائے جو

اس نے منع سے فضول باتوں سے پرہیز کیا ہوا ہے نہ وہ دین کے امور سے ہے اور نہ دنیا کے امور سے ہے۔

مومن میں چار باتوں کا حصول

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار باتیں ایسی ہیں جو مومن میں پائی جاتی ہیں:

پہلی بات: خاموشی جو سب سے پہلی عبادت ہے۔

دوسری بات: تواضع کرنا۔

تیسری بات: اللہ عزوجل کا ذکر کرنا۔

چوتھی بات: فساد برپا کرنا۔

انہی الفاظ میں حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام سے بھی مذکور ہے کہ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"انسان کا حسن اسلام یہ ہے کہ بیہودہ گوئی کو ترک کر دے۔"

حضرت لقمان حکیم سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے یہ مقام کیسے حاصل کیا تو آپ نے فرمایا:

۱۔ سچی گفتگو کرنے سے۔

۲۔ امانت کی ادائیگی سے۔

۳۔ بیہودہ گوئی کو ترک کرنے سے۔

حضرت ابوبکر بن عیاش کا بیان ہے کہ چار بادشاہ ایسے ہیں جنہوں نے ایک ہی جیسی بات کہی ہے۔ گویا کہ وہ ایک ہی کمان سے نکلے ہوئے تیر ہیں۔ کسریٰ نے کہا جو بات میں نے نہیں کی میں اس پر شرمندہ نہیں ہوتا۔ البتہ جو کہا ہے اس پر نادم ہوتا ہوں۔ چین کے بادشاہ نے کہا کہ جب تک میں کوئی بات نہیں کرتا وہ میرے قابو میں ہے اور جب کہہ دی جاتی ہے تو وہ مجھ پر غالب ہے روم کے قیصر نے کہا کہ ان کہی بات کہنے پر میں قدرت رکھتا ہوں لیکن جو کہہ دیا اس کی تردید پر قدرت نہیں رکھتا۔ ہند کے بادشاہ نے کہا کہ میں ایسی بات کرنے والے شخص پر حیران ہوں اگر اس کی

بات کو چھپا دیا جائے تو اس کا نقصان ہو جائے اور اگر چھپایا جائے تو اسے کوئی فائدہ نہ پہنچے۔

یاد رہے کہ ربیع بن خثیم صبح اٹھتے ہی قلم اور کاغذ اپنے پاس رکھ لیتے اور اپنی ہر بات کو لکھ کر محفوظ کر لیتے۔ پھر شام کو اپنی باتوں پر اپنے نفس کا محاسبہ کرتے۔

حضرت فقیہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ زاہدین کا عمل ہے کیونکہ زاہدین زبان کی حفاظت کی سعی کرتے ہیں۔ اور اپنے نفس کا دنیا میں محاسبہ کرتے ہیں۔ اور اسی طرح ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ دنیا میں اپنے نفس کا محاسبہ کرے اس سے پہلے کہ آخرت میں اس کا محاسبہ ہو۔ اس لیے کہ دنیا میں محاسبہ آخرت کے محاسبہ سے سہل ہے اور دنیا میں زبان کی حفاظت آخرت میں نادم نہ ہونے کا سبب ہے۔

حضرت ابراہیم تیمی کا قول ہے کہ ایک شخص نے مجھے بتایا کہ میں بیس سال ربیع بن خثیم کے پاس رہا۔ مگر میں نے ان سے کوئی ایسی بات نہیں سنی جو قابل اعتراض ہو۔

حضرت موسیٰ بن سعید کا بیان ہے کہ جب حضرت امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش فرمایا تو ربیع بن خثیم کے دوستوں میں سے کسی ایک نے کہا کہ اگر ربیع بولے تو آج ہی بولیں گے۔ پھر ایک شخص نے دروازہ کھول کر انہیں بتایا کہ امام عالی مقام کو شہید کر دیا گیا۔ یہ سن کر ربیع نے آسمان کی طرف دیکھا۔ پھر یہ آیہ کریمہ پڑھی۔

اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِکَ فِیْمَا کَانُوْا یَخْتَلِفُوْنَ۔	اے زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے غائب و موجود کے جاننے والے آپ ہی اپنے بندوں کے درمیان اختلافیہ کاموں میں فیصلہ فرمائیں گے۔

اور ان کلمات کے سوا کچھ نہیں کہا۔

جاہل کی پہچان

یاد رہے کہ کسی دانشور کا قول ہے کہ جاہل چھ باتوں سے پہچانا جاتا ہے۔

پہلی بات: ہر ہر بات کا غضب ناک ہونا جہالت ہے۔

دوسری بات: بیہودہ گوئی کرنا جہالت ہے۔

تیسری بات: بے محل عطیہ دینا جہالت ہے۔

چوتھی بات: ہر ایک سے راز کی بات کہنا جہالت ہے۔

پانچویں بات: ہر ایک شخص کو قابل اعتماد سمجھنا جہالت ہے۔

چھٹی بات: دوست اور دشمن کو نہ پہچاننا جہالت ہے۔

یاد رہے کہ انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے دوست اور دشمن کو پہچانے اور دشمن سے بچے۔ انسان کا پہلا دشمن شیطان ہے۔ پس چاہیئے کہ شیطان کی تابعداری نہ کی جائے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان بر روحِ ایمان

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مختلف پیرایہ میں فرمان جاری فرمائے ہیں جو یہ ہیں:

پہلا فرمان: ذکر الٰہی کے سوا ہر کلام لغو ہے۔

دوسرا فرمان: فکر کے بغیر خاموش رہنا غفلت ہے۔

تیسرا فرمان: جس نگاہ میں عبرت نہیں وہ بیہودہ ہے۔

چوتھا فرمان: وہ شخص مبارک کے قابل ہے جس کا کلام ذکر خداوندی سے پر ہے۔

پانچواں فرمان: وہ شخص مبارک ہے جس کی خاموشی میں عبرت ہے۔

چھٹا فرمان: وہ شخص مبارک ہے جس کی نظر میں عبرت ہے۔

امام اوزاعی رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مومن باتیں کم کرتا ہے اور عمل زیادہ کرتا ہے جب کہ منافق باتیں زیادہ اور عمل کم کرتا ہے۔

منافق کی تین چیزوں سے محرومی

حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافق پانچ چیزوں سے محروم ہوتا ہے:

پہلی چیز: دین کی سوجھ بوجھ سے محروم ہوتا ہے۔

دوسری چیز: زبان کی حفاظت سے محروم ہوتا ہے۔

تیسری چیز: بہرت کی رونق سے محروم ہوتا ہے۔

چوتھی چیز: دل کے نور سے محروم ہوتا ہے۔

پانچویں چیز: مسلمانوں کی محبت سے محروم ہوتا ہے۔

حضرت یحییٰ بن اکثم نے فرمایا کہ جس آدمی کی بات چیت میں فساد ہو تو اس کے اعمال میں اس کے فاسد آثار نمودار ہو جاتے ہیں۔

حضرت لقمان حکیم نے اپنے صاحبزادے کو کہا کہ لوگوں کی صحبت میں سلامتی نہیں ملتی اور بُری جگہوں سے نیک نامی نہیں ملتی۔ جو اپنی زبان کی حفاظت نہیں کرتا وہ شرمندگی اٹھاتا ہے۔

فرمان رسول میں حکمت الٰہیہ

حضرت سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

۱۔ اس شخص کے لیے بشارت ہے جو اپنی زبان کو قابو رکھتا ہے۔

۲۔ اس شخص کے لیے بشارت ہے جو اپنے گھر میں رہتا ہے۔

۳۔ اس شخص کے لیے بشارت ہے جو اپنی خطاؤں پر روتا ہے۔

حضرت حسن بصری کا فرمان

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"دانش ور کی زبان اس کے دل کے پیچھے ہوتی ہے۔ جب وہ کچھ کہنے کا قصد کرتا ہے تو پہلے اپنے دل کی طرف رجوع کرتا ہے۔ دل اجازت دے تو کہتا ہے ورنہ خاموش رہتا ہے۔ جبکہ جاہل کا دل اس کی زبان کی نوک پر ہوتا ہے۔ وہ دل کی طرف رجوع نہیں کرتا جو زبان پر آتا ہے کہہ دیتا ہے"۔

حضرت سید ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیمی صحیفوں میں کیا تھا۔ تو آپ نے فرمایا ان صحائف میں امثال اور عبرت آموز باتیں تھیں۔

دانش ور کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی عقل سے مغلوب نہ ہو اور وہ اپنی زبان کی حفاظت کرے۔ اور اپنے وقت کو بھی پہچانے۔ جو شخص اپنی گفتگو سے اپنے عمل کا محاسبہ کرتا ہے وہ باتیں کم کرتا ہے اور جو کہتا ہے بامقصد کہتا ہے۔

حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ دانش ور کے لیے ضروری ہے کہ وہ تین باتوں پر توجہ دے۔

پہلی بات : رزق کے حاصل کرنے کے لیے۔

دوسری بات : خلوت پر آخرت کی بھلائی کے لیے۔

تیسری بات : جائز لذات کی طرف۔

نیز فرمایا کہ دانش ور کے لیے ضروری ہے کہ وہ دن کو چار حصوں میں تقسیم کرے۔

پہلا حصہ : اپنے رب سے مناجات کرے۔

دوسرا حصہ : اپنے نفس کا محاسبہ کرے۔

تیسرا حصہ : اہل علم کی صحبت اختیار کرے۔

چوتھا حصہ : حلال لذات و خواہشات کے لیے نفس کو آزاد کرے۔

اور پھر فرمایا کہ دانش ور کے لیے ضروری ہے :

"وہ اپنے حالات پر نظر رکھے۔ اپنے ہم عصروں کو پہچانے اور اپنے ستر اور زبان کی حفاظت کرے"۔

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مذکور ہے کہ یہ کلمات آل داؤد کی حکیمانہ باتوں سے تحریر کیے ہوئے ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت لقمان حکیم حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آئے۔ آپ اس وقت زرہ سازی کا کام کرتے تھے۔ لقمان یہ دیکھ کر حیران ہوا۔ پھر دریافتگی کا قصد کیا لیکن حکمت نے سوال کرنے سے روک دیا۔ لہٰذا آپ نے خاموشی اختیار کی اور کوئی سوال دریافت نہ کیا۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام نے زرہ بنا کر فراغت حاصل کی تو اٹھے اور زرہ پہن لی۔ پھر فرمایا جنگ کے لیے یہ زرہ بہت ہی اچھی چیز

ہے اور لقمان نے جواب دیتے ہوئے فرمایا۔ حکمت عین دانائی ہے مگر اس پر کاربند بہت ہی تھوڑے ہیں۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا: العلم زین والسکوت سلامة

فاذا نطقت فلا تکن مکثارا

ما ان ندمت علی سکوت مرة

ولقد ندمت علی الکلام مرارا

ازاں بعد یہ ہے کہ وہ پورے سال میں کئی مرتبہ آئے تھے اور دریافتگی کا ارادہ بھی کرتے تھے لیکن جب حضرت داؤدؑ بنا کر فارغ ہوئے اور اسے پہنا تب فرمایا کہ یہ زرہ جنگ کے لیے بہت اچھی ہے اور لقمان نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ حکمت عین دانائی ہے مگر اس پر کاربند بہت ہی تھوڑے ہیں۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ؎

یموت الفتی من عثرة بلسانه

ولیس یموت المرء من عثر الرجل

لا تنطقن بما کرهت فربما

نطق اللسان بحادث فیکون

ایک عظیم شاعر حمید بن عباس نے کیا خوب کہا: ؎

لعمرك ما شئ علمت مکانه
احق بسجن من لسان مذلل

ولا الصمت خیر من کلام ممازج
فکن صامتا تسلم وان قلت فاعدل

علی فیك مما لیس یعنیك شانه
یقفل وثیق حیث کنت فاقفل

ولا تك فی جنب الاخلاء مفرطا
وان کنت البغضت البغیض فاجمل

فرب کلام قد جری من ممازج
فساق الیه سهم حتف معجل

فانك لا تدری متی انت مبغض
حبیبك او تهوی بغیضك فاعقل

خاموشی میں فوائد جلیلہ کا حصول

بعض دانشوروں کا قول ہے کہ خاموشی میں ستر ہزار فوائد جلیلہ ہیں اور یہ سب کے سب

فوائد سات کلمات میں جمع ہیں اور ہر کلمے میں ہزار فوائد ہیں۔

پہلا فائدہ: بغیر مشقت کے خاموشی عبادت ہے۔

دوسرا فائدہ: خاموشی بغیر زیور کے زینت ہے۔

تیسرا فائدہ: خاموشی بغیر بادشاہت کے ہیبت ہے۔

چوتھا فائدہ: خاموشی بغیر چار دیواری کے قلعہ ہے۔

پانچواں فائدہ: خاموشی کسی ایک سے بھی معذرت سے استغناء ہے۔

چھٹا فائدہ: خاموشی کراماً کاتبین کے راحت کا سبب ہے۔

ساتواں فائدہ: خاموشی اس کے عیبوں کے لیے پردہ ہے۔

آٹھواں فائدہ: خاموشی عالم کے لیے زینت ہے۔

نواں فائدہ: خاموشی جاہل کے لیے پردہ ہے۔

بعض دانشوروں کا قول ہے کہ بنی آدم کے بدن کے تین حصے ہیں۔

پہلا حصہ: دل ہے۔

دوسرا حصہ: زبان ہے۔

تیسرا حصہ: باقی سب اعضاء۔

بے شک اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ نے اولاد آدم کے جسم کے ہر حصے کی کوئی نہ کوئی بزرگی عطا کی ہے۔

پہلا حصہ: دل کو اپنی معرفت و توحید کا شرف بخشتا ہے۔

دوسرا حصہ: زبان کو اپنی وحدانیت کی گواہی اور تلاوت قرآن کا شرف بخشتا ہے۔

تیسرا حصہ: باقی تمام اعضاء کو نماز روزہ اور تمام طاعات و عبادات کا شرف بخشتا ہے۔

اور ہر حصے پر نگران و محافظ مقرر فرمائے ہیں لیکن دل کی حفاظت خود فرماتا ہے۔ لہٰذا بندہ کے دل کی بات ماسوای اللہ کوئی نہیں جانتا۔ اور اس کی زبان پر محافظ مقرر فرمایا۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے۔

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ وہ کوئی لفظ زبان سے نہیں نکالتا

تنبیہ مگر اس کے پاس محافظ تیار ہے۔

وفا اور اعضا کا نسبی تعلق

اور اعضاء پر امر و نہی کو مسلط فرما دیا ہے۔ پھر وہ ہر حصہ و عضو سے وفا کا خواہش مند ہے:

وفائے دل: دل کی وفا یہ ہے کہ وہ ایمان پر ثابت قدم رہے۔ حسد، خیانت اور فریب نہ کرے۔

وفائے زبان: زبان کی وفا یہ ہے کہ وہ غیبت نہ کرے نہ ہی کذب بیان کرے اور نہ ہی بیہودہ کلام کرے۔

اعضائے بقیہ: بقیہ اعضاء کی وفا یہ ہے کہ نہ تو معصیت الٰہی کے مرتکب ہوں اور نہ کسی ایک مسلمان کو تکلیف دیں۔

جس کے دل میں یہ باتیں پائی جائیں وہ منافق ہے۔ جس کی زبان پر یہ باتیں ہوں وہ کافر ہیں جس کے اعضاء سے یہ باتیں ہوں گی وہ معصیت خواہ ہے۔

جوانی کا شر سے محفوظ رہنا

حضرت امام حسن ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نوجوان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تو تین چیزوں کے شر سے محفوظ رہا تو تیری جوانی شر سے محفوظ رہے گی۔ وہ یہ ہیں۔

پہلی چیز: زبان کے شر سے۔

دوسری چیز: شرم گاہ کے شر سے۔

تیسری چیز: شکم کے شر سے۔

دل اور زبان عالم حکمت میں

یاد رہے کہ حکیم لقمان کا ایک غلام تھا جو حبشی تھا۔ اس غلام سے جو پہلی حکمت ظاہر ہوئی

وہ یہ تھی کہ آپ کے غلام سے فرمایا کہ ہمارے لیے اس بکری کو ذبح کیجئے اور اس کے گوشت سے میرے پاس بہترین دو ٹکڑے لائیے۔ چنانچہ وہ دل اور زبان لایا۔ پھر دوسری دفعہ فرمایا اس بکری کو میرے لیے ذبح کیجئے اور اس کے گوشت سے میرے لیے دو بدترین ٹکڑے لائیے چنانچہ وہ دل اور زبان لے آیا۔ آپ نے اسکا سبب دریافت کیا تو اس نے عرض کیا کہ اگر یہ دونوں حصے اچھے ہوں تو پورے جسم میں ان سے بڑھ کر کوئی حصہ اچھا نہیں ہے۔ اور اگر یہ خراب ہوں تو ان سے بڑھ کر پورے جسم میں کوئی ٹکڑا خراب نہیں ہے۔

مروی ہے کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے جب حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن بھیجا تو حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی نصیحت فرمائیے۔ تو آپ نے زبان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنی زبان کی حفاظت کرنا۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے کوئی اور نصیحت فرمائیے تو آپ نے فرمایا کہ تو ماں کے لیے گم ہو جائے۔ اس ہی زبان نے تو لوگوں کو دوزخ کی آگ میں منہ کے بل گرایا ہے۔

حضرت حسن بصری کا قول

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جو زیادہ بولتا ہے وہ زیادہ غلطیاں کرتا ہے جو زیادہ مال جمع کرتا ہے وہ زیادہ گناہ کرتا ہے۔ جس کا اخلاق زیادہ برا ہوتا ہے وہ اپنے آپ کو عذاب میں مبتلا کرتا ہے۔

زبان کا نشانہ کیا ہے:

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کا بیان ہے کہ کسی شخص کو اپنے تیر کا نشانہ سے میں یہ زیادہ پسند کرتا ہوں کہ اسے اپنی زبان کا نشانہ نہ بناؤں۔ اس لیے کہ زبا کبھی ضائع نہیں ہوتا جب کہ تیر کا نشانہ ضائع ہو جاتا ہے۔

اعضاء کا گفتگو کرنا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب آدم کا بیٹا صبح کرتا ہے تو اس کے تمام اعضاء زبان سے دریافت کرتے ہیں اور پھر اس سے کہتے ہیں اے زبان ہم تجھے اللہ عزوجل کی قسم دیتے ہیں کہ تو مستقیم پر رہ۔ پس اگر تو مستقیم پر اور درست رہی تو ہم راہِ راست پر رہیں گے۔ اور اگر تو بھٹک گئی تو ہم بھی بھٹک جائیں گے۔

زاد راہ کا انکشاف حقیقیہ

حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کعبہ شریف کے پاس کھڑے تھے اور فرمایا ہاں جو مجھے پہنچانتا ہے وہ تو مجھے ہی پہنچانتا ہے۔ اسے یاد ہونا چاہیئے کہ میں جندب بن جنادہ ابوذر غفاری ہوں۔ لہٰذا شفیق اور ناصح بھائی کے قریب آجاؤ تو لوگ ان کے قرب وجوار میں جمع ہو گئے۔ پھر فرمایا اے لوگو! جب تم سے کوئی دنیا کے سفر پر جاتا ہے تو بغیر سفر خرچ کے نہیں جاتا۔ تو پھر بغیر سفر خرچ کے کون ہے جو آخرت کا سفر کرے۔ لوگوں نے کہا اے ابوذر ہمارا سفر خرچ کیا ہے۔ فرمایا اندھیری رات میں دو رکعت نماز وحشت قبر کے لیے پڑھنا۔ اور محشر کے دن کے لیے سخت گرمی میں روزے رکھنا اور مسکینوں کے لیے صدقہ کرنا۔ تاکہ تم دشوار گزار یوم کے عذاب سے محفوظ ہو جاؤ۔ نیز بڑے بڑے کاموں کے لیے حج کرنا اور دنیا کو دو حصوں میں تقسیم کر دو۔ ایک حصہ دنیا طلب کرنے کے لیے اور دوسرا حصہ آخرت طلب کرنے کے لیے۔ تیسرا حصہ بنانا فائدہ مند نہیں۔ بلکہ ضرر رساں ہے۔ اسی طرح مال کے بھی دو حصے کیجیئے۔ ایک حصہ اپنی اولاد پر خرچ کیجئے اور دوسرا حصہ اپنی عاقبت کے لیے خرچ کیجئے۔ پھر فرمایا مجھے اس دن کے غم نے تباہ و برباد کر دیا جس کے لیے میں کچھ نہ کر سکا۔ عرض کیا وہ کیا ہے؟ فرمایا میری خواہشات میری موت سے بڑھ گئیں اور میں اپنے عمل میں کمزور ہو کر بیٹھ گیا۔

سخت دل کی کیفیت عجوبہ

حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کا قول ہے کہ ذکر خداوندی کثرت سے کیجئے ورنہ

تمہارے دل سخت ہو جائیں گے۔ اور سخت دل بارگاہِ خداوندی سے دور ہوتا ہے لیکن تمہیں علم نہیں۔

لایعنی گفتگو کے نقصانات

بعض صحابہ کرام سے یہ بات منقول ہے کہ جب تو اپنے دل میں سختی دیکھے اور اپنے بدن میں کمزوری محسوس کرے اور اپنی روزی میں محرومی محسوس کرے تو جان لیجئے کہ تم نے بیہودہ کام کیا ہے۔

تیسواں باب

حرص وہوس کا اظہار

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے علماء ختم ہوتے جا رہے ہیں اور تمہارے جہلا علم نہیں سیکھ رہے۔ علماء کے ختم ہو جانے کی وجہ سے علم کے اٹھ جانے سے پہلے پہلے علم حاصل کرو اور فرمایا میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں کہ تم اس چیز میں حرص کر رہے ہو جس کی کفالت رب تعالیٰ عزوجل کے ذمہ ہے۔ اور تم اس چیز کو ضائع کر رہے ہو جو اللہ عزوجل نے تمہیں سونپی ہے۔ میں تمہارے لوگوں کو ایسے جانتا ہوں جیسے سائیس گھوڑوں کو جانتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ کو تاوان جانتے ہوئے ادا کرتے ہیں اور نمازوں کو آخر وقت میں ادا کرتے ہیں اور قرآن مجید کو بے رغبتی سے سنتے ہیں بلکہ اس سے اعراض کرتے ہیں اور آزاد لوگوں کو بھی رہا نہیں کرتے۔

اقسام حرص

یاد رہے کہ حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حرص دو اقسام میں منقسم ہے:

پہلی قسم: حرص مذموم۔

دوسری قسم: حرص غیر مذموم۔

لیکن اس کا ترک کرنا فضیلت کا حامل ہے۔ حرص مذموم یہ ہے کہ جو احکامات الہیہ کی ادائیگی سے انسان کو منع کرے یا مال اس کے لیے اکٹھا کرے کہ کثیر ہو جائے اور اس پر فخر کرے۔ اور وہ حرص جو بری نہیں ہے وہ یہ کہ مال کے حاصل کرنے میں احکامات خداوندی کا تارک نہ ہو اور نہ ہی اس پر فخر کرے یہ حرص مذموم نہیں اس لیے بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان نے مال کو جمع کیا ہے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

انہیں منع نہیں فرمایا البتہ اس کے ترک کو افضل فرمایا ہے:

تشریح حدیث

حضرت سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ اس حدیث کی تشریح فرماتے ہیں کہ حرص مذموم وہ ہے جس سے اوامرِ الٰہی باطل ہو جائیں کیونکہ ارشاد ہے کہ تم اس کی حرص کرتے ہو جس کی کفالت رب تعالیٰ عزوجل کے سپرد ہے۔ یعنی اللہ عزوجل نے تمہارا رزق اپنے ذمہ لیا ہوا ہے مگر تم اس کی طلب میں حریص ہو اور احکاماتِ خداوندی کی اتباع نہیں کرتے اور حرص مذموم کو تم آزاد لوگوں کو رہا نہیں کرتے۔ یعنی ان سے بھی اسی طرح کام لیتے ہو جیسے غلاموں سے کام لیا جاتا ہے۔

آخرت کی بھلائی کا منہاجِ منیفہ

حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے والدگرامی قدر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا ابا حضور اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ نے آپ کو مال سے مالا مال فرمایا ہے کوئی کمی نہیں اس لیے آپ نے نفیس قسم کے کھانے تناول فرمایا کریں اور دیدہ زیب لباس پہنا کریں۔ آپ نے فرمایا بیٹا میں اسکا فیصلہ تیرے سپرد کرتا ہوں پھر آپ نے حضور سید الرسل امام السبل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معاشی حالات کا اعادہ کروایا جو خود ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کے ساتھ گزارے تھے۔ پھر ام المومنین رضی اللہ عنہا نے رونا شروع کر دیا۔ پھر فرمایا کہ میرے دو بہترین رفیق تھے جو ایک خاص طریقہ پر چلتے رہے۔ اب اگر میں ان کے طریقہ سے منہ موڑ لوں تو پھر میرے ساتھ وہ سلوک نہیں کیا جائے گا۔ واللہ! میں ان کی طرح تنگ دست زندگی صبر کے ساتھ بسر کروں گا تا کہ عقبیٰ میں ان کے ساتھ خوشحالی کی زندگی گزار سکوں۔

حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں عرض کیا اے ام المومنین۔ جب حضور نبی پاک صاحب

لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات گھر میں داخل ہوتے تو اکثر طور پر کیا کچھ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ ام المومنین نے فرمایا جب آپ گھر میں تشریف لاتے تو اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے سنا کہ اگر اولادِ آدم کے لیے سونے کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری وادی کے لیے بھی تمنا کرے گا۔ بس اولادِ آدم کا پیٹ صرف مٹی سے ہی بھرا جا سکتا ہے۔ اور اللہ عزوجل تائب ہونے والوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ اللہ عزوجل نے مال اس لیے بنایا ہے کہ اس کے ذریعے نماز قائم کی جائے اور زکوٰۃ ادا کی جائے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو چیزوں کے سوا ابن آدم کی ہر چیز ضعیف ہو جاتی ہے۔

حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے تمہاری دو چیزوں کی طویل حرص و ہوس کا ڈر ہے کیونکہ طویل حرص و ہوس آخرت کو بھلا دیتی ہیں اور اتباعِ خواہشات حق سے روکتی ہیں۔

حضور سید الرسل امام السبل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تین باتوں کا تین آدمیوں کے لیے گمان ہے:

پہلا آدمی: دنیا کے حاصل کرنے میں حریص اور اس پر مرمٹنے والے کے لیے ایسی تنگ دستی کہ پھر کبھی مالدار نہ ہوگا۔

دوسرا آدمی: دنیا کے حاصل کرنے میں ایسا مشغول ہوگا کہ اسے کبھی فرصت نہیں ملے گی۔

تیسرا آدمی: اس پر بخل کرنے والے کے لیے ایسا غم کہ جسے کبھی خوشی نصیب نہ ہوگی۔

حضرت ابوالدرداء کا فرمان بر روح ایمان!

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل حمص سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم حیا نہیں کرتے کہ ایسے ایسے گھر بناتے ہو جس میں تم نے دائمی زندگی بسر نہیں کرنی اور ایسی ایسی امیدیں رکھتے ہو جن کا حاصل کرنا ممکن نہیں ہے اور ایسا مال جمع کرتے ہو جس کا کھانا تمہارے بس میں نہیں ہے۔ یقیناً تم سے پہلے لوگوں نے

بھی عمارات بنائی تھیں۔ مال اکٹھا کیا تھا اور طویل امیدیں قائم کی تھیں مگر ان کا ٹھکانہ صرف قبر تھا اور ان کی امیدیں خاک میں خاک ہو گئیں اور ان کا جمع کیا ہوا مال ہلاکت کا سبب بنا۔

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ قدس کی حاضری کا قصہ یاد کیا کرو تو اپنی قمیص کو پیوند لگایا کرو۔ اپنے جوتے کو ٹانکا لگایا کرو۔ اپنی امیدوں کو کم کرو اور شکم بھر کر نہ کھایا کرو۔

حضرت ابو عثمان نہدی نے فرمایا کہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ آپ کے قمیص میں بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔

خشیت الٰہی کا حصول

ایک دفعہ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار گئے تو آپ کے جسم پر میلے اور پرانے کپڑے تھے۔ عرض کیا گیا اے امیر المومنین اس سے کچھ عمدہ اور نرم لباس پہن لیا ہوتا۔ فرمایا ایک تو اس سے دل میں خشیت الٰہی پیدا ہوتی ہے اور دوسری صالحین کے طریقہ کی مشابہت ہے اور بہتر ہے کہ مومن صالحین کی اتباع کرے۔

بہتر اور بدتر کون ہے؟

حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں لوگوں کو ایسے پہچانتا ہوں جیسے حیوانات کا طبیب ان کی بیماری کو پہچانتا ہے ان لوگوں میں بہتر وہ ہیں جنہوں نے دنیا میں زہد اختیار کیا۔ اور ان لوگوں میں بدترین وہ لوگ ہیں جو ضرورت سے زیادہ مال جمع کرتے ہیں۔

ایک دانشور کا قول ہے کہ تین باتیں تمام برائیوں کی جڑ ہیں۔

پہلی بات : حسد تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

دوسری بات : تکبر تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

تیسری بات : حرص تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

یاد رہے کہ تکبر کی جڑ ابلیس ہے جب کہ اس نے غرور کیا تھا اور سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا تو وہ ملعون ہو گیا تھا۔ اور حرص کی اصل بنیاد حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ

والسلام سے منسوب ہے حالانکہ ان کے لیے بہشت کی ہر چیز مباح اور جائز تھی ماسوائے ایک درخت کے۔ تو حرص نے آپ کو اس درخت کے کھانے پر اکسایا جس کی وجہ سے ان کو وہاں سے جانا پڑا اور حسد کی جڑ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل سے ہے۔ جب اس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا اور کافر ہوا اور اسکا دائمی ٹھکانہ جہنم ہے۔

حضرت آدم کا وصایا

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کو پانچ باتوں کی وصیت فرمائی تھی اور یہ حکم بھی فرمایا تھا کہ بعد والی تمام اولاد کو بھی اس کی وصیت کرنا۔

پہلی بات : اپنی اولاد سے کہنا کہ دنیا سے راحت کا خیال نہ کرے کیونکہ میں نے ہمیشہ کی جنت پر بھروسہ کیا تھا لیکن اللہ عزوجل مجھ سے راضی نہ ہوا اور مجھے وہاں سے کوچ کرنا پڑا۔

دوسری بات : اپنی اولاد سے کہنا کہ وہ اپنی بیویوں کی خواہشات کی کبھی تکمیل نہ کریں میں نے بیوی کے کہنے پر درخت کا پھل کھایا تو میں ندامت کے گڑھے میں گرا۔

تیسری بات : اپنی اولاد سے کہنا کہ کوئی بھی کام کرنے سے پہلے اس کے انجام پر غور ضرور کیا کریں۔ اگر میں انجام پر غور کرتا تو مجھے وہ دن نہ دیکھنا پڑتا جو سامنے ہے۔

چوتھی بات : تمہارا دل جب کسی چیز پر مضطرب ہو تو اس سے اجتناب کرو۔ کیونکہ جب میں نے درخت کا پھل کھایا تو اس وقت میرا دل مضطرب تھا مگر میں نے پرہیز نہ کیا تو میں نادم ہوا۔

پانچویں چیز : تمام امور میں مشورہ ضرور کیا کرو۔ اگر میں بھی ملائکہ سے مشورہ کرتا تو اس دشواری میں مبتلا نہ ہوتا۔

حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے چار ہزار احادیث میں سے صرف چار سو احادیث منتخب کیں اور پھر ان چار سو میں سے صرف چالیس احادیث منتخب کیں اور اور پھر ان میں سے صرف چار احادیث کا انتخاب کیا جو یہ ہیں :

پہلی حدیث : عورت سے دل نہ لگانا کیونکہ وہ آج تیری ہے اور کل کسی دوسرے کی ہو گی۔ اگر تو اس کی باتوں پر کاربند رہا تو وہ تجھے جہنم رسید کرے گی۔

دوسری حدیث : مال و دولت سے دل نہ لگانا کیونکہ یہ عارضی ہے آج تیرے پاس ہے تو کل کسی دوسرے کے پاس ہو گی۔

تیسری حدیث : جو چیز تیرے دل میں اضطراب پیدا کرے اسے ترک کر دے کہ مومن کا دل گواہ کی طرح ہے جو معمولی سے شبہ میں بھی اضطرابیت پیدا کر دیتا ہے حرام سے بھاگتا ہے اور حلال سے راحت پاتا ہے۔

چوتھی حدیث : اس وقت کوئی عمل نہیں کرنا چاہیئے جب کہ اس کی قبولیت یقینی نہ ہو۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"دنیا میں مسافروں اور راہ گیروں کی طرح رہو اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو۔"

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ :

"جب تو صبح کرے تو اپنے آپ سے شام کی بات نہ کرنا اور جب شام کرے تو اپنے نفس سے صبح کی بات نہ کرنا۔ اپنی موت سے پہلے زندگی سے اور بیماری سے پہلے صحت سے کچھ حاصل کیجئے اس لیے کہ تجھے معلوم نہیں کہ کل تیرا کیا انجام ہو گا۔"

چہار انعامات کا حصول

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جو اپنی امیدوں کو کم کرتا ہے تو اللہ عزوجل اسے چہار انعامات عطا فرماتا ہے :

پہلا انعام : اسے اپنی عبادت کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ اس لیے کہ جب بندہ جان لیتا ہے کہ موت قریب ہے تو وہ ان مکروہات کو ترک کر دیتا ہے جو پہلے کرتا تھا اور پھر وہ عبادت میں لگ جاتا ہے اور اپنے عمل کو بڑھاتا ہے۔

دوسرا انعام : اللہ عزوجل اس کے غموں کو کم کرتا ہے اس لیے کہ جب وہ جان لیتا ہے کہ وہ بہت جلد لقمۂ اجل ہو جائے گا تو سامنے آنے والی ناپسندیدہ باتوں کی پرواہ نہیں کرتا۔

تیسرا انعام : اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ اسے کم پر بھی راضی بنا دیتا ہے اس لیے کہ جب وہ جان لیتا ہے کہ وہ بہت جلد لقمۂ اجل ہو جائے گا تو وہ کثرت کو طلب نہیں کرتا گویا کہ وہ آخرت ہی کا طالب ہوتا ہے۔

چوتھا انعام : اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ اس کے دل کو روشن کر دیتا ہے اس لیے معروف ہے کہ دل میں روشنی چار چیزوں سے پیدا ہوتی ہے :

پہلی چیز : بھوکا شکم ہونے سے۔

دوسری چیز : نیک دوست ہونے سے۔

تیسری چیز : پہلے کیے ہوئے گناہوں کی یاد سے۔

چوتھی چیز : چھوٹی امیدوں سے۔ اس لیے کہ جو شخص طویل امیدیں باندھتا ہے تو اللہ عزوجل اسے چار چیزوں میں پھنسا دیتا ہے :

پہلی چیز : عبادت میں سستی کرتا ہے۔

دوسری چیز : دنیاوی غموں کی بھرمار ہو جاتی ہے۔

تیسری چیز : مال جمع کرنے میں حریص ہو جاتا ہے۔

چوتھی چیز : اس کا دل سخت ہو جاتا ہے۔

یہ بات معروف ہے کہ چار چیزوں سے دل سخت ہو جاتا ہے وہ یہ ہیں۔

پہلی چیز : شکم پری سے دل سخت ہو جاتا ہے۔

دوسری چیز : برے دوستوں کی صحبت سے دل سخت ہو جاتا ہے۔

تیسری چیز : پہلے گناہوں کو فراموش کرنے سے دل سخت ہو جاتا ہے۔

چوتھی چیز: طویل امیدوں سے دل سخت ہو جاتا ہے۔

مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی امیدوں کو قلیل کرے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اسکا کونسا سانس آخری ہے اور اسکا کون سا قدم آخری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے: وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ: اہل تفسیر نے اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ اسے علم نہیں کہ اسکا کون سا قدم آخری ہے:

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ آپ نے بھی مرنا ہے اور وہ بھی مرنے والے ہیں۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ۔ پس جب انہیں موت آجائے گی تو وہ ایک ساعت نہ مؤخر ہو سکیں گے اور نہ مقدم ہو سکیں گے۔

اس لیے مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ موت کو یاد کرے۔

یاد رہے کہ مومن چھ باتوں سے مستغنیٰ نہیں ہو سکتا وہ یہ ہیں۔

پہلی بات: وہ علم جو اس کی آخرت کے لیے رہنمائی کرے۔

دوسری بات: وہ دوست جو طاعت الٰہی پر اس کی استعانت کرے اور گناہوں کا سد باب کرے۔

تیسری بات: اپنے دشمن کی پہچان کرے اور پھر اس سے خائف ہو۔

چوتھی بات: آیات خداوندی اور شب و روز کی تبدیلی سے نصیحت پکڑے۔

پانچویں بات: اللہ عزوجل کی مخلوق سے انصاف کرے ایسا نہ ہو کہ وہ کل قیامت کے دن اس کے دشمن ہوں۔

چھٹی بات: موت آنے سے پہلے موت کی تیاری کرے تاکہ محشر کے روز رسوائی کا چہرہ سامنے نہ آئے۔

حیاء کیا ہے؟

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیان ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم نبی مکرم رسول معظم صلی اللہ تعالےٰ

علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کیا تم سب کے سب بہشتی بننا چاہتے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان جائیں۔ ہاں۔ آپ نے فرمایا ایسا ہے تو پھر اپنی امیدوں کو کوتاہ کیجئے اور بارگاہِ الٰہی سے حیا کیجئے جیسا کہ حیا کرنے کا حق ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تو بارگاہ الٰہی میں حیا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ حیاء نہیں بلکہ حیاء یہ ہے کہ قبروں کو اور وہاں کی مصیبتوں کو یاد کیا جائے۔ نیز پیٹ کو اور جو کچھ اس میں ہے اس کی حفاظت کی جائے۔ سر اور جو کچھ اس میں سماتی ہیں اس کی حفاظت کی جائے جو شخص آخرت کی تکریم کا تمنائی ہے وہ دنیاوی زینت کو ترک کر دیتا ہے پس یہ بندے کا اللہ سے حیاء کرنا ہے اور اسی سے ولایت الٰہیہ کا حصول ہوتا ہے۔

حضرت عجل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آیۂ کریمہ "اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ" پڑھ کر فرمایا کہ ابن آدم میرا مال میرا مال کہتا ہے آخر تیرا مال کیا ہے؟ وہ ہے جو تو نے کھا کر ختم کر لیا ہے یا پہن کر بوسیدہ کر دیا ہے یا صدقہ کر کے محفوظ کر لیا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ تورات میں چھ باتیں رقم ہیں۔

پہلی بات: قناعت میں تونگری ہے۔

دوسری بات: خلوت میں سلامتی ہے۔

تیسری بات: ترکِ رغبت میں انس ہے۔

چوتھی بات: طویل ایام میں تمتع اور قلیل ایام میں صبر کرنا۔

حضرت سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ سے حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ اے عائشہ اگر تو میری رفاقت چاہتی ہے تو پھر تو دنیا سے اتنے سانس لے جو مسافر زادِ راہ لیتا ہے۔ اہل ثروت کی محافل سے اجتناب اور کپڑے کو اس وقت پرانا نہ سمجھنا جب تک کہ اس میں پیوند نہ لگ جائیں۔

حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے دعا کے الفاظ بیان ہیں کہ،

وہ الٰہی جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہے اسے اس قدر فراواں روزی عطا کیجئے جو اسے

پوری طرح کفایت کرے اور جو شخص مجھ سے دشمنی کرتا ہے اُسے زیادہ سے زیادہ مال و اولاد عطا کر.

فرمانِ رسول میں حکمتِ ازلیہ ابدیہ

حضرت فقیہہ سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی سند سے حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ :

" دنیا کی رغبت حزن و غم کو بڑھاتی ہے اور دنیا سے دوری جسم و دل کو خوشی بخشتی ہے. اور میں تمہارے فقر سے خائف نہیں ہوں بلکہ مجھے یہ خوف دامن گیر ہے کہ تمہارے لیے دنیا کی فراوانی اس طرح نہ کر دی جائے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر ہوئی تھی اور تم بھی ان لوگوں کی طرح دنیا دار بن جاؤ اور وہ پہلوں کی طرح تمہیں بھی رسوا کر دے .

حضور نبی غیب داں صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم نے فرمایا کہ :

" اس امت کے پہلے لوگوں کی اصلاح زہد اور یقین کی بنیاد پر ہوئی اور اس امت کے آخری لوگوں کی تباہی بخل اور رجا کی بنیاد پر ہو گی .

چوبیسواں باب

فضائل فقراء کا اظہار

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فقیروں کے ایک گروہ نے حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں اپنا ایک قاصد بھیجا تو قاصد نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی خدمت اقدس میں فقیروں کے قاصد کے طور پر حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا تجھے بھی مرحبا اور جن کی جانب سے تو آیا ہے انہیں بھی مرحبا۔ کیونکہ وہ لوگ پروردگارِ عالم سے محبت رکھنے والے ہیں۔ بارگاہِ نبوی میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقیروں کی طرف سے عرض ہے کہ تمام بھلائیوں میں مال دار ہم سے آگے نکل گئے ہیں۔ وہ حج کرتے ہیں اور ہم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ وہ صدقہ کرتے ہیں اور ہم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ اور جب وہ علالت میں ہوتے ہیں تو اپنا فالتو مال ذخیرہ کے لیے دے دیتے ہیں۔ حضور سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا فقیروں کو میری جانب سے کہہ دیجئے کہ جو شخص تم میں سے صبر کرے گا اور اپنا احتساب کرے گا تو اس کو ایسی تین نعمتوں سے نوازا جائے گا جس سے انبیا بھی نہیں نوازے گئے۔

پہلی نعمت: بہشت میں سرخ یاقوتوں سے مرصع کمرہ ہے۔ بہشتی اس کی طرف اس طرح دیکھتے ہیں جیسے دنیادار ستاروں کو دیکھتے ہیں۔ اس میں صرف وہ نبی، وہ شہید، اور وہ مومن داخل ہوں گے جو فقیر ہوں گے۔

دوسری نعمت: فقیر لوگ صاحب ثروت لوگوں سے نصف یوم پہلے بہشت میں داخل ہوں گے اور اس نصف یوم کی مقدار پانچ سو سال کے مساوی ہوگی اور وہ اپنی مرضی کے مطابق بہشت سے فائدے حاصل کریں گے اور حضرت

سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت کی وجہ سے جو اللہ عزوجل نے انہیں عطا فرمائی تھی تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے چالیس برس بعد بہشت میں داخل ہوں گے۔

تیسری نعمت: جب فقیر اخلاص کے ساتھ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھتا ہے تب بھی غنی فقیر کے مرتبے تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔ اگرچہ وہ اس کے ساتھ دس ہزار درہم کیوں نہ خرچ کرے۔ یہی فرق تمام نیک اعمال میں ہے۔

لہٰذا قاصد نے واپس آکر فقیروں کو اس سے آگاہ کیا تو سب نے بیک زبان کہا۔ الٰہی ہم راضی ہیں۔ الٰہی ہم راضی ہیں۔

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نصیحت کرنا

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے محبوب خدا خواجہ ہر دوسرا احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے سات چیزوں کی وصیت فرمائی جنہیں میں نے نہ تو چھوڑا ہے اور نہ ہی چھوڑوں گا۔

پہلی چیز: غرباء سے محبت کرنا۔

دوسری چیز: دوسرے کو اپنے سے افضل سمجھنا۔

تیسری چیز: صلہ رحمی کرنا۔

چوتھی چیز: لاحول کثرت سے پڑھنا۔

پانچویں چیز: مخلوق سے کوئی چیز طلب نہ کرنا۔

چھٹی چیز: حقوق اللہ میں کسی کی ملامت سے نہ ڈرنا۔

ساتویں چیز: ہمیشہ حق بات کہنا۔

پھر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی یہ حالت تھی کہ ان کے ہاتھ سے کوڑا گر جاتا تو یہ ناپسند کرتے کہ یہ کسی کو کہیں کہ اٹھا دیجئے۔ نیز اس سند کے ساتھ حضرت خیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ بلاشبہ بارگاہ اقدس

عزوجل میں عرض کرتے ہیں کہ تو نے اپنے کافر بندے پر دنیا کشادہ کر رکھی ہے اور اسے مصیبتوں سے دور کر رکھا ہے۔ اللہ عزوجل ملائکہ سے فرماتا ہے کہ کفار کے عذاب سے پردہ ہٹا دیجئے۔ جب وہ اسے دیکھتے ہیں تو عرض کرتے ہیں اے پروردگار عالم دنیا میں حاصل شدہ چیزوں نے انہیں کوئی فائدہ نہ دیا اور عرض کرتے ہیں اے الٰہ العالمین تیرا مومن بندہ تو مصیبت میں گرفتار رہتا ہے اور دنیا کو بھی اس سے دور کر دیا گیا ہے۔ تب اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ ملائکہ سے فرماتا ہے کہ اس کے ثواب کی طرف نظر کیجئے جب وہ نظر کر کے دیکھتے ہیں تو عرض کرتے ہیں اے میرے پالنہار دنیا کی بلاؤں نے انہیں کوئی نقصان نہیں دیا۔

دعوائے شیطانی فریب انسانی

محمد بن فضل نے اپنی سند سے حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضور سید الرسل امام السبل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مال جمع کروانے والے نیچے ہوں گے۔ بجز ان کے جو مال کو اسطرح لٹاتے ہیں چار مرتبہ ایسے ہی فرمایا مگر ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں۔

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد عالیہ کے تحت فرماتے ہیں کہ اغنیاء بہشت میں فقراء نچلے درجہ میں ہوں گے۔ اور اگر وہ دوزخ میں ہوئے تو پھر جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے مگر جس نے اپنے مال کو لٹایا یعنی صدقہ کیا لیکن اغنیاء میں ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں اس لیے کہ شیطان ان کے مال کو دنیا میں ان کے لیے سجا کر پیش کرتا ہے کہ غنی باتوں میں سے کسی ایک سے نجات نہیں پا سکتا۔

پہلی بات: یہ اس کے مال کو اس کی آنکھوں میں ایسا خوبصورت بنا

کر پیش کروں گا کہ وہ اس سے حقوق ادا نہیں کر سکے گا۔

دوسری بات : پھر اس کے لیے ذرائع آسان کر دوں گا کہ وہ بے جا خرچ کرتا پھرے گا۔

تیسری بات : یا پھر اس کے دل میں مال کی ایسی محبت بھر دوں گا کہ وہ جمع کرنے کے لیے حرام مال اکٹھا کرے گا۔

حضرت سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو اس وقت میں تاجر تھا۔ پس میں نے ارادہ کیا کہ تجارت اور عبادت دونوں کے لیے اکٹھا رکھوں گا مگر ایسا نہ کر سکا۔ پھر تجارت کو ترک کر دیا اور عبادت کو قبول کر لیا۔ مجھے اس ذات بابرکات کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں یہ قطعی طور پر پسند نہیں کرتا کہ مسجد کے کنارے پر میری دکان ہو اور نماز کے رہ جانے کا بھی خوف نہ ہو اور ہر روز چالیس دینار کا منافع بھی ملتا ہو اور میں اسے صدقہ کر دیا کروں۔ پوچھا گیا اے ابو الدرداء تجارت سے کیونکر منہ موڑ گیا۔ فرمایا حساب کے ڈر سے۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا اے الہ العالمین مجھ سے اُنس رکھنے والوں کو ایسا باکفایت رزق عطا فرما کہ وہ کسی کے آگے ہاتھ نہ بڑھائیں اور جو مجھ سے دشمنی رکھتے ہیں ان کو مال و اولاد بکثرت عطا فرما۔

دنیا اور آخرت کا موازنہ

حضور سید نور عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"عزبت دنیا میں مشقت اور آخرت میں مسرت

ہے - جب کہ دولت مندی دنیا میں مسرت اور آخرت
میں مشقت ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

"ہر ایک کا کوئی ایک پیشہ ہوتا ہے جب کہ میرے دو پیشے ہیں ایک فقر اور دوسرا جہاد - پس جس نے دونوں پیشوں سے محبت کی تو اس نے بلاشبہ مجھ سے محبت کی اور جس نے دونوں پیشوں سے عداوت کی گویا اس نے مجھ سے عداوت کی۔"

حضرت فقیہہ علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ فقراء سے محبت کرے اگرچہ وہ غنی ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے کہ فقراء کی محبت میں ہی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مضمر ہے۔ اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے اپنے پیارے حبیب لبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فقراء سے محبت وقرابت کا ارشاد فرمایا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ

اور آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ منسلک رکھیں جو اللہ کی رضا کے لیے صبح وشام اللہ عزوجل کی عبادت کرتے ہیں۔

یعنی خود کو فقراء کے ساتھ منسلک رکھو جنہوں نے خود کو اللہ عزوجل کی عبادت کے لیے وقف کر دیا ہے۔

اس آیۂ کریمہ کا نزول یہ ہے کہ عیینہ بن حصن فزاری جو اپنی قوم کا سردار تھا حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ کی بارگاہ قدس میں حضرت سلمان فارسی، حضرت صہیب بن سنان رومی

اور حضرت بلال بن حمامہ حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے فقراء اور نادار صحابہ کرام بھی موجود تھے۔ اور ان کے پیوندوں والے لباس بھی ان کے فقر کا نشان تھے۔ عیینہ نے کہا کہ ہم صاحب ثروت لوگ ہیں۔ جب ہم آئیں تو انہیں نکال دیا جائے کیونکہ ہمیں ان کی بدبو نہیں بھاتی۔ اور ہمارے لیے الگ تھلگ مجلس کیا کریں۔ تب اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ نے حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو انہیں نکالنے سے روک دیا اور مذکورہ آیۂ کریمہ کا نزول ہوا یعنی یہ لوگ پانچوں وقت کی نمازیں پڑھتے ہیں۔ اللہ عزوجل کی رضا کے چاہنے والے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

یعنی آپ ان سے آنکھیں نہ پھیریں اور دنیا کی زندگی کی زینت کے لیے انہیں حقیر نہ سمجھیں۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ

جس کے دل کو ہم نے قرآن سے پھیر دیا اس شخص کی پیروی نہ کیجئے اور وہ اپنی خواہشات کا تابع ہے۔

یعنی جس شخص کو ہم نے قرآن سے پھیر دیا ہے اس کی اطاعت نہیں کرنی چاہیئے۔ اور فقراء سے دشمنی کر کے اپنے نفس کا تابع ہو گیا ہے تو اسکا حکم جاتا رہا۔ بے شک اللہ عزوجل نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فقراء کے ساتھ بیٹھنے کا حکم صادر فرمایا ہے اور قیامت تک تمام فقراء و مساکین کے لیے یہی حکم ہے۔ مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ فقراء سے محبت کرے اور ان سے بہتر برتاؤ کرے اور ان لوگوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ قیامت کے دن سرداری عطا فرمائے گا اور ان کی شفاعت کی امید ضروری ہے۔

فضیلت و کرامت کی حاصلگی

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیان ہے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بندہ قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں لایا جائے گا تو اللہ عزوجل اس سے اسطرح معذرت خواہ ہو گا جس طرح کہ دنیا میں باہمی طور پر معذرت کی جاتی ہے۔ پھر پروردگار عالم فرمائے گا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں نے دنیا کو تجھ سے اس لیے دور نہیں کیا تھا کہ اس طرح تیری توہین کی جائے بلکہ اس فضیلت و کرامت کے لیے ایسا کیا تھا کہ جو کہ تمہارے حق میں ہے۔ اے میرے بندے ان صفوں کی طرف جائیے اور ان لوگوں کو دیکھئے جنہوں نے تمہیں کھانا کھلایا تھا یا لباس پہنایا تھا پس اسکا ہاتھ پکڑ لائیے اور اسکا فیصلہ تو نے ہی کرنا ہے۔ اس روز لوگوں کی یہ حالت ہو گی کہ ان کے منہ میں پسینہ لگام دیئے کی طرح ہو گا اور وہ شخص صفوں میں جا کر اپنے خدمت گاروں کو پکڑ کر بہشت میں لے جائے گا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم نور مجسّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فقراء کی پہچان کر ان سے حسن سلوک سے پیش آؤ اس لیے کہ یہ بھی ایک دولت رکھتے ہیں۔ صحابہ کرام نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس کون سی دولت ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوا کہ قیامت کے روز ان سے کہا جائے گا کہ ان لوگوں کو دیکھے جنہوں نے تمہیں کھانا کھلایا تھا۔ پانی پلایا تھا اور لباس پہنایا تھا۔ ان کا ہاتھ پکڑیئے اور جنت میں لے جایئے۔

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقراء کے لیے پانچ قسم کی کرامات ہیں

پہلی قسم کی کرامت : نماز، روزہ اور صدقات وغیرہ میں ان کے عمل کا ثواب کسی مالدار کے ثواب سے عظیم درجہ زیادہ ہوتا ہے۔

دوسری قسم کی کرامت: جب وہ کسی چیز کی تمنا کرتے ہیں مگر وہ اسے حاصل نہیں کر سکتے ان کے لیے ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔

تیسری قسم کی کرامت: وہ بہشت میں سب سے پہلے داخل ہوں گے۔

چوتھی قسم کی کرامت: ان کا حساب محشر میں چنداں چنداں ہوگا۔ اور ندامت کامنہ قلیل طور پر دیکھیں گے۔ اس لیے صاحب ثروت آخرت میں تمنا کریں گے کاش کہ وہ فقیر ہوتے لیکن فقراء تمنا کریں گے کہ وہ امیر ہوتے۔

صدقہ کے درہم کی فضیلت

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان ہے کہ حضور سیّد کائنات فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ صدقے کا صرف ایک درہم ایک لاکھ درہم سے افضل ہے۔ بارگاہِ نبوی میں عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیسے؟ فرمایا کہ ایک شخص نے اپنی تجوری سے ایک لاکھ روپیہ نکالا اور صدقہ کر دیا جب کہ دوسرا دو درہم رکھتا تھا اس نے ان دو درہموں میں سے ایک درہم خوشی بخوشی صدقہ کر دیا تو اس طرح یہ ایک درہم والا دوسرے لاکھ درہم والے سے افضل ہوگا۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعض صحابہ کرام نے مجھ سے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ ہم ہنوز کوئی چیز دیکھتے ہیں لیکن سخت ضرورت کے باوجود بھی اسے خرید نہیں سکتے کیا اس طرح ہمیں کچھ ثواب ملے گا۔ آپ نے فرمایا کہ اس میں اگر تمہیں اجر نہ ملا تو پھر کون سی چیز میں ملے گا۔

ایک لاکھ دینار سے برتر ثواب

حضرت ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص بازار گیا اور اس نے کسی چیز کو دیکھا تو اس کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ اسے خریدوں مگر وہ خرید نہ سکا اور ثواب کے ارادہ سے صبر کیا تو یہ فی سبیل اللہ ایک لاکھ دینار کرنے سے بہتر ہے۔

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقراء کی فضیلت پر حجت و برہان ارشاد باری تعالیٰ عزوجل کہ :

وَ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ

اور نماز قائم کیجئے اور زکوٰۃ دیجئے اور رسول کی اطاعت کیجئے تاکہ تم پر رحم کیا جائے ۔

یعنی میرے لیے نماز قائم کیجئے اور فقراء کے لیے زکوٰۃ ادا کیجئے ۔ مطلب یہ کہ اللہ عزوجل نے فقراء کے حق کو اپنے حق کے ساتھ ملا دیا ہے ۔

فقیر کا طبیب ہونا

کہتے ہیں کہ فقیر صاحبِ ثروت لوگوں کا طبیب ہے ۔ دھوبی ہے ۔ قاصد ہے نگران ہے ۔ سفارشی ہے ۔ فقیر کو طبیب اس زمرے میں کہا گیا ہے کہ صاحب ثروت جب بیماری میں مبتلا ہوتا ہے تو فقراء کو صدقہ دے کر شفا حاصل کرتا ہے ۔ دھوبی اس لیے کہا گیا ہے کہ امیر جب اس کو صدقہ دیتا ہے تو وہ اس کے حق میں دعا کرتا ہے اس طرح غنی خود بھی پاک ہو جاتا ہے اور اسکا مال بھی پاک ہو جاتا ہے اور فقیر کو قاصد اس لیے کہا گیا ہے کہ مال دار اپنے ماں باپ یا عزیز و اقارب میں سے کسی ایک کے نام صدقہ کرتا ہے تو اسکا ثواب فوت شدہ کو پہنچاتا ہے ۔ تو گویا فوت شدہ تک ثواب پہنچانے کے لیے فقیر قاصد ٹھہرا ۔ اور فقیر کو نگران اس لیے کہا گیا ہے کہ غنی جب صدقہ کرتا ہے تو فقیر اس کے لیے دعا کرتا ہے تو غنی کا مال فقیر کی دعا سے پاک اور محفوظ ہو جاتا ہے ۔

مروی ہے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں جنتی بادشاہوں سے آگاہ کروں ۔ عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ۔ فرمایا یہ وہ کمزور اور مظلوم لوگ ہیں جو دنیا کی نعماء سے حصّہ نہیں اٹھا سکتے اور نہ ہی ان کے لیے ضروریات کے دروازے کھلتے ہیں ۔ وہ اپنی ضروریات اور اپنی خواہشات کو سینے میں ہی چھپا کر لقمۂ اجل ہو جاتے ہیں ۔ یہ لوگ اللہ عزوجل کی قسم کھالیں تو اللہ عزوجل ان کی بات کو پورا کرتا ہے ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

"جو شخص صاحبِ ثروت کی عزت کرتا ہے اور فقیر کو حقیر گردانتا ہے وہ لعنتی ہے۔"

حضرت سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہمارے صاحبِ ثروت بھائی ہمارے ساتھ انصاف نہیں کرتے حالانکہ وہ بھی کھاتے ہیں اور ہم بھی کھاتے ہیں۔ وہ بھی پیتے ہیں اور ہم بھی پیتے ہیں۔ وہ بھی پہنتے ہیں اور ہم بھی پہنتے ہیں۔ ان کے پاس فراواں مال ہے وہ ان کی طرف دیکھتے ہیں اور ہم بھی اسی طرف دیکھتے ہیں ان لوگوں کا محاسبہ ہوگا اور ہم محاسبہ سے محفوظ ہوں گے۔

فقراء اور اغنیاء کی پسندیدہ چیزیں

حضرت شفیق زاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول کہ فقراء کو تین چیزیں پسند ہیں اور اغنیاء کو بھی تین چیزیں پسند ہیں:

پہلی پسندیدہ چیز: فقراء کے لیے راحت نفس ہے۔

دوسری پسندیدہ چیز: فقراء کے لیے فراغتِ قلب ہے۔

تیسری پسندیدہ چیز: فقراء کے لیے ہلکے حساب کو اختیار کرنا ہے۔

اغنیاء کی پہلی چیز: مشقت نفس ہے۔

اغنیاء کی دوسری چیز: مشغولیت قلب ہے۔

اغنیاء کی دوسری چیز: شدت حساب کی پسندیدگی ہے۔

جھوٹا کون ہے

حضرت حاتم زاہد سے روایت ہے کہ جو شخص چار چیزوں کے بغیر چار چیزوں کا دعویٰ کرتا ہے وہ جھوٹا ہے:

پہلی چیز: وہ شخص جو محبت الٰہی کا دعویٰ کرتا ہے مگر گناہوں سے اجتناب نہیں کرتا۔

دوسری چیز: وہ شخص جو اللہ عزوجل کی اطاعت میں مال خرچ کیے بغیر جنت

سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے۔

تیسری چیز : جو شخص اتباع رسول کے بغیر محبت رسول کا دعویٰ کرتا ہے۔

چوتھی چیز : وہ شخص جو فقراء اور مساکین کی صحبت کے بغیر ارفع درجات کا دعویٰ کرتا ہے۔

اہل دانش کا قول

اہل دانش کا قول ہے کہ جس شخص میں یہ چار باتیں ہوں گی وہ تمام بھلائیوں سے محروم ہوگا۔

پہلی بات : اپنے ماتحتوں پر سختی کرنے والا۔

دوسری بات : والدین کا عاق شدہ۔

تیسری بات : غرباء کو حقیر جاننے والا۔

چوتھی بات : مساکین کو غربت کے سبب شرمندہ کرنے والا۔

حضور نبی پاک صاحب لولاک احمد مجتبیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے مجھے یہ وحی نہیں فرمائی کہ میں مال جمع کروں اور تاجروں میں شمار ہو جاؤں بلکہ مجھے یہ وحی فرمائی ہے کہ :

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝ اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید کر اور ساجدین میں ہو جاؤ اور آخر وقت تک اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ :

"اے لوگو! تنگ دستی اور فاقہ کی وجہ سے رزق حرام کی سعی نہ کرو میں نے محبوب خدا خواجہ ہر دوسرا صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ ترجمان سے سنا ہے اے اللہ مجھے فقیری میں موت دینا اور تونگری میں نہیں اور مجھے قیامت کے روز مساکین میں سے اٹھانا۔ کیونکہ ب

سے بڑا بدنصیب وہ شخص ہے جس پر دنیا کا فقر اور آخرت
کا عذاب جمع ہو جائیں۔

روایت ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس قادسیہ سے مال غنیمت آیا۔ آپ اسے الٹا سیدھا کر کے دیکھتے اور روتے رہے۔ تب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا حضرت آج تو خوشی کا یوم ہے اور آپ رو رہے ہیں۔ فرمایا تم نے سچ کہا مگر یہ مال جس قوم کے پاس آجاتا ہے ان میں دشمنی اور بغض ہویدا ہو جاتا ہے۔

فتنہ مال کا انکشاف

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر امت کے لیے ایک فتنہ رہا ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔

بارگاہِ الٰہی میں محبوبیت کا راز

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ کو سب سے زیادہ فقراء محبوب ہیں کیونکہ
تمام مخلوق میں سب سے زیادہ اللہ عزوجل کو محبوب انبیائے کرام
علیہما السلام ہیں اور تمام انبیاء فقیر تھے۔"

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ عزوجل نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ میرے بندوں میں سے ایک محبوب ترین بندہ لقمۂ اجل ہو رہا ہے جو کہ زمین والوں کا بھی محبوب ہے لہٰذا جا کر ان کے کفن دفن کا انتظام کیجئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے آبادی میں تلاش کیا مگر نہ ملا۔

پھر آپ نے مٹی اٹھانے والوں کو دیکھا اور ان سے دریافت کیا کہ تم نے آج یا کل کسی مردہ مریض کو پایا۔ ان میں سے ایک گویا ہوا کہ ہم نے ادھر ویرانے میں ایک مریض کو دیکھا ہے شاید کہ آپ کو اسی کی تلاش ہے۔ فرمایا ہاں۔ پھر آپ مریض کی طرف گئے جو زمین پر چت لیٹا ہوا تھا اور سر کے نیچے کچی اینٹ تھی جب اس کا وجود حرکت میں آیا تو اسکا سر اینٹ سے گر گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے روتے رہے۔ پھر بارگاہ الٰہی میں عرض کیا اے الٰہ العالمین! آپ کا فرمان تو تھا کہ یہ میرے محبوب ترین بندوں میں سے ہے مگر میں نے تو اس کے پاس کسی عبادت کرنے والے کو بھی نہیں پایا۔ پس اللہ عزوجل نے بذریعہ وحی فرمایا: اے موسیٰ میں اپنے جس بندے سے محبّت کرتا ہوں تو اس سے تمام دنیا کو دور کر دیتا ہوں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہے کہ دنیا میں وجود میں آنے والے پہلے دینا کو ابلیس نے پکڑا اور اسے اپنی آنکھوں سے لگا کر کہا کہ جو شخص تجھ سے محبّت کرے گا وہ میرا غلام ہو گا۔

ابلیس کا حضرت سلیمان سے ملاقات کرنا

حضرت وہیب ابن منبہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے بیان کیا کہ ابلیس نے ایک بوڑھے شخص کی شکل میں حضرت سلیمان علیہ السّلام سے ملاقات کی۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ابلیس سے دریافت کیا کہ تو حضرت عیسٰی ابن مریم کی امت کے ساتھ کیسا برتاؤ کرے گا۔ ابلیس بولا میں انہیں ایک معبود کی بجائے دو معبودوں کی پوجا کی دعوت دوں گا۔ پھر فرمایا کہ امت محمدیہ کے ساتھ کیسا برتاؤ کرے گا بولا کہ میں انہیں درہم و دینار میں لگا دوں گا یہاں تک کہ یہ کلمۂ توحید سے زیادہ ان کے طالب بن جائیں گے۔ حضرت سلیمان علیہ السّلام نے فرمایا اے ابلیس میں تجھ سے اللہ عزوجل کی پناہ کا خواہاں ہوں۔ پھر دیکھا کہ ابلیس غائب ہو گیا۔

فرشتہ کا زیارت نبوی کے لیے آسمان سے اترنا

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ

تعالیٰ عنہما کی سند سے روایت کیا کہ ہم حضورؐ پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں بیٹھے تھے اور حضرت جبرائیل امین علیہ السلام بارگاہِ نبوی میں حاضر تھے۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم یہ فرشتہ آسمان سے اترا ہے۔ یہ اس سے پہلے کبھی زمین پر نہیں آیا اور اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ نے اسے آپ کی زیارت کے شرف کے لیے بھیجا ہے۔ اتنے میں وہ فرشتہ بھی ظاہر ہو گیا اور عرض کرنے لگا۔ السلام علیک یا رسول اللہ۔ آپ نے جواب، دیتے ہوئے فرمایا وَعَلَيْكَ السَّلَامُ فرشتہ بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں گویا ہوا کہ اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ نے آپ کو تمام خزانے اور اس کی کلید عطا فرمائی ہیں۔ جو نہ تو اس سے قبل کسی کو ملی ہیں اور نہ ہی بعد میں دی جائیں گی اور نہ ہی اس سے آپؐ کے خزانۂ آخرت میں کمی رونما ہو گی۔ یا پھر اسے قیامت کے دن کے لیے ہی جمع کر دیا جائے۔ آپؐ نے فرمایا یہ سب کچھ میرے لیے قیامت کے دن کے لیے ہی جمع کیا جائے۔

وادئ بطحا کا سونے چاندی کی صورت میں پیش کیا جانا

حضرت عبدالوہاب بن یحییٰ نے بیان کیا کہ حضورؐ سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ مجھ پر مکہ شریف کی وادئ بطحا سونے چاندی کی بنا کر پیش کی گئی تو میں نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا الٰہی میں ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں اور ایک دن بھوکا رہوں اور پیٹ بھر کر تیری حمد و ثنا کروں۔ پس بھوکا رہوں اور اسی حالت میں تیری طرف آہ وزاری کروں۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ۔

پچیسواں باب

ترکِ دُنیا کا اظہار

دنیا کا ناک رگڑ کر آنا

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پُرنور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص آخرت کا قصد کرتا ہے اللہ عزوجل اس کے شمائل کو جمع کر دیتا ہے اور اس کے دل میں غنا ہویدا کر دیتا ہے اور اس کے پاس دنیا ناک رگڑتے ہوئے آتی ہے اور جو شخص دنیا کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ اس کے لیے اپنا حکم تبدیل کر دیتے ہیں اور اس کی محتاجی اس کے روبرو کر دیتے ہیں اور اسے دنیا اس قدر ہی نصیب ہوتی ہے جس قدر کہ اللہ کریم نے اس کے مقدر میں لکھ دی ہے۔

حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چٹائی پر تشریف رکھتے تھے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور آپ کے پہلو پر چٹائی کے نشان دیکھ کر آہ وزاری کرنے لگے۔ آپ نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے رونے کا سبب دریافت کیا تو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ مجھے قیصر و کسریٰ اور ان کی دنیاوی سہولتیں یاد آگئی ہیں۔ آپ تو اللہ کے محبوب اور رسول ہیں اور یہ حالت ہے کہ جسد اطہر پر چٹائی کے واضح نشانات نمودار ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن کو ان کے حصہ کی نعماء بعجلت دنیا میں مل گئیں اور ہماری نعماء کا حصہ آخرت میں ملے گا

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں تمہاری دو باتوں سے خائف ہوں:

پہلی بات: طویل امیدیں۔

دوسری بات: خواہشات کی پیروی۔

طویل امیدیں آخرت سے فراموش کر دیتی ہیں اور خواہشات کی پیروی حق سے

دور کر دیتی ہے۔ بے شک دنیا پیٹھ پھیر کر بھاگ چکی ہے جب کہ آخرت روبرو ہے اور لوگ ان دونوں کے ساتھ لٹکے ہوئے ہیں۔ سو تم آخرت کی فکر کرو۔ دنیا کی فکر نہ کرو۔ اس لیے کہ آج عمل کا دن ہے حساب کا دن نہیں ہے اور کل حشر کا دن ہوگا عمل کا دن نہیں ہوگا۔ یعنی آج زیادہ سے زیادہ عمل کیجئے تاکہ کل عمل پر اختیار نہ ہوگا۔

بندہ مومن کے لیے دو خطرات

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کے روز حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو خطبہ دیتے تھے۔ میں نے چار برس تک اسے تلاش کیا مگر وہ نہ ملا۔ پھر مجھے پتہ چلا کہ وہ خطبہ ایک انصاری صحابی کے پاس ہے جو جابر بن عبداللہ کے نام سے معروف ہے۔ میں ان کے ہاں گیا اور کہا کہ کیا آپ نے وہ خطبہ سنا ہے جو حضور نبی غیب داں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر جمعہ کو پڑھا کرتے تھے۔ وہ بولے ہاں! میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

"اے لوگو! بے شک تمہارے لیے علمی مراکز ہیں تم وہاں جایا کرو۔ تمہارے لیے وہاں درجات ہیں ان تک رسائی حاصل کرو۔ اور بلاشبہ مومن دو خطرات میں گھرا ہوا ہے۔ پہلا خطرہ یہ ہے کہ انہیں معلوم نہیں کہ اس کی پہلی عمر کے بارے میں اللہ عزوجل کیا فیصلہ ہے دوسرا خطرہ یہ کہ نامعلوم اس کی بقیہ زندگی کے بارے میں تقدیر میں کیا ہے لہٰذا بندے کو خود ہی سفر کا سامان تیار کرنا چاہیئے۔ اپنی زندگی سے موت کے لیے اپنی جوانی سے بڑھاپے کے لیے۔ کیونکہ دنیا تمہارے لیے پیدا کی گئی ہے اور تم آخرت کے لیے پیدا کیے گئے ہو۔ اور اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے موت کے لیے بعد استغفار کا کوئی موقع نہیں اور دنیا کے بعد گھر جنت میں ہے یا جہنم میں ہوگا۔ بس یہی کہتا ہوں۔ اللہ عزوجل میں میری اور تمہاری بخشش فرماتے۔"

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اللہ عزوجل کے راستہ میں بکثرت مال خرچ کیا کرتے تھے۔ آپ کی والدہ اور آپ کی ہمشیرہ آپ کا شکوہ لے کر حضرت

عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئیں اور کہنے لگیں کہ سہل کچھ بھی نہیں بچاتا اور ہمیں اس کے فقیر ہونے کا اندیشہ ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مبارک نے چاہا کہ ان کی تائید کی جائے مگر حضرت سہل گویا ہوئے اور کہا اے ابو عبد الرحمٰن اگر مدینے میں رہنے والا کوئی شخص رستاق میں جگہ خرید کر کے وہاں رہنا چاہے تو کیا وہ مدینہ میں اپنی کوئی جائیداد باقی رہنے دے گا۔ جب کہ وہ رستاق میں رہ رہا ہو۔ ابن مبارک نے کہا تب وہ مدینہ میں کچھ بھی رہنے دے گا۔ تو حضرت سہل بن عبد اللہ تستری نے کہا کہ جو شخص دنیا سے آخرت کے لیے انتقال کرنے کا پورا پورا ارادہ کر چکا ہو وہ دنیا میں اس قدر کیونکر مال جمع کرے گا۔

اہل عقل کا مدعائے حقیقیہ

حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل عقل آدمی دنیا میں قوت لاہوت پر ہی خوش ہوتا ہے وہ دنیا کا مال و متاع جمع کرنے میں مشغول نہیں ہوتا بلکہ وہ عمل آخرت میں مشغول ہوتا ہے کیونکہ آخرت سکون اور نعمتوں کا گھر ہے جب کہ دنیا فانی ہے۔ دھوکہ اور فتنہ والی جگہ ہے۔

حضرت ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زمین پر اتارا تو انہوں نے جنت کی خوشبو کی بجائے دنیا کی ہوا کو سونگھا تو اس کے تعفن کی وجہ سے چالیس دن تک بیہوشی کا عالم طاری رہا۔

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محفل میں حاضر تھا کہ ایک بہت خوبصورت، روشن چہرہ، حسین زلفیں، سفید رنگ اور سفید لباس والا شخص آیا۔ آکر بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سلام عرض کیا۔ آپؐ نے فرمایا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم دنیا کیا ہے؟ فرمایا۔ دنیا نیند کا خواب ہے مگر ایسے لوگ جزا و سزا کے مستحق ہوں گے۔ پھر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم جنت کیا ہے فرمایا ہمیشہ رہنے کی جگہ جہاں ایک جماعت جنت میں ہوگی اور دوسری جماعت دوزخ میں ہوگی۔ پھر عرض کیا یارسولؐ اللہ جنت کیا ہے۔ فرمایا دنیا

کا بدل جہاں تارک دنیا کو نعمتوں سے نوازا جائے گا۔ عرض کیا دوزخ کیا ہے؟ فرمایا دنیا کا بدل جس کے چاہنے والے کو ہمیشہ وہاں رہنا ہے۔ عرض کیا اس امت کے بہترین لوگ کون ہیں؟ فرمایا جو اطاعتِ خداوندی کے لیے عمل کرتے ہیں۔ عرض کیا دنیا کا قیام کتنا ہے؟ فرمایا جتنا قافلے سے بچھڑا ہوا کہیں ٹھہرتا ہے۔ عرض کیا دنیا و آخرت کے مابین کتنا فاصلہ ہے۔ فرمایا پلک جھپکنے جتنا فاصلہ ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر وہ شخص چلا گیا اور پھر نظر نہ آیا۔ حضور سیّد عالم نور مجسّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جبرائیل تھا۔ اس کے آنے کا مقصد آخرت کی رغبت اور دنیا سے بے رغبتی کا سبق سکھانا تھا۔

منقول ہے کہ حضرت سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ اللہ عزوجل نے کس وجہ سے آپ کو خلیل بنایا۔ فرمایا تین چیزوں کی وجہ سے آپ کو خلیل بنایا:

پہلی چیز: جب مجھے دو باتوں کا اختیار دیا گیا تو میں نے رضائے خدا عزوجل والی بات کو دوسری بات ترجیح دی۔

دوسری چیز: میں نے اپنی روزی کے بارے میں کبھی نہیں سوچا کیونکہ اللہ عزوجل میری کفالت کرنے والا ہے۔

تیسری چیز: میں نے صبح و شام کا کھانا کبھی مہمان کے بغیر نہیں کھایا۔

دانشوروں کا قول ہے کہ دل کی حیاتی چار چیزوں میں ہے:

پہلی چیز: علم حقیقی۔

دوسری چیز: رضائے الٰہی۔

تیسری چیز: قناعت پسندی۔

چوتھی چیز: زہد

علم سے رضائے الٰہی حاصل ہوتی ہے۔

رضا سے قناعت حاصل ہوتی ہے۔

قناعت سے زہد تک رسائی حاصل ہوتی ہے اور یہی دنیا سے بے رغبتی ہے۔

پھر فرمایا کہ زہد تین چیزوں کا نام ہے:

پہلی چیز: دنیا کی معرفت پھر اس کا چھوڑنا۔

دوسری چیز: خدمت مولا پھر اس میں ادب۔

تیسری چیز: آخرت کا شوق پھر اس کی طلب۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حکمت کا نزول آسمان سے دل پر ہوتا ہے مگر جس دل میں یہ چار باتیں ہوں اس میں حکمت نہیں ٹھہرتی۔

پہلی بات: دنیا کی رغبت۔

دوسری بات: کل کی فکر۔

تیسری بات: بھائی سے حسد۔

چوتھی بات: اہل دول سے محبت۔

پھر حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رضی اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص واقعی دانشور ہے جو تین کام سرانجام دے۔

پہلا کام: دنیا کو چھوڑ دے اس سے پہلے کہ دنیا اس کو چھوڑ دے۔

دوسرا کام: قبر میں داخل ہونے سے پہلے قبر کی تیاری کرے۔

تیسرا کام: اپنے پروردگار کو ملاقات سے پہلے راضی کرے۔

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے چھ باتوں کو دامن گیر کر لیا گویا اس نے بہشت کی تمنا اور دوزخ سے فرار ہونے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی:

پہلی بات: جس نے اللہ کی معرفت حاصل کرکے اس کی پیروی کی۔

دوسری بات: جس نے ابلیس کو پہچانا اور اس سے بچ گیا۔

تیسری بات: جس نے آخرت کی معرفت حاصل کی اور اس کی پیروی کی۔

چوتھی بات: جس نے باطل کو جانا اور اس سے خائف ہوا۔

پانچویں بات: جس نے دنیا کو پہچانا پھر اسے ترک کیا۔

چھٹی بات : جس نے آخرت کو پہچانا اور اس کی خواہش کی .

حضورِ نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے علی! چار باتیں ایسی ہیں جو بدبختی میں گنی جاتی ہیں ۔

پہلی بات : آنکھوں کا جمود .

دوسری بات : دل کی سختی .

تیسری بات : دنیا کی محبت ۔

چوتھی بات : طویل امیدیں ۔

دنیا کی بے ثباتی کا انکشاف

حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن صبح سویرے جبکہ ابھی کچھ اندھیرا ہی تھا حضور سیّد عالم نور مجسّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے ساتھ تشریف لے گئے اور فجر کی نماز ایک قبیلے کے کوڑے دان کے کچھ فاصلے پر ادا فرمائی ۔ وہاں ایک بکری کا بچہ دیکھا جس کی کھال کیڑوں سے پُر تھی ۔ حضور سیّد عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کو دیکھتے ہی اپنی اونٹنی روک دی تو دوسرے ساتھی بھی رک گئے ۔ آپ نے فرمایا تم یہ سمجھتے ہو کہ اس قبیلے کو اس بکری کے بچے کی کوئی ضرورت نہیں اور اس کی کوئی قیمت نہیں ۔ عرض کیا گیا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ نے فرمایا اس ذاتِ بابرکات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ کمتر ہے .

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے .

"مومن کے لیے دنیا قید خانہ ہے ."

"مومن کے لیے قبر قلعہ ہے ."

"مومن کا مسکن جنت ہے ."

"کافر کے لیے دنیا جنت ہے ."

"کافر کے لیے قبر جیل ہے"
"کافر کا مسکن دوزخ ہے"

الحاصل کلام

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے۔" اسکا مطلب یہ ہے کہ مومن کو دنیاوی انعامات جس قدر بھی میسّر ہوں وہ جنت کے مقابلے میں کوئی قیمت نہیں رکھتے یہ ایسے ہی ہے کہ جیسے کوئی قید میں ہو۔ کیونکہ مومن کو موت کے وقت جنت پیش کی جاتی ہے جس میں اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے اس کے لیے نعمتیں تیار کر رکھی ہیں۔ اسے دیکھ کر وہ خود کو قیدی جانتا ہے جب کہ کافر کو موت کے وقت بہشت پیش کی جاتی ہے جس میں پروردگار عالم نے اس کے لیے نعمتیں تیار کر رکھی ہیں وہ اس کو دیکھ کر اپنے آپ کو قیدی سمجھتا ہے جب کہ کافر کو عالم نزع میں دوزخ کا مشاہدہ کرایا جاتا ہے اور اس میں عذاب الٰہی دیکھ کر یہ سمجھتا ہے کہ آج تک وہ بہشت میں تھا۔ اس لیے دانشور انسان جیل میں کبھی بھی خوش نہیں رہتا لہٰذا اس پر لازم ہے کہ وہ دنیا کا مشاہدہ کرے اور دنیا کے بارے میں دی گئی مثالیں زیر غور لائے۔ یہ مثال اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہیں۔ نیز دانشوروں سے بھی کچھ مثالیں منقول ہیں کیونکہ مثالوں سے اشیاء کی حقیقت روشن ہو جاتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْأَرْضِ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَالْأَنْعَامُ حَتّٰى إِذَا أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ أَهْلُهَا أَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَا أَتٰهَا أَمْرُنَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا

دنیا کی زندگی کی مثال اس پانی کی سی ہے جسے ہم نے آسمان سے نازل کیا ہے پھر اس سے نباتات کو پیدا کیا جس کو انسان اور حیوان کھاتے ہیں۔ جب وہ بڑھیں تو زمین اس سے خوب مزین ہو گئی۔ اور اہل ارض نے یہ خیال کیا کہ وہ اس پر قادر ہیں۔ اس حالت میں

فَجَعَلْنَاهَا حَصِيدًا كَأَن لَّمْ تَغْنَ بِالْأَمْسِ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ۔

دن کو یا رات کو ہمارا فرمان عذاب آیا تو ہم نے اس کو اس طرح باطل کر دیا جیسا کہ وہاں کچھ اگا ہی نہیں تھا۔ اس طرح ہم اپنی نشانیاں کھول کر بیان کرتے ہیں غور و فکر کرنے والوں کے لیے۔

جاننا چاہیئے کہ ملک شام سے ایک شخص حضور سید عالم نور مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا آپ نے اس سے ان کی زمین کے بارے میں دریافت کیا اس نے وہاں کی زمین کی زرخیزی اور کثیر نعمت کا تذکرہ کیا۔ حضور سید عالم نور مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تمہارا وقت کیسا گزرتا ہے اس نے کہا مختلف قسم کے کھانے بنا کر کھاتے ہیں۔ پھر فرمایا جو کھانے تم کھاتے ہو بالآخر وہ کیا بن جاتے ہیں؟ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کے علم میں ہے کہ وہ کھانے ٹٹی اور پیشاب بن جاتے ہیں۔ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کی مثال بھی ایسی ہی ہے۔

دنیا۔ موت۔ قبر اور قیامت کا انکشاف

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

دنیا اللہ عزوجل کا کھیت ہے اور لوگ اس کی کھیتی ہیں۔

موت درانتی ہے اور موت کا فرشتہ کاٹنے والا ہے۔

قبر اس کی کھائی ہے۔

قیامت اس کا گودام ہے۔

جنت و دوزخ اس کی حرص و ہوا کا گھر ہے۔

ایک گروہ بہشت میں ہو گا اور دوسرا گروہ دوزخ میں ہو گا۔

حضرت لقمان حکیم کا قول: حضرت لقمان حکیم نے اپنے صاحبزادے

سے فرمایا کہ :

دو دنیا گہرا سمندر ہے جس میں بہت سے لوگ غرق ہو گئے ہیں. لہٰذا خشیت الٰہی کو اس میں کشتی بنا لے"۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

اِنّ اللہ عبادا فطنا طلقوا الدنیا وخافوا الفتنا
نظروا فیہا فلما علموا انہا لیست لحی وطنا
جعلوھا لجۃ واتخذوا صالح الاعمال فیہا سفنا

تحقیق اللہ عزوجل کے ذہین بندوں نے دنیا کو طلاق دی اور فتنوں سے خائف ہو گئے۔ انہوں نے اس میں دیکھا اور جانا کہ یہ دنیا زندوں کا وطن نہیں اس کو گہرا جان کر صالح اعمال کی کشتیاں چلائیں۔

پس انہی نیک اعمال میں تیری وہ پونجی ہے کہ جو تو اس کی کشتی میں اٹھاتے ہوئے ہے۔ اس کی حرص تیرا منافع ہے۔ اس کی موجیں تیرے دن ہیں۔ توکل سائبان ہے اللہ کی کتاب دلیل ہے۔ اور نفس کو خواہشات سے باز رکھنا اس کی رسیاں ہیں۔ قیامت وہ زمین ہے جہاں تجارت کی جاتی ہے۔ اس تجارت گاہ کا مالک پروردگار عالم ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ محشر کے دن کو مزین کر کے ٹہلتا ہوا لایا جائے گا اور کہے گی الٰہی مجھے اپنے خاصان کا مسکن بنا دے اللہ عزوجل فرمائے گا کہ تو کسی کام کی چیز نہیں اس لیے میں تجھے ان لوگوں کے لیے گھر کے طور پر پسند نہیں کرتا۔ تو بکھری ہوئی دھول بن جا تو وہ غبار بن جائے گی۔

دنیا کو عورت کی شکل میں لایا جانا :- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ قیامت کے روز دنیا کو ایک ایسی بدصورت بڑھیا کی صورت میں لایا جائے گا جس کی آنکھیں اندر کی طرف دھنسی ہوئی ہوں گی۔ دانت باہر کو نکلے ہوئے ہوں گے۔ دیکھنے والے اسے ناپسند کریں گے۔ پھر اسے لوگوں کے روبرو لاکر دریافت کیا جائے گا کہ کیا تم

اس سے واقف ہو؟ سب کہیں گے کہ ہم اس کے جاننے سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں تب کہا جائے گا کہ یہ وہی دنیا ہے جس پر تم فخر کیا کرتے تھے اور باہم قتل و غارت کرتے تھے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ دنیا کو دوزخ میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا تو وہ کہے گی الٰہی میرے پروردگار اور میرے دوست کہاں ہیں تو انہیں بھی ان کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔

جہنم کا ایندھن کون؟

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا کا چونکہ کوئی گناہ نہیں ہے اس لیے دنیا کو عذاب میں نہیں ڈالا جائے گا۔ لیکن اسے دوزخ میں اس لیے ڈالا جائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُوْنَ

تحقیق تم اور وہ جن کو تم بجز اللہ عزوجل پوجتے ہو دوزخ کا ایندھن ہیں تم اس میں داخل ہو گے۔

حالانکہ بتوں کو کوئی ایذا نہیں پہنچے گی لیکن بتوں کے پجاریوں کو اسطرح زیادہ تکلیف و حسرت ہو گی۔ اسی طرح دنیا کو بھی آگ میں ڈالا جائے گا تاکہ دنیا داروں کو تکلیف و حسرت ہو۔

الحاصل کلام مومن کے لیے ضروری ہے کہ وہ عقبیٰ کے لیے عمل کرے اور ضرورت سے زیادہ دنیا کے کاموں میں مصروف نہ رہے اور نہ ہی دنیا سے دل لگائے۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام کا فرمان بر روحِ ایمان

حضرت عیسٰی روح اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تم پر حیران ہوں کہ تم دنیا

حاصل کرنے کے لیے کام کرتے ہو حالانکہ دنیا میں تمہیں بغیر محنت کے روزی حاصل ہوتی ہے اور آخرت کے لیے تم کوئی محنت نہیں کرتے جس میں تمہیں بغیر محنت کے رزق نہیں ملے گا۔

دُنیا کی محبت کے نقصانات

حضرت ابو عبیدہ اسدی نے حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ جس دل میں دنیا کی محبّت بھر جاتی ہے اس میں تین باتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

پہلی بات : ایسی معروفیت جس سے نجات ملنا دشوار ہے۔

دوسری بات : وہ امیدیں جو ختم نہ ہوں۔

تیسری بات : وہ حرص جو ختم نہ ہو۔

یاد رہے کہ دنیا طالب بھی ہے اور مطلوب بھی ہے تو دنیا اس کی طالب ہے یہاں تک کہ وہ دنیا سے اپنا حصہ وصول کر لیتا ہے اور جس کو دنیا مطلوب ہے تو آخرت اس کی طالب ہے یہاں تک کہ موت اسے دبوچ لیتی ہے۔

ابو حازم فرماتے ہیں کہ میں نے دنیا کو دو چیزیں پایا ہے وہ یہ ہیں :

پہلی چیز : اس میں سے ایک چیز میری ہے جو مجھ سے کوئی نہیں لے سکتا۔

دوسری چیز : دوسری چیز دوسرے کی ہے جسے میں اس سے کبھی نہیں لے سکتا میری چیز دوسرے سے حفاظت میں ہے اور دوسرے کی چیز میرے ہاتھ سے حفاظت میں ہے۔ پھر ان دونوں میں سے کس چیز پر اپنی عمر گزار دوں۔ میں نے دنیا سے دو چیزیں حاصل کی ہیں۔ ایک چیز وہ جو میری موت سے بھی قبل اختتام پذیر ہو گی یعنی وہ مجھ سے سبقت لے گئی۔ دوسری وہ چیز ہے کہ اس سے قبل لقمۂ اجل ہو جاؤں گا اور اسے دوسروں کے لیے چھوڑ جاؤں گا۔ پھر ایسی دو چیزوں میں سے کس کے لیے اپنے پروردگار سے گناہ کروں۔

مروی ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیمار تھے اور حضرت سعد بن ابی وقاص

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی بیمار داری کے لیے گئے تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے رونا شروع کر دیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سلمان تمہارے رونے کی کیا وجہ ہے تم وہ خوش نصیب ہو جس سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہو کر اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نہ تو میں موت سے خائف ہو کر رو رہا ہوں اور نہ ہی مجھے دنیا کی حرص ہے۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے عہد لیا تھا کہ دنیا سے صرف اتنا حصہ لینا جتنا حصہ ایک سوار سفر کے خرچ کے لیے لیتا ہے جب کہ میرے گرد یہ سانپ اور بچھو ہیں۔ یعنی مال و اسباب جمع ہیں حالانکہ اس وقت ان کے پاس ایک پیالہ ایک لوٹا اور ایک گڑھا تھا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابو عبداللہ! ہمیں کوئی ایسی نصیحت کیجئے جس پر ہم آپ کے بعد عمل پیرا رہیں حضرت سلمان نے فرمایا اے سعد! کوئی ارادہ کر دیا کوئی فیصلہ کر دیا قسم کھا کر اس کو پورا کرو تو دائمی طور پر اللہ عزوجل کو یاد کرنا۔

حضرت ضحاک رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ بارگاہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے بڑا زاہد کون ہے؟ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قبر اور ان کے مصائب کو نہیں بھولتا اور جس نے فضول دنیاوی زینت کو ترک کر دیا۔ اور فانی دنیا پر باقی دنیا یعنی آخرت کو ترجیح دی اور اپنے آپ کو زندوں کی بجائے مردوں میں گنا۔

ایک دانشور کا قول ہے کہ ہم نے چار چیزوں کو طلب کیا لیکن اس کے حاصل کرنے کے طریقے میں ہم غلطی کھا گئے۔ وہ چار چیزیں یہ ہیں:

پہلی چیز: ہم نے غنا کو مال میں ڈھونڈا مگر وہ قناعت میں تھا۔

دوسری چیز: ہم نے راحت کو مال و دولت کی فراوانی میں ڈھونڈا مگر وہ قلت میں تھی۔

تیسری چیز: ہم نے عزت کو مخلوق میں ڈھونڈا مگر وہ پرہیز گاری میں تھی۔

چوتھی چیز: ہم نے نعمت کو کھانے پینے اور لباس میں ڈھونڈا مگر وہ پردہ پوشی

میں تھی۔

تین خصائل کا حصول

حضور سید الرسل امام السبل محبوب خدا خواجہ ہر دو سرا احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ جس کی اس حال میں صبح ہوئی کہ وہ دنیا میں بہت فکرمند تھا تو ایسے شخص کے دل میں اللہ عزوجل تین خصائل ہویدا فرما دیتا ہے۔

پہلی خصلت: وہ فکر جو کبھی اختتام پذیر نہ ہو۔

دوسری خصلت: وہ فقر جو کبھی اختتام پذیر نہ ہو۔

تیسری خصلت: وہ مشغولیت اور الجھنیں جو اختتام پذیر نہ ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ دنیا میں ہر شخص مہمان ہے اور مال عاریتاً رکھتا ہے۔ مہمان نے بالآخر ایک دن اپنے سفر پر جانا ہے اور مانگا ہوا مال واپس کرنا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"تمام برائیوں کو ایک گھر میں جمع کر دیا گیا ہے جس کی کلید زہد ہے۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے جب میرے مومن بندے پر دنیا کے مال کی زیادتی ہوتی ہے تو وہ خوش ہوتا ہے حالانکہ یہ خوشی اس سے ہٹا دی جاتی ہے اور اگر دنیا کی تنگی کر دوں تو وہ غمزدہ ہو جاتا ہے حالانکہ یہ اسے میرے قریب کر دیتی ہے۔ پھر آپ نے یہ آیۂ کریمہ پڑھی۔

اَیَحۡسَبُوۡنَ اَنَّمَا نُمِدُّہُمۡ بِہٖ مِنۡ مَّالٍ وَّ بَنِیۡنَ نُسَارِعُ لَہُمۡ فِی الۡخَیۡرٰتِ بَلۡ لَّا یَشۡعُرُوۡنَ	کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ جو ہم کو مال و اولاد دیتے ہیں ہم ان کے نفع کے لیے جلدی کر رہے ہیں۔ بلکہ یہ لوگ بے شعور ہیں۔

یعنی وہ یہ نہیں جانتے کہ یہ ان کے لیے فتنہ ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ ایک دن حضور سید عالم نور مجسم نبی کریم رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تشریف لائے اور فرمایا اے ابوذر! تیرے ساتھ ایک بہت ہی مشکل گھاٹی ہے صرف ہلکے پھلکے لوگ ہی اسے عبور کر سکتے ہیں۔ عرض کیا یا رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم میں ان دونوں لوگوں میں سے کن لوگوں میں ہوں۔ فرمایا تیرے پاس آج کے دن کا کھانا پینا ہے؟ عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! فرمایا کیا کل بھی توشہ ہے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک والسلام نہیں۔ فرمایا اگر تیرے پاس تین دن کا کھانا پینا ہوتا تو پھر تو بھاری بوجھ والوں میں گنا جاتا۔ اور اللہ و رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔

چھبیسواں باب

مسئلہ تقدیر کا اظہار

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے مجھے بچہ کہہ کر فرمایا کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ بتاؤں جن کے ذریعہ سے اللہ عزوجل تجھے فائدہ دے۔ میں نے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ارشاد فرمائیے تو آپ نے فرمایا:

تو اللہ عزوجل کو یاد رکھ وہ تجھے یاد رکھے گا۔

تو اس کی طرف متوجہ ہوگا تو اسے اپنے روبرو پائے گا۔

تو خوشحالی کے دنوں میں اس کی معرفت حاصل کر تو وہ تجھے سختی میں پہچانے گا۔

جب تو سوال کرے تو بارگاہِ الٰہی میں سوال کر اور اسی سے مدد طلب کر۔

جو کچھ ہونے والا ہے وہ لکھ کر قلم خشک ہوگیا ہے۔

اگر تمام مخلوق مل کر تجھے اس چیز کا فائدہ پہنچانے کا قصد کرے جو تیری تقدیر میں نہیں تو اس پر قادر نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح اگر تمام مل کر تجھے نقصان پہنچانے کا قصد کریں تو جو تیری تقدیر میں نہیں ہے تو وہ اس کی قدرت نہیں رکھتے۔

پس اللہ عزوجل کے لیے شکر و یقین کے ساتھ عمل کرتے رہو۔

ناپسندیدہ بات پر صبر میں بہت ہی فائدہ ہے۔

اللہ عزوجل کی مدد صبر کے ساتھ ہے۔

فرحت دکھ کے ساتھ ہے۔

تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ سے پچاس بزرگوں نے اس بات کو روایت کیا۔ آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ مجھ سے پانچ باتیں یاد کیجئے دو باتیں تو جوڑے جوڑے ہیں اور ایک بات اکیلی ہے۔ وہ یہ ہیں کہ :

پہلی بات : سوائے اپنے گناہوں کے کسی سے نہیں ڈرنا چاہیئے۔

دوسری بات : اپنے رب کے سوا کسی سے امید نہیں رکھنی چاہیئے۔

تیسری بات : نامعلوم چیز کے سیکھنے میں حیا کرنا چاہیئے۔

چوتھی بات : جس چیز کا علم نہ ہو اس کے اظہار پر شرم کرنی چاہیئے۔

پانچویں بات : جاننا چاہیئے کہ صبر کا درجہ تمام کاموں میں ایسا ہے جیسا کہ سر کا پورے بدن میں ہے۔

چھٹی بات : جب سر بدن سے جدا ہو جاتا ہے تو بدن بیکار ہو جاتا ہے۔

ساتویں بات : جب تمام امور میں صبر ختم ہو جاتا ہے تو وہ امور بھی بیکار ہو جاتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ میں کامل فقیہہ کی حقیقت سے آگاہ کروں۔ عرض کیا گیا ضرور کیجئے۔ فرمایا :

جو شخص لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں کرتا۔

جو لوگوں کو اللہ کی بخشش سے ناامید نہیں کرتا۔

جو تدبیر الٰہی سے لوگوں کو امان نہیں دیتا۔

جو لوگوں کو مزین کر کے معصیت الٰہی نہیں دکھاتا۔

جو اہل جنت عارفین کو وارثِ جنت نہیں بناتا۔

جو گنہگاروں کو دوزخی نہیں بناتا یہاں تک کہ اللہ عزوجل ان کے مابین خود فیصلہ فرما دیں۔ بے شک اس امت کے لوگ عذاب خداوندی سے کبھی نڈر نہیں ہوتے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے :

اِنَّهٗ لَا يَيْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ۔ تحقیق اللہ عزوجل کی رحمت سے صرف کافر لوگ ہی ناامید ہوتے ہیں۔

صبر کی اعمال میں امتیازی حیثیت

حضرت یزید رقاشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ جب بندہ قبر میں داخل ہوتا ہے تو نماز اور زکوٰۃ اس کے دائیں بائیں کھڑی ہوتی ہیں جبکہ اس پر حسن سلوک سایہ کئے ہوتا ہے۔ اس کے لئے صبر جھگڑتا ہے اور دوسرے اعمال سے گویا ہوتا ہے کہ تم بھی اپنے ساتھی کو عذاب سے بچاؤ۔ ورنہ میں تو اس کا حمایتی ہوں۔ ان روایات سے پتہ چلتا ہے کہ صبر تمام اعمال سے افضل ہے۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ — صابرین کو ان کا بے حساب اجر ملے گا۔

حضرت محمد بن مسلم نے بیان کیا کہ ایک شخص بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرا مال گیا اور میرا جسم بیمار ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اس آدمی میں کوئی خیر نہیں۔ جس کا نہ مال گیا ہو اور نہ ہی اس کا جسم بیمار ہوا ہو۔ بے شک اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ جب اپنے بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کو آزماتا ہے اور اس کی آزمائش صبر ہے۔

فرمان علی بزبان علی

حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

"اگر کوئی بادشاہ کسی وجہ کے بغیر کسی کو قید کر دے تو وہ اس قید میں مر جائے تو وہ شہید مرا۔ یوں اگر مار کھاتے کھاتے مر گیا تو بھی شہید مرا"

حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"اللہ عزوجل کے پاس بندے کے لیے ایک درجہ ہوتا ہے جہاں تک وہ اپنے عمل سے نہیں پہنچ سکتا حتیٰ کہ وہ کسی جسمانی بیماری میں پھنس جاتا ہے اور پھر وہ

اس درجہ تک پہنچ جاتا ہے۔

ایک حدیث شریف میں ہے "جب آیۂ کریمہ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِہٖ یعنی جو شخص برا عمل کرے گا وہ اس کی سزا پائے گا۔ نازل ہوئی تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اس آیۂ کریمہ کے بعد فرحت وخوشی کیسی ہے؟ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر اللہ عزوجل تیری مغفرت فرمائے کیا تو کبھی بیمار نہیں ہوا۔ کیا تو نے کوئی تکلیف نہیں دیکھی۔ کیا تجھے کوئی اذیت اور غم نہیں پہنچا۔ یہ تمام مصائب جو تجھے پہنچے ہیں یہ سب تیرے گناہوں کا کفارہ ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیۂ کریمہ اتری تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے اور فرمایا میرے اوپر ایک ایسی آیۂ کریمہ کا نزول ہوا جو میری امت کے لیے ساری دنیا کی نعمتوں سے بہتر ہے۔ پھر آپ نے مذکورہ آیت کریمہ پڑھی اور فرمایا: "جب بندہ کوئی گناہ کرلے اور اسے کوئی مصیبت وتکلیف پہنچے تو اللہ نہایت مہربان ہے وہ اسے دوبارہ عذاب میں مبتلا کرے گا"۔

صبر رسولانِ عظام کا طریقہ ہے

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا ہے کہ جاننا چاہیئے کہ کوئی شخص بھی خاصانِ خدا کے پسندیدہ لوگوں کے مقام تک سوائے سخت مصائب پر صبر کے کبھی بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے اپنے پیارے حبیب لبیب حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو صبر کا حکم فرمایا ہے:

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ — پس آپ صبر کریں جیسا کہ اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا۔

حضرت خباب بن ارت فرماتے ہیں کہ ہم بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ آپ اس وقت کعبہ شریف کے سایہ میں چادر کا تکیہ بنائے سو رہے تھے

ہم نے کفار کا شکوہ کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ دعا کیجئے تاکہ اللہ عزوجل ہماری استعانت فرمائے۔ آپ نیند سے بیدار ہو کر اٹھ کر بیٹھ گئے۔ آپ کا رنگ مبارک سرخ ہو گیا۔ پھر فرمایا کہ تم سے پہلے ایسے لوگ گزرے ہیں کہ ان میں سے ایک آدمی کو پکڑ کر گڑھا کھود کر اس میں رکھا جاتا اور اس کے سر پر آرا رکھ کر اسے چیر دیتے لیکن پھر بھی وہ اپنے دین سے منہ نہ موڑتا تھا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کے عظیم الشان شخص کو محشر کے دن پکڑ کر جہنم میں غوطہ دیا جائے گا۔ پھر جب اس کو نکالا جائے گا تو وہ جل کر سیاہ ہو گیا ہو گا۔ پھر اس سے کہا جائے گا کہ جب تو دنیا میں تھا تو کوئی بڑی نعمت تو نے حاصل کی تو وہ کہے گا نہیں بلکہ میں تو پیدا ہوتے ہی مصائب میں گرا ہوا ہوں۔ پھر دنیا کے ایک مصیبت زدہ کو لایا جائے گا۔ پھر اسے کچھ دیر کے لیے جنت میں ٹھہرایا جائے گا۔ پھر جب اسے نکالا جائے گا تو وہ چودہویں کے ماہتاب کی طرح روشن ہو گا۔ اس سے کہا جائے گا کہ تو نے کبھی دنیا میں مصیبت پائی تھی؟ وہ کہے گا نہیں بلکہ میں تو پیدا ہوتے ہی سے ایسی آسائشوں میں ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک احمد مجتبیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کے قریب نماز میں مشغول تھے اور ہم بھی موجود تھے۔ ابوجہل اور اس کے رفقاء بیٹھے تھے۔ ابوجہل کہنے لگا کہ کل جو اونٹ ذبح ہوئے تھے ان کی اوجھڑی کون لا کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر رکھے گا جب کہ آپ سجدہ میں ہوں گے۔ ایک بدبخت نے اوجھڑی لا کر آپ کے کندھوں پر حالت سجدہ میں رکھ دی۔ پھر انہوں نے ہنسنا شروع کر دیا۔ اور میں سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ کاش کہ میں اس قدر طاقت رکھتا ہوتا اسے اٹھا کر دور پھینک دیتا۔ جب حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح سربسجود رہے۔ سر اقدس نہ اٹھایا یہاں تک کہ کسی نے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو جا کر کہہ دیا۔ آپ کا اس وقت ابھی

بچپن تھا آ گرا وجھری کو آپ کے کندھے سے ہٹایا اور ان لوگوں کو برا بھلا کہا۔ پس جب آپ صلعم نے نماز مکمل کر لی تو اونچی آواز سے تین دفعہ یہ کلمات دہرائے اَللّٰھُمَّ عَلَیْکَ بِقُرَیْشٍ۔ اے اللہ قریش کو پکڑ لیجئے۔ جب ان بدبختوں نے آپ صلعم کے دعائیہ کلمات سنے تو مارے ڈر کے ان کی ہنسی ختم ہو گئی۔ آپ نے لفظ قریش کے علاوہ ابو جہل، عقبہ، عتبہ، شیبہ، ولید بن مغیرہ اور امامیہ بن خلف کا نام بھی لیا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اس ذاتِ بابرکات کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو برحق رسول بنا کر بھیجا میں نے ان بدبخت لوگوں کو جنگ بدر میں بری طرح ہلاک ہوتے دیکھا۔

مومن کے گناہ کا ازالہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ ایک پیغمبر نے بارگاہ خداوندی میں شکوہ کرتے ہوئے عرض کیا اے الہ العالمین مومن بندہ تیری اطاعت کرتا ہے اور گناہوں سے پرہیز کرتا ہے۔ مگر تو دنیا کو اس سے دور فرما دیتا ہے اور اسے مصیبتوں میں مبتلا کر دیتا ہے جبکہ کافر بندہ نہ تو تیری اطاعت کرتا ہے بلکہ اپنے گناہوں پر فخر کرتا ہے مگر تو مصائب سے اس کو دور فرما دیتا ہے اور اس کو کھلم کھلی دنیا دیتا ہے۔ پس اللہ عزوجل نے اس پیغمبر کی طرف وحی کی کہ بندے بھی میرے ہیں اور مصائب بھی میرے ہیں اور سب چیزیں میری تسبیح و تہلیل کرتی ہیں۔ اگر کوئی گناہ مومن سے سرزد ہو جاتا ہے تو دنیا کو اس سے دور کر دیتا ہوں اور اسے مصائب میں پھنسا دیتا ہوں تاکہ یہ اس کے گناہوں کا کفارہ بن جائیں حتیٰ کہ وہ مجھ سے ملاقات کرے اور میں اسے اس کی نیکیاں کا بدلہ دوں۔ جب کہ کافر کے لیے اس کی برائیوں کے باوجود رزق فراخ کر دیتا ہوں اور مصائب کو رفع کر دیتا ہوں یہاں تک کہ وہ مجھ سے ملاقات کرے گا اور اسے اس کی برائیوں کا عوضانہ دیا جائے گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید الرسل امام السبل احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ اللہ عزوجل جب بندے سے بھلائی یا محبت کا قصد فرماتا ہے تو اسے مصائب میں مبتلا کر دیتا ہے اور جب

وہ دعا کرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں پروردگار عالم یہ آواز تو مشہور ہے جب وہ دوبارہ دعا میں یارب پکارتا ہے تو اللہ عزوجل فرماتا ہے میں موجود ہوں جو مانگے گا عطا فرمایا جائے گا یا اس کے بدلہ میں آفات و بلیات سے نجات دے دوں گا۔ یا میرے پاس تیری وہ چیز رہے گی جو تیرے مانگنے سے افضل ہے۔ پھر قیامت کے روز اعمال والوں کو ان کے اعمال کا بدلہ میزان کے مطابق دیا جائے گا. نماز پڑھنے والوں کو۔ روزہ رکھنے والوں کو۔ متصدقین کو۔ اور حاجیوں کو ان کے اعمال کا بدلہ ملے گا. پھر مصیبتوں والوں کو لایا جائے گا اور ان کے لیے میزان نصب نہ ہوگا اور نہ ہی ان کا اعمال نامہ کھلے گا۔ ان پر اجر و ثواب کی فراوانی کردی جائے گی جیسا کہ دنیا میں ان پر مصائب کی بوچھاڑ تھی۔ دنیا میں عافیت کی زندگی گزارنے والے رشک سے کہیں گے کاش کہ ہمارے اجسام قینچیوں سے کاٹے جاتے.

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے :

"صابرین کو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا"

مومن و کافر کے ٹھکانے کی کیفیت کا اظہار

مروی ہے کہ زمانہ قدیم میں ایک مومن اور ایک کافر مچھلیوں کا شکار کرنے گئے دونوں اپنے اپنے معبود کا نام لے کر جال پھینکا۔ جب جال نکالا تو کافر کا جال مچھلیوں سے بھرا ہوا تھا اور مسلمان کا جال خالی تھا۔ کافر نے شام ہوتے تک اپنا تھیلہ مچھلیوں سے بھر لیا۔ مسلمان کے ہاتھ صرف ایک ہی مچھلی لگی مگر وہ بھی ہاتھ سے پھسل کر پانی میں چلی گئی۔ الغرض مسلمان خالی ہاتھ واپس ہوا جب کہ کافر کا تھیلا مچھلیوں سے بھرا ہوا تھا اس واقعہ سے مومن کے ساتھ فرشتے کو بھی شاق گزرا۔ لیکن وہ آسمان پر چلا گیا اور اللہ عزوجل نے فرشتہ کو مومن کا مقام بہشت میں دکھایا تو فرشتہ کہنے لگا واللہ! اس مقام کے مل جانے پر دنیا کے تمام مصائب برداشت ہو سکتے ہیں۔ پھر فرشتہ کو کافر کا ٹھکانہ جہنم میں دکھایا گیا تو فرشتہ نے کہا واللہ! اس ٹھکانے کے بعد دنیا کی نعمتوں کا ملنا سودمند نہیں.

کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ چار بندوں کے ذریعے چار بندوں پر حجت فرماتا ہے :

پہلا بندہ : مالدار پر حضرت سلیمان علیہ السّلام کے ذریعے ۔ مالدار جب کہے گا کہ مالی مصروفیات نے مجھے تیری عبادت سے بعید کر دیا تو اللہ عزوجل فرمائے گا کہ حضرت سلیمان علیہ السّلام سے بڑھ کر کون مالدار تھا ۔ اس مال نے سلیمان کو تو میری عبادت سے نہیں روکا ۔

دوسرا بندہ : غلاموں کو حضرت یوسف علیہ السّلام کے ذریعے ۔ جب غلام اپنی غلامی کا سبب بیان کرے گا کہ غلامی نے تیری عبادت سے مجھے بعید کیا تو اللہ عزوجل فرمائے گا کہ اس غلامی نے حضرت یوسف علیہ السّلام کو تو میری عبادت سے بعید نہیں کیا ۔

تیسرا بندہ : فقراء کو حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے ذریعے ۔ فقیر جب کہے گا کہ مجھے محتاجی اور تنگ دستی نے تیری عبادت سے بعید رکھا تو اللہ عزوجل فرمائے گا کہ تو عیسیٰ علیہ السّلام سے بڑھ کر تو تنگ دست نہیں تھا مگر ان کی تنگ دستی نے انہیں میری عبادت سے بعید نہیں کیا ۔

چوتھا بندہ : بیماروں کو حضرت ایوب علیہ السّلام کے ذریعے ۔ جب بیمار اپنی بیماری کو عبادت میں رکاوٹ بنائے گا تو اللہ عزوجل فرمائے گا کہ تیری بیماری ایوب علیہ السّلام کی بیماری سے زیادہ تو نہیں تھی مگر ان کی بیماری نے ان کو میری عبادت سے بعید نہیں کیا ۔

لہٰذا قیامت کے دن کسی کا کوئی عذر بھی بارگاہِ الٰہی میں قبول نہ ہوگا ۔

یاد رہے کہ نیک اطوار لوگ بیماری یا سختی پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں کیونکہ اس طرح گناہوں کا کفارہ ادا ہو جاتا ہے ۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ نے فرمایا :

لوگ فقر کو ناپسند کرتے ہیں مگر میں فقر کو محبوب رکھتا ہوں ۔

لوگ موت کو ناپسند کرتے ہیں مگر میں موت کو محبوب رکھتا ہوں۔
لوگ بیماری کو ناپسند کرتے ہیں مگر میں بیماری کو پسند کرتا ہوں۔ کیونکہ میرے گناہوں کا کفارہ ہیں۔
میں اپنے ربّ عزوجل کے حضور تواضع کے لیے فقر کو پسند کرتا ہوں اور رب عزوجل کے اشتیاق میں موت کو پسند کرتا ہوں۔
حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے تین چیزیں حاصل ہو گئیں اسے دنیا و آخرت کی بھلائی مل گئی۔
پہلی چیز: تقدیر پر راضی رہنا۔
دوسری چیز: مصیبت پر صبر کرنا۔
تیسری چیز: خوشحالی پر دعا کرنا۔
حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات چت سیدھے لیٹے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے آکر اس طرح لیٹنے کا سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا بھوک کے سبب سے یہ سن کر اس شخص نے رونا شروع کر دیا۔ اور مزدوری کرنے چلا گیا۔ چند کھجوروں کے بدلے پانی کے کچھ ڈول نکالے۔ پھر وہی کھجوریں لے کر بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو گیا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ یہ سب کچھ تو نے میری محبت کے لیے کیا۔ وہ بولا حقیقت ہے یا رسول اللہ واقعی میں آپ سے محبّت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا، اگر تو سچا ہے تو پھر مصائب کے لیے تیار ہو جا۔ واللہ! جو لوگ مجھ سے محبّت کرتے ہیں ان کی طرف مصائب اس سیلاب سے بھی زیادہ تیز آتے ہیں جو پہاڑ کی چوٹی سے نیچے گر رہا ہے۔

مصائب زدہ لوگوں کا انکشاف

حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ حضور سید النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جسے اس کی پسند کی چیزیں مل رہی ہوں

درانحالیکہ وہ بہت گناہ گار ہو کہ جان لیجئے کہ یہ ڈھیل ہے۔ پھر یہ آیہ کریمہ پڑھی۔

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ۔

جب انہوں نے اس نصیحت کو بھلا دیا جو انہیں کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر شے کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ وہ ان کو دی گئی چیزوں کو خوش ہو گئے تب ہم نے اچانک انہیں دبوچ لیا پھر وہ مایوس ہو کر رہ گئے۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کیا گیا کہ وہ کون لوگ ہیں جو سب سے زیادہ مصائب میں گر جاتے ہیں؟ فرمایا انبیاء علیہم السلام۔ صالحین عظام۔ پھر اسی طرح درجہ بدرجہ لوگ مصائب میں مبتلا ہوتے ہیں۔

یاد رہے کہ تین باتیں نیکی کے خزانوں میں سے ہیں۔

پہلی بات : صدقہ کا چھپانا۔

دوسری بات : تکلیف کا چھپانا۔

تیسری بات : مصائب کا چھپانا۔

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسٰی روح اللہ ابن مریم سلام اللہ علیہا کے حواری کی ایک کتاب میں میں نے لکھا ہوا پڑھا کہ تیرے ساتھ جب مصائب و تنگ دستی کا معاملہ ہو تو خوشی کا اظہار کر۔ تیرے ساتھ نبیوں اور صالحین جیسا معاملا ہوا۔ اور جب تیرے ساتھ خوشحالی کا معاملہ ہو تو پھر خود پر رویا کر کیونکہ تیرے ساتھ اسی طرح کے لوگوں کا معاملہ ہو گا۔

منقول ہے کہ اسی طرح کی وحی اللہ عزوجل نے حضرت موسٰی علیہ السلام کی طرف فرمائی تھی۔

حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ :

"وہ جس کے پاس مال کم ہو اور کنبہ بڑا ہو۔ اس کی نماز اچھی ہو۔ وہ مسلمانوں کی غیبت نہ کرتا ہو وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہو گا۔"

اسی طرح پھر آپ نے دو انگلیوں کو ملا کر اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے معبود برحق کی قسم! میں اپنے سینے پر بھوک کی وجہ سے دباؤ دے کر لیٹا تھا اور کبھی شکم پر پتھر باندھ لیتا تھا۔ بھوک کے باعث۔ میں ایک روز صحابہ کی گزرگاہ پر بیٹھ گیا۔ جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا تو میں نے ان سے ایک آیۂ کریمہ کا مفہوم دریافت کیا جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ مجھے اپنے گھر لے جائیں۔ وہ چلے گئے اور مجھے ساتھ نے کر نہ گئے۔ پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا تو میں نے ان سے بھی اسی آیۂ کریمہ کے بارے میں سوال کیا مگر انہوں نے بھی میرا ساتھ نہ دیا اور چلے گئے۔ پھر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا تو آپ نے مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا اور میرے دل کی بات جان لی۔ پھر فرمایا اے ابوہریرہ میں نے عرض کیا حاضر ہوں یارسول اللہ! فرمایا حق میرے ساتھ ہے اور میں آپ کے ساتھ چل پڑا۔ میں نے اجازت لی آپ نے اجازت دے دی اور میں اندر گھر میں داخل ہو گیا۔ تب میں نے پیالے میں دودھ رکھا ہوا پایا۔ آپ نے دریافت کیا یہ کہاں سے آیا ہے۔ عرض کیا گیا یہ ہدیہ کے طور پر آیا ہے۔ فلاں مرد و عورت کی طرف سے آیا ہے۔ آپ نے فرمایا ابوہریرہ جائیے اور اہل صفہ کو میرے پاس بلا لائیے۔ حضرت ابوہریرہ کا قول ہے کہ میں نے محسوس کیا کہ ایک دودھ کا پیالہ تمام اہل صفہ کے لیے کس طرح پورا ہو گا۔ جبکہ میں مستحق تھا اور اسے پی کر کچھ طاقت حاصل کر سکتا لیکن اللہ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت ضروری تھی۔ لہٰذا میں ان تمام اہل صفہ کو بلا لایا۔ وہ آکر مجلس میں بیٹھ گئے۔ پھر آپ کے حکم پر میں نے وہ پیالہ ایک ایک کو دینا شروع کر دیا۔ وہ پیٹ بھر کر پیالہ مجھے دے دیتا۔ یہاں تک کہ حضور سید عالم نور مجسم احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی باری آگئی۔ آپ نے پیالہ ہاتھ میں لے کر فرمایا ابوہریرہ اب میں اور تو رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ نے سچ فرمایا ہے۔ پھر فرمایا بیٹھ

اور پی۔ لہٰذا میں بیٹھ گیا اور دودھ پیا۔ آپ نے فرمایا اور پیجئے۔ میں نے اور پیا۔ آپ فرماتے رہے اور میں دودھ پیتا رہا۔ حتیٰ کہ عرض پرداز ہوا اس ذات بابرکات کی قسم جس نے آپ کو رسول برحق بنا کر مبعوث فرمایا اب تو حلق سے نیچے نہیں جاتا۔ پھر میں نے وہ پیالہ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپؐ نے بچا ہوا دودھ پی کر اللہ عزوجل کا شکریہ ادا کیا۔

صبر کا بدلہ عجیب ہے کوئی صبر کر کے دیکھ لے

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمر قندی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے کفار کے ہاتھوں تکالیف اذیات اٹھائیں بھوک سے نڈھال رہے لیکن وہ اس پر صابر رہے یہاں تک کہ اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ نے ان کو فراخی عطا فرمائی۔ جو صبر کرتا ہے اللہ عزوجل اس کو فراخی عطا فرماتا ہے۔ بے شک فراخی صبر کے ساتھ ہے۔ اور مشکلات کے ساتھ آسانی ہے۔

حضرت مسلم بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں بحرین میں ایک ایسی عورت کے ہاں مہمان ہوا جس کے پاس بیٹے۔ غلام اور مال و منال وافر مقدار میں تھا لیکن میں نے دیکھا کہ وہ غمزدہ ہے۔ میں نے جاتے وقت اس عورت سے کہا کہ اگر کوئی کام ہو بتایئے اس نے کہا ہاں اگر تمہارا دوبارہ ہمارے شہر میں آنا ہو تو قیام میرے پاس کرنا۔ کئی سال بعد میں پھر دوبارہ وہاں گیا تو اس کے دروازے پر کسی دربان کو نہ دیکھا۔ میں نے اندر جانے کے لیے اجازت مانگی۔ اندر گیا تو اسے مارے خوشی کے ہنستے ہوئے دیکھا۔ میں نے اس سے کہا۔ ایسا خوشی سے ہنسنا کیسا ہے؟ وہ کہنے لگی کہ آپ کے جانے کے بعد ہم نے جو مال بھی سمندری راستے سے بھیجا وہ غرق ہو گیا۔ غلام رخصت ہو گئے۔ بچے وصال کر گئے میں نے کہا اس روز تو میں نے تجھے غمزدہ دیکھا تھا اور آج تو خوش ہے اللہ تم پر رحم فرمائے کہنے لگی ہاں جس وقت میرے ہاں دنیا وافر مقدار میں تھی تو میں ڈرتی تھی کہ کہیں میری نیکیوں کا بدلہ مجھے اللہ عزوجل نے دنیا میں ہی نہ دے دیا ہو۔ جب میرا مال و منال اور میری اولاد اور میرے غلام رخصت ہو گئے تو مجھے یہ آس لگی کہ بارگاہ الٰہی میں میرے لیے خیر جمع

ہے۔ اس لیے میں اب خوشی کا اظہار کر رہی ہوں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ ایک صحابی نے ایک عورت کو دیکھا جس سے وہ شرف ایمان سے پہلے واقف تھے۔ اس سے گفتگو کی اور چل دیئے وہ بھی چلی گئی مگر وہ صحابی پیچھے مڑ کر اس کو دیکھتے جا رہے تھے کہ دیوار سے ٹکرا گئے۔ جس سے صحابی کا چہرہ نشان زدہ ہو گیا۔ پھر حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سارا واقعہ سنایا تو آپ نے فرمایا کہ جب اللہ عزوجل کسی بندے کی بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دنیا میں ہی سزا دے دیتا ہے۔

دُنیا میں مصائب آنے کا سبب

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ کیا میں تمہیں سب سے زیادہ آس امید والی آیۂ کریمہ نہ بتاؤں۔ عرض کیا گیا یا حضرت ضرور بتائیے تو آپ نے مندرجہ ذیل آیۂ کریمہ پڑھی۔

وَمَا اَصَابَكُمْ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْ عَنْ كَثِيْرٍ.

اور جو تمہیں مصیبت پہنچی ہے وہ تمہارے ہاتھوں سے کیے ہوئے کاموں سے ہے اور بہت سے تو معاف کر دیتے ہیں۔

پس دنیا میں مصائب گناہوں کی وجہ سے آتے ہیں

الحاصل کلام پھر جب اللہ عزوجل کو دنیا میں سزا دیتا ہے تو یہ اس کے فضل وکرم سے نہیں ہے کہ اسے دوبارہ سزا دی جائے۔ اور جیسے دنیا میں معاف فرما دے تو پھر یہ بھی اس کے فضل وکرم سے نہیں ہے کہ محشر کے روز اسے سزا دے۔

گناہوں کا باطل ہو جانا

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"مومن کو جو مصیبت پہنچتی ہے یہاں تک کہ کانٹے کے برابر یا اس سے بھی کم تو اللہ عزوجل اس کے بدلے اس بندے کے گناہوں کو باطل کر دیتا ہے۔"

ستائیسواں باب

مصائب پر صبر کا اظہار

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے صاحبزادے کی وفات پر حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میری طرف خط تحریر فرمایا کہ یہ خط محمد رسول اللہ کی جانب سے معاذ بن جبل کے لیے ہے کہ میں معبود برحق کی حمد کرتا ہوں۔ اللہ عزوجل تیرے لیے دگنا اجر دے اور تجھے صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے مجھے اور تجھے شکر کی توفیق مرحمت فرمائے۔ پھر ہمارے مال و منال۔ ہماری جانیں۔ ہمارے گھر والے۔ ہماری اولاد اور ان کے احوال و منال۔ یہ سب اللہ عزوجل کے بہترین عطیات ہیں۔ اور وہ ہمارے پاس نفع حاصل کرنے کے لیے امانت ہیں جن کو وہ معین وقت پر ہم سے واپس لے لیتے ہیں۔ پھر جو کچھ اس نے ہمیں عطا فرمایا ہے اس کا شکر بجا لانا ہم پر واجب ہے۔ اگر ابتلا درپیش ہو تو صبر کا دامن تھامنا چاہیئے تیرا فرزند انہی عطیات میں سے ایک بہترین عطیہ تھا۔ جس سے فائدہ حاصل کرنے کا موقع دیا اور اجر عظیم کے بدلہ واپس بلا لیا۔ بشرطیکہ تو ثواب کی امید پر صبر کرے۔ اس لیے اے معاذ ایسا کبھی نہ کرنا اور نہ رونا پیٹنا اور ماتم وغیرہ کرنا تیرا اجر ختم کر دے گا اور تجھے اس سستی پر ندامت کا سامنا ہوگا۔ اگر تو اپنی مصیبت کو دیکھ لے تو تو یقین کرے گا کہ وہ مصیبت تیرے اجر سے بہت ہی تھوڑی ہے اور جان لے کہ رونا پیٹنا مردے کو واپس نہیں لاتا اور نہ ہی غم کو مٹاتا ہے۔ اس حادثے سے خود کو دور لے جا۔ یہی مصیبت تجھ پر بھی آئے گی بلکہ یوں سمجھئے کہ آ ہی گئی ہے۔ والسلام۔

الحاصل کلام حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ آخری فقرے کا مطلب یہ ہے کہ اپنی موت کی فکر کیجئے اس طرح تمہارا غم جاتا رہے گا۔

فرمانِ رسول برحکمتِ ازلیہ ابدیہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ:

جو شخص دنیاوی غم میں مبتلا ہو کر صبح کرتا ہے گویا وہ اللہ عزوجل پر ناراض ہو کر صبح کرتا ہے۔

جو کسی مصیبت پر شکوہ کرتا ہے گویا وہ اللہ عزوجل پر شکوہ کرتا ہے۔

جو شخص مال حاصل کرنے کی نیت سے کسی مالدار کے آگے تواضع کرتا ہے تو اللہ عزوجل اس کے عمل کے دو تہائی ثواب کو باطل کر دیتا ہے۔

جو شخص قرآن کا علم رکھتا ہو اور اس پر عمل پیرا نہ ہو اور دوزخ میں چلا گیا تو وہ اللہ عزوجل کی رحمت سے دور رہا۔ گویا اس نے قرآن کی حرمت نہ کر کے اس نے یہ سب کچھ اپنے ساتھ آپ کیا ہے۔

تورات کی چار سطور کا انکشاف

حضرت وہب ابن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تورات میں چار سطور دیکھیں وہ یہ ہیں۔

پہلی سطر: جو شخص کتاب اللہ کو پڑھنے کے بعد یہ خیال کرے کہ اس کی مغفرت نہیں ہوتی تو اس نے اللہ کی آیات کے ساتھ مذاق کیا۔

دوسری سطر: جس نے پیش آنے والی مصیبت پر شکوہ کیا گویا اس نے اپنے رب پر شکوہ کیا۔

تیسری سطر: کسی کی موت پر غمگین ہونا بلکہ رب کے فیصلہ پر غصہ کرنا ہے۔

چوتھی سطر: مالدار کے آگے تواضع کرنے والے کے دو تہائی حصے ضائع ہو جاتے ہیں۔ یعنی اس کے یقین میں نقص ہوتا ہے۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"جس کے تین بچے فوت ہو جائیں اسے دوزخ سے رہائی مل جائے گی۔ وہ صرف بحکم خداوندی اسے عبور کرے گا۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"جس مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچے چہ جائیکہ وہ پرانی ہی کیوں نہ ہو۔ اس پر جب بھی وہ "اِنَّ لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن" پڑھے گا۔

تو وہ پہلی مرتبہ پڑھے گا اجر پائے گا۔"

حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر جب بچہ پیدا ہوتا تو آپ اسے ساتویں روز لے لیتے تھے۔ دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اس لیے تاکہ اس کی کچھ محبت میرے دل میں واقع ہو جائے۔ اور اگر یہ مر جائے تو مجھے اس کا زیادہ اجر ملے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک بچے کو لے کر آتا تھا۔ وہ بچہ فوت ہو گیا تو چند روز وہ شخص بارگاہ نبوی میں حاضر نہ ہو سکا۔ آپ نے اس کے حاضر نہ ہونے کی وجہ صحابہ کرام سے دریافت کی۔ تو عرض کی گئی یا رسول اللہ اس کا وہ بچہ فوت ہو گیا ہے جو آپ نے دیکھا تھا۔ آپ نے فرمایا ایسا ہونے پر مجھے اطلاع کیوں نہ دی گئی۔ آیئے ہم اپنے بھائی سے تعزیت کریں۔ جب آپ اس کے گھر میں داخل ہوئے تو اسے غمزدہ دیکھا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے تو بڑھاپے میں اس سے امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں۔ آپ نے فرمایا کیا تیرے لیے یہ آسانی نہیں ہے کہ جب اس بچے کو قیامت کے روز کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جا تو وہ عرض کرے گا اے الٰہ العالمین میرے ماں باپ۔ اسے تین دفعہ جنت میں داخل ہونے کے

لیے کہا جائے گا مگر وہ ہر دفعہ ماں باپ کی سفارش کرے گا۔ حتیٰ کہ اللہ عزوجل اس کی سفارش کو قبول فرما کر تم سب کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ اس شخص کا سنتے ہی غم دور ہو گیا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تعزیت کرنا طریقہ نبوی ہے کیونکہ مصیبت پہنچے تو چاہیئے تو ضروری ہے کہ اپنے بھائیوں کی تعزیت کی جائے۔

عیادت کرنا کیسا ہے؟

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں سوال کیا کہ مریض کی تیمارداری پر کتنا اجر ملتا ہے؟ فرمایا تیمارداری کی وجہ سے وہ شخص گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ ابھی پیدا ہوا ہے۔

جنازے کے ساتھ چلنا کیسا ہے؟

پھر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کیا جنازے کے ساتھ چلنے پر کتنا اجر ملتا ہے۔ فرمایا ایسے شخص کی موت کے وقت میں ملائکہ بھیجوں گا جو اس کی قبر تک جھنڈے لیے جائیں گے۔ پھر محشر کا دن بھی ایسا ہی ہو گا۔ عرض کیا کسی مبتلائے غم کی تعزیت کا کیا اجر ہے؟ فرمایا جس روز کوئی سایہ نہ ہو گا اس روز میں اسے اپنے عرش کے سایہ کے نیچے رکھوں گا۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنے فرزند کی وفات پر بہت دکھ ہوا تو آپ کے پاس دو ملائکہ انسانی صورت میں کسی بات کا تنازعہ لے کر آئے۔ ایک کہنے لگا کہ میں نے فصل بوئی تھی اور ابھی کاٹی نہیں کہ یہ شخص وہاں سے گزرا اور فصل خراب کر دی۔ آپ نے دوسرے سے دریافت کیا تو وہ کہنے لگا کہ میں راستے پر جا رہا تھا کہ آگے اس کی فصل آ گئی۔ میں نے فصل کو ادھر ادھر کیا اور اپنا راستہ بنایا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پہلے شخص

سے فرمایا کہ تو نے راستہ کے اوپر فصل کیونکر بوئی تھی؟ کیا تو جانتا نہیں تھا کہ راستہ لوگوں کی گزرگاہ ہے۔ تب فرشتہ نے کہا کہ آپ اپنے فرزند کی وفات پر اتنے غمگین کیوں ہیں۔ آپ کو معلوم نہیں کہ موت آخرت کی راہ ہے۔ حدیث میں لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں توبہ کی اور اس کے بعد اپنے فرزند کی وفات پر جزع فزع نہ کی۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو سفر کے دوران اپنی صاحبزادی کی موت کی اطلاع ملی تو آپ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ پڑھ کر کہا چھپانے کی چیز تھی جسے اللہ عزوجل نے چھپا لیا۔ ایک امانت تھی جسے رب تعالیٰ عزوجل نے سنبھال لیا اور اللہ عزوجل نے اجرِ ثواب کو میری طرف چلایا ہے۔ پھر سواری سے اتر کر دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر فرمایا ہم نے اللہ عزوجل کے حکم یعنی صبر اور نماز سے امداد حاصل کیجئے کے مطابق صبر کیا ہے۔

حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگر جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اِنَّا لِلّٰہ پڑھ لیا کرو۔ یہ بھی ایک مصیبت ہے۔"

حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی غیب داں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب بھی کوئی مصیبت پہنچے تو اِنَّا لِلّٰہ پڑھ لیا کرو یہی اللہ عزوجل کا حکم ہے"۔

اور یہ دعا مانگے:

"اَللّٰھُمَّ اَجِرۡنِیۡ فِیۡ مُصِیۡبَتِیۡ خَیۡرًا مِّنۡھَا"

تو اللہ عزوجل اس کے ساتھ ویسا ہی فرماتے ہیں۔

حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے شوہر ابو سلمہ کی موت پر کہتی تھی کہ اب میں ابو سلمہ جیسا شوہر کس طرح پاؤں گی لیکن اللہ عزوجل نے مجھے محبوب خدا خواجہ ہر دو سرا صلی اللہ علیہ وسلم جیسا خاوند عنایت فرمایا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

" مصیبت کے وقت ران پر ہاتھ مارنے سے اجر جاتا رہتا ہے۔ اور بعد از مصیبت جو اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھتا رہے گا اللہ عزوجل اسے پہلے دن کی طرح اجر عنایت فرماتا رہے گا۔"

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ عقل مند پر لازم ہے کہ مصیبت کے ثواب پر غور کرے اور محشر کے دن جب وہ اس اجر کو دیکھے گا تو کہے گا کہ کاش میری اولاد اور میرے قریبی مجھ سے پہلے لقمۂ اجل ہو جاتے تو اس مصیبت پر صبر کا اجر حاصل کرتا۔

ثواب کے ارادہ سے مصیبت پر صبر کرنے پر اللہ عزوجل نے بہت بڑے ثواب کا وعدہ فرمایا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ۔

اور البتہ ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ خوف اور کچھ بھوک اور کچھ مال و جان اور پھلوں کی کمی بیشی کی وجہ سے اور آپ صبر کرنے والوں کو بشارت دیجئے کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچے تو کہیں ہم اللہ عزوجل کے لیے ہیں اور ہم اس ہی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ عزوجل کی طرف سے رحمتیں ہیں اور عنایات ہیں اور وہی لوگ ہدایت پر ہیں۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ کسی مصیبت پر اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھنا اس امت کے سوا کسی دوسری امت کو تعلیم نہیں دیا گیا اگر کسی دوسری امت کو عطا ہوتا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کو ضرور ملتا۔ آپ نے تو فرزند دلبند کی مصیبت پر یَا اَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ یعنی ہائے افسوس یوسف پر فرمایا تھا۔ اِنَّا لِلّٰہِ

وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ نہیں پڑھا تھا۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ دو اجر بہت ہی نافع ہیں۔ اور علاوہ ازیں بھی بہت نافع ہیں۔ اُولٰٓئِکَ عَلَیْہِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّہِمْ وَ رَحْمَۃٌ۔ یہ دو اجر ہیں اور وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُہْتَدُوْنَ یہ علاوہ ازیں ہے۔

مروی ہے کہ جب حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرزند دلبند نے وصال فرمایا تو آپ کے رونے سے آنسوؤں سے آپ کی آنکھیں تر ہو گئیں۔ حضرت عبدالرحمٰن نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپؐ نے تو رونے سے منع کیا ہوا ہے پھر آپ رو رہے ہیں۔ فرمایا نہیں صرف نوحہ بازی اور جزع فزع سے منع کیا ہے۔ یہ دونوں آوازیں نادانوں کی اور بیہودہ لوگوں کی ہیں۔ چہرہ پیٹنے اور گریبان پھاڑنے اور شیطانی حرکات سے منع فرمایا ہے۔ اس لیے کہ گانے کی آواز لہو و لعب اور شیطانی مزامیر ہے۔ لیکن ایسا خاموشی سے رونا رحمت ہے جو رحم دل لوگوں کے دلوں میں اللہ عزوجل ڈالتا ہے اور جو رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔

پھر فرمایا کہ:

"دل کی غمگینی سے رونا اور آنکھ سے آنسو بہانا رحمت ہے ہم وہ بات نہیں کہتے جس سے پروردگار عالم ناراض ہو جائے۔

پانچ اشیاء کی عنایات میں راز منیفہ

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ نے خطاء ونسیان اور مجبوری۔ جس چیز کی تم طاقت نہیں رکھتے تم سے ان کا حکم اٹھا لیا ہے اور ضرورت کے مطابق بعض محرمات کو تم پر حلال فرما دیا ہے اور تمہیں پانچ چیزیں عطا فرما دی ہیں:

پہلی چیز: یہ دنیا تمہیں صرف اپنے فضل عمیم سے عطا فرمائی ہے اور تم سے

قرض کے طور پر مانگی ہے۔ پس جو کچھ راضی خوشی دو گے وہ تمہارے لیے دس سے لے کر سات سو گنا تک بلکہ حساب سے زیادہ بڑھا دیا جائے گا۔

دوسری چیز: بعض چیزیں تمہیں امنگ کے خلاف اس نے تم سے لی ہیں پھر تم نے صبر کیا تو اس کے بدلے اللہ عزوجل نے تمہیں نعمت و رحمت سے نوازا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

"اُولٰٓئِکَ عَلَیۡہِمۡ صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّہِمۡ وَرَحۡمَۃٌ"

تیسری چیز: اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے پر نعمتوں میں مزید اضافے کا وعدہ فرمایا ہے۔

چوتھی چیز: اگر کسی کے گناہ کفر تک پہنچ جائیں اور وہ توبہ کر لے تو اللہ عزوجل اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ
وَیُحِبُّ الۡمُتَطَہِّرِیۡنَ۔

پانچویں چیز: جو تمہیں عطا ہوتی ہے اگر وہ جبرائیل میکائیل کو ملتی تو ان کے لیے گراں قدر ہوتی۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ　　مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

حضرت یحییٰ بن جابر طائی سے روایت ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے اپنی کوئی پسندیدہ چیز آخرت کے لیے نہیں بھیجی جو کہ اجر میں بھی بڑھ کر تھی سوائے اس بارہ سال کی عمر کے بچے کے جسے اس نے آگے بھیجا۔

صبر کب ہوتا ہے؟

کہتے ہیں کہ صبر تو صدمہ کے ابتدا میں ہوتا ہے۔ جب اس صدمہ پر وقت گزر

جائے تو پھر اس کی مرضی صبر کرے یا نہ کرے۔ دانشور وہی ہے جو آغاز میں ہی صبر کرے۔

حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیٹا لقمہٴ اجل ہو گیا تو ایک مجوسی نے اس کی تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ دانشور کو وہ کام پہلے ہی دن کرنا چاہیئے جسے بے وقوف پانچ یوم بعد کرتا ہے۔ عبداللہ بن مبارک نے کہا مجوسی کی یہ بات لکھ لیجئے۔

درجاتِ صبر

حضور نبی غیب داں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبر کے تین درجے ہیں۔

پہلا درجہ : اللہ عزوجل کی اطاعت پر صبر کرنا۔

دوسرا درجہ : معیبت پر صبر کرنا۔

تیسرا درجہ : معیبت سے صبر کرنا۔

جو شخص مصیبت پر صبر کرتا ہے تو اللہ عزوجل اس کے لیے چھ سو درجات لکھ دیتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ نے پہلی بات جو لوحِ محفوظ میں تحریر فرمائی ہے وہ یہ تھی کہ میں ہی معبود ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ میرے رسول ہیں۔ جو شخص میری تقدیر پر سر جھکا لیتا ہے میری مصیبتوں پر صبر کرتا ہے میری نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہے اس کا نام صدیقین میں تحریر کیا جائے گا۔ اور محشر کے روز اسے صدیقین کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور شخص میری تقدیر پر راضی نہیں وہ میری مصیبت پر صابر نہیں۔ میری نعمتوں پر شاکر نہیں تو اسے چاہیئے کہ میرے سوا کسی دوسرے کو معبود بنائے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک کا بیان ہے کہ جب کوئی پہلی مصیبت پر ہی جزع فزع کرتا ہے تو پھر وہ دو مصیبتیں بن جاتی ہیں۔ ایک تو وہی مصیبت اور دوسرا اجر کا ضائع ہو جانا۔ اور یہ پہلی مصیبت سے عظیم تر ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :

۱۔ جنت کے مشتاق کو بھلائی کے کاموں میں جلدی کرنی چاہیئے۔

۲۔ جو شخص جہنم کا خوف رکھتا ہے وہ شہوات سے دور ہو جاتا ہے۔

۳۔ موت کو یاد رکھنے والا لذات کا تارک ہو جاتا ہے۔

۴۔ تارک دنیا پر مصائب آسان ہو جاتے ہیں۔

منقول ہے کہ بعض کتب میں مندرجہ ذیل چھ سطریں مرقوم ہیں۔

پہلی سطر : جس نے دنیا کے غم میں صبح کی گویا اس نے اللہ عزوجل کی ناراضگی میں صبح کی۔

دوسری سطر : جس نے اپنے اوپر آنے والی مصیبتوں کا شکوہ کیا گویا اس نے اپنے رب عزوجل کا شکوہ کیا۔

تیسری سطر : جس کو یہ فکر نہیں کہ اسکا رزق کس دروازے سے آتا ہے گویا اسے کوئی پرواہ نہیں کہ اللہ عزوجل اسے دوزخ کے کس دروازے سے ڈالے گا۔

چوتھی سطر : جو شخص گناہ کر کے ہنستا ہے اسے دوزخ میں روتا ہوا ڈالا جائے گا۔

پانچویں سطر : جو شخص اپنی خواہشات کا غمگین ہوتا ہے اللہ عزوجل اس کے دل سے خوفِ آخرت نکال لیتا ہے۔

چھٹی سطر : جو شخص کسی صاحبِ ثروت سے اس کے مالدار ہونے کی وجہ سے تواضع کرتا ہے تو وہ اپنی صبح کو محتاجی اور تنگی میں دیکھے گا۔

اٹھائیسواں باب

فضیلت وضو کا اظہار

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا کہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرو بن عنبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ تمہیں کس وجہ سے اسلام کا چوتھا فرد کہتے تھے۔ کہا کہ میں لوگوں کو گمراہی پر دیکھتا تھا اور بتوں کو کچھ حیثیت نہیں دیتا تھا۔ پھر میں نے سنا کہ مکہ میں ایک شخص کچھ خبریں بتاتا ہے۔ لہٰذا میں ایک سواری پر سوار ہو کر مکہ گیا دیکھا کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات پوشیدہ ہیں اور مکہ والے آپ پر غصہ میں ہیں۔ پس میں کسی تدبیر سے آپ تک پہنچ گیا اور دریافت کیا تم کون ہو؟ آپ نے فرمایا میں پیغمبر ہوں۔ میں نے عرض کیا پیغمبر کون ہوتا ہے؟ فرمایا اللہ عزوجل کا رسول۔ میں نے عرض کیا اللہ کا فرستادہ ہے۔ فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا کس چیز کے ساتھ بھیجا ہے۔ فرمایا کہ ہم اللہ عزوجل کو واحد مانیں اور اسی کی پوجا کریں کسی کو اسکا شریک نہ مانیں۔ بتوں کو توڑ دیں اور صلہ رحمی کریں۔ میں نے عرض کیا کہ اس بات سے کون کون اتفاق کرتا ہے۔ فرمایا ایک آزاد اور دوسرا غلام۔ اس وقت آپ کے ساتھ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں بھی آپ کا اطاعت گزار ہوں۔ فرمایا آج کے روز تو تو اس بات کی طاقت نہیں رکھتا اس لیے اپنے گھر واپس چلا جا۔ جب تو سن لے کہ حق واضح ہو گیا ہے تو آ جانا۔ کہا کہ میں اپنے گھر لوٹ گیا لیکن مسلمان ہو گیا تھا۔ عمر بن عنبسہ نے کہا کہ اس دن میں نے دیکھا کہ ایک چوتھا مسلمان ہوں۔ یعنی اس وقت صرف چار ہی شخص اسلام پر گامزن تھے۔ پھر بعد از ہجرت جب حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ شریف تشریف لائے تو میں سواری پر سوار ہو کر

مدینہ شریف آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم۔ کیا آپ نے مجھے پہچانا۔ فرمایا تو وہی ہے جو مکہ میں میرے پاس آیا تھا۔ میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! میں وہی ہوں۔ اب مجھے کچھ تعلیم فرمائیے جو اللہ عزوجل نے آپ کو فرمائی ہے۔ فرمایا کہ:

۱۔ جب تو صبح کی نماز ادا کرلے تو سورج نکلنے تک کوئی نماز نہ پڑھ۔

۲۔ جب سورج نکل کر ماتھے برابر ہو جائے تو کوئی نماز نہ پڑھ۔ کیونکہ اس وقت کافر سورج کو سجدہ کرتے ہیں۔

۳۔ جب سورج ایک یا دو نیزوں جتنا بلند ہو جائے تب نماز پڑھ۔ اس نماز کی فرشتے شہادت دیتے ہیں۔

اور بارگاہ الٰہی میں یہ نماز مقبول ہے یہاں تک کہ زوال کا وقت آجائے۔ پھر نماز سے رک جائے کیونکہ اس وقت دوزخ کو بھڑکایا جاتا ہے۔

۴۔ جب سایہ ڈھل جائے تب نماز پڑھنی چاہیئے یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔

۵۔ سورج شیطان کے دو سینگوں کے مابین غروب ہوتا ہے۔ اس وقت کافر اسے سجدہ کرتے ہیں۔

میں نے بارگاہِ نبوی میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم مجھے کچھ وضو کے بارے میں فرمایئے۔ فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص وضو کرنے لگتا ہے پھر وہ کلی کرتا ہے، ناک میں پانی ڈالتا ہے، ناک کو صاف کرتا ہے تو اس کے منہ اور ناک کی تمام خطائیں دور ہو جاتی ہیں۔ پھر وہ اللہ کے حکم سے مطابق منہ دھوتا ہے تو اس کے منہ کے تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ جب وہ کہنیوں تک ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھوں کے تمام گناہ پانی کے ذریعے انگلیوں کے پوروں اور کناروں سے نکل جاتے ہیں۔ پھر وہ اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ کے حکم سے ٹخنوں تک پاؤں دھوتا ہے تو اس کے پاؤں کے گناہ انگلیوں کے کناروں سے پانی کے ذریعے نکل جاتے ہیں پھر وہ اٹھ کر شان باری تعالیٰ عزوجل کے

مطابق حمد و ثناء کرتا ہے اور دو رکعت نماز پڑھتا ہے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ آج ہی پیدا ہوا ہے۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں ان چیزوں سے آگاہ کرتا ہوں جن سے تمام گناہ باطل ہو جاتے ہیں اور درجات بڑھ جاتے ہیں۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاں فرمایئے۔ فرمایا:

۱۔ موسم سرما میں صحیح و درست وضو کرنا۔

۲۔ غیر پسندیدہ باتوں کی طرف کان نہ دھرنا۔

۳۔ مساجد کی طرف تیز تیز چلنا۔

۴۔ ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔

یہ تمام چیزیں تمہارے لیے دشمن سے محفوظگی کا قلعہ ہیں۔

بے حساب رزق دیا جانا

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے باپ کے حوالہ سے روایت کیا کہ حضرت عبد اللہ ابن سلام نے فرمایا کہ میں نے بعض آسمانی کتب میں دیکھا ہے کہ جو شخص وضو ٹوٹنے پر نیا وضو کرتا ہے اور گھروں میں عورتوں کے پاس نہیں جاتا اور مال حق حاصل کرتا ہو تو اسے دنیا میں بے حساب رزق دیا جاتا ہے

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید الرسل امام السبل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص رات کو پاک لباس میں سوتا ہے تو ایک فرشتہ اس کے ہمراہ ہوتا ہے۔ جب وہ رات کے کسی حصے میں جاگتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے الٰہی اپنے فلاں بندے کی مغفرت فرما دے اس لیے کہ اس نے رات پاکیزگی میں گزاری ہے۔"

حضرت عمران بن ابان رضی اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا کہ آپ نے تین دفعہ اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالا۔ پھر دھویا۔ پھر تین تین دفعہ کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔ پھر تین مرتبہ اپنا چہرہ دھویا پھر کہنیوں تک دایاں اور بایاں ہاتھ تین تین دفعہ دھویا۔ پھر اپنے سر کا مسح کیا۔ اور پھر تین مرتبہ اپنے پاؤں دھوئے۔ پھر فرمایا کہ میں نے اسی طرح حضور پر نور شافع یوم محشر صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا ہے جیسا کہ میں نے وضو کیا ہے۔ پھر فرمایا جس نے میرے جیسا وضو کر کے دو رکعت نفل ادا کیے اور اس کے مابین کوئی بات نہ کی تو اس کے پہلے اور حال کے گناہ درگزر فرمائے جائیں گے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

"ثابت قدم رہو مگر کبھی بھی نہیں رہ سکو گے۔ جاننا چاہیئے کہ تمہارے لیے بہترین عمل نماز ہے اور وضو کی حفاظت صرف مومن ہی کرتا ہے"۔

اور فرمانِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام "کہ ہرگز تم پورے نہ رہ سکو گے" کا مطلب یہ ہے کہ کوشش کے بغیر تم اس پر قدرت نہ رکھ سکو گے۔ بعض کے نزدیک اس کا مطلب ہے کہ تم ایمان و طاعت پر استقامت کے ثواب کو شمار نہ کر سکو گے۔ پھر فرمایا کہ وضو کی حفاظت صرف مومن ہی کر سکتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ وضو سے رہنا مومن کے اخلاص سے ہے۔ پس مومن پر لازم و ملزوم ہے کہ پورا دن وضو سے گزارے اور وضو سے ہی رات بسر کرے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ بھی اس سے انس کرے گا اور ملائکہ بھی انس کریں گے اور اللہ کی امان میں ہو گا۔

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے اپنے باپ کے حوالہ سے یہ بیان کیا کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے غلاف کعبہ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی کو مصر بھیجا۔ اس صحابی نے ملک شام کے ایک علاقے میں پڑاؤ کیا قریب ہی ایک راہب کا گرجا تھا اور وہ راہب پوری طرح پڑھا لکھا نہیں تھا۔ لیکن اس صحابی

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ملنے کا ارادہ کیا اور کچھ علمی باتیں سننے کا ارادہ کیا۔ لہٰذا وہ آئے اور دروازہ پر دستک دی مگر کافی دیر تک دروازہ نہ کھلا۔ وہ خود ہی اندر چلے گئے اور راہب سے کچھ سننے کے لیے سوال کیا۔ اور دروازہ پر کھڑا رہنے کے لیے شکوہ کیا۔ راہب نے کہا کہ جب تم لوگ میری طرف چلے تھے تو میں اسی وقت تمہیں سلطانی رعب میں دیکھ کر خائف ہوگیا تھا۔ اور تمہیں دروازے پر اس لیے روکے رکھا کہ اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ تمہیں کسی سلطان کا ڈر ہو تو وضو کیجئے اور اپنے گھر والوں کو بھی وضو کراؤ۔ اس لیے کہ جو شخص وضو کرتا ہے وہ میری امان میں ہوتا ہے خوف دینے والے سے۔ پس اس لیے میں نے آپ پر دروازے کو بند رکھا۔ حتیٰ کہ میں نے اور میرے اہل خانہ نے وضو کر لیا اور پھر ہم نے نماز ادا کی۔ اب ہمیں آپ سے کوئی اندیشہ نہیں ہے اور آپ کے لیے دروازہ کھول دیا ہے۔

الحاصل الکلام

حضرت فقیہہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لازم ہے کہ وضو اچھی طرح کیا جائے اور اپنے پروردگار کی زیارت کی نیت اور تصور کریں۔ اور تمام معصیت سے توبہ کریں۔ بے شک اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ پانی سے دھونے کو اس کے گناہوں کے دھونے کی نشانی بنا دیتا ہے۔ پس ضروری ہے کہ وضو کی ابتداء اللہ کے نام سے کرے پھر کلی کرے۔ ناک میں پانی دے اور اپنے منہ کو جس طرح پانی سے دھویا ہے اسی طرح غیبت اور جھوٹ کو بھی دھو ڈالے۔ اسی طرح ہر اعضاء میں کرے۔ جب وضو سے فارغ ہو جائے تو بارگاہ الٰہی میں دعا کرے اور اس کی تسبیح بیان کرے۔ جیسا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جب بندہ مومن وضو سے فارغ ہوتا ہے تو پڑھتا ہے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔

اے اللہ! ہم تسبیح و تحمید بیان کرتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں تجھ سے بخشش کا طالب ہوں۔

تو اسے مہر کر کے عرش کے نیچے رکھ دیا جاتا ہے۔ اس میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ حتیٰ کہ روز محشر اس کے سپرد کر دیا جائے گا۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

"جب کوئی شخص وضو کر کے فارغ ہوتا ہے تو یہ پڑھتا ہے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اور تحقیق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم (بندے) اور رسول ہیں۔ پس اس کے لیے جنت کے آٹھ دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس سے وہ چاہے داخل ہو جائے

پانچ چیزوں سے جنت کا حصول

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محشر کے روز جو شخص پانچ چیزیں لے کر آئے گا وہ باایمان جنت میں جائے گا۔

پہلی چیز:۔ جس شخص نے پانچ نمازوں کے وضو، رکوع اور سجود کا خیال رکھتے ہوئے ان کے اوقات میں محافظت کی جائے۔

دوسری چیز:۔ جس شخص نے دل کی خوشی سے زکوٰۃ ادا کی پھر فرمایا ایسا تو مسلمان ہی ہو سکتا ہے۔

تیسری چیز:۔ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے۔

چوتھی چیز:۔ جس شخص نے طاقت ہوتے ہوئے حج کیا۔

پانچویں چیز:۔ جس نے امانت ادا کی۔

لوگوں نے کہا اے ابو الدرداء امانت کیا ہے فرمایا کہ غسل جنابت کیونکہ اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ نے اولاد آدم کو دین میں سے سوائے اس کے کسی دوسری چیز کا

امین نہیں بنایا۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے وقت حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ حالت اسلام میں اپنا سب سے بہتر عمل مجھے بتایئے کیونکہ میں نے آج رات تیرے جوتوں کی آہٹ جنت میں سنی ہے۔ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اسلام میں سب سے زیادہ بہترین عمل صرف یہ کیا ہے۔ کہ میں شب و روز وضو سے رہتا ہوں۔ اور مقدور بھر اپنے پروردگار کی نماز پڑھ لیتا ہوں دیگر روایت میں ہے کہ میں بے وضو ہوتے ہیں دوسرا وضو ہوتے ہی دوسرا وضو کرلیتا ہوں اور وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہوں۔ جسے تحیۃ الوضو کہتے ہیں۔ اللہ عزوجل ہی بہتر جاننے والا ہے۔

انتیسواں باب
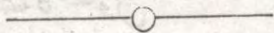
پنجگانہ نمازوں کا اظہار

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ پانچ نمازوں کی مثال اس نہر جیسی ہے کہ جو تم میں سے کسی ایک کے دروازے کے پاس منہ بھری بہہ رہی ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ دفعہ نہاتا ہو تو کیا اس کا جسم ذرہ بھر بھی میلا رہ جائے گا۔ یعنی اس طرح پانچ نمازیں بھی گناہوں سے اس کو پاک کر دیتی ہیں اور بجز کبیرہ گناہوں کے اس پر کچھ رہنے نہیں دیتیں اور یہ اس وقت ہے جبکہ وہ تعظیم کے ساتھ رکوع و سجود صحیح و درست کرتے ہوئے پڑھے۔ اگر رکوع اور سجود کی ادائیگی صحیح اور درست نہ ہو تو وہ نماز رد کر دی جاتی ہے۔ یعنی مقبولیت تک نہیں پہنچتی۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم حضور سیّد عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارد گرد بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا اور قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگا۔ جب نماز مکمل کر لی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حاضر لوگوں کو سلام کیا۔ آپ نے فرمایا جایئے نماز پڑھیئے تم نے نماز نہیں پڑھی۔ پس اس نے جا کر نماز پڑھی۔ اور دوبارہ حاضر ہوا تو آپ نے پھر فرمایا جایئے نماز پڑھیئے تم نے نماز نہیں پڑھی اس کو آپ نے دو تین دفعہ ایسے ہی حکم دیا۔ اس نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا خامی رہ گئی ہے؟ میں نہیں جانتا کہ میری نماز میں کوئی سی کوتاہی رونما ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا تم میں سے ایک کی بھی نماز پوری نہ ہوگی۔ جب تک کہ صحیح و درست وضو نہ ہوگا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے۔ اپنے مونہوں کو دھوؤ اور کہنیوں تک دونوں ہاتھ دھوؤ اور سر کا مسح کرو۔ اور ٹخنوں تک پاؤں دھوؤ۔ پھر اللہ کی حمد بیان کیجئے۔ جتنا ہو سکے قرآن پڑھیئے۔ رکوع میں دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے۔

یہاں تک کہ تمام اعضاء اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ جائیں. پھر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتے ہوئے سیدھا کھڑا ہو جائے۔ حتی کہ اس کی کمر سیدھی ہو جائے اور ہر عضو اپنی جگہ بیٹھ جائے۔ پھر تکبیر کہے اور سجدہ کرے اور اپنے ماتھے کو زمین پر لگائے حتی کہ جوڑوں میں راحت پیدا ہو۔ پھر تکبیر کہے اور سیدھا ہو کر مقعد پر بیٹھ جائے۔ اپنی کمر کو سیدھا رکھے اسی طرح آپ نے چاروں رکعتوں کے بارے میں بیان فرمایا: پھر ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کسی ایک کی بھی نماز مکمل نہیں ہوتی جب تک کہ وہ ایسا نہ کرے گا۔ بلاشبہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رکوع و سجود صحیح کرنے کا حکم فرمایا۔ اور یہ بھی ایسی ہی نماز قبول ہوتی ہے۔ بندہ پر لازم ہے کہ صحیح رکوع و سجود کرنے کی سعی کرے تاکہ اس کی نماز سوائے کبیرہ گناہوں کے باقی تمام خطاؤں اور کوتاہیوں کے لیے کفارہ بن جائے۔

حضرت حرث مولیٰ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ روز ہم حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ مؤذن آ گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانی منگوایا اور وضو فرمایا اور پھر فرمایا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا ہے۔ جیسا کہ میں نے کیا ہے اور میں نے حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس نے میری طرح وضو کیا اور نماز ظہر پڑھی تو اللہ عزوجل اس کے صبح اور ظہر کے مابین کے تمام گناہ درگزر فرما دے گا۔ پھر عصر کی نماز پڑھی تو اللہ عزوجل اس کے ظہر اور عصر کے مابین کے تمام گناہ درگزر فرما دے گا۔ پھر مغرب کی نماز پڑھی تو عصر سے لے کر مغرب تک کے اس کے تمام گناہ درگزر فرما دے گا۔ پھر عشاء کی نماز پڑھی تو اللہ عزوجل اس کے مغرب سے لے کر عشاء تک کے تمام گناہ معاف فرما دے گا۔ پھر ہو سکتا ہے کہ پوری رات لیٹ کر گزار دے۔ پھر جب وہ اٹھے گا اور وضو کر کے صبح کی نماز پڑھے گا تو اس کے عشاء سے صبح تک کے تمام گناہ درگزر فرمائیں جائیں گے اور یہی نیکیاں برائیوں کو لے جاتی ہیں۔ عرض کیا گیا کہ یہ تو نیکیاں ہیں پھر باقیات الصالحات کیا

ہیں ۔ فرمایا : سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۔

ہر قدم پر نیکی لکھا جانا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ جو شخص کل مسلمان ہو کر اللہ عزوجل سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے اسے چاہیئے کہ اذان والی فرض نمازوں کی حفاظت کرے ۔ بیشک اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کے لیے بعض سنن ہدایت جاری فرمائی ہیں اور پابندی وقت بھی ہدایت یافتہ طریقہ ہے ۔ مجھے اپنی عمر کی قسم اگر تم اپنے گھروں میں نماز ادا کرنے لگے جیسا کہ پیچھے رہ جانے والا اپنے گھر میں ادا کرتا ہے تو تم اپنے نبی کے طریقے کو چھوڑ دو گے اور اگر تم نے اپنے نبی کے طریقہ کو چھوڑ دیا تو پھر تم گمراہ ہو جاؤ گے ۔ ہم نے تو وہ زمانہ دیکھا ہے کہ نماز سے صرف منافق ہی پیچھے رہ جاتا ہے اور ہم نے ایسے آدمی کو بھی دیکھا ہے جسے دو آدمی پکڑ کر لاتے اور صف میں کھڑا کر دیتے تھے اور جو شخص اچھی طرح وضو کرتا ہے اور کسی مسجد میں جا کر نماز پڑھتا ہے تو اللہ عزوجل اس کے ہر قدم پر نیکی لکھ دیتا ہے اسکا درجہ بلند کر دیا جاتا ہے اور برائی مٹا دیتا ہے ۔ اسی سے ہم چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے تھے ۔ بیشک جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والے کو اکیلے نماز پڑھنے والے پر پچیس گنا زیادہ ثواب ملتا ہے ۔

قدموں کا شمار ہونا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم نے مسجد کے قریب مکان بدلنے کا قصد کیا ۔ کیونکہ مسجد کے قریب ہماری کچھ زمین خالی بھی تھی ۔ اس بات کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم ہوا ۔ تو آپ نے ہمارے گھر قدم رنجہ فرمایا ۔ اور فرمایا اے بنی سلمہ والو ! میں نے یہ سنا ہے کہ تم مسجد کے قریب مکان تبدیل کر رہے ہو ۔ ہم نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم مسجد کے قرب وجوار میں ہماری زمین خالی پڑی ہے اور وہاں تبدیل ہو

رہتے ہیں۔ فرمایا اے بنی سلمہ والو! تم وہیں رہو اس لیے کہ تمہارے مسجد جانے کے لیے قدموں کے نشانات لکھے جاتے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر ہمیں مسجد کے قریب رہنے کی کبھی آرزو پیدا ہی نہیں ہوئی جب سے آپ نے فرمایا تھا۔

نماز کا شفاعت کرنا

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ جس نے بہتر طور پر وضو کیا اور پھر نماز کے لیے کھڑا ہوا اور صحیح رکوع وسجود اور قرأت کی تو نماز کہتی ہے اللہ عزوجل تجھے اپنی حفاظت میں رکھے جیسا کہ تو نے میری حفاظت کی۔ پھر اسے آسمان کی طرف اٹھایا جاتا ہے۔ اس سے روشنی اور نور پیدا ہوتا ہے۔ اس کے لیے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں حتیٰ کہ اسے بارگاہِ خداوندی میں پہنچایا جاتا ہے اور وہ نمازی کے لیے سفارش کرتی ہے اور جو شخص رکوع وسجود اور صحیح قرأت نہیں کرتا تو نماز کہتی ہے اللہ عزوجل تجھے ایسے ہی برباد کرے جس طرح کہ تو نے مجھے برباد کیا۔ پھر اسے اوپر لے جاتے ہیں اور وہ اندھیر ہوتی ہے حتیٰ کہ جوں ہی آسمان کے نزدیک پہنچتے ہیں تو دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر اسے گندے کپڑے میں لپیٹ کر نمازی کے چہرے پر مارا جاتا ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں بدترین چور کے بارے میں انکشاف نہ کروں۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدترین چور کون ہے؟ فرمایا جو اپنی نماز سے چوری کرتا ہے۔ عرض کیا گیا وہ کیسے اپنی نماز سے چوری کرتا ہے؟ فرمایا وہ نماز میں رکوع وسجود صحیح نہیں کرتا۔

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ منافقین پر عشاء اور فجر کی نماز سب سے بھاری ہے اگر وہ اس کے ثواب کو جان لیں تو پھر گھٹنوں کے بل چل کر بھی نماز میں شامل ہوں گے۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسّم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں نے قصد کیا کہ نماز پڑھانے کا حکم دے دوں۔ پھر نوجوان کو ساتھ لے کر نکل پڑوں۔ ان کے پاس لکڑیوں کے گٹھے ہوں اور ان کے گھروں کو جلا دو جو اذان سن کر نماز پڑھنے کے لیے نہیں آتے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید العالمین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :-

"اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں جو انہیں بغیر کسی کوتاہی کے صحیح طریقے سے ادا کرے گا۔ تو اس کیلئے اللہ عزوجل کا وعدہ بہشت ہے۔ اور جو شخص لاپرواہی کرتے ہوئے انہیں ترک کرے گا اس کے لیے اللہ عزوجل کا وعدہ نہیں۔ پھر اس کی مرضی ہے چاہے رحم کرے یا عذاب دے۔"

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے :

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۔ ایسے آدمی کہ جنہیں تجارت اور خرید فروخت ذکر اللہ سے غافل نہیں کرتی۔

کے بارے میں عطاء فرماتے ہیں کہ یہاں فرض نمازوں میں حاضری مقصود ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے :

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ ان کے پہلو بستروں سے الگ ہوتے ہیں۔

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ :

قیامت کے دن تمام مخلوق جن اور انسان ایک ہی صف میں ہوں گے اور اس میں امتیں بھی گھٹنوں کے بل ہوں گی تو ایک منادی آواز دے گا کہ آج تم جان لو گے کہ اصحاب کرم کون ہیں۔ لہٰذا ہر حال میں اللہ عزوجل کی تعریف وتوصیف کرنے والے کھڑے ہو جائیں گے تو یہ لوگ کھڑے ہو کر بہشت کی طرف چل دیں گے۔ پھر دوبارہ آواز دی جائے

گی آج تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اصحاب کرم کون ہیں پھر وہ لوگ کھڑے ہوں گے جن کے پہلو بستروں سے دور ہوتے تھے جو ہر حالت میں اپنے پروردگار کو پکارتے رہتے تھے۔ اور پروردگار عالم کے عطا کردہ رزق سے خرچ کرتے تھے۔ پس وہ کھڑے ہوں گے اور جنت کی طرف نکل جائیں گے۔ پھر تیسری دفعہ آواز دی جائے گی کہ آج تم جان لو گے کہ اصحاب کرم کون ہیں تب وہ لوگ کھڑے ہوں گے جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر سکی تھی۔ وہ اپنی منزلوں تک پہنچ جائیں گے تو دوزخ سے ایک گردن نکلے گی جس کی خوبصورت ترین دیکھنے والی دو آنکھیں اور فصیح زبان ہوں گی۔ وہ کہے گی میں تین طرح کے لوگوں پر مسلط کی گئی ہوں۔ پہلا متکبر شخص اور سرکشوں پر مسلط کی گئی ہوں پھر وہ ان کو صفوں سے ایسے چھانٹ لے گی جیسے پرندہ دانے چن لیتا ہے اور انہیں لے کر دوزخ میں چلی جائے گی۔ دوم پھر وہ نکل کر کہے گی کہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اذیتیں دینے والوں پر مسلط کی گئی ہوں پھر وہ انہیں چن کر دوزخ میں لے جائے گی سوم۔ پھر وہ تیسری دفعہ نکلے گی ابو منہال کا خیال ہے کہ وہ کہے گی کہ میں مصوروں پر مسلط کی گئی ہوں۔ پھر وہ انہیں بھی صفوں سے نکال کر دوزخ میں لے جائے گی۔ پس جب وہ تینوں گروہوں سے تینوں قسم کے افراد چھانٹ لے گی تب اعمال نامہ کھول دیا جائے گا اور میزان عدل رکھ دیا جائے گا اور مخلوق کو حساب کے لیے بلایا جائے گا۔"

ابلیس کا دکھائی دیئے جانا

منقول ہے کہ پہلے زمانوں میں شیطان لعین لوگوں کو دکھائی دیتا تھا تب ایک شخص نے اس سے کہا اے ابو مرہ میں کیا کروں کہ تیری مثل بن جاؤں۔ شیطان نے کہا تمہارا کچھ نہ رہے مجھ سے کسی نے آج تک ایسا سوال نہیں کیا تو پھر تو نے ایسا سوال کس طرح کیا۔ آدمی نے کہا میں تیری طرح بننا پسند کرتا ہوں۔ ابلیس نے کہا کہ اگر تو میری طرح بننا پسند کرتا ہے تو نماز میں لاپرواہی کر۔ قسم کھانے میں پرواہ نہ کر۔ جیسی بھی ہو۔ آدمی نے شیطان سے کہا۔ اے ابلیس میں اپنے اللہ عزوجل سے عہد کرتا ہوں کہ کبھی نماز نہ چھوڑوں گا اور نہ ہی

قسم کھاؤں گا۔ ابلیس کہنے لگا کہ اسطرح بہانے سے آج تک مجھ سے کسی نے کوئی بات دریافت نہیں کی۔ اور میں بھی اللہ عزوجل سے عہد کرتا ہوں کہ پھر کسی آدمی کو نصیحت نہیں کروں گا۔"

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ چاند اور سورج پر نظر رکھنے والے لوگ اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والے ہیں۔ ساتھیوں نے کہا اے ابوالدرداء کیا اس سے مراد مؤذن ہیں۔ فرمایا جو مسلمان بھی اوقاتِ نماز پر دھیان رکھتا ہے وہی ہے۔

نماز کیا ہے؟

حضور سیّد عالم نور مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

۱۔ نماز اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ کی رضا کا سبب ہے۔
۲۔ نماز فرشتوں کی محبّت کا سبب ہے۔
۳۔ نماز انبیائے کرام علیہم السّلام کا طریقہ ہے۔
۴۔ نماز مقبولیت دعا کا ذریعہ ہے۔
۵۔ نماز اعمال کے قبول ہونے کا سبب ہے۔
۶۔ نماز سے رزق میں برکت پیدا ہوتی ہے۔
۷۔ نماز سے اجسام کو راحت ملتی ہے۔
۸۔ نماز دشمنوں کے مقابلہ کے لیے اوزار ہے۔
۹۔ نماز شیطان کے لیے ناپسندیدہ ہے۔
۱۰۔ نماز ملک الموت کے درمیان سفارشی ہے۔
۱۱۔ نماز قبر کا چراغ ہے۔
۱۲۔ نماز قبر کے پہلو کا بچھونا ہے۔
۱۳۔ نماز منکر نکیر کا جواب ہے۔

۱۴۔ نماز قبر میں قیامت تک نمازی کی غمخواری ہے۔
۱۵۔ نماز قیامت کے دن نمازی پر سایہ کیے ہوئے ہو گی۔
۱٦۔ نماز نمازی کے سر کا تاج ہے۔
۱۷۔ نماز جسم کا لباس ہے۔
۱۸۔ نماز نمازی کے آگے روشنی کرے گی۔
۱۹۔ نماز نمازی اور جہنم کے درمیان پردہ بنے گی۔
۲۰۔ نمازی بارگاہِ الٰہی میں مومنین کے لیے دلیل ہو گی۔
۲۱۔ نماز نمازی کے لیے میزانِ وزن کو بھاری کرے گی۔
۲۲۔ نماز پل صراط کا سہارا بنے گی۔
۲۳۔ نماز جنت کی کلید ہو گی۔
۲۴۔ نماز میں اللہ عزوجل کی تسبیح وتہلیل ہے۔
۲۵۔ نماز میں اللہ عزوجل کی تعظیم ہے۔
۲٦۔ نماز میں دعا ہے۔
۲۷۔ نماز میں قراءت ہے۔
۲۸۔ نماز کا وقت پر ادا کرنا تمام اعمال سے افضل ہے۔

پانچ خصائص کا عطا ہونا

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ حضور سید العالمین رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"بندہ سے قیامت کے روز سب سے پہلے نماز کا حساب ہو گا۔ اگر بندہ نے نماز صحیح ادا کی ہو گی تو اس پر حساب آسان ہو جائے گا اور اگر اس میں کچھ کمی ہوئی تو اللہ عزوجل ملائکہ سے فرمائے گا کہ کیا میرے بندے کے کوئی نوافل ہیں۔ تو پھر نوافل سے فرائض

کو پورا کر دیا جائے گا۔ اس طرح یہی حساب باقی اعمال
میں بھی ہو گا:
کہتے ہیں کہ جو پانچ نمازیں ہمیشہ جماعت کے ساتھ ادا کرتا ہے تو اللہ عزوجل اسے پانچ خصائص عطا فرماتا ہے:
پہلا خصائص: اس سے معاشی تنگی دور کی جاتی ہے۔
دوسرا خصائص: اس سے عذاب قبر دور کیا جاتا ہے:
تیسرا خصائص: اسے سیدھے ہاتھ میں اعمالنامہ دیا جائے گا۔
چوتھا خصائص: نمازی پل صراط سے کوندتی ہوئی بجلی کی طرح گزرے گا۔
پانچواں خصائص: نمازی بغیر حساب کے جنت میں داخل ہو گا۔

نماز میں کوتاہی کرنے پر سزا

جو شخص پانچوں نمازیں ادا کرنے میں کوتاہی کرتا ہے اللہ عزوجل اسے بارہ مصیبتوں میں مبتلا کرے گا۔ تین دنیا میں۔ تین موت کے وقت۔ تین قبر میں۔ تین قیامت کے دن۔
زندگی میں تین ابتلائیں یہ ہیں:
پہلی ابتلاء: اس کے رزق اور کمائی سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔
دوسری ابتلاء: اس کے تمام اعمال نامقبول ہوتے ہیں۔
تیسری ابتلاء: اس کے منہ سے بھلائی چھین لی جاتی ہے اور وہ لوگوں کے دلوں میں مبغوض ہو جاتا ہے۔
موت کے وقت کی تین ابتلائیں یہ ہیں:
پہلی ابتلاء: وہ پیاسا ہو گا۔
دوسری ابتلاء: وہ بھوکا ہو گا۔
تیسری ابتلاء: نزع کے وقت سختی ہو گی۔
اور قبر کی تین ابتلائیں یہ ہیں:

پہلی ابتلاء : منکر نکیر کے سوالات۔

دوسری ابتلاء : قبر میں اندھیرا۔

تیسری ابتلاء : قبر میں تنگی۔

اور قیامت کی تین ابتلائیں یہ ہیں :

پہلی ابتلاء : حساب وکتاب میں سختی

دوسری ابتلاء : اللہ عزوجل کا غضب۔

تیسری ابتلاء : جہنم کا عذاب۔

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص نے آکر دریافت کیا کہ جو شخص تمام رات قیام میں گزارتا ہو۔ دن کو روزہ رکھتا ہو اور بقیہ نمازیں یعنی جمعہ کی نماز وغیرہ جماعت سے ادا نہ کرتا ہو تو اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ اور اگر وہ اسی صورت میں لقمۂ اجل ہو جائے تو اس کا ٹھکانا جہنم ہو گا۔ وہ شخص پورا ماہ یہی سوال کرتا رہا تو آپ نے یہی جواب دیا کہ وہ جہنم میں داخل ہو گا۔

حضرت علیؓ کا فرمان نور ایمان

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ :

۱۔ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام برائے نام رہ جائے گا۔

۲۔ قرآن کے صرف نشانات رہ جائیں گے۔

۳۔ مسجدیں خوب صورت ہوں گی مگر نمازی کم ہوں گے۔

۴۔ علماء کرام شریر ہوں گے۔

۵۔ علماء فتنہ گر ہوں گے۔

۶۔ علماء اپنے فتنوں و فسادوں میں ہی لوٹ جائیں گے۔

حضرت وہب ابن منبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پہلے لوگوں کی مصیبتیں نماز سے ہی دور

ہو جاتی تھیں۔ اللہ عزوجل نے حضرت یونس علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ
اگر وہ میری تسبیح بیان کرنے والوں میں نہ ہوتے تو قیامت تک اس کے شکم میں رہتے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مُسَبِّحِیْن سے مراد نمازی ہیں۔ حضور نبی غیب داں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ کے لیے سب سے بڑی نعمت کا عطیہ یہ ہے کہ اسے دو رکعت نماز ادا کرنے کی توفیق نصیب ہو جائے۔

نماز رضائے خدا ہے

حضرت محمد بن سیرین نے فرمایا کہ اگر مجھے اختیار دے دیا جائے دو رکعت نماز اور جنت کے مابین تو میں جنت سے دو رکعت نماز کو زیادہ پسند کروں گا اس لیے کہ دو رکعتوں میں رضائے الٰہی ہے اور جنت میری اپنی رضا ہے۔

اہل آفاق کی نماز کی کیفیات

کہتے ہیں کہ اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ نے جب سات آسمانوں کو بنایا تو اسے ملائکہ سے پُر کر دیا اور انہیں نماز کا حکم فرمایا جس میں انہوں نے ایک لحظہ بھی لاپرواہی نہیں ہوتی اور ہر آسمان والوں کے لیے عبادت کا ایک طریقہ مقرر فرمایا۔ پس ہر آسمان کے فرشتے صور پھونکنے تک اپنے پاؤں پر کھڑے ہیں۔ ایک آسمان والے رکوع میں ہیں۔ دوسرے آسمان والے سجود میں ہیں۔ تیسرے آسمان والوں نے اپنے پر ہیبت سے نیچے رکھے ہوئے ہیں۔ علیین اور عرش والے فرشتے طواف کرتے ہوئے اللہ عزوجل کی تسبیح و تہلیل بیان کر رہے ہیں اور زمین والوں کی بخشش کے لیے دعائیں مانگتے ہیں۔ پھر مومنین کی عزت و شرف کے لیے۔ ان تمام فرشتوں کی عبادات کو نماز میں جمع فرما دیا ہے مگر نماز میں قرآن مجید کی تلاوت اس سے زیادہ ہے اسی لیے تو مومن سے شکر کا مطالبہ کیا گیا ہے اور اس کا شکریہ یہ ہے کہ نماز کو اس کی شرائط و حدود کے ساتھ ادا کیا جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے،

اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰہُمْ یُنْفِقُوْنَ

وہ لوگ جو غیب پر ایمان لائے اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور ہم نے جو کچھ انہیں دیا وہ اس سے خرچ کرتے ہیں۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ نماز قائم کیجیے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ اور نماز کو قائم کیجیے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

وَالْمُقِیْمِیْنَ الصَّلٰوۃَ اور جو نماز قائم کرنے والے ہیں۔

الغرض جہاں بھی نماز کا ذکر ہوگا وہ لفظ اقامت کے ساتھ ہوگا یعنی قائم کرنے کے ساتھ اور جب منافقین کا ذکر آتا ہے تو فرمایا:

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ہُمْ عَنْ صَلَاتِہِمْ سَاہُوْنَ ط

ان نمازیوں کے لیے تباہی ہے جو اپنی نمازوں کو بھلا دیتے ہیں۔

یعنی منافقین کو مصلّین اور مومنین کو مقیمین کہا گیا ہے تاکہ یہ جان لیا جائے کہ مصلّین تو بکثرت ہیں مگر مقیمین قلیل ہیں۔ پس غافل صرف رواج کے طور پر عمل پیرا ہیں۔ وہ یہ خیال نہیں کرتے کہ ان کا عمل بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہے یا مردود ہے۔

حضور سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم میں سے کچھ لوگ ایسی نماز پڑھتے ہیں کہ ان کی نماز کا تیسرا حصہ یا چوتھا حصہ یا پانچواں حصہ لکھا جاتا ہے یہاں تک کہ آپ نے دس حصوں کا ذکر کیا۔ یعنی نماز کا صرف وہی حصہ لکھا جاتا ہے جو توجہ سے پڑھا جاتا ہے۔ جو نماز لاپرواہی میں پڑھی جاتی ہے وہ لکھی نہیں جاتی۔"

حضور نبی غیب دان علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:

"جو شخص اللہ عزوجل کی طرف متوجہ ہو کر دل سے دو رکعت نماز ادا کرتا ہے تو وہ گناہوں سے یوں پاک ہو جاتا ہے جس طرح کہ پیدا ہونے کے دن تھا اور بندے کی نماز میں توجہ الی اللہ سے ہی شان و عظمت پیدا ہوتی ہے۔ جب اس کی نماز توجہ الی اللہ نہ ہو گی بلکہ وہ اپنے نفس سے ہی باتوں میں لگا رہا تو وہ اس شخص کی طرح ہے جو اپنی خطاؤں اور کوتاہیوں کے سبب معذرت کے لیے بادشاہ کے دروازے پر کھڑا ہو۔ جب رسائی ہوئی اور سامنے کھڑا ہوا۔ جیسے ہی بادشاہ اس کی طرف متوجہ ہوا تو وہ کھڑا دائیں بائیں دیکھتا رہا۔ ایسی صورت میں بادشاہ کی ضرورت پوری نہیں کرے گا۔ بادشاہ تو اس کے میلان کے مطابق ہی اس کی عنایت کرے گا۔ پس ایسے ہی نماز ہے۔ جب بندہ نماز کے لیے کھڑا ہو گا اور اس میں کوتاہی برتے گا تو وہ قبول نہیں کی جائے گی۔ اور یاد رہے کہ نماز کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بادشاہ شادی کر کے دعوتِ ولیمہ کرے جس میں مختلف قسم کے کھانے اور مشروبات تیار کرائے کہ ہر کھانے اور مشروب کا مزہ علیحدہ علیحدہ ہو اسطرح ہی نماز ہے کہ اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ نے اس کی طرف بندوں کو دعوت دی ہے اور اس میں ان کے لیے مختلف افعال ہیں مختلف اذکار ہیں تاکہ بندے عبادت میں ہر قسم کی لذت سے لطف حاصل کریں۔ نماز کے افعال کھانوں کی طرح ہیں جبکہ اذکار مشروبات کی جگہ ہیں۔

بارہ ہزار خصائص کا انکشاف

جاننا چاہیئے کہ نماز میں بارہ ہزار خصائص ہیں۔ پھر اِن بارہ ہزار خصائص کو بارہ خصائص میں جمع کر دیا گیا ہے۔ پس جو شخص بھی نماز پڑھنا چاہے اسے ان بارہ خصائص کی طرف دھیان دینا ہو گا تاکہ اس کی نماز درست ہو جائے۔ چھ خصائص تو نماز شروع کرنے سے پہلے ہیں اور چھ خصائص اس سے بعد کے ہیں۔ وہ یہ ہیں:

پہلا خصائص: علم ہے حضور سیّد عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ علم کے ساتھ معمولی سا عمل جہالت کے عظیم عمل سے بہتر ہے۔

دوسرا خصائص: وضو ہے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طہارت کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

تیسرا خصائص: لباس ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ تم مسجد میں جاتے وقت زینت اختیار کرو۔

یعنی نماز کے لیے اچھے صاف ستھرے لباس میں جاؤ۔

چوتھا خصائص: وقت کی پابندی۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا۔ بے شک نماز مومنین پر مقررہ وقت میں فرض ہے۔

پانچواں خصائص: قبلہ رو ہونا۔ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

فَوَلِّ وَجْھَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَیْثُ مَا کُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ شَطْرَہٗ۔ پھر اپنا چہرہ مسجد حرام کی جانب کر لیا کرو اور جہاں کہیں بھی تم ہو تو اپنے چہرے کو ادھر ہی کر لیا کرو۔

چھٹا خصائص: نیت: حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

"عمل کا دارومدار نیتوں پر ہے"

ہر شخص کو اس کی نیت کا پھل ملتا ہے۔

ساتواں خصائص: تکبیر۔ حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"نماز کی تحریم تکبیر ہے اور تہلیل اسلام ہے۔

آٹھواں خصائص: قیام۔ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ اللہ عزوجل کے لیے عاجز بن کر کھڑا ہوا کرو۔

نواں خصائص: قراءت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قرآن میں جہاں سے آسان ہو وہیں سے پڑھو۔

دسواں خصائص: رکوع ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

گیارھواں خصائص: سجدہ ہے۔ ارشاد ربانی عزوجل ہے۔

وَاسْجُدُوْا اور سجدہ کرو۔

بارہواں خصائص: قعدہ ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

"جب آدمی آخری سجدے سے سر اٹھاتا ہے اور تشہد کی مقدار بیٹھتا ہے تو اس کی نماز تکمیل کو پہنچ گئی۔

جب یہ بارہ خصائص پائے گئے پھر اس پر مہر کی ضرورت ہو گی اور وہ خلوص ہے۔

جب یہ تمام چیزیں تکمیل کو پہنچ جائیں گی تو ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ اور اللہ کی اس طرح عبادت کو اسی کے لیے خاص رکھو۔

پھر علم کی تین اشکال ہیں۔

پہلی شکل: وہ فرض و سنت سے واقف ہو اس کے لیے کہ ان کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

دوسری شکل: نماز اور وضو کے فرائض اور سنتوں سے واقف ہو اس کے لیے تکمیل نماز کے لیے یہ لازم و ملزوم ہیں۔

تیسری شکل: شکر کے مکر سے واقف ہو اور اس سے مقابلے کی کوشش کرے۔

نیز وضو بھی تین باتوں سے تکمیل کو پہنچتا ہے۔

پہلی بات: تیرا دل حسد و کینے سے پاک ہو۔

دوسری بات: جسم گناہوں سے پاک ہو۔

تیسری بات: تمام اعضاء کو درست طریقہ سے دھوئے لیکن ان میں فراوانی اختیار نہ کرے۔

نیز لباس میں بھی تین باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

پہلی بات: رزق حلال سے بنا ہو۔

دوسری بات: نجاست سے پاک ہو۔

تیسری بات: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے مطابق ہو۔

نیز پابندئ وقت کے لیے بھی تین باتیں لازم و ملزوم ہیں۔

پہلی بات: تیری نظر آفتاب و ماہتاب اور ستاروں پر ہو تاکہ وقت کی موجودگی کا یقین ہو۔

دوسری بات: تیرے کان اذان پر لگے رہیں۔

تیسری بات: دل میں وقت کی فکر رہے۔

نیز قبلہ رخ ہونے میں بھی تین باتوں کا ہونا ضروری ہے۔

پہلی بات: تیرا منہ قبلہ کی طرف ہو۔

دوسری بات: دل کی توجہ اللہ عزوجل کی طرف ہو۔

تیسری بات: غایت تذلل اور خشوع ہو۔

نیت کی تکمیل بھی تین باتوں سے ہوتی ہے۔

پہلی بات: تو اس بات کو جان لے کہ کون سی نماز پڑھ رہا ہوں۔

دوسری بات: تو اس بات کو جان کہ اللہ کے دربار میں کھڑا ہوں اور وہ تجھے دیکھ رہا ہے اس کے لیے خوف دامن گیر رہے۔

تیسری بات: تجھے جاننا چاہیئے کہ اللہ عزوجل تیرے دل کی ہر بات سے

واقف ہے۔ اس لیے اپنے دل کو دنیا کے شغل سے روک لے۔

ایسے ہی تکبیر کی تکمیل بھی تین چیزوں سے ہوتی ہے۔

پہلی چیز: درست طریقہ سے تکبیر کہے۔

دوسری چیز: ہاتھوں کو کانوں کی لوتک اٹھائیے۔

تیسری چیز: تیرا دل حاضر ہو اور تعظیم سے تکبیر کہنی چاہیئے۔

ایسے ہی قیام کی صحت کے لیے تین باتیں لازم و ملزوم ہیں۔

پہلی بات: بغیر راگ کے ترتیل کے ساتھ درست طور پر سورۃ فاتحہ پڑھنا۔

دوسری بات: معانی کو مدنظر رکھتے ہوئے غور سے قرأت کرنا۔

تیسری بات: پڑھے پر عمل پیرا ہونا۔

اسی طرح رکوع کی تکمیل بھی تین باتوں سے ہوتی ہے۔

پہلی بات: اپنی کمر کو پھیلائے نہ جھکی ہو اور نہ اٹھی ہوئی ہو۔

دوسری بات: اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھے مگر انگلیاں کشادہ ہوں۔

تیسری بات: اطمینان سے رکوع کرنا چاہیئے اور عظمت و وقار سے تسبیح پڑھنی چاہیئے۔

سجدہ کی تکمیل بھی تین باتوں سے ہوتی ہے۔

پہلی بات: ہاتھوں کا کانوں کے برابر ہونا۔

دوسری بات: دونوں ہاتھوں کا پھیلے ہوئے ہونا۔

تیسری بات: نماز میں سکون ہو اور عظمت کے ساتھ تسبیح پڑھنا۔

اسی طرح قعدہ کی تکمیل میں تین باتوں سے ہوتی ہے۔

پہلی بات: بائیں پاؤں پر بیٹھنا اور دائیں پاؤں کو سیدھا رکھنا۔

دوسری بات: تعظیم سے التحیات پڑھنا اور اپنے لیے اور تمام مومنین کے لیے دعا کرنا۔

تیسری بات: سلام پر نماز ختم کرنا۔

نیز سلام کی تکمیل مندرجہ ذیل باتوں پر ہے۔

دل میں سچا ارادہ ہونا۔ اور لوگوں پر سلام ہونا جو تیرے دائیں بائیں ہوں۔ فرشتے ہوں۔ مرد ہوں۔ عورتیں ہوں۔ نیز تیری نظریں کندھوں سے نہ گزریں۔

اسی طرح کامل اخلاص کی تکمیل بھی تین باتوں سے ہے۔

پہلی بات: تیرا اپنی نماز میں رضائے الٰہی طلب کرنا۔ لوگوں کی رضا کا طالب نہ ہونا۔

دوسری بات: اس کو اللہ عزوجل کی توفیق پر محمول کرتا ہو۔

تیسری بات: نماز کی پابندی اس قدر ہو کہ قیامت کے دن اس کو ساتھ لے کر جا سکے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ جو شخص نیکی کے ساتھ آتا ہے۔

یہ نہیں فرمایا:

مَنْ عَمِلَ الْحَسَنَةَ جس نے نیکی کی۔

نمازی کے لیے ضروری امور

نمازی کے لیے لازم ہے کہ اسے علم ہو کہ وہ کیا کر رہا ہے اور اس کی عظمت سے بھی آگاہ ہو تاکہ اللہ عزوجل کی توفیق کے مطابق اس کی تعریف کر سکے۔ اس لیے کہ نماز میں تمام اذکار و افعال کی بھلائیاں اکٹھی کر دی گئی ہیں۔ جب بندہ نماز کے لیے کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہتا ہے یعنی اللہ بہت ہی بڑا ہے۔ تو اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میرے بندے کو علم ہے کہ میں ہر چیز سے عظیم ہوں۔ تبھی میری طرف متوجہ ہوا۔ پس جب تکبیر کہی اور ہاتھ کانوں تک اٹھائے تو گویا اس نے بجز اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ ہر چیز سے اپنی برأت کا اظہار کیا۔ پھر کہتا ہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ تو دل میں اس کا مفہوم جانتا ہے کہ اللہ عزوجل ہر نقص اور برائی سے پاک ہے اور سب تعریفیں اسی کے لیے ہیں وَتَبَارَكَ اسْمُكَ اور تیرے نام میں برکت ہی برکت ہے۔ پھر کہتا ہے وَتَعَالٰى جَدُّكَ۔ تیری عظمت و منزلت بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ

اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ پھر کہتا ہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ اے اللہ! مجھے شیطان لعین سے پناہ میں لے لے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ یعنی اللہ کا نام جو ازلی و ابدی ہے جس سے پہلے نہ کوئی چیز تھی اور نہ ہی بعد میں ہو گی۔ اَلرَّحْمٰن جو کہ تمام مخلوق کو رزق دے کر مہربانی کرتا ہے۔ الرَّحِیْم جو کہ روز حساب صرف مومنین پر رحم فرمائے گا۔ پھر وہ مکمل الحمد شریف پڑھتا ہے۔ یعنی ہر تعریف اللہ عزوجل کے لیے ہے۔ جس نے مجھے جن پر غضب کیا گیا ان سے نہیں بنایا یعنی نہ یہودی بنایا اور نہ گمراہ بنایا۔ یعنی نصرانیوں سے بنایا لیکن اس نے مجھے انبیائے کرام کے طریقے پر چلایا۔ جب تو رکوع کرے تو اپنے دل میں یہ غور کر کہ گویا تو کہتا ہے اے اللہ! میں تیرے سامنے جھکا ہوا ہوں اور گنہ گار نفس کے ساتھ حاضر ہوں۔ میرا نفس تیری عظمت کے آگے غلام ہے۔ اور اس امید کے ساتھ کہ رحم کر کے مجھے بخش دے گا۔ پھر تو کہہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ یعنی میرا پروردگار عظیم ہے۔ پھر رکوع سے سر کو اٹھا اور کہہ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ یعنی جس نے اللہ عزوجل کو ایک مانا اور اس کی اطاعت کی تو اللہ اس کی ضرور سنتا ہے۔ اے اللہ ہر تعریف تیرے لیے ہے۔ پھر سجدہ کرے۔ سجدہ کا مطلب تواضع اور قدم بوسی کے طور پر جھکنا ہے۔ زبان حال سے کہے الٰہی تو نے مجھے بہت اچھا چہرہ دیا۔ اس میں کان اور آنکھ اور زبان رکھی۔ یہ چیزیں مجھے پسند ہیں اور میرے لیے نفع دینے والی ہیں۔ میں نے یہ سب کچھ تیرے روبرو پیش کر دیا ہے اس امید پر کہ تو مجھ پر رحم فرمائے گا۔ پھر کہتا ہے کہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی یعنی میرا پروردگار اس قدر بلند ہے کہ کوئی چیز اس سے برتر نہیں۔ اور جب التحیات کے لیے بیٹھتا ہے اور پڑھتا ہے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ۔ یعنی تمام بادشاہت اور ہر تعریف اللہ کے لیے ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت نے بیان کیا کہ زمانہ جہالت میں کچھ بت ایسے تھے جنہیں لوگ کہا کرتے تھے کہ ہمیشہ کی زندگی تمہارے ہی لیے ہے تب نمازیوں کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ التحیات پڑھیں یعنی ہمیشہ کی بقاء و بادشاہت باری تعالیٰ

عزوجل کے لیے ہے. پھر کہتا ہے وَالصَّلَوَاتُ یعنی پانچوں نمازیں اللہ کے لیے ہیں۔ ماسوائے اللہ عزوجل کسی دوسرے کے لیے نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے. وَالطَّیِّبَاتُ یعنی وحدانیت کی شہادت صرف اللہ عزوجل کے لیے ہے۔ پھر کہتا ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ۔ اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر سلام ہو کہ آپ نے اپنے پروردگار کا پیغام پہنچایا اور اپنی امت کو نصیحت کی وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ یعنی اللہ عزوجل آپ سے راضی ہو اور آپ پر برکتیں ہوں۔ اور اہل بیت پر بھی اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ۔ یعنی ہم اور پہلے انبیائے کرام علیہم السلام اور صدیقین پر رب العالمین جل مجدہ الکریم کی بخشش ہو. اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں نہ زمین میں نہ آسمان میں وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اور میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں جو کہ نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔ چنے ہوئے اور پسند کیے ہوئے ہیں تمام مخلوق سے پھر تو نبی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر درود پڑھے۔ پھر اپنی ذات کے لیے اور تمام مرد و عورت کے لیے دعا کرے۔ پھر اپنے دائیں بائیں سلام پھیرے۔ دائیں بائیں پھیرنے کا یہ مطلب ہے کہ تم میرے اسلامی بھائی ہو۔ میرے شر اور خیانت سے حفاظت میں رہو گے جبکہ میں مسجد سے باہر نکلوں گا۔

نمازی کے لیے تین کرامات کا حصول

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نمازی کے لیے تین کرامات ہیں جو یہ ہیں۔

پہلی کرامت: اس کے سر پر آسمان سے نیکیوں کی بارش ہوتی ہے۔

دوسری کرامت: اسے فرشتے پاؤں سے لے کر آسمان تک حلقے میں لے لیتے ہیں۔

تیسری کرامت: منادی فرشتہ ندا کرتا ہے اگر بندہ یہ جان لے کہ وہ کس سے مناجات کر رہا ہے تو وہ اپنی نماز سے کبھی نہ ہٹے۔

پس یہ تمام شرف و کرامات اور بزرگیاں نمازی کے لیے مخصوص ہیں۔ لہٰذا نمازی پر لازم ہے کہ وہ نماز کی عظمت کو پہچانے اور اس احسان پر بارگاہ خداوندی میں تعریف و توصیف کرے۔

امت محمدیہ کی تعریف و توصیف

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت دانیال علیہ السلام نے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں فرمایا کہ:

"جس طرح یہ لوگ نماز پڑھتے ہیں اگر قوم نوح ایسی نماز پڑھتی تو وہ کبھی غرق نہ ہوتی اور اگر قوم عاد پڑھتی تو ان پر عذاب کی صورت میں آندھی نہ آتی۔ اگر قوم ثمود پڑھتی تو ان کو کبھی چیخ نہ لیتی"۔

پھر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ:

"تم پر نماز فرض ہے یہ اہل ایمان کے لیے ہی بنائی گئی ہے جو کہ بہتر ہے"۔

حضرت لیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میری امت تو بخشی ہوئی امت ہے۔ ان کے اخلاص، دعاؤں، نمازوں اور ان لاغرین کی وجہ سے اللہ عزوجل نے ان سے عذاب اٹھا لیا ہے"۔

اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ عزوجل اور اس کا رسول ہی بہتر جاننے والے ہیں۔

تیسواں باب

اذان و تکبیر کا اظہار

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی سند سے بیان کیا کہ ایک شخص نے حضور نبی کریم رسولِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے ایک ایسا عمل بتائیے جس کے ذریعے میں بہشت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا اگر تو بہشت میں داخل ہونا چاہتا ہے تو پھر اپنی قوم کا مؤذن بن جا۔ کیونکہ وہ اپنی نمازوں کے لیے تیری ہی وجہ سے جمع ہوں گے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں اس پر قادر نہ ہو سکوں تو پھر۔ آپ نے فرمایا پھر اپنی قوم کا امام بن جا کہ وہ تیری ہی وجہ سے اپنی نمازیں قائم کریں گے۔ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اگر میں اس کی بھی طاقت نہ رکھ سکا تو پھر۔ آپ نے فرمایا پھر تو جماعت کی پہلی صف میں کھڑا ہو جایا کرو۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مندرجہ ذیل آیۂ کریمہ کے تحت فرمایا کہ :

ارشاد ربانی ہے :

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

اور اس سے بہتر کس کا قول ہو سکتا ہے جو اللہ عزوجل کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے تحقیق میں مسلمین میں سے ہوں۔

یہ آیۂ کریمہ موذنین کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سیّد عالم نور مجسّم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"موذن جس قدر اپنی آواز کو بلند کرتا ہے اس قدر ہی اس کے لئے اس کی بخشش وسیع ہو جاتی ہے۔ اور جماعت میں شریک ہونے والوں کے مساوی اسے ثواب ملتا ہے جب کہ اس کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔"

حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"مریض اللہ عزوجل کا مہمان ہوتا ہے اگر اس کے لیے ہر روز ستر شہداء کا عمل آسمانوں پر اٹھایا جاتا ہے۔ اگر وہ صحت مند ہو جائے تو وہ گناہوں سے یوں پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ آج ہی پیدا ہوا ہے۔ اور اگر مرض میں ہی لقمۂ اجل ہو گیا تو یہ حساب کے بغیر ہی جنت میں داخل ہو گیا۔"

نیز فرمایا:

"موذن اللہ عزوجل کا دربان ہے جسے ہر اذان پر ہزار پیغمبروں کا ثواب ملتا ہے جبکہ امام اللہ عزوجل کا وزیر ہے جسے ہر نماز پر ہزار صدیقین کا ثواب ملتا ہے اور عالم اللہ عزوجل کا وکیل ہے جسے محشر کے روز ہر بات کے عوض نور عطا کیا جائے گا اور جب وہ حدیث بیان کرتا ہے تو اس کے لیے ہزار سال کی عبادت کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔"

نیز فرمایا کہ:

"علم حاصل کرنے والے مرد اور عورتیں اللہ عزوجل کے خدام ہیں جن کی جزاء بہشت ہے۔"

الحاصل کلام

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ موذن کے دربان ہونے کی مثال یہ ہے کہ وہ لوگوں کو بارگاہ خداوندی میں حاضری کے وقت سے باخبر کرتا ہے۔ جیسا کہ بادشاہ کا دربان ملاقات کرنے والوں کو بادشاہ کے ہاں حاضری کے وقت سے باخبر کرتا ہے۔ یونہی امام کے اللہ عزوجل کے وزیر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ لوگ اپنی نماز میں اس کے پیچھے پڑھتے ہیں۔ اور

عوام کی نماز کی صحت امام کی نماز کی صحت پر موقوف ہے۔

حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

جس نے سات سال مسلسل اذان دی تو اسے دوزخ کے سات طبقات سے اللہ عزوجل مغفرت فرمائے گا مگر اس کا ارادہ درست ہونا شرط ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

"جہاں تک مؤذن کی آواز پہنچتی ہے تو وہاں تک اسے بخشش حاصل ہوتی ہے اور ہر سننے والی خشک و تر چیز اس کی تصدیق کرتی ہے۔"

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ:

"جب تم دیہاتوں میں اذان دو تو اپنی آواز کو خوب طور پر بلند کرو۔ میں نے حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات سے سنا ہے کہ مؤذن کی آواز سننے والے درخت پتھر۔ ڈھیلے۔ انسان۔ جن۔ یہ تمام کے تمام بارگاہِ خداوندی میں محشر کے روز اس کے حق میں شہادت دیں گے۔"

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ عزوجل محشر کے روز حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت کی اونٹنی پر سوار کر کے بھیجیں گے اور وہ اس کی پیٹھ پر ہی اذان دیں گے۔ جب وہ کہیں گے أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللهِ تو لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر کہیں گے کہ ہم بھی ایسی ہی شہادت دیتے ہیں جیسی کہ تم نے دی ہے حتیٰ کہ وہ پورے میدان حشر کا چکر لگائیں گے۔ جب چکر پورا ہو جائے گا تو جنتی حلے لائے جائیں گے اور سب سے پہلے حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو وہ حلہ پہنایا جائے گا اس کے بعد نیک مؤذنوں کو۔"

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ ہمیں اکثر طور پر بتایا کرتے تھے کہ:"

محشر کے روز سب سے لمبی گردن مؤذن کی ہو گی ۔ اور نبیوں کے بعد محشر کے روز سب سے پہلے شہداء اور مؤذنوں کا فیصلہ ہو گا ۔ پس کعبۃ اللہ اور بیت المقدس کے مؤذنین کو بلایا جائے گا پھر پے در پے مؤذن آتے جائیں گے ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ :

"اگر میں مؤذن ہوتا تو جہاد کرنے کو ترجیح نہ دیتا ۔"

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ :

"اگر میں مؤذن ہوتا تو بجز حج فرض کے کوئی حج اور عمرہ نہ کرتا ۔"

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ۔

"میں اس بات پر افسوس کرتا ہوں کاش کہ میں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے لیے مؤذن بنانے کے لیے درخواست کرتا ۔"

حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ :

"جس شہر میں مؤذن بکثرت ہوں وہاں سردی کم پڑتی ہے ۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی مکرم رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہوئے کہا کہ :

"جب مؤذن اذان دیتا ہے کہ شیطان مدینہ سے تیس میل دور روحا کے مقام تک بھاگ جاتا ہے ۔"

دس خصائل کی حاجات

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مؤذن کو مؤذنین کی فضیلت پانے کے لیے دس خصائل کی ضرورت ہوتی ہے ۔

پہلی خصلت : وہ نماز کے اوقات اور اس کی حفاظت سے واقف ہو ۔

دوسری خصلت : وہ اپنے گلے کی حفاظت کرے اور اذان کے لیے گلے پر زیادہ

زور نہ دے۔

تیسری خصلت: جب مؤذن متعین نہ ہو تو دوسرے کے اذان دینے پر اظہار ناراضگی نہ کرے۔

چوتھی خصلت: اذان بہتر طور پر دے۔

پانچویں خصلت: اذان کے ثواب کا بارگاہ رب العزت تبارک وتعالیٰ سے طالب ہو لوگوں پر احسان کی بات نہ کرے۔

چھٹی خصلت: امر و نواہی پر عمل کرے نیز امیر غریب دونوں کے لیے فائدہ مند ہو۔

ساتویں صفت: امام کا انتظار اس قدر نہ کرے کہ لوگ پریشان ہوں۔

آٹھویں خصلت: اگر کوئی مسجد میں آکر اس کی جگہ بیٹھ جائے تو برا نہ منائے۔

نویں خصلت: اذان واقامت کے درمیان لمبی نماز نہ پڑھے۔

دسویں خصلت: مسجد کو پاک صاف رکھنے کی کوشش کرے اور اس میں بچوں کو آنے سے روکے۔

امام کے لیے دس باتوں کی ضرورت

اسی طرح امام کے لیے بھی اپنی اور مقتدیوں کی نماز کی تکمیل کے دس باتوں کا ہونا ضروری ہے وہ یہ ہیں۔

پہلی بات: امام کا قرآن کی تلاوت صحیح طور پر پڑھنا اور بے جا راگ نہ لگانا۔

دوسری بات: امام کی تکبیرات میں ٹھہراؤ ہونا۔

تیسری بات: امام کے رکوع وسجود کا مکمل ہونا۔

چوتھی بات: امام خود کو حرام اور مشتبہ چیزوں سے بچاتا ہو۔

پانچویں بات: امام خود کو اور لباس کو ناپاکی سے بچاتا ہو۔

چھٹی بات: امام مقتدیوں کی رضا کے بغیر قرأت لمبی نہ کرے۔

ساتویں بات: امام جب تک اپنی توبہ نہ کر لے نماز شروع نہ کرے اس لیے

کہ وہ مقتدیوں کا سفارشی بنے۔

آٹھویں بات: امام کا امور دینیہ سے واقف ہونا ضروری ہے۔

نویں بات: امام اسلام کے بعد صرف اپنے لئے دعا نہ کرے ورنہ یہ مقتدیوں سے خیانت ہوگی۔

دسویں بات: امام کو چاہیئے کہ اگر کوئی مسافر مسجد میں آجائے تو اس کی ضروریات کو بر لائے۔

جنت کی ضمانت کا راز

حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ پانچ قسم کے لوگ ایسے ہیں جن کے لیے میں جنت کا ضامن ہوں۔

پہلی قسم: نیک اور شوہر کی فرمانبردار عورت۔

دوسری قسم: والدین کا فرمانبردار بیٹا۔

تیسری قسم: جو مکہ شریف جاتے ہوئے راستہ میں دم توڑ گیا۔

چوتھی قسم: بہتر اخلاق والا۔

پانچویں قسم: جس نے حالتِ ایمان میں ثواب کے ارادہ سے کسی مسجد میں اذان دی۔

امام و مؤذن کی حقیقت کا انکشاف

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"امام ضامن اور مؤذن امین ہوتا ہے۔ الٰہی آئمہ حضرات کو ہدایت فرما اور مؤذن کو نجات فرما"

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مؤذن کو امین اس کے لیے کہا گیا ہے کہ لوگ اپنی نمازوں اور روزوں کے معاملے میں ان پر اعتماد کرتے ہیں۔ لہٰذا

حقوق مسلمین میں سے مؤذن پر یہ حق بھی ہے کہ وہ صبح صادق سے پہلے فجر کی اذان نہ دے تاکہ سحری اور نماز میں اشتباہ نہ پڑ جائے۔ اسی طرح سورج کے غروب ہونے سے پہلے مغرب کی اذان نہ دے تاکہ افطار کا معاملہ شبہ میں نہ پڑ جائے۔ انہی وجوہات کی بنا پر مؤذن کو امین کہا گیا ہے جب کہ امام کو ضامن اس لیے کہا گیا ہے کہ وہ تمام مقتدیوں کی نماز کا ضامن ہے۔ مقتدیوں کی نماز کی صحت و عدم امام کی نماز کی صحت و عدم صحت سے مشروط ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور پُرنور شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محشر کے روز تین قسم کے لوگ مشک کے ٹیلوں پر کھڑے ہوں گے جنہیں نہ حساب سے پریشانی ہوگی اور نہ گھبراہٹ سے غمگینی ہوگی۔

پہلی قسم: وہ امام جس سے لوگ راضی رہے۔

دوسری قسم: جس نے پانچوں اذانیں اللہ عزوجل کو راضی کرنے کے لیے دیں۔

تیسری قسم: وہ غلام جس نے اپنے اللہ عزوجل اور اپنے آقا کی فرمانبرداری کی۔

امام کی نماز کا نہ ہونا

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"کسی مسلمان کے گھر میں اجازت کے بغیر جھانکنا جائز نہیں اگر جھانکا تو گویا داخل ہوگیا اور جو داخل ہوگیا تو اس نے بلاشبہ عہد خلافی کی کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ طبعی حاجت کو روک کر نماز پڑھے چاہے وہ کتنی معمولی ہی کیوں نہ ہو اور یہ بھی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ قوم کی اجازت کے بغیر نماز پڑھائے۔ اگر ایسا کیا تو مقتدیوں کی نماز تو ہو جائے گی لیکن امام کی نماز نہیں ہو گی۔ اور امام صرف اپنے لیے ہی دعا نہ کرے اور اگر ایسا کیا تو گویا اس نے مقتدیوں کے ساتھ خیانت کی۔"

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک

علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا:

"اگر لوگ اذان کہنے اور پہلی صف میں کھڑے ہونے کے ثواب سے باخبر ہو جاتے تو پھر وہ اس پر قرعہ اندازی کرتے اور اگر وہ دھوپ میں نماز پڑھنے جانے کے ثواب سے واقف ہو جاتے تو پھر اس کی طرف ایک دوسرے سے پہل کرتے۔ اور اگر عشاء و فجر کی جماعت میں شرکت کے ثواب کو جان لیتے تو وہ ضرور شریک ہوتے چاہے گھسٹ گھسیٹ کر نہ آتے۔

حضرت ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خواب میں کہیں اذان کو لکھا ہوا دیکھا اور حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اذان لکھائی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ چھت پر چڑھ کر اذان دیں۔ جب آپ نے اذان شروع کی تو مدینہ والوں نے ایک سخت آواز سنی۔ حضور سیدنا عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ کیا تمہیں علم ہے کہ یہ سخت آواز کیسی ہے؟ عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا کہ بلال کی اذان کے لیے تمہارے پروردگار نے آسمان سے عرش تک کے دروازے کھولنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ نبوی میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم۔ یہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے لیے خاص ہے یا ہر مؤذن کے لیے ہے۔ حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ ہر ایک مؤذن کے لیے ہے۔ نیز ہر اذان دینے والے کی روح شہیدوں کی روحوں کے ساتھ رہتی ہے۔ جب محشر کے روز منادی اذان دینے والوں کو پکارے گا تو یہ لوگ مشک کافور کے ٹیلوں پر کھڑے ہو جائیں گے۔

نامقبول نماز کا انکشاف

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ قسم کے لوگوں کی نماز نہیں ہوتی۔

پہلی قسم : اپنے خاوند سے ناراض عورت۔
دوسری قسم : بھاگا ہوا غلام جب تک کہ وہ اپنے مالک کے پاس نہ آجائے۔
تیسری قسم : تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے قطع تعلق کرنے والا۔
چوتھی قسم : جو عادت کے طور پر شراب پیئے۔
پانچویں قسم : وہ امام جو لوگوں کو ناپسند ہو۔

الحاصل کلام

حضرت فقیہہ رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مقتدیوں کی ناپسندیدگی دو قسم کی ہے۔ یہ ناپسندیدگی اس کی کسی برائی کی وجہ سے ہے یا وہ قرآن خوانی غلط کرتا ہے۔ اگر مقتدیوں کو کوئی دوسرا امام مل جائے جو پہلے امام سے زیادہ عالم ہو تو یہ پسندیدگی جائز ہے اور امام کو امامت نہیں کرنی چاہیئے۔ اور اگر ناپسندیدگی کی وجہ اسکی نیکی کی تبلیغ ہے جس کی وجہ سے وہ مبغوض ہے یا پھر صرف حسد ہے اور مقتدیوں میں سے کوئی اس سے زیادہ عالم بھی نہیں ہے تو پھر ان کی ناپسندیدگی درست نہیں ہے اسے چاہیئے کہ وہ امامت کرے بیشک وہ مخالفت کرتے رہیں۔

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بیان ہے کہ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ :

"اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ سے ثواب کی امید رکھنے والے مؤذن اپنی قبروں سے اذان دیتے ہوئے نکلیں گے۔ اور پتھر۔ درخت۔ ڈھیلے جن و انسان ہر چیز جس نے بھی مؤذن کی آواز سنی ہو گی وہ مؤذن کے حق میں شہادت دیں گے اور جہاں تک مؤذن کی اذان کی آواز جاتی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ وہاں تک اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ اور جتنے لوگ اس کی اذان نماز پڑھتے ہیں اتنے لوگوں کا اجر اللہ عزوجل اس کے لیے لکھ دیتے ہیں۔ پھر اذان واقامت کے مابین جو وہ سوال کرتا ہے اللہ عزوجل اسے عطا فرماتا ہے چاہے دنیا میں عطا کرے یا آخرت میں عطا کرے۔ یا پھر اس سے کسی برائی کو ٹال دیا جاتا ہے۔"

نیز فرمایا کہ :

قیامت کے روز سب سے پہلے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو جنتی پوشاک پہنائی جائے گی۔ پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر دوسرے انبیاء و مرسلین کو۔ پھر ثواب کی نیت سے مؤذن کو جنتی پوشاک پہنائی جائے گی۔ پھر ملائکہ ان سے ملاقات کریں گے اور سرخ یاقوت کے ہار پیش کریں گے اور قبر سے میدان محشر تک ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار ملائکہ ہوں گے۔

عذابِ قبر سے محفوظی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اللہ عزوجل تین قسم کے لوگوں کو عذاب قبر سے محفوظ فرمائے گا۔

پہلی قسم : اذان دینے والوں کو۔

دوسری قسم : اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کو۔

تیسری قسم : جمعہ کے دن یا رات کو رحلت کرنے والوں کو۔

حضرت عبدالاعلیٰ تیمی کا بیان ہے کہ تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جو اس وقت تک کستوری کے ٹیلوں پر رہیں گے یہاں تک کہ تمام لوگ حساب سے فراغت حاصل کر لیں گے۔

پہلی قسم : جو شخص اللہ کی رضا کے لئے امامت کراتا رہا۔

دوسری قسم : وہ شخص جو قرآن پڑھتا تھا۔

تیسری قسم : وہ اذان دینے والا جو نماز کے لیے لوگوں کو اللہ کی رضا کے لیے بلاتا ہو۔

فرمانِ رسول بر روحِ ایمان

حضور نبی کریم رؤف الرحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جو شخص مؤذن کے ساتھ اذان کے الفاظ ادا کرتا ہے وہ بھی مؤذن جیسا اجر و ثواب پاتا ہے۔

مروی ہے کہ جب مؤذن کہتا تھا اللہ اکبر تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ

بھی اس کے ساتھ اللہ اکبر کہتے تھے۔ اسی طرح شہادتین میں کہتے اور جب وہ حی علی الصلوٰۃ حی الفلاح کہتا تو آپ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کہتے۔

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آدمی پر لازم ہے کہ وہ اذان کو اچھی طرح دل لگی سے سنے اور مؤذن کے ساتھ ساتھ کلمات کا اعادہ کرے جب مؤذن حیّ علی الصلوٰۃ پر پہنچے تو لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کہے اور جب وہ حیّ الفلاح کہے تو سننے والا ما شاء اللہ کان کہے۔ نیز مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اذان کی تفسیر اور معانی کا علم حاصل کرے کیونکہ ہر جملے کا ایک ظاہر اور ایک باطنی معنیٰ ہوتا ہے۔ پس جب مؤذن اذان میں اللہ اکبر اللہ اکبر کہتا ہے تو اس کی ظاہری تفسیر یہ ہے کہ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہوا کہ اللہ بہت ہی بڑا ہے۔ تو پھر اس کا بتایا ہوا عمل واجب ہے۔ لہٰذا اس پر عمل پیرا ہو جاؤ اور دنیا کی مشغولیت ترک کر دو۔ اور جب مؤذن اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ مگر معنیٰ و مفہوم یوں ہے کہ تمہیں اللہ عزوجل نے جس کام کا حکم کیا ہے اس کی اطاعت کیجئے۔ اس لئے کہ سوائے اللہ عزوجل کے کوئی بھی نفع دینے والا نہیں۔ اور اگر اطاعت نہ کی تو پھر تمہیں کوئی اس کے عذاب سے محفوظ نہ رکھ سکے گا۔ اور جب وہ کہتا ہے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه تو اس کی تفسیر یہ ہے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ یعنی اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ نے آپ کو تمہارے پاس بھیجا ہے۔ تم آپ پر ایمان لے آؤ اور آپ کی تصدیق کرو۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی تمہیں جماعت کے قیام کا حکم فرمایا ہے۔ لہٰذا حضور سید الرسل امام السبل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس حکم کی اطاعت کیجئے اور جب حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة کہتا ہے تو اسکا مطلب یہ ہے کہ نماز ادا کرنے میں جلدی کیجئے۔ یہ کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے تو اسے ادا کیجئے اس میں دیر نہ کیجئے۔ اسے جماعت کے ساتھ ادا کیجئے۔ اور جب وہ کہتا ہے حَيَّ عَلَى الفلاح تو اسکا بیان یہ ہے کہ نجات اور نیکی کے حاصل کرنے میں جلدی کیجئے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ نماز

کو اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے تمہاری نجات و نیکی کا ذریعہ بنایا ہے۔ پس اسے قائم کیجئے۔ اور اس کے عذاب سے اجتناب کیجئے۔ اور جب وہ اَللّٰہُ اَکْبَر اَللّٰہُ اَکْبَر کہتا ہے تو اس کا بیان یہ ہے کہ اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ بہت ہی بڑا بہت ہی بڑا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا فرمان جلیل بہت ہی ضروری ہے۔ اس کام میں تاخیر نہیں کرنی چاہیئے۔ اور جب وہ کہتا ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یاد رہے کہ اللہ کا شریک نہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری نماز خاص طور پر اللہ عزوجل کے لیے ہو۔ اور اللہ عزوجل اور اسکا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔

اکتیسواں باب
صفائی وستھرائی کا اظہار

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسواک ضرور کرنی چاہیئے کیونکہ اس میں دس خصلتیں ہیں وہ یہ ہیں۔

پہلی خصلت مسواک سے منہ پاک ہو جاتا ہے

دوسری خصلت: مسواک کرنے سے رب تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے۔

تیسری خصلت: مسواک کرنے والے سے فرشتے خوش ہوتے ہیں

چوتھی خصلت: مسواک کرنے سے آنکھوں کی روشنی بڑھتی ہے۔

پانچویں خصلت: مسواک کرنے سے دانت سفید ہو جاتے ہیں

چھٹی خصلت: مسواک مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے اور بیماری کو ختم کرتی ہے

ساتواں خصلت۔ مسواک بلغم کو ختم کرتی ہے

آٹھویں خصلت: مسواک کرنے سے نماز میں دگنا ثواب ملتا ہے

نویں خصلت: مسواک کرنے سے منہ خوشبودار ہو جاتا ہے

دسویں خصلت: مسواک کرنے سے کھانا جلد ہضم ہو جاتا ہے

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ میں حکمات ازلیہ

حضرت حسان بن عطیہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

"نماز کا جز وضو ہے اور وضو کا جز مسواک ہے۔ اگر میں اس سے اپنی امت کو مشفق نہ پاتا تو میں ہر نماز کے لیے مسواک کا حکم کرتا۔ جو نماز کی دو رکعات مسواک کر کے پڑھی جاتی ہیں وہ ستر نماروں کی افضلیت کی حامل ہیں"

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ باتیں انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات سے ہیں:۔

پہلی بات ؛ ——————— مونچھیں ترشوانا

دوسری بات ——————— ناخن کٹوانا

تیسری بات ——————— ناف کے نیچے کے بال صاف کرنا

چوتھا بات ——————— مسواک کرنا

پانچویں بات ——————— بغل کے بال صاف کرنا

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ کھانے سے فارغ ہو کر مسواک کرنا دو فرمانبردار غلاموں سے افضل ہے۔

حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبرائیل امین علیہ السلام مجھے ہمیشہ ہمسایوں کے حقوق کے بارے میں تاکید کرتے تھے یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ وہ وارث ہی بن جائے گا۔ نیز غلاموں کے حقوق کے بارے میں اس قدر تاکید کرتے کہ میں نے سمجھا کہ بس اب ان کو آزاد کرنے کا حکم آئے گا۔ اسی طرح مسواک کے بارے میں اس قدر تاکید کرتے کہ مجھے گمان ہوا کہ نامعلوم مسوڑھے بھی باقی رہیں گے یا نہ رہیں گے۔ عورتوں کے حقوق کے بارے میں اس قدر تاکید کرتے کہ مجھے خیال پیدا ہونے لگا کہ شاید طلاق کو حرام قرار دے دیا جائے۔ نیز تہجد کے بارے میں اس قدر تاکید کرتے کہ مجھے خیال پیدا ہوا کہ میری اُمت کے نیک لوگ اب رات کو سویا ہی نہیں کریں گے۔

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السّلام بہت دنوں کے بعد حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصّلوٰۃ والتسلیمات کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے اس قدر تاخیر میں آنے کی وجہ دریافت کی۔ جبرائیل نے بارگاہ نبوی میں تاخیر میں آنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہم آپ کی خدمت میں کیسے آتے اس لیے کہ آپ کے لوگ نہ ناخن کٹواتے ہیں نہ مونچھیں ترشواتے ہیں اور نہ ہی جسم کی میل صاف کرتے ہیں اور نہ ہی مسواک کرتے ہیں۔ پھر کہا کہ ہم تو آپ کے رب عزّوجل کے حکم ہی سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔

حضور سیّد عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

"ہر مسلمان پر جمعہ کے دن مسواک کرنا، غسل کرنا اور خوشبو لگانا لازمی ہے۔"

حضرت حمید بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ:

"جمعہ کے روز ناخن ترشوانے والے کی بیماری کو اللہ عزّوجل دور فرما دیتا ہے اور اسے شفا مرحمت فرماتا ہے۔"

حضرت ابن شہاب نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"جس نے جمعہ کے دن اپنے ناخن کاٹے وہ کوڑھ کی بیماری سے محفوظ رہے گا۔"

حدیث شریف میں ہے کہ حضور سید الانبیاء حبیب خدا علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ

"چالیس دنوں میں زیر ناف اور جمعہ کے روز ناخن ترشوائے جائیں۔"

ایک اور حدیث میں حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"اپنے منہ کو پاک صاف رکھو کہ تمہارے منہ سے قرآن نکلتا ہے۔"

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مسواک کرنے کی تین اقسام ہیں:

پہلی قسم: اللہ عزّوجل کی رضا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا عمل مقصود ہو۔

دوسری قسم: اپنی ذات کا نفع مقصود ہو۔

تیسری قسم: لوگوں کے سبب۔ اگر رضائے الٰہی عزّوجل اور سنت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء پر عمل مقصود ہے تو اس کا اجر کا ثواب ملے گا۔

حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے کہ:

"ہر نماز کا ثواب ستر نمازوں کے مساوی ہوگا اور مقصود اپنا ہی نفع ہے تو پھر ثواب سے محرومی ہوگی۔ پھر اگر لوگوں کا دکھاوا ہے تو پھر اس کا محاسبہ ہوگا۔"

یاد رہے کہ آیۂ کریمہ وَاِذِ ابۡتَلٰۤى اِبۡرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس آیۂ کریمہ میں جس ابتلاء و آزمائش کا تذکرہ ہے اس میں پانچ قسم سے سر کی طہارت ہے اور پانچ قسم کی باقی جسم کی ہے۔ سر کی پانچ قسم کی طہارت یہ ہیں:

پہلی طہارت: موںچھیں ترشوانا

دوسری طہارت: کلی کرنا۔

تیسری طہارت: ناک میں پانی ڈالنا۔

چوتھی طہارت: مسواک کرنا۔

پانچویں طہارت: سر میں مانگ نکالنا۔

جبکہ باقی جسم کی طہارت یہ ہیں

پہلی طہارت ناخن کٹوانا

دوسری طہارت ختنہ کروانا

تیسری طہارت بغل کے بال صاف کرنا۔

چوتھی طہارت ناف کے نیچے کے بال صاف کرنا۔

پانچویں طہارت پانی سے استنجا کرنا۔

بتیسواں باب

فضیلت جمعہ کا اظہار

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی سند سے اوس بن اوس کے ذریعہ بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے روز تمہارے دنوں میں افضل ترین دن ہے اس لیے کہ:

۱۔ جمعہ کے دن حضرت آدم علیٰ ابنیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا گیا۔

۲۔ جمعہ کے دن حضرت آدم علیٰ ابنیا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصال فرمایا۔

۳۔ جمعہ کے دن صور پھونکا جائے گا۔

۴۔ جمعہ کے دن محشر برپا ہوگا۔

نیز ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

"جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو کیونکہ تمہارے درود مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درود آپ پر کس طرح پیش کیے جائیں گے جبکہ آپ برزخ میں ہوں گے۔ آپ نے فرمایا کیا تمہارا خیال ہے کہ میرا جسم مٹی میں مل جائے گا۔ بیشک اللہ عزوجل نے ابنیاء کے اجسام کو مٹی پر حرام کر دیا ہے کہ وہ ابنیائے کرام علیہم السلام کے جسم کو کھائے۔"

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔

"بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمارے سلام کا جواب کیسے دیں گے جبکہ آپ کو مٹی کھا جائے گی تو آپ نے فرمایا کہ بے شک اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ نے ابنیائے کرام علیہم السلام کے اجسام کو مٹی پر حرام قرار دیا ہے کہ وہ ابنیاء کے جسموں کو کھائے اور جو بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ میری روح کو ادھر ہی متوجہ فرما دیتے ہیں اور پھر میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔"

دیگر روایت میں بھی حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جمعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"جس نے اچھا غسل کیا اور مسجد میں جلد گیا اور منبر کے قریب بیٹھ کر خاموشی سے خطبہ سنا اور کوئی بیہودہ بات نہ کہی تو اسے ہر قدم کا ثواب ایک سال کے روزوں اور رات کو جاگنے کی طرح سے دیا جائے گا۔"

محمد بن فضیل کا قول ہے کہ یزید بن ہارون سے حدیث کے الفاظ غَسَّلَ وَاَغْتَسَلَ نے میں نے معانی دریافت کیے تو فرمایا کہ وضو والے اعضاء کو دھونا اور مکمل غسل کرنا اور ایسے ہی بَکَّرَ وَ اُبْتَکَرَ کا معنیٰ بتایا کہ وہ شخص جلدی غسل کر کے مسجد پہنچا۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور رسالتماب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

"جس نے جمعہ کے روز اچھی طرح وضو کیا اور پھر جمعہ کے لیے آیا امام کے قریب بیٹھ کر خاموشی سے خطبۂ جمعہ سنا تو اس کے پہلے دس یوم کے گناہ مغفرت کیے جاتے ہیں۔ اور جس شخص نے کنکریوں کو ہاتھ لگایا اور اس نے بُرا کام کیا۔ اس کا جمعہ نہ ہوا۔"

حضور نبی پاک صاحبِ لولاک احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ:

"بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعہ کا دن ہے۔ کیونکہ:۔

۱۔ جمعہ کے روز ہی حضرت آدم علیہ کی تخلیق ہوئی۔

۲۔ جمعہ کے دن ہی حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں داخل کیا گیا۔

۳۔ جمعہ کے دن ہی حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا۔

۴۔ جمعہ کے دن ہی محشر برپا ہو گا۔

۵۔ جمعہ کے دن ہی ایک گھڑی ایسی ہے کہ جس میں مومن کے ہر سوال کو پورا کیا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا جمعہ کی بابرکت ساعت سے میں واقف ہوں اور یہ دن کی آخری گھڑی ہے جس گھڑی میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔

خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ انسان کو عجلت میں ہی بنایا گیا ہے۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ:

"میں جمعہ کی نماز میں حاضری کو نفل حج سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں" اور شراب کا پیالہ پینا میرے نزدیک جمعہ چھوڑنے سے اچھا ہے۔ یعنی شراب نوشی کے جرم سے جمعہ کے ترک کرنے کا زیادہ جرم ہے۔"

آٹھ روز کے گناہوں کا مغفرت ہو جانا

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ التسلیمات نے منبر پر ایک آیۂ کریمہ تلاوت کی تو حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یا حضرت سیّد ابوالدرداء رضی اللہ عنہما نے حضرت ابی ابن کعب سے دریافت کیا کہ اس آیۂ مبارک کا کب نزول ہوا تو انہوں نے سکوت اختیار کرنے کا کہا۔ پھر فارغ ہو کر فرمایا کہ بیہودہ کام کر کے اپنی نماز کے حصے میں کمی کر دی ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ ابی ابن کعب نے سچ کہا ہے۔ نیز فرمایا:

"جو شخص جمعہ کے روز غسل کر کے تیل وغیرہ لگاتا ہے اور کسی کو تکلیف نہیں دیتا اور جمعہ کو آتا ہے اور لوگوں کی گردنوں کو نہیں پھلانگتا اور اللہ عزوجل کے حکم کے مطابق نماز پڑھتا ہے۔ پھر جب امام خطبے کے لیے نکلتا ہے اور وہ خاموشی سے بیٹھ کر سنتا ہے تو اللہ عزوجل اس کے دو جمعوں کے بیچ کے گناہ درگذر فرما دیتا ہے۔"

جمعہ کا دن اور پانچ خصوصیات

حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر نے بیان کیا کہ حضور سیّد عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار اور اللہ عزّوجل کے ہاں بہت بڑی عظمت ہے۔"

نیز فرمایا کہ:

"جمعہ کا دن عید الفطر اور عید الضحیٰ کے دنوں سے بھی اللہ عزوجل کے ہاں بڑا دن ہے
اور اس کی پانچ خصوصیات ہیں:
پہلی خصوصیت: جمعہ کے دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا
دوسری خصوصیت: جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اُتارا۔
تیسری خصوصیت: جمعہ کے دن حضرت آدم علیہ السلام نے وصال فرمایا۔
چوتھی خصوصیت: جمعہ کے دن ایک گھڑی ہے جس میں سائل کا ہر سوال پورا کیا جاتا ہے
مگر وہ سوال ناجائز نہ ہو۔
پانچویں خصوصیت: جمعہ کے دن ہی قیامت آئے گی اور مقرب فرشتے بھی چاہے وہ زمین و آسمان میں ہوں یا اپنے اللہ عزوجل کے نزدیک وہ جمعہ کے دن ہی اپنے رب تعالیٰ سے ڈرتے ہیں

شیطان کا جھنڈے لے کر بازاروں میں پھرنا

حضرتِ علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا:
"جمعہ کے روز شیطان اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکلتا ہے اور لوگوں کے لیے ان کے بازاروں کو سجاتا ہے اور ان کے ساتھ جھنڈے ہوتے ہیں جبکہ فرشتے مسجد کے دروازے پر بیٹھ کر جیسے جیسے لوگ آتے ہیں ان کے نام لکھتے ہیں یہاں تک کہ امام آجاتا ہے۔ پس جس نے امام کے قریب بیٹھ کر خاموشی سے خطبہ سنا اور کوئی برا کام نہ کیا تو اس کا ثواب دگنا ہوگا۔ اور جو امام کے قریب بیٹھ کر برا کام کرتا ہے اور توجہ سے خطبہ نہیں سنتا تو اس کا گناہ دگنا ہوگا۔ جس نے صرف ہونہہ تک کہا گویا اس نے بات کی اور جس نے بات کی اس نے برائی کی۔ لہٰذا اس کا جمعہ نہ ہوا"
پھر حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس طرح میں نے حضور سید الرسل امام السبل صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت کیا ہے۔

اہل قبور کا باہم گفتگو کرنا

حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے سنا کہ

انہوں نے فرمایا کہ ہمیں یہ بات موصول ہوئی کہ صالح المری جمعہ کی شب کو اس نیت سے روانہ ہوئے کہ وہ نماز فجر جامع مسجد میں ادا کریں گے۔ جب وہ قبرستان سے گذرے تو دل میں خیال پیدا ہوا کہ طلوع فجر تک یہیں ٹھہر جاؤں۔ پھر وہ مقبرہ میں داخل ہوئے۔ ایک گوشے میں دو رکعت نفل پڑھ کر قبر کے سہارے بیٹھ گئے۔ پس ان کی آنکھ لگ گئی اور نیند میں دیکھا کہ تمام قبروں والے اپنی قبروں سے نکل کر حلقوں کی شکل میں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ جبکہ ایک جوان میلے کچیلے کپڑوں والا ایک طرف غمزدہ ہو کر بیٹھا تھا۔ کچھ دیر کے بعد رومالوں سے ڈھکے چند طباق آئے۔ ہر شخص اپنا طباق لے کر اپنی قبر میں چلا گیا۔ حتیٰ کہ صرف وہی نوجوان باقی رہ گیا اور اس کے پاس کوئی چیز نہ آئی۔ پھر وہ غمزدگی کے عالم میں اٹھا اور اپنی قبر میں داخل ہونے لگا۔ تب میں نے اس سے کہا اے اللہ کے بندے کیا بات ہے میں تجھے حیران و پریشان دیکھ رہا ہوں۔ یہ کیا معاملہ ہے جو میں دیکھ رہا ہوں۔ـــــــــــ

وہ کہنے لگا اے صالح مری کیا تم نے ان طباقوں کو دیکھا تھا۔ میں نے کہا ہاں۔ پھر یہ کیا تھے۔ کہا کہ یہ زندہ لوگوں کی جانب سے اپنے مردوں کے لیے بھیجے گئے تحفے تھے جو انہوں نے ان کے لیے صدقہ کیا ہے یا دعائیں کی ہیں۔ وہ سب ان کے پاس جمعہ کی رات کو آتا ہے۔ اور میں اور ایک سندھی شخص ہوں۔ میں حج کی غرض سے اپنی ماں کے ساتھ آیا تھا بصرہ میں پہنچا تو واصل بحق ہو گیا۔ ازاں بعد میری ماں نے شادی کر لی اور اپنے شوہر سے یہ ذکر نہیں کیا کہ اس کا کوئی فرزند تھا۔ اور دنیا نے اسے اتنا خود غرض بنا دیا کہ اس نے کبھی میرا تذکرہ ہی نہیں کیا۔ اس لیے میں غمگین ہوں کہ میرا ذکر کرنے والا میرے پیچھے کوئی نہیں ہے۔ صالح نے کہا کہ میں نے دریافت کیا کہ تیری ماں کا گھر کہاں ہے۔ اس نے جگہ کا نشان بتایا تو میں صبح کی نماز پڑھ کر چل دیا۔ پوچھتے پوچھتے میں اس کی ماں کے گھر پہنچ گیا میں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی اور کہا میں صالح مری ہوں۔ اس نے اجازت دی اور میں اندر چلا گیا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ میری اور تیری باتیں کوئی دوسرا آدمی نہ سنے۔ میں اس سے بہت قریب ہوا کہ درمیان میں صرف پردہ ہی تھا میں نے کہا اللہ عزوجل تجھ پر رحم فرمائے کیا تیرا کوئی فرزند ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ میں نے پھر دریافت کیا اس نے کہا نہیں۔ پھر اس نے ایک سرد آہ لی اور کہا کہ ہاں میرا ایک

نوجوان بیٹا تھا جو فوت ہو گیا تھا۔ میں نے اس سے قبرستان کا واقعہ سنایا تو اس نے رونا شروع کیا یہاں تک کہ اس کے آنسو رخساروں تک ڈھلکنے لگے اور کہنے لگی اے صالح میرا وہ فرزند میرے دل کا ٹکڑا تھا وہ میرے شکم میں رہا۔ وہ میرا دودھ پیتا رہا۔ وہ میری گود میں ہوتا تھا۔ پھر اس عورت نے مجھے ہزار درہم دے کر کہا کہ اسے فرزند کے لیے صدقہ کر دینا وہ تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک تھا۔ اب میں اسے موت تک دعا اور صدقہ سے نہیں بھولوں گی۔ صالح نے واپس آکر وہ ہزار درہم صدقہ کر دیا۔ جب دوسرا جمعہ آیا تو میں جمعہ کی نیت سے رات کو روانہ ہوا اور قبرستان میں جاکر دو رکعت نفل پڑھے۔ پھر ایک قبرستان کے سہارے بیٹھ گیا۔ مجھے اونگھ آ گئی۔ میں نے دیکھا کہ وہ لوگ نکلے تو وہ نوجوان بھی سفید لباس میں خوشی کے ساتھ تھا۔ پھر میری جانب آیا۔ اس نے قریب آکر کہا اے صالح مری اللہ عزوجل تجھے جزائے خیر سے نوازے میرے پاس تحفہ پہنچ گیا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کونسا تحفہ۔ کہا تم جمعہ کے دن کو جانتے ہو۔ کہا ہاں بلکہ ہواؤں میں پرواز کرنے والے پرندے بھی جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جمعہ جیسے نیک دن پر سلام ہو۔

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں جبرائیل امین علیہ السلام آئے تو شیشہ کی طرح کی کوئی چیز سفید ہاتھ میں رکھتے تھے جس کے بیچ میں ایک سیاہ نکتہ تھا۔ حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل یہ کیا ہے؟ عرض کیا اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم یہ جمعہ کا روز ہے جسے اللہ عزوجل نے آپ کو عطا کیا ہے تاکہ یہ دن آپ کے اور آپ کی اُمت کے لیے اور بعد میں آنے والوں کے لیے عید بنے۔ اس میں آپ کے لیے بھلائی ہے جو شخص جمعہ کے روز اپنے لیے بھلائی کی دعا مانگتا ہے اللہ عزوجل اسے وہ بھلائی عطا کرتا ہے اگر وہ بھلائی کے لیے لازمی نہ ہو تو پھر اس سے بھی کوئی افضل چیز اس کے لیے ذخیرہ کر دی جاتی ہے۔ ہمارے نزدیک یوم جمعہ یوم المزید ہے اور ہم اس دن کو سیدِ ایام کہتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیونکر؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ نے جنت میں ایک

وادی بنائی ہے جس میں سفید مشک کا ایک ٹیلہ ہے جب جمعہ کا روز ہوتا ہے تو انبیائے کرام علیہم السلام وہاں تشریف لاکر اپنے اپنے منبروں پر بیٹھتے ہیں۔ یہ منبر نورانی ہوتے ہیں اور جواہرات سے مسجع ہوتے ہیں۔ پھر ان منبروں کے پیچھے نورانی کرسیاں بچھی ہوتی ہیں جن پر صدیقین۔ شہداء آکر بیٹھتے ہیں۔ اہل جنت عدن آتے ہیں جو اس ٹیلے پر بیٹھتے ہیں۔ تب اللہ عزوجل ان سے فرماتا ہے میں وہ ہوں جس نے تم سے کیا ہوا اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور تم پر اپنی نعمتوں کو تمام کیا۔ اور یہ مقام میری نوازشات کا ہے جو چاہو طلب کرو۔ سب کہیں گے اے الہ العالمین تو ہم سے راضی ہو اللہ عزوجل فرماتا ہے میں نے تجھے جنت بخشش دی۔ یہ میرا انعام و اکرام ہے پھر اللہ عزوجل کی رضا کا سوال کریں گے تو عزوجل انہیں اپنی رضا عطا فرمائیں گے۔ اور انہیں ان کو خواہش و تمنا سے بھی زیادہ دیا جائے گا۔ اور یہ سب کچھ اتنے وقت میں ہوگا جتنی دیر میں امام جمعہ سے فارغ ہو جاتا ہے۔ اور ان کے لیے ایسی نعمتوں کے دروازے کھولے جائیں گے جن کا گمان کسی آدمی کے ذہن میں آیا ہوگا اور نہ ہی کسی آنکھ نے دیکھا ہوگا۔ پھر انبیاء شہداء صدیقین اپنے اپنے مقام پر تشریف لے جائیں گے۔ اور بالا خانوں والے اپنے بالا خانوں میں لوٹ جائیں گے۔ اور ان لوگوں کو جمعہ سے بڑھ کر کسی اور شے کی حاجت نہ ہوگی کیونکہ اس میں بزرگی زیادہ ہوتی ہے۔ اس لیے اس یوم کا نام یوم المزید قرار پایا۔ اور اسی روز محشر برپا ہوگا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باجماعت ادا شدہ نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک اپنے درمیانی وقت کے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ گناہ کبیرہ سے پرہیز کرے۔ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔

تینتیسواں باب

مساجد کی حرمت کا اظہار

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک کہ دو رکعت نفل نہ پڑھ لے۔

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یہ مباح وقت کا حکم ہے۔ اگر وہ عصر یا فجر کی نماز کے بعد مسجد میں داخل ہو تو پھر یہ دو رکعت نفل نہیں پڑھنے چاہئیں۔ کیونکہ ان اوقات میں نفل پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ لیکن وہ تسبیح و تہلیل اور حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ سکتا ہے اور اس کی بھی نماز جیسی فضیلت ہے۔ اور اس سے مسجد کا حق بھی ادا ہو جاتا ہے۔

حضرت ابن ابی سلیم نے بعض مشائخ سے نقل کیا کہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے جان لیا کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ایک غلام خرید کیا ہے تو انہوں نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو ایک تیز خط لکھا۔ اس خط میں تھا اے میرے بھائی عبادت کے لیے وقت نکال لیجیے۔ اس سے پہلے کہ تجھ پر کوئی مصیبت نازل ہو جائے۔ اور اس میں تجھے عبادت کی طاقت نہ مل سکے۔ اور مصیبت میں مبتلا مومن کی دعوت کو غنیمت سمجھیے۔ یتیم پر رحم کیجئے اور اس کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیریے۔ اپنے کھانے سے انہیں کھانا کھلائیے۔ اس سے تیرے دل میں نرمی پیدا ہو گی اور تیری ضرورت بر آئے گی۔ اے میرے برادر میں ایک روز حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے دل کی سختی کا شکوہ کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا کیا تو پسند کرتا ہے کہ تیرے دل میں نرمی پیدا ہو جائے۔ اور تو اپنی حاجت کو پائے۔ فرمایا یتیم پر رحم کیجئے اور اس کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیریے اور اپنے کھانے سے انھیں کھانا کھلائیے تیرا دل بھی نرم ہو جائے گا اور تیری

ہر ضرورت بھی پوری ہو جائے گی۔ اے برادر مسجد کو اپنا گھر بنا لیجئے۔ میں نے حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو فرماتے سنا کہ مسجد میں اہل تقویٰ کا گھر ہے۔ بے شک اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ مسجدوں کو گھر بنانے والوں کی راحت و سکون پل صراط سے آسانی سے گذرنے دوزخ سے رہائی پاکر مقام رضا تک رسائی کا ضامن ہے۔

حکیم بن عمیر جو حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے صحابی ہیں کا بیان ہے کہ:۔

"دنیا میں مہمان بن کر رہوں۔ مساجد کو اپنا گھر بناؤ۔ اپنے دل کو رقت روشن کرو۔ آخرت کی فکر اور رونے کی کثرت کیجئے تو تم پر خواہشات کا غلبہ نہ ہوگا۔"

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مومن کے لیے روا نہیں کہ وہ تین چیزوں کے علاوہ کسی کو اپنا وطن نہ سمجھے۔ وہ یہ ہیں۔

پہلی چیز : مسجد میں تمام عمر عبادت کی جائے۔

دوسری چیز : گھر جس میں وہ سر چھپاتا ہے۔

تیسری چیز : حاجت جس سے کوئی حرج نہ ہو۔

نزال بن برہ کا قول ہے کہ منافق مسجد میں اس پرندے کی طرح ہے جو پنجرے میں بند ہو۔

خلف بن الیوب کا واقعہ ہے کہ آپ مسجد میں بیٹھے تھے کہ غلام نے آکر کسی چیز کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ اٹھے اور مسجد سے باہر نکل کر اسے جواب دیا۔ کسی نے باہر نکل کر جواب دینے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ میں نے اتنے سالوں سے کوئی دنیاوی بات مسجد میں نہیں کی۔ اس لیے آج بھی میں نے بات کرنے کو پسند نہیں کیا۔

حضرت فقیہہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا کہ کسی بندے کا مقام اللہ عزوجل کے نزدیک اس وقت بلند ہوتا ہے۔ جب احکامات الہیہ اور مساجد اللہ کی تعظیم کرتا ہے اور اس کے بندوں کی بھی عظمت کا قائل ہو۔ مساجد اللہ عزوجل کا گھر ہیں مومن کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس کی تعظیم کرے کیونکہ مساجد کی تعظیم حقیقت میں اللہ عزوجل کی تعظیم ہے۔

ایک زاہد کا بیان ہے کہ میں نے کبھی مسجد میں کسی چیز سے سہارا نہیں لگایا اور نہ ہی کبھی مسجد میں پاؤں پھیلائے ہیں اور نہ کبھی دنیاوی گفتگو کی ہے۔ یہ بات میں نے اس لیے کہی ہے تاکہ لوگ اس بات پر عمل کریں۔

حضرت امام اوزاعی کا بیان ہے کہ پانچ باتیں ایسی ہیں جن پر حضور پُر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ تبع اچھے طریقے سے کاربند رہے۔ وہ یہ ہیں۔

پہلی بات: جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا۔

دوسری بات: سُنت کی پیروی کرنا۔

تیسری بات: مساجد کو آباد کرنا۔

چوتھی بات: قرآن حکیم کی تلاوت کرنا۔

پانچویں بات: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

حضرت امام عالی مقام امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ تین قسم کے افراد اللہ عزوجل کے ہمسائے ہیں:۔

پہلی قسم: جو شخص مسجد میں داخل ہوا تو واپس آنے تک وہ مسجد کا ہمسایہ ہے۔

دوسری قسم: جو شخص اللہ عزوجل کی رضا کے لیے کسی مسلمان بھائی سے ملاقات کرتا ہے تو واپس آنے تک اللہ عزوجل سے ملاقات کرنے والوں میں شمار ہوتا ہے۔

تیسری قسم: وہ شخص جو رضائے خداوندی کے لیے حج یا عمرے کے ارادہ سے گھر سے نکلتا ہے تو وہ شخص جب تک اپنے گھر میں واپس نہ آجائے وہ دربار خداوندی کے وفد میں شمار ہوتا ہے۔

مومن کے لیے قلعے

یاد رہے کہ مومن کے لیے تین قلعے ہیں:۔

پہلا قلعہ:۔ مسجد ہے۔

دوسرا قلعہ: اللہ عزوجل کا ذکر ہے۔

تیسرا قلعہ:۔ قرآن حکیم کی تلاوت ہے۔

جب تک مومن ان میں سے ایک سے بھی وابستہ رہتا ہے تو وہ قلعہ میں ابلیس سے محفوظ رہتا ہے۔

حضرت حسن بصریؒ کا بیان ہے کہ جنت میں حوروں کا حق مہر مساجد میں جھاڑو دینا اور مساجد کو آباد کرنا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جو شخص مسجد میں دیا جلاتا ہے اور حاملین عرش اس کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ جب تک وہ مسجد میں رہتا ہے یہی عمل جاری رہتا ہے۔

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ :۔

"زمین میں مسجدیں اللہ عز و جل کا گھر ہیں اور نمازی اللہ عز و جل کے زائر ہیں۔ اور جس کی زیارت کی جاتی ہے اس کا حق ہے کہ وہ اپنے زائر پر انعام واکرام کرے"

مسجد کے احترام میں پندرہ باتوں کا حصول :

حضرت فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ معروف ہے کہ مسجد کے احترام کی پندرہ باتیں ہیں وہ یہ ہیں :۔

پہلی بات :۔ اگر کوئی مسجد میں بیٹھے ہوں تو داخل ہوتے وقت سلام کہا جائے بشرطیکہ کوئی ایک بھی نماز نہ پڑھ رہا ہو۔ اگر مسجد میں کوئی بھی نہ ہو یا نماز پڑھ رہے ہوں تو اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا مِنْ رَّبِّنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ۔ کہے۔

یعنی ہمارے پروردگار کی جانب سے ہم پر اور اللہ عز و جل کے نیک بندوں پر سلام ہو۔

دوسری بات :۔ مسجد میں بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نفل ادا کیے جائیں۔

تیسری بات : مسجد میں خرید و فروخت نہیں کرنی چاہیے :۔

چوتھی بات : مسجد میں نیام سے تلوار نہیں نکالنی چاہیئے۔

پانچویں بات : مسجد میں کسی گم شدہ چیز کا اعلان نہیں کرنا چاہیئے۔

چھٹی بات :۔ مسجد میں اللہ کے ذکر کے علاوہ آواز بلند نہیں کرنی چاہیئے۔

ساتویں بات : مسجد میں کوئی دنیاوی بات نہیں کرنی چاہیئے۔

آٹھویں بات: مسجد میں گردنیں نہیں پھلانگنی چاہئیں۔

نویں بات : مسجد میں جگہ کے لیے نہیں جھگڑا چاہیئے :۔

دسویں بات: مسجد میں صف میں کسی کو تنگ نہیں کرنا چاہیئے۔

گیارھویں بات : مسجد میں نمازی کے آگے سے نہیں گذرنا چاہیئے۔

بارھویں بات: مسجد میں انگلیاں نہیں چٹخانی چاہئیں۔

تیرھویں بات: مسجد میں تھوکنا روا نہیں ہے۔

چودھویں بات: مسجد کو گندگی سے محفوظ رکھنا چاہیئے۔ دیوانوں اور بچوں سے صاف رکھنا چاہیئے۔

پندرھویں بات: مسجد میں کثرت سے ذکر کرنا چاہیئے۔

مساجد میں دنیاوی باتیں

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی پاک صاحبِ لولاک کی علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا :۔

"میری اُمت پر ایک ایسا وقت آئے گا جبکہ مساجد میں دنیاوی باتیں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور تم بھی ان کے ساتھ نہ بیٹھو۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا میں چار چیزیں غریب ہیں وہ یہ ہیں :۔

پہلی چیز :۔ ظالم کے سینہ میں قرآن۔

دوسری چیز: بے نمازیوں کے گاؤں میں مسجد۔

تیسری چیز: ان پڑھ لوگوں کے گھر میں قرآن مجید۔

چوتھی چیز: بُرے لوگوں میں نیک مَرد

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :۔

"قیامت کے دن مساجد سفید بختی اونٹوں کی شکل میں لائی جائیں گی جن کی ٹانگیں عنبر کی ہوں گی۔ گردنیں زعفران کی ہوں گی۔ سر مشک ازفر کے ہوں گے۔ اور ان کے اوپر سبز موتی ہوں گے۔ موذن اِن کی نکیل تھامے ہوں گے اور امام پیچھے سے چلاتے ہوں گے۔ اور وہ قیامت کے میدان سے برق عاطف کی طرح گذر جائیں گے اور اہل محشر کہیں گے یہ مقرب ملائکہ ہیں یا نبی و مرسل ہیں۔ پھر انہیں بتایا جائے گا کہ اے اہل محشر یہ نہ تو مقرب ملائکہ ہیں اور نہ ہی نبی و مرسل ہیں بلکہ یہ اُمت محمدّیہ علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء کے وہ لوگ ہیں جو ہمیشہ باجماعت نماز پڑھتے تھے"

حضرت وہب ابن عنبہ نے بیان کیا کہ :۔

"مساجد کو ایسی کشتیوں کی شکل میں حشر کے روز لایا جائے گا جن پر موتی اور یاقوت کا جڑاؤ ہوگا اور وہ اپنے نمازیوں کی سفارش کریں گی"

حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ :۔

"لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ اسلام کا صرف نام ہی رہ جائے گا۔ قرآن صرف ایک رسم بن کر رہ جائے گا۔ مساجد کو خوبصورت بنایا جائے گا مگر اللہ کے ذکر سے خالی ہوں گی۔ اور اس زمانہ کے علماء بدترین ہوں گے۔ انہیں سے فتنے پھوٹیں گے اور پھر انہیں کی طرف لوٹ جائیں گے"

چونتیسواں باب

صدقہ کی فضیلت کا اظہار

حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ نماز دین کا ستون

ہے اور جہاد عمل کی سیڑھی ہے اور صدقہ عجیب چیز ہے روزہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ روزہ قرب کا ذریعہ ہے لیکن وہ فضیلت نہیں۔ عرض کیا گیا کہ کون سا صدقہ افضل ہے۔ فرمایا زیادہ سے زیادہ۔ اور پھر مندرجہ ذیل آیہ کریمہ پڑھی:۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ تم کامل بھلائی ہرگز حاصل نہ کر سکو گے جب تک کہ تم اپنی پسندیدہ چیز کو خرچ نہ کرو گے۔

عرض کیا جو وافر مال نہ رکھتا ہو۔ فرمایا جو مال بچے وہی صدقہ کر دیا جائے۔ عرض کیا گیا جس کے پاس مال نہ ہو، فرمایا بچا ہوا کھانا دے دے۔ عرض کیا گیا جس کے پاس یہ بھی نہ ہو؟ فرمایا اپنی طاقت سے کسی کی مدد کرے۔ عرض کیا گیا اگر وہ ایسا نہ کر سکے۔ فرمایا دوزخ سے ڈرے اگرچہ کھجور کی ایک شاخ ہی دے۔ عرض کیا گیا اگر ایسا نہ کر سکے۔ فرمایا خود پر قابو رکھے یعنی لوگوں پر ظلم نہ ڈھائے۔ دیگر روایت میں ہے کہ اس نے یہ باتیں حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات سے روایت کی ہیں۔

حضرت سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ:۔

"جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کے دونوں طرف دو فرشتے ہوتے ہیں۔ جو ندا کرتے ہیں اور ان کی ندا کو جنوں اور انسانوں کے سوا تمام زمین پر رہنے والے سنتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں اے لوگو! اپنے پروردگار کی طرف کفایت کرنے والا تھوڑا مال غفلت میں ڈالنے والے زیادہ مال سے بہتر ہے۔ اور دو فرشتے پکارتے ہیں۔ الٰہی اپنے مال کو جمع کرنے والے کا مال تباہ فرما دے"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک ایسے شخص کے نزدیک سے گذرے جو کعبۃ اللہ کے غلاف سے چمٹ کر یہ دعا مانگ رہا تھا۔ اے اللہ! اپنے اس گھر کی حرمت کے صدقے میری مغفرت فرما۔ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس سے فرمایا اے اللہ کے بندے اپنی حرمت کے طفیل مانگ کیونکہ مومن کی حرمت اللہ عزوجل کے نزدیک اس گھر کی حرمت سے بڑی ہے۔ اس نے عرض کیا

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بہت بڑے گناہ ہیں۔ آپ نے فرمایا تیرا کیا گناہ ہے؟ عرض کیا میرے پاس بہت سے مال مویشی ہیں جن میں بہت سے گھوڑے بھی ہیں۔ لیکن جب کوئی آدمی مجھ سے سوال کرتا ہے تو میرے منہ سے آگ کے شعلے نکلتے ہیں۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے دُور ہو جا۔ اے فاسق کہیں تو مجھے اپنی آگ میں نہ جلا ڈالے۔ واللہ! اگر تو ہزار سال روزے رکھے اور ہزار سال تک نمازیں پڑھے پھر بھی تو لئیم ہو کر مرے گا اور اللہ عزوجل تمہیں دوزخ میں الٹا لٹکائیں گے۔ کیا تجھے علم نہیں کہ کمینہ پن کفر سے ہے اور کفر دوزخ ہے جبکہ سخاوت ایمان سے ہے اور ایمان میں بہشت ہے۔

حقیقت سخاوت

اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ حضور نبی مکرم رسولِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:-

"سخاوت ایک درخت ہے جس کی جڑیں بہشت میں ہیں اور اس کی شاخیں دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں۔ جو شخص ان شاخوں میں سے کسی شاخ کے ساتھ منسلک ہو گیا تو وہ اسے بہشت کی طرف لے جائے گی۔ جبکہ بخیلی وہ درخت ہے جس کی جڑیں دوزخ میں ہیں اور ان کی شاخیں دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں۔ جو شخص ان میں سے کسی بھی ایک شاخ سے چمٹ گیا تو وہ اسے کھینچ کر جہنم میں لے جائے گی۔

حضور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا:-

"زکواۃ دے کر اپنے مالوں کو قلعہ میں محفوظ کر لو۔ اپنے بیماروں کی دوا یعنی علاج صدقہ دے کر کرو۔ مصائب کی آمد سے پہلے بارگاہ الٰہی میں دُعا کرو۔"

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام عبدالرحمٰن سلمان نے روایت کیا کہ حضور رسالتماب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:-

"جب کوئی سوال کرے تو سوال مکمل کرنے سے پہلے اسے ٹوکنا نہیں چاہیئے۔ پھر نرمی اور باوقار طریقہ سے اسے خرچ کے لیے دے دینا چاہیئے۔ یا پھر یہ کہو کہ اللہ تیرا بھلا

کرے یعنی اُسے اچھے طریقے سے جواب دینا چاہیئے۔ بیشک تمہارے پاس اس قسم کے سائل بھی آتے ہیں جو نہ انسان ہوتے ہیں نہ جن ہوتے ہیں بلکہ وہ یہ دیکھتے ہیں بلکہ تم اللہ عزوجل کی عطا کی نعمتوں سے کیا برتاؤ کرتے ہو۔"

حضرت سعید بن مسعود کندی کا بیان ہے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ:۔

"جو شخص صدقہ کرتا ہے دن یا رات میں تو وہ دھنسنے سے، دبنے سے اور اچانک موت سے بچ جاتا ہے۔"

دفعات کی فرسودگی۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ:۔

"مال میں صدقہ دینے سے مال میں کمی رونما نہیں ہوتی۔ نیز ظالم کے ظلم کو درگذر کرنے والے شخص کی عزت میں، رب عزوجل اضافہ فرماتا ہے اور اللہ عزوجل کے لیے عاجزی کرنے والے شخص کو اللہ عزوجل مزید رفعتیں فرماتا ہے۔"

رحمانی اور شیطانی باتیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ دو باتیں شیطانی ہیں اور دو باتیں رحمانی ہیں۔ پھر آپ نے یہ آیۂ کریمہ پڑھی:۔

اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ وَاللّٰهُ یَعِدُکُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝

شیطان تمہیں محتاجی سے ڈراتا ہے اور برائی کا حکم دیتا ہے، اور اللہ عزوجل تم سے مغفرت اور اس سے بڑھ کر فضل کا وعدہ کرتا ہے۔ اور اللہ عزوجل صاحب وسعت اور ڈب جاننے والا ہے۔

یعنی اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ تمہیں اپنی اطاعت اور صدقہ دینے کا حکم دیتا ہے تاکہ اس کی بخشش اور فضل تمہارے ساتھ شامل حال ہو۔ بے شک اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ کی رحمت وسیع ہے اور اللہ عزوجل صدقہ کے ثواب سے واقف ہے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باپ سے بیان کیا کہ حضور رسالتماب صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
"جو قوم عہد کو قطع کرتی ہے تو اللہ عزوجل اسے خونریزی میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اور جب کوئی قوم بے حیائی میں پھنس جائے تو اللہ عزوجل اس پر موت مسلط کر دیتا ہے اور نیز زکواۃ سے انکار کرنے والی قوم پر اللہ عزوجل بارش کو روک دیتا ہے۔"

حضرت نزال بن برہ کا قول ہے کہ بہشت کے دروازے پر تین سطور مرقوم ہیں۔ وہ یہ ہیں:۔

پہلی سطر: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" لکھا ہوا ہے

دوسری سطر: اُمَّةٌ مُذْنِبَةٌ وَرَبٌّ غَفُوْرٌ لکھا ہوا ہے۔ یعنی اُمت گنہ گار ہے اور اللہ عزوجل مغفرت کرنے والا ہے۔

تیسری سطر: وَجَدْنَا مَا عَمِلْنَا رَبِحْنَا مَا قَدَّمْنَا خَسِرْنَا مَا خَلَفْنَا۔ ہم نے اپنے اعمال کو پا لیا جو آگے کے لیے بھیجا ہے۔ وہ ہمارا نفع ہے جو وہ پیچھے چھوڑا ہے وہ ہمارا خسارہ ہے۔

کہتے ہیں کہ جو شخص پانچ چیزیں روکتا ہے تو اللہ عزوجل بھی اس سے پانچ چیزیں روک دیتا ہے وہ یہ ہیں:۔

پہلی چیز: جو زکواۃ دینا روک دیتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ عزوجل اس کے مال کی محافظت ختم کر دیتا ہے۔

دوسری چیز: جو صدقے کو روکتا ہے تو اللہ سبحانہ، تبارک و تعالیٰ اس سے عافیت روک دیتا ہے۔

تیسری چیز: جو عشر روک دیتا ہے تو اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ اس کی زمین میں برکت روک دیتا ہے۔

چوتھی چیز: جو دُعا روک دیتا ہے اللہ عزوجل اس کی قبولیت روک دیتا ہے۔

پانچویں چیز: جو نماز میں سستی برتتا ہے تو اللہ عزوجل اسے موت میں کلمہ حق نصیب نہیں فرماتا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ تم میں سے کوئی شخص بھی جب صحت کی بحالی کے لیے ایک درہم خرچ کرتا ہے تو وہ عالم نزع کے وقت سو درہم سے

بہتر ہے۔

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ میرے باپ نے کہا کہ ایک شخص اپنی بخیلی کی وجہ سے حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کے زمانہ میں ملعون کے نام سے معروف تھا۔ ایک روز اس کے ہاں ایک شخص جہاد پر جانے کی نیت سے آیا۔ اور اس سے کہنے لگا اے ملعون مجھے کچھ اسلحہ دے دیجئے جو غزوہ میں میرے کام آسکے اور تجھے دوزخ سے رہائی دے۔ اس نے چہرہ پھیر لیا اور کچھ نہ دیا۔ پس وہ شخص چلا گیا مگر ملعون شرمندگی کے عالم میں ڈوب گیا۔ اور پھر اس نے اسے بلوایا اور اسے اپنی تلوار دے دی۔ وہ شخص لوٹا تو آگے حضرت عیسیٰ رُوح اللہ علیہ السلام نے فرمایا اس تلوار کے ساتھ کہاں سے آرہے ہو۔ عرض کیا یا حضرت یہ اس ملعون نے دی ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کے صدقے پر خوشی کا اظہار کیا۔ ادھر ملعون اپنے دروازے پر بیٹھا تھا کہ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام اسی عابد کے ساتھ اس کے پاس سے گذرے تو ملعون نے اپنے دل میں سوچا کہ میں اٹھوں اور حضرت عیسیٰ رُوح اللہ علیہ السلام اور اس عابد کے چہرہ کی زیارت کرو۔ جب اٹھ کر دونوں کی طرف دیکھا تو عابد نے کہا کہ میں تو اس ملعون سے دور بھاگتا ہوں کہ اس سے پہلے کہ یہ مجھے نار میں پھینک کر جلا دے۔ تب اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ میرے اس گنہ گار بندے کو بتا دیجئے کہ میں نے اس کو تلوار صدقہ کے طور پر دینے اور آپ سے محبّت کے بدلہ میں اس کی مغفرت کر دی۔ اور عابد کو بتا دیجئے کہ یہ بہشت میں تیرا ساتھی ہو گا۔ عابد نے کہا واللہ! میں ایسے شخص کے ساتھ بہشت میں نہیں جاؤں گا کہ نہ ہی میں ایسے ساتھی کو پسند کرتا ہوں۔ اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ سبحانہٗ نے حضرت عیسیٰ رُوح اللہ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ میرے اس عابد شخص سے کہہ دیجئے کہ تو نے میرے فیصلے پر خوشی کا اظہار نہیں کیا اور میرے بندے کو حقارت کے تحت پایا۔ اس لیے ہم نے تجھے ملعون اور دوزخی بنا دیا ہے۔ اور ہم نے تمہارا ٹھکانہ جنت سے جہنم میں بدل دیا ہے اور تمہاری جنت والی منزل اپنے بندے کو عطا فرما دی ہے اور اس کی دوزخ والی منزل تمہیں دے دی ہے۔

مروی ہے کہ حضور سیّد عالم نورِ مجسم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی بارگاہ اقدس میں کسی نے سوال کیا یا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیک وسلّم جب آپ اس عالم سے تشریف لے جائیں گے تو پھر زمین کا ظاہر ہمارے لیے بہتر ہوگا یا باطن ہمارے لیے بہتر ہوگا۔ حضرت سیّد ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور خواجہ ہر دوسرا محبوب خدا علیہ التحیۃ و الثناء نے فرمایا جب تمہارے حاکم اچھے ہوں گے۔ مالدار سخی ہوں گے اور تمہارے تمام کام مل جل کر مشورے سے ہوں گے تو پھر زمین کا ظاہر تمہارے لیے اس کے باطن سے اچھا ہوگا۔ اور جب تمہارے حکام بُرے ہوں گے۔ صاحب ثروت بخیل ہوں گے اور تمہارے امور تمہاری عورتوں کے ہاتھ میں ہوں گے تو زمین کا باطن تمہارے لیے اس کے ظاہر سے اچھا ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ اگر تو اپنے خزانے کو دیمک اور چوروں سے بچانا چاہتا ہے تو پھر یہ صدقہ ہی ممکن ہے حضور سیّد الرسل امام السبل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ:۔

"جس شخص نے زکواۃ ادا کی، مہمان کی خاطر تواضع کی اور امانت واپس کی تو گویا اس نے خود کو بخیل سے محفوظ کر لیا"

<u>صدقہ میں دس پسندیدہ باتیں۔</u>

حضرت فقیہ ابواللیث رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ کم از کم صدقہ ضرور دیا کرو اس لیے صدقہ میں دس اچھی اچھی باتیں ہیں۔ جن میں سے پانچ باتیں دنیا میں ہیں اور پانچ باتیں آخرت کے لیے ہیں۔ دنیا کی پانچ باتیں یہ ہیں:۔

<u>دنیا کی پہلی بات</u>: صدقہ سے مال پاکیزہ ہوتا ہے جیسا کہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلّم ہے کہ خرید و فروخت میں لغو قسم اور جھوٹ مل جاتا ہے۔ لہٰذا اسے صدقہ سے پاک کیجئے

دنیا کی دوسری بات: صدقہ سے بدن کے گناہوں سے تطہیر ہو جاتی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے:۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً ان کے مالوں سے صدقہ لیجئے اس سے آپ ان کو

تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا. پاک صاف فرمادیں.

دنیا کی تیسری بات:. صدقہ سے بیماریاں رفع ہو جاتی ہیں جیسا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے "اپنے بیماروں کا علاج صدقہ سے کیجئے".

دنیا کی چوتھی بات: صدقہ سے مساکین کو خوشی حاصل ہوتی ہے اور مومن کو خوشی پہنچانا سب سے بہتر عمل ہے۔

دنیا کی پانچویں بات: صدقہ سے مال میں برکت اور رزق میں فراخی ہوتی ہے. جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ عزّ وجل ہے:.

وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ. اور تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو تو وہ اس کا بدلہ ملے گا۔

عقبیٰ والی پانچ باتیں یہ ہیں:. گرمی کی سختی میں صدقہ آدمی پر سایہ بنتا ہے۔

عقبیٰ کی دوسری بات: صدقہ سے حساب میں تخفیف ہوتی ہے۔

عقبیٰ کی تیسری بات: صدقہ سے میزان بھاری ہو جاتا ہے۔

عقبیٰ کی چوتھی بات: صدقہ سے پلصراط سے گذرنے میں سہولت ہو جاتی ہے۔

عقبیٰ کی پانچویں بات: صدقہ سے بہشت میں درجات بڑھتے ہیں۔

اگر مساکین کی دعا کے علاوہ صدقہ میں اور کوئی فضیلت نہ ہوتی تب بھی عقل مند پر واجب ہے کہ وہ صدقہ دینے میں رغبت کرے۔ پس اس کا کیا کہنا ہے اس میں رضائے الٰہی بھی ہے اور شیطان کی تحقیر بھی ہے۔

حدیث میں مروی ہے کہ حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:.

"ایک آدمی کے صدقہ دینے سے ستر شیطانوں کے منہ پھوٹتے ہیں اور اس میں نیک لوگوں کی پیروی بھی ہے لیکن صالحین تو ہر وقت صدقہ دینے میں تیار رہتے ہیں"۔

ایک لاکھ اسی ہزار کی تقسیم:

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندیؒ نے فرمایا کہ ام ذرجو زیادہ تر حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حاضر رہتی تھیں وہ کہتی ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ

نے ایک لاکھ اسی ہزار درہم کی دو تھیلیاں آپ کی خدمت میں ارسال کیں۔ آپ اس وقت روزے دار تھیں۔ آپ نے وہ تمام مال تقسیم کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ شام ہوگئی اور آپ کے پاس ایک درہم بھی باقی نہ رہا۔ جب افطاری کا وقت ہوا تو خادمہ سے کچھ افطار منگوائی جو روٹی اور زیتون تھی اور عرض کیا کہ آج آپ نے اپنی طاقت کے مطابق مال تقسیم کیا اور ہمارے لیے ایک درہم کا گوشت تو لے لیتے۔ اُم المومنین نے فرمایا کہ اب کہنے کی کیا ضرورت اگر پہلے کہہ دیتیں تو ایسا بھی کر لیا جاتا۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ستر ہزار درہم صدقہ کرتے دیکھا ہے مگر ان کی اپنی قمیص میں پیوند لگے ہوئے تھے۔

یاد رہے کہ عبدالملک بن الجبر پچاس ہزار درہم کے وارث تھے مگر وہ تھیلیاں اپنے بھائیوں کو روانہ کر دیں اور فرمایا میں دعا گو ہوں اپنے بھائیوں کے لیے بہشت کی تو پھر دنیا کے معاملہ میں ان سے کیسے بخل کر سکتا ہوں۔

مروی ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسان بن ابی سنان کے پاس ایک عورت آئی اور آکر کوئی چیز مانگنے لگی۔ حسان نے عورت کی طرف دیکھا کہ عورت نہایت حسین و جمیل ہے۔ پھر غلام سے کہا کہ اس عورت کو چار سو درہم دے دیجئے۔ کسی نے کہا اے اللہ کے بندے اس عورت نے تو ایک درہم ہی طلب کیا تھا اور تم نے اسے چار سو درہم دے دیئے۔ انہوں نے کہا جب میں نے اس کی خوبصورتی کو دیکھا تو مجھے اندیشہ ہوا کہ یہ کسی فتنے میں گرفتار ہو کر گناہ نہ کر بیٹھے۔ اس لیے میں نے چاہا کہ اسے مالدار کر دوں ہو سکتا ہے کہ اس مال کے سبب کوئی اس سے نکاح کی دعوت دے دے۔

حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے کہ ایک صحابی کو کسی نے بکری کا سر ہدیہ کے طور پر بھیجا۔ انہوں نے دل میں خیال کیا کہ میرا بھائی مجھ سے زیادہ حقدار ہے تو اس نے اس کی طرف بھیج دیا۔ پھر اس نے سوچا کہ میرا فلاں بھائی مجھ سے بھی زیادہ حقدار ہے وہ سر اس کی طرف بھیج دیا۔ اسی طرح ایک سے دوسرے کے پاس ہوتے ہوتے سات گھروں

سے ہو کر وہ سو گیا۔ تب یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔

وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۔ وہ خود سے بھی مقدم رکھتے ہیں چاہے وہ خود بھوکے ہی ہوں۔

کہتے ہیں کہ یہ آیۂ کریمہ ایک انصاری صحابی کی شان میں نازل ہوئی تھی۔ اسے حسن نے بھی روایت کیا ہے۔

یاد رہے کہ ایک شخص نے زمانہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں صبح روزہ رکھا۔ جب شام ہوئی تو اس نے افطاری کے لیے کچھ نہ ہوتے ہوئے پانی سے افطاری کی اور صبح کو پھر روزہ رکھا۔ جب تیسرا دن ہوا تو وہ بھوک سے نڈھال ہو گیا۔ ایک انصاری صحابی کو پتہ چلا تو وہ اسے شام کے وقت اپنے گھر لے آیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ آج رات ہمارے لیے کچھ کھانا ہے تو لائیے۔ بیوی نے کہا ہمارے پاس صرف اس قدر کھانا ہے کہ صرف ایک شخص پیٹ بھر کر کھا سکتا ہے جب کہ وہ دونوں روزے سے تھے اور ان کا ایک فرزند تھا۔ اس نے کہا کہ ہم اپنا کھانا مہمان کو دے دیتے ہیں اور رات صبر سے کٹ جائے گی نیز بچے کو عشاء سے پہلے سلا دیا جب کھانا آیا تو چراغ گل کر دینا۔ یہاں تک کہ مہمان یہ سمجھے کہ ہم اس کے ساتھ کھا رہے ہیں۔ اسی طرح وہ شکم سیر ہو کر کھالے گا۔ پس عورت نے ثرید لاکر رکھا اور چراغ کو درست کرنے کے بہانے گل کر دیا پھر انصاری خالی ہاتھ پیالے میں ہاتھ مارتا رہا۔ لیکن کچھ کھایا نہیں تھا۔ اس طرح مہمان نے پورا پیالہ ثرید کا کھالیا۔ صبح جب انصاری نے حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کی نماز ادا کی تو حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر کر انصاری کی طرف توجہ کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہارے اس کام پر اللہ عزوجل نے فخر کیا۔ یعنی اللہ عزوجل تم دونوں سے راضی ہے۔ اور یہ آیۂ کریمہ پڑھی۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔ وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۔

اور وہ لوگ جو دوسروں کو خود پر ترجیح دیتے ہیں گو وہ فاقہ میں ہی ہوں اور وہ شخص جو اپنے نفس

بخل سے بچا ہو. بس وہی فلاح پانے والے ہیں۔

حضرت حامد لفاف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ مجھے چار باتیں پسند ہیں۔ چہ جائیکہ وہ اسلاف کے طریقہ کے خلاف ہیں. وہ یہ ہیں:

پہلی بات: تم فرائض کو اختصار و اہتمام سے ادا کرتے ہو جبکہ اسلاف فضیلت والے امور میں زیادہ اہتمام کیا کرتے تھے۔

دوسری بات: اللہ عز وجل سے اپنے گناہوں کے لیے ڈرتے ہو کہ وہ تمہیں نہیں بخشے گا جیساکہ اسلاف عبادت کی عدم قبولیت سے ڈرتے تھے۔

تیسری بات: حرام مال سے اجتناب کرنے میں ویسی سعی کیجئے جیساکہ اسلاف اکل حلال کے لیے سعی کرتے تھے۔

چوتھی بات: اپنے بھائیوں اور دوستوں کے لیے شفقت اور اچھے برتاؤ کو ترجیح دیجئے گا جیساکہ اسلاف اپنے دشمنوں سے اچھا برتاؤ کرتے تھے۔

بتیسواں باب

صدقہ سے مصائب کی دوری کا اظہار

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندیؒ نے اپنی سند کے ساتھ ابی الفرج الازدی سے بیان کیا کہ حضرت عیسٰی روح اللہ علیہ السلام ایک گاؤں کے قریب سے گذرے۔ اس گاؤں میں دھوبی مقیم تھا۔ اہل دہ نے حضرت عیسٰی روح اللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ دھوبی ہمارے کپڑے پھاڑ دیتا ہے اور اپنے پاس بھی رکھ لیتا ہے۔ آپ بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائیں کہ لقمۂ اجل ہو جائے۔ حضرت عیسٰی روح اللہ علیہ نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی الٰہی یہ دھوبی لقمۂ اجل ہو جائے۔ کہتے ہیں کہ دھوبی اپنے گھاٹ پر کپڑے دھونے کے لیے گیا۔ یہ اپنے پاس تین روٹیاں رکھتا تھا۔ وہیں پہاڑوں میں ایک عابد جو ہمہ وقت اللہ کی عبادت میں مشغول رہتا تھا وہ اس دھوبی کے پاس آیا اور سلام کر کے کہنے لگا کہ کیا تو کوئی روٹی رکھتا ہے۔ اگر تو رکھتا ہے تو مجھے کھلایئے یا صرف دکھا دیجئے۔ تاکہ میں ایک نظر روٹی کو دیکھ لوں اور اس کی خوشبو سونگھ لوں۔ کیونکہ کافی مدت سے میں نے روٹی نہیں کھائی۔ دھوبی نے عابد کو ایک روٹی دے دی۔ عابد نے دھوبی کے حق میں دعا کرتے ہوئے کہا اللہ عزوجل تیرے گناہوں کو درگذر فرمادے اور تیرے دل کو پاک کر دے۔ یہ سن کر دھوبی نے دوسری روٹی بھی عابد کو دے دی۔ عابد نے کہا اے دھوبی اللہ عزوجل تیرے پہلے اور آنے والے گناہ درگذر فرمائے۔ دھوبی نے تیسری روٹی بھی دے دی۔ عابد نے کہا اے دھوبی اللہ عزوجل تیرے لیے بہشت میں محل بنائے بشام کو دھوبی صحیح حالت میں گاؤں آیا۔ گاؤں والوں نے کہا اے عیسٰی روح اللہ علیہ یہ دھوبی تو واپس لوٹ آیا ہے۔ آپ نے فرمایا اسے بلایئے۔ دھوبی کو بلایا گیا۔ جب دھوبی آ گیا تو حضرت عیسٰی روح اللہ علیہ السلام نے فرمایا اے دھوبی بتایئے آج تم نے کونسا عمل کیا ہے۔ اس نے کہا کہ ان پہاڑوں میں سے ایک عابد میرے پاس آیا تھا اس نے مجھ سے کچھ طلب کیا تھا تو میں نے اسے تین روٹیاں دی تھیں۔ پس اس نے ہر روٹی پر میرے حق میں دعائیہ کلمات کہے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے

فرمایا اپنی گٹھری لائیے تاکہ ہم اسے دیکھیں وہ لایا تو اس میں دیکھا کہ اس میں ایک سیاہ سانپ تھا جو منہ میں لوہے کی لگام رکھتا تھا۔ حضرت عیسٰی علیہ نے فرمایا اے سیاہ سانپ۔ اس نے جواباً عرض کیا میں حاضر ہوں اے نبی اللہ آپ نے فرمایا کیا میں نے تجھے اس پے نہیں بھیجا تھا۔ اس نے عرض کیا ہاں! لیکن پہاڑوں سے ایک عابد اس کے ہاں آیا تھا اور اس نے روٹی طلب کی تھی۔ پھر ہر روٹی ملنے پر اس کے حق میں دعائیہ کلمات کہے تھے اور پاس کھڑا ہوا فرشتہ آمین کہتا تھا۔ پھر اللہ عزوجل نے ایک فرشتہ بھیجا اس نے مجھے یہ لوہے کی لگام دے دی۔ حضرت عیسٰی روح اللہ علیہ السلام نے اس دھوبی سے فرمایا تیرا عمل تیرے کام آگیا۔ بے شک اللہ عزوجل نے اس عابد پر صدقہ کرنے کی برکت سے اللہ عزوجل نے تیری مغفرت فرما دی ہے۔

حضرت سالم ابی جعد نے بیان کیا کہ ایک عورت اپنے فرزند کے ساتھ باہر گئی۔ دیکھا کہ ایک بھیڑیا آیا اور وہ بچہ چھین کر لے گیا۔ عورت نے بھیڑیئے کا تعاقب کیا۔ عورت کے پاس ایک روٹی تھی۔ آگے ایک سائل مل گیا۔ عورت نے وہ روٹی سائل کو دے دی۔ ادھر وہ بھیڑیا آیا اور اس کے فرزند کو واپس کر دیا۔ تب ایک آواز سنائی دی۔ یہ لقمہ اس لقمہ کے عوض میں واپس آیا ہے۔

حضرت معتسب بن سمی نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ بنی اسرائیل کا ایک راہب اپنے گرجا میں ساٹھ سال تک عبادت میں مصروف تھا۔ ایک روز اس نے بیابان کی طرف دیکھا تو وہ زمین اُسے عجیب سی لگی۔ دل ہی دل میں کہنے لگا کہ میں اس زمین پر جا کر چلوں۔ آیا اور چلنے لگا۔ اس کے پاس ایک روٹی بھی تھی اتنے میں ایک عورت آئی اور وہ بے قابو ہو کر فتنہ میں پھنس گیا۔ اور ادھر موت کا وقت آگیا۔ اسی حالت میں ایک سائل آیا اور اس نے وہ روٹی سائل کو دے دی پھر مر گیا۔ پھر اس کے ساٹھ برس کے عمل ترازو کے ایک پلڑے میں اور گناہ کا عمل دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا۔ ساٹھ برس کی عبادت پر یہ ایک گناہ بھاری ہو جائے گا۔ پھر وہ صدقہ میں دی گئی روٹی اس کے عمل والے پلڑے میں رکھی جائے گی۔ تو گناہ والا پلڑا ہلکا ہو کر اُوپر اُٹھ جائیگا۔

کہتے ہیں کہ صدقہ بدی کے ستر دروازے بند کر دیتا ہے۔

حضرت سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب بھی زمین پر صدقہ دیا جاتا ہے تو ستر شیطان بھاگ جاتے ہیں جو کہ صدقہ میں رکاوٹ بنتے ہیں۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہمیں بتایا جاتا کہ صدقہ گناہوں کو ایسا بجھا دیتا ہے۔ جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ بیٹھی تھیں کہ ایک عورت ہاتھ میں آستین چھپائے حاضر ہوئی۔ اُم المومنین نے فرمایا کہ تم اپنا ہاتھ آستین سے باہر کیونکر نہیں نکالتیں۔ عورت عرض کرنے لگی اے ام المومنین اس بارے میں مجھ سے دریافت نہ کیجئے۔ ام المومنین نے فرمایا تجھ کو مجھے ضرور بتانا ہوگا۔ تو اس نے کہا ام المومنین میرے ماں باپ میں سے باپ تو صدقہ دینا کرتے تھے مگر میری ماں صدقہ روکتی تھی۔ اور میں نے اسے پرانے کپڑے یا چربی کے ٹکڑے کے علاوہ کوئی چیز صدقہ کرتے نہیں دیکھا۔ جب وہ فوت ہو گئے تو میں نے خواب میں قیامت کو قائم دیکھا اور ماں کو تمام مخلوق کے درمیان اپنے بدن کو چھپانے کی ناکام سعی کرتے ہوئے دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں ایک چربی کا ایک ٹکڑا ہے جسے وہ چاٹ رہی ہے اور پیاس پیاس پکار رہی ہے۔ جبکہ اپنے باپ کو حوض کے کنارے بیٹھا ہوا دیکھا۔ وہ لوگوں کو پانی پلا رہے تھے دنیا میں بھی صدقہ دینا ان کو پسند نہ تھا۔ پھر میں نے پانی کا ایک پیالہ تو ماں کو پلایا تو اُوپر سے ایک آواز آئی جس نے اس عورت کو پانی پلایا ہے اس کا ہاتھ خشک ہو جائے۔ پس میں بیدار ہوئی تو میرا ہاتھ خشک ہو چکا تھا۔

جاننا چاہیئے کہ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک دن بیٹھے تھے ایک سائل آ کر سوال کرنے لگا۔ آپ کے پاس کھجوروں کا ایک ٹوکرا رکھا ہوا تھا۔ بیوی سے کہا کہ یہ ٹوکرا مجھے دیجئے۔ پھر اس میں سے نصف ٹوکرا کھجوریں فقیر کو دے دیں اور نصف ٹوکرا کھجوریں بیوی کو دے دیں۔ بیوی کہنے لگی تیرے جیسے زاہد کہلاتے ہیں؟ کیا کوئی ایک شخص دیکھا ہے جو بادشاہ کی خدمت میں نامکمل ہدیہ بھیجے۔ چنانچہ حضرت مالک بن دینار نے سائل کو بلا کر بقیہ کھجوریں بھی اسے دے دیں۔ پھر بیوی سے کہا کہ یہ تیرا جہاد ہے اور کوشش و سعی کیجئے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّ وجل ہے۔ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ۔

اس شخص کو پکڑیئے پھر اسے طوق پہنائیے۔ پھر اسے دوزخ میں ڈال دیجئے پھر ستّر ہاتھ لمبی زنجیر میں اسے جکڑ دیجئے۔

دریافت کیا جائے گا کہ اس قدر شدت کی کیا وجہ ہے؟ تو جواب دیا جائے گا۔
ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔
اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۔
عظیم خدا پر ایمان نہیں رکھتا تھا اور نہ ہی مساکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتا تھا۔
اے زوجہ یاد رہے کہ ہم نے ایمان قبول کر کے اپنی گردن سے وبال کا ایک حصہ اُتار دیا ہے جبکہ دوسرا حصہ صدقہ سے اُتارا جائے گا۔

حضرت محمد بن الفضل نے اپنی سند سے بیان کیا ایک بصری نے بیان کیا ایک اعرابی کے پاس بکریاں تھیں مگر وہ مال کے مقابلے میں صدقہ کم دیتا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے بہت ہی بہت ہی لاغر بکری کے بچہ کا صدقہ دیا تھا۔ پھر اس نے خواب میں دیکھا کہ تمام بکریاں اس کے گرداگرد جمع ہیں اور اسے سینگ مار رہی ہیں جبکہ وہ لاغر بکری کا بچہ اس کی حفاظت کر رہا ہے۔ جب وہ بیدار ہوا تو کہا واللہ! اگر میں طاقتور رہا تو ہاتھ بٹاؤں گا اس کے بعد فی سبیل اللہ خرچ کرنے لگا۔

حضرت عدی ابن حاتم نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "ہر شخص کو اپنے پروردگار عزوجل سے کلام کرنے کا شرف حاصل ہوگا۔ پھر وہ اپنے اِردگرد اپنے فرستادہ اعمال کو دیکھے گا۔ پھر وہ سامنے دیکھے گا۔ لہٰذا جہنم سے بچو چہ جائیکہ کھجور کے برابر ہی صدقہ کیجیو۔"

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رح کا بیان ہے کہ دس خصائل کے سبب سے آدمی نیک اطوار لوگوں میں شمار ہوتا ہے اور ان کے درجات تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ وہ خصائل یہ ہیں

پہلی خصلت:۔ کثرت بکثرت صدقہ کرے۔
دوسری خصلت: کثرت بکثرت تلاوت قرآن مجید کرے۔
تیسری خصلت:۔ ان لوگوں کی مجلس میں بیٹھنا جو آخرت کا سبق دیں اور دنیا سے بے رغبتی سکھائیں۔
چوتھی خصلت: صلہ رحمی کرنا۔

پانچویں خصلت: بیمار کی مزاج پرستی کرنا۔
چھٹی خصلت: وہ لوگ جو آخرت سے غافل ہوں اور صاحب ثروت ہوں ان سے دوستی کرنا
ساتویں خصلت: محشر کے دن کی فکر کرنا۔
آٹھویں خصلت: اُمیدیں کم رکھنا اور موت کو دائمی طور پر یاد کرنا۔
نویں خصلت: خاموشی اختیار کرنا اور کم بولنا۔
دسویں خصلت: عاجزی وانکساری کرنا۔ پیوند لگا ہوا لباس پہننا۔ فقیروں سے محبت کرنا اور ان سے دوستی کرنا۔

یتیموں اور مسکینوں کے قریب رہنا۔ اور ان کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرنا۔
جاننا چاہیئے کہ سات باتوں سے صدقہ بڑھ کر دگنا ہو جاتا ہے۔

پہلی بات: حصول مال سے صدقہ نکالنا۔
ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے:
اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ اپنی کمائی میں سے حلال چیز خرچ کیجیے۔
دوسری بات: صدقہ دیجیے چاہے قلیل ہو۔
تیسری بات: صدقہ جلدی دیجیے کہیں وقت نہ نکل جائے۔
چوتھی بات: صدقہ میں اچھا مال دیجیے۔
اللہ عزوجل فرماتا ہے:۔ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ۔
ردی چیز کی نیت نہ کرو کہ اس سے مال خرچ کردو کیونکہ خود تم اس کو نہیں لیتے ہو مگر یہ کہ تم اس میں چشم پوشی کرو۔ اور جاننا چاہیئے کہ اللہ عزوجل بے پرواہ ہے اور تعریف کے لائق ہے۔
پانچویں بات: ریا کے خوف سے چھپا کر دیجیے۔
چھٹی بات: احسان نہ جتلانا چاہیئے ورنہ اجر ضائع ہو جائے گا۔
ساتویں بات: صدقہ کے بعد اسے اذیت نہ دیجیے یہ گناہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّ وجل ہے:۔

لَا تُبْطِلُوا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى۔ تم اپنے صدقات کا احسان جتلا کر اور تکالیف دے کر اجر کو ضائع نہ کیجئے:۔

اللہ عزوجل کے فضل وکرم سے حصہ اوّل کا اردو ترجمہ تکمیل کو پہنچا۔ یہ سب کا سب اسی کا فضل ہے وہاں انسان تو ایک حرف لکھنے سے بھی قاصر ہے۔

حصہ دوم

باب ۳۶
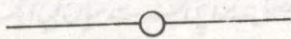
فضائل ماہِ رمضان کا اظہار

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان نبی مکرم رسول معظم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ ایک سال سے دوسرے سال تک رمضان المبارک میں داخل ہونے کے لیے بہشت کو سجایا جاتا ہے اور دھونی دی جاتی ہے پھر جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے۔ تو ایک ہوا جس کو مشیرہ نامی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ زیرِ عرش چلتی ہے جس کے سبب درختوں کے پتے اور دروازوں کے حلقے بجنے لگتے ہیں جس سے ہر قسم کی سُریلی آوازیں سُنائی دیتی ہیں کہ سُننے والے نے ایسی سُریلی آوازیں پہلے کبھی نہ سُنی ہوں گی پھر حسین وجمیل اور خوبصورت آنکھوں والی حوریں بہشت کے بالاخانوں پر کھڑی ہو کر ندا کرتی ہیں کہ ایسا کوئی ہے جو اللہ عزوجل سے ہمارے لیے سوال کرے تاکہ اللہ عزوجل انہیں ہمارے ساتھ جوڑ دے پھر وہ بہشت کے داروغہ سے سوال کرتی ہیں کہ یہ کون سی رات ہے کہ تو جنّت داروغہ لبیک کہہ کر انہیں جواب دیتا ہے اور کہتا ہے اے حسین وجمیل مستورات یہ رمضان المبارک کی پہلی رات ہے جس میں اللہ عزوجل داروغہ جنت سے فرماتا ہے کہ آج اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء کے روزہ داروں کے لیے دوزخ کے دروازے بند کر دو اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا جاتا ہے کہ زمین پر اُترو اور شریر شیطان کو بند کر دو۔ ان کے گلے میں طوق ڈال کر انہیں سمندروں کی گہرائی میں پھینک دیجئے تاکہ وہ میرے حبیب لبیب محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی اُمت کے روزہ داروں کو نہ بہکا سکیں۔

ندائے خداوندی میں رازِ معرفت غیبی

جاننا چاہیئے کہ اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم رمضان المبارک کی ہر رات کو تین دفعہ فرماتا ہے

کہ کوئی مسائل ہے جسے میں عطا کروں۔ کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ میں اس کی توبہ قبول کروں۔ کوئی مغفرت چاہنے والا ہے کہ میں اس کی مغفرت کردوں پھر ندا آتی ہے کہ ہے کوئی ایسے غنی کو قرض دینے والا جو محتاج نہیں اور وہ کماحقہ قرض ادا کرنے والا ہے اور رمضان المبارک کے ہر ایک دن میں افطار کے وقت اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ ایسے ایک لاکھ آدمی کو دوزخ سے آزاد فرماتا ہے جو عذاب کے مستحق تھے اور جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن ایک ایک گھڑی میں اللہ تبارک وتعالیٰ سبحانہٗ ایسے دس لاکھ آدمیوں کو دوزخ سے آزاد فرماتا ہے جو عذاب کے مستحق تھے اور رمضان المبارک کے آخری دن میں اتنے ہی آدمیوں کو جہنم سے آزاد کیا جاتا ہے جس قدر کہ پورے ماہ میں آزاد کئے گئے تھے۔

جبرائیل کا پروں کو کھولنا

یاد رہے کہ جب شب قدر آتی ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو حکم فرماتے ہیں اور وہ فرشتوں کے ایک جم غفیر کے ساتھ زمین پر آتے ہیں۔ ان کے ساتھ ایک سبز علم ہوتا ہے جسے وُہ کعبۃ اللہ کی چھت پر لگاتے ہیں۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کے چھ سو پر ہیں، ان میں صرف دو پروں کو وہ شبِ قدر میں کھولتے ہیں جو مشرق سے مغرب تک پھیل جاتے ہیں۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام دوسرے فرشتوں سے کہتے ہیں کہ اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء کے ہر شخص کو جو آج رات قیام میں ہو یا قعدے میں نماز ادا کر رہا ہو یا ذکر کر رہا ہو وہ اس سے مصافحہ کریں اور سلام کریں اور ان کی دُعا پر آمین کہیں۔ یہاں تک دن چڑھ جائے اور جب دن چڑھ جاتا ہے تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آواز دیتا ہے کہ اے فرشتوں کی جماعت اب واپس چلیئے۔ پھر فرشتے کہتے ہیں اے جبرائیل، اُمّتِ محمّدیہ علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء کے ایمان لانے والوں کی ضروریات میں اللہ عزّوجل نے کیا معاملہ فرمایا ہے تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام جواباً کہتے ہیں کہ اللہ عزّوجل نے ان پر نگاہِ کرم کی اور بجز چار قسم کے افراد کے سب کے گناہوں کو درگذر فرمایا ہے۔

حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کے صحابہ نے بارگاہِ نبوی میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم وہ چار قسم کے آدمی کون سے ہیں؟ تو حضرت نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ ان میں سے ایک وہ آدمی ہے جو شراب عادتاً پیتا ہے۔ دوسرا آدمی وہ ہے جسے ماں باپ نے گھر سے نکال دیا ہو۔ تیسرا وہ آدمی ہے جو قطع رحمی کرنے والا ہے اور چوتھا وہ آدمی ہے جو کینہ ور ہے۔ بارگاہِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیا گیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کینہ وَر آدمی کون ہے؟ تو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کینہ وَر آدمی وہ ہے جو دل میں بات رکھ کر اپنے مسلمان بھائی سے تین یوم سے زیادہ بات نہ کرے پھر جب چاندرات آتی ہے تو اُسے آسمانوں میں انعام کی رات گردانتے ہیں اور جب عید کے دن کی صبح ہوتی ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ عزّوجل فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیجتے ہیں تو وہ زمین پر آکر چوراہوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ آواز دیتے ہیں جسے انسانوں اور جنات کے علاوہ تمام مخلوق سُنتی ہے۔ اے اُمّتِ محمدیہ! اللہ عزّوجل کی جانب چلو بغیر حساب کے عطا فرمانے والا ہے اور بڑے بڑے گناہوں کو در گذر فرمانے والا ہے اور جب پھر لوگ عید کے لیے چلتے ہیں تو اللہ سبحانہٗ تعالیٰ عزّوجل فرشتوں سے فرماتا ہے۔ اے میرے ملائکہ! کیا اُجرت ہے اس مزدور کی جو اپنا کام پورا کر لیتا ہے تو ملائکہ عرض کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار! اس کی جزا یہ ہے کہ اُسے وافر مقدار میں اُجرت دی جائے۔ اللہ سبحانہٗ تبارک و تعالیٰ عزّوجل فرماتا ہے۔

"اے میرے ملائکہ میں تمہیں شاہد بناتا ہوں کہ میں نے صوم اور تراویح کے عوضانہ میں اپنی رضا اور بخشش عطا فرما دی ہے۔"

پھر ارشادِ باری تعالیٰ عزّوجل ہوتا ہے:

"اے میرے بندو! مجھ سے جو مانگنا چاہتے ہو مانگو۔ مجھے اپنی عزّت وجلالت کی قسم! آج دین و دنیا کی جو چیز مانگو گے میں وہی چیز تمہیں عنایت فرماؤں گا۔"

منفرد اشیاء کا عطا فرمانا

حضرت ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ حضور تاجدارِ مدینہ سرورِ سینہ احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ میری اُمت کو رمضان المبارک میں خاص طور پر ایسی پانچ چیزیں عطا فرمائی گئی ہیں جو سابقہ اُمتوں کو عطا نہیں کی گئیں۔ وہ یہ ہیں:

پہلی چیز: روزہ دار کے مُنہ کی بُو جو بارگاہِ الٰہی میں مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔
دوسری چیز: سحری سے لے کر افطاری تک ملائکہ کا روزہ دار کے لیے استغفار کرنا۔
تیسری چیز: رمضان المبارک میں سرکش شیاطین کا قید کیا جانا وہ جس طرح دیگر ماہ میں بُرائیاں کرتے ہیں اس ماہ میں نہیں کر سکتے۔
چوتھی چیز: رمضان المبارک میں روزہ دار کے لیے جنت کا بلاناغہ سجایا جانا۔
ارشادِ باری تعالیٰ عزّوجل ہے کہ:
"قریب ہے کہ میرے نیک بندے دُنیا کی مشقتوں سے آزاد ہو کر تیری جانب آئیں۔"
پانچویں چیز: رمضان المبارک کی آخری رات میں روزہ داروں کا بخشا جانا۔ صحابہ کرام نے بارگاہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہی شب قدر ہی بخشش کی رات ہے تو فرمان نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوا نہیں لیکن مزدوروں کو کام کے اختتام پر ہی اُجرت دی جاتی ہے۔

صحابہ کرام کو بشارت سے نواز جانا

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی مکرم رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا کہ تمہارے ہاں ماہ رمضان المبارک آگیا ہے۔
اللہ عزّوجل سبحانہٗ تبارک وتعالیٰ نے تم پر رمضان المبارک کے روزے فرض فرمائے ہیں اور اس میں بہشت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور سرکش شیاطین کو قید میں ڈالا جاتا ہے اور اس میں ہزار مہینوں سے افضل شب قدر ہے۔
حضرت اعمش خثیمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لوگوں کا کہنا ہے کہ رمضان سے رمضان تک حج سے حج تک۔ جمعہ سے جمعہ تک نیز ایک نماز سے دوسری نماز تک۔ یہ سب درمیانی وقت کے گناہوں کا کفارہ بنتے ہیں۔

○

خصوصیاتِ رمضان المبارک

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب رمضان المبارک آتا ہے تو ہم اسے خوش آمدید کہتے ہیں۔ یہ ہمیں پاک کرتا ہے پورا رمضان المبارک خیر و برکت سے بھرا ہوا ہے، اس کے دن کے روزے اور رات کا قیام اور اس میں خرچ کرنا جہاد میں خرچ کرنے کے مترادف ہے۔

سابقہ گناہوں کی مغفرت کا مہینہ

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"جس نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کے ارادہ سے رمضان المبارک کے روزے رکھے اور رات کو تراویح کے لیے قیام کیا تو اس کے پہلے گناہ درگذر فرمائے گا۔"

روزہ کی جزا عطائے خدا

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے کہ:

"ابنِ آدم کے نیک اعمال کو دس سے سات سو تک بڑھایا جاتا ہے۔ البتہ روزے کی جزا میں خود دیتا ہے کیونکہ روزہ میرے لیے ہے اور وہ اپنی خواہشات اور کھانے پینے کو میرے لیے ترک کر دیتا ہے اور روزہ روزہ دار کے لیے ڈھال ہے اور روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی افطاری کے وقت کی اور دوسری خوشی محشر کے دن کی جب رب تعالیٰ سے ملاقات ہوگی۔"

حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وعظ فرمانا

حضرت فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت سلمان فارسی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ شعبان کے آخری روز حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"اے لوگو! تمہارے پاس ایک بہت بڑا مبارک ماہ آ رہا ہے اس میں ایک شب قدر ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس ماہ میں اللہ عزّوجل نے روزے فرض کیے ہیں اور شب قدر میں نفلی قیام ثواب کا سبب ہے جو اس رات میں نفل پڑھتا ہے وہ ایسا ہے جیسے غیر رمضان میں فرض ادا کیا ہو اور جس نے اس ماہ میں فرض ادا کیا وہ ایسا ہے جیسے کوئی غیر رمضان المبارک میں ستر فرض ادا کرتا ہے۔ رمضان صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ رمضان المبارک غم خواری کا مہینہ ہے اس میں مومن کے رزق کو فراوانی عطا کی جاتی ہے اور جو اس میں روزہ دار کا روزہ افطار کرائے گا اُسے دوزخ سے رہائی مل جائے گی اور اس کے گناہوں کو درگذر فرمایا جائے گا۔ صحابہ کرام نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم میں سے ہر شخص تو روزہ افطار کرانے کی طاقت نہیں رکھتا تو آپ نے فرمایا چہ جائیکہ ایک کھجور سے افطار کرادے۔ لسی، دودھ یا پانی کا ایک گھونٹ پلا دے تو اس پر بھی اللہ عزّوجل اس کے تمام گناہ درگذر فرما دے گا اور اسے میرے حوض سے ایسا سیراب کرے گا کہ اسے داخل بہشت ہونے تک کبھی پیاس نہیں لگے گی، اس مہینے کا پہلا حصہ رحمت ہے۔ درمیانی حصہ بخشش ہے اور آخری حصہ دوزخ سے رہائی ہے، اس ماہ میں جو شخص اپنے غلام سے قلیل کام لے گا اللہ عزّوجل اسے بھی دوزخ سے رہائی عطا فرمائے گا۔"

روزہ دار کے لیے ایک اور انعام

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ:

"جو شخص رمضان المبارک میں روزہ رکھ کر خاموشی اختیار کرتا ہے اور اللہ کے ذکر میں

مشغول رہتا ہے، اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھتا ہے اور بُرے کاموں سے پرہیز کرتا ہے تو آخر رمضان پر اس کے تمام گناہ درگذر فرما دیتے ہیں نیز اس کی ہر تسبیح و تہلیل پر اس کے لیے جنت میں سبز زمرد کا ایک مکان بنایا جاتا ہے جس میں سُرخ یاقوت کے علاوہ ایک خول دار موتی کا خیمہ ہوتا ہے۔ اس خیمے میں خوبصورت آنکھوں والی اور سونے کے کنگن پہنے ہوئے ایک حُور ہوگی جس کے کنگنوں پر سُرخ یاقوت جڑے ہوئے ہوں گے جس سے زمین روشن ہوتی ہوگی۔"

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رمضان المبارک کے قریب حضور سید عالم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"اگر لوگوں کو رمضان المبارک کی برکات کا علم ہو جائے تو میری اُمت یہ آرزو کرے گی کہ پورا سال رمضان رہے۔"

یاد رہے کہ بنو خزاعہ کے ایک شخص نے بارگاہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کی کچھ برکتیں بتایئے۔ آپ نے فرمایا:

"جنت کو پورا سال رمضان کے لیے سجایا جاتا ہے جب رمضان المبارک کی پہلی رات آتی ہے تو زیرِ عرش ایک ہوا چلتی ہے جس سے جنت کے درختوں کے پتے کھڑکھڑانے لگتے ہیں۔ حوریں یہ دیکھ کر بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتی ہیں: اے پروردگارِ عالم اس مہینہ میں ہمارے لیے اپنے بندوں سے جوڑے خاص کر دیجئے تاکہ ہماری آنکھیں ان سے اور ان کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔ پس جو شخص رمضان المبارک کے مہینہ میں روزے رکھتا ہے تو اُسے بہشت کی دو ایسی خوبصورت حوروں سے جوڑ دیا جاتا ہے جو خولدار موتی کے خیمہ میں رہتی ہیں، ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ یعنی خوبصورت حوریں جو خیموں میں رہتی ہیں۔ پھر ہر حور نے مختلف رنگوں کے لباس پہن رکھے ہوں گے اور اُسے ستّر قسم کی خوشبوؤں سے نوازا جائے گا ہر حُور موتیوں سے جُڑے ہوئے سُرخ یاقوت کے تخت پر ہوگی اور ہر تخت پر ستّر قسم کے بستر ہوں گے

جن کا اندرونی حصہ استبرق ریشم کا ہو گا۔ ہر عورت کی ستر خادمہ ہوں گی۔ یہ اجر تو صرف ہر دن کے روزے کا ہو گا۔ دوسری نیکیوں کا ثواب اس کے علاوہ ہو گا۔"

رمضان المبارک کی فضیلتِ حقانیہ

حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"رجب میری اُمت کا مہینہ ہے اور شعبان میرا مہینہ ہے اور دوسرے تمام مہینوں پر اس کی ایسی فضیلت ہے جیسا کہ تمام انبیاء پر میری فضیلت ہے جبکہ رمضان المبارک اللہ عزوجل کا مہینہ ہے اور دوسرے تمام مہینوں پر ایسی فضیلت ہے جیسا کہ اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ کو اپنی تمام مخلوق پر فضیلت ہے۔"

شبِ قدر کیا ہے؟

حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم باہر تشریف لائے تو اس وقت لوگ باہم تکرار میں مصروف تھے آپ نے فرمایا میں اس نیت سے تمہارے ہاں آیا ہوں کہ تمہیں شب قدر سے آگاہ کروں لیکن مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تم اسی پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھ جاؤ اور قریب ہے کہ اس میں بہتری ہی بہتری ہو۔ پس تم اسے آخری عشرے میں یا باقی نو راتوں میں یا پانچ یا تین یا پھر آخری رات میں تلاش کرو۔ اس کی دوسری نشانیوں کے علاوہ ایک نشانی یہ ہے کہ یہ رات بالکل اُجلی اور روشن ہے اس میں نہ گرمی ہوتی ہے اور نہ ہی سردی ہوتی ہے اس کی صبح میں آفتاب بغیر شعاعوں کے نکلتا ہے جو شخص ایمان اور حصول ثواب کی نیت سے اس رات عبادت کرے گا اللہ عزوجل اس کے تمام گناہ درگذر فرمائے گا۔

ایمان کیا ہے؟

حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شبِ قدر میں قیام کو اور دن کے روزے کو ایمان و احتساب کے ساتھ مشروط کیا ہے۔

تو ایمان یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ عزّ وجل نے جو ثواب کا وعدہ فرمایا ہے اس کی تصدیق کرے جبکہ احتساب یہ ہے کہ خشیت الٰہی کے ساتھ اللہ عزّ وجل کے حضور حاضر رہے۔ پس جب بندہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کے ذکر اور فرمائے ہوئے فضائل وثوابیہ کے حاصل کرنے کی نیت کرے تو پھر چاہیئے کہ وہ رمضان المبارک کے احترام کو مدنظر رکھے اور اپنے اعضاؤں کو گناہوں اور دوسرے بُرے کاموں سے محفوظ رکھے نیز اپنے دِل کو حسد اور مسلمانوں کی دشمنی سے محفوظ رکھے یہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی اسے چاہیئے کہ وہ ڈرتا رہے۔ نہ جانے کہ بارگاہِ الٰہی میں یہ عمل مقبول ہے یا غیر مقبول ہے۔

بعض دانشوروں سے مذکور ہے انہوں نے بیان کیا۔ اے ہمارے پروردگار تونے مصیبت زدہ لوگوں کو دُنیا میں اَجر کی اور آخرت میں ثواب کی ضمانت دی ہے۔ اے ہمارے پروردگار اگر تونے ہمارے روزے کو قبول نہ کیا تو پھر اس مصیبت کے اَجر سے ہمیں محروم نہ کرنا۔ اے ذات جو کہ نیکی و بھلائی میں مشہور ہے۔

حقیقت فلاح کا انکشاف

حضرت سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم نے حضور پُرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ روزہ رکھا پس جب ستائیسویں رات ہوئی تو آپ نے ایک تہائی رات تک قیام فرمایا اور نماز پڑھی۔ پھر جب چوبیسویں رات آئی تو آپ کی تشریف آوری نہ ہوئی اور جب پچیسویں رات ہوئی تو آپ کی ہمارے ہاں تشریف آوری ہوئی اور تین حصہ رات تک ہمارے ساتھ نماز پڑھی۔ ہم نے عرض کیا کس قدر اچھا کام ہوگا کہ ہم مکمل رات نفل پڑھیں تو آپ نے فرمایا جو شخص آکر امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو وہ مکمل رات کی عبادت کا ثواب پاتا ہے پھر چھبیویں رات کو ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی مگر جب ستائیسویں شب ہوئی تو آپ نے قیام فرمایا اور سب گھر والوں کو جمع کرکے ہمارے ساتھ نماز پڑھی۔ یہاں تک کہ ہمیں فلاح کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہوا۔ ہم نے کہا فلاح کیا ہے تو فرمایا سحری کرنا ہی فلاح ہے۔

حضرت اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

رات کے پہلے حصّے میں مسجد میں تشریف لائے اور نماز ادا کی۔ پھر لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز ادا کی۔ صبح کو یہ بات لوگوں کو معلوم ہوئی تو دوسری رات بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ چنانچہ انہوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ تیسری رات میں لوگ بہت سے جمع ہو گئے حتیٰ کہ مسجد تنگ ہو گئی، مگر آپ اس رات تشریف نہ لائے۔ البتہ فجر کی نماز کے لیے تشریف لائے اور فارغ ہو کر فرمایا کہ آج کی رات کا تمہارا حال مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے لیکن مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر تمام رات کی یہ نماز تم پر فرض کی گئی تو تم عاجز آ جاؤ گے۔

خطیرۃ القدس کیا ہے؟

حضرت اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو قیام رمضان کی ترغیب دیتے تھے لیکن وصال مبارک تک حکم نہ فرمایا۔ پھر حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ، حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے دورِ حکومت میں ایسا ہی رہا مگر بعد میں حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اس نماز کے لیے حضرت اُبی ابن کعب کی امامت میں جمع کر دیا۔ حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ مجھ سے سُنی ہوئی حدیث سے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تراویح کی نماز لی ہے۔ لوگوں نے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ میں نے حضور سید الرسل امام السبل صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا کہ عرش الٰہی کے پاس نور سے معمور ایک جگہ ہے جسے خطیرۃ القدس کہا جاتا ہے وہاں پر موجود بہت سے فرشتوں کی جماعت کی تعداد جس سے صرف اللہ عزّوجل ہی واقف ہے وہ دائمی طور پر اللہ عزّوجل کی عبادت میں لگے رہتے ہیں مگر جب ماہ رمضان المبارک کی راتیں آتی ہیں تو زمین پر آنے کے لیے بارگاہِ الٰہی سے اجازت چاہتے ہیں تاکہ وہ اولادِ آدم کے ساتھ نماز پڑھیں۔ پھر وہ ہر رات زمین پر آتے ہیں، جس کی ان سے ملاقات ہوتی ہے وہ بڑا بختاور ہوتا ہے۔

یہ سُن کر حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم تو پھر اس کے حقدار ہیں تب انہوں نے تراویح کو لوگوں کے لیے لازمی قرار دیا۔

مروی ہے کہ ایک رات حضرت شیرِ خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ماہ رمضان میں گھر سے نکلے تو مسجد سے قرآن خوانی کی آواز سُنی اور مساجد میں قندیلوں کو روشن پایا تو فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل حضرت عمر بن خطاب کی قبر کو روشن کرے جنہوں نے مساجد کو قرآن سے روشن کیا۔ ایسے ہی ایک روایت حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے بھی بیان کی گئی ہے۔

باب ۲۷

ذوالحج کے دس ایّام کی فضیلت کا اظہار

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذوالحج کے دس دنوں سے بڑھ کر کسی اور دن کے نیک اعمال اللہ عزّوجل کو اس قدر محبوب نہیں ہیں مگر بارگاہِ نبوی میں عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں۔ فرمایا جہاد بھی نہیں مگر وہ شخص جو اپنی جان اور مال کے ساتھ جہاد کے ساتھ نکلا اور پھر ان چیزوں کے ساتھ واپس نہ لوٹا۔

حضرت سیّدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ اللہ عزّوجل سبحانہٗ تبارک وتعالیٰ کو ان دس دنوں سے بڑھ کر کوئی اور دن محبوب نہیں اور نہ ہی کوئی دن ان دنوں سے افضل ہے۔ عرض کیا گیا جہاد فی سبیل اللہ بھی اس کی مثال نہیں۔ فرمایا۔ ہاں۔ مگر وہ شخص جو میدان میں اپنے گھوڑے سمیت کام آگیا ہو۔

حضرت اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ذوالحج کا چاند دیکھتے ہی ایک نوجوان روزے رکھنے شروع کر دیتا۔ جب حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے اُسے بلا کر دریافت کیا کہ تم کس بات پر یہ روزے رکھ رہے ہو۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فرمایا جائیں یہ ایّام حج اور دینی شعائر کے دن ہیں۔ ممکن ہے کہ اللہ عزّوجل تبارک و تعالیٰ اپنے نیک لوگوں کی دُعاؤں میں مجھے بھی شامل فرمالیں۔ آپ نے فرمایا بیشک تجھے ہر دن کے روزے کے عوض سو غلام آزاد کرنے سو اُونٹ ذبح کرنے اور سو گھوڑے جہاد کے لیے دینے کا اجروثواب ملے گا اور آٹھویں تاریخ کے روزے کا ثواب سو کی بجائے ہزار ہزار کا ہوگا۔

ارشادِ باری تعالیٰ عزّوجل ہے:

وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖۤ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۔

اور ہم نے موسیٰ سے عہد کیا پھر دس مزید راتوں سے ہم نے اس کو تمام کیا پس اس کے پروردگار کا وقت چالیس راتوں کا ہو گیا۔

کی تفسیر میں اہل تفسیر نے فرمایا کہ یہ دس راتیں ذی الحج کی پہلی راتیں ہیں اور اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ نے اسی عشرے میں ہی حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو قرب واختصاص کے گفتگو کا شرف عطا فرمایا اور اسی عشرے میں ان کے لیے وحی کی تختیاں لکھوائی گئیں۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان دس دنوں کے روزوں کو لازم پکڑو اور اس میں کثرت سے دعا واستغفار اور صدقہ دو کیونکہ میں نے حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک سنا ہے کہ ان دس ایام کی بھلائی سے محروم رہنے والے کے لیے ہلاکت ہے نیز نویں تاریخ کو ضرور روزہ رکھنا چاہیے کیونکہ اس میں لاتعداد بھلائیاں ہیں۔

پانچ دعائیں

حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر لیثی کا بیان ہے کہ ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ نے جو پانچ دعائیں عطا فرمائی تھیں وہ بھی انہی دس ایام میں حضرت جبرائیل علیہ السلام لے کر آئے تھے وہ مندرجہ ذیل دعائیں ہیں:

پہلی دعا: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔

دوسری دعا: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اِلٰهًا وَّاحِدًا صَمَدًا لَّمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ط

تیسری دعا: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاحِدٌ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اَحَدًا صَمَدًا لَّمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ط

چوتھی دعا: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاحِدٌ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط

پانچویں دُعا: حَسْبِيَ اللّٰهُ وَكَفٰى سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ دَعَا لَيْسَ وَرَاءَ اللّٰهِ مُنْتَهٰى۔

مذکور ہے کہ یہ کلماتِ طیبات انجیل میں نازل ہوئے تھے اور حضرت عیسیٰ رُوح اللہ علیہ السلام کے حواریوں نے ان دُعاؤں کی فضیلت کے بارے میں آپ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ ان دُعاؤں کو ذی الحج کے دس ایام میں پڑھنے کی فضیلت اور اس کا اجر و ثواب بے شمار ہے۔ اس کے اوصاف بھی بیان سے باہر ہیں۔

حضرت ہاشم بن قاسم کا قول ہے کہ ایک شخص نے بیان کیا کہ میں نے ان دُعائیہ کلمات کو ان ایام میں پڑھا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے گھر میں نور کے پانچ طبق اُوپر نیچے رکھے ہوئے ہیں۔

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزّ وجل کے ہاں ان دس ایام سے بڑھ کر کوئی دن محبوب نہیں اور نہ ہی ان سے عظیم ہے لہٰذا ان دس ایام میں تکبیر و تحمید اور تہلیل زیادہ سے زیادہ کرو اور خود حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بستر پر یا مجلس میں ان دس ایام میں تکبیر ہی پڑھتے رہتے تھے اسی طرح عطار بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ بھی ان دنوں میں راستے اور بازاروں میں تکبیر پڑھا کرتے تھے۔

فقہاء کا عمل

ابن زیاد کا بیان ہے کہ حضرت سعید بن جبیر اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اور فقہائے کرام کو ہم نے عید کے روز اور تشریق کے دنوں میں، اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ پڑھتے دیکھا ہے۔

حضرت جعفر بن سلیمان نے بیان کیا کہ میں نے ثابت بنانی کو دیکھا کہ وہ اس عشرے میں مجلس وعظ میں اپنی گفتگو کو روک کر اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے اور فرماتے تھے کہ یہ ایام ذکر کے ہیں انہیں دیکھ کر دوسرے لوگ بھی اس طرح تکبیر کہتے۔ پھر مالک بن دینارؒ کو بھی ایسا کرتے دیکھا گیا ہے۔

حضرت ابن معشر کا بیان ہے کہ راستے میں چلتے ہوئے میں حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ

سے ان دس ایام میں تکبیر کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا کہ ایسا ہی کرتے ہیں بالکل اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں حضرت مجاہد نے بھی یہی کچھ کہا ہے۔

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ان ایام میں دل میں تکبیر کہنا افضل ہے اور اگر شریعت مطہرہ کے اظہار کی نیت سے بلند آواز سے تکبیر کہتا ہے تاکہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں پھر اس میں کسی قسم کی قباحت نہیں۔ دیگر روایات میں ایسے ہی آیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ نے تمام دنوں میں چار دنوں کو چن لیا ہے اور مہینوں میں بھی چار مہینوں کو چن لیا ہے۔ عورتوں میں سے بھی چار عورتوں کو چن لیا ہے اور ان چار کو بھی جو جنت میں پہلے جائیں گے اور ان چار کو بھی جن کی جنت مشتاق ہے چن لیا ہے۔

پہلا یوم: ایام میں پہلا یوم جمعۃ المبارک کا ہے اس میں ایسی گھڑی ہے کہ بندۂ مومن اس ساعت میں دنیا اور عقبیٰ کے لیے جو بھی سوال کرے گا اللہ عزوجل عطا فرمائے گا۔

دوسرا یوم: دوسرا یوم عرفہ کا ہے اس یوم میں اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم ملائکہ سے بصد افتخار فرماتے ہیں کہ میرے ان بندوں کو دیکھئے جن کے بال غبار آلود ہیں۔ اپنے مال خرچ کر کے اور جانوں کو مشکلات میں ڈال کر یہاں آئے ہیں اور بیشک میں نے ان کی مغفرت فرما دی۔

تیسرا یوم: تیسرا یوم قربانی کا ہے۔ اس یوم بندہ اپنی قربانی کے ذریعے قرب خداوندی حاصل کرتا ہے اس کی قربانی کے خون کا زمین پر گرنے والا پہلا قطرہ اس کے پہلے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

چوتھا یوم: چوتھا یوم عید الفطر کا یوم ہے پس جب لوگ رمضان المبارک کے روزے رکھتے ہیں اور پھر عید کے لیے نکلتے ہیں تو اللہ عزوجل فرماتا ہے اے فرشتو! ہر عامل اپنی اُجرت طلب کرتا ہے اور میرے بندوں نے رمضان المبارک کے مہینے کے تمام روزے رکھے اور وہ عید کے لیے نکلے ہیں اور اپنا اجر وثواب طلب کرتے ہیں۔ تم گواہ رہو کہ میں نے ان کی مغفرت کر دی۔ اور ایک منادی ندا کرتا ہے۔ اے اُمت محمدیہ علی صاحبہا التحیۃ والثنا! تم لوٹ جاؤ، تحقیق میں نے تمہاری خطاؤں کو نیکیوں میں بدل دیا ہے۔

خاص مہینے

بارہ ماہ میں سے اللہ عزوجل نے چار مہینے خاص فرمائے ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔ رجب شریف کا مہینہ ۲۔ ذی قعدہ کا مہینہ

۳۔ ذوالحجہ کا مہینہ ۴۔ محرم کا مہینہ

یہ تینوں مہینے ملے ہوئے اور مسلسل ہیں۔

چار خاص مستورات

اور وہ چار مستورات جنہیں اللہ عزوجل نے مختص کیا ہے وہ یہ ہیں:

۱۔ حضرت مریم سلام اللہ علیہا۔ ۲۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا۔

۳۔ حضرت آسیہ سلام اللہ علیہا ۴۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا۔

پہلے بہشتی افراد

یاد رہے کہ جنت میں سب سے پہلے جانے والوں میں ہر قوم کے الگ الگ افراد ہیں۔ حضور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات اہلِ عرب میں سے پہلے جنت میں جائیں گے۔ اہلِ فارس میں سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سب سے پہلے جائیں گے۔ اہلِ روم میں سے حضرت صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے پہلے جنت میں جائیں گے۔ اہلِ حبش میں سے سب سے پہلے حضرت بلال رضی اللہ عنہ جنت میں جائیں گے۔

اور وہ چار صاحب جن کی جنت خود مشتاق ہے وہ یہ ہیں:

پہلا صاحب: حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ۔

دوسرا صاحب: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ۔

تیسرا صاحب: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ۔

چوتھا صاحب: حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ۔

حضرت سالم بن ابی الجعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"اے فاطمہ! تم اپنی قربانی کے نزدیک کھڑی رہو۔ بیشک اللہ عزوجل اس کے خون کے پہلے قطرہ کے گرتے ہی تمہاری تمام خطاؤں کو درگذر فرما دے گا۔"

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ بات آپ کے لیے اور آپ کے اہل خانہ کے لیے خاص ہے یا عام مسلمان بھی اس میں شامل ہیں۔ فرمایا یہ تمام مسلمانوں کے لیے ہے۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دلوں کو خوش رکھ کر قربان کیا کرو کیونکہ قربانی کے دن جو شخص اپنے جانور کو پکڑ کر قبلہ کی جانب لٹاتا ہے تو اس کے سینگ، اُون، خون اور بال وغیرہ قیامت کے روز حاضر کیے جائیں گے۔ جب خون زمین پر گرتا ہے تو وہ اللہ عزوجل کی حفاظت میں آجاتا ہے۔ لہٰذا تم کم خرچ کرو اور زیادہ ثواب پاؤ۔

باب ۳۸

دسویں محرم کی فضیلت کا اظہار

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا جو محرم کی دسویں تاریخ کا روزہ رکھتا ہے تو اللہ عزّوجل دس ہزار ملائکہ کا ثواب عطا فرماتا ہے نیز دسویں تاریخ کا روزہ رکھنے والے کو دس ہزار حج وعمرہ اور اتنے ہی شہداء کا ثواب ملتا ہے اور جو شخص دسویں محرم کے روز کسی یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرتا ہے تو اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ اسے ایک بال کے عوض ایک درجہ بلندی عطا فرماتا ہے نیز دسویں محرم کی شام کو جو شخص کسی کا روزہ افطار کرواتا ہے جیسا کہ اس نے تمام اُمّت محمدیہ علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء کا روزہ افطار کروایا اور انہیں شکم سیر کھانا کھلایا۔

ایک دفعہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی بارگاہ عالیہ میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم کیا دسویں محرم کو تمام ایام پر اللہ عزّوجل نے افضل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ کیونکہ دسویں کے روز اللہ عزّوجل سبحانہٗ تبارک وتعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا نیز پہاڑوں کو پیدا فرمایا نیز سمندروں کو پیدا فرمایا نیز لوح وقلم کو پیدا فرمایا۔ حضرت آدم وحوا اسلام اللہ علیہا کو پیدا فرمایا اور بہشت کو بھی دسویں کے روز پیدا فرمایا اور اسی دن حضرت آدم وحوا کو بہشت میں داخل کیا گیا۔ دسویں کو ہی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور دسویں تاریخ کو ہی نارِ نمرود گلزار ہوئی۔ اور اسی تاریخ کو فرعون غرق ہوا نیز اسی روز حضرت ایوب علیہ السلام کو شفاء نصیب ہوئی اور اسی روز حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لغزش کی توبہ قبول ہوئی اور اسی روز حضرت داؤد علیہ السلام کی لغزش کو درگذر کیا گیا اور اسی روز حضرت سلیمانؑ کو بادشاہی ملی اور اسی روز حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اور اسی روز آپ کو آسمانوں پر اٹھایا گیا جبکہ اسی روز حضرت ادریس علیہ السلام کو آسمانوں پر اُٹھایا گیا اور محشر بھی اسی روز برپا ہوگا۔

حضرت نوح علیہ السّلام کا روزہ رکھنا

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمر قندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ:

"عاشورہ کے دن حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توبہ قبول ہوئی اور حضرت نوح علیہ السلام اپنی کشتی سے اُترے اور شکریہ کے طور پر روزہ رکھا۔ اسی روز فرعون غرق ہوا اور اسی دن یہودیوں کے لیے دریا شق ہوا اور انہوں نے روزہ رکھا۔ پس اگر تمہیں طاقت ہو تو اس دن کا روزہ نہیں چھوڑنا چاہیئے بلکہ روزہ ضرور رکھا کرو۔"

حضرت محمد بن میسرہ نے بیان کیا کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ عاشورہ کے روز جو شخص اپنی اولاد کے لیے دسترخوان کو وسیع کرتا ہے تو اللہ عزّوجل پورا سال اسے فراواں رزق دیتا ہے۔ حضرت سلیمانؒ کا بیان ہے کہ یہ بات ہمارے تجربہ میں ہے کہ حقیقت میں ایسے ہی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ شریف تشریف لائے تو یہودیوں کو عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے یہودیوں سے اس روزے کے بارے میں سوال کیا تو یہودیوں نے جواباً کہا کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو اسی دن اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ نے قوم فرعون پر فتح ونصرت فرمائی تھی پس اس عظمت کو مدنظر رکھتے ہوئے روزہ رکھتے ہیں تو حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم تو تم سے زیادہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے واسطہ رکھتے ہیں پھر آپ نے عاشورہ کے دن کا روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔

عاشورہ کی وجہِ تسمیہ

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمر قندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان ہے کہ اس یوم کو عاشورہ میں اختلاف ہے بعض علماء کا خیال ہے کہ اُسے عاشورہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ محرم کا دسواں یوم ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس دن اللہ عزّوجل نے دس انبیائے کرام دس کرامات سے نوازا ہے:

پہلی کرامت: حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توبہ یوم عاشورہ مقبول ہوئی۔
دوسری کرامت: اسی دن حضرت ادریس علیہ السلام کا رفع الی السماء ہوا۔
تیسری کرامت: اسی دن حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر رُکی۔
چوتھی کرامت: اسی دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اور اسی دن آپ پر آگ گلزار ہوئی۔
پانچویں کرامت: اسی دن اللہ عزّوجل نے حضرت داوٗد علیہ السلام کی توبہ کو قبولیت سے نوازا۔
چھٹی کرامت: اسی دن اللہ عزّوجل نے حضرت عیسیٰ رُوح علیہ السلام کو آسمانوں پر اُٹھایا۔
ساتویں کرامت: اسی دن اللہ عزّوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دریا سے خلاصی عطا فرمائی اور فرعون کو غرق کیا۔
آٹھویں کرامت: اسی دن اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے شکم سے خلاصی عطا فرمائی۔
نویں کرامت: اسی دن حضرت سلیمان علیہ السلام کو بادشاہی عطا کی گئی۔
دسویں کرامت: ایک قول کے مطابق حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی ولادت باسعادت بھی اسی روز ہوئی۔

بعض کا فرمان ہے کہ اس یوم کو عاشورہ اس لیے کہا گیا ہے کہ اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ نے اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء کو دس کرامات سے نوازا ہے ان میں سے اس یوم کی عطاء دس کرامات ہیں۔ وہ یہ ہیں:۔

پہلی کرامت: ماہِ رجب ہے یہ تنہا اللہ عزّوجل کا مہینہ ہے اور اس کو اس اُمت کے لیے کرامت کا موجب ٹھہرایا اور دیگر مہینوں پر رجب کی فضیلت ایسی ہے جس طرح کہ اُمت محمدیہ کو دوسری اُمت پر فضیلت حاصل ہے۔

دوسری کرامت: ماہ شعبان ہے اس کی فضیلت دوسرے تمام مہینوں پر ایسی ہے جیسے حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت دوسرے نبیوں پر ہے۔

تیسری کرامت : ماہ رمضان المبارک ہے اس کی دوسرے تمام مہینوں پر ایسی فضیلت ہے جیسے اللہ عزوجل کو اپنی مخلوق پر فضیلت ہے۔

چوتھی کرامت : شب قدر ہے جو کہ ہزار مہینوں سے افضل ہے۔

پانچویں کرامت : عید الفطر کا یوم اور وہ جزاء و ثواب کا دن ہے۔

چھٹی کرامت : یوم عرفہ کا دن اسی یوم روزہ رکھنا دو سالوں کی غلطیوں کا کفارہ ہے۔

ساتویں کرامت : ماہ محرم نہایت عظمت والا مہینہ ہے۔

آٹھویں کرامت : ذوالحج سے پہلے دس یوم اور یہ ذکر الٰہی کے دن ہیں۔

نویں کرامت : قربانی کا یوم۔

دسویں کرامت : یوم عاشورہ۔ اس میں روزہ رکھنا ایک سال کی خطاؤں کا کفارہ بنتا ہے۔

پس ان اوقات سے ہر وقت کچھ فضیلتیں ہیں اللہ عزّ وجل نے ان کو اس امت کے گناہوں کو مٹانے اور ان کی خطاؤں کی تطہیر کے لیے مقرر فرمایا ہے۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ جہالت کے زمانہ میں قریش عاشورہ کے یوم روزہ رکھا کرتے تھے اور مکہ شریف میں حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات خود بھی روزہ رکھتے تھے پھر جب آپ کی مدینہ تشریف آوری ہوئی اور رمضان المبارک کے روزے فرض ہو گئے تو پھر آپ نے فرمایا کہ پہلے میں نے دس محرم کو روزہ رکھنے کا حکم دیا تھا مگر اب جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ روزہ رکھے۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ ایک روایت کے مطابق یوم عاشورہ نویں محرم کا دن ہے۔ بعض کے نزدیک یوم عاشورہ گیارہ محرم کا دن ہے اور اجماع ہے کہ عاشورہ دن دسویں محرم ہی ہے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔

باب ۳۹

اعمال کی فضیلت کا اظہار

اعمال کی پانچ اقسام کا انکشاف

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کیا کہ انہوں نے کہا کہ میں نے محبوبِ خدا خواجہ ہر دوسرا احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے سُنا کہ آپ نے فرمایا کہ اعمال پانچ اقسام میں منقسم ہے :

پہلی قسم : وہ عمل جس کا عوضانہ اس کے مساوی ہے ۔

دوسری قسم : وہ عمل جس سے بہشت واجب ہو جاتی ہے ۔

تیسری قسم : وہ عمل جس پر دس نیکیاں حاصل ہوتی ہیں ۔

چوتھی قسم : وہ عمل جس پر سات سو گنا اَجر و ثواب ملتا ہے ۔

پانچویں قسم : وہ عمل جس کے اَجر و ثواب سے صرف اللہ عزّوجل ہی واقف ہے ۔

عمل کی پہلی قسم جس کا اَجر و ثواب اس کے مساوی ہے وہ یہ ہے کہ جو شخص جُرم کرتا ہے تو وہ ایک ہی بُرائی لکھی جاتی ہے اور اگر کسی نے نیکی کی نیت کی مگر کسی وجہ سے نیکی نہ کر سکا تو نیکی کی نیت کرنے پر اس کی ایک نیکی لکھی جاتی ہے ۔

عمل کی دوسری قسم جس سے بہشت واجب ہو جاتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ شخص جس نے اللہ عزّوجل سے اس حالت میں ملاقات کی کہ اس ماسوی اللہ کسی دوسرے کی عبادت کی نہیں کی اس لیے بہشت واجب ہوا اور جو اس حالت میں ملتا ہے کہ اس نے اللہ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت کی تھی ، تو اس کے لیے نارِ جہنم واجب ہے ۔

فرشتوں کا رحمت طلب کرنا

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے

اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوصدقہ یمانی سے بیان کیا کہ:

"حضور نبی غیب دان علیہ الصلوٰۃ والسلام کھانا کھا رہے تھے اور حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا، اے بلال کھانا کھائیے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیا۔ یارسول اللہ میرا روزہ ہے۔ آپ نے فرمایا ہم نے تو اپنا رزق کھالیا، جبکہ بلال کی روزی بہشت میں ہے۔"

بلاشبہ جب روزہ دار ایسے لوگوں کے قریب ہو جو کھانا کھا رہے ہوں تو اس کے اعضاء اللہ تبارک و تعالیٰ عزوجل کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں اور فرشتے اس کے لیے رحمت مانگتے ہیں اور اس وقت تک کہتے رہتے ہیں۔ اے اللہ اس کی مغفرت فرما۔ اے اللہ اس پر رحمت فرما۔ جب تک وہ اس مجلس میں بیٹھا رہتا ہے۔

روزِ محشر سیرابی کا حصول

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم سمندر کے وسط میں گہرے پانی میں سفر کر رہے تھے کہ ہم نے ایڑیاں اُٹھا کر اِدھر اُدھر دیکھا لیکن ہمیں کوئی جزیرہ نظر نہ آیا اور نہ ہی کوئی شے نظر آئی پھر ایک دم ہم نے ایک آواز سنی کہ اے کشتی والو ٹھہریئے میں ایک بات سے باخبر کرنا چاہتا ہوں۔

ابوموسیٰ اشعری کہتے ہیں کہ ہم نے اِدھر اُدھر دیکھا مگر ہم نے کسی چیز کو نہ دیکھا۔ سات دفعہ ایسی ہی آواز سنی۔ ساتویں آواز پر میں کھڑا ہو گیا اور اُونچی آواز سے کہا۔ اے پکارنے والے! تم دیکھ رہے ہو کہ ہم پانی میں سفر کر رہے ہیں اور ہم تیری بات سننے کے لیے رُک نہیں سکتے اور تم جو کچھ کہنا چاہتے ہو وہ ہمیں بتادو۔ اس نے کہا کیا میں تمہیں فیصلہ بتادوں جو اللہ عزوجل نے خود فرمایا۔ ہم نے کہا ضرور بتایئے تو وہ کہنے لگا کہ اللہ عزوجل نے خود فرمایا ہے کہ جو شخص گرمی کے روز روزہ رکھ کر پیاسا رہے گا اللہ عزوجل اسے محشر کے دن خود سیراب فرمائے گا۔

حضرت لقیط بن ابی بردہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سخت

گرمی کے دنوں کے انتظار میں رہتے تھے اور جب گرمی کے دن آجاتے تو وہ اس میں روزہ رکھتے۔

چھ خصائل موجب سعادت ہیں

حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھ خصائل عین سعادت ہیں:

پہلی خصلت: مصیبت کے وقت بہترین صبر کا مظاہرہ کرنا عین سعادت ہے۔

دوسری خصلت: حق پر ہوتے ہوئے بھی جھگڑا نہ کرنا۔

تیسری خصلت: موسم گرما میں روزہ رکھنا۔

چوتھی خصلت: اللہ عزوجل کے دشمن سے تلوار کے ساتھ جہاد کرنا۔

پانچویں خصلت: بادلوں یا گرمی کے دن نماز میں تکبیر اولیٰ میں شرکت کرنا۔

چھٹی خصلت: موسم سرما میں اچھی طرح وضو کرنا۔

حضرت فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوداؤد رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ انہوں نے کہا کہ اگر تین باتوں کی توفیق میسر نہ ہوتی تو موت کی کوئی فکر نہیں تھی۔

پہلی بات: اللہ عزوجل کے لیے سجدہ کر کے چہرے کو غبار آلود کرنا۔

دوسری بات: طویل ایام میں روزے رکھنا جس میں بھوک اور پیاس کی تڑپ ہو۔

تیسری بات: اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کرنا۔

حضرت ابی سلیمان موسیٰ ہاشم نے فرمایا کہ میں نے حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا وہ کہتے تھے کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین چیزیں تعلیم فرمائی تھیں، جنہیں نزع کے عالم تک نہیں چھوڑوں گا۔ وہ یہ ہیں:

پہلی چیز: بغیر وتر نماز پڑھے نہ سوؤں گا۔

دوسری چیز: ہر مہینے تین روزے رکھوں گا۔

تیسری چیز: چاشت کی نماز ہمیشہ پڑھوں گا۔

اُم المومنین حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چار باتوں کے پابند تھے:

پہلی بات: عاشورہ کے دن کا روزہ۔

دوسری بات: ذی الحجہ کے دس یوم کے روزے۔

تیسری بات: ہر ماہ میں تین روزے۔

چوتھی بات: صبح کی دو سنتیں۔

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"رمضان المبارک کے مہینے کے روزے رکھیئے ہر ماہ میں متواتر تین روزے رکھیئے پس وہ ہمیشہ کے روزوں کے نسبت ہو جائیں گے اور یہ سینے سے کینہ اور کھوٹ نکال دیں گے۔"

حضرت عبداللہ بن شقیق عقیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضرتِ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مدینہ شریف میں حاضر ہوا اور دل میں ارادہ کیا کہ میں ان پر نظر رکھوں گا وہ آج کے دن کس حال میں ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کا روزہ ہے؟ فرمایا ہاں! میرا روزہ ہے۔ پس ہم حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے اجازت طلبی کے منتظر تھے۔ اجازت حاصل کر کے ہم اندر چلے گئے پھر ہمارے پاس کھانے کے لیے ایک پیالے میں کچھ لایا گیا حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ہمارے ساتھ مل کر کھایا۔ میں نے انہیں روزہ یاد دلانے کے لیے اپنے ہاتھ سے حرکت دی انہوں نے کہا کہ میں نے جو کچھ تم سے کہا تھا وہ میں نے فراموش نہیں کیا۔ میں نے تمہیں بتایا تھا کہ میرا روزہ ہے یہ درست ہے کیونکہ میں ہر مہینے میں تین روزے رکھتا ہوں اس لیے آج میرا روزہ ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ میں حکماتِ منیفہ

حضرت ابو اللیث فقیہہ سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ حضرت

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرا شیوہ مجاہدہ و ریاضت تھا۔ میرے باپ نے ایک عورت سے میرا نکاح کر دیا پھر ایک روز میرے والد میرے گھر میں آئے۔ میں گھر میں نہیں تھا کہ میرے والد نے میری بیوی سے دریافت کیا کہ تیرا خاوند کیسا آدمی ہے؟ بیوی نے کہا میرا خاوند بہت ہی اچھا آدمی ہے۔ وہ شب بیدار ہے اور دن کو روزہ رکھتا ہے۔ میرے باپ نے میری کاہلی کا اظہار کیا اور کہا کہ میں نے ایک مسلمان بیٹی سے تمہارا نکاح کیا ہے اور تم اس کی طرف رجوع نہیں کرتے۔ میں نے اپنی طاقت اور محنت کے سبب باپ کی باتوں پر توجہ نہ دی۔ حتیٰ کہ یہ بات حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تک جا پہنچی۔ آپ نے مجھے طلب کیا اور فرمایا کہ میں سوتا بھی ہوں اور نماز نفل بھی پڑھتا ہوں۔ نفلی روزہ بھی رکھتا ہوں اور کبھی ایسا بھی نہیں کرتا اس لیے تم بھی نفل نماز پڑھ لیا کرو اور کچھ سو لیا کرو اور ہر ماہ میں تین روزے رکھا کرو۔ میں بارگاہِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس سے زیادہ عمل کی قوت رکھتا ہوں تو آپ نے فرمایا کہ ایک دن روزہ رکھ لیا کرو اور ایک دن ترک کر دیا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا عمل

حضرت داؤد علیہ السلام اسی طرح کیا کرتے تھے۔ پھر فرمایا کہ تم کتنے عرصے میں قرآن مجید پڑھ لیتے ہو۔ میں نے عرض کیا دو دن اور دو راتوں میں فرمایا اسے پندرہ دنوں میں ختم کیا کر۔ میں نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ فرمایا کہ پھر سات یوم میں ختم کر لیا کرو۔ پھر فرمایا کہ ہر عمل کرنے والے شخص میں ایک جذبہ ہوتا ہے مگر جذبہ و جوش میں سستی آجاتی ہے اور جس نے ایسا کیا بیشک وہ میرے طریقہ پر ہے اور وہ ہدایت پر ہے اور جس نے ایسا نہ کیا وہ ہلاک ہوا۔

رخصت کی مقبولیت میں نافع بر نافع امورات

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے کاش کہ میں حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی جانب سے دی گئی اس رخصت کو قبول کر لیتا یہ مجھے بہت ہی پسند ہے

کہ اپنے بیوی بچوں کے لیے اتنا وقت اور مل جاتا۔ چہ جائیکہ میں بوڑھا اور کمزور ہو چکا ہوں لیکن یہ بات مجھے پسند نہیں کہ میں اسے ترک کر دوں جس کا مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا تھا۔

انبیائے کرام کے روزہ کی کیفیات

جاننا چاہیئے کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر روزہ کے بارے میں دریافت کیا آپ نے کہا کہ کیا تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں جو میرے خزانوں میں ایک تحفہ ہے! اگر تم حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح روزہ رکھنا چاہتے ہو تو آپ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور دوسرے دن نہیں رکھتے تھے اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح روزہ رکھنا چاہتے ہو تو وہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو روزہ رکھتے تھے اور تین دن اور تین راتیں ناغہ کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام والا روزہ رکھنا چاہتے ہو تو آپ ہر وقت روزہ رکھتے تھے۔ آپ جَو کی روٹی کھاتے تھے اور اُون کا موٹا لباس پہنتے تھے بھر رات ہوتے ہی قدم ملا کر نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے تھے یہاں تک صبح صادق کی سفیدی نمودار ہونے کو ہوتی تھی اور جہاں آپ کا قیام ہوتا۔ وہاں آپ دو رکعت نماز پڑھتے تھے اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت مریم سلام اللہ علیہا کی طرح کا روزہ رکھنا چاہتے ہو تو وہ دو دن روزہ رکھتی تھیں اور دو دن ناغہ کیا کرتی تھیں اور اگر تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کا روزہ رکھنا چاہتے ہو تو آپ ہر ماہ کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو روزہ رکھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ صیام الدھر ہیں۔

شوال کے چھ روزوں کی اہمیت وافادیت

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی مکرم رسولِ معظم احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ جو شخص رمضان المبارک کے چھ روزے رکھ کر شوال کے بھی چھ روزے رکھے تو گویا اس نے تمام عمر کے روزے رکھے۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں حساب کر کے بتاتا ہوں کہ رمضان کے تیس روزے دس کے برابر کل تین سو ایام ہو گئے اس طرح چھ روزے شوال کے تو ساٹھ روزوں کے مساوی ہو گئے۔

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ:

"ہر نیکی کا اجر دس کے برابر ملتا ہے اس طرح ہر دن دس دنوں کے برابر ہوا۔"

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ بعض لوگوں نے شوال کے چھ روزوں کو مکروہ کہا ہے کہ اس میں عیسائیوں کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ شوال کے چھ روزے حیض والی عورتوں کے لیے ہیں بعض لوگوں کا قول ہے کہ یہ چھ روزے علیٰحدہ علیحدہ رکھے جائیں، تاکہ نصرانیوں سے مشابہت نہ ہو سکے جبکہ میرے نزدیک چاہے وہ پے در پے شوال کے چھ روزے رکھے یا کچھ وقفہ دے کر رکھے اس میں کوئی قباحت نہیں کیونکہ رمضان اور ان روزوں کے مابین عید کا فاصلہ موجود ہے۔ اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے۔

باب سینتیس

بیوی بچوں پر تصرف کا اظہار

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ایوب سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہیں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ساتھ ایک جگہ ٹھہرا ہوا تھا کہ ایک نہایت خوبصورت اور جوان شخص آیا۔ اس کی جوانی کو دیکھ کر صحابہ کرام نے کہا کہ کاش یہ شخص اپنی جوانی اور طاقت کو فی سبیل اللہ وقف کر دے۔ پس یہ سن کر حضور سیّد عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

"فی سبیل اللہ یہ ہے کہ جو شخص جہاد یا غزوہ کے لئے نکلتا ہے یا اپنی جان کی محافظت کے لئے سعی کرتا ہے تو یہ بھی فی سبیل اللہ ہے"

نیز فرمایا کہ:۔

"جو شخص ماں باپ کی خدمت بجالاتا ہے تاکہ وہ محفوظ رہیں تو یہ بھی فی سبیل اللہ ہے"۔

نیز فرمایا کہ:۔

"جو اپنے بیوی بچوں کی حفاظت کے لئے سعی و کوشش کرتا ہے تو یہ بھی فی سبیل اللہ ہے"۔

نیز فرمایا کہ:۔

"جو شخص مال جمع کرنے کے لئے سعی و کوشش کرتا ہے وہ شیطان کے راستہ پر ہے"۔

افضل دینار کا انکشاف

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سیّد الانبیاء حبیب خدا علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ:۔

"سب سے افضل دینار وہ ہے جو مرد اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرے یا سواری کے

جانور پر تو یہ فی سبیل اللہ ہے"۔
نیز فرمایا کہ:۔
"اپنے رفقاء پر خرچ کرنا بھی فی سبیل اللہ ہے"۔

حضرت قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل و عیال یعنی بیوی بچوں پر خرچ کرنے کا ذکر پہلے فرمایا تھا اور اجر و ثواب میں اس شخص سے بڑھ کر اور کون ہوگا جو اپنے بچوں پر خرچہ کرتا ہے۔

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید الرسل امام السبل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غنی لوگ ہی صدقہ دیتے ہیں اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔
نیز فرمایا کہ:۔
"اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرنے کا آغاز کرو"۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم نبی مکرم رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین قسم کے قرضدار ایسے ہیں جن کا ضامن صرف اللہ عزوجل ہے۔ وہ یہ ہیں۔

پہلی قسم:۔ وہ شخص جو نکاح کرنے کے لئے قرض لیتا ہے تاکہ برائی سے محفوظ رہے۔ اگر وہ قرض ادا کئے بغیر مر گیا تو اللہ عزوجل اس کا ضامن ہے کہ قیامت کے روز وہ اس کا قرض ادا کرے گا۔

دوسری قسم:۔ وہ شخص جو مسلمانوں کی اعانت اور جہاد پر جانے کے لئے قرض لیتا ہے۔

تیسری قسم:۔ وہ شخص جو میت کے کفن کے لئے قرض لیتا ہے۔ محشر کے روز اس کے قرض خواہ کو اللہ عزوجل راضی کرے گا۔

حضرت ثابت بنانی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شنیدہ یہ حدیث حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سنائی۔ تو انہوں نے کہا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضعیفی کے سبب اب بھولنے لگے ہیں کیونکہ ان تینوں سے افضل بات کو وہ بھول گئے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ عزوجل اس شخص کے بھی ذمہ دار

ہوتے ہیں جو اپنے بیوی بچوں کے لئے قرض لیتا ہے اور سعی و کوشش کے باوجود قرض کی ادائیگی کے علاوہ دم توڑ گیا تو محشر کے روز قرض خواہ اس سے کوئی جھگڑا نہیں کرے گا۔

چہرے کا روشن اور تاباں ہونا

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید الانبیاء حبیب خدا علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ آسمان میں دو فرشتے ہیں جو صرف یہ کام کرتے ہیں کہ ان میں سے ایک ہر وقت یہ عرض کرتا رہتا ہے کہ الہٰی خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ و جزا عطا فرما۔ اور دوسرا عرض کرتا ہے۔ الہٰی جمع کرنے والے کا مال جلدی تلف فرما۔

حضرت مکحول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سوال سے بچنے کے لئے دنیا کو اکل حلال سے حاصل کرتا ہے تاکہ اسے اپنے بیوی، بچوں پر خرچ کرے۔ ہمسایوں کی مدد کرے تو محشر کے روز اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح روشن و تاباں ہوگا۔ اور جو شخص فخر و غرور یا ذخیرہ کرنے کے لئے مال حاصل کرتا ہے اگرچہ وہ حلال ذریعے سے ہی کرتا ہے مگر محشر کے دن جب وہ اللہ عزوجل سے ملاقات کرے گا تو اس پر دو طرح غضب ہوں گے۔

سو رکعت نفل سے ایک روٹی صدقہ کرنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ والتسلیمات سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرا ایک روٹی صدقہ کرنا آپ کو زیادہ پسند ہے یا سو رکعت نفل پڑھنا زیادہ پسند ہے۔ فرمایا سو رکعت نفل پڑھنے سے زیادہ ایک روٹی صدقہ کرنا مجھے زیادہ محبوب و عزیز ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم ایک مسلمان کی حاجت بجالانا آپ زیادہ محبوب ہے یا سو رکعت نفل پڑھنا۔ آپ نے فرمایا ایک مسلمان کی حاجت بجالانا سو رکعت نفل پڑھنے سے مجھے زیادہ محبوب ہے۔ پھر میں نے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیک وسلم میں عرض کیا

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم لقمہ حرام کا ترک کردینا آپ کو زیادہ پسند ہے یا ایک ہزار نفل پڑھنا زیادہ پسند ہے۔ فرمایا حرام کا ایک ٹکڑا چھوڑ دینا مجھے ایک ہزار رکعت پڑھنے سے زیادہ پسند ہے۔ میں نے پھر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیبت چھوڑ دینا زیادہ پسند ہے یا ایک ہزار رکعت نفل پڑھنا زیادہ پسند ہے۔ فرمایا ایک ہزار رکعت نفل پڑھنے سے غیبت کا ترک کرنا مجھے زیادہ پسند ہے۔

پھر میں نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کسی بیوہ کی ضرورت کو پورا کرنا آپ کو زیادہ پسند ہے یا دس ہزار رکعت نفل پڑھنا زیادہ پسند ہے۔ فرمایا دس ہزار رکعت نفل پڑھنے سے ایک بیوہ کی ضرورت پوری کرنا مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔ پھر میں نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا کہ بیوی بچوں کے ساتھ بیٹھنا آپ کو زیادہ پسند ہے یا مسجد میں بیٹھنا۔ فرمایا مسجد میں اعتکاف بیٹھنے سے زیادہ بیوی بچوں میں بیٹھنا مجھے زیادہ پسند ہے۔ میں بارگاہِ نبوی میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم بیوی بچوں پر خرچہ کرنا آپ کو زیادہ پسند ہے یا فی سبیل اللہ خرچہ کرنا زیادہ پسند ہے تو آپ نے فرمایا اپنے اہل و عیال پر ایک دینار خرچ کرنا فی سبیل اللہ ہزار دینار خرچ کرنے سے مجھے زیادہ پسند ہے۔ میں نے بارگاہِ نبوی میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والدین کے ساتھ نیک سلوک آپ کو زیادہ پسند ہے یا ہزار سال کی عبادت۔ آپ نے فرمایا اے انس حق نمایاں ہوگیا اور باطل ختم ہوگیا بیشک باطل ختم ہونے والا ہے۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک میرے نزدیک ایک لاکھ سال کی عبادت سے زیادہ محبوب عمل ہے۔

دُنیا کی مثالِ عجوبہ

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابو کبشہ انماری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دُنیا کی مثال ان چار افراد جیسی ہے وہ یہ ہیں۔

پہلا فرد :۔ جس کو اللہ عزّوجل سبحانہ تبارک وتعالیٰ نے علم فرمایا ہو اور وہ اپنے علم و مال میں تصرف کرتا ہے۔

دوسرا فرد :۔ وہ شخص جسے علم تو عطا ہوا مگر مال نہیں ملا۔ وہ کہے کہ اگر فلاں شخص کی طرح اللہ عزّوجل مجھے بھی مال عطا فرماتا تو میں ایسا ہی کرتا۔ ان دونوں کا اجر و ثواب برابر ہے۔

تیسرا فرد :۔ وہ شخص جسے اللہ عزّوجل نے مال عطا فرمایا مگر علم نہیں فرمایا جس کے سبب وہ مال کو بے جا خرچ کرتا ہے۔

چوتھا فرد :۔ وہ شخص جسے اللہ عزّوجل نے علم عطا فرمایا اور نہ مال عطا فرمایا۔ وہ یہ تمنا کرتا ہے کہ اگر مجھے بھی مال ملتا تو میں بھی اس بے علم کی طرح خرچ کرتا۔ جرم و عذاب میں یہ دونوں شخص برابر ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سید العالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین رحمۃ العالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ بہشت میں ایسی بالکونیاں ہیں جن میں کھڑے ہو کر باہر کا منظر اور باہر سے اندر کا منظر دیکھا جاسکتا ہے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اس کے مکین کون ہیں۔ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہوا۔

۱۔ کھانا کھلانے والے۔

۲۔ اچھی گفتگو کرنے والے۔

۳۔ ہمیشہ روزہ رکھنے والے۔

۴۔ سلام میں پہل کرنے والے۔

۵۔ رات کو نفل پڑھنے والے۔

عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ تو واقعی اس کے اہل ہیں مگر ہر شخص ایسی طاقت نہیں رکھتا فرمایا :۔

جو شخص سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کا ورد کرتا ہے۔

جو شخص اچھی گفتگو کرتا ہے وہی اچھی گفتگو کرنے والا ہے اور اپنے اہلِ خانہ کو کھانا کھلاتا ہے وہ کھانا کھلانے والا ہے۔ جو رمضان المبارک کے روزے رکھتا ہے وہ ہمیشہ کے روزے رکھنے والا ہے اور جو اپنے بھائی سے ملاقات کرتا ہے اور سلام کرتا ہے وہی سلام کو پھیلانے والا ہے۔ اور جو عشاء کے وتر اور صبح کی نماز پڑھتا ہے۔ گویا ساری رات کو عبادت کرنے والا ہے جب کہ یہودی۔ نصرانی اور مجوسی خواب استراحت کے مزے لیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جاننے والا ہے۔

باب اڑتیس

غلاموں سے حُسنِ سلوک کا اظہار

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی سند سے حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غلام کے منہ پر تھپڑ رسید کیا تو غلام نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں شکوہ کیا۔ حضور نبی غیب دان احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ غلاموں کے منہ پر نہ مارو بلکہ انہیں وہی کھلاؤ جو تم کھاتے ہو اور انہیں وہی پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو، اور اگر وہ تمہیں ناپسند ہو تو اسے فروخت کردو۔

حضرت عامر شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیوی سے پانی طلب کیا۔ بیوی نے خادمہ سے کہا۔ خادمہ نے آنے میں دیر کردی تو اس نے خادمہ پر بہتان لگا دیا۔ صحابی نے اپنی بیوی سے کہا کہ اس بہتان کے لیے چار گواہ لائیے ورنہ قیامت کے دن عذاب کے لیے تیاری کیجئے۔ یہ سنتے ہی اس نے خادمہ کو آزاد کر دیا۔ صحابی نے بیوی سے کہا کہ ہوسکتا ہے کہ یہ تیرے گناہ کا کفارہ بن جائے۔

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید الرسل امام السبل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"تمہارے غلام اور تمہارے ملازم تمہارے بھائی ہیں۔ اپنے اس ماتحت بھائی کو وہی کھلائیے جو تم خود کھاتے ہو۔ وہی پہنائیے جو تم خود پہنتے ہو۔ اور ان کی طاقت سے زیادہ ان سے کام نہیں لینا چاہیئے۔ اگر انہیں مکلف کرنا ہے تو پھر تم بھی ان کی امداد کیجئے۔"

بد اخلاقی کے ثمرات

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان

کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"بد اخلاق آقا بہشت میں داخل نہ ہوگا۔ اپنے غلام کی عزت و تکریم اپنی اولاد جیسی کرنی چاہیئے انہیں اپنے جیسا کھانا کھلانا چاہیئے"

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ آپ نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے کتنا کچھ دینا نافع ہے۔ حضور سید الرسل امام السبل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جہاد کے لیے پالا ہوا ایک گھوڑا اور ایک غلام کافی ہے۔ اگر وہ نمازی ہے تو پھر وہ تمہارا بھائی ہے۔

غلام کے حق میں مہر و وفا

جاننا چاہیئے کہ کسی شخص نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا یارسول صلی اللہ علیہ وسلم غلام سے کتنی دفعہ درگذر کرنا چاہیئے تو آپ نے فرمایا۔ غلام کو ہر روز ستر بار معاف کرنا چاہیئے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری جملہ کہتے ہوئے فرمایا:

"نماز اور غلام کا خاص خیال رکھیئے"

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ تاجدارِ عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عورت نے بلی کو اپنے گھر میں باندھ دیا تھا مگر اُسے کھلایا پلایا کچھ نہ تھا اور نہ ہی اُسے چھوڑا تاکہ وہ شکار کر کے کھالیتی۔ حتیٰ کہ وہ بلی مر گئی اور اس عورت کو صرف اس بلی کے سبب جہنم رسید ہونا پڑا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم صبح سویرے ایک ایسے اونٹ پر سے گذرے جس کا گھٹنا بندھا ہوا تھا۔ جب آپ اپنے کام سے فراغت حاصل کر کے واپس آئے تو پھر بھی اونٹ کو ویسا ہی بندھا ہوا پایا تو اونٹ کے مالک کو بلا کر پوچھا کہ تو نے اس کو چارہ دیا ہے یا نہیں۔ اس نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا کل قیامت کے روز دربار خداوندی میں یہ جا کر مجھ سے جھگڑے گا۔

حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی مکرم رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے لوگو! اپنے غلاموں کے بارے میں خشیت الٰہی رکھو۔ جو خود کھاتے ہو انہیں کھلاؤ، خود پہنتے ہو انہیں پہناؤ اور جتنا وہ کام کر سکے اتنا ہی کام کراؤ۔ کیونکہ وہ گوشت پوست اور پیدائش کے اعتبار سے تم ہی جیسے ہیں۔ خبردار جس نے ان پر ظلم کیا تو وہ مظلوم کی طرف سے محشر کے دن دعویٰ کرے گا۔ اور فیصلہ کرنے والے اللہ عزوجل ہوں گے۔"

روایت ہے کہ عون بن عبداللہ کا غلام جب بات نہ مانتا تو فرماتے کہ بے شک اب تم سردار ہو گئے ہو۔

حضرت ابو بردہ بن ابی موسیٰ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین قسم کے لوگوں کو دُگنا اجر و ثواب ملتا ہے۔

پہلی قسم :۔ جس نے اپنی خادمہ کی اچھی دیکھ بھال کی اور پھر آزاد کر کے اس سے عقد کر لیا۔

دوسری قسم :۔ جو شخص اہلِ کتاب میں سے تھا اور وہ اپنے نبی پر ایمان رکھتا تھا مگر جب اس نے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا تو مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

تیسری قسم : وہ غلام جو اللہ عزوجل کے حقوق بھی ادا کرتا ہے اور اپنے مالک کا حق بھی ادا کرتا ہے۔

یاد رہے کہ کسی شخص نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ آقا نے کسی کام کے لئے غلام کو بھیجا اور اس وقت نمازِ جماعت کا وقت تھا اس وقت غلام کیا کرے؟ فرمایا کہ غلام کو آقا کا کام کرنا چاہیئے۔

حضرت فقیہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایسا اس وقت ہے جب وقت کی گنجائش ہو اور وقت کے اختتام کا کوئی اندیشہ نہ ہو اور اگر وقت کے نکل جانے کا اندیشہ ہو تو پھر نماز کو مؤخر کرنا روا نہیں۔ کیونکہ فرمان نبی علیہ السلام ہے۔

"اللہ عزوجل کی نافرمانی کے اس حکم میں اطاعت روا نہیں۔"

آدمی کے لئے واجب ہے کہ وہ غلام کا خیال رکھے اور اسے کسی ایسی بات پر تکلیف نہ

دے جس کی وہ طاقت نہ رکھتا ہو۔ اس لئے کہ اللہ عزوجل خود اپنے بندوں کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اس لئے کہ آقا پر لازم ہے کہ وہ غلام کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے کیونکہ اچھا برتاؤ مومن کا اخلاق ہے۔

حضور نبی مکرم رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

غلام سے برُا سلوک کرنے والا بہشت میں داخل نہیں ہوگا۔ غلام سے اولاد جیسا سلوک کرنا چاہیئے جو خود کھاؤ وہی کچھ غلام کو کھلاؤ۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روٹی کا ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا تو اپنے غلام سے فرمایا کہ اسے اُٹھا کر صاف کیجئے۔ جب شام کو روزہ کھولنے کی نیت کی تو غلام سے دریافت کیا وہ ٹکڑا کہاں گیا ہے؟ غلام نے عرض کیا میں نے وہ کھالیا ہے۔ ابن عمر نے اس عمل پر اسے آزاد کر دیا۔ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سُنا ہے کہ جو شخص نیچے پڑا ہوا ٹکڑا اٹھا کر کھالے تو وہ اس کے شکم تک پہنچنے سے قبل اسے اللہ عزوجل بخش دیتا ہے۔ اس لئے مجھے پسند نہیں کہ ایسے شخص کو غلام رکھوں جو بارگاہِ الٰہی مغفرت کیا گیا ہو۔

باب انتالیس

یتیم پر احسان کا اظہار

حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت عبداللہ ابن اوفیٰ سے بیان کیا کہ حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جس نے یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرا تو اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ اس کے ہاتھ کو لگنے والے ہر بال پر اس کے لئے ایک نیکی لکھ دیتے ہیں اور ہر بال کے بدلے اس کا ایک گناہ باطل کر دیتے ہیں۔ اور ہر بال کے بدلے اس کا ایک درجہ بلند فرما دیتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:۔

"جو شخص کسی مسلمان کو خورد و نوشش میں اپنے ساتھ ملا لیتا ہے۔ حتیٰ کہ اللہ عزوجل اس کو غنی کر دے، تو ایسے شخص کے لئے اللہ عزوجل بہشت واجب کر دیتا ہے۔ مگر اس نے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جس پر اللہ عزوجل اس کی مغفرت نہ فرمائے"۔

نیز فرمایا کہ:۔

"جس شخص کی بینائی جاتی رہے وہ صبر کر کے بارگاہِ خداوندی سے اجر و ثواب کا طالب رہے اس کے لئے اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ جنت کو واجب کر دیتا ہے مگر اس سے کوئی ایسا عمل نہ سرزد ہوا ہو جس کی وجہ سے بارگاہِ الٰہی میں اس کی مغفرت نہ ہو سکے"۔

نیز فرمایا کہ:۔

"جس شخص نے اپنی لڑکیوں پر خرچ کیا اور ادب سکھایا یہاں تک کہ وہ لقمۂ اجل ہو گئیں ایسے شخص کے لئے جنت واجب ہو گئی۔ مگر یہ کہ اس سے کوئی ایسا عمل سرزد نہ ہوا ہو۔ جس سے اس کی مغفرت نہ ہو سکے"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ایک بدوی نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اگر دو بیٹیاں ہوں۔ تو ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہوا دو ہوں تب بھی یہی معاملہ ہوگا۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر اپنی دل کی قساوت کا شکوہ کیا تو آپ نے فرمایا اگر تو اپنے دل کو نرم کرنا چاہتا ہے تو یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیر اور اسے کھانا کھلا۔

گناہِ کبیرہ کا انکشاف

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ گناہِ کبیرہ کیا ہے؛ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گناہِ کبیرہ نو ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

پہلا گناہ :۔ اللہ عزوجل کے ساتھ کسی کو شریک کرنا۔

دوسرا گناہ :۔ کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرنا۔

تیسرا گناہ :۔ میدانِ جہاد سے فرار اختیار کرنا۔

چوتھا گناہ :۔ پاک دامن پر بہتان باندھنا۔

پانچواں گناہ :۔ یتیم کا مال کھانا۔

چھٹا گناہ :۔ سود کھانا۔

ساتواں گناہ :۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔

آٹھواں گناہ :۔ جادو کرنا یا کرانا۔

نواں گناہ :۔ حرام کو حلال جاننا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ چھ گناہ ایسے ہیں جن کے کرنے سے توبہ قبول نہیں ہوتی۔

پہلا گناہ :۔ یتیم کا مال کھانا۔

دوسرا گناہ :۔ پاک دامن پر تہمت باندھنا۔

تیسرا گناہ :۔ جہاد کے میدان سے بھاگنا۔

چوتھا گناہ :۔ جادو کرنا یا کروانا۔

پانچواں گناہ :۔ اللہ عزوجل کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا۔

چھٹا گناہ :۔ کسی نبی کو قتل کرنا۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ مندرجہ آیۂ کریمہ :۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰى ظُلْمًا ؛ تحقیق وہ لوگ جو یتیما کا مال ظلم کیساتھ کھاتے ہیں اِنَّمَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا ؛ گویا وہ اپنے شکموں میں آگ بھر رہے ہیں وہ بہت جلد جلتی ہوئی آگ میں ڈالے جائیں گے۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ عقبیٰ میں ایسے لوگ دوزخ کی آگ میں ڈالے جائیں گے۔ اور کہا گیا ہے اس گھر کے لئے بشارت ہے جس میں یتیم کی پرورش ہوئی ہو اور اس گھر کے لئے تباہی ہے جس میں یتیم کے حق کا خیال نہیں رکھا جاتا اور جو یتیم کے حق سے واقف ہیں انہیں بشارت دی جاتی ہے۔

مروی ہے کہ ایک شخص نے حضور سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں ایک یتیم ہے میں اسے اس کی کسی خطاء پر اسے غصہ ہو سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا جس طرح آپ لوگ اپنے فرزند کو تربیت کے طور پر غصہ ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح یتیم کی تربیت کے لئے بھی اسے غصہ کا اظہار کر سکتے ہیں۔

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں یتیم کی تربیت کے لئے تھپڑ مارنا اسے حلوہ کھلانے سے بہتر ہے۔

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اگر یتیم کی تربیت مارنے کے علاوہ ہو سکتی ہو تو اسے مارنا اچھا نہیں ہے۔ کیونکہ یتیم کو مارنے پر سخت وعید ہے جس پر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت گواہ ہے۔ حضور سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب یتیم کو مارا جاتا ہے تو اس کے رونے سے عرشِ الٰہی

ہل جاتا ہے۔ اور اللہ عزّوجل اپنے ملائکہ سے فرماتا ہے اس کو کس نے رولایا ہے جس کے والد کو میں نے زمین میں پوشیدہ کر دیا ہے۔ حالانکہ اللہ عزوجل سبحانہٗ تبارک وتعالیٰ سب کچھ علم ہوتے ہوئے ملائکہ سے دریافت کرتے ہیں۔ فرشتے عرض کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم نہیں جانتے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے اے فرشتو میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ محشر کے روز میں اس شخص کو اپنی طرف سے خوش کر دوں گا۔ جو صرف اللہ عزوجل کی رضا کے لئے یتیم کو خوش کرے گا۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ:۔

"حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم یتیم کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرتے تھے میں اسی طرح کرتا ہوں۔"

حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی نے بیان کیا کہ اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمایا کہ:۔

یتیم کے لئے مشفق والد کی طرح ہو جاؤ اور یاد رکھو کہ جیسا بوؤ گے ویسا ہی کاٹو گے اور یاد رکھو کہ نیک بیوی اس خاوند کے لئے اس بادشاہ کی طرح ہے جس کے سر پر سونے کا تاج ہو۔ جس کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ اور بُری عورت اپنے خاوند کے لئے ایسی ہے جس طرح کسی ضعیف العمر پر بھاری بوجھ رکھ دیا جائے؛

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید الرسل امام السبل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو انگلیوں کو ملا کر اشارتاً فرمایا کہ محشر کے روز یتیم کی خدمت کرنے والا اور میں ان دو انگلیوں کی طرح قریب ہوں گے۔

حضرت ابو خلیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں جو سوالات کئے تھے میں نے ان میں پڑھا ہے۔ آپ نے دریافت کیا۔ کیا لکھا تھا۔ کہا کہ الٰہی جو شخص تجھے راضی کرنے کے لئے یتیم بچے اور بیوہ عورت کی امداد کرتا ہے اس کی جزا کیا ہے؟ اللہ عزوجل نے جواباً فرمایا اس کی جزا یہ ہے کہ جب ماسوا میرے عرش کے سایہ کے دیگر کوئی سایہ نہ ہوگا اس وقت میں اپنے سائے میں لے لوں گا۔

نیز حضور سیدِ عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"جو شخص اپنی تین بیٹیوں کی صحیح پرورش کرتا رہا حتیٰ کہ لقمۂ اجل ہو گئیں یا ان کی شادیاں کر دی گئیں تو یہ بیٹیاں اس کے لئے دوزخ سے پردہ بن جائیں گی"

ایک عورت نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر دو لڑکیاں ہوں پھر بھی۔ فرمایا۔ ہاں۔ پھر فرمایا۔ وہ عورت جس کا محنت و مشقت کے سبب چہرہ کا رنگ بدل گیا ہو۔ میں اور وہ دو انگلیوں کی طرح بہشت میں ہوں گے۔ اس سے وہ عورت مراد ہے جس کا خاوند دم توڑ گیا ہو مگر اس نے اپنی بچیوں کی خاطر دوسری شادی نہ کی ہو۔ اور ان کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بھی دم توڑ گئیں یا ان کی شادی ہو گئیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا جو شخص اپنے بچوں کے لیے بازار سے کچھ لایا وہ ایسا جیسے صدقہ کے لیے وہ کچھ اٹھا لایا ہو حتیٰ کہ وہ بچوں میں بانٹ دے مگر آغاز بچیوں سے کرے کیونکہ اللہ عزوجل لڑکیوں پر زیادہ مہربان ہے۔ اور جو شخص بچیوں سے مہربانی سے پیش آتا ہے وہ اس شخص کی مانند ہے جو اللہ کے خوف سے روتا ہے اور جو خشیت خداوندی سے روتا ہے اللہ عزوجل اسے بخش دیتا ہے اور جو شخص بچیوں کو خوشی دیتا ہے تو اللہ عزوجل خوف اور حزن کے روز اسے خوشی دکھائے گا۔

باب ۴۲

زِنا کا اظہار

حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مسند سے حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کیا کہ:

"حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں دو شخص اپنا جھگڑا لے کر آئے۔ دو میں سے ایک کہنے لگا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارا فیصلہ قرآن کی رُو سے ہونا چاہیے۔ دوسرا کچھ عقلمند تھا، اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہمارا فیصلہ کتاب اللہ کی رُو سے ہونا چاہیئے مگر میں کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ کہیئے کیا کہتے ہو۔ وہ کہنے لگا اس شخص کے پاس میرا لڑکا ملازم تھا۔ میرے لڑکے نے اس کی بیوی کے ساتھ زِنا کیا۔ پھر مجھے آگاہ کیا گیا کہ تیرے لڑکے کو رجم کی سزا دی جائے گی' میں اس کے عوضانہ میں ایک خادمہ اور سو بکریاں دے دیں۔ پھر میں نے علماء سے دریافت کیا تو علماء نے مجھے بتایا کہ تیرے لڑکے کی سزا سو کوڑے ہے اور ایک سال جلاوطن بھی ہونا پڑے گا۔ اور اس عورت کو بھی رجم کی سزا دی جائے گی۔ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا۔ اس ذات عزّ وجل کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں کتاب اللہ کی رُو سے ہی فیصلہ کروں گا۔ تمہاری بکریاں اور تمہاری لونڈیاں تمہیں واپس کر دی جائیں گی۔ البتہ تیرے لڑکے کو سو کوڑے اور ایک سال جلاوطنی کی سزا بھگتنی پڑے گی اور حضرت انیس اسلمی کو حکم فرمایا کہ تم اس عورت سے جا کر معلوم کرو۔ اگر عورت اعتراف کر لے تو پھر

اُسے رجم کی سزا دی جائے۔ عورت نے اعتراف کیا اور اُسے رجم کی سزا دی گئی۔ تحقیق حضور سید عالم نور مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم نے زنا کا حکم اظہر من الشمس کر دیا کہ زانی مرد اور زانی عورت پر سو کوڑے لازم ہیں جبکہ وہ دونوں کنوارے ہوں۔"

ارشاد باری تعالیٰ عزّ وجل ہے :۔

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِيْنِ اللّٰهِ

زانی مرد اور زانیہ عورت میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارے جائیں اور تم لوگوں کو اللہ کے دین میں ذرہ بھر بھی نرمی نہیں کرنی چاہیئے۔

یعنی تمہیں اللہ عزّ وجل کی قائم کردہ حدوں کے بارے میں قلیل سے قلیل بھی نرمی نہیں برتنی چاہیئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اللہ عزّ وجل کی حدوں کو ہی ختم کر دو، جبکہ اللہ عزّ وجل تم سے کہیں زیادہ اپنے بندوں کے مشفق اور مہربان ہے پھر بھی اس نے زانیوں کو دُنیا میں حد لگانے کا حکم فرمایا ہے اور دُنیا میں جس پر حد نہ قائم کی گئی تو محشر کے دن اُسے لوگوں کے سامنے آگ کے کوڑے مارے جائیں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّ وجل ہے :

اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۔

اگر تم اللہ عزّ وجل پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو تو تم پر ضروری ہے کہ تم اللہ عزّ وجل کی حد کو ترک نہ کرو۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّ وجل ہے :

وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔

اور ان دونوں پر حد قائم کرتے وقت ایمان والوں کے ایک گروہ کو موجود ہونا چاہیئے۔

تاکہ وہ شرمندہ ہو کر عذاب کو زیادہ محسوس کریں اور پھر کبھی بھی جرم نہ کریں ۔ یہ غیر شادی شدہ کی حد ہے ۔ اگر مرد شادی شدہ ہے اور عورت بھی شادی شدہ ہے

تو وہ زنا کرلیں تو ان دونوں کو رجم کی سزا دی جائے ۔ جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ماعز بن مالک کو سزا دی ۔

یاد رہے کہ ایک عورت نے حضور سیّد عالم نور مجسّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر زنا کا اقرار کیا اور وہ اُسی جرم سے حاملہ تھی ۔ آپؐ نے اُسے واپس بھیج دیا اور فرمایا کہ جب حمل پورا ہو جائے تو پھر آنا ۔ پھر اس عورت کا جب حمل پورا ہوا تو وہ آئی تو اُسے رجم کی سزا دی گئی اور فرمایا ۔ یہ زنا کی سزا ہے جو شخص دُنیا میں زنا کی سزا پالیتا ہے وہ آخرت میں اس سزا سے بری ہو جاتا ہے ۔ آخرت کا عذاب بہت سخت ہے جو ہمیشہ کے لیے اس سے ڈرنا چاہیئے یہ بہت بڑا گناہ ہے ۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّ وجل ہے :

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰیٓ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۔ زنا کے قریب نہیں جانا چاہیئے اس لیے کہ یہ بہت بڑی بے حیائی ہے ۔

یعنی زنا نہیں کرنا چاہیئے اس سے اجتناب کرنا چاہیئے ۔ یہ بہت بُری راہ ہے جو ربّ تعالیٰ عزّ وجل کی ناراضگی کا سبب ہے اور دوزخ میں پہنچا دیتا ہے ۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّ وجل ہے :

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۔ اور فحاشی کے قریب نہ جاؤ وہ ظاہری ہو یا باطنی ہو ۔

علمائے کرام کے نزدیک ظَهَرَ سے مراد زنا جیسے کبیرہ گناہ ہیں اور بَطَنَ سے مُراد صغیرہ گناہ ہیں یعنی بوس وکنار کرنا ۔

حدیث شریف میں ہے کہ ہاتھ سے بھی زنا ہوتا ہے اور آنکھوں سے بھی زنا ہوتا ہے ۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّ وجل ہے :

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى آپ اہل ایمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نظروں کو نیچا رکھیں اور اپنی

لَهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ ط

شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ ان کے لیے یہی طہارت ہے۔ بیشک اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اور اہلِ ایمان عورتوں سے فرما دیجئے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔

مندرجہ آیۂ کریمہ میں اللہ سبحانہٗ تبارک و تعالیٰ عزوجل نے مردوں اور عورتوں کو حرام سے نظریں نیچی رکھنے اور اپنی شرمگاہوں کو حرام سے بچانے کا حکم فرمایا ہے اور اللہ عزوجل تبارک، و تعالیٰ نے کتاب اللہ کی لاتعداد آیۂ کریمہ کے علاوہ تورات، انجیل اور زبور میں بھی زنا کو حرام قرار دیا ہے اور اُسے گناہ کبیرہ کہا ہے اور زنا مسلمانوں کے لیے عزت و حرمت کی بربادی کا سبب ہے۔

حضرت جعفر بن ابی طالب کا بیان ہے کہ میں نے دورِ جہالت میں بھی کبھی زنا نہیں کیا جب کہ میں اُسے پسند نہیں کرتا کوئی میری عزت و حرمت کو لوٹے تو پھر میں کیسے کسی کی عزت و حرمت کو برباد کروں گا۔

بعض صحابہ کرام کا بیان ہے کہ زنا سے اجتناب کرنا چاہیئے کیونکہ اس میں دُنیاوی تین بُرائیاں ہیں:

پہلی بُرائی: روزی میں بے برکتی کا نمودار ہونا۔

دوسری بُرائی: حسنات کی توفیق سے محرومی کا سبب ہے۔

تیسری بُرائی: لوگوں کے دلوں میں نفرت کا پیدا ہو جانا۔

اور تین اُخروی بُرائیاں ہیں جو یہ ہیں:

پہلی بُرائی: زانی پر غضب الٰہی ہونا۔

دوسری بُرائی: عذاب میں سختی ہونا۔

تیسری بُرائی: اس کا ٹھکانہ دوزخ ہونا۔

کہتے ہیں کہ دُنیا کی یہ آگ دوزخ کی آگ کا سترواں حصّہ ہے۔

جہنم کی کیفیت عجوبہ

جاننا چاہیئے کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام سے فرمایا۔ اے جبرائیل جہنم کی صورت حال بیان کیجئے۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے بارگاہِ رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم:

۱۔ جہنم میں اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔

۲۔ اگر جہنم کی آگ سوئی کے ناکہ کے برابر بھی باہر آجائے تو زمین کی ہر چیز جل جائے۔

۳۔ اگر جہنم کا ایک کپڑا زمین و آسمان کے درمیان لٹکا دیا جائے تو اس کی بدبو سے زمین کی تمام مخلوق تہس نہس ہو جائے۔

۴۔ اگر جہنم کی زقوم کا ایک قطرہ زمین پر ڈال دیا جائے تو زمین کی تمام مخلوق کی روزی کھٹی ہو جائے۔

۵۔ اگر جہنم کے اُنیس ملائکہ میں سے ایک فرشتہ بھی زمین پر آجائے تو اس کی ہیبت سے تمام زمین والے ہلاک ہو جائیں۔

۶۔ اگر جہنم کی زنجیر کی ایک کڑی زمین پر گرا دی جائے تو وہ تحت الثریٰ تک دھنس جائے پھر اس میں رکاوٹ بھی نہ آئے۔

حضور سیدِ عالم نورِ مجسم شافع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے جبرائیل میرے لئے اس قدر ہی کافی ہے۔ پھر آپ نے رونا شروع کر دیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بھی آپ کے ساتھ ہی رونا شروع کر دیا۔ آپؐ نے جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کیا تھا تمہارا رونا کیسا ہے تم تو مقرب الٰہی ہو۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں یہ بھروسہ نہیں رکھتا کہ مجھے یہ قربِ الٰہی حاصل رہے یا میں بھی ہاروت و ماروت اور ابلیس علیہ اللعنۃ کی طرح ابتلاء میں پھنس جاؤں۔ پھر حبیب اللہ عزوجل کا مقرب فرشتہ رو رہا ہے تو پھر ایک گنہ گار، سیاہ کار انسان کے لیے تو زیادہ رونا

بہتر ہے۔

انجام الکلام بر صفت انعام

پھر اپنی زندگی او[illegible]ت کو دھوکہ میں نہیں ڈالنا چاہیئے کیونکہ دُنیا تو ختم ہونے والی ہے مگر عذاب کا عرصہ دراز ہے۔ زنا سے ڈرنا چاہیئے۔ یہ غضب خداوندی، سختی اور عذاب کو دعوت دیتا ہے۔

سخت ترین زنا کون سا ہے

یاد رہے کہ سخت ترین زنا وہ ہے کہ جس پر لگاتار اصرار ہو، اور وہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی زوجہ کو طلاق دے کر پھر حرام کے طور پر اپنے پاس ٹھہرائے اور ذلالت کے خوف سے لوگوں کو طلاق کے بارے میں نہ بتائے مگر وہ عذابِ آخرت کے خوف سے نہ ڈرے جس روز تمام راز کھل جائیں گے، لہذا آخرت کے عذاب سے ڈرتے ہوئے زنا سے اجتناب کرنا چاہیئے اور اسے مسلسل نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ عذاب الٰہی کو برداشت کرنے کی کون طاقت رکھتا ہے۔ بارگاہِ الٰہی میں توبہ کیجئے۔ بیشک اللہ عزّ وجل اپنے بندوں کی توبہ قبول کرنے والا ہے اور جب تو لقمۂ اجل ہو جائے گا تو پھر توبہ اور ندامت کسی کام نہیں آئے گی۔ البتہ زندہ دم کی گئی توبہ اور اظہارِ ندامت ضرور تجھے نفع دے گی۔ بیشک اللہ عزّ وجل تبارک و تعالیٰ نے اپنی شرمگاہوں کی محافظت کرنے والے مؤمنین کی تعریف فرمائی ہے:

ارشاد باری تعالیٰ عزّ وجل ہے:

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ إِلَّا عَلٰى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَاءَ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ۔

اور وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر انہیں اپنی بیویوں اور لونڈیوں پر کوئی مداومت نہیں۔ پس جو شخص اس کے علاوہ چاہے پس وہی لوگ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔

زنا اور طاعون کی بیماری

یاد رہے کہ ایسے لوگ گنہ گار ہیں جو زنا پر اصرار کرتے ہیں۔ پس ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ زنا سے توبہ کرے اور لوگوں کو بھی اس سے روکے، اس لیے کہ جس مقام پر زنا عام ہو جاتا ہے تو وہاں کے مکینوں کو عزّوجل طاعون کی بیماری میں پھنسا دیتا ہے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم تلواروں کو نیام سے باہر دیکھو اور خون کی فراوانی دیکھو تو جان لینا چاہیئے کہ لوگوں نے اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ کے حکم کو ترک کر دیا ہے اور اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ کے حکم کو ترک کر دیا ہے اور اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ ان سے ایک دوسرے کے ذریعے بدلہ لے رہا ہے اور جب دیکھو کہ مینہ نہیں برستا تو جان لیجئے تو جان لیجئے کہ لوگوں نے زکوٰۃ دینا بند کر دی ہے، اس لیے اللہ عزّوجل نے مینہ برسانا بند کر دیا ہے اور جب تم دیکھو کہ بیماری عام ہو چکی ہے تو جان لیجئے کہ زنا بہت زیادہ ہو گیا ہے۔

باب اکتالیس

سُود خوری کا اظہار

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید المرسلین شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناءُ نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات ساتویں آسمان پر اپنے سر پہ گرج وکڑک سُنی اور کچھ افراد کو بجلی کی چمک میں دیکھا کہ ان کے شکم کوٹھڑیوں کی طرح آگے بڑھے ہوئے ہیں جن میں باہر سے چلتے پھرتے سانپ نظر آتے تھے۔ میں نے جبرائیلؑ سے ان کے بارے میں دریافت کیا۔ تو پتہ چلا کہ یہ لوگ سود خور ہیں۔

حضرت عبداللہ بن سلام کا بیان ہے کہ سود کے بہتر گناہ ہیں۔ ان میں سے چھوٹے سے چھوٹا گناہ ایسا ہے جیسا کہ مسلمان اپنی ماں سے زنا کرے نیز سود کا ایک درہم تیس زنوں سے بھی زیادہ بُرا ہے۔ پھر محشر کے روز اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ ہر نیک و بد کو کھڑا ہونے کا حکم فرمائیں گے مگر سُود کھانے والے پاگلوں کی طرح کھڑا ہو کر گِر جائے گا۔

حضرت سیدنا ابن عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ قرآن حکیم نازل شدہ آخری آیۂ کریمہ میں سود والی آیۂ کریمہ ہے۔ پھر حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اس لیے آپ نے ہمیں اس کی تفسیر بیان نہیں فرمائی۔ پس تم لوگوں پر واجب ہے کہ تم سود اور سود کی مشابہ چیزوں سے پرہیز کرو۔

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے سُود کھانے، سُود کھلانے والے پر، سود کے گواہوں اور سود لکھنے والوں پر اور زکوٰۃ نہ دینے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور نبی کریم رؤف و رحیم

علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ حرام مال کما کر صدقہ کرنے سے اجر نہیں ملتا۔ ایسے مال کو اپنی اولاد پر خرچ کرنا اچھی بات نہیں کیونکہ ایسا مال بے برکت ہوتا ہے اور جو شخص ایسے مال کو نہیں چھوڑتا تو اس کے لیے دوزخ کا خرچہ بنے گا۔

حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں ایک چاندی کی پازیب فروخت کی۔ آپ نے ایک پلڑے میں درہم رکھے تو پازیب درہم سے بھاری نکلی۔ لہذا آپ نے قینچی اٹھائی۔ میں نے عرض کیا یا حضرت یہ زائد مال آپ کا ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ کیونکہ میں نے حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ زیادہ دینے والا اور زیادہ لینے والا دونوں دوزخی ہیں۔

حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"چاندی کو چاندی کے ساتھ اور گندم کو گندم کے ساتھ برابر کر کے فروخت کیا کرو اور زیادتی سود ہے۔"

نیز آپ نے جو، کھجور اور نمک کا ذکر کر کے فرمایا کہ:

"جو شخص زیادہ دیتا ہے یا لیتا ہے تحقیق اس نے سود کا کام کیا۔"

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم سود کے ایک حصہ کے ڈر سے حلال کے نو حصے چھوڑ دیا کرتے تھے۔

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جس شہر میں سود اور زنا عام ہو جائے وہ شہر تباہ ہو جاتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جس نے دین میں سوجھ بوجھ حاصل کرنے سے پہلے تجارت کی وہ سود کی دلدل میں پھنس گیا۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہمارے بازاروں میں لوگ خرید و فروخت نہ کریں جو دین میں سوجھ بوجھ نہیں رکھتے اور وہ بھی ناپ تول پورا نہیں کرتے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ساقط کا بیان ہے کہ جس بستی میں ان چار چیزوں کو حلال کر لیا جائے اس بستی کو تباہ کر دیا جائے گا۔

پہلی چیز: جب وہ ناپ تول میں کمی کریں گے۔

دوسری چیز: جب وہ کم ناپیں گے۔

تیسری چیز: زنا میں کثرت کریں گے۔

چوتھی چیز: سُود کھائیں گے۔

یاد رہے کہ:

جب زنا کی کثرت ہوتی ہے تو پھر وبا پھیلتی ہے۔

جب ناپ تول میں کمی ہوتی ہے تو مینہ نہیں برستا۔

جب سُود کھاتے ہیں تو باہم لڑائی جھگڑا ہوتا ہے۔

حضرت عبید محاربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں بازار میں حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ کے تعاقب میں تھا اور ان کے پاس دُرّہ تھا جب وہ کسی شخص کا ناپ کم دیکھتے تو اسے کوڑا مارتے اور فرماتے صحیح طور پر ناپو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے۔ عجمی لوگو! تمہیں دو باتیں ایسی دی گئی ہیں جن کے سبب تم سے پہلے لوگ ہلاک ہوئے یعنی ناپ اور تول۔

حضرت سید عالم نور مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"تم لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ کوئی ایک شخص بھی سُود سے نہیں بچے گا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیا سب کے سب سود کھائیں گے۔ فرمایا جو اگرچہ نہیں کھاتے مگر وہ ان کی دھول کے اثر سے نہیں بچ سکے گا۔

یعنی یا وہ گواہ ہوگا یا کاتب ہوگا یا پھر اس کو پسند کرتا ہوگا۔ الغرض اس گناہ کے کام سے اُسے کچھ نہ کچھ حصہ ضرور ملے گا جیسا کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ زیادہ لینے والا اور زیادہ دینے والا دونوں دوزخی ہیں، اس لیے تاجر کے لیے لازمی ہے کہ وہ اس قدر علم حاصل ضرور کرے جس کی تجارت کے لیے ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ سُود سے بچ سکے اور اسے چاہیئے کہ وہ ناپ تول میں پوری پوری کوشش کرے کیونکہ اللہ عزّوجل نے اس معاملہ میں سخت وعید فرمائی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ عزّوجل ہے :-

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

ناپ تول میں کمی کرنیوالوں کے لیے تباہی ہے جب وہ لوگوں سے ناپ کرلیں تو پورا پورا ناپیں اور جب ان کو وزن کر کے دیں کم کر دیں۔ کیا ان لوگوں کو یہ یقین نہیں ہے کہ وہ ایک بڑے دن میں اٹھائے جائیں گے جس دن سب لوگ جہانوں کے ربّ کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

ویل کیا ہے؟

ویل سے مراد عذاب کی سختی یا دوزخ کی وہ وادی ہے جو ناپ تول میں خیانت کرنے والوں کے لیے خاص کر دی گئی ہے جو لوگوں سے تو پورا تول لیتے ہیں مگر دینے میں کمی کرتے ہیں۔ کیا انہیں محشر کے ہولناک دن کی حاضری کا یقین نہیں ہے۔ اے بنی آدم اس دن کی بڑائی کا کیا حال ہو گا۔ جسے اللہ عزّوجل نے بڑا کہا ہو نیز ہیبت و خوف میں اس سے اور کون سا دن اللہ عزّوجل کے ہاں ہر صغیرہ و کبیرہ بات کے بارے میں دریافت کیا جائے گا، اور وہ اپنے اعمال نامہ میں اپنے عمل کو موجود پائیں گے۔ یاد رہے کہ تیرا پروردگار ظالم نہیں ہے۔ اس شخص کے لیے بشارت ہے جس نے لوگوں سے دُنیا میں انصاف کیا اور وہ شخص تباہ ہوا جو دُنیا میں بے انصاف رہا۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ :

"زمین اللہ عزّوجل تبارک و تعالیٰ کی عدل و انصاف کی میزان ہے
جو اُسے پکڑ لیتا ہے وہ اُسے بہشت میں لے جاتی ہے اور
جو اُسے ترک کر دیتا ہے اُسے دوزخ میں پہنچا دیتی ہے۔"

یاد رہے کہ ایک عدل بادشاہ کا اپنی رعایا سے ہوتا ہے اور دوسرا عدل رعایا کا آپس میں ایک دوسرے سے ہوتا ہے۔ پس تم عدل کو لازم پکڑو تاکہ تم عذاب الیم سے خلاص حاصل کر سکو۔

باب ۷۵

معصیّت کا اظہار

حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے حضور نبی مکرم رسول معظم احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا ارشاد گرامی سُنا کہ اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو دس ابواب پر مشتمل جو تختیاں عطا فرمائی ان میں سے پہلی تختی پر مرقوم تھا اے موسیٰ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا میری جانب سے حق بات واضح ہو چکی ہے کہ مشرکین کے چہرے آگ سے جھلسیں گے۔ دوسری تختی میں مرقوم تھا میرے اور اپنے ماں باپ کے شکر گزار رہو تو تمہیں تباہ ہونے والی باتوں سے حفاظت میں رکھوں گا۔ تمہاری عمر میں برکت دوں گا اور تمہیں پاکیزہ زندگی عطا کروں گا اور اس سے بہتر زندگی کی طرف لوٹاؤں گا۔ تیسری تختی میں مرقوم تھا کہ کسی ایسے نفس کو قتل نہ کرنا جسے میں نے حرام کیا ہو ورنہ زمین کی تمام وسعات اور آسمان کے کنارے تجھ پر تنگ کر دوں گا۔ اور میری گرفت سے تمہیں کوئی بھی نہیں بچا سکے گا۔ تیرا ٹھکانا جہنم ہوگی۔ چوتھی تختی میں مرقوم تھا کہ میرے نام کی جھوٹی قسم نہ کھانا اور نہ ہی گناہ کی بات پر قسم کھانا کیونکہ میں ایسے شخص کو طہارت و پاکیزگی عطا نہیں کرتا۔ پانچویں تختی میں مرقوم تھا کہ میں نے لوگوں کو جو کچھ اپنے فضل سے دیا ہے اس پر حسد نہ کرنا کیونکہ حاسد میری نعمتوں کا دشمن ہے اور میرے فیصلے کو رد کرنے والا ہے۔ اور میں نے جو کچھ اپنے بندوں پر تقسیم کیا ہے وہ اس تقسیم پر ناراض ہے۔ میں ایسے شخص سے واسطہ نہیں رکھتا۔ چھٹی تختی میں مرقوم تھا کہ ایسی بات کی جو تجھے یاد نہ ہو عقل میں محفوظ نہ ہو اور دل کو اس پر اعتبار بھی نہ ہو شہادت نہ دینا کیونکہ میں محشر کے روز شہادت دینے والوں کو ان کی شہادتوں کے ساتھ ہی کھڑا کر دوں گا۔ اور پھر ان سے دریافت کروں گا۔ ساتویں تختی میں مرقوم تھا کہ چوری نہ کرنا۔ آٹھویں تختی میں مرقوم تھا کہ زنا نہ کرنا خاص طور پر اپنے ہمسائے کی بیوی سے ورنہ میں تجھ سے حجاب فرماؤں گا اور تجھ پر آسمان

کے دروازے بند کر دوں گا۔ اور وہی بات دوسروں کے لئے پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ نویں تختی میں مرقوم تھا کہ میرے غیر کے لئے جانور ذبح نہ کرنا کیونکہ میں اس کی قربانی کو پسند نہیں کرتا جس پر میرا نام نہ لیا گیا ہو۔ دسویں تختی میں مرقوم تھا کہ بروز ہفتہ اپنے آپ کو اور اپنے بیوی بچوں کو میرے لئے فارغ رکھو۔ پھر سرکار مدینہ سرور سینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہفتہ کے روز اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے لئے عید کا دن بنایا ہے اور اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عید کا دن جمعہ کا دن انتخاب کیا ہے۔

حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید الانبیاء حبیب خدا خواجہ ہر دو سرا علیہ التحیۃ نے منبر شریف پر کھڑے ہو کر اور داہنی ہتھیلی کو بند کر کے فرمایا کہ اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ نے ایک کتاب میں بہشتوں کے نام تحریر کئے ہیں اور اب میں ان میں کمی بیشی نہیں کروں گا۔ اور بہت سے نیک لوگ بُرے لوگوں جیسے عمل کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ وہ بُرے ہی شمار ہونے لگتے ہیں۔ پھر اللہ عزوجل اپنے فیصلے کے مطابق ان لوگوں کو قبل از موت بُرے لوگوں کی صف سے نکال کر اچھے لوگوں میں شمار فرما دیتے ہیں۔ چہ جائیکہ ان کی موت میں تھوڑا ہی عرصہ کیوں نہ ہو۔ اور کچھ بُرے لوگ نیک لوگوں جیسے عمل کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ وہ سعادت مندوں میں شمار ہونے لگتے ہیں مگر اللہ عزوجل انہیں قبل از موت کچھ دیر پہلے سعادت مندوں سے علیحدہ کر دیتے ہیں۔ پس نیک وہ ہے جو اللہ عزوجل کی تقدیر میں سعادت مند ہو اور عمل کا انحصار خاتمہ پر ہے۔

مومن، مسلمان، مجاہد اور مہاجر کون؟

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا کہ کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ مومن کون ہے؟ پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوا کہ مومن وہ ہے جس سے لوگوں کے جان و مال محفوظ ہوں۔ اور مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ محفوظ ہوں۔ اور مجاہد وہ ہے جو طاعت الٰہی میں اپنے نفس سے جہاد کرتا ہے۔ اور مہاجر وہ ہے جو اپنے گناہوں اور خطاؤں سے دور

ہو گیا ہو۔

چند کمالات حقیقیہ

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ:۔

"تم اللہ ربُّ العالمین جلّ مجدہ الکریم کی عبادت اس طرح کرو جیسا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اور خود کو مُردوں میں شمار کرو۔ جان لیجئے کہ جو قلیل تمہیں مالدار کر دے اس وافر مقدار سے بہتر ہے جو تمہیں ہلاک کر دے۔ اور جان لیجئے کہ نیکی کبھی پُرانی نہیں ہوتی اور گناہ کبھی فراموش نہیں کیا جاتا"

جیسا کرو گے ویسا بھرو گے

حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

"نیکی کبھی پُرانی نہیں ہوتی اور گناہ کبھی نہیں بھولتا۔ جزا و سزا کا مالک بے پرواہ نہیں ہے اور جیسا چاہے ہو جا یعنی تو جیسا کرے گا ویسا ہی بھرے گا"

الحاصل کلام:۔ حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان کیا کہ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم صالح عمل کرو گے تو بہترا اجر ملے گا اور اگر تم بُرا عمل کرو گے تو محشر کے روز بُرے عمل کی سزا ملے گی۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّ وجلّ ہے کہ:۔

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ — اگر تم اچھے عمل کرو گے تو تمہارے لئے اچھا ہو گا اور
وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا الخ:۔ — اگر تم بُرے عمل کرو گے تو تمہارے لئے بُرا ہو گا۔

مطلب یہ کہ اللہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین کسی پر ظلم نہیں کرتا اور نہ ہی کسی کی نیکیوں میں ثواب میں کمی بیشی کرتا ہے وہ کسی کو بغیر گناہ کے سزا نہیں دیتا بے شک اللہ عزّ وجلّ نے ہدایت کو کھول کر بیان کر دیا ہے اور حضور سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

کو ناصح رسول بنا کر بھیجا ہے۔ بے شک اللہ عزوجل نے بہشت اور جہنم کی راہ واضح کر دی ہے۔
حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ:۔
میری اور تمہاری مثال اس شخص جیسی ہے جو آگ جلاتا ہے جس میں آکر پتنگے گرتے ہیں جبکہ میں تمہیں آگ میں گرنے سے بچاتا ہوں"۔

توبہ کی مقبولیت کے خصائل

جاننا چاہیئے کہ پانچ خصائل کے سبب حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توبہ مقبول ہوئی اور انہیں پانچ خصائل کے سبب شیطان کی توبہ نامقبول ہوئی۔ وہ خصائل یہ ہیں۔

پہلی خصلت:۔ حضرت آدم علیہ السلام کا اپنی خطا کا اقرار کرنا۔

دوسری خصلت:۔ حضرت آدم علیہ السلام کا اپنی خطا پر ندامت کا اظہار کرنا۔

تیسری خصلت:۔ حضرت آدم علیہ السلام کا اپنے آپ کو ملامت کرنا۔

چوتھی خصلت:۔ حضرت آدم علیہ السلام کا توبہ میں جلدی کرنا۔

پانچویں خصلت:۔ حضرت آدم علیہ السلام کا رحمتِ خداوندی سے مایوس نہ ہونا۔

جب کہ شیطان نے

پہلی خصلت:۔ ابلیس کا اپنی خطا کا اقرار نہ کرنا۔

دوسری خصلت:۔ ابلیس کا اپنی خطا پر نادم نہ ہونا۔

تیسری خصلت:۔ ابلیس کا اپنے نفس کو ملامت نہ کرنا۔

چوتھی خصلت:۔ ابلیس کا جلدی توبہ نہ کرنا۔

پانچویں خصلت:۔ ابلیس کا رحمتِ خداوندی سے مایوس ہونا۔

پس جس شخص کی کیفیت حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسی ہوگی اس کی توبہ مقبول ہوگی اور جس شخص کی کیفیت شیطان لعین جیسی ہوگی اس کی توبہ غیر مقبول ہوگی۔

حضرت ابراہیم ادہم کا فرمان عظیم الشان

حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ :۔

"مجھے طاعتِ خداوندی نصیب ہونے پر دوزخ میں چلے جانا جنت میں جانے سے زیادہ مرغوب ہے جبکہ میں نے اللہ کا گناہ کیا ہو"

مطلب یہ کہ اگر بہشت میں چلا بھی جاؤں لیکن جو اللہ تعالیٰ کا گناہ کیا ہے اس گناہ پر ندامت باقی رہے گی۔ اور اگر جہنم میں چلا جاؤں لیکن جو اللہ عزوجل کی طاعت کی ہو تو مجھے کسی جرم کی شرمندگی نہ ہو اور مجھے دوزخ سے نکلنے کی آس رہے گی۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ میرا گزر ایک غلام کے قریب سے ہوا۔ وہ سخت سردی میں ایک پھٹی پرانی قمیض پہنے ہوئے تھا اور کسی فکر میں کھڑا اپنا پسینہ صاف کر رہا تھا۔ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے وہاں کھڑے ہونے کے بارے میں دریافت کیا تو وہ کہنے لگا اے میرے امام یہ وہ جگہ ہے جہاں مجھ سے گناہ سرزد ہوا تھا۔ مطلب یہ کہ وہ اپنے گناہ پر فکرمند تھا اور اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ سے شرم وحیا کے موجب پسینہ سے شرابور تھا۔

حضرت مکحول شامی کا بیان ہے کہ جس شخص نے بستر پہ جانے سے پہلے اپنے پورے دن کے کئے ہوئے فعلوں کا جائزہ نہیں لیا اور نیک اعمال پر اللہ عزوجل کا شکرانہ ادا نہیں کیا اور گناہوں کی رب عزوجل سے مغفرت نہیں چاہی تو وہ اس تاجر کی طرح ہے جو بے حساب خرچ کرتا ہے حتیٰ کہ وہ غریب ہو جاتا ہے اور یہ سوچ بھی نہیں سکتا۔

بعض کتب میں اللہ عزوجل نے فرمایا کہ اے میرے بندو میں بادشاہ ہوں۔ ہمہ وقت میرے حکم کی اطاعت کرو اور منہیات سے باز آجاؤ پھر میں تجھے وہ زندگی دوں گا جسے موت نہ آئے گی۔ میرے بندو! میں وہ ہوں جس شے سے کہوں کہ ہو جا تو وہ شے ہو جاتی ہے۔

حضرت ابو محمد بن یزید کا بیان ہے کہ اگر تجھے اپنے محبوب کے ساتھ برائی نہ کرنے

کی طاقت ہو تو پھر ایسا ضرور کیجیے۔ ان سے کہا گیا کیا کوئی اپنے محبوب سے بھی بُرا کر سکتا ہے؟ فرمایا ہاں! کر سکتا ہے۔ تیرا نفس تیرے لئے سب سے زیادہ محبوب و عزیز ہے۔ پھر جب تو گناہ کرتا ہے تو گویا تو نے اس کے ساتھ بُرائی کی۔

ایک دانا کا قول

یاد رہے کہ کسی نے ایک دانا سے کہا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔ دانا نے کہا کہ تو اپنے پروردگار کے ساتھ اور اپنے نفس کے ساتھ ظلم نہ کر۔ اپنے پروردگار کے ساتھ ظلم یہ ہے کہ تو لوگوں کے رُوبرُو ان کی بُرائی کرے۔ اور اپنے نفس کے ساتھ ظلم یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے فرائض ادا کرنے میں سُستی کرے۔

ایک گناہ پر چالیس سال رونا

حضرت طہمسہ بن حسن کا بیان ہے کہ میں نے ایک گناہ کیا اب میں اس پر چالیس سال سے رو رہا ہوں۔ کسی نے کہا اے عبداللہ! وہ گناہ کیا تھا؟ کہا کہ میرے پاس میرا بھائی آیا میں نے اس کے لئے مچھلی خریدی۔ میں کھانے کے بعد اُٹھا اور ہمسائے کی دیوار سے مٹی کا ٹکڑا لے کر ہاتھ صاف کیا۔

گناہوں کی کیفیات

حضور سید الانبیاء محبوب خدا خواجۂ ہر دوسرا علیہ التحیۃ والثنا نے فرمایا کہ:۔

"لوگوں کے نزدیک جو چھوٹا گناہ ہے وہ اللہ کے نزدیک بڑا گناہ ہے۔ اور اللہ کے نزدیک وہ چھوٹا گناہ ہے جو لوگوں کے نزدیک بڑا گناہ ہے۔"

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ جس گناہ کو گنہگار بڑا گناہ جانتا ہے اور اس پر ڈرتا ہے تو وہ گناہ بارگاہِ الٰہی میں چھوٹا ہوتا ہے۔ اور وہ گناہ جو گنہگار کو چھوٹا لگتا ہے وہ بارگاہِ الٰہی میں بڑا ہوتا ہے۔ اس لئے بڑا گناہ وہ ہے جسے گناہ کرنے والا

بار بار کرے۔ اور یہ ایسے ہے کہ جیسے کہ صحابہ کرام نے فرمایا ہے کہ گناہ بار بار کرنے سے چھوٹا گناہ نہیں رہتا اور استغفار کرنے سے گناہ بڑا نہیں رہتا۔

عوام بن حوشت نے بیان کیا کہ چار باتیں گناہ کرنے کے بعد گناہ سے بھی بدتر ہو جاتی ہیں۔

پہلی بات :۔ کسی گناہ کو قلیل جاننا۔

دوسری بات :۔ گناہ کر کے مغرور ہونا۔

تیسری بات :۔ گناہ کر کے خوشی کرنا۔

چوتھی بات :۔ گناہ پر اصرار کرنا۔

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ مندرجہ آیۂ کریمہ میں تم دھوکے میں نہ پڑ جاؤ۔ یہ کہ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا	جو شخص نیکی کرے گا اسے اس کے دس حصے ملیں گے
وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰىٓ اِلَّا	اور جو شخص برائی کرے گا اسے اس کے برابر ہی
مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۔	سزا ملے گی اور وہ لوگ ظلم نہ کئے جائیں گے۔

اس لئے اس میں محشر کے روز اعمال کو لانے کی شرط رکھی گئی۔ عامل کے لئے عمل کرنا سہل، لیکن قیامت کے روز عمل کو لانا بہت ہی دشوار ہے کیونکہ گناہ اگرچہ ایک ہوتا ہے۔ لیکن اس میں دس عیب جمع ہوتے ہیں۔

پہلا عیب :۔ بندہ جب برا عمل کرتا ہے تو وہ خود پر اپنے پروردگار کو ناراض کر لیتا ہے اور وہ ہر وقت اس پر قدرت رکھتا ہے۔

دوسرا عیب :۔ بندہ اللہ عزوجل کے غضب کے حقدار شیطان لعین کو خوش کرتا ہے۔ حالانکہ شیطان اللہ عزوجل اور اس کا دشمن ہے۔

تیسرا عیب :۔ گناہ انسان کو بہشت سے دور کر دیتا ہے جو سب سے بہتر مقام ہے۔

چوتھا عیب :۔ بدی انسان کو دوزخ کے قریب کر دیتی ہے جو سب سے بری جگہ ہے۔

پانچواں عیب :۔ گناہ سے انسان اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے۔

چھٹا عیب :۔ انسان کا نفس گناہ سے ناپاک ہو جاتا ہے حالانکہ اللہ عزوجل نے

انسان کو پاک پیدا فرمایا ہے۔

سانتواں عیب:۔ انسان اپنے محافظ ملائکہ کو تکلیف پہنچاتا ہے۔

آٹھواں عیب:۔ انسان حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روضۂ انور میں غمگین کرتا ہے۔

نوواں عیب:۔ انسان رات اور دن کو اپنے گناہ پر شاہد بنا کر انہیں تکلیف پہنچاتا ہے اور غمگین کرتا ہے۔

دسواں عیب: انسان تمام نوع انسانیت اور دوسری مخلوق سے خیانت کرتا ہے۔

خیانت کا انکشاف

یاد رہے کہ نوع انسانیت سے خیانت تو ایسے ہے کہ اگر یہ مجرم شخص کسی ایک کے لئے شہادت کے قابل تھا تو اب وہ اس کی شہادت کو قبول نہیں کرے گا۔ گویا گناہ کے سبب اس کے رفیق کا حق باطل ہوگیا، اور دوسری مخلوقات سے خیانت اس طرح ہے کہ گناہ کے موجب مینہ کم برستا ہے۔ اس طرح یہ تمام مخلوقات سے خیانت ہوئی۔ پس گناہ سے اجتناب کیجئے کیونکہ گناہ میں بہت سے عیب ہیں اور ہر گناہ اپنے نفس پر ظلم ہوتا ہے۔

بخیل، ظالم کون؟

یاد رہے کہ سب سے بخیل شخص وہ ہے جو اپنے نفس پر اس چیز سے بخل کرے جس میں اس کے لئے نیکی ہو۔ اور ظالم ترین وہ شخص ہے جو معصیت خداوندی سے اپنے اوپر ظلم کرتا ہے۔ کیونکہ وہ گناہ کے عمل سے اُسے نفس کی ہلاکت میں ڈالتا ہے۔

ایک دانشور کا قول ہے کہ:۔

"گناہ سے اجتناب کرنا چاہیئے اس لئے کہ گناہ بہت بُری چیز ہے۔ اور بُری چیز منجنیق کا پتھر ہے جو عبادت و اطاعت کی دیوار پر ایسا پڑتا ہے کہ اُسے توڑ دیتا ہے اور پھر خواہشات کی ہوا اس میں داخل ہو کر معرفت کے چراغ

کو بجھا دیتی ہے"۔

کسی دانشور سے کہا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ ہم علم کی بات سنتے ہیں مگر اس سے نفع نہیں اُٹھاتے، وہ کہنے لگا اس میں پانچ وجوہات ہیں وہ یہ ہیں۔

پہلی وجہ:۔ تحقیق اللہ عزوجل نے تمہیں اپنی نعمتوں سے نوازا ہے لیکن اُس کا شکر بجا نہیں لائے۔

دوسری وجہ:۔ تم گناہ کر کے پروردگار عالم سے مغفرت کے طالب نہیں بنتے۔

تیسری وجہ:۔ اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتے۔

چوتھی وجہ:۔ تم صالحین کی صحبت تو اختیار کرتے ہو مگر ان کے نقشِ قدم پر نہیں چلتے۔

پانچویں وجہ:۔ تم مردے کو دفن تو کرتے ہو لیکن ان سے نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

ملائکہ کی آمدورفت میں حکماتِ ازلیہ

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے باپ سے حضور سید الرسل امام السبل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ حدیث سُنی کہ ہر روز آسمان کے پانچ فرشتے زمین پر آتے ہیں جن میں سے ایک فرشتہ مکہ شریف میں آتا ہے۔ دوسرا فرشتہ مدینہ شریف میں آتا ہے۔ تیسرا فرشتہ بیت المقدس میں آتا ہے، چوتھا فرشتہ اہلِ اسلام کے قبرستان میں آتا ہے اور پانچواں فرشتہ مسلمانوں کے بازار میں آتا ہے۔

یاد رہے کہ جو فرشتہ مکہ شریف میں آتا ہے وہ ندا دیتا ہے کہ خبردار اللہ عزوجل کے فرائض کو ترک کرنے والا اس کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور وہ فرشتہ جو مدینہ منورہ میں آتا ہے وہ ندا دیتا ہے کہ خبردار حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا تارک شفاعتِ رسول سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور وہ فرشتہ جو بیت المقدس میں آتا ہے وہ ندا کرتا ہے کہ خبردار حرام مال کھانے والے کا کوئی عمل بھی بارگاہِ الٰہی میں مقبول نہیں ہوتا اور وہ فرشتہ جو مسلمانوں کے قبرستان میں آتا ہے وہ ندا دیتا ہے کہ اے قبرستان والو تمہیں کس بات پر رشک ہے اور کس بات پر ندامت ہے۔ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اپنی عمروں کو بیکار گزرنے

پر نادم ہیں۔ اور ہمیں ان جماعتوں پر رشک ہے جو جماعتیں قرآن کی تلاوت کرتی ہیں، علم حاصل کرتی ہیں۔ اپنے نبی پر درود پڑھتی ہیں۔ اور اپنے گناہوں پر بخشش طلب کرتی ہیں اور ہم ان میں سے کسی ایک پر بھی قادر نہیں ہیں۔ اور وہ فرشتہ جو بازاروں میں پھرتا ہے وہ ندا کرتا ہے کہ اے لوگوں کے گروہ! ٹھہریئے ٹھہریئے۔ بے شک جلالِ الٰہی اور غضب الٰہی حق ہے۔ پس جو شخص اللہ عزوجل کے جلال وغضب سے ڈرتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور اپنے زخموں کا علاج کرے۔ ہم نے تمہیں خوف زدہ کیا مگر تم نے خوف نہ کیا ہم نے تمہیں شوق دلایا لیکن تم نے شوق کو قبول نہ کیا اگر خوف الٰہی رکھنے والے نہ ہوتے۔ معصوم اور دودھ پیتے بچے نہ ہوتے۔ چرنے والے حیوان نہ ہوتے۔ اور بارگاہِ الٰہی میں جھکنے والے بوڑھے نہ ہوتے تو تم بہت پہلے عذاب میں مبتلا ہو جاتے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان حضرت عائشہ کے نام

جاننا چاہیئے کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ:۔

"اے عائشہ گناہوں سے اجتناب کیا کرو۔ گناہ کو چھوٹا نہ جاننا، اس لیے کہ قلیل سے قلیل چیز کے بارے میں بھی اللہ عزوجل کی طرف سے پوچھا جائے گا"

ایک مثال عجوبہ

کہتے ہیں کہ قلیل سے قلیل صغیرہ گناہوں کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص چھوٹی چھوٹی لکڑیاں جمع کرتا ہے اور پھر انہیں جلا کر بہت بڑے ڈھیر کو آگ لگا دیتا ہے۔

بھلائی اور بُرائی کی کاشت کاری کا ثمرہ

کہتے ہیں کہ تورات میں مرقوم ہے کہ جو شخص بھلائی کاشت کرتا ہے تو وہ سلامتی کی فصل کاٹتا ہے۔ اور انجیل میں مرقوم ہے کہ جو شخص بُرائی کاشت کرتا ہے تو وہ شرمندگی کی فصل قطع کرتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ عزّوجل ہے۔
مَنۡ یَّعۡمَلۡ سُوۡۤءًا یُّجۡزَ بِہٖ جو شخص بُرا عمل کرتا ہے اسے اس کا بدلہ دیا جائے گا۔

اچھے بُرے میں تمیز کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کی بہت سی نیکیاں ہیں اور بہت سے گناہ ہیں، اور دوسرا آدمی ہے جس کی نیکیاں کم ہیں اور گناہ بھی کم ہیں۔ ان دونوں میں کون بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا ان میں وہی بہتر ہے جو سلامتی کے قریب ہے۔ یعنی جس کے گناہ تھوڑے ہیں۔

ایک دانشور کا قول ہے کہ نیکی کا عمل تو کمزور کر لیتا ہے مگر تکریم کے قابل وہ ہے جو گناہ کو ترک کر دے۔

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ قرآن حکیم سے اس بات کی دلیل ثابت ہے کہ گناہ کے چھوڑنے کو بہتر عمل پر فضیلت حاصل ہے اس لئے کہ اللہ عزوجل محشر کے روز نیکی کے عمل کو پیش کرنے کی شرط لگائی ہے اور معصیت کو ترک کرنے پر ماسوا اس کے کہ معصیت ترک کرے اور کوئی شرط نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے:۔

مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِہَا جو شخص ایک نیکی کے ساتھ آئے گا تو اس کے لئے اس کے دس حصے ہوں گے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے۔

وَنَہَی النَّفۡسَ عَنِ الۡہَوٰی اور جس نے نفس کو خواہشات سے روکا تو وہ
فَاِنَّ الۡجَنَّۃَ ہِیَ الۡمَاۡوٰی جنت میں جائے گا۔

پس ہم اللہ عزوجل سے معافی کے خواستگار ہیں۔

باب ۴۶

ظلم کا اظہار

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ سبحانہ، ظالم کو مہلت دیتا ہے اور جب اسے پکڑتا ہے تو پھر اس کی خلاصی نہیں ہوتی۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔

وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِىَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ

اور اس طرح تیرے پروردگار کی پکڑ اور جب وہ بستی والوں کو پکڑتا ہے اور وہ ظالم ہوں بے شک اس کی پکڑ بہت سخت اور دردناک ہے۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اپنے بھائی پر عزت و آبرو یا مال کے سلسلہ میں ظلم کیا ہو تو اسے آج کے دن معاف کرالے پھر نہ دینار ہوگا اور نہ درہم ہوگا اگر اس کا کوئی صالح عمل ہوگا تو وہ ظلم کے بدلے میں اس سے لے لیا جائے گا۔ اور اگر اس کے پاس کوئی نیک عمل نہ ہوا تو پھر مظلوم کی برائیاں ظالم پر ڈالی جائیں گی۔

مفلس کون؟

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ مفلس کون ہے؟ عرض کیا گیا مفلس وہ ہے جو درہم و دینار اور مال و متاع نہ رکھتا ہو۔ آپ نے فرمایا میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن اپنی نماز۔ زکوٰۃ اور روزے کے ساتھ حاضر ہوگا اور اس کے ساتھ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی۔ کسی کا مال کھایا ہوگا۔ کسی کو قتل کیا ہوگا۔ کسی کو مارا ہوگا۔ تو اس کی وہ تمام نیکیاں ان لوگوں

کو دے دی جائیں گی اگر ان نیکیوں سے پھر بھی حق ادا نہ ہوا تو پھر مذکورہ لوگوں کے گناہ اس کے حساب میں ڈال کر اسے دوزخ رسید کر دیا جائے گا۔

حضرت ابی میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص کو قبر میں دفن کیا گیا تو اس کے پاس منکر نکیر کوڑا لے کر آئے اور کہنے لگے کہ ہم تجھے سو کوڑے ماریں گے تو مردہ نے کہا کہ میں تو ایسا ایسا اچھا آدمی تھا۔ پس رعایت کرتے ہوئے دس کوڑے کم کر دیئے۔ وہ معافی مانگتا رہا اور فرشتے دس دس کوڑے کم کرتے رہے۔ بالآخر ملائیکہ نے کہا کہ ہم ایک کوڑا تو ضرور ماریں گے۔ جب منکر نکیر نے ایک کوڑا مارا تو اس کی قبر میں آگ بھڑک اٹھی۔ اس نے دریافت کیا کہ مجھے تم نے کیوں مارا ہے۔ ملائیکہ نے کہا کہ تو ایک مظلوم شخص کے پاس سے گذرا تھا اس نے تجھ سے استعانت چاہی مگر تو نے اس کو پس پشت ڈال دیا۔ پس یہ حال اس شخص کا ہے جو مظلوم کی مدد نہیں کرتا۔

حضرت میمون بن مہران نے بیان کیا کہ ایک شخص قرآن خوانی کرتا ہے مگر اپنے آپ پر لعنت بھی کرتا ہے۔ کہا گیا کہ وہ خود پر لعنت کیونکر کرتا ہے فرمایا کہ وہ قرآن میں پڑھتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے۔

اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ خبردار ظالموں پر اللہ عزوجل کی لعنت ہے۔

مگر وہ خود ظالم ہوتا ہے۔

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ ظلم سے بڑھ کر کوئی دوسرا گناہ نہیں ہے۔ اس لئے جو بھی گناہ تیرے اور اللہ عزوجل کے درمیان ہے تو اللہ کرم کرنے والا مہربان ہے۔ وہ تجھے مغفرت فرمانے والا ہے۔ مگر جب تیرا گناہ تیرے اور بندہ کے مابین ہوگا تو پھر اس کے سوا کوئی اور چارہ نہیں کہ تو اپنے رفیق کو راضی کرے۔

پس ظالم کو چاہیے کہ وہ ظلم سے توبہ کرے اور مظلوم سے دنیا میں ہی معاف کروالے اگر وہ اس پر قدرت نہیں رکھتا تو پھر ہر دعا کے آخر میں اس کے لئے استغفار کرے۔ اس طرح یہ شخص ظلم سے خلاصی پالے گا۔

غضب کو دعوت دینا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ جو شخص ظالم کے ظلم میں مدد کرتا ہے یا کسی مسلمان کا حق تلف کرنے کے لئے اسے طریقہ بتاتا ہے تو ایسا شخص غضب الٰہی کو دعوت دیتا ہے۔ اور اس پر بھی اس ظلم کا وبال پڑے گا۔

جاہل کون؟

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ عوام الناس میں سب سے بڑا جاہل شخص کون ہوتا ہے۔ حضرت احنف نے جواباً عرض کیا اے امیر المومنین جو شخص دُنیا کے عوض اپنی آخرت کو دوسرے کی دُنیا کے بدلہ فروخت کرے۔ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں اس سے بھی بڑے جاہل کے بارے میں بتاؤں۔ احنف نے بارگاہِ فاروقی میں عرض کیا اے امیر المومنین پھر وہ شخص جو اپنی آخرت کو دوسرے کی دُنیا کے بدلہ میں فروخت کرے۔

حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نہ ہی کبھی کسی سے اچھائی کی ہے اور نہ ہی کسی سے بُرائی کی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّ و جل ہے:۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا۔ جو صالح عمل کرتا ہے وہ اپنے ہی لئے کرتا ہے اور جو بُرائی کرتا ہے وہ بھی اپنے ہی لئے کرتا ہے۔

یعنی اگر میں نے کسی سے اچھائی کی ہے تو وہ اپنے لئے کی ہے اگر بُرائی کی ہے تو وہ بھی اپنے لئے کی ہے۔

حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مہاجرین صحابہ میں سے ایک صحابی کو حضور سیّد عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی کام تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ علیحدگی میں ملاقات کر کے اپنی حاجت بتائے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کے ساتھ بطحا کی وادی میں تھے۔ اور تمام شب

لشکر کے گرد چکر لگاتے رہتے حتیٰ کہ صبح کی سفیدی ظاہر ہونے لگتی تو واپس آ کر صبح کی نماز پڑھتے مگر ایک رات آپ نے گشت نہ کی حتیٰ کہ سفیدی ظاہر ہونے لگی۔ پھر آپ سواری پر سوار ہوئے تو اس شخص نے سواری کی مہار تھام لی اور بارگاہِ نبوی میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم مجھے آپ سے ایک ضروری کام ہے۔ آپ نے فرمایا میری سواری کی لگام نہ تھامیئے، تمہارا کام سرانجام کو پہنچے گا۔ مگر اس نے مہار نہ چھوڑی۔ آپ نے ناراضگی کے عالم میں اسے ایک درہ رسید کیا اور صبح کی نماز پڑھانے کے لئے تشریف لے گئے۔ فارغ ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور لوگ بھی آپ کے ارد گرد اکٹھے ہو گئے۔ پھر فرمایا وہ شخص کہاں ہے جس کو میں نے ابھی درّہ رسید کیا تھا۔ اگر وہ ان لوگوں میں ہے تو کھڑا ہو جائے۔ پس اُس شخص نے کہا۔

"میں اللہ اور اس کے رسول کی پناہ چاہتا ہوں"۔

کہتے ہوئے کھڑا ہو گیا۔ آپ نے اسے قریب آنے کے لئے کہا۔ جب وہ قریب ہوا تو آپ اس کے قریب ہوئے۔ اور اسے کوڑا پکڑا کر فرمایا مجھ سے اپنا بدلہ لیجیئے۔ وہ شخص کہنے لگا اللہ کی پناہ کہ میں آپ کو کوڑا ماروں۔ آپ نے فرمایا ڈریئے نہیں کوڑا لیجئے اور بدلہ لیجئے وہ کہنے لگا یا رسول اللہ میں کبھی بھی ایسا نہیں کر سکتا۔ آپ نے فرمایا اگر ایسا نہیں کر سکتے تو پھر درگذر فرمایئے۔ وہ کوڑا پھینکتے ہوئے بارگاہِ نبوی میں عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں نے درگذر کیا۔ پھر حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! اپنے پروردگار کا خوف دامن گیر رکھیے اور تم میں سے کوئی بھی کسی مسلمان پر ظلم نہ کرے ورنہ بروز محشر اللہ عزّوجل اس سے انتقام لیں گے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ اگر تو ستّر گناہ لے کر اللہ عزّوجل سے ملاقات کرے جب کہ یہ گناہ معصیتِ الٰہی سے تعلق رکھتے ہوں۔ یہ اس لئے سہل ہے کہ تو ایک وہ گناہ لے کر جائے جو تیرے اور بندے کے مابین ہو۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ قرآن حکیم کی ایک آیہ کریمہ پڑھ کر اس پر عمل پیرا ہونا مجھے ہزار بار قرآن خوانی کرنے سے بہتر ہے۔ نیز مومن کو خوش کرکے اور اس

کا کام کر کے مجھے ساری عمر کی عبادت سے زیادہ مرغوب ہے۔ نیز دُنیا اور دُنیا سے بے رغبتی مجھے زمین و آسمان والوں کی عبادت سے زیادہ مرغوب ہے اور حرام کی ایک بات کا ترک مجھے حلال کے مال سے کئے گئے سو حج سے زیادہ مرغوب ہے۔

حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ ایسے آدمی کو زیب نہیں دیتا جو قرض سے ہو اور پھر زیتون یا اس قلیل چیز روٹی کھائے جب تک کہ قرض واپس نہ کر دے۔

حضرت ابوبکر عراقی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ زیادہ تر لوگوں کا ایمان صرف اس لئے ضائع ہو جاتا ہے کہ وہ بندگانِ الٰہی پر ظلم کرتے ہیں۔

۱۔ اسلام جیسی نعمت کا شکرانہ ادا نہ کرنا۔

۲۔ اسلام کے جانے پر خوف زدہ نہ ہونا۔

۳۔ مسلمانوں پر ظلم ہو تو پرواہ پر نہ کرنا۔

حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید الانبیاء محبوب خدا خواجہ ہر دوسرا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو مندرجہ ذیل تین باتوں کی نصیحت فرمائی۔

پہلی بات :۔ موت کو اتنا یاد کیجئے کہ دیگر اُمور فراموش ہو جائیں۔

دوسری بات :۔ عزوجل کا شکریہ بجالانا کہ یہ نعماء میں کثرت کا موجب ہے۔

تیسری بات :۔ ہمہ وقت دُعا کرتے رہنا چاہئیے نا معلوم کہ کب مقبول ہو جائے۔

وہ باتیں جن سے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے وہ یہ ہیں۔

پہلی بات :۔ وعدہ کو توڑنا نہیں چاہئیے بلکہ استعانت کرنی چاہئیے۔

دوسری بات :۔ ظلم سے اجتناب کرنا چاہئیے کیونکہ اللہ عزوجل مظلوم کی استعانت فرماتا ہے۔

تیسری بات :۔ دھوکہ دہی سے اجتناب کرنا چاہئیے کیونکہ دھوکہ دینے والا جلد مصائب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

کنارۂ دوزخ کا انکشاف

حضرت یزید بن سمرہ نے بیان کیا کہ دوزخ کے کنارے سمندر کے ساحل کی مانند ہیں۔ اس

میں بختی اُونٹوں کی طرح سانپ اور طویل قد والے خچروں کی طرح بچھو ہیں۔ جب معمولی سی تکلیف پر دوزخی فریاد کریں گے تو ان سے کہا جائے گا کہ کناروں سے باہر نکلو۔ پس وہ جیسے ہی نکلیں گے تو انہیں سانپ ہونٹوں اور چہروں سے پکڑ لیں گے اور رضائے خداوندی کے تحت ان کی کھال اُکھاڑ دیں گے۔ پھر وہ لوگ فریاد کنی کے عالم میں وہاں سے دوزخ کی طرف بھاگیں گے تو ان پر کھجلی مسلط کر دی جائے گی۔ وہ کھجاتے کھجاتے اپنا گوشت نوچ لیں گے حتیٰ کہ ان کی ہڈیاں نکل آئیں گی۔ پھر کہا جائے گا۔ اے فلاں کیا تو اس سے مصیبت میں ہے۔ وہ کہے گا ہاں۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے۔

زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ۔ ہم ان کے لئے عذاب زیادہ کرتے رہیں گے اس لئے کہ وہ فساد برپا کیا کرتے تھے۔

تین باتوں کا مومن کو ظالم بنا دینا

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ تین باتیں مومن کو ظالم بنا دیتی ہیں وہ یہ ہیں۔

پہلی بات:۔ جس کام کو وہ خود کرتا ہے اسی کام کو دوسروں کے لئے عیب جانتا ہے۔
دوسری بات:۔ جس کام کو دوسروں کے لئے عیب جانتا ہے مگر اسے اپنے لئے عیب نہیں جانتا۔
تیسری بات:۔ فضول گفتگو کر کے اپنے رفقاء کو ایذا پہنچاتا ہے۔

منادی کا ندا کرنا

حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے کہ۔

"محشر کے روز ایک منادی زیرِ عرش ندا کرے گا اے امت محمدیہ! میں نے اپنے حقوق تمہیں معاف کر دیئے ہیں مگر تمہاری باہمی زیادتیاں باقی ہیں۔ وہ باہم معاف کر کے میری رحمت اور فضل کرم کے باعث بہشت میں داخل ہو جاؤ۔"

باب ۸۴

رحمت و شفقت کا اظہار

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص کو چلتے ہوئے راستہ میں شدت کی پیاس لگی۔ اس نے کنواں تلاش کیا۔ اور پھر اس میں اُتر کر پانی نوش کیا۔ جب کنوئیں سے باہر نکلا تو دیکھا کہ کتا مارے پیاس کے تڑپ رہا ہے اور مٹی پر منہ مار رہا ہے۔ وہ شخص سوچنے لگا کہ شاید یہ کتا بھی پیاس سے نڈھال ہے۔ پھر وہ شخص دوبارہ کنوئیں میں اُترا اور اس نے اپنے موزے میں پانی بھرا اور اسے منہ میں دبا کر باہر نکلا۔ پھر اس کتے کو پانی پلا کر اللہ عزوجل کا شکریہ ادا کیا تو اللہ عزوجل نے اس کی بخشش فرما دی۔ صحابہ نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانوروں سے ہمدردی کرنے پر بھی اجر و ثواب ملتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا ہر جانور سے ہمدردی کرنے پر اجر و ثواب ملتا ہے۔

مہربان پر مہربانی کا انکشاف

حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحم دل شخص ہی بہشت میں جائے گا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویسے تو ہم سب رحم دل ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے اُوپر رحم کرنا رحم نہیں بلکہ اللہ عزوجل کی مخلوق پر رحم کرنا رحم دلی ہے۔ ایسے ہی لوگوں پر اللہ عزوجل رحم فرماتا ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ جب تم کسی بھائی کو مکافات عمل میں اسیر دیکھو تو اس پر لعنت کر کے ابلیس کو خوشی کا موقع نہ دو بلکہ کہو! چاہیئے کہ الٰہی اس پر رحم و کرم فرما۔ الٰہی اس کی توبہ قبول فرما۔

حضرت امام شعبی نے بیان فرمایا کہ حضرت نعمان بن بشیر نے برسر منبر حمد و ثناء کے بعد فرمایا کہ میں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔

آپ نے فرمایا:۔

"مسلمانوں پر ضروری ہے کہ باہم ایک دوسرے کو نصیحت کریں اور ان میں ایک دوسرے کے لئے رحم دلی ایسی ہونی چاہیئے جیسے ایک جسم کے اعضا کا ایک دوسرے سے واسطہ ہوتا ہے یعنی جب کسی ایک حصے کو ایذا پہنچتی ہے تو تمام جسم درد میں شمار ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اس کے عضو سے تکلیف دُور ہو جاتی ہے۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایک رات کو پہرہ دے رہے تھے۔ ایک قافلہ پڑاؤ کئے ہوئے نظر پڑا تو سوچا کہ کہیں انہیں ڈاکو نہ لوٹ لیں، وہیں سے حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور فرمایا کہ اہل قافلہ نے ہنوز پڑاؤ کیا ہے۔ وہ تھکے ہارے ہیں۔ اگر سو گئے تو اندیشہ ہے کہ ڈاکو انہیں لوٹ نہ لیں لہٰذا ہم ان کے گرداگرد دونوں پہرہ دیتے ہیں۔ دونوں گئے اور اہلِ قافلہ سے چند قدم دُور بیٹھ کر تمام شب پہرہ دیتے رہے۔ جب صبح ہونے کو تھی تو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اُونچی آواز سے فرمایا اہلِ قافلہ اُٹھو اور نماز کے لئے تیار ہو جاؤ قافلہ والوں نے بیداری کا دم بھرا تو پھر دونوں صاحبوں نے واپسی کا دم لیا۔

رُحَمَآءُ بَیۡنَهُمۡ کی حقیقت منیفہ

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ تجھ پر اسلاف کی پیروی نہایت ضروری ہے کیونکہ اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی آپس کی رحم دلی کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔

اَشِدَّآءُ عَلَى الۡكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيۡنَهُمۡ وہ کفار پر سخت ہیں اور آپس میں مہربان ہیں۔

پھر صحابہ کرام علیہم الرضوان نہ صرف اہل اسلام کے لئے رحم دل تھے بلکہ اللہ عزوجل کی

ساری مخلوق کے لئے ان کے دلوں میں درد تھا۔ وہ تو ذمیوں پر بھی شفقت کا ہاتھ رکھا کرتے تھے۔ پھر وہ اہلِ اسلام کے لئے مشفق کیوں نہ ہوتے۔

یاد رہے ایک ذمی کافر بوڑھا جو دروازوں پر گداگری کر رہا تھا حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے اس حالت میں دیکھا تو فرمایا کہ ہم نے اس کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ اس لئے کہ جب یہ عالمِ شباب میں تھا تو ہم نے اس سے جزیہ وصول کیا۔ اور آج ہم نے اسے بوڑھا جانتے ہوئے ضائع کر دیا ہے۔ پھر حکم فرمایا کہ اس بوڑھے کو بیت المال سے اس کی گذر اوقات کا سامان دیا جایا کرے۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو کوہساروں کے مابین مارے مارے پھرتے دیکھا تو کہا اے امیر المومنین اس طرح پھرنا کیسا ہے؟ فرمایا کہ صدقہ یعنی بیت المال کا اُونٹ بھاگ گیا تھا اس کی تلاش میں سرگرداں ہوں۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ نے بعد میں آنے والے خلفاء کے لئے مشکل پیدا کر دی۔ تو فرمایا مجھے نہ کہیئے اے ابوالحسن! اس ذات کی قسم جس نے حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو منصبِ نبوت عطا فرمایا اگر فرات کے کنارے اُونٹ کا ایک بچہ بھی گم ہو گیا تو عمر محشر کے روز بارگاہِ ایزدی میں کیا جواب دے گا۔ جو حکمران اہلِ اسلام کے حقوق پائمال کر دیتا ہے۔ اس سے احترام دُور بھاگ جاتا ہے۔ اور مسلمانوں کو خوف زدہ کرنے والا فاسق بھی احترام کے لائق نہیں رہتا۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ میرے اُمت کے ابدال نماز روزے کی زیادتی کے سبب جنت میں داخل نہیں ہوں گے بلکہ ان کی دل سلامتی۔ سخاوتِ نفسی اور مسلمانوں کے ساتھ رحم دلی پر اللہ عزّ وجل ان پر اپنی رحم اور کرم وفضل فرمائے گا اور وہ بہشت میں داخل ہوں گے۔

حقوق المسلمین میں چار باتوں کا حصول

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور پُر نور شافع یوم النشور

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کے حقوق میں تجھ پر چار باتیں لازم و ملزوم ہیں وہ یہ ہیں۔

پہلی بات :۔ اپنے محسن کی استعانت کرنا۔

دوسری بات :۔ گناہ کار محسن کے لئے مغفرت کا طالب ہونا۔

تیسری بات :۔ تائب ہونے والوں کے ساتھ محبت سے پیش آنا۔

چوتھی بات :۔ جو توفیق سے محروم ہوں ان کے لئے دعا کرنا۔

حضرت سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضور خواجہ کونین نبی مکرم رسولِ معظم احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیتہ والثناء کو فرماتے ہوئے سنا کہ مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے چار باتیں واجب کرلے۔ اگر ان میں سے ایک بات کو بھی ترک کر دے گویا اس نے واجب حق کو ترک کر دیا۔ وہ چار باتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

پہلی بات :۔ جب وہ دعوت پر بلائے تو وہ دعوت قبول کرے۔

دوسری بات :۔ جب وہ بیمار ہو جائے تو تیمار داری کے لئے جائے۔

تیسری بات :۔ جب وہ انتقال کر جائے تو اس کی میت پر جائے۔

چوتھی بات :۔ جب وہ چھینک لے تو الحمد للہ کہے۔

تمام انبیاء کا بکریاں چرانا

مروی ہے کہ حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں۔ بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا گیا یا رسول اللہ آپ نے بھی بکریاں چرائی ہیں فرمایا ہاں میں نے بھی بکریاں چرائی ہیں۔

الحاصل الکلام

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے بکریاں چرانے میں یہ حکمت ہے کہ پہلے اللہ عزوجل انہیں جانوروں پر شفقت و مہربانی کے

تحت آزماتا ہے تاکہ ان میں مخلوق پر شفقت کا جذبہ پیدا ہو جائے۔ پھر انہیں جانوروں پر شفیق پاکر منصب نبوت کے ساتھ اولادِ آدم علیہ السلام کی دینی تربیت کے لئے بھیجتا ہے۔

مروی ہے کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام بارگاہِ رب العالمین جل مجدہ الکریم میں عرض کیا اے میرے پروردگار تو نے مجھے کس سبب سے اپنا صفی بنایا ہے۔ فرمایا اپنی مخلوق پر تیری شفقت کی وجہ سے۔ جب تم حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرایا کرتے تھے تو ان بکریوں میں سے ایک بکری بھاگ گئی تھی اور آپ سعی کمال کے ساتھ انہیں پکڑا اور گود میں لے کر اسے کہا تھا اے مسکین بکری تو نے مجھے بھی بھگا بھگا کر تھکا دیا اور خود بھی تھک ہار گئی۔ پس اپنی مخلوق کے ساتھ تیری اس شفقت و مہربانی کے سبب میں نے تجھے نبوت و کرامت کیلئے منتخب کر لیا۔

مخلوق کی خدمت کا صلہ

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

"جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی پردہ داری کرتا ہے تو اللہ عزوجل دنیا و آخرت میں اس کی پردہ داری کریں گے۔ اور جو شخص دنیا میں اپنے بھائی کی ایذا کو دور کرتا ہے تو اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ محشر کے روز اس کی تکلیف کو دور کریں گے۔ اور بندہ جب تک اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے تو اللہ عزوجل بھی اس کی مدد کرتا رہتا ہے۔"

علاماتِ مومن

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے اس وقت تک کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہ چیز پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم کا فرمانِ عظیم

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ۔
"اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ کسی ایسے شخص پہ رحم نہیں فرماتا جو رحم دل نہ ہو اور ایسے شخص کی بخشش نہیں فرماتا جو کسی کو درگذر نہیں کرتا۔ اور ایسے شخص کی توبہ قبول نہیں کرتا جو کسی کی توبہ پہ توجہ نہ کرے۔"

بعض صحابہ کرام نے بیان کیا کہ:۔
"اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ رحم کرنے والوں پہ ہی رحم فرماتا ہے تم زمین والوں پر رحم کرو اللہ عزّوجل تم پر آسمانوں میں رحم فرمائے گا۔"

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں بتایا گیا کہ انجیل میں مرقوم ہے کہ اے اولادِ آدم جس طرح تم رحم کرو گے اسی طرح تم پہ رحم کیا جائے گا۔ اگر تم بندگانِ الٰہی پہ رحم نہیں کرو گے تو اس سے رحم کی آس کیسے ہو سکتی ہے؟

مروی ہے کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچوں کے تعاقب میں بھاگ بھاگ کر ان سے چڑیاں لیکر یہ کہہ کر انہیں چھوڑ دیتے کہ جا عیش کر۔

حضرت شفیق زاہد کا بیان ہے کہ جب تو برائی کے ساتھ کسی کا ذکر کرتا ہے اور اس پہ رحم نہیں کرتا تو تیرا حال اس سے بھی بدتر ہوگا۔ اور جب تو کسی صالح آدمی کا ذکر کرتا ہے اس حال میں کہ اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ کی اطاعت کی حلاوت تو اپنے دل میں نہیں پاتا تو پھر تو ہی برا آدمی ہے۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام کا فرمان

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے سنا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام فرماتے تھے کہ اللہ عزّوجل کے ذکر کے علاوہ دوسرا تذکرہ زیادہ نہ کرو ورنہ تمہارا دل سخت ہو جائے گا اور سخت دل انسان اللہ عزّوجل سے دور ہو جاتا ہے۔ نیز تم لوگوں کے عیبوں کو مالکوں

کی طرح نہ دیکھو اور نہ جاننے کی سعی کرو بلکہ اس طرح دیکھو جیسا کہ تم ہی غلام ہو۔

اقسام الناس

جاننا چاہیئے کہ لوگ مندرجہ ذیل دو قسم کے ہیں۔

پہلی قسم :۔ آزمائش میں پھنسے ہوئے۔

دوسری قسم :۔ صاحبِ عافیت۔

تمہیں چاہیئے کہ مبتلائے آزمائش کی امداد کرو اور صاحبِ عافیت پر اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ کی حمد و ثناء کرو۔

حضرت ابوعبداللہ شامی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت طاؤس سے حاضری کے لئے اجازت طلب کی۔ تو ایک نہایت بزرگ ضعیف شخص باہر نکلا اور کہنے لگا کہ میں ہی طاؤس ہوں، میں نے کہا آپ ہی طاؤس ہیں؛ مگر اس کے تو حواس ہی جاتے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ عالم بدحواس نہیں ہوتا۔ پھر میں اندر چلا گیا تو مجھ سے فرمایا کہ کوتاہ سوال کرنا۔ میں نے کہا کہ اگر کوتاہ سوال کریں گے تو میں بھی کوتاہ جواب دوں گا۔ فرمایا اگر تو چاہے تو میں تورات انجیل اور قرآن مجید کو صرف تین جملوں میں بیان کر دوں۔ کہا ہاں ایسا ہی کریں تو میں خوشی کا اظہار کروں گا۔ فرمایا کہ :۔

پہلا جملہ :۔ اللہ عزوجل سے اس طرح ڈریئے کہ تجھے اس سے بڑھ کر اور کوئی خوف نہ ہو۔

دوسرا جملہ :۔ خوف سے بڑھ کر اس سے اُمید رکھ۔

تیسرا جملہ :۔ جو اپنی ذات کے لئے پسند کرے وہی دوسری ذات کے لئے پسند کر۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جو ان تین باتوں کو اپنا لیتا ہے گویا اس کا ایمان تکمیل پہ پہنچ جاتا ہے۔

پہلی بات :۔ عسرت کی حالت میں بھی فی سبیل اللہ خرچ کرنا۔

دوسری بات :۔ اپنی ذات سے انصاف کرنا۔

تیسری بات :۔ لوگوں پر سلام کرنا۔

حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ تین باتیں اللہ عزوجل کے ہاں پسندیدہ ہیں۔

پہلی بات :۔ طاقت رکھتے ہوئے بدلہ نہ لینا اور معاف کر دینا۔

دوسری بات :۔ ارادوں کی تکمیل میں میانہ روی اختیار کرنا۔

تیسری بات :۔ مخلوق خدا سے ہمدردی کرنا کیونکہ جو مخلوق خدا پر رحم کرتا ہے اللہ عزوجل اس پر رحم کرتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ حضرت سیدنا آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوۃ والسلام کو اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ نے چار چیزیں وحی کے ذریعہ بھیج کر فرمایا کہ تمہارے اور تمہاری اولاد کے لئے تمام بھلائیاں انہی میں موجود ہیں۔ ان میں سے ایک کا واسطہ میری ذات سے ہے اور دوسری کا واسطہ تیری ذات سے ہے اور تیسری کا واسطہ میرے اور تیرے مابین ہے اور چوتھی کا واسطہ تیرے اور لوگوں کے مابین ہے۔ وہ چاروں یہ ہیں:۔

پہلی بھلائی :۔ جس کا واسطہ مجھ سے ہے کہ تم میری ہی بات کرو اور کسی کو میرا شریک نہ بناؤ۔

دوسری بھلائی :۔ جس کا واسطہ تجھ سے ہے وہ تیرا عمل ہے اور میں تجھے اس عمل کی جزا اس وقت دوں گا جب تجھے اس کی سخت ضرورت ہوگی۔

تیسری بھلائی :۔ وہ جو تیرے اور میرے مابین ہے جب تو دعا مانگے گا تو میں اسے قبول کروں گا۔

چوتھی بھلائی :۔ جو تیرے اور لوگوں کے مابین ہے جو تو اپنے لئے پسند کرے وہی دوسروں کے لئے پسند کر۔

اور اللہ عزوجل ہی بہتر جاننے والا ہے۔

باب ۴۸

خشیتِ الٰہی کا اظہار

یاد رہے کہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، حضرت ابی ابن کعب اور حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نے مل کر حضور سید الانبیاء حبیبِ خدا احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم تمام لوگوں میں زیادہ عالم کون ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، عقل مند پھر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم سب سے زیادہ عابد کون ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا عقل مند۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم سب سے افضل کون ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا عقل مند۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کیا وہی عقل مند نہیں ہے جو بامروت ہو اور کمال فصاحت کا مالک ہو۔ جس کا ہاتھ سخی ہو۔ جس کا مقام و مرتبہ ارفع و اعلیٰ ہو۔ حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے آیۂ کریمہ تلاوت فرمائی۔

وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا　　اور یہ سب کچھ دنیاوی زندگی کا مال ہے اور
وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ　　تیرے رب کے ہاں آخرت اہلِ تقویٰ کیلئے ہے

پھر فرمایا کہ اہلِ تقویٰ اور پرہیزگار ہی عقل مند ہے چہ جائیکہ وہ مالی طور پر غریب ہی کیوں نہ ہو۔ پھر یہ کہ متقی وہ ہے جو اللہ عزوجل کے خوف کے سبب گناہوں سے اجتناب کرتا ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ جس نے اپنے اندر خوف و رجا محسوس کر لیا گویا اس نے مضبوط سہارا تھام لیا۔ منہیاتِ الٰہی سے اجتناب کرنا خوف کی نشانی ہے، جب کہ احکامِ الٰہی کی اتباع رجا کی نشانی ہے۔

بعض کے نزدیک خوف و رجا دو علامات میں منقسم ہے۔

پہلی علامت :۔ اللہ عزوجل کے پسندیدہ اعمال صرف منشائے الٰہی کے لئے کرنا۔ یہ رجا کی نشانی ہے۔

دوسری علامت :۔ منہیات الٰہی سے اجتناب کرنا۔ یہ خوف کی نشانی ہے۔

یاد رہے کہ جب حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ ہوا تو حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ حاضر ہو کر گویا ہوئے اے امیر المومنین آپ نے اس وقت اسلام قبول کیا جب کفار کی کثرت تھی۔ آپ نے اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شرکت کی جب کہ اکثر لوگ آپ کے ساتھ نہ تھے اور جب حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا تو آپ راضی تھے اور آپ کی خلافت پر کسی نے اعتراض نہ کیا۔ اور اب آپ شہادت کی موت کے درپے ہیں۔ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ کی ان باتوں میں کوئی خوش فہم ہی آسکتا ہے۔ اگر کائنات کی تمام چیزیں جن پہ سورج نکلتا ہے مجھے دی جائیں تو میں انہیں خوفِ قیامت میں فدیہ کر دوں۔

حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :۔

"مومن دو خوفوں کے مابین ہے ایک تو اُسے گذری ہو عمر کا خوف ہوتا ہے کہ نا معلوم اللہ عزوجل کیا فیصلہ فرمائیں گے دوسرا مستقبل کے متعلق کہ اللہ عزوجل کیا فیصلہ فرمائیں گے۔ لہٰذا بندے کو اپنی آخرت کے لئے اور زندگی سے موت کے لئے سامان حاصل کرنا چاہیئے کیونکہ بعد از موت کوئی معذرت قبول نہ ہوگی"۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے کہ اللہ عزوجل سبحانہٗ تبارک وتعالیٰ عزوجل فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں کبھی اپنے بندے پہ دو خوف اور دو امن ایک جگہ جمع نہیں کروں گا جو مجھ سے دُنیا میں خوف کھائے گا میں اسے اَمن دوں گا اور جو دُنیا میں مجھ سے خوف نہ کھائے گا میں اُسے محشر کے روز خوفزدہ کردوں گا۔

حضرت عمار بن منصور کا بیان ہے کہ میں عدی بن ارطاۃ کی مسند کے نزدیک بیٹھا تھا۔ انہوں نے کہا کیا تمہیں وہ حدیث سناؤں جس میں میرے اور حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین صرف ایک شخص کا تعلق ہے۔ عرض کیا گیا ہاں سنائیے۔ کہا حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ ساتویں آسمان میں ایسے فرشتے ہیں جو اپنی پیدائش کے وقت سے لے کر قیامت پر سر بسجود ہیں۔ اور خشیتِ الٰہی سے لرزاں ہیں وہ محشر کے روز سر سجدے سے اٹھائیں گے اور عرض کریں گے الٰہی تیری ذاتِ پاک ہے ہم نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا۔

یاد رہے کہ حضرت ابو میسرہ جب بستر پر لیٹتے تو فرماتے کہ کاش میری ماں مجھے نہ جنتی۔ بیوی کہنے لگی اے ابو میسرہ تحقیق اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ نے تجھ پر احسان فرمایا ہے اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دی ہے پھر ایسا کیونکر کہتے ہو؟ کہا اے بیوی جو تم نے کہا بجا ہے لیکن اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ نے ہمیں یہ تو ارشاد فرمادیا ہے کہ تمہیں جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ یہ تو نہیں فرمایا کہ میں تمہیں جہنم سے نکال لوں گا۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مجھے مقرب ملائکہ انبیاء و رسل علیہم السلام پر رشک نہیں کیونکہ قیامت کے دن یہ تمام حضرات پر بھی کپکپی طاری ہوگی۔ البتہ وہ قابلِ رشک ہے جو دنیا میں پیدا ہی نہیں ہوا۔

ایک دانا کا قول ہے کہ غم کھانا کھانے سے اور خوف گناہ سے روک دیتا ہے، پھر رجاء سے اطاعت میں طاقت پیدا ہوتی ہے۔ اور موت کے ذکر سے بے کار چیزوں سے واسطہ ختم ہوتا ہے۔

گناہوں کا جھڑ جانا

حضور سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

”مومن کا دل جب اللہ کے خوف سے کانپتا ہے تو اس کے گناہ درختوں کے خشک پتوں کی طرح جھڑ جاتے ہیں۔“

حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ کی آل کون ہیں؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا تمام مومن متقی میری آل ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ متقی لوگ ہی میرے دوست ہیں۔ اور تم میں سے کسی کو کسی پر فضیلت نہیں ماسوا اس کے کہ جو خشیتِ الٰہی رکھتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے کہ تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین چیزیں

ہلاک کرنے والی ہیں. نجات دینے والی چیزیں یہ ہیں۔

پہلی چیز :۔ رضا اور غصہ کے وقت بھی عدل کا قائم رہنا۔

دوسری چیز :۔ تنگ دستی اور خوشحالی میں میانہ روی اختیار کرنا۔

تیسری چیز :۔ ظاہر و باطن میں اللہ کا خوف دامن گیر ہونا۔

جو چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں وہ یہ ہیں۔

پہلی چیز :۔ حرص کی اطاعت۔

دوسری چیز :۔ خواہشات کی اتباع۔

تیسری چیز :۔ اپنی ذات پر اترنا۔

یاد رہے کہ حضرت ربیع بن خثیم خشیت الٰہی سے تمام رات روتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کی ماں نے انہیں تکلیف میں دیکھا تو فرمایا اے میرے بیٹے کیا تم سے کوئی قتل ہوا ہے؟ بیٹے نے کہا ہاں، ماں نے دریافت کیا وہ کون ہے؟ تاکہ ہم ان کے مالکان سے معذرت طلبی کریں واللہ جب وہ تیری اس حالت سے آگاہ ہوں گے تو وہ خود تجھے معاف کر دیں گے۔ ربیع نے کہا اماں: میں نے اپنے نفس کو ہلاک کیا ہے۔

علاماتِ خوف کا اظہار

حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ سات چیزوں سے علاماتِ خوف کا اظہار ہوتا ہے۔

پہلی چیز :۔ ان کا ظہور انسان کی زبان پر ہوتا ہے۔ تو اس کی زبان کو جھوٹ، غیبت اور بری باتوں سے روک دیتی ہے۔ اور اس کی زبان کو ذکرِ الٰہی۔ تلاوتِ کتابِ الٰہی اور علم کی باتوں میں مشغول کر دیتی ہے۔

دوسری چیز :۔ وہ اپنے پیٹ کے امراض میں خوف کھاتا ہے اور سوائے حلال اور پاک چیز کے اور کوئی چیز پیٹ میں نہیں جانے دیتا اور حلال بھی ضرورت کے مطابق کھاتا ہے۔

تیسری چیز :۔ وہ اپنی آنکھ کے معاملہ میں خوف کھاتا ہے۔ نہ ہی حرام کی طرف دیکھتا ہے

بلکہ وہ ہر چیز کو عبرت حاصل کرنے کے لئے دیکھتا ہے۔

چوتھی چیز: ۔ وہ اپنے ہاتھ معاملہ میں خوف کھاتا ہے تو اپنے ہاتھ کو حرام کی طرف نہیں بڑھاتا بلکہ اس کا ہاتھ طاعت الٰہی کے لئے بڑھتا ہے۔

پانچویں چیز: ۔ وہ اپنے پاؤں کے معاملے میں خوف کھاتا ہے اور معصیت الٰہی سے دُور رہتا ہے۔

چھٹی چیز: ۔ وہ اپنے دل سے اپنے بھائیوں کے لئے بغض و عناد اور حسد کو نکال دیتا ہے اور شفقت و ہمدردی سے معمور کر دیتا ہے۔

ساتویں چیز: ۔ وہ طاقت کے حکم میں خوفزدہ رہتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اس کی عبادت خاص طور پر اللہ عزّوجل کے لئے ہو۔ وہ اس میں دکھاوے سے اجتناب کرتا ہے۔

ان ساتوں اوصاف والے آدمی کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جن کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ عزّوجل ہے۔

وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۔ اور آخرت تیرے رب کے ہاں متقین کیلئے ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے۔

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ۔ تحقیق اہلِ تقویٰ کے لئے نجات ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ ۔ تحقیق پرہیزگار ہی امن والے مقام میں ہیں۔

اللہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین نے اپنی کتاب مبین میں جابجا پرہیزگاروں کی تعریف کی ہے اور انہیں بشارت سے نوازا ہے کہ وہ جہنم سے خلاصی حاصل کرنے والے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ عزّوجل ہے۔

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ۔ اور تم میں سے ہر ایک کا اس پر گذر ہوگا یہ آپ کے پروردگار کا حتمی فیصلہ ہے پھر ہم پرہیزگار لوگوں کو نجات عطا کریں گے اور ظالم گھٹنوں کے بل وہیں پڑے رہیں گے۔

حضرت فقیہہ نے اپنی سند کے ساتھ الوعوام سے بیان کیا، حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا کا مطلب کیا ہے؟ بتایا گیا کہ ہم تو

در در سے مراد دخول ہی لیتے ہیں۔ حضرت کعب نے کہا نہیں بلکہ در در کا مطلب ہے کہ جہنم کو انتہائی بدبودار حالت میں لایا جائے گا۔ حتیٰ کہ تمام مخلوق کے نیکوں اور بُروں کے وہاں پر قدم جمیں گے۔ پھر منادی ندا کرے گا۔ اے جہنم تو اپنے ساتھیوں کو لپیٹ میں لے لے اور میرے ساتھیوں کو چھوڑ دے۔ پھر جہنم اپنے ہر دوست کو اپنے اندر دھنسا لے گی اور جہنم اپنے ساتھیوں کو اس سے بڑھ کر جانتی ہے جس طرح کہ باپ اپنے بیٹے کو جانتا ہے۔ اور مومن کپڑا گیلا ہونے تک اس دیر سے پہلے نجات پا جائیں گے۔ اور جہنم کے نگہبان ملائکہ کے پاس لوہے کے گرز ہونگے جس سے وہ دوزخیوں کو اپنے اپنے حصے میں ہانکتے ہوئے لے جائیں گے۔ اور ایک ہی گرز سے سات لاکھ دوزخیوں کو دوزخ میں پھینک دیں گے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم ایک مرتبہ حضور سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے کہ مندرجہ ذیل آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ	اے لوگو! تم اپنے پروردگار سے ڈرو بے شک قیامت کا زلزلہ عظیم چیز ہے۔

تو حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں علم ہے کہ یہ کونسا دن ہے؟ عرض کیا گیا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہوا یہ وہ دن ہوگا جب اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ سبحانہ، فرمائے گا اے آدم کھڑے ہو جاؤ اور دوزخیوں کو دوزخ میں اور بہشتیوں کو بہشت میں بھیجو۔ اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ فرمائے گا کہ ہر ایک ہزار میں سے نو سو ننانوے (۹۹۹) کو دوزخ میں اور صرف ایک کو بہشت میں بھیجو پس جب صحابہ کرام نے یہ سنا تو رونا شروع کر دیا۔ پھر حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ بہشتیوں کی ایک تہائی تم ہی ہو گے اس پر صحابہ کرام نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ آپ نے پھر فرمایا کہ ہر پیغمبر علیہ السلام سے قبل جو جہالت کا زمانہ تھا یہ شمار انہی میں سے پورا کیا جائے گا۔ اگر جہالت کے زمانہ کے لوگوں سے یہ تعداد مکمل نہ ہوئی تو پھر منافقین سے مکمل کی جائے گی۔ اور دوسری تمام امتوں کے مقابلے میں تمہاری مثال اس کالے جیسی ہے جو اونٹ کے پہلو میں ہوتا ہے۔ پھر فرمایا میں امید رکھتا ہوں کہ بہشتیوں کی ایک تہائی تم ہی

ہو گے۔ اس پر صحابہ کرام نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ دو اور مخلوق ہیں وہ جس کے ساتھ ہوں گی وہی زیادہ ہوں گے، ایک مخلوق یاجوج ماجوج اور دوسری مخلوق جنّات۔ اور انسانوں میں وہ بھی جنہوں نے حالتِ کفر میں موت کا مزا چکھا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ کہیں اس قول سے کہ "آدمی اس کے ساتھ ہو گا جس کے ساتھ وہ اُنس و محبت کرتا ہے" تم دھوکے میں نہ پڑ جاؤ اس لئے کہ نیک لوگوں کی صحبت کا ان کے عمل کی اتباع کے بغیر کوئی فائدہ ہی نہیں جیسا کہ یہود و نصاریٰ لوز بدعتیوں کو اپنے نبی سے اُنس و محبت تو تھی مگر صحبت و اتباع نہیں تھی۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔

جس کا آج اور کل کا دن مساوی ہیں وہ نقصان میں ہے اور جس کا کل آج سے بُرا ہے وہ لعنتی ہے اور جس نے نیکی میں اضافہ نہ کیا تو وہ نقصان میں ہے اور جو نقصان میں ہے اس کا مرنا ہی بہتر ہے۔"

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ زمرد یا موتی کا بنا ہوا اللہ عزوجل کا ایک ایسا محل ہے جس میں ستّر ہزار گھر ہیں اور ہر گھر میں ستّر ہزار گھر ہیں جن میں صرف نبی صدیق۔ شہید۔ امام۔ عادل اور اپنے نفس پر حاکم شخص داخل ہوں گے دریافت کیا گیا کہ اپنے نفس پر حاکم ہونے سے کیا مُراد ہے؟ فرمایا وہ شخص جس پر حرام کو پیش کیا گیا مگر خشیتِ الٰہی کے موجب اس نے حرام سے منہ موڑ لیا۔

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے باپ سے سُنا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ہم بارگاہِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھے۔ پس آپ نے وعظ فرمایا تو ہمارے دل نرم ہو گئے، آنکھوں نے آنسو بہانے شروع کئے، اور ہم نے آپ کو جان لیا مگر جب میں اپنے گھر آیا تو میری بیوی میرے پاس آئی اور ہماری گفتگو شروع ہو گئی، تب مجھ سے وہ سب کچھ فراموش ہو گیا جو میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سُنا تھا اور میں دُنیا کی باتوں میں مگن ہو گیا تھا۔ پھر مجھے یاد آیا

کہ میں کن باتوں میں مگن ہو گیا ہوں۔ پھر میں نے دل ہی دل میں کہا کہ تو نے منافقت اختیار کرلی ہے۔ کیونکہ حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی مجلسِ پاک سے واپس ہوتے ہی ہر قسم کا خوف۔ رقت اور غم دور ہو گیا۔ پس یہ کہتا ہوا کہ حنظلہ نے منافقت اختیار کرلی۔ گھر سے نکلا تو راستے میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہو گئی تو فرمایا نہیں حنظلہ نے قطعاً منافقت اختیار نہیں کی۔ پھر میں نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم حنظلہ نے تو منافقت اختیار کرلی ہے۔ آپ نے فرمایا اے حنظلہ تم نے کس بات سے منافقت اختیار کی ہے۔ میں بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم جب ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں اور آپ ہمیں تبلیغ کرتے ہیں تو ہمارے دل نرم ہو جاتے ہیں۔ ہمارے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور ہم خود کو پہچان لیتے ہیں اور جب میں گھر لوٹ کر گیا تو دنیاوی گفتگو کرنے لگا اور پہلی حالت فراموش کر گیا جو آپ کے سامنے ہوتی تھی۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حنظلہ اگر تم پہلی حالت پر رہو تو تم سے ملائکہ مصافحہ کریں گے اور وہ گھروں اور بستروں میں تمہاری زیارت کریں گے۔ لیکن اے حنظلہ کچھ کم از کم.....

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور پُر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم سے مندرجہ آیۂ کریمہ:۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ — اور وہ لوگ جو دیتے ہیں تو ان کے دل کانپ رہے ہوتے ہیں۔

کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا اس سے مراد گناہ کر کے خشیتِ الٰہی رکھنے والے لوگ ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو نیکی کرتے ہیں پھر بھی خوف رکھتے ہیں کہ ان کا یہ عمل کہیں نامقبول ہو جائے۔

حضرت فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص نیک عمل کرتا ہے اسے چار چیزوں سے خائف کرنا چاہیئے تو پھر اس شخص کے بارے میں تو کیا گمان رکھتا ہے جو گناہ کرتا ہے جبکہ نیکی کے متعلق پہلا خوف یا ڈر صرف قبول نہ ہونے کا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے۔

إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ: بے شک اللہ عزوجل متقین سے ہی قبول فرماتا ہے

دوسرا ڈر یا خوف دکھلاوے کا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ عزّوجل ہے۔

وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ. اور انہیں تو صرف یہ امر کیا گیا ہے کہ وہ انتہائی اخلاص کے ساتھ اللہ عزّوجل کی عبادت کریں۔

تیسرا خوف قبولیت وحفاظت کا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ عزّوجل ہے۔

وَمَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ أَمْثَالِهَا جو شخص نیکی کے ساتھ آئے گا اس کیلئے اس کا دس گنا ہے۔

دار الآخرت یعنی آخرت کے گھر میں نیکی لانے کو شرط قرار دیا گیا ہے۔ چوتھا عبادت کے لئے توفیق ملنے پر خوف کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ عبادت توفیق مطابق ہوئی ہے یا نہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ عزّوجل ہے:۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْ إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيْبُ ط اور میری توفیق تو اللہ عزّوجل کی عنایت سے ہے اور اسی پر ہی میرا توکل ہے اور اسی کی طرف توجہ کرتا ہوں۔

باب ۴۹

ذکر الٰہی کا اظہار

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم احمد مجتبیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں ایسے بہترین عمل کے بارے میں آگاہ نہ کروں جو تمہارے مالک کے نزدیک بہت ہی پاکیزہ ہے جو تمہارے درجات کی رفعت کا موجب ہے جو تمہارے لیے سونا چاندی خرچ کرنے سے بھی بہتر ہے، اور وہ جہاد جس میں تم اپنے دشمنوں کی گردنیں کاٹتے ہو اس سے بھی بہتر ہے اور وہ تمہیں شہید کرتے ہیں اور یہ عمل ذکرِ الٰہی ہے۔

تین بہترین اعمال کا انکشاف

حضور سید عالم زرمجسم شفیع المذنبین انیس الغریبین رحمۃٌ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ تین اعمال سب اعمال سے برتر ہیں وہ یہ ہیں:

پہلا عمل: آدمی کا اپنے نفس سے انصاف کرنا۔

دوسرا عمل: اپنے بھائی کی مالی استعانت کرنا۔

تیسرا عمل: ذکرِ الٰہی کرنا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ بنی آدم کو عذابِ خداوندی سے ماسوئے ذکرِ الٰہی کے اور کوئی عمل نجات نہیں دلا سکتا۔ عرض کیا گیا۔ کیا اللہ کی راہ میں جہاد بھی نہیں فرمایا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے:

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ — اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا گیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم سب سے افضل کون سا عمل ہے۔ فرمایا سب سے افضل عمل یہ ہے کہ موت تک تیری زبان پر ذکرِ الٰہی جاری رہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جو شخص مخلوق کی بہ نسبت ذکرِ الٰہی سے مانوس نہیں۔ بیشک اس کا عمل قلیل ہے اور اس کا دِل اندھا ہے اور اس کی عمر ضائع گئی۔

حضور سید العالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"ذکرِ الٰہی ایمان کی نشانی ہے

ذکرِ الٰہی منافقت سے براُت ہے

ذکرِ الٰہی شیطان سے تحفظ ہے۔

ذکرِ الٰہی دوزخ سے بچانے کا قلعہ ہے"

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام جو حضرت ذکریا علیہ السلام کے بیٹے تھے کو اللہ عزّوجل نے بنی اسرائیل کی طرف بھیجا تو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو پانچ باتوں کی تاکید کریں اور ہر بات انہیں مثال دے کر سمجھائیں۔ وہ پانچ باتیں مندرجہ ذیل ہیں:

پہلی بات: آپ نے انہیں امر کیا کہ اللہ کی عبادت کیجئے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنایئے اور انہیں مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ شرک کی مثال اس طرح ہے جیسے کوئی شخص اپنے ذاتی مال سے کوئی غلام خریدے پھر اُسے رہنے کے لیے مکان دے اور اس سے اپنی لونڈی کا نکاح کر دے اور مال دے کر کہے کہ تجارت کیجئے اور خورد و نوش کیجئے پھر جو بچ جائے وہ مجھے دے دیجئے مگر غلام نے یہ کیا کہ وہ تھوڑا سا مالک کو دے دیتا اور باقی اپنے دشمن کی نذر کر دیتا۔ اب غور فرمایئے کہ ایسے غلام سے کون راضی ہو سکتا ہے۔

دوسری بات: آپ نے انہیں نماز کا حکم کیا اور سمجھانے کے لیے یہ مثال دی

کہ ایک شخص بادشاہ کے دربار میں حاضری کے لیے اجازت طلب کرتا ہے۔ جب وہ حاضر ہو جاتا ہے تو بادشاہ اس کی طرف توجہ کرتا ہے تاکہ اس سے بات سُنے اور اس کی حاجت پوری کرے مگر وہ شخص کمال بے نیازی سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگ جائے اور اپنی ضرورت کی درخواست ہی نہ کرے تو پھر بھی بادشاہ اس سے منہ پھیر لے گا اور اس کی ضرورت پوری نہیں کرے گا۔

تیسری بات: آپ نے انہیں روزے کا حکم دیا اور مثال دے کر فرمایا کہ، روزہ دار اس شخص کی طرح ہے جو ہتھیار بند ہو کر اور زرہ پہن کر جہاد کے لیے جاتا ہے تو پھر نہ دشمن اس تک پہنچ سکتا ہے اور نہ ہی دشمن کا اوزار کام دے سکتا ہے۔

چوتھی بات: آپ نے انہیں صدقہ دینے کا حکم کیا اور مثال دی کہ صدقہ دینے والے کی مثال اس شخص جیسی ہے جسے دشمن قید کرے اور پھر مخصوص رقم پر اپنی رہائی کا سودا کرے اور پھر اپنی کمائی سے تھوڑا تھوڑا ادا کرتا رہے یہاں تک کہ خود آزاد کرائے۔

پانچویں بات: آپ نے انہیں ذکرِ الٰہی کرنے کا حکم کیا اور فرمایا کہ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی قوم پر دشمن حملہ آور ہوا ہو اور وہ قوم قلعہ بند ہو کر دشمنوں کے لیے دروازے بند کر دے اور اپنی جان کی حفاظت کرے۔

پھر حضور سیّد الانبیاء محبوبِ خدا خواجۂ ہر دو سرا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان ذکر کی گئی پانچ باتوں کے ساتھ ساتھ تمہیں اور پانچ باتوں کا بھی حکم دیتا ہوں جن پر عمل کرنے کا حکم اللہ عزّ وجل کی طرف سے ہے۔ وہ پانچ باتیں یہ ہیں:

پہلی بات: جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا۔

دوسری بات: فرمان سُن کر اس پر عمل پیرا ہونا۔

تیسری بات: دین کی خاطر ہجرت کرنا۔

چوتھی بات: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

پانچویں بات: جو شخص نادانوں کی طرح چیخے گا وہ دوزخ کی نچلی سطح میں ڈالا جائے گا۔

ذکر الٰہی کی برکات و حسنات

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ جس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا اس کے لیے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور تکبیر زمین و آسمان کے درمیان خلا کو پُر کر دیتی ہے اور تسبیح الٰہی کے ثواب تک تو ماسوا علم الٰہی کے دوسرا نہیں پہنچ سکتا۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّ وجل ہے:

"جب میرا بندہ مجھے دِل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اُسے دِل میں یاد کرتا ہوں، جب وہ مجھے خلوت میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اُسے خلوت میں یاد کرتا ہوں اور جب وہ مجھے جلوت میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اُسے جلوت میں یاد کرتا ہوں نیز جو مجھے بستر پر لیٹ کر یاد کرتا ہے اور پھر سو جاتا ہے تو وہ جاگنے تک ذاکرین میں لکھا جاتا ہے۔"

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ اللہ عزّ وجل تبارک و تعالیٰ کا ذکر اس کی مغفرت و عفو ہے جب بندہ اللہ عزّ وجل کا ذکر کرتا ہے تو اللہ عزّ وجل اُسے اپنی مغفرت کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔

حضرت شیرِ خدا کا فرمانِ عظیم

حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ذکر دو ذکروں کے درمیان ہے اور اسلام دو تلواروں کے درمیان ہے۔ گناہ دو فرضوں کے درمیان ہے۔

یہ قول کہ ذکر دو ذکروں کے درمیان ہے اس سے یہ مُراد ہے کہ بندہ اس وقت تک اللہ عزّ وجل کے ذکر پر قادر نہیں ہوتا جب تک کہ اللہ عزّ وجل اُسے یاد کرنے کی توفیق نہ دے اور جب وہ ذکرِ الٰہی کرتا ہے تو اللہ عزّ وجل اپنی بخشش و کرم کے ساتھ اس کا ذکر کرتا ہے اور یہ کہنا کہ اسلام دو تلواروں کے درمیان ہے۔ اس سے مراد یہ ہے

بندہ جب تک مسلمان نہ ہو تو وہ بھی اس کے ساتھ قتال ہے اور اگر اسلام سے سرکشی کرے پھر بھی اس کی سزا قتل ہے اور یہ کہنا کہ گناہ دو فرائض کے درمیان ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ بندہ پر فرض ہے کہ وہ گناہ نہ کرے اور اگر گناہ کرے تو پھر توبہ کرے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آیۂ کریمہ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ وہ شیطان ہی ہے جو نائم علی القلب ہے۔ پھر بندہ جب ذکرِ الٰہی کرتا ہے تو وہ دُور ہو جاتا ہے مگر جب غافل ہو جاتا ہے تو وہ وسواس میں مبتلا کر دیتا ہے۔

حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"ہر چیز کو صیقل کرنے کے لیے ایک چیز ہوتی ہے اور دل کو صیقل کرنے کے لیے ذکرِ الٰہی ہے۔"

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور السَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ اب یہ جگہ میرے رہنے کی نہیں رہی اور جب کھانا کھانے سے پہلے بِسْمِ اللہِ پڑھتا ہے تو شیطان کہتا ہے یہاں نہ تو رہنے کی جگہ ہے اور نہ خورد و نوش کی جگہ ہے۔ پھر سر میں خاک ڈال کر بھاگ جاتا ہے۔

حضرت اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب تم میں سے کوئی شخص بھی کھانا کھائے تو بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھے اگر وہ ابتداء میں بھول جائے تو وہ آخر میں پڑھے۔"

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ:

"جب کوئی کھانا کھاتا ہے اور بسم اللہ شریف نہیں پڑھتا تو شیطان اس کے ساتھ کھاتا ہے اور جب وہ پڑھ لیتا ہے تو شیطان کھانے سے رُک جاتا ہے اور کھایا ہوا اُگل دیتا ہے پھر کھانا بالکل تازہ ہو جاتا ہے۔"

حضرت ابو محمد تابعی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ شیطان ملعون نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا۔ اے الہ العالمین تو نے بنی آدم کے لیے ایسے مکانات بنائے ہیں جن میں وہ تجھے یاد کرتے ہیں مگر میرا گھر تو نے کون سا بنایا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّ وجل ہوا تیرا گھر حمام ہے۔

شیطان کہنے لگا کہ تو نے بنی آدم کے لیے مجلس قائم کی ہیں مگر میری مجلس کون سی ہے۔

فرمایا تیری مجلس بازار ہے۔

شیطان نے کہا کہ تو نے بنی آدم کے لیے تلاوت مقرر کی ہے مگر میری تلاوت کیا ہے؟

فرمایا شعر پڑھا کر۔

شیطان نے کہا کہ تو نے بنی آدم کے لیے حدیث مقرر کی ہے، مگر میں کیا بولوں؟

فرمایا تو جھوٹ بولا کر۔

شیطان نے کہا کہ تو نے بنی آدم کے لیے اذان مقرر کی ہے، مگر میری اذان کیا ہے؟

فرمایا تیری اذان گانا بجانا ہے۔ دومنہ والے ڈھول اور سارنگی۔

شیطان نے کہا تو نے بنی آدم کے لیے قاصد مقرر کیے ہیں۔ میرا قاصد کون ہے؟

فرمایا جادوگر تیرے قاصد ہیں۔

شیطان نے کہا تو نے بنی آدم کے لیے کتاب نازل کی ہے اور میری کتاب کیا ہے؟

فرمایا تیری کتاب تصویر ہے جو لوگ ہاتھ سے بناتے ہیں۔

شیطان نے کہا تو نے بنی آدم کے لیے شکارگاہیں بنائی ہیں۔ میری شکارگاہ کون سی ہے؟

فرمایا تیری شکار گاہ عورتیں ہیں۔

شیطان نے کہا تو نے بنی آدم کے لیے کھانا بنایا ہے مگر میرا کھانا کیا ہے؟

فرمایا وہ چیز جس پر میرا نام نہ لیا گیا ہو۔

شیطان نے کہا تو نے بنی آدم کے لیے مشروب مقرر کیا ہے مگر میرا مشروب کیا ہے؟

فرمایا شراب تیرا مشروب ہے جو نشہ دیتی ہے۔

جاننا چاہیئے کہ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہو کر گویا ہوا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمایئے تو آپ نے فرمایا پانچ باتیں ذہن نشین کیجئے جو یہ ہیں:-

پہلی بات: اپنی زبان کی محافظت کرنا تاکہ مخلوق خدا تیری زبان سے نجات پائے اور تجھے عذابِ الٰہی سے خلاصی حاصل کی۔

دوسری بات: اللہ عزوجل نے جو تیرے ساتھ روزی دینے کا عہد کیا ہے اس کی تصدیق کرتا کہ تو پختہ مومن بن جائے۔

تیسری بات: مرنے کے لیے ہر وقت تیار رہ ایسا نہ ہو کہ تو غفلت کی نیند سو جائے۔

چوتھی بات: تیرے اوپر جو کچھ مصیبت آئے اسے تقدیر الٰہی منسوب کر۔ اور اس پر مخلوق کو ملامت نہ کر۔

پانچویں بات: ذکرِ الٰہی ہر وقت زیادہ سے زیادہ کرتا کہ تو بُرائیوں سے نجات پا جائے۔

یاد رہے کہ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو دُنیا کی باتوں میں مگن پایا تو کچھ دیر کے بعد فرمایا کہ کیا تو اسی گفتگو سے ثواب کا اُمیدوار ہے۔ وہ کہنے لگا نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تو اس کے عذاب سے محفوظ ہو جائے گا۔ وہ کہنے لگا نہیں۔ آپ نے فرمایا تو پھر تو ایسی باتیں کیونکر کرتا ہے جس میں نہ ثواب ہے اور نہ ہی عذاب سے

نجات پانے کی اُمید ہے۔ تم پر لازم ہے کہ ذکر الٰہی کو لازم و ملزوم کرے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ :

"تمام انبیائے کرام علیہم السلام پر نازل کی گئی کتب میں اللہ عزّ وجل کا یہ فرمان موجود ہے کہ جو شخص میرے ذکر میں مشغول ہونے کے سبب مجھ سے کچھ بھی طلب نہ کر سکا تو میں اُسے مانگنے والے سے بھی بڑھ کر عنایت کروں گا"

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جس گھر میں اللہ عزّ وجل کا نام پاک کا ذکر ہوتا ہے وہ آسمان والوں کے لیے ایسے روشن ہوتے ہیں جیسے اندھیرے گھر چراغ سے روشن ہوتے ہیں اور جو گھر ذکرِ الٰہی سے محروم ہوتا ہے اور اپنے رہنے والوں کے لیے اندھیر کوٹھڑی بن جاتا ہے۔

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا۔ اے اللہ العالمین میں کس طرح پہچانوں کہ تیرا محبوب کون ہے اور کون مبغوض ہے۔ فرمایا۔ اے موسیٰ میں جس بندے سے محبت کرتا ہوں تو اس میں دو نشانیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ عرض کیا اے اللہ العالمین وہ کیا نشانیاں ہیں۔ فرمایا پہلی نشانی تو یہ ہے کہ میں اُسے اپنے ذکر میں مشغول کر دیتا ہوں اور پھر وہ زمین و آسمان کی شہنشاہیت میں اس کا تذکرہ عام کر دیتا ہوں اور وہ میرے حرام کیے ہوئے کاموں میں لگ کر میری ناراضگی کو دعوت دیتا ہے اور پھر وہ میرے عذاب اور سختی کا حقدار بن جاتا ہے۔

حضرت ابوالملیح نے اپنے باپ سے بیان کیا کہ ایک صحابی حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سواری پر سوار تھا۔ سواری کا پاؤں پھسل گیا۔ صحابی نے کہا شیطان کا بُرا ہوا۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ نہ کہیئے کہ شیطان کا بُرا ہوا۔ اس طرح تو وہ اس قدر پھول جاتا ہے کہ مکان کی طرح ہو جاتا ہے بلکہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اس طرح وہ مکھی کی طرح چھوٹا سا ہو جاتا ہے۔

حضرت جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا مجلس کا کفارہ یہ ہے کہ جب کوئی مجلس سے اُٹھنے کا ارادہ کرے تو کہے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ۔

اے اللہ تیری ذات پاک ہے اور میں تیری ہی تعریف کرتا ہوں۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔

اگر یہ مجلس ذکر تھی تو پھر یہ کلمات محشر کے دن اس کے سر پر سایہ کیے ہوں گے اور اگر یہ بُری مجلس تھی تو پھر یہ کلمات اس کی پہلی گفتگو کے لیے کفارہ ہو جائیں گے۔

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ میں نے مکہ میں سالم بن عبداللہ کے بھائی سے ملاقات کی۔ وہ اس وقت اپنے دادا حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کر رہے تھے۔

حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جو بازار میں داخل ہو اور کہے:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں اور ملک اسی کے لیے ہے اور ہر طرح کی تعریف۔ وہی زندگی اور موت دیتا ہے اور وہ زندہ ہے اُسے موت نہیں اسی کے ہاں بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

تو اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ اس کے حق میں دس نیکیاں لکھ دیتے ہیں اور دس گناہ مٹا دیتے ہیں اور اس قدر ہی درجات بلند فرما دیتے ہیں۔

حضرت محمد بن واسع کا بیان ہے کہ میں نے خراسان آکر قتیبہ بن مسلم سے ملاقات کی اور کہا کہ میں تمہارے لیے ایک تحفہ لایا ہوں۔ پھر میں نے اُسے مذکورہ حدیث سنائی، تو پھر قتیبہ ہر روز سواری پر بازار جاتے اور یہ کلمات پڑھ کر واپسی کا دم لیتے۔

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ اللہ عزّ وجل کا ذکر تمام عبادات سے افضل ہے اس لیے کہ اللہ عزّ وجل نے تمام عبادات کی مقدار اور ان کے لیے وقت کا تعین فرما دیا ہے مگر اللہ کے ذکر کی نہ مقدار ہے اور نہ ہی وقت کا تعین ہے۔ پس گنتی کے بغیر ہی کثرت کا حکم ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّ وجل ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا۔ اے ایمان والو کثرت سے ذکر الٰہی کیا کرو۔

یعنی ہر حال میں اللہ عزّ وجل کو یاد کیا کرو، اس کی شرح یوں ہے کہ بندہ کی چار حالتیں ہوتی ہیں وہ یہ ہیں:

پہلی حالت: بندہ اطاعت میں ہوتا ہے۔

دوسری حالت: بندہ معصیت میں ہوتا ہے۔

تیسری حالت: بندہ نعمت و خوشی میں ہوتا ہے۔

چوتھی حالت: بندہ سختی و تکلیف میں ہوتا ہے۔

بندہ اگر اطاعت میں ہو تو اسے ذکر الٰہی کی مزید توفیق اور اس کی قبولیت کی دُعا کرنی چاہیئے۔

بندہ اگر معصیت میں ہو تو اُسے توبہ اور معصیت سے رُکنے کی دُعا کرنی چاہیئے۔

بندہ اگر نعمت میں ہو تو اسے شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔

بندہ اگر سختی میں ہو تو اسے صبر کے ساتھ پروردگار عالم کو یاد کرنا چاہیئے۔

پانچ پسندیدہ باتوں کا حصول

جاننا چاہیئے کہ ذکر الٰہی میں پانچ پسندیدہ باتیں ہیں:

پہلی بات: رضائے خداوندی ہے۔

دوسری بات: حرص زیادہ ہو جاتی ہے۔
تیسری بات: شیطان سے حفاظت ہو جاتی ہے۔
چوتھی بات: دل میں نرمی پیدا ہو جاتی ہے۔
پانچویں بات: گناہوں سے تلافی ہو جاتی ہے۔
اللہ عزوجل ہی بہتر جاننے والا ہے۔

باب ۵۰

دُعا کا اظہار

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جو پانچ چیزیں حاصل کرلے، وہ پانچ چیزوں سے محروم نہیں رہے گا۔ وہ یہ ہیں :

پہلی چیز

جسے شکر کی توفیق مل گئی وہ مزید نعماء سے محروم نہیں رہے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے :

وَلَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ. اگر تم میرا شکر کرو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا۔

دوسری چیز

جسے توبہ کی توفیق حاصل ہوگئی۔ وہ توبہ کی قبولیت سے محروم نہیں رہے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے :

وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ. اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

تیسری چیز

جسے صبر کی توفیق مل گئی۔ وہ اجر سے محروم نہیں رہے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے :

إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ. اللہ عزوجل صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر دیتا ہے۔

چوتھی چیز

جسے مغفرت طلبی کی توفیق حاصل ہوگئی تو وہ بخشش سے محروم نہیں رہے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّ وجل ہے:۔

اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا۔ تم اپنے پروردگار سے بخشش طلب کرو بیشک وہی مغفرت کرنے والا ہے۔

پانچویں چیز

جسے دُعا کی توفیق مل گئی تو وہ قبولیت سے محروم نہیں رہیگا۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّ وجل ہے:

اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ تم مجھ سے دُعا مانگو میں تمہاری دُعا قبول کروں گا۔

اور چھٹی چیز یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ جسے اللہ عزّ وجل کے راستہ میں خرچ کرنے کی توفیق مل گئی تو وہ اس کے اجر سے محروم نہیں رہے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّ وجل ہے:

وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ اور جو کچھ تم خرچ کروگے تو وہ اس کا بدلہ دے گا۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سیّد عالم نور مجسّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"مسلمان جو بھی دُعا کرتا ہے وہ ضرور قبول ہوتی ہے یا تو وہ دُنیا میں ہی قبول ہو جاتی ہے یا پھر آخرت میں اس کے حساب میں جمع کی جاتی ہے یا پھر اس کی دُعا کی مقدار برابر اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں بشرطیکہ وہ دُعا گناہ کے لیے یا قطع رحمی کے لیے نہ ہو۔"

حضرت یزید رقاشی نے بیان کیا کہ اللہ عزّ وجل محشر کے روز بندہ کی مانگی ہوئی تمام دعاؤں کو اس کے رُوبرو کر دیں گے جو اس نے دُنیا میں مانگی تھیں لیکن وہ قبول نہ ہوئی تھیں۔ پھر اللہ عزّ وجل اپنے بندے سے فرمائیں گے کہ تو نے فلاں روز جو دُعا مانگی تھی جسے میں نے تمہارے

لیے روک لیا تھا تو یہ ثواب اس دُعا کا ہے پس بندے کو اس کی تمام دُعاؤں کا ثواب دیا جائے گا اور بندہ یہ تمنا کرے گا کہ کاش دُنیا میں میری کوئی دُعا قبول نہ ہوتی۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"دُعا عبادت ہے۔"

پھر آپ نے یہ آیۂ کریمہ پڑھی:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ۝

اور فرمایا تمہارے پروردگار نے تم مجھے پکارو میں قبول کروں گا اور وہ لوگ جو سرکشی کرتے ہیں۔ میری عبادت سے عنقریب وہ خوار ہو کر دوزخ میں داخل ہوں گے۔

حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ:

"ہر نیکی کے ساتھ اتنی دُعا کافی ہوتی ہے جتنا کھانے میں نمک ہوتا ہے۔"

حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"بندہ اس وقت تک خیر پر قائم رہتا ہے جب تک وہ جلدی نہیں کرتا۔

عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی میں پڑ جانا کیسا ہے؟ فرمایا

بارگاہِ خداوندی میں دُعا کر کے پھر کہے قبول نہیں ہوئی۔"

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت ابوعثمان ہندی مریض تھے اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کی تیمارداری کے لیے گئے تو ابوعثمان سے کہا گیا کہ بارگاہِ الٰہی میں دُعا کیجئے کیونکہ آپ کو علم ہے کہ بیمار کی دُعا بہت جلد قبول ہوتی ہے۔ اس پر ابوعثمان نے حمد باری تعالیٰ عزوجل کے بعد قرآن مجید کی چند آیۂ کریمہ تلاوت کیں اور درود شریف پڑھ کر پھر ہاتھ اُوپر اُٹھائے تو ہم نے بھی اپنے ہاتھ اُوپر اُٹھائے اور دُعا مانگی پھر جب دُعا ختم کر کے ہم نے اپنے ہاتھ نیچے کئے تو انہوں نے فرمایا تمہیں بشارت ہو۔ واللہ! اللہ عزوجل نے تمہاری دُعا قبول فرما لی ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ آپ اللہ عزوجل کے معاملہ میں قسم کھا رہے

ہیں۔ فرمایا ہاں۔ اور فرمایا اے حسن! جب تم کوئی حدیث بیان کرتے ہو تو میں تمہاری تصدیق کرتا ہوں۔ پھر میں اللہ عزّ وجل کے فرمان:

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ تم مجھے پکارو میں تمہاری دُعا قبول کرتا ہوں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے دریافت کیا کہ الٰہی وہ کون سا وقت ہے جس میں دُعا مانگوں اور تو اُسے قبول فرمالے۔ اللہ عزّ وجل نے فرمایا:

"تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا پروردگار ہوں جب بھی تو دُعا کرے گا میں قبول کروں گا۔"

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے دوبارہ یہی سوال کیا تو فرمایا کہ:

"آدھی رات کے وقت دُعا مانگا کرو۔ میں اُس وقت چُنگی لینے والے کی دُعا بھی قبول کرتا ہوں۔"

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا قبرستان جارہی تھیں کہ سامنے سے ایک شخص آکر عرض گزار ہوا کہ آپ میرے لیے دُعا کریں۔ حضرت رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا نے دُعا کی کہ اللہ عزّ وجل تم پر رحم فرمائے۔ تم اللہ عزّ وجل کی اطاعت کے لیے تیار ہو جاؤ اور اسی سے طلب کرو۔ کیونکہ جب پریشان حال اُسے پکارتے ہیں تو وہ اُن کی دُعا قبول کرتا ہے۔

حضرت مالک بن حارث نے بیان کیا کہ اللہ عزّ وجل نے فرمایا کہ:

"جو شخص میرے ذکر میں مشغول ہونے کی وجہ سے مجھ سے سوال نہیں کرتا تو میں اُسے دوسرے سائلوں سے زیادہ مرحمت فرماتا ہوں۔"

حضرت صالح بن یسار نے بیان کیا کہ اللہ عزّ وجل کا ارشاد ہے کہ:

"تم لوگ دُعا مجھ سے مانگتے ہو لیکن تمہارے دل دوسری جگہ ہوتے ہیں اس جھوٹے طریقے سے تمہیں کیا ملے گا۔"

کسی دانشور سے عرض کیا گیا کہ ہم دُعا مانگتے ہیں لیکن وہ قبول نہیں ہوتی جب کہ

ارشاد باری تعالیٰ عزّ وجل ہے:

"تم مجھ سے مانگو میں تمہاری دُعا قبول کروں گا۔"

دانشور نے کہا کہ تمہاری سات باتیں ایسی ہیں جو تمہاری دُعاؤں کو آسمانوں تک جانے سے روک دیتی ہیں۔ عرض کیا وہ کون سی باتیں ہیں؟ فرمایا وہ سات باتیں یہ ہیں:

پہلی بات: تم نے اپنے پروردگار کو ناراض کر دیا ہے اور اُسے خوش کرنے کی سعی نہیں کرتے یعنی تمہارے بُرے اعمال کے سبب سے اللہ عزّ وجل تم سے ناراض ہے اور تم نہ تو یہ عمل ترک کرتے ہو اور نہ ہی نادم ہوتے ہو۔

دوسری بات: تم یہ کہتے ہو ہم اللہ عزّ وجل کے غلام ہیں لیکن غلاموں جیسے کام نہیں کرتے یعنی غلام تو وہ کام کرتا ہے جو اس کا مالک اُسے حکم کرتا ہے۔ دیگر وہ کوئی عمل نہیں کرتا۔

تیسری بات: تم تلاوتِ قرآن مجید تو کرتے ہو مگر اس کی عظمت کو مدِّنظر نہیں رکھتے اور نہ ہی اس میں غور و فکر کرتے ہو اور نہ ہی اس میں موجود احکاماتِ الٰہی بجا لاتے ہو۔

چوتھی بات: تمہارا یہ قول ہے کہ ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے ہیں مگر آپ کی سنّت پر نہیں چلتے یعنی تم حلال و حرام میں تمیز نہیں کرتے اور ان سے اجتناب نہیں کرتے۔

پانچویں بات: تمہارا یہ کہنا ہے کہ اللہ عزّ وجل کے نزدیک دُنیا کی قدر مچھّر کے پَر کے برابر بھی نہیں ہے پھر تم اس کی خواہش کرتے ہو۔

چھٹی بات: تمہارا یہ کہنا ہے کہ دُنیا فانی ہے مگر تم اس میں عمل ایسے کرتے ہو جیسا کہ تم نے یہیں رہنا ہے۔

ساتویں بات: تمہارا یہ قول ہے کہ آخرت دُنیا سے بہتر ہے مگر آخرت طلبی میں کوشش نہیں کرتے اور آخرت کے مقابلے میں دُنیا کو مرغوب جانتے ہو۔

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو دُعا مانگتا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے بطن کو حرام سے پاک رکھے کیونکہ حرام ہی دُعا کے مقبول ہونے میں

رکاوٹ ہے۔

دُعا کی مقبولیت میں رازِ اُخروی

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا۔

"اے سعد حرام سے پرہیز کیا کرو کیونکہ حرام کا ایک لقمہ بھی پیٹ میں چلا جائے تو چالیس روز تک اس کی دُعا کو شرفِ قبولیت حاصل نہیں ہوتا۔ فقیر یہ کہ دُعا گو عجلت نہ کرے۔ بیشک دُعا گو جب بھی دُعا کرتا ہے تو پروردگارِ عالم اس کی دُعا کو ضرور شرفِ قبولیت عطا فرماتا ہے، مگر کبھی اس وقت اور کبھی دوسرے وقت اور کبھی آخرت میں اس کی دُعا قبول ہوتی ہے لیکن دُنیا میں قبول نہیں ہوتی ہے۔"

حدیث شریف میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کی قوم کی ہلاکت کے لیے دُعا کی اور حضرت ہارون علیہ السلام نے آمین کہی، تب اللہ عزّ و جل تبارک و تعالیٰ سبحانہٗ نے ان دونوں کی جانب وحی فرمائی کہ میں نے تمہاری دُعا کو شرفِ قبولیت بخشا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ دُعا کی قبولیت کا اظہار چالیس برس کے بعد ہوا۔

حضرت یزید رقاشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"اللہ عزّ و جل سبحانہٗ تبارک و تعالیٰ جب اپنے بندے سے محبت کرتا ہے تو اُسے تکالیف میں مبتلا کر دیتا ہے جس طرح کسی مسافر اُونٹ کو پانی کے حوض سے بھگا دیا گیا ہو۔ پھر وہ شخص آسمان والوں میں رحم کے قابل ہو جاتا ہے پھر وہ جو دُعا مانگتا ہے تو تینوں صورتوں میں سے کسی ایک شکل میں

اس کی دُعا قبول کی جاتی ہے۔

کسی دانشور کا قول ہے کہ چار شخص ایسے ہیں جو بدنصیب ہیں۔

پہلا شخص: جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود بھیجنے میں بُخل سے کام لے۔

دوسرا شخص: جو مؤذن کی اذان کا جواب نہ دے۔

تیسرا شخص: جس سے کوئی بھلائی میں تعاون کے لیے کہے اور تعاون نہ کرے۔

چوتھا شخص: وہ شخص جو بعد از نماز اپنے لیے اور دوسرے مومنین کے لیے دُعا نہ کرے۔

حضرت عبداللہ انطاکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پانچ چیزیں دل کی دوا ہیں:

پہلی چیز: صالحین کی صُحبت اختیار کرنا۔

دوسری چیز: قرآن مجید کی تلاوت کرنا۔

تیسری چیز: پیٹ کو حرام چیزوں سے خالی رکھنا۔

چوتھی چیز: رات کو قیام کرنا۔

پانچویں چیز: بارگاہ الٰہی میں صُبح کے وقت آہ وزاری کرنا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"جب تم بارگاہِ خداوندی میں سوال کرو تو ہاتھوں کو سیدھا رکھا کرو۔ اس سے اُلٹے ہاتھ کر کے نہ مانگو پھر سوال کر کے اپنے ہاتھوں کو چہرے پر پھیرا کرو۔"

اور پھر اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے۔

باب ۵۱

تسبیحات کا اظہار

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دو جملے ایسے ہیں جو زبان پر تو ہلکے پھلکے ہیں مگر وزن میں بھاری ہیں اور یہ دو جملے بارگاہِ الٰہی میں بہت ہی مرغوب ہیں وہ یہ ہیں:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ط

حضرت خالد بن عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ایکدفعہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات ہماری قوم میں تشریف لائے اور فرمایا کہ تم لوگ اپنی ڈھالیں لے لو۔ بارگاہِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کوئی دشمن آگیا ہے۔ فرمایا نہیں! بلکہ نار سے بچنے کے لیے ڈھال لے لیجئے۔ بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نار سے بچنے کے لیے کیا ڈھال ہے فرمایا یہ کلمات ہیں:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط

جو روزِ محشر آدمی کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں ڈھال بن کر چلیں گے اور اُسے نارِ جہنم سے محفوظ کر کے بہشت میں داخل کریں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام نے حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمات:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ

وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ عَدَدَ مَا عَلِمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَزِنَۃَ مَا عَلِمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمِلْأَ مَا عَلِمَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ کی معلومات کا شمار اور اس کی معلومات کے وزن کے برابر اور اس کی معلومات کے پُر ہو جانے کی مقدار برابر پڑھیں کیونکہ جو شخص یہ کلمات ایک دفعہ پڑھے گا تو اللہ عزوجل اس کے حق میں پانچ چیزیں لکھ دے گا۔

پہلی چیز: اللہ عزوجل کے ذاکروں میں اس کا نام کثیر ذکر کرنے والوں میں لکھا جائے گا۔

دوسری چیز: جو لوگ شب و روز یادِ الٰہی میں رہتے ہیں ان سے افضل شمار ہو گا۔

تیسری چیز: اس کے لیے بہشت میں درخت ہوں گے۔

چوتھی چیز: اس کے گناہ خشک پتوں کی طرح جھڑ جائیں گے۔

پانچویں چیز: وہ اللہ عزوجل کی نظرِ کرم کا محور ہو گا پھر جس پر اللہ عزوجل کی نظرِ عنایت ہو جائے اسے عذاب سے محفوظ رکھا جائے گا۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ نے عرش کو پیدا کر کے چند ملائکہ کو حکم کیا کہ وہ عرش کو اُٹھائیں لیکن وہ ملائکہ کے لیے بھاری تھا۔ پھر ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہوا۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہیئے۔ پھر ملائکہ نے سُبْحَانَ اللّٰہِ کہا تو ان کے لئے عرش کا اُٹھانا سہل ہو گیا۔ پھر لمبی مدت تک انہوں نے اس جملے کو اپنا وظیفہ بنائے رکھا، حتیٰ کہ حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ عزوجل نے پیدا فرمایا، جب حضرت آدم علیہ السلام نے چھینک لی تو انہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنے کا حکم ہوا اور اللہ عزوجل نے جواب میں فرمایا یَرْحَمُکَ رَبُّکَ وَلِھٰذَا خَلَقْتُکَ۔ یعنی تیرا پروردگار تم پر رحم فرمائے اور اس لیے میں نے تجھے تخلیق فرمایا۔ پس ملائکہ نے کہا یہ دوسرا جملہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کتنا ہی بھلا ہے۔ لہٰذا ہمیں اس سے غفلت نہیں برتنی چاہیئے۔ تب انہوں نے اس کو بھی پہلے جملے کے ساتھ ملا دیا اور لمبی مدت تک سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وظیفہ کے طور پر پڑھتے رہے پھر حضرت نوح علیہ السلام کی بعثت ہوئی۔

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے سب سے پہلے بتوں کو پوجنا شروع کیا، تو اللہ عزّ وجل تبارک وتعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی طرف وحی کے ذریعہ فرمایا کہ وہ اپنی قوم کو حکم فرمائیں کہ وہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے۔ پھر ان پر اللہ عزّ وجل راضی ہو جائے گا۔ ملائکہ نے کہا، یہ تیسرا جملہ بھی بہت ہی صاحبِ عظمت ہے اس لیے ہمیں چاہیئے کہ اس سے غفلت نہ کی جائے۔ پھر ملائکہ نے پہلے دو جملوں کے ساتھ ملا کر لمبی مدت تک سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وظیفہ کے طور پر پڑھتے رہے، حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بعثت ہوئی اور انہیں قربانی کا حکم دیا گیا۔ پھر فدیہ کے طور پر بیٹے کی جگہ مینڈھا دیکھا تو خوشی سے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا۔ ملائکہ نے کہا چوتھا جملہ بڑی شان والا ہے۔ پس انہوں نے اس کو بھی پہلے والے تین جملوں کے ساتھ ملا لیا اور لمبی مدت تک پڑھتے رہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ پھر جب حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے حضور پُر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں سارا واقعہ کہہ سنایا تو آپ نے متعجب ہو کر فرمایا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ تب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا کہ آپ اس جملے کو بھی پہلے چار جملوں کے ساتھ ملا لیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ عزّ وجل سبحانہٗ تبارک وتعالیٰ نے تمہارے مابین اخلاق کو بھی اسی طرح تقسیم کیا ہے جس طرح تمہارے مابین روزی کو تقسیم کیا۔ بیشک اللہ عزّ وجل تبارک وتعالیٰ مال تو پسندیدہ اور غیر پسندیدہ سب کو دیتا ہے مگر ایمان اسے عطا فرماتا ہے جو اس کے پسندیدہ لوگ ہوتے ہیں۔ پھر اللہ عزّ وجل اپنے بندے سے محبت فرماتا ہے تو دولتِ ایمانی سے نواز دیتا ہے پھر جو شخص مال خرچ کرنے سے گھبراتا ہے یا دشمن سے جہاد کرتے ہوئے خوف کھاتا ہے اور رات کے وقت کسی آفت سے خوف کھاتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے وہ زیادہ سے زیادہ ان کلمات کا ورد کرے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے یہ کلمات اس سے زیادہ محبوب ہیں جس پر سورج طلوع ہوتا ہے یعنی تمام

کائنات سے زیادہ محبوب ہیں نیز ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے کہ یہ چاروں کلمات طیبات باقی تمام کلمات سے افضل و برتر ہیں۔

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی کو سائل کی حیثیت سے دیکھتے تو فرماتے کہ یہ شخص اس آیۂ کریمہ:

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ۔ کون ہے وہ شخص جو اللہ عزوجل کو قرض دے۔

سے تائید لے کر سوال کر رہا ہے پھر فرمایا کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کے کلمات ہی قرض حسنہ ہیں۔

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جب انسان تنگدستی کا شکار ہوا اور صدقہ نہ دے سکتا ہو تو یہی کلمات پڑھے وہ صدقہ کا ثواب ملے گا۔

بیان کیا گیا ہے کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو صدقہ دینے کی ترغیب دی تو صحابہ کرام نے صدقہ دینا شروع کیا جبکہ حضرت ابو امامہ باہلی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھے اپنے ہونٹوں کو حرکت دے رہے تھے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو امامہ کیا پڑھ رہے ہو؟ عرض یا رسول اللہ لوگوں کو صدقہ کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں جبکہ میرے پاس صدقہ کرنے کے لیے کچھ نہیں اس لیے میں دل ہی دل میں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الخ پڑھ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ اے ابو امامہ یہ کلمات تیرے لیے ایک سیر سونا صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔

اور اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے۔

باب ۵۲

صلوٰۃ النبی کا اظہار

حضرت محمد بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص میرے وصال کے بعد مجھ پر درود بھیجے گا تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام میرے پاس آکر عرض کر دیا کریں گے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ فلاں بن فلاں ہے جس نے آپ پر درود بھیجا ہے تو میں جواباً کہوں گا اور اس پر بھی رحمت ہو اور اللہ عزوجل کا سلام اور برکات ہوں۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دُعا اس وقت تک زمین و آسمان کے مابین لٹکتی رہتی ہے جب تک حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھا جائے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منبر پر چڑھتے ہوئے فرمایا۔ آمین۔ دوسری سیڑھی پر چڑھے تو فرمایا۔ آمین۔ پھر تیسری سیڑھی پر چڑھے تو فرمایا آمین۔ پھر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر چڑھتے ہوئے تین دفعہ آمین کہنے کا سبب معلوم کیا تو فرمایا کہ جبرائیل نے آکر مجھے بتایا کہ یا محمد۔ جس نے ماہِ رمضان پایا اور پھر اس کی بخشش نہ ہوئی اور وہ لقمۂ اجل ہو گیا تو رحمتِ خداوندی سے دُور ہو کر دوزخ میں جائے گا تو میں نے کہا۔ آمین۔ پھر کہا جس نے ماں باپ کو پایا اور ان کے ساتھ حُسنِ سلوک نہ کیا تو وہ بھی رحمتِ خداوندی سے دُور ہو کر دوزخ میں جائے گا تو میں نے کہا آمین۔ پھر کہا کہ جس کے پاس آپ کا ذکر ہوا اور اس نے آپ پر دُرود نہ بھیجا اور وہ لقمۂ اجل ہوا تو وہ بھی رحمتِ خداوندی سے دُور ہو کر دوزخ میں جائے گا۔

حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا جو شخص ہر روز مجھ پر سو دفعہ درود بھیجے گا تو اللہ عزّ وجل اس کی حاجات پوری کرے گا ان حاجات میں سے ستر حاجات آخرت کی اور تیس حاجات دُنیا کی ہوں گی۔

حضرت سعید بن عمیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید المرسل امام السبل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"میری اُمت کا جو شخص بھی دِل کی گہرائی کے ساتھ مجھ پر ایک دفعہ درُود بھیجتا ہے تو اللہ عزّ وجل اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے دس درجات بلند فرماتا ہے اور اس کی دس بُرائیاں ختم کر دیتا ہے۔"

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے طواف کے دوران ایک شخص کو دیکھا جو قدم قدم پر درود خواں تھا۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے کہا کہ کیا بات ہے کہ تو نے تسبیح و تہلیل کو ترک کر دیا ہے اور اس کی جگہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجتا ہے کیا تو اس کے بارے میں کوئی دلیل رکھتا ہے۔ وہ کہنے لگا ہاں! اللہ تجھے معاف فرمائے تو کون ہے؟ اس نے کہا میں سفیان ثوری ہوں۔ اس نے کہا کہ اگر تو نادر روزگار نہ ہوتا تو میں تجھے اس کے حال سے انکشاف نہ کرتا اور نہ ہی اپنے راز سے واقف کرتا۔ پھر کہا کہ میں حج بیت اللہ کے لیے اپنے بیمار شدہ باپ کی وجہ سے ٹھہر گیا اور ان کا علاج کیا۔ میں ایک رات ان کے سرہانے بیٹھا تھا کہ اُن کا وصال ہو گیا اور ان کا چہرہ سیاہ ہو گیا میں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہہ کر ان کے چہرے پر چادر ڈال دی۔ پس میری آنکھیں بوجھل ہوئیں اور میں سو گیا۔ پھر میں نے ایک ایسے حسین و جمیل شخص کو دیکھا کہ اس سے پہلے میں نے کبھی ایسا خوبصورت اور حسین و جمیل پاکیزہ لباس والا اور خوشبودار شخص نہ دیکھا تھا۔ وہ ہر ہر قدم پر میرے باپ کے پاس پہنچ گیا اور میرے باپ کے چہرے سے چادر ہٹا کر ان کے منہ پر اپنا ہاتھ پھیرا تو میرے باپ کا چہرہ سفید ہو گیا۔ پھر وہ شخص واپس ہوا تو میں نے اس کا کپڑا پکڑ لیا اور کہا۔

اے اللہ کے بندے تو کون ہے؟ جو اس سفر میں اللہ عزّ وجل تبارک و تعالیٰ نے تیرے حوالے سے میرے باپ پر احسان فرمایا۔

ارشاد فرمایا کیا تو مجھے نہیں جانتا؟ میں صاحب قرآن محمد بن عبداللہ ہوں۔ اگرچہ تیرا باپ اپنے نفس پر زیادتی کرتا لیکن وہ میرے اُوپر کثرت سے درود خوانی کرتا تھا۔ اب جبکہ یہ مصیبت میں مبتلا ہے تو اس نے مجھ سے استعانت چاہی اور میں ہر اس شخص کی استعانت کرتا ہوں جو مجھ پر زیادہ سے زیادہ درُود بھیجتا ہے۔ پھر آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ میرے باپ کا چہرہ روشن تھا۔

حضرت ابوجعفر نے بیان کیا کہ حضور سیّد عالم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو مجھ پر درُود بھیجنا بھُول گیا وہ بہشت کی راہ بھُول گیا۔"

حضرت ابو بریدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے بیان کیا کہ حضور سید العالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ چار باتیں ظلم کی ہیں:

پہلی بات: کھڑے ہو کر پیشاب کرنا۔

دوسری بات: نماز سے فارغ ہو کر اپنی پیشانی پونچھنا۔

تیسری بات: اذان سُن کر مؤذن کے کلمات کا جواب نہ دینا۔

چوتھی بات: جس کے سامنے میرا ذکر ہو اس کا مجھ پر دُرود نہ بھیجنا۔

حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مجھ پر درُود بھیجے بیشک مجھ پر درُود بھیجنا تمہارے لیے زکوٰۃ و پاکیزگی ہے اور اللہ عزوجل سے میرے وسیلے سے سوال کیجئے۔

عرض کیا۔ یارسول اللہ وسیلہ کیا ہے؟ فرمایا بہشت میں اعلیٰ درجہ کا مقام ہے جو صرف ایک ہی شخص کو عطا ہوگا۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ شخص میں ہی ہوں گا۔"

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ کا فرمان کہ درُود تمہارے لیے زکوٰۃ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ درُود پڑھنے سے تمہارے گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی۔ اگر حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود بھیجنے کا ثواب اُمیدِ شفاعت

نہ ہو تب بھی عقل مند پر واجب ہے کہ وہ درود کی عظمت سے غافل نہ رہے، کیونکہ درود شریف میں معصیت کی بخشش ہے اور رب تعالیٰ عزّوجل کی طرف سے رحمت بھی ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور پُرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے تو اللہ عزّوجل اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے دس گناہ مٹا دیتا ہے۔"

اگرچہ یہ جاننے کا قصد ہے کہ درود پاک تمام عبادات سے افضل و اعلیٰ ہے تو پھر اللہ عزّوجل تبارک و تعالیٰ کے اس فرمان پر غور و فکر کیجئے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے:

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔	بیشک اللہ عزّوجل اور اس کے فرشتے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو، تم بھی آپ پر درود وسلام بھیجو۔

نیز دوسری تمام عبادتوں کے لیے اللہ عزّوجل نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے معاملے میں پہلے خود درود بھیجا پھر ملائکہ کو درود بھیجنے کا حکم دیا اور پھر مومنین کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام پر درود و سلام بھیجنے کا حکم فرمایا۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنا تمام عبادات سے افضل و اشرف ہے۔

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا یارسول اللہ ہم آپ پر کون سا درود پڑھیں؟ آپؐ نے فرمایا۔ درود پڑھو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ	اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر رحمت و

عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَبَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

وبرکت نازل فرما جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم اور ابراہیم کی آل پر برکات نازل فرمائیں بیشک تو صاحب حمد وثناء اور بزرگی والا ہے۔

اور بعض نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف اس طرح پڑھنے کے لیے کہا ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلَّیْتَ اَنْتَ وَمَلَائِکَتُکَ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اے اللہ! تو اور تیرے ملائکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔

اور بعض نے آپ پر درود شریف اس طرح پڑھنے کے لیے کہا ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُشْھِدُکَ وَاُشْھِدُ مَلٰئِکَتَکَ اَنِّیْ اُصَلِّیْ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔

اے اللہ! میں آپ کے اور آپ کے ملائکہ کو شاہد بناتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں۔

اور بعض کے نزدیک درود شریف اس طرح پڑھنا چاہیئے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ کُلَّمَا ذَکَرَکَ الذَّاکِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ۔

اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی اُمّی کی آل پر اور آپ کے صحابہ پر درود بھیج اور تیرا ذکر کرنیوالے تیرا ذکر کرتے ہیں اور تیرے ذکر سے غفلت کرنیوالے غافل ہیں۔

باب ۵۳

کلمہ طیبہ کی فضیلت کا اظہار

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور رسالتمآب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیتہ والثناء نے فرمایا کہ ایک شخص قیامت کے دن میزان عمل کی طرف حاضر کیا جائے گا تو اس کے گناہوں کی ننانوے فائلیں نکالی جائیں گی جس میں اس کے ایک عرصہ کے گناہ درج ہوں گے اور ہر فائل جہاں تک نگاہ جاتی ہے گی وہاں تک پھیلی ہوئی ہو گی۔ پھر ان فائلوں کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے گا، جس پر رقم ہو گا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔

تو ٹکڑا اس گناہوں کی تمام فائلوں پر بھاری ہو گا۔

حضرت مطلب بن حنطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ:

"جو میں نے اور پہلے انبیاء نے سب سے افضل کلمہ پڑھا وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"حضرت جبرائیل امین علیہ السلام ایک دفعہ میرے پاس آئے

اور وہ آیہ کریمہ پڑھ رہے تھے۔ یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔ یعنی جس روز زمین و آسمان بدل جائیں گے اور تمام لوگ اللہ واحد و قہار کی بارگاہ میں پیش ہوں گے۔"

تو میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے کہا کہ قیامت کے روز کس حال میں لوگ ہوں گے۔

جبرائیل علیہ السلام نے کہا:

"اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ لوگ ایسی روشن زمین پر ہوں گے جس پر کبھی گناہ نہیں ہوا ہو گا پھر دوزخ ایک ایسی سانس لے گا کہ امان کی درخواست کرے گا اور پہاڑ دھنکی ہوئی رنگین اُون کی طرح ہو جائیں گے اور پگھل رہے ہوں گے اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پھر ستر ہزار فرشتے دوزخ کو لگاموں سے پکڑ کر اس طرح لائیں گے وہ سانس پر سانس کھینچ رہی ہو گی یعنی چنگھاڑ رہی ہو گی۔ حتّٰی کہ اُسے بارگاہِ خداوندی میں کھڑا کر دیا جائے گا۔ پھر اللہ عزوجل فرمائے گا۔ اے دوزخ بول۔ تو دوزخ کہے گی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ تیری آبرو کی قسم! میں ہر اس شخص سے جو تیرا رزق کھاتا تھا مگر پوجا دوسروں کی کرتا تھا آج بدلہ لوں گی اور میں اپنے اُوپر سے گذرنے کی اجازت دوں گی جس کے پاس تیرا اجازت نامہ ہو گا۔ آپ نے جبرائیل سے فرمایا۔ اے جبرائیل وہ اجازت نامہ کیا ہو گا۔ عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ خوش ہو جائیں کہ بروز محشر آپ کی امامت کے پاس اجازت نامہ ہو گا۔ جس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ کی شہادت دی ہو گی۔ اسے دوزخ کے پُل سے گذرنے کی اجازت ہو گی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر تعریف کے قابل اللہ عزوجل ہی ہے جس نے میری اُمت کو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ کی شہادت کی تعلیم دی۔

حضرت عطاء ابن ابی رباح نے بیان کیا کہ میں نے ارشاد باری تعالیٰ عزّ وجل:

غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔ گناہ بخشنے والا۔ توبہ قبول کرنے والا سخت عذاب والا۔

کی تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دریافت کی تو فرمایا کہ وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہنے والے کے، گناہوں کے بخشنے والا ہے اور اس کی توبہ قبول کرنے والا ہے، اور جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ نہیں کہتا اور اس کے سخت عذاب ہے۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی اہمیت وافادیت

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ انسان پر واجب ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کثرت سے پڑھے اور شب و روز ہر وقت بارگاہ خداوندی میں یہ سوال کرتا رہے کہ وہ اس کا ایمان نہ سلب کرے اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ پر ثابت قدم رہے اور خود کو گناہوں سے بچائے رکھے، اس لیے کہ بہت سے لوگ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ تو کہتے رہے مگر آخر عمر میں اُن کے بُرے اعمال کی وجہ سے ان کا ایمان سلب ہو جاتا ہے اور وہ حالتِ کفر میں لقمۂ اجل ہو جاتے ہیں اس سے بڑی اور بھی کوئی مصیبت ہو سکتی ہے کہ ایک شخص کا نام تمام عمر مسلمانوں میں شمار ہوتا تھا مگر روز محشر اُٹھنے کے بعد اس کا نام کفار کے شمار میں ہو۔ بس یہی وہ مقام حسرت وافسوس ہے۔ نیز اس شخص کیلئے کیا افسوس ہے جو گرجا گھر سے نکلا اور دوزخ میں داخل ہو گیا مگر حسرت وافسوس تو اس شخص پر ہے جو مسجد سے نکلا اور دوزخ میں جا گرا۔ اور یہ سب کچھ اس کے بُرے اعمال اور تنہائیوں میں ارتکاب ومحرکات کا نتیجہ ہے۔

یاد رہے کہ کبھی کسی کے ہاں لوگوں کا مال امانت کے طور پر ہوتا ہے تو وہ یہ کہہ کر استعمال کر لیتا ہے کہ لوٹا دوں گا یا معاف کرا لوں گا مگر وہ اپنے ساتھی کو راضی کرنے سے پہلے ہی لقمۂ اجل ہو جاتا ہے پھر کبھی کوئی شخص اپنی زوجہ سے ایسی بات کہہ دیتا ہے کہ اس پر اس کی زوجہ اس پر حرام ہو جاتی ہے پھر وہ کہتا ہے کہ میری اولاد ہے۔ اب میں اسے کیسے چھوڑ دوں۔ پھر وہ اسی حالت میں حرام کرتا رہتا ہے کہ وہ موت کے منہ میں آجاتا

ہے۔ایسی ہی وجوہات پر ایمان سے ہاتھ دھوڈالتا ہے۔

اے میرے برادر ایسی باتوں پر غور و فکر کیجئے اور موت سے قبل ان کی اصلاح کیجئے کیونکہ ہمیں معلوم نہیں کہ کب موت آجائے۔یاد رہے کہ عمر کم ہے جبکہ حسرت و یاس لمبی ہے لہٰذا تجھ پر واجب ہے کہ کثرت سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے الگ الگ بیان ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا گیا یارسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا جنت بھی کوئی قیمت رکھتی ہے۔فرمایا ہاں جنت کی قیمت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ہے۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا۔یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی سب سے پہلے کس کو شفاعت نصیب ہوگی۔آپ نے فرمایا جس نے خلوص دل کے ساتھ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھا۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل کہ:

رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ۔ کاش کہ کفر سے محبت کرنے والے لوگ بھی ایمان دار ہوتے۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنے والے دوزخ سے آزاد ہوں گے تو شرک کرنے والے کہیں گے ہائے افسوس کہ ہم بھی اسلام سے مشرف ہوتے۔

حضرت عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اللہ عزوجل کے فرمان

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا جو نیکیوں کے ساتھ آئے گا تو اس کے لیے اس سے بھی بہتر ہے۔

کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس آیۂ کریمہ کا مصداق لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنے والا ہے اور ارشاد باری تعالیٰ عزوجل:

مَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَةِ فَکُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ جو سیات کے ساتھ آئے گا تو ان کے

فِی النَّارِ۔ چہروں کو اُلٹا کر کے دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس سے مشرک ہیں۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "احسان کا بدلہ احسان ہے" آیۂ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں جو لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے اس کی جزاء بہشت ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے ایک روز حضرت سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اللہ عزّوجل آپ پر سلام فرماتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں، کہ آپ کی پریشانی کی وجہ کیا ہے؟ حالانکہ وہ اس سے واقف ہیں۔ آپ نے فرمایا:

اے جبرائیل میں محشر کے روز اپنی اُمت کے امر کے بارے میں بہت متفکر ہوں۔ عرض کیا اے محمدؐ۔ آپ اپنی اُمت کے کفار کے لیے متفکر ہیں یا مسلمانوں کے لیے متفکر ہیں۔ فرمایا:

اے جبرائیل میں ان لوگوں کے لیے متفکر ہوں، جنہوں نے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا۔ پس حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور بنی سلمہ کے قبرستان پر لے گیا۔ پھر ایک مردے کی قبر پر مار کر کہا کہ عزّوجل کے حکم سے کھڑا ہو جا تو ایک سفید روشن چہرے والا شخص کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس سے کہا لوٹ جاؤ تو وہ لوٹ گیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پھر بایاں پَر ایک دوسری قبر پر مار کر کہا۔ اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا۔ تو ایک شخص سیاہ چہرے اور نیلی آنکھوں والا قبر سے یہ کہتا ہوا نکلا ہائے حسرت و ندامت ہائے میری سیاہ بختی۔ جبرائیل علیہ السلام نے اس سے کہا کہ لوٹ جا تو وہ بھی لوٹ گیا۔ پھر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیک وسلم میں عرض کیا کہ جس جس حالت میں لوگ لقمۂ اجل ہوئے تھے اسی اسی حالت میں یہ محشر کے روز اُٹھیں گے۔

حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے مردوں کو لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کی

تلقین کیا کرو۔ اس طرح گناہ باطل ہو جاتے ہیں۔ عرض کیا گیا۔ یارسول اللہ علیک وسلم اگر کوئی اپنی زندگی میں یہ کلمہ پڑھے تو پھر۔ فرمایا کہ اس کے گناہوں کو مٹا دیا جائے گا۔

یاد رہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے مرنے والوں کے قریب رہو اور انہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تلقین کرو اور انہیں جنت کی بشارت دو۔ کیونکہ موت کے وقت حلیم و بُردبار مرد اور عورت بھی حیرت زدہ ہو جاتے ہیں۔ نیز دُنیا و عزیز و اقارب سے رخصتی کے وقت اللہ عزوجل کا دشمن اس میت کے قریب ترین ہو جاتا ہے اس لیے اس سخت مصیبت اور امر عظیم کے وقت اُسے مایوس نہ ہونے دیجئے۔ اس ذات برکات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے ملک الموت کا رُوح قبض کرنا تلوار کے ہزار زخموں سے بھی زیادہ سخت ہے۔

واہ واہ کیا شان ہے تیری آقا۔

حدیث شریف میں بیان ہے کہ بنی اسرائیل میں دو آدمی تھے۔ ان میں ایک عابد و زاہد تھا اور دوسرا فاسق و فاجر تھا۔ عابد کی موت کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جہنمی ہونے کی خبر دی اور فاسق و فاجر کی موت کے بعد جنتی ہونے کی خبر دی۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عابد کی بیوی سے اس کا عمل دریافت کیا۔ بیوی نے کہا۔ میرا خاوند بہت بڑا عابد تھا اور یہ بات آپ سے چھُپی ہوئی بھی نہیں ہے اس کا کوئی خاص فعل۔ بیوی نے کہا جب وہ بستر پر لیٹتا تھا تو کہتا تھا کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دین حق ہے تو پھر ہمارے لیے خوشی خوشی ہے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فاسق و فاجر کی بیوی سے اس کے شوہر کے عمل کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے کہا کہ وہ تو بہت بڑا گنہ گار تھا۔ اور یہ بات آپ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ آپ نے پوچھا اس کا کوئی خاص عمل۔ بیوی نے کہا جب وہ بستر پر لیٹتا تھا تو کہتا تھا کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور موسیٰ علیہ السلام جو دینِ حق لے کر آئے ہیں اس پر حمد و ثناء اللہ عزوجل اور شکر ادا کرتا ہوں۔

پرندہ کا جنت میں لے جانا

جاننا چاہیئے کہ حضور سید العالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین رحمۃ اللعالمین علیہ افضل

الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا جو شخص لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ کہتا ہے اس کے منہ سے دو سفید پروں والا ایک سبز پرندہ نکلتا ہے اور آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے تو شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح اس کی آواز زیرِ عرش سُنی جاتی ہے پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ رُک جاؤ تو وہ کہتا ہے کہ میں اس وقت نہیں رکوں گا جبتک کہ کلمہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھنے والوں کی مغفرت نہ ہو جائے پھر کلمہ پڑھنے والوں کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ پھر اس پرندے کو ستر زبانیں عطا ہو جاتی ہیں، اور وہ قیامت تک کلمہ پڑھنے والے کے لیے مغفرت کا طالب رہتا ہے اور محشر کے روز اس کا ہاتھ پکڑ کر وہ پرندہ اسے بہشت میں لے جائے گا۔

یاد رہے کہ جب عزّ وجل نے فرعون کو غرق کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات حاصل ہوئی تو انہوں نے اللہ عزّ وجل سے عرض کیا الٰہی تو نے مجھ پر جو احسان کیا ہے اس کا شکرانہ ادا کرنے کے لیے میں کون سا عمل کروں تو اللہ عزّ وجل نے فرمایا اے موسیٰ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھا کرو جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کچھ زیادہ ہی عمل کے خواستگار تھے تو فرمایا۔ اے موسیٰ اگر ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو ترازو کے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو یہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ہی بھاری ہو گا۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن کی بارگاہِ خداوندی تک رسائی میں کوئی پردہ نہیں۔

پہلی چیز: لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ کی شہادت دینا۔

دوسری چیز: دُعا کے مقبولیت کا یقین ہونا۔

تیسری چیز: بیٹے کے حق میں باپ کی دُعا اور ظالم کے لیے مظلوم کی بددُعا۔

کبیرہ گناہوں کا باطل ہو جانا

ایک صحابی نے بیان کیا کہ جس نے خلوصِ دل سے لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ کہا اور تعظیمِ الٰہی کے لیے لفظ اللہ کے کھڑے زبر کو کھینچ کر پڑھا تو اللہ عزّ وجل [illegible] اس کے چار ہزار کبیرہ گناہ باطل کر دے گا۔ عرض کیا گیا کہ اس کے چار ہزار کبیرہ گناہ نہ ہوں [illegible] تو فرمایا کہ

اس کے اہل خانہ اور ہمسایوں کے گناہ مغفرت کئے جائیں گے۔

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ کہتے ہیں کہ جو شخص مندرجہ ذیل سات باتیں یاد کرلے تو وہ اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ اور اس کے ملائکہ کے نزدیک بزرگ شمار ہوتا ہے اور سمندر کی جھاگ کے برابر اس کے گناہ مغفرت کئے جاتے ہیں۔ پھر وہ شخص عبادت کی لذت محسوس کرتا ہے اور اس کا جینا مرنا اس کے لیے بہتر ہو جاتا ہے۔ وہ سات باتیں یہ ہیں:

پہلی بات: ہر کام کے آغاز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا۔

دوسری بات، ہر کام کے اختتام پر الحمد للہ کہنا۔

تیسری بات: ہر بیہودہ بات کا زبان سے نکلنے کے بعد استغفار پڑھنا۔

چوتھی بات: اگر کوئی کہے کہ فلاں کام کل کیا جائے گا تو انشاء اللہ کہنا۔

پانچویں بات: کوئی مکروہ عمل دیکھ کر لاحول پڑھنا۔

چھٹی بات: جب کوئی جان اور مال تکلیف آئے تو اناللہ کہنا۔

ساتویں بات: شب و روز اور ہمہ وقت اس کی زبان پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا جاری رہنا۔

جنّت کا داخلہ

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عالم نزع میں فرمایا کہ ذرا ہٹیئے میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہوئی ایک حدیث تمہیں سناتا ہوں اور اس سے پہلے اس لیے نہیں سنائی تھی کہ تم اس پر باتیں بناتے۔ میں نے حضور سید عالم نور مجسم اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جس نے خلوص دِل اور یقین کے ساتھ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ پڑھا وہ جنّت میں داخل ہو گا۔

حضور سید الرسل امام السبل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

”جسے عالم نزع میں کلمہ کی تلقین کی گئی وہ جنّت میں جائے گا۔“

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ:

"جس کا دُنیا میں آخری کلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ ہو گا تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

میں تمہیں وہ بات بتاتا ہوں جس کا حکم حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو دیا تھا۔ پھر فرمایا کہ انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ میں تمہیں دو باتوں کا حکم دیتا ہوں اور دو باتوں سے منع کرتا ہوں:

پہلی بات: ہمیشہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ پڑھا کرو، اس لیے کہ اگر زمین و آسمان کو ایک پلڑے میں رکھا جائے تو پھر بھی بھاری ہو گا۔

دوسری بات: ہمیشہ زبان پر سُبْحَانَ اللہِ وَبِحَمْدِہٖ رہے کیونکہ یہ ملائکہ کی عبادت اور باقی مخلوق کے لیے دُعا ہے اور اسی کی برکت سے مخلوق کو روزی دی جاتی ہے اور میں تجھے منع کرتا ہوں کہ تو اللہ عزوجل کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا کیونکہ مشرک جنت میں نہیں جائے گا۔ مشرک پر جنت حرام ہے اور میں تمہیں غرور و تکبر سے منع کرتا ہوں اس لیے کہ جس کے دل میں رائی کے برابر بھی غرور و تکبر ہو گا وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا۔

اخلاص کیا ہے؟

ایک روایت میں ہے کہ جس نے خلوص کے ساتھ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہا وہ جنت میں داخل ہو گا۔ اس قول کو اخلاص کے ساتھ شرط دیا گیا ہے۔ اخلاص یہ ہے کہ وہ اپنے گناہوں سے منع کر دے۔ اگر اس کلمہ سے وہ گناہوں سے نہیں رُکتا تو پھر اخلاص نہیں ہے۔ پھر خوف کھانا چاہیئے کہ یہ قول اس کے لیے امانت نہ ہو جبکہ امانت واپس لے لی جاتی ہے۔

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایمان کے اعتبار سے لوگوں کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: وہ لوگ جن کے پاس ایمان عطیہ کے طور پر ہوتا ہے۔

دوسری قسم: وہ لوگ جن کے پاس ایمان امانت کے طور پر ہوتا ہے، اس کی شناخت

یہ ہے کہ جس کے پاس ایمان عطیہ کے طور پر ہوتا ہے تو اس کا وہ ایمان اُسے گناہوں سے روکتا ہے اور عبادت کی طرف راغب کرتا ہے اور جس کے پاس ایمان امانت کے طور پر ہوتا ہے تو وہ اُسے نہ گناہوں سے منع کرتا ہے اور نہ ہی عبادت کے لیے رغبت دلاتا ہے کیونکہ ایمان ایسے مکان میں تدبیر نہیں کر سکتا جس میں وہ عارضی طور پر رہتا ہے۔

جنّت کی کنجی اور جنّت کا بدلہ کا انکشاف

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ جنّت کی قیمت ہے۔"

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ:

"لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ جنّت کی چابی ہے۔"

کنجی کے لیے اس کے دندانوں کا ہونا ضروری ہے تاکہ اس سے دروازہ کھولا جا سکے اور اس کی کنجی کے دندانے ذکر کرنے والی گناہوں سے پاک زبان ہے نیز حسد سے پاک اور خیانت سے پاک خشوع و خضوع والا دل ہے۔ حرام اور مشتبہ چیزوں سے پاک پیٹ ہے اور گناہوں سے پاک خدمت الٰہی میں مشغول اعضاء ہیں۔

حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا عمل دریافت کیا جو بہشت کے بالکل قریب اور دوزخ سے دُور کر دے تو فرمایا کہ جب کوئی بُرا عمل ہو جائے تو فوراً کوئی نیک کام کیجئے۔ کیونکہ ایک نیکی پر دس گنا اجر و ثواب ملتا ہے۔ پھر میں نے بارگاہِ نبوی میں عرض کیا۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ بھی نیکی میں شمار ہے۔ آپ نے فرمایا یہ تو بہت ہی بڑی نیکی ہے۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اسلام تقسیم ہوتا جائے گا، یہاں تک کہ کوئی ایک بھی جاننے والا نہ ہوگا کہ نماز کیا ہے۔ روزہ کیا ہے۔ یہاں تک

کہ ایک شخص یوں کہے گا کہ جو ہم سے پہلے لوگ تھے وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہتے تھے اس لیے ہم بھی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہتے ہیں۔

عرض کیا گیا کہ اتنا ہی کہہ دینا اس کے لیے کافی ہو گا۔ فرمایا۔ ہاں۔ اتنا ہی کہہ دینا اسے جہنم سے خلاصی کرا دے گا اور وہ اس سے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

باب ۵۴

فضیلتِ قرآن کا اظہار

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قرآن مجید سفارش کرنے والا ہے اور اس کی سفارش کی مقبولیت تصدیق کی ہوئی ہے جو شخص قرآن حکیم کو اپنا رہبر بناتا ہے وہ اُسے بہشت کی طرف لے جاتا ہے جس نے قرآن حکیم سے منہ موڑا وہ دوزخ میں جائے گا۔

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ قرآن کے مقبول سفارش ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے تلاوت کرنے اور اس پر عامل ہونے والے کے لیے سفارش کرے گا تو اس کی سفارش مقبول ہوگی نیز رہبر و مقتدیٰ بنانے کا مطلب یہ ہے کہ اسے پڑھا جائے اور منہ موڑنے کا مطلب یہ ہے کہ تلاوت نہ کرنے والے اور اس کے احکامات پر عمل نہ کرنے والے جہنم میں جائیں گے۔

حضرت نافع بن عبدالحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حج کے لیے تشریف لائے تو میں ان کے استقبال کے لیے نکلا، اس وقت حضرت نافع رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ کے گورنر تھے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ کی حاکمیت کسے سونپ آئے ہو۔ عرض کیا یا حضرت عبدالرحمٰن بن ابی ابزیٰ کو حاکمیت سونپ کر آیا ہوں۔ فرمایا تو نے غلاموں میں سے ایک شخص کو قریش کی حاکمیت سونپ دی یعنی قریش کا حاکم بنا دیا۔ حضرت نافع رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اے امیرالمومنین میرے پیچھے کوئی ایک بھی شخص ایسا نہیں تھا جو عبدالرحمٰن سے اچھا قرآن پڑھتا ہو۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ہاں ٹھیک ہے۔ اللہ عزوجل نے کچھ لوگوں کو قرآن کریم کی وجہ سے بلندی عطا فرمائی ہے اور کچھ لوگوں کو پستی ملی اور عبدالرحمٰن بن ابی ابزیٰ ایسا شخص ہے جسے اللہ عزوجل نے قرآن کی وجہ سے رفعت فرمائی۔

قرآن کی عظمتِ حقیقیہ کا انکشاف

حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ :

قرآن مجید کی تلاوت عظیم نعمت ہے جس قدر طاقت ہو اُسے سیکھئے ۔

قرآن مجید اللہ عزّ وجل کی ایک ایسی رسّی ہے جو روشن و تاباں ہے ۔

قرآن مجید نفع دینے والی کتاب ہے ۔

قرآن مجید شفا دینے والی کتاب ہے ۔

قرآن مجید کو پکڑنے والا محفوظ ہو جاتا ہے ۔

قرآن مجید کی اتباع کرنے والا نجات پاتا ہے ۔

قرآن مجید ہر کجی سے پاک ہے ۔

قرآن مجید میں کوئی ٹیڑھا پن نہیں ہے ۔

قرآن مجید کے عجائبات لامحدود ہیں ۔

قرآن کی تلاوت کثرت سے اس کی حلاوت کم نہیں ہوتی ۔

قرآن مجید کو خوب پڑھنا چاہیئے ۔

قرآن مجید کے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں حاصل ہوتی ہیں ۔

قرآن مجید میں آلٓمٓ کی تیس نیکیاں ملتی ہیں ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید الانبیاء حبیب خدا احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ :

" جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی کسی دُنیاوی تکلیف کو رفع کرتا ہے تو اللہ سبحانہٗ تبارک وتعالیٰ عزّ وجل اس کی آخرت کی تکلیف میں سے ایک تکلیف رفع فرمادے گا اور جو شخص کسی تنگدست کی تنگدستی کو رفع کرتا ہے تو اللہ عزّ وجل اس کی دُنیا اور اُخروی تنگدستی کو رفع فرما دے گا اور اللہ عزّ وجل تبارک وتعالیٰ اس وقت تک بندے کی استعانت

کرتا رہتا ہے جب تک وہ بندہ اپنے مسلمان بھائی کی استعانت کرتا رہتا ہے اور جو شخص کسی کو علم کی راہ پر لگاتا ہے تو اللہ عزّ وجل اس کے لیے جنّت کی راہ سہل کر دیتا ہے اور وہ لوگ جو اللہ عزّ وجل کے گھر میں جمع ہو کر قرآن مجید پڑھاتے ہیں یا تلاوت کرتے ہیں تو اُن پر اللہ عزّ وجل کی جانب سے سکینہ اُترتا ہے اور اللہ کی رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے۔ ملائکہ انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ عزّ وجل ایسے لوگوں کا ذکر اپنے مقربین میں فرماتا ہے۔

عذاب میں تخفیف ہونا

حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"جو شخص قرآن مجید حفظ کر لیتا ہے تو اللہ عزّ وجل تبارک و تعالیٰ اُس کے والدین کے عذاب میں تخفیف فرما دیتا ہے وہ کافر ہی ہوں"

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ:

"قرآن مجید پڑھنے والا ایسا ہے کہ نبوّت کو اپنے دونوں پہلوؤں میں سمیٹ رہا ہے مگر یہ کہ اس کی طرف وحی نہیں بھیجی جاتی نیز جس شخص نے قرآن مجید پڑھ کر یہ خیال کیا کہ کسی دوسرے کو مجھ سے زیادہ فضیلت والی نعمت دی گئی ہے تو اس نے اللہ عزّ وجل کے عظمت والے کلام کی تحقیر کی اور اس چیز کی تعظیم کی جو اللہ عزّ وجل کے نزدیک حقیر تھی"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حامل قرآن اس وقت رات کی عظمت کو پہچانے، جب لوگ سو جاتے ہیں اور یہ دن کو روزہ رکھے جبکہ لوگ روزہ نہ رکھتے ہوں اور یہ اس وقت غمگین ہو جب لوگ خوشیاں منا رہے ہوں اور یہ اس وقت روئے جب لوگ ہنس رہے ہوں، اور یہ اس وقت عاجزی اختیار کرے جب لوگ دھوکہ کر رہے ہوں۔ پس حامل قرآن کے لیے ضروری ہے کہ وہ رونے، غم و فکر،

بُردباری اور نرمی اختیار کرے نیز حامل قرآن کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ سنگ دل، غافل، تندمزاج اور چیخنے چلّانے والا ہو۔

اجنبی چیزوں کا انکشاف

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزیں ایسی ہیں جو دُنیا میں اجنبی ہیں وہ یہ ہیں:

پہلی چیز: ظالم کے سینے میں قرآن کا ہونا۔

دوسری چیز: بُرے لوگوں میں نیک آدمی کا ہونا۔

تیسری چیز: اپنے گھر میں قرآن کا ہونا جو تلاوت نہ کیا جاتا ہو۔

عظمت قرآن میں شرف و زیارت نبوی

حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے قرآن مجید پڑھا گویا اس نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کر لیا پھر اس نے آیۂ کریمہ پڑھی جس کا اُردو ترجمہ یہ ہے:

"یہ قرآن میرے پاس وحی کے ذریعے بھیجا گیا تاکہ میں اس قرآن کے ذریعے تمہیں اور جس کے پاس یہ پہنچے ان سب کو ڈراؤں۔"

اور ایک حدیث میں ہے کہ جتنی قرآن مجید کی آیات ہیں، اتنے ہی جنت کے درجات ہیں ——— چنانچہ محشر کے روز قاری سے کہا جائے گا کہ اگر تو زیادہ کا حافظ ہوتا تو ہم تیرے درجات کو اور بڑھا دیتے۔"

امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص کھڑا ہو کر نماز میں قرآن پڑھتا ہے تو اُسے ہر حرف پر سو نیکیاں ملتی ہیں اور جو شخص بیٹھ کر نماز میں قرآن پڑھتا ہے تو اس کے لیے اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ ہر حرف کے لیے پچاس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور جو شخص نماز کے علاوہ قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے تو اُسے ہر حرف کے بدلہ میں دس نیکیاں ملتی ہیں،

اور جو شخص کسی دوسرے سے ثواب کے ارادے سے قرآن مجید سنتا ہے تو اس کو ہر حرف پر ایک نیکی ملتی ہے اور جو شخص قرآن مجید پڑھتا ہے یہاں تک کہ ختم کر لیتا ہے تو اس کی ایک دعا اللہ عزّ وجل ضرور قبول کرتا ہے خواہ فوری قبول کرے یا دیر سے قبول کرے۔

حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمیوں کی تحقیر صرف منافق ہی کر سکتا ہے وہ یہ ہیں:

پہلا آدمی: منصف امام۔

دوسرا شخص: جو اسلام میں بوڑھا ہوا ہو۔

تیسرا شخص: جو حامل قرآن ہو۔

حضرت ابوامامہ نے بیان کیا کہ ہمیں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کا علم حاصل کرنے کی ترغیب دی اور پھر اس کی فضیلت بھی بتائی اور فرمایا کہ محشر کے روز قرآن مجید اپنے پڑھنے والے کے پاس اس وقت آئے گا۔ جب وہ محتاج ہو گا۔ پھر قرآن مجید ہی حسین و جمیل صورت میں اپنے قاری کے پاس آکر کہے گا کیا تو مجھے جانتا ہے۔ قاری کہے گا تو کون ہے؟ قرآن کہے گا میں وہ ہوں جس کی تو تعظیم کرتا تھا جس سے تو محبت کرتا تھا اور تو میرے لیے رات کو جاگتا تھا اور دن کو پڑھنے کی خواہش کرتا تھا۔ تب قاری کہے گا کہ شاید تو قرآن مجید ہے۔ پھر قرآن اپنے پڑھنے والے کو بارگاہِ خداوندی میں لے آئے گا۔ تب دائیں طرف سے بادشاہی اور بائیں طرف سے جنت عطا کر دی جائے گی اور اس کے سر پر شاہی تاج رکھ دیا جائے گا اور اس کے مسلمان ماں باپ کو کائنات دنیا سے زیادہ قیمتی جبے پہنائے جائیں گے۔ وہ دونوں عرض کریں گے، ہمارے لیے سب کچھ کیونکر کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ ہمارا کوئی عمل ایسا نہیں جس سے یہ مقام حاصل ہو سکے۔ انہیں آگاہ کیا جائے گا کہ تمہارے بیٹے کے موجب ہے، جس نے قرآن حفظ کیا تھا۔

سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران کی اہمیت و افادیت

حضور نبی غیب دان احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے بیان فرمایا کہ

تم سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران سیکھو، اس لیے کہ یہ دونوں سورتیں محشر کے روز اپنے قاری کے پاس دو بادلوں کی طرح آئیں گی یا پاؤں پھیلائے ہوئے پرندوں کے جھتوں کی طرح آئیں گی اور اپنے قاری کے لیے جھگڑا کریں گی۔ پھر فرمایا سورۂ بقرہ سیکھیے کہ اس کا سیکھنا برکت ہے اور اس کا ترک کرنا حسرت ہے۔ جادوگر اس کے سیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ پھر فرمایا کہ یہ فضیلت اس کے پڑھنے کے سبب سے ہے جو لغو کام نہیں کرتا بلکہ قرآن مجید کے احکام پر عمل کرتا ہے اور جو نہ تو اس سے بے اعتنائی کرتا ہے اور نہ اس کے ذریعہ سے رزق کھاتا ہے۔

ملائکہ کا دعا کرنا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جو شخص قرآن مجید ختم کرتا ہے تو فرشتے اس کے لیے صبح تک دعا کرتے ہیں اور فرشتوں کو یہ بات ہی پسند ہے کہ قاری دن کو ہی قرآن ختم کرے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان موسم گرما میں دن کے پہلے حصے میں قرآن مجید ختم کرنے کو پسند کرتے تھے اور موسم سرما میں رات کے پہلے حصے میں ختم کرنا پسند کرتے تھے تاکہ ان پر زیادہ سے زیادہ ملائکہ کی طرف سے رحمت ہو۔

حضور محبوب خدا خواجہ دوسرا علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ قرآن پڑھنے والے مومن شخص کی مثال ترنجبین جیسی ہے جس کی خوشبو بھی اچھی اور ذائقہ بھی اچھا ہوتا ہے اور قرآن مجید نہ پڑھنے والے مومن کی مثال اس کھجور جیسی ہے جس کا ذائقہ تو اچھا ہے مگر اس میں خوشبو نہیں ہے اور قرآن مجید پڑھنے والے منافق کی مثال ریحان جیسی خوشبو سے تو بہترین ہے لیکن اس کا مزا بہت کڑوا ہے۔ قرآن مجید نہ پڑھنے والے منافق کی مثال حنظل یعنی تمہ جیسی ہے جس کا مزا کڑوا ہے اور اس کی خوشبو بھی نہیں ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ آہستہ قرآن پڑھنے والا ایسا ہے جس طرح کہ چھپ کر صدقہ دیتا ہے اور زور سے قرآن پڑھنے والا عام کھلے صدقہ دینے والے کی مانند ہے مطلب یہ ہے کہ بلند آواز سے قرآن پڑھنا اچھا ہے لیکن آہستہ قرآن پڑھنا بہت ہی افضل ہے ۔

بھاری گناہ کون سا ہے ؟

بیان کیا گیا ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مجھ پر گناہ پیش کئے گئے ان میں میں نے سوائے اس کے کوئی بڑا گناہ نہیں دیکھا کہ ایک شخص نے قرآن مجید حفظ کیا اور پھر بھلا دیا"

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

"جس نے قرآن مجید پڑھا اور بھلا دیا بغیر کسی عذر کے تو اس کا درجہ ایک آیت کے بدلے کم ہوتا رہے گا پھر محشر کے روز اسے کوڑھی کی شکل میں لایا جائے گا"

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

"جس نے قرآن مجید پڑھ کر بغیر کسی وجہ کے بھلا دیا تو اسے محشر کے روز جذامی کی صورت میں لایا جائے گا جس کا ہاتھ کٹا ہوا ہو"

حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جو شخص قرآن پڑھ کر اسے بھلا دیتا ہے تو یہ بھولنا اس کے کسی گناہ کے سبب ہوتا ہے پھر انہوں نے یہ آیۂ کریمہ پڑھی:

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ط اور جو تم پر مصیبت آتی ہے تو وہ تمہارے کسی عمل کی وجہ سے آتی ہے جبکہ اللہ عزوجل توبہت سے گناہ درگذر فرمانے والا ہے ۔

پھر قرآن بھلانے سے بڑھ کر اور کیا مصیبت ہوسکتی ہے ۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ :

"جس نے سال میں دو دفعہ قرآن مجید ختم کر لیا تو اس نے تلاوت کا حق کر دیا اس لیے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سال میں ایک دفعہ حضرت جرائیل علیہ السلام کو قرآن سنایا کرتے تھے مگر وصال مبارک کے سال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جرائیل امین علیہ السلام کو دو دفعہ قرآن مجید سنایا تھا۔"

باب ۵۵

فضائل علم کا اظہار

حضرت کثیر بن قیس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس دمشق کی جامع مسجد میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا۔ اے ابو الدرداء میں مدینہ شریف سے صرف ایک وہ حدیث سننے کے لیے آپ کے پاس آیا ہوں جسے آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بلاواسطہ نقل کرتے ہیں۔ حضرت سیدا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے اس سے دریافت کیا کہ تجارت یا کسی اور ضرورت کے لیے تو نہیں آئے۔ عرض کیا بالکل نہیں۔ میں صرف حدیث کی سماعت کے لیے آیا ہوں۔ پھر حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ حدیث سنائی۔ حضور سید عالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"جو شخص صرف اس ارادہ سے سفر کرتا ہے کہ وہ علم حاصل کرے تو اللہ عزّ وجل تبارک و تعالیٰ اس کے لیے جنت کے راستوں میں سے ایک راستہ آسان کر دیتا ہے اور ملائکہ طالب علم کے عمل سے خوش ہو کر اس کے لیے اپنے پَر بچھاتے ہیں اور صاحب علم کے لیے زمین و آسمان کی ساری مخلوق اور پانی میں رہنے والی مچھلیاں اس کے لیے بخشش کی دُعا کرتی ہیں۔"

نیز ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ:

"ایک عالم کی عابد پر ایسی فضیلت ہے جس طرح چودہویں رات کے چاند کی تمام ستاروں پر ہے۔"

نیز ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

"علماء ہی انبیاء کے وارث ہیں بےشک انبیائے کرام علیہم السلام وراثت کے طور پر درہم و دینار نہیں چھوڑتے بلکہ ان کی چھوڑی ہوئی وراثت علم

ہے۔ پس جس نے علم حاصل کیا گویا اس نے وراثت سے وافر حصہ حاصل کیا۔"

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ دو حریص ایسے ہیں جن کے پیٹ کبھی نہیں بھرتے وہ یہ ہیں:

پہلا حریص: طالب علم۔ دوسرا حریص: طالب دنیا۔

نیز یہ دونوں مرتبہ و مقام میں برابر نہیں ہیں۔ پھر طالب علم تو رضائے الٰہی میں بڑھتا ہی جاتا ہے۔ مگر طالب دنیا سرکشی میں حدود تجاوز کر جاتا ہے۔

پھر آپ نے درج ذیل آیۂ کریمہ پڑھی:

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ اللہ کے بندوں میں علماء ہی خشیت الٰہی رکھتے ہیں

پھر یہ آیۂ کریمہ پڑھی:

كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَيَطْغَى أَنْ رَآهُ اسْتَغْنَى۔

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ میں بصرہ کی مسجد میں گیا تو دیکھا کہ اسود بن سریع وعظ فرما رہے ہیں اور ان کے روبرو نمازی بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کے عقب میں علماء کرام بیٹھے ہیں اور فقہی مسائل پر بات چیت ہو رہی ہے میں نے ان دو محافل کے مابین نماز پڑھی۔ جب فارغ ہوا تو دل میں سوچا کہ اسود کی مجلس میں جاؤں۔ ہو سکتا ہے کہ ان کی دعا کی مقبولیت سے مجھے بھی رحمت نصیب ہو جائے۔ پھر خیال آیا کہ علماء و فقہاء کی مجالس میں جاؤں شاید کوئی ایسا مسئلہ سن لوں جو پہلے کبھی نہ سنا ہو اور پھر اس پر عمل پیرا ہو جاؤں پھر کسی فیصلے پر پہنچے بغیر اور کسی کی مجلس میں بیٹھے بغیر میں وہاں سے چلا آیا۔ پھر میں نے اسی شب خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مجھ سے کہہ رہا ہے کہ اگر علماء و فقہاء کی مجلس میں بیٹھتا تو وہاں حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بیٹھے ہوئے پاتا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ان لوگوں کو دیکھنا پسند کرے جن لوگوں کو عزوجل تبارک و تعالیٰ نے دوزخ سے آزاد کر دیا ہے وہ طالب علموں کو دیکھے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے۔ عالم کے دروازے پر چکر لگانے والے طالب علم کو جس کے ہر قدم اور ہر حرف کے

بدلہ میں اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم ایک سال کی عبادت کا ثواب دیتے ہیں۔ اس کے ہر قدم کے بدلہ میں اس کے لیے بہشت میں ایک شہر بنایا جاتا ہے اور جب زمین پر چلتا ہے تو زمین اس کے لیے استغفار کرتی ہے اس کی صبح و شام بخشش ہوتی ہے۔ اور ملائکہ اس کے لیے شہادت دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ نے دوزخ سے آزاد کر دیا ہے۔

مجالس کا باہم افضل ہونا

بیان کیا جاتا ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں آئے اور دو مجالس دیکھیں۔ ایک مجلس والے اللہ کے ذکر میں مشغول تھے اور دوسری مجلس والے مسائل فقہ میں مشغول تھے حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ دونوں محافل بہتر ہیں۔ لیکن ایک مجلس دوسری مجلس سے افضل ہے پس جو لوگ ذکر الٰہی کر کے بارگاہِ الٰہی میں دعا گو ہیں اگر اللہ عزوجل چاہے تو عطا فرمائے اور چاہے تو عطا نہ کرے۔ اور وہ جہاں مسائل فقہ ہو رہے ہیں اور جہلا کو تعلیم دی جا رہی ہے۔ اور میں بھی معلم ہی مبعوث ہوا ہوں۔ اس لیے یہ افضل ہیں پھر انہیں کے ساتھ بیٹھ گئے

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رات بھر کے قیام کے مقابلے میں صرف ایک مسئلہ سیکھ لینا مجھے زیادہ محبوب ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ اے لوگو! تم اس کے زمانے میں ہو جو علم سے بہتر ہے اور عنقریب علم کا زمانہ آئے گا جو عمل سے بہتر ہو گا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمین کی پیٹھ پہ تین افضل ترین عمل ہیں:۔

پہلا عمل: علم کا حاصل کرنا۔

دوسرا عمل: جہاد فی سبیل اللہ کرنا۔

تیسرا عمل: حلال رزق کمانا۔

یاد رہے کہ:

طالب علم اللہ عزوجل کا دوست ہے۔

غازی اللہ عزوجل کا مددگار ہے۔

اکل حلال کمانے والا اللہ کا خلیل ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید العالمین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"جو غیر اللہ کے لیے علم حاصل کرتا ہے تو اس کے مرنے سے قبل علم اس پر غالب آجائے گا تو وہ اللہ ہی کے لیے ہو جائے گا اور جو اللہ عزوجل کے لیے علم حاصل کرتا ہے وہ ایسا ہے جیسا کہ دن کو روزہ رکھے اور رات کو بیدار رہے اور علم کا ایک باب سیکھ لینا ابو قبیس پہاڑ جتنا سونا فی سبیل اللہ خرچ کرنے سے بہتر ہے۔"

کہا جاتا ہے کہ کسی نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ علم کب تک حاصل کرنا ایک آدمی کے لیے بہتر ہے؟ فرمایا اس وقت تک علم حاصل کرتا رہے، جب تک وہ اپنے لیے جہالت کو قبیح جانتا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک موت کے بستر پر تھے اور پاس بیٹھا ہوا ایک شخص ان کے لیے کچھ علمی باتیں لکھوا رہا ہے؟ فرمایا ہاں ہو سکتا ہے کوئی ایسا کلمہ مل جائے جو اس سے قبل نہ ملا ہو اور وہ میرے لیے سود مند ہو۔

چند مفید باتیں

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ:

۱۔ علم حاصل کیجئے اس لیے کہ علم کا حصول بہت ہی اچھا ہے۔

۲۔ علم کا طلب کرنا عبادت ہے۔

۳۔ علم میں بحث و مباحثہ جہاد کے برابر ہے۔

۴۔ علم میں مذاکرہ تسبیح کی مانند ہے۔

۵۔ ان پڑھ کو تعلیم دینا صدقہ ہے۔

۶۔ اہلِ علم کو علمی باتیں بتانا قربِ خداوندی کا ذریعہ ہے۔
۷۔ اہلِ جنت کی منازل کی راہ علم ہے۔
۸۔ علم حالتِ وحشت اور سفر میں مونس و غمگسار ہے۔
۹۔ علم تنہائی میں باتیں کرنے والا ہے۔
۱۰۔ علم خوشی کی دلیل ہے۔
۱۱۔ علم تنگی میں مددگار ہے۔
۱۲۔ علم دوستوں کی مجلس میں زینت ہے۔
۱۳۔ علم دشمنوں کے لیے اوزار ہے۔
۱۴۔ علم کی وجہ سے رفعت حاصل ہوتی ہے۔
۱۵۔ علم کی وجہ سے امامت نصیب ہوتی ہے۔
۱۶۔ علم کی وجہ سے قیادت نصیب ہوتی ہے۔
۱۷۔ لوگ اہلِ علم کے اقوال و افعال کی پیروی کرتے ہیں۔
۱۸۔ اہلِ علم سے ملائکہ دوستی کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔
۱۹۔ فرشتے علماء پر اپنے پروں سے سایہ کرتے ہیں۔
۲۰۔ علماء کے لیے ہر خشک و تر چیز، سمندر کی مچھلیاں، حشرات الارض، بحر و بر کے درندے اللہ عزّ وجل سے رحمت طلب کرتے ہیں۔
۲۱۔ علم جہالت سے بچا کر دلوں کو زندہ کرتا ہے۔
۲۲۔ علم اندھیرے میں آنکھوں کو روشنی کرتا ہے۔
۲۳۔ علم بڑھاپے میں بدن کو قوت عطا کرتا ہے۔
۲۴۔ علم ایک بندے کو پسندیدہ اور صالحین کے مقامات پر لے جاتا ہے۔
۲۵۔ علم دُنیا و آخرت میں درجاتِ علیا سے سرفراز کرتا ہے۔
۲۶۔ علم میں فکر و تنظر کرنے والا روزہ دار کی مانند ہے۔
۲۷۔ علم کا اعادہ رات کے قیام سے افضل ہے۔

۲۸۔ علم سے صلہ رحمی پیدا ہوتی ہے۔

۲۹۔ علم سے حلال و حرام میں تمیز ہو جاتی ہے۔

۳۰۔ علم امام ہے۔

۳۱۔ عمل علم کے تابع ہے۔

۳۲۔ علم سعادت مندوں کو عنایت ہوتا ہے۔

۳۳۔ شقی بدبخت علم سے محروم رہتے ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اللہ عزّ وجل تبارک و تعالیٰ کی راہ میں جہاد سے بڑھ کر میرے نزدیک کوئی شے افضل نہیں سوائے علم حاصل کرنے کے۔ جو شخص اپنے گھر سے صرف علم کا ایک حصہ سیکھنے کے لیے نکلتا ہے تو ملائکہ اس کے اردگرد اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں، اور فضائی پرندے، صحرائی درندے، سمندر کی مچھلیاں اس کے لیے بارگاہِ خداوندی سے رحمت طلب کرتی ہیں اور اللہ عزّ وجل تبارک و تعالیٰ اسے بہتر (۷۲) صدیقوں کا اجر و ثواب عطا فرماتا ہے۔

آگاہ رہو کہ:

علم حاصل کرو۔

علم کے ذریعہ سکینہ، بردباری اور وقار حاصل کرو۔

علماء کے ساتھ جھگڑا نہ کرو۔

نادانوں کے ساتھ علمی بحث نہ کرو۔

اُمراء کے اردگرد نہ بیٹھو۔

اللہ کے بندوں پر علم کے ذریعے اپنی بڑائی کا اظہار نہ کرو۔ ورنہ تم جابر علماء میں شریک ہو جاؤ گے جن پر اللہ عزّ وجل نے سختی کی اور انہیں منہ کے بل جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

تم ایسا علم حاصل کرو جو عبادت الٰہی میں تمہارے لیے نقصان دہ نہ ہو۔

اللہ عزّ وجل کی عبادت یوں کرو کہ وہ علم حاصل کرنے میں سدِ سکندری نہ بنے۔

علم کے بغیر عبادت بھی نافع نہیں ہوتی۔

نیز یہ کہ:۔

تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو حصول علم کو ترک کر کے صرف عبادت میں مشغول ہو گئے حتیٰ کہ جب ان کے جسم نحیف و کمزور ہو گئے تب وہ تلواروں کے ساتھ لوگوں پر خروج کرنے لگے کاش کہ انہوں نے علم حاصل کیا ہوتا تو ان کا علم انہیں ایسا عمل ہرگز نہ کرنے دیتا۔

نیز یہ کہ:

علم کے بغیر عامل تو اس طرح ہے جو راستہ سے بھٹک گیا ہو وہ جس قدر آگے بڑھے گا اس قدر ہی منزل سے دُور ہو گا۔ پھر اصلاح کی بہ نسبت اس کے بھٹکنے کا زیادہ امکان ہے۔

ان سے دریافت کیا گیا اے ابوسعید یہ باتیں کہاں سے حاصل کیں؟ فرمایا کہ میں علم حاصل کرنے کی غرض سے ستر بدری صحابہ کے پاس گیا ہوں اور اس علم حاصل کرنے کے لیے میں نے مسلسل چالیس سال سفر کیا ہے۔

حضرت سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ نے فرمایا۔ اے لوگو! میں کیا دیکھ رہا ہوں! کہ تمہارے علماء دُنیا سے رخصت ہو رہے ہیں اور جاہل پڑھ نہیں رہے۔

اے لوگو! علم حاصل کیجئے اس سے پہلے کہ علم اُٹھ جائے کیونکہ علماء کے دُنیا سے رخصت ہو جانے کے ساتھ علم بھی رُخصت ہو جائے گا۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سیّد عالم نور مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ علم کو قبض کر کے نہیں اُٹھائے گا بلکہ وہ علم سمیت ہی علماء کو اُٹھائے گا یہاں تک کہ ایک عالم بھی باقی نہیں رہے گا پھر لوگ جہلاء کو اپنا سردار بنا لیں گے اور انہیں سے مسائل دریافت کریں گے تو وہ غلط مسائل بنا کر خود بھی گمراہ ہوں گے اور دیگر کو بھی گمراہ کریں گے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ کسی شخص نے حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ اللہ عزّوجل آپ کو یہ بتا دیں کہ تم آج سے سات روز کو لقمۂ اجل ہو جاؤ گے تو اس روز آپ کون سا عمل کریں گے فرمایا میں اس روز بھی علم ہی حاصل کروں گا۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فقیہہ تو ہر وقت نماز میں ہی رہتا ہے۔ عرض

کیا گیا وہ کس طرح نماز میں رہتا ہے۔ فرمایا جب بھی تم اسے دیکھو گے تو اس کی زبان پر اللہ عزّ وجل کا ذکر ہی ہو گا اور حلال و حرام میں تمیز کر رہا ہو گا۔

نیز آگاہ رہیئے کہ:

علماء کرام کو زمانے کا چراغ کہا گیا ہے اور ہر عالم سے اس کے زمانے کے لوگ روشنی حاصل کرتے ہیں۔

حضرت سالم بن ابی الجعد نے فرمایا کہ میرے مالک نے مجھے تین سو درہم میں خرید کر آزاد کر دیا تو میں نے دل میں خیال کیا کہ اب میں کیا کروں۔ پھر میں نے تمام امور پر علم حاصل کرنے کو فوقیت دی۔ پھر کچھ مدت گذری تھی کہ امیر المومنین میری زیارت کرنے کے لیے آیا مگر میں نے ملاقات کرنے کی اجازت نہ دی۔

حضرت صالح مری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں امیر المومنین کے پاس گیا تو انہوں نے مجھے اپنی مسند پر بٹھایا۔ میں نے کہا کہ حضرت حسن نے سچ فرمایا ہے۔ امیر المومنین نے کہا کہ حضرت حسن نے کیا سچ فرمایا تھا۔ کہا کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ علم شرفاء کی شرافت کو بڑھا دیتا ہے اور غلام کو آزادوں کی جگہ کھڑا کر دیتا ہے ورنہ میں کون سی حیثیت کا مالک تھا کہ امیر المومنین کے ساتھ تخت پر بیٹھتا یہ سب علم کا کمال ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا حضرت میرا حصول علم کا ارادہ ہے مگر خوف یہ ہے کہ نہ ہی اسے سنبھال سکوں گا اور نہ ہی اس پر عمل کر سکوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ علم کو تکیہ بنانے سے بہتر ہے کہ جہل کو اپنا بناؤ۔ پھر اس شخص نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا مقصد بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ محشر کے روز لوگ اپنی ان حالتوں پر اُٹھیں گے، جن پر انہوں نے وصال کیا تھا، سو عالم، عالم ہی اُٹھے گا اور جاہل، جاہل ہی اُٹھے گا۔ پھر اس نے یہی بات حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جا کر گزارش کی تو فرمایا کہ کسی چیز کو حاصل کر کے اسے اس قدر ضائع نہ کرو گے جتنا کہ اسے سرے سے ہی چھوڑ کر ضائع کر دو گے۔

دین کا ستون کیا ہے؟

بیان کیا جاتا ہے کہ حضور سید النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دین میں فقہ سے بڑھ کر اللہ کی کوئی عبادت نہیں اور ایک فقیہہ ہزار عابدوں سے بڑھ کر شیطان پر حاوی ہے نیز فرمایا کہ "ہر چیز کے لیے ایک ستون ہے اور دین کا ستون فقہ ہے"۔

جاننا چاہیئے کہ اہل بصرہ میں اس بات پر اختلاف ہوا کہ علم افضل ہے یا کہ مال افضل ہے؟ بعض لوگوں نے علم کو افضل کہا اور بعض لوگوں نے مال کو افضل کہا، چنانچہ فیصلہ کر کے ایک شخص کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا گیا تو آپ نے فرمایا کہ علم افضل ہے۔ قاصد کہنے لگا کہ اگر وہ دلیل چاہیں تو پھر؟ آپ نے فرمایا کہ انہیں کہنا کہ:

علم انبیائے کرام علیہم السلام کی میراث ہے اور مال فرعون کی میراث ہے۔

علم تیری حفاظت کرتا ہے اور مال تجھے ہلاک کرتا ہے۔

علم اللہ عزوجل صرف اپنے پیاروں کو عطا فرماتا ہے جبکہ مال دونوں کو دیتا ہے بلکہ مال زیادہ اُسے ہی دیتا ہے جسے وہ محبوب نہیں جانتا۔ کیا یہ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل نہیں پڑھا:

وَلَوْلَاۤ اَنْ یَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ یَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُیُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَیْهَا یَظْهَرُوْنَ۔

اگر یوں نہ ہوتا کہ تمام لوگ ایک ہی طریقہ پر ہو جائیں گے تو ہم اللہ عزوجل کے لیے ان کے گھروں کی چھتیں چاندی کی کر دیتے اور زینے بھی جن پر وہ اُترا چڑھا کرتے تھے۔

علم صرف کرنے سے کم نہیں ہوتا اور مال صرف کرنے سے کم ہو جاتا ہے۔ مالدار کے انتقال کے بعد اس کا ذکر بھی انتقال کر جاتا ہے جبکہ عالم کے انتقال کے بعد اس کا ذکر ہمیشہ باقی رہتا ہے۔ مالدار لقمہ اجل ہو جاتا ہے اور علم والا ہمیشہ زندہ رہتا ہے مالدار سے ایک ایک دانہ کے بارے میں دریافتگی ہوگی کہ اس نے کہاں سے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا جب کہ صاحب علم کو ایک ایک بات پر جنت میں ایک ایک درجہ نصیب ہوگا۔

اقسام النّاس کا انکشاف

بیان کیا جاتا ہے کہ علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ تین قسم کے ہیں:

پہلی قسم: عالم ربانی دوسری قسم: طالب علم

یہ دونوں راہِ نجات پر ہیں اور باقی تمام لوگ پست خیال کے ہیں، وہ ہر آواز پر لبیک کہتے ہیں در جدھر کی ہوا ہو اُدھر ہی پرواز کر جاتے ہیں۔

فرمایا کہ علم مال سے بہتر ہے اس لیے تو مال کی حفاظت کرتا ہے جبکہ علم تیری حفاظت کرتا ہے۔ علم صرف کرنے سے بڑھتا ہے جبکہ مال کم ہوتا ہے۔ جب تک دُنیا قائم ہے علماء باقی رہیں گے، اگرچہ ان کے وجود مفقود ہوں گے مگر ان کی امثال دلوں میں موجود ہوں گی۔

حقیقی بھلائی کس کے لیے ہے؟

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عالم اور طالب علم اجر و ثواب میں برابر ہیں درحقیقت بہترین لوگ تو یہی عالم اور طالب علم ہیں، ان کے علاوہ کسی میں بھی بھلائی نہیں ہے۔

باب ۵٦

عمل و علم کا اظہار

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ:

"علماء اللہ عزوجل کے بندوں پر رسولوں کے امین ہیں، اس لیے ان پر لازم ہے کہ یہ بادشاہوں کی ہم نشینی اختیار نہ کریں اور دُنیا کی پیروی نہ کریں، اگر یہ دُنیا کی پیروی کرنے لگے تو گویا انہوں نے رسولوں سے خیانت کی۔ ایسے علماء سے اجتناب کیجئے اور ان سے ڈریئے۔"

حضرت سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ:

"کوئی شخص اس وقت عالم نہیں ہوتا جب تک کہ وہ متعلم نہ بنے اور اس وقت تک صحیح عالم نہیں ہو سکتا جب تک علم کے مطابق عمل نہ کرے۔"

پھر فرمایا کہ:

"جو شخص جانتا نہیں اس کے لیے ایک تباہی ہے اور جو شخص جانتا ہے اور علم کے مطابق عمل نہیں کرتا اس کے لیے سات سو دفعہ ہلاکت و تباہی ہے۔"

پھر فرمایا کہ:

"مجھے اس بات کا خوف نہیں کہ محشر کے روز مجھ سے کیا دریافت کیا جائے گا کہ اے عویمر کیا تو نے علم حاصل کیا ہے لیکن مجھے جو خطرہ ہے وہ اس سے سوال کی دریافتگی کا ہے کہ اے عویمر تو نے علم کے مطابق کیا عمل کیا ہے۔"

حضرت عیسیٰ رُوح اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"جس نے علم حاصل کر کے علم سکھایا اور اس پر عمل کیا تو وہ آسمانی فرشتوں میں عظیم

کے نام سے پکارا جائے گا۔"

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ارباب علم کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ:

"یہ وہ لوگ ہیں جو علم کے مطابق کرتے ہیں۔"

پھر پوچھا کہ وہ کون سی چیز ہے جو ان کے سینوں سے علم کو باطل کر دے گی۔ کہا۔

"وہ لالچ ہے۔"

حضرت عیسیٰ رُوح اللہ علیہ السّلام نے فرمایا کہ:

"جو اندھا چراغ اُٹھائے ہوئے پھرتا ہے اس سے دوسرے تو روشنی حاصل کرتے ہیں مگر اس اندھے کو کیا فائدہ۔ چھت پر چراغ رکھنے سے گھر کا اندھیرا ختم نہیں ہوگا اور ایسی دانا کی باتوں کا کیا فائدہ جن پر خود عمل نہ کیا جائے۔"

نیز فرمایا کہ:

"درخت تو بہت ہیں مگر سب کے سب پھل دار نہیں ہوتے، اسی طرح علماء بھی بہت ہیں مگر سب کے سب رہبر نہیں ہوتے اسی طرح تمام علوم سُود مند نہیں ہوتے۔"

حضرت امام اوزاعی نے بیان کیا کہ ایسے لوگ جو اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتے، انہیں ایسے ہی علم کی توفیق عطا کی جاتی ہے۔

حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"سوائے علمائے کرام کے باقی سب لوگ مُردوں کی مانند ہیں اور علماء بھی سوائے ان کے جو علم کے مطابق عمل کرتے ہیں باقی سب مدہوش ہیں اور عامل سوائے مخلص کے باقی سب مغرور ہیں اور مخلصین بھی خطرہ سے خالی نہیں ہیں۔"

فرمانِ نبی برکلامِ حق

بیان کیا جاتا ہے کہ حضور سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر عالم کے پاس نہیں بیٹھنا چاہیئے البتہ ان علماء کے پاس بیٹھنا چاہیئے جو پانچ باتوں سے تمہیں پانچ چیزوں کی طرف بلوائیں۔ وہ یہ ہیں:

پہلی بات: شک سے یقین کی طرف بلائے۔
دوسری بات: تکبر سے تواضع کی طرف بلائے۔
تیسری بات: دُشمنی سے دوستی کی طرف بُلائے۔
چوتھی بات: ریاکاری سے اخلاص کی طرف بُلائے۔
پانچویں بات: رغبت سے زہد کی طرف بُلائے۔

حضرت علی المرتضیٰ کا فرمانِ منیفہ

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو عالم اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتا۔ جاہل ان سے علم حاصل کرنے میں کتراتے ہیں اس لیے کہ جو عالم اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتا تو اس کا علم نہ ہی اُسے کوئی فائدہ دیتا ہے اور نہ ہی دوسروں کو فائدہ دیتا ہے۔ چاہے اس کے پاس علم کے دفاتر ہی کیوں نہ ہوں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص نے اسی صندوق بھرے ہوئے تھے تو اللہ عزوجل نے پیغمبرِ وقت کی طرف وحی کی کہ اس سے کہو کہ اگر تم اتنا علم اور بھی کیوں نہ جمع کر لو پھر وہ تیرے لیے نافع نہیں ہوگا جبکہ تم تین باتوں کے عامل نہ ہو جاؤ گے۔ وہ تین باتیں یہ ہیں:

پہلی بات: دُنیا سے محبت نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ دُنیا مومن کا گھر نہیں ہے۔
دوسری بات: شیطان سے دوستی نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ یہ مومن کا دوست نہیں ہے۔
تیسری بات: مومن کو ایذا نہیں پہنچانی چاہیئے کیونکہ ایسا کرنا مومن کی علامت نہیں ہے۔

عالم و جاہل میں امتیازیت

حضرت سفیان بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جہالت لوگوں کے لیے کوئی اچھی بات نہیں ہے جو شخص علم کے مطابق کرتا ہے وہ عظیم عالم ہے اور جو علم کے مطابق عمل نہیں کرتا وہ جاہل ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جاہل کے ایسے ستر گناہ بخش دیئے جائیں گے مگر عالم کے لیے ان میں سے ایک بھی معاف نہیں ہوگا۔

حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین باتوں پر فرشتے بھی متعجب ہوتے ہیں وہ یہ ہیں:

پہلی بات: فاسق عالم جو لوگوں کو عمل کی تلقین کرتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا۔

دوسری بات: فاسق و گنہ گار کی پختہ قبر کو دیکھ کر متعجب ہونا۔

تیسری بات: گنہگار کے جنازے پر منقش چادروں کو دیکھ کر متعجب ہونا۔

بیان کیا گیا ہے کہ تین قسم کے لوگوں کو دیکھ کر قیامت کے روز سب سے زیادہ حسرت ہوگی وہ یہ ہیں:

پہلی قسم: وہ مالک جس کا غلام صالح ہو۔ غلام جنت میں جائے گا اور مالک جہنم میں جائے گا۔

دوسری قسم: وہ شخص جس نے مال جمع کیا ہو مگر حقوق اللہ کی ادائیگی کے پہلے ہی لقمۂ اجل ہو گیا۔ پھر اس کے وارثوں نے اسے اللہ کی راہ میں خرچ کیا تو وہ قیامت میں خلوص حاصل کرلیں گے مگر جمع کرنے والا دوزخ میں جائے گا۔

تیسری قسم: وہ عالم سو جو لوگوں کو اچھی باتیں بتاتا تھا اور لوگ اس پر عمل کر کے قیامت کے روز نجات حاصل کریں گے لیکن وہ عالم اپنے بُرے عمل کے سبب سے دوزخ میں جائے گا۔

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے کہا کہ فقہاء تو اس طرح فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے کبھی کوئی فقیہہ دیکھا ہے۔ فقیہہ تو وہ ہے جو

دُنیا میں زُہد و عبادت میں لگا رہے اور آخرت میں رغبت رکھتا ہو۔ اپنے گناہوں پر نظر رکھتا ہو۔

پھر فرمایا کہ:

"جب علماء حلال مال جمع کرنے میں مشغول ہو جائیں گے تو عوام مشتبہ مال کھانا شروع کر دیں گے اور جب علماء مشتبہ مال کھانا شروع کر دیں گے تو عوام حرام مال کھانا شروع کر دیں گے۔"

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جب علماء حلال مال جمع کریں گے تو عوام بھی مال جمع کرنے میں ان کے نقش قدم پر چلیں گے اور بہتر طور پر علم نہ رکھنے کے سبب سے وہ مشتبہ مال بھی جمع کر لیں گے اور حرام مال سے احتراز کریں گے تو جاہل بھی ان کا تعاقب کریں گے لیکن حرام اور مشتبہ میں فرق نہ کر سکنے کی وجہ سے وہ حرام مال بھی جمع کر لیں گے اور جب علماء حرام مال جمع کریں گے تو جاہل بھی ان کے پیچھے چلیں گے اور وہ یہ خیال کریں گے کہ شاید یہ حلال ہے پھر حرام کو حلال سمجھنے کی وجہ سے وہ کافر ہو جائیں گے۔

جاہل کا عالم کا دامن پکڑنا

بیان کیا جاتا ہے کہ محشر کے روز جاہل علماء کا دامن پکڑ لیں گے اور کہیں گے کہ تم تو عالم تھے پھر تم نے ہماری رہنمائی کیوں نہ کی اور ہمیں اس عمل سے کیونکر منع نہ کیا جس کے باعث ہم آج مصائب میں اسیر ہیں۔

بدترین لوگ کون؟

یاد رہے کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم بدترین لوگ کون ہیں تو آپ نے فرمایا:

"بدترین بگڑے ہوئے علماء ہیں۔ ظاہر ہے کہ عالم کے بگڑنے سے پوری دُنیا بگڑ جاتی ہے۔"

حضرت بشر بن حارث رحمۃ اللہ علیہ محدثین حضرات سے فرمایا کرتے تھے کہ ان احادیث کی زکوٰۃ ادا کیا کرو۔ محدثین نے کہا کہ ہم ان کی زکوٰۃ کس طرح ادا کریں۔ فرمایا کہ دو سو احادیث میں سے صرف پانچ پر عمل کر لیا کرو۔

اہل عقل کا قول بر حکمت ازلیہ

یاد رہے کہ کسی دانشور نے کہا تھا کہ ہمارے زمانے میں:

۱۔ علم حاصل کرنا تہمت ہے۔

۲۔ علم کا سننا حوالنست ہے۔

۳۔ علم کا بولنا خواہش ہے۔

۴۔ علم پر عمل کرنا میلان نفس ہے۔

علم اور جہنم

بیان کیا گیا ہے کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چار چیزوں کے لیے علم حاصل کرتا ہے وہ دوزخ میں جائے گا۔ وہ یہ ہیں:

پہلی چیز: علماء سے مباحثہ و مناظرہ کرنے کے لیے علم حاصل کرنا۔

دوسری چیز: نادانوں سے علم کے ذریعہ مباحثہ کرنے کے لیے علم حاصل کرنا۔

تیسری چیز: لوگوں میں مقبولیت حاصل کرنے کے لیے علم حاصل کرنا۔

چوتھی چیز: دولت مندوں سے مال حاصل کرنے اور جاہ و منزلت کے لیے علم حاصل کرنا۔

درجات علم

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علم کے مختلف درجات ہیں:

پہلا درجہ: خاموشی اختیار کرنا۔

دوسرا درجہ: توجہ سے سُننا
تیسرا درجہ: علم کو محفوظ کرنا۔
چوتھا درجہ: علم پر عمل کرنا۔
پانچواں درجہ: علم کو پھیلانا۔

حضرت سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عالم بنو یا طالب علم بنو یا پھر سُننے والے بنو۔ علاوہ ازیں چوتھے نہ بنو جو نہ عالم ہے اور نہ متعلم ہے اور نہ سُننے والا ہے، وہ ہلاک ہوا۔

بیان کیا گیا ہے کہ علماء کی تین قسمیں ہیں:
پہلی قسم: عالم باللہ اور عالم بامر اللہ۔
دوسری قسم: عالم باللہ تو ہیں مگر عالم بامر اللہ نہیں۔
تیسری قسم: عالم بامر اللہ تو ہیں لیکن عالم باللہ نہیں۔

عالم باللہ اور عالم بامر اللہ کون!

جاننا چاہیئے کہ عالم باللہ اور عالم بامر اللہ وہ ہے جو اللہ عزّوجل کا خوف رکھتا ہو، اور اس کے حدود و فرائض کا علم رکھتا ہو اور وہ عالم باللہ جو بامر اللہ تو ہے مگر عالم باللہ نہیں۔ وہ ہے جو حدود و فرائض کا علم تو ہے لیکن خشیت الٰہی نہیں رکھتا۔

حضرت محمد بن جناح رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ حضرت ابوحفص رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مندرجہ ذیل دس باتیں عالم میں ضرور ہونی چاہئیں وہ یہ ہیں:
پہلی بات: خلوص کے ساتھ خشیت الٰہی ہونی چاہیئے۔
دوسری بات: ہمدردی اور شفقت ہونی چاہیئے۔
تیسری بات: بُردباری ہونی چاہیئے۔
چوتھی بات: تحمل ہونا چاہیئے۔
پانچویں بات: صبر ہونا چاہیئے۔

چھٹی بات: حلم ہونا چاہیئے۔

ساتویں بات: عاجزی ہونی چاہیئے۔

آٹھویں بات: لوگوں کے مال ومنال سے بے نیازی ہونی چاہیئے۔

نویں بات: ہمیشہ کتب کا مطالعہ ہونا چاہیئے۔

دسویں بات: دروازے پر پہرے دار نہیں ہونا چاہیئے۔ امیر وغریب کے لیے دروازہ کھلا رہنا چاہیئے۔ جاننا چاہیئے کہ حضرت داؤد علیہ السلام سخت پہرہ رکھنے کے باعث آزمائش میں ڈالے گئے تھے۔

حضرت ابو حفص رضی اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ دس قسم کے لوگوں میں دس چیزوں کو قبیح گردانا گیا ہے:

پہلی چیز: بادشاہ میں سختی کو قبیح گردانا گیا ہے۔

دوسری چیز: مالدار میں بخل کو قبیح گردانا گیا ہے۔

تیسری چیز: علماء میں لالچ کو قبیح گردانا گیا ہے۔

چوتھی چیز: فقراء میں حرص کو قبیح گردانا گیا ہے۔

پانچویں چیز: شرفاء میں حیا کی کمی کو قبیح گردانا گیا ہے۔

چھٹی چیز: بوڑھوں میں جوانی والے امور کو قبیح گردانا گیا ہے۔

ساتویں چیز: مردوں کو عورتوں کی مشابہت کرنے کو قبیح گردانا گیا ہے۔

آٹھویں چیز: عورتوں کو مردوں کی مشابہت کرنے کو قبیح گردانا گیا ہے۔

نویں چیز: دُنیاداروں کے دروازوں پر زاہدین کے آنے کو قبیح گردانا گیا ہے۔

دسویں چیز: جہالت میں عبادت کو قبیح گردانا گیا ہے۔

ایک دانشور کا قول ہے کہ:

"حکماء کی باتیں نادانوں کے لیے کھیل ہیں اور نادانوں کی باتیں حکماء کے لیے عبرت کا سبب ہیں۔"

حضرت فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا مطلب اس طرح بیان کیا ہے کہ نادان لوگ حکماء کی باتیں سن کر ان کا مذاق اڑاتے ہیں کیونکہ حکماء کی باتیں ان کے لیے صرف مزاحیہ کلام ہوتا ہے جبکہ حکماء ان نادانوں کا کلام سن کر اس کی قباحت دیکھتے ہیں پھر وہ عبرت حاصل کرتے ہوئے ایسی باتوں سے اجتناب کرتے ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ نادانوں کا کام تو صرف بات کا سننا ہے جبکہ علماء کا کام اس بات کو آگے چلانا ہے اور زاہدین کا کام اس پر غور و خوض کر کے اس پر عمل پیرا ہونا ہے۔

یہ سب اللہ عزوجل کی توفیق و عنایت سے ہے۔

باب ۵۷

علمی مجالس کا اظہار

حضرت ابو واقد لیثی نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان تشریف فرما تھے اور آپ کے ارد گرد لوگ بیٹھے ہوئے تھے کہ تین شخص آئے۔ ان میں سے ایک شخص نے حلقہ ہی میں خالی جگہ دیکھی اور وہیں بیٹھ گیا اور دوسرا شخص حلقے کے پیچھے بیٹھ گیا تیسرا شخص واپس لوٹ گیا۔ جب حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے بات چیت سے فراغت حاصل کی تو پھر ان تینوں نئے آنے والوں کے بارے میں فرمایا کہ ان میں جو پہلا شخص تھا اس نے اللہ کے لیے جگہ خالی کی تو اللہ عزّ وجل نے اُسے جگہ دے دی۔ دوسرے شخص نے اللہ عزّ وجل سے حیا کرتے ہوئے لوگوں کو اِدھر اُدھر ہونے کی ایذا نہ دی تو اللہ عزّ وجل سبحانہ، تبارک و تعالیٰ نے ان سے ایسا ہی سلوک کیا۔ تیسرا شخص چہرہ پھیر کر چلا گیا تو اللہ عزّ وجل تبارک و تعالیٰ نے اس سے چہرہ پھیر لیا۔

حضرت شہر بن حوشب نے بیان کیا کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ جب تم کچھ لوگوں کو اللہ کے ذکر میں مشغول دیکھو تو ان میں نشست قائم کیا کرو کیونکہ اگر تم عالم ہو گے تو تمہارا علم تمہارے لیے سُود مند ہو گا۔ اگر تم جاہل ہو گے تو وہ تمہیں بتا دیں گے، ممکن ہے اللہ عزّ وجل اپنی رحمت کے صدقے اہلِ مجلس پر کرم فرمائیں تو وہ تجھے بھی حاصل ہو جائے گا اور جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو ذکرِ الٰہی نہیں کر رہے تو ان کے پاس نہ بیٹھنا اگر تم عالم ہو گے تو وہاں تمہارا علم تمہیں کچھ فائدہ نہ دے گا۔ اگر جاہل ہو گے تو سرکشی میں بڑھ جاؤ گے۔ ممکن ہے کہ اللہ عزّ وجل تبارک و تعالیٰ ان پر سختی بھیجیں تو وہ تم تک بھی پہنچے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی غیب داں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزّ وجل کے کچھ فرشتے زمین میں گھومتے رہتے ہیں جہاں کہیں لوگوں کو اللہ عزّ وجل

کے ذکر میں مشغول پاتے ہیں تو اپنے رفقاء کو ندا دیتے ہوئے کہتے ہیں۔ آئیے تمہاری اُمنگ کا یہاں سامان موجود ہے تو وہ ذکر کرنے والوں کے گرد گھیرا ڈال لیتے ہیں۔ پھر جب وہ آسمان کی طرف جاتے ہیں تو اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ میرے بندوں کو کس شغل میں لگا آئے ہو۔ تو وہ عرض کرتے ہیں کہ ہم انہیں تیری حمد، تیری تسبیح اور تیرے ذکر میں مشغول چھوڑ کر آئے ہیں۔ اللہ عزّوجل فرمائے گا۔ بتایئے وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں۔ ملائکہ کہیں گے الٰہی وہ جنّت مانگتے ہیں۔

پھر اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ فرمائے گا کیا انہوں نے جنّت کو دیکھا ہے۔ ملائکہ عرض کریں گے کہ اے الٰہ العالمین نہیں دیکھا۔ تب اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ فرمائے گا کہ اگر وہ بہشت کو دیکھ لیں تو پھر ان کا کیا حال ہو گا۔ ملائکہ عرض کریں گے کہ ان کی مانگ اور حرص میں اضافہ ہو جائے گا۔ پھر اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ فرمائے گا۔ وہ لوگ کس بات سے پناہ طلب کرتے ہیں۔ ملائکہ کہیں گے۔ وہ دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ عزّوجل دریافت فرمائے گا کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے۔ ملائکہ کہیں گے انہوں نے دوزخ کو نہیں دیکھا۔ تب اللہ عزّوجل فرمائے گا اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیں تو پھر ان کا کیا حال ہو گا۔ ملائکہ کہیں گے اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیں تو پھر وہ اس سے اور زیادہ دُور بھاگیں گے اور ڈریں گے۔

پھر اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ فرمائے گا۔ اے ملائکہ تم شاہد رہو کہ میں نے ان سب کی مغفرت فرما دی۔ ملائکہ عرض کریں گے کہ ان میں فلاں آدمی تو معصیت خواہ تھا اور وہ ان کے پاس اپنی حاجت کے لیے آیا تھا۔ اللہ عزّوجل فرمائے گا جو ان کی محفل میں شریک ہوا وہ سب مغفور ہوا اور بدبخت نہیں رہا۔

حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ صالحین کی محفل میں بیٹھنے والے کی مثال اس عطار جیسی ہے جو عطر تو نہیں دیتا مگر اس سے خوشبو تو پہنچ ہی جاتی ہے اور بُرے لوگوں کے پاس بیٹھنے والوں کی مثال اس بھٹی جیسی ہے جو اگرچہ تیرے کپڑے نہیں جلاتی مگر اس کا دُھواں تو ضرور پہنچتا ہے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ نے دو

کلمات لکھ کر مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے زیر عرش رکھ دیئے اسے ملائکہ نہیں جانتے تھے جبکہ میں ان کلمات سے واقف ہوں۔

عرض کیا گیا اے ابو اسحاق وہ کلمات کون سے ہیں؟ فرمایا ان میں سے ایک میں تحریر تھا کہ اگر کوئی شخص تمام اعمال صالحین جیسے کرے مگر اس کی نشست و برخاست بُرے لوگوں میں ہوں تو میں اس کی حسنات کو گناہ شمار کر دوں گا اور محشر کے روز اس کا حشر گنہ گاروں کے ساتھ ہو گا۔

دوسرے کلمے میں تحریر تھا کہ اگر کوئی شخص اعمال تو بُرے لوگوں جیسے کرے مگر اس کا اُٹھنا بیٹھنا صالحین کے ساتھ ہو اور وہ ان سے محبت کرتا ہو تو میں اس کے تمام گناہوں کو نیکیوں میں بدل دوں گا اور محشر کے روز اُسے صالحین کے ساتھ اُٹھاؤں گا۔

سات درجات کا حصول

حضرت فقیہ ابو اللیث سمر قندی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ جو شخص علماء کی مجلس میں جا کر بیٹھا لیکن علمی باتیں یاد کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا تھا تو اسے درجات حاصل ہوں گے وہ یہ ہیں:

پہلا درجہ: اسے طلباء والی فضیلت سے نوازا جائے گا۔

دوسرا درجہ: جیسے ہی وہ گھر سے نکلے گا اس پر رحمت کی بارش ہو گی۔

تیسرا درجہ: جب تک وہ علماء کے پاس بیٹھے گا وہ گناہوں سے محفوظ رہے گا۔

چوتھا درجہ: عالم پر نازل شدہ رحمت سے وہ بھی حصہ پائے گا۔

پانچواں درجہ: جب تک وہ سُنتا رہے گا وہ اس کی نیکی میں گِنا جائے گا۔

چھٹا درجہ: ملائکہ حاضرین محفل کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں اور وہ بھی ان میں شامل ہوتا ہے۔

ساتواں درجہ: اس کا ہر قدم اُٹھانا اور ہر قدم رکھنا اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ درجات کی رفعت کا سبب بن جاتا ہے۔ اور اس کی نیکیوں میں زیادتی کا ذریعہ بن جاتا

اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ پھر اُسے مزید چھ درجات سے سرفراز کرتا ہے۔

پہلا درجہ: وہ علماء کی مجلس کی حاضری پسند کرتا ہے۔

دوسرا درجہ: اس کی اتباع کرنے والوں کو جس قدر اجر وثواب حاصل ہوگا اسے بھی اسی قدر اجر وثواب حاصل ہوگا۔

تیسرا درجہ: اگر ایک مجلسی بھی مغفور ہوگیا تو وہ دوسروں کی سفارش کرے گا۔

چوتھا درجہ: اس کا دل فاسقین کی محفل سے جاتا رہے گا۔

پانچواں درجہ: وہ طلباء اور صالحین کی راہ پر چل پڑے گا۔

چھٹا درجہ: وہ اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ کے احکام کو قائم کرے گا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ۔ تم اللہ والے ہو جاؤ اس لیے کہ تم کتاب کی تعلیم دیتے ہو۔

یہاں ربانیین سے مراد علمائے کرام اور فقہائے کرام ہیں۔ بہر حال یہ تمام عزو شرف تو اس شخص کے لیے ہے جو صرف مجلس میں بیٹھتا ہے مگر یاد کچھ نہیں کر سکا اور وہ لوگ جو یاد بھی کرتے ہیں ان کے لیے عزو شرف لامحدود ہے۔

کسی دانشور کا قول ہے کہ اللہ عزوجل کی ایک جنت بھی ہے جو اس میں داخل ہوا وہ اپنی پسند کی زندگی بسر کرے گا۔ دریافت کیا گیا وہ جنت کیا ہے۔ فرمایا علم اور ذکر اللہ کی جنت ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ کسی مومن کا محفل میں بیٹھنا اس کی لاکھ بری محفلوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص تہامہ پہاڑ کے مساوی گناہ لے کر گھر سے نکلتا ہے۔ پھر جب ایک بات علم کی سن کر خشیت الٰہی دامن میں پکڑتا ہے اور اپنی معصیت سے تائب ہوتا ہے پھر جب گھر لوٹ کر آتا ہے تو اس پر ایک گناہ بھی نہیں ہوتا۔ اس لیے علماء کی محفل میں بیٹھنا چاہیئے نیز اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے روئے زمین پر کوئی قطعہ نہیں بنایا جو علماء کی محافل سے زیادہ مکرم و معظم ہو۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ قیامت کا قیام کب ہو گا۔ آپ نے اس سے دریافت کیا کہ تو نے قیامت کے لیے کون سی تیاری کی ہے۔ وہ کہنے لگا کہ نماز روزے کے علاوہ اور کوئی تیاری کی ہے۔ وہ کہنے لگا کہ نماز روزے کے علاوہ اور کوئی تیاری نہیں کی البتہ مجھے اللہ و رسول سے محبت ضرور ہے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کا حشر اس کے محبوبوں کے ساتھ ہو گا اور تو بھی انہی کے ساتھ ہو گا جس سے محبت کرتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اس بات پر مسلمانوں کو میں نے اس سے قبل زیادہ خوش نہیں دیکھا تھا۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری تین باتیں تو حق ہیں۔ وہ یہ ہیں:

پہلی بات: اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ جس شخص کی مدد دنیا میں فرماتا ہے، محشر کے روز اسے کسی دوسرے کا محتاج نہیں ہونے دے گا۔

دوسری بات: جس کو اسلام سے کچھ حاصل ہوا وہ ایسا نہیں جسے کچھ حاصل نہیں۔

تیسری بات: آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہو گا جس سے وہ محبت کرتا تھا۔

میری چوتھی بات ایسی ہے کہ اگر میں اس پر قسم بھی کھاؤں تو بری ہو جاؤں گا، وہ یہ کہ جس شخص کی اللہ عزوجل دنیا میں پردہ داری کرتا ہے آخرت میں بھی اس کی پردہ داری فرمائے گا۔

میراث محمدی کی تقسیم میں راز و نیازی

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بازار میں جا کر لوگوں سے کہنے لگے کہ تم یہاں بیٹھے ہو اور میراث محمدی مسجد میں تقسیم ہو رہی ہے۔ لوگ بازار کو چھوڑ کر مسجد میں چلے گئے پھر واپس آ کر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے ہم نے وہاں میراث کی تقسیم نہیں دیکھی۔ آپ نے ان سے دریافت کیا کہ تم نے وہاں کیا دیکھا۔ لوگوں نے کہا، ہم نے وہاں لوگوں کو ذکر الٰہی کرتے دیکھا اور کچھ لوگ قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے۔ آپ نے

فرمایا وہی تو میراثِ محمدی تھی جو تم نے نہ پائی۔

سو گھوڑے تقسیم کرنے سے اچھا عمل

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ اگر میں کچھ لوگوں سے صبح سویرے ملاقات کروں اور وہ مجھ سے اللہ عزّ وجل کے احکامات کے بارے میں دریافت کریں اور ایسے ہی کچھ باتیں میں ان سے دریافت کروں تو یہ عمل میرے نزدیک مجاہدین کو سو گھوڑے دینے سے زیادہ محبوب ہے۔

گناہوں کا نیکیوں میں تبدیل ہو جانا

بیان کیا جاتا ہے کہ حضور سیّد عالم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کچھ لوگ بیٹھ کر ذکرِ الٰہی کرتے ہیں تو انہیں آسمان سے ایک منادی ندا دے کر کہتا ہے کہ کھڑے ہو جاؤ، کیونکہ میں تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا ہے اور تم سب کی مغفرت کر دی ہے۔

یاد رہے کہ اہل زمین کے چند آدمی جب ذکرِ الٰہی کے لیے بیٹھتے ہیں تو ملائکہ کی ایک جماعت بھی ان کے ساتھ آ کر بیٹھ جاتی ہے۔

حضرت شفیق زاہد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ جو لوگ میری محفل سے اُٹھتے ہیں۔ وہ تین قسم کے ہوتے ہیں:

پہلی قسم: وہ صرف کافر ہوتے ہیں۔

دوسری قسم: وہ صرف منافق ہوتے ہیں۔

تیسری قسم: وہ صرف مومن ہوتے ہیں۔

نیز فرمایا کہ میں قرآن مجید کی تفسیر اقوالِ خداوندی اور اقوال رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتا ہوں، پس جو شخص میری تصدیق نہیں کرتا وہ محض کافر ہے اور جو شخص اپنے دل میں تنگی محسوس کرتا ہے، وہ محض منافق ہے اور جو اپنے فعل پر شرمندگی کا اظہار کرتا ہے اور یہ نیّت کرتا ہے کہ پھر کبھی ایسا جرم نہیں کروں گا۔ وہ محض مومن ہے۔

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو شخص آٹھ قسم کے لوگوں کے پاس بیٹھتا ہے اس میں اللہ عزّ وجل تبارک وتعالیٰ آٹھ چیزیں اور زیادہ فرما دیتا ہے۔ وہ یہ ہیں:

پہلی چیز: اہلِ ثروت کے پاس بیٹھنے والے کے دِل میں اللہ عزّ وجل تبارک وتعالیٰ دُنیا کی رغبت ومحبّت زیادہ کر دیتا ہے۔

دوسری چیز: فقراء کے پاس بیٹھنے والوں میں اللہ عزّ وجل شکر اور اپنی تقسیم پر رضامندی میں اضافہ کر دیتا ہے۔

تیسری چیز: بادشاہوں کے پاس بیٹھنے والوں میں اللہ عزّ وجل تکبّر اور قساوت قلبی کی فراوانی کر دیتا ہے۔

چوتھی چیز: مستورات کی محافل میں بیٹھنے والوں میں جہالت، شہوت اور ان کی عقل کی طرف میلان میں فراوانی کرتا ہے۔

پانچویں چیز: لڑکوں کی محافل میں بیٹھنے سے غفلت اور مزاح میں فراوانی حاصل ہوتی ہے۔

چھٹی چیز: فاسقوں کی صُحبت میں بیٹھنے سے گناہوں میں دلیری اور توبہ میں سُستی رونما ہوتی ہے۔

ساتویں چیز: صالحین کی محافل میں بیٹھنے والوں میں اللہ عزّ وجل کی اطاعت میں رغبت اور گناہوں سے پرہیز میں اضافہ فرماتا ہے۔

آٹھویں چیز: علماء کرام کے پاس بیٹھنے والوں میں اللہ عزّ وجل علم و تقویٰ میں فراوانی فرماتا ہے۔

ناپسندیدہ اعمال

بیان کیا جاتا ہے کہ ذکر کی محفل میں سونا، فجر کی نماز کے بعد سونا۔ عشاء کی نماز سے پہلے سونا اور فرض نماز میں سونا اللہ عزّ وجل کو سخت ناپسند ہے۔

نیز جنازہ کے پیچھے۔ ذکر کی محفل میں اور قبرستان میں ہنسنا غضب الٰہی کو دعوت دینا ہے

مختلف پہلوؤں میں مصائب کا نزول

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت ابو یحییٰ ورّاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

تکبیرِ اُولیٰ کا نکل جانا مصیبت ہے۔

مجلسِ ذکر کا فوت ہو جانا مصیبت ہے۔

دشمن کا مقابلہ نہ کرنا مصیبت ہے۔

عرفات میں نہ ٹھہرنا مصیبت ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ علماء کی مجلس دین کی اصلاح اور بدن کی زینت ہے جبکہ اہل فسق کی مجلس دین کا فساد اور بدن کے لیے عار ہے۔

دیکھنا عبادت ہے

حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبادت ہے:

عالم کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔

کعبۃ اللہ کو دیکھنا عبادت ہے۔

قرآن مجید کو دیکھنا عبادت ہے۔

عالم کی فضیلت پر چند آثار منیفہ

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عالم کی مجلس میں سوائے عالم کے چہرے کو دیکھنے کے اور فائدہ نہ بھی ہو تب بھی اہلِ عقل پر واجب ہے کہ وہ اس میں رغبت کرے کیونکہ حضور سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم کو اپنا قائم مقام فرمایا ہے:

پھر فرمایا کہ:

"جس نے عالم کی زیارت کی گویا اس نے میری زیارت کی، جس نے عالم سے ہاتھ ملایا گویا اس نے مجھ سے ہاتھ ملایا، جو شخص عالم کے پاس بیٹھا وہ میرے

پاس بیٹھا۔ جو شخص دُنیا میں میرے پاس بیٹھا۔ وہ محشر کے روز بھی میرے ہی پاس بیٹھے گا۔"

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ:

"علماء کی مثال ستاروں کی مانند ہے جب ستارے روشن ہوتے ہیں تو لوگ ان سے راہ پاتے ہیں اور جب چھُپ جاتے ہیں تو لوگ حیران رہ جاتے ہیں۔ عالم کے وصال سے اسلام میں رخنہ پڑ جاتا ہے، اس رخنے کو رہتی دُنیا تک کسی بھی چیز سے پورا نہیں کیا جاسکتا۔"

باب ۵۸

فضیلت شکر کا اظہار

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کھانا کھائے، پانی پیئے اور اللہ عزّ وجل تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کرے تو اللہ عزّ وجل اس پر راضی ہو جاتا ہے۔

حضرت اسماء بنت یزید نے بیان کیا کہ میں نے حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان سُنا کہ جب اللہ عزّ وجل سبحانہٗ تبارک وتعالیٰ اوّلین و آخرین کو جمع کریں گے تو پھر ایک منادی بلند آواز ندا کرے گا وہ ندا تمام مخلوق سُن لے گی کہ عنقریب آج تمام جمع جان لے کہ صاحب عزّ و شرف کون لوگ ہیں اور وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جن کے پہلو بستر سے نا واقف رہے۔ پھر شب زندہ دار اٹھیں گے، لیکن وہ قلیل سے ہوں گے۔ منادی پھر ندا دے گا وہ لوگ کھڑے ہو جائیں گے جو تجارت و فروخت میں یادِ الٰہی سے غافل نہ رہے۔ پھر وہ کھڑے ہوں گے۔ پھر منادی ندا دے گا کہ وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جو خوشحالی اور تنگدستی میں اللہ عزّ وجل کا شکر بجا لائے۔ پھر تمام لوگوں کا حساب کتاب ہوگا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت عزّ وجل میں عرض کیا۔ الٰہی آدم علیہ السلام کس طرح تیری نعمتوں کا شکرانہ ادا کرتے تھے تو نے اسے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اس میں اپنی روح پھونکی۔ اسے اپنی جنت میں سکونت عطا کی اور ملائکہ کو حکم دیا کہ وہ اس کے سامنے سربسجود ہو جائیں۔ اللہ عزّ وجل تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

اے موسیٰ آدم نے میری نعماء کو جان کر میری حمد و ثناء کی۔ پس یہی میرے انعامات کا شکرانہ ہے۔

حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے چار چیزیں حاصل کرلیں اس نے دُنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کرلی۔ وہ چار چیزیں

یہ ہیں:

پہلی چیز: وہ زبان جو ذکر کرے۔

دوسری چیز: وہ دِل جو شکر کرے۔

تیسری چیز: وہ بدن جو صبر کرے۔

چوتھی چیز: مومنہ اور صالحہ بیوی۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی ایک معروف یہ تھی۔ الٰہی میں تجھ سے چار باتوں کا سوال کرتا ہوں اور چار باتوں سے پناہ مانگتا ہوں۔

الٰہی میں تجھ سے ذکر کرنے والی زبان مانگتا ہوں۔

الٰہی میں تجھ سے شکر کرنے والا دِل مانگتا ہوں۔

الٰہی میں تجھ سے صبر کرنے والا بدن مانگتا ہوں۔

الٰہی میں تجھ سے دُنیا و آخرت میں مددگار بننے والی بیوی مانگتا ہوں۔

پناہ چاہنے والی چار باتیں یہ ہیں:

پہلی بات: ایسی بیوی سے پناہ مانگتا ہوں جو وقت سے پہلے مجھے ضعیف کر دے۔

دوسری بات: ایسے مال سے پناہ مانگتا ہوں جو میرے لیے مصیبت کا سبب بنے۔

تیسری بات: ایسے ہمسائے سے پناہ مانگتا ہوں جو میری اچھائیوں کو دیکھ کر چُھپائے اور بُرائیوں کو اُچھالے۔

چار چیزوں میں عافیت ہونا

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہم نشینوں سے دریافت کیا کہ تم عافیت کی کیا تعریف کرتے ہو تو ہر ایک نے اپنی صوابدید کے مطابق جواب دیا۔ پھر حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انسان کے لیے چار چیزیں عافیت ہیں:

پہلی چیز: مکان جس میں سر چھپایا جا سکے۔

دوسری چیز: وہ معیشت جس میں کفایت ہو۔
تیسری چیز: وہ بیوی جو خوش رکھے۔
چوتھی چیز: وہ آدمی جسے نہ بادشاہ جانتا ہے اور نہ ہی تکلیف دیتا ہے۔

دو نعماء کی عنایات

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے تمہیں ۲ دو نعمتیں ایسی عنایت فرمائی ہیں جن پر جس قدر شکر کیا جائے کم ہے:

پہلی نعمت: تمہارا بادشاہ کے دروازے پر جانے سے بچ جانا۔
دوسری نعمت: تمہارا طبیب کے دروازے پر جانے سے بچ جانا۔

نعمت دنیوی اور نعمت اُخروی کا انکشاف

حضرت عبداللہ مزنی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ جو شخص مسلمان ہے اور اس کا بدن عافیت میں ہے کہ جان لیجئے کہ دُنیا و آخرت کی نعمتوں کی سردار نعمتیں اس کے پاس ہیں۔ اس لیے دنیاوی نعمتوں کی سردار نعمت عافیت ہے اور اخروی نعمتوں کی سردار نعمت اسلام ہے۔

حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"دو نعمتیں ایسی ہیں لوگ جنہیں گنوا کر نقصان اُٹھاتے ہیں۔ پہلی نعمت صحت اور دوسری نعمت فراغت۔"

ایک تابعی کا فرمان منیفہ

یاد رہے کہ ایک تابعی نے فرمایا کہ جسے اللہ عزوجل کی نعمتیں زیادہ سے زیادہ حاصل ہوتی ہوں اسے زیادہ سے زیادہ شکرانہ الٰہیہ ادا کرنا چاہیئے اور حمد باری تعالیٰ عزوجل ادا کرنی چاہیئے اور جس شخص پر غموں کی بھرمار ہو وہ کثرت سے استغفار کرے اور جس پہ غربت پہرے دار ہو وہ کثرت سے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم پڑھے۔

کھانے میں چار چیزوں کا حصول

حضور عالم نور مجسم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر کھانے میں چار چیزیں ہوں تو اس کی شان ولذت کمال کو پہنچتی ہے:

پہلی چیز: کھانا حلال کا ہونا

دوسری چیز: کھانا بسم اللہ پڑھ کر کھانا۔

تیسری چیز: کھانا ساتھیوں کے ساتھ مل کر کھانا۔

چوتھی چیز: کھانا کھا کر اللہ عزّ وجل کا شکر بجالانا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"اللہ عزّ وجل جب اپنے بندے کو چھوٹی یا بڑی نعمت سے سرفراز کرتا ہے اور بندہ اس نعمت کا شکرانہ ادا کرتا ہے تو اللہ عزّ وجل پہلی سے بھی افضل نعمت عطا کرتا ہے۔"

حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں مومن کے کام میں متعجب ہوں کیونکہ اس کا ہر کام بہتر ہوتا ہے جیسے ہی اسے نعمت ملتی ہے تو شکر ادا کرتا ہے تو اس کے لیے بھلائی ہے اور اگر اُسے کوئی بُرائی پہنچتی ہے تو صبر کر کے بھی بھلائی کما لیتا ہے۔

حضرت مکحول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی شخص نے آیۂ کریمہ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ کے بارے میں معلوم کیا تو انہوں نے فرمایا کہ آبِ خنک، مکانوں کا سایہ، شکم پری سے کھانا، لوگوں سے اعتدال سے پیش آنا اور نیند کی لذت۔ یہ سب کچھ نعمتیں ہیں جن کے بارے میں دریافت کیا جائے گا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز حضرت عیسٰی روح اللہ علیہ السلام اپنے اصحاب کی طرف تشریف لے گئے اس حال میں کہ اُون کا لباس پہنے ہوئے تھے۔ سر کے بال اور مونچھیں صاف کیے ہوئے، بھوک سے رنگ تبدیل تھا۔ ہونٹ پیاس کی وجہ سے خشک تھے، بازوؤں اور

سینے سے بال بڑھے ہوئے تھے۔ پھر السلام علیکم فرمایا۔ میں وہی شخص ہوں کہ اللہ عزّ وجل کے حکم سے جس نے دُنیا کو کوئی حیثیت نہیں دی۔ یہ میرے لیے قابلِ فخر بات نہیں ہے۔ اے بنی اسرائیل تم دُنیا کو بے وقعت سمجھو تو یہ بے وقعت ہو کر تمہارے پاس آئے گی اور عقبیٰ کو بے وقعت نہیں کرنا چاہیئے۔ ورنہ دُنیا تم پر احترام کے قابل ہو جائے گی جبکہ دُنیا قابلِ تکریم و تعظیم نہیں ہے یہ تو ہر روز تمہیں فتنہ وفساد کی دعوت دیتی ہے۔

نیز فرمایا کہ:

"اگر تم میرے پاس بیٹھنے والے اور میرے صحبت یافتہ ہو تو پھر دُنیا کے لیے اپنے دِلوں میں دشمنی اور بغض پیدا کرو۔ پس اگر تم ایسا نہیں کر سکتے تو پھر تم نہ میرے بھائی ہو اور نہ میرے ہم نشین ہو۔"

نیز فرمایا کہ:

"اے بنی اسرائیل مساجد کو اپنا گھر بنالو اور قبور کو اپنی منزل بنالو اور دُنیا میں مہمانوں کی طرح ہو۔ کیا تم نے فضا میں پرندوں کو دیکھا ہے؟ نہ ہی وہ کھیتی باڑی کا کام کرتے ہیں لیکن اللہ عزّ وجل تبارک و تعالیٰ انہیں فضاؤں میں ہی رزق عطا فرماتا ہے۔"

نیز فرمایا کہ:

"اے بنی اسرائیل جَو کی روٹی کھاؤ اور سبزیاں کھاؤ۔ پھر بھی ان چیزوں کا شکرانہ ادا نہیں کر سکتے پھر عظیم نعمتوں کا شکرانہ ادا کس طرح کرو گے۔"

کیا شکرانہ ادا کرنا فعلِ انبیاء ہے

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنّت میں سب سے پہلے وہ شخص داخل ہوگا جو خوشحالی اور تنگی میں بھی ربّ تعالیٰ عزّ وجل کا شکرانہ ادا کرتا ہے۔

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حمد باری تعالیٰ عزّ وجل اور اس کا شکریہ ادا کرنا اوّلین و آخرین عبادت ہے۔ پھر فرشتوں، انبیاء و مرسلین، زمین والوں اور

بہشتیوں کی عبادت ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی عبادت اس طرح ہے کہ جب حضرت سیدنا آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چھینک آئی تو انہوں نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا۔ پھر جب اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو ان کے پیروکاروں کے ساتھ نجات بخشی اور باقی قوم کو غرق کردیا تو حضرت نوح علیہ السلام کو فرمایا کہ وہ حمد باری تعالیٰ عزّوجل کریں۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے:

فَاِذَا اسْتَوَیْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔

پھر جب تم اور تمہارے ساتھی کشتی میں بیٹھ جائیں تو پھر کہنا تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں ظالم قوم سے نجات بخشی۔

اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے فرمایا۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ۔

ہر تعریف اللہ عزّوجل کے لیے ہے جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل و اسحاق عطا فرمائے میرا رب دُعا کا سُننے والا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا:

ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

ہر تعریف اللہ عزّوجل کے لیے ہے جس نے اپنے بے شمار مومن بندوں پر ہمیں فضیلت عطا فرمائی۔

مندرجہ ذیل چھ مقامات پر اللہ عزّوجل کا شکر اور حمد بجا لائیں جبکہ اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ فرمائے گا:

وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ

اے مجرموں آج کے دن تم علیٰحدہ ہو جاؤ تو ان کے علیحدہ ہونے پر صالحین کہیں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔

ہر تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں ظالم قوم سے نجات عطا کی۔

دوسرے پُلصراط سے گزر کر کہیں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّ وجل ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ۔

ہر تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے رنج و غم کو ہم سے دُور فرمایا بیشک ہمارا پروردگار بخشنے والا اور شکر کے لائق ہے۔

تیسرے آبِ حیات سے غسل کے بعد جنّت کو دیکھ کر کہیں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّ وجل ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ۔

ہر تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں اس مقام تک پہنچایا ورنہ ہم تو پہنچ نہیں سکتے تھے اگر اللہ عزّ وجل ہماری مدد نہ فرماتا۔

چوتھے جنّت میں داخل ہو کر کہیں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّ وجل ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ۔

ہر تعریف اللہ عزّ وجل اللہ کے لیے ہے جس نے اپنا وعدہ سچّا کر دکھایا اور زمین کی جنّت کا وارث بنایا۔

پانچویں اپنے اپنے مقامات پر پہنچ کر کہیں گے کہ:

"ہر تعریف اس کے لیے ہے جس نے ہمیں رنج والم سے دُور کر دیا۔ بلاشبہ ہمارا پروردگار بڑا ہی بخشنے والا اور قدردان ہے جس نے اپنی کمال عنایت سے بہترین ٹھکانے پر پہنچایا۔"

اور چھٹے جب کھانا کھا کر فارغ ہوں تو کہیں گے۔

"ہر تعریف اللہ عزّ وجل کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔"

ایک دانش ور کا قول ہے کہ میں ہمیشہ چار چیزوں پر اللہ عزّوجل تبارک و تعالیٰ کا شکرانہ ادا کرنے میں مشغول رہتا ہوں:

پہلی چیز: اللہ عزّوجل تبارک و تعالیٰ نے ہزاروں قسم کی خلقت تخلیق فرمائی ہے اور میں نے تمام مخلوق میں مکرم بنی آدم کو دیکھا ہے اور اللہ عزّوجل نے ہمیں بھی بنی آدم میں بنایا۔

دوسری چیز: مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی اور پھر مجھے مردوں میں سے بنایا۔

تیسری چیز: میں نے تمام ادیان پر دین اسلام کو افضل پایا اور اسلام اللہ عزّوجل کا پسند کیا ہوا دین ہے اور پھر مجھے مسلمان بنایا۔

چوتھی چیز: میں نے دیکھا کہ اُمت محمدیہ علی رافدہ الصلوٰۃ والثناء کو باقی تمام اُمتوں پر فضیلت حاصل ہے اور اللہ جل وجلالہٗ نے مجھے اسی اُمت میں بنایا۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزّوجل تبارک و تعالیٰ نے خلقت کو بیدار فرماتے وقت چار اقسام پر پیدا فرمایا۔

پہلی قسم: ملائکہ۔

دوسری قسم: جنات۔

تیسری قسم: انسان۔

چوتھی قسم: شیاطین۔

پھر انہیں دس حصوں میں تقسیم کیا جن میں جنات اور شیاطین کے نو حصے اور انسانوں کا ایک حصہ رکھا۔ پھر انسانوں کو ایک سو پچیس [۱۲۵] اصناف میں تقسیم فرمایا۔ ان میں سے ایک سو قسمیں جوج ماجوج۔ ساتوج اور مالوق وغیرہ کی ہیں۔ یہ تمام کافر اور دوزخی ہیں اور باقی پچیس [۲۵] اصناف میں سے بارہ [۱۲] یعنی روم، خزر، ہستلاب اور اس طرح کے دوسرے قبیلے چھ مغرب میں جیسے زط، حبش، زنج اور اس طرح کے دوسرے قبیلے اور چھ مشرق میں جیسے ترک، خاقان، عز، تغز، خلج، کیماک اور یمک وغیرہ۔ یہ بھی تمام ناری ہیں یعنی جہنمی ہیں ماسوا ان کے جنہوں نے اسلام قبول کیا۔ ایک سو پچیس میں سے صرف ایک صنف مسلمانوں کی جہنم سے بچی ہوئی ہے۔

پس ہر مسلمان مومن پر واجب ہے کہ وہ اس نعمت پر اللہ عزّوجل کی حمد اور شکر بجالائے

اور جان لیجئے کہ اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ نے اسے تمام مخلوق میں سے انتخاب کر کے مومنین کی قسم میں سے بنایا ہے پھر مسلمانوں کی اسی ایک صنف کو تہتر ۷۳ شاخوں میں تقسیم کر دیا۔ ان میں سے بہتر ۷۲ تو اپنی اپنی خواہشات میں قیدی ہو کر گمراہ ہو گئے اور صرف ایک شاخ سنّتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروکار رہی۔

اقسامِ شکر

جاننا چاہیئے کہ شکر دو اقسام میں منقسم ہے:

پہلی قسم: اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ کا شکر خاص زبان سے شکر کرنا اور اس کی نعمتوں کا اعتراف کرنا۔

دوسری قسم: شکر عام ہے جبکہ زبان سے اللہ عزّوجل کی حمد وثناء کرنا، اس کا شکر کرنا دِل کی معرفت، اعضاء سے عبادت کرنا، نیز زبان اور دوسرے ارکان کو حرام کاموں سے بچانا یہ شکر خاص ہے۔

حضرت محمد بن کعب کا بیان ہے کہ درحقیقت شکر عمل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل:

اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا آل داؤد تم شکر میں صالح عمل کرو۔

حضور سیدِ عالم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مندرجہ ذیل دو خصائل والا بارگاہِ الٰہی میں صابر وشاکر لکھا جاتا ہے وہ یہ ہیں:

پہلی خصلت: وہ دینی کاموں میں اپنے سے اُوپر کے درجہ کے لوگوں کو دیکھے اور ان کی پیروی کرے۔

دوسری خصلت: وہ دُنیا کے کاموں میں اپنے سے کم درجہ لوگوں کو دیکھے، اور شکر الٰہی بجا لائے۔

شکر کی تکمیل کا راز

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تین چیزوں میں مکمل شکر ہوتا ہے۔

پہلی چیز: جب تجھے اللہ عزّ وجل تبارک وتعالیٰ کوئی نعمت عطا فرمائے تو عطا کرنے والی ذات کو مدّنظر رکھ کر اس کی شان کے مطابق تعریف وتوصیف کرے اور شکر بجالائے۔

دوسری چیز: اس پر راضی رہے جو اللہ کی طرف سے عطا ہو۔

تیسری چیز: اس نعمت سے جب تک نفع حاصل ہو رہا ہے اور اس کی قوت تیرے جسم میں موجود ہے تو اس کی نافرمانی نہ کر۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ عزّ وجل کے کچھ منتخبہ بندے ایسے ہیں جو نیکی کر کے خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور اگر وہ گناہ کر بیٹھیں تو توبہ کرتے ہیں اور انہیں جب کوئی نعمت ملتی ہے تو وہ شکر کرتے ہیں اور جب وہ کسی آزمائش میں ہوتے ہیں تو صبر کرتے ہیں۔

حضرت محمد بن کعب قرظی نے بیان کیا کہ حضرت سلیمان علیہ السّلام جب بھی سواری پر بیٹھتے تو آپ کی قوم کے کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے۔ اے نبی اللہ۔ اللہ عزّ وجل نے جو آپ کو نعمت عطا کی ہے یہ آپ سے قبل کسی کو بھی نصیب نہیں ہوئی۔

حضرت سلیمان علیہ السّلام کا بیان ہے کہ جو شخص مندرجہ ذیل چار خصائل رکھتا ہو گویا اُسے آل داؤد کو عطا کی گئی نعمت سے بھی اچھی نعمت ملی ہے۔ وہ چار خصائل یہ ہیں:

پہلی خصلت: جلوت وخلوت میں اللہ عزّ وجل کا خوف۔

دوسری خصلت: فقیری وامیری میں اعتدال پسندی۔

تیسری خصلت: رضا وشدّت میں عدل وانصاف کا قیام۔

چوتھی خصلت: تنگی اور کشادگی میں شکرِ الٰہی کا بجالانا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ کسی نے حضرت سیّدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ اچھے لوگ کون سے ہیں؟ فرمایا۔ خاکی۔ وہ جسم جو عذاب سے محفوظ اور اجر کے منتظر ہیں۔

باب ۵۹

فضائلِ اکلِ حلال کا اظہار

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے سے بچنے کے لیے اور اپنی اولاد کی کفالت اور ہمسایوں سے حسنِ سلوک کے لیے اکلِ حلال حاصل کرتا ہے تو محشر کے روز اللہ تبارک وتعالیٰ عزّوجل سُبحانہٗ اسے اس طرح اُٹھائیں گے کہ اس کا رُخ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوگا اور جو شخص خزانہ بنانے اور دوسروں پر فوقیت حاصل کرنے کے لیے اکلِ حلال کماتا ہے وہ محشر کے روز اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ سے ایسے ملے گا جیسا کہ وہ اس پر ناراض ہیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اپنا بھیس تبدیل کر کے گھر سے نکلتے اور اپنی بادشاہی کے ہر ملنے والے سے اپنے بارے میں سوال کرتے۔ ایک روز آپ کی شکلِ انسانی میں حضرت جبرائیل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو آپ نے حسبِ روایت ان سے دریافت کیا کہ داؤد کے بارے میں تم کیا جانتے ہو۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ داؤد بہت خوب آدمی ہیں مگر ان میں ایک بات ہے۔ دریافت کیا وہ کون سی بات ہے؟ جبرائیل نے کہا کہ وہ مسلمانوں کے بیت المال سے کھاتا ہے جبکہ بارگاہِ الٰہی میں وہ شخص پسند ہے جو اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کھاتا ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت داؤد علیہ السلام روتے روتے محراب میں آئے اور گڑگڑا کر عرض کی۔ اے الٰہ العالمین! مجھے کوئی ہنر تعلیم فرما تا کہ میں اپنے ہاتھ سے کما کر کھاؤں اور مسلمانوں کے بیت المال سے بے پرواہ ہو جاؤں۔ پس اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ نے آپ کو زرہ بنانے کا ہنر تعلیم فرمایا اور لوہے کو آپ کے ہاتھ پر گوندھے ہوئے آٹے کی طرح نرم کر دیا۔ پھر جب آپ لوگوں کے فیصلوں اور گھریلو ضروریات سے فارغ ہوتے تو زرہیں بنا کر فروخت کرتے اور اسی سے بال بچوں کا خرچہ چلاتے۔

ارشادِ باری تعالیٰ عزّوجل ہے:

وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْ بَاْسِكُمْ۔

اور ہم نے ان کے لیے لوہے کو نرم کر دیا اور ہم نے ان کو تمہارے لیے ایسا لباس بنانا سکھا دیا جو تمہیں جنگ کے نقصان سے بچائے۔

اقسامِ عافیت کا انکشاف

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ عافیت دس اقسام میں منقسم ہے، جن میں سے نو حصے خاموشی ہیں اور ایک حصہ عزلت نشینی ہے اس طرح عبادت کے بھی دس حصے ہیں جن میں سے نو حصے اکلِ حلال کے ہیں اور ایک حصہ عبادت میں ہے:

حضور نبی کریم سید الانبیاء حبیب خدا خواجہ ہر دوسرا علیہ التحیۃ والثناء نے ارشاد فرمایا کہ:

"جو شخص اپنے اُوپر سوال کا دروازہ کھولے گا تو اللہ عزّ وجل تبارک وتعالیٰ سبحانہٗ اس پر تنگدستی کا دروازہ کھول دیتا ہے جو عافیت چاہتا ہے اسے عافیت سے نوازا جاتا ہے جو استغنٰی چاہتا ہے تو اللہ عزّ وجل اسے مستغنی کر دیتا ہے تم میں سے کوئی شخص صحرا میں جائے اور اسی میں لکڑیاں باندھ کر بازار میں لے جائے اور انہیں کھجور کے ایک پیالے کے عوض دے یہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے اور لوگ دیں یا نہ دیں۔"

بیان کیا جاتا ہے کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"تم کپڑے کا کاروبار کرو اس لیے کہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی کپڑا فروخت کرنے کا کام کیا ہے۔"

بیان کیا جاتا ہے کہ:

"حضرت زکریا علیہ السلام بڑھیوں کا کام کرتے تھے۔"

حضرت سیدہ اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جب منبر پہ بیٹھ کر لوگوں کو خطبہ دیتے تھے تو آپ کے ہاتھ میں کھجور کے پتے ہوتے تھے اور

اور زنبیل بناتے رہتے تھے جب بنا کر فارغ ہوتے تو کسی سے کہتے کہ جائیے اسے فروخت کیجئے۔

حضرت شفیق بن ابراہیم مندرجہ بالا آیۂ کریمہ

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ ‏ اگر اللہ عزوجل اپنے بندوں کے لیے رزق کو وسیع فرمادیتے تو وہ زمین میں فساد برپا کردیتے۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ اگر اپنے بندوں کو محنت ومشقت کے بغیر رزق عطا فرمادیتے تو یہ فارغ رہ کر فساد برپا کرتے اس لیے انہیں محنت میں مشغول فرمادیا تاکہ انہیں فساد برپا کی فراغت ہی حاصل نہ ہو۔

یاد رہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے غریبوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اُٹھیئے اور بازار کی راہ لیجئے اور ہمت سے کام لیجئے یعنی تجارت کیجئے یہ سہل راہ ہے اور لوگوں پر بُوجھ نہ بنیئے۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت ابوصالح نے فرمایا کہ حضرت سیدنا امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہمیں فرماتے تھے کہ تین آدمی مل کر کاروبار کرو۔ ایک آدمی مال لایا کرے دوسرا فروخت کیا کرے اور تیسرا اللہ کی راہ میں جہاد کیا کرے۔

حضرت عوام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابوصالح رضی اللہ عنہ نے مجھے اس وقت یہ بات بتائی جب میں نے اسے سرحد کی چوکیوں پر دیکھا تو انہوں نے جواب میں بتایا کہ ہم تین آدمی باہم شراکت رکھتے ہیں اور اب جہاد میں میری باری ہے۔

حضرت عبداللہ بن مُبارک نے بیان کیا کہ جو شخص بازار چھوڑ دیتا ہے وہ اپنی جواں مردی اور عزت نفس کھو دیتا ہے۔

حضرت ابراہیم بن یوسف نے محمد بن مسلمہ سے فرمایا بازار جایا کرو اس سے دوستوں میں آبرو حاصل ہوتی ہے۔

حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کھیتی باڑی کی تاکہ اس سے انسان

جانور، پرندے چرندے کھائیں تو یہ اس کے لیے صدقہ ہو جاتا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر محشر برپا ہو جائے اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں پودا ہو اور اس میں اتنی قوت ہو کہ وہ اُٹھنے سے پہلے اسے لگا سکتا ہے تو اُسے چاہیے کہ وہ اُسے لگا کر ہی اُٹھے۔

فرمانِ نبی میں کلمات

حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ:

عیب جوئی نہ کیا کرو۔

چاپلوسی نہ کیا کرو۔

طعنہ نہ دیا کرو۔

خود کو مُردوں کی طرح بیکار نہ بناؤ۔

کسبِ معاش میں مشغول رہا کرو۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت ابو المخارق نے فرمایا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ساتھ جلوہ افروز تھے کہ وہاں سے ایک بدوی جوان کا گزر ہوا تو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کاش اس کی جوانی اور اس کی قوت اللہ عزّ وجل سبحانہ، تبارک و تعالیٰ کی راہ میں خرچ ہوتی تو یہ اس کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ شخص اپنے بوڑھے والدین کا سہارا ہے تو یہ بھی اللہ کی راہ میں ہے اور اگر اپنے چھوٹے بچوں کی نگہداشت میں لگا ہوا ہے تو پھر بھی اللہ کی راہ میں جہاد ہے اور اگر کسی کا محتاج نہ ہونے کے لیے روزی کا متلاشی ہے تو پھر بھی یہ اللہ کی راہ میں ہے اور اگر ریا اور دکھاوے کے لیے کوشش کرتا ہے تو یہ راہ شیطان کی ہے۔

حضور سید المرسلین امام المتقین رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ اللہ عزّ وجل تبارک و تعالیٰ ایسے مومن کو پسند کرتا ہے جو اپنی اولاد کے لیے رزق کمائے ایسے تندرست بے کار انسان۔ انسان کو اللہ عزّ وجل پسند نہیں کرتا جو نہ دُنیا کی کام کرے اور نہ ہی عمل آخرت کے

لیے کرے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حضور رسالتماب فخر موجودات احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء خود بازار تشریف لے جاتے اور گھر کی ضروریات کا سامان خرید کر لاتے کسی نے عرض کیا تو جواب میں فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بتایا ہے کہ جو شخص اپنی اولاد کو لوگوں کی محتاجی سے بچانے کے لیے کام کرتا ہے۔ وہ شخص ایک مجاہد کی طرح ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے حضور نبی آخر الزمان احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ والثناء کی خدمت پاک میں حاضر ہو کر اپنی حاجت کا سوال کیا۔ آپ نے اس سے دریافت کیا تو اپنے گھر میں کوئی چیز رکھتا ہے۔ اس نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ایک پھٹا پرانا ٹاٹ ہے اور ہم اس پر بیٹھتے اور سوتے ہیں نیز وقت آدھا نیچے اور آدھا اُوپر اوڑھ لیتے ہیں اور ایک پیالا ہے جس میں ہم کھاتے پیتے ہیں۔ آپ نے وہ دونوں چیزیں منگوا لیں۔ چنانچہ وہ شخص لایا تو آپ نے دونوں چیزیں ہاتھ میں لے کر فرمایا ان کا کوئی خریدار ہے۔ ایک شخص نے دونوں چیزوں کو ایک درہم میں خریدنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ فرمایا کہ ایک درہم سے زائد میں کون خریدے گا۔

ایک شخص نے کہا کہ میں دو درہم میں خریدتا ہوں۔ آپ دونوں چیزیں اُسے دے کر دو درہم لے لیے پھر اس شخص کو دو درہم دے کر فرمایا کہ ایک درہم گھر میں کھاؤ اور دوسرے درہم سے کلہاڑی لے کر میرے پاس آؤ۔ جب وہ واپس بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا تو آپ نے کلہاڑی میں دستہ ڈال کر فرمایا کہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر بازار میں فروخت کرو۔ پھر پندرہ یوم تک میرے پاس نہ آنا۔ صحابی چلا گیا تو اُن دنوں میں اس نے دس درہم کمائے کچھ سے اناج خرید کیا اور کچھ سے کپڑے خرید کیے۔ آپ نے فرمایا تیرے لیے یہ اس سے بہتر نہیں ہے کہ تو چہرے پر گداگری کا داغ لیے روز محشر کو حاضر ہو جس کو دوزخ کی آگ ہی صاف کر سکتی ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ کسی دانشور نے کہا کہ عقلمند کو کسی ایسے شہر میں نہیں رہنا چاہیئے، جس میں پانچ چیزیں نہ ہوں:

پہلی چیز: صاحب اختیار بادشاہ نہ ہو۔

دوسری چیز: عادل قاضی نہ ہو۔

تیسری چیز: معروف بازار نہ ہو۔

چوتھی چیز: جاری وساری نہر نہ ہو۔

پانچویں چیز، کامیاب طبیب (حکیم) نہ ہو۔

بیان کیا جاتا ہے کہ کسی دانا سے سوال کیا گیا کہ سب سے بہترین کون سی کمائی ہے؟ فرمایا ضرورت کے لیے کفایت کرنے والا۔ رزق حلال جس سے عبادت میں سکون آسکے تو اُسے محشر کے لیے توشہ بنائے۔

نیز فرمایا کہ:

"آخرت کے لیے بہترین کمائی وہ عمل ہے جو علم کے مطابق ہو اور اس کی اشاعت بھی کرے اور آگے کے لیے جو صالح عمل کرے وہ یہ کہ کسی سُنّت حسنہ کو زندہ کر جائے۔ عرض کیا گیا۔ بُری کمائی کیا ہے۔ وہ مال جسے گناہ کے کاموں پر خرچ کرنے کے لئے جمع کیا گیا ہو یا وہ مال ان لوگوں کے لیے چھوڑ دیا گیا ہو جو رب تعالیٰ کے فرمان پر نہ چلتے ہوں نیز آخرت کی بُرائی کمائی یہ ہے کہ حسد کے سبب سے حق کا انکار کرنا اور نافرمانی میں تجاوز کرنا اور ظلم بُرائی کو پسند کرنا۔"

باب ۶۰

کمائی سے آفات اور حرام سے اجتناب کا اظہار

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میں قسم کھا سکتا ہوں کہ تاجر فاسق ہوتا ہے۔

نیز روایت ہے کہ حضور رسالتمآب فخرِ موجودات علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات والتسلیمات نے فرمایا:

"میں ایسے تاجر پر حیران ہوں جو سارا دن قسمیں کھاتا ہے اور رات کو حساب کرتا ہے۔"

نیز اہلِ علم نے فرمایا کہ دین و دُنیا صرف چار قسم کے لوگوں سے قائم ہے وہ یہ ہیں:

پہلی قسم: علمائے دین۔

دوسری قسم: عادل حکام۔

تیسری قسم: اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے۔

چوتھی قسم: ہنر مند۔

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کی تشریح کسی سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ:

علماء انبیاء کرام کے وارث ہیں وہ عقبیٰ کے لیے لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں جبکہ لوگ ان کے پیروکار ہیں۔ حکام محافظ ہیں جو مخلوق کی حفاظت کرتے ہیں۔

مجاہدین اللہ عزّوجل کی زمین پر لشکر ہیں جو کفار کا قلع قمع کرتے ہیں اور مسلمانوں کا تحفظ کرتے ہیں۔

ہنر مند اللہ عزّوجل کی مخلوق کی بھلائی کے امین ہیں۔

نیز فرمایا کہ:

لوگ حکام اور علماء کی پیروی کرتے ہیں اور مجاہدین جب فخر و غرور میں مبتلا ہو کر صرف لالچ کے

یے سوار نکلیں گے تو پھر یہ کب فتح و نصرت کا منہ دیکھیں گے اور سبز مند جب لوگوں سے خیانت کریں گے تو ان سے کس طرح محفوظ ہوں گے۔

بیان کیا گیا ہے کہ کسی دانشور کا قول ہے کہ اگر تاجر تین خصائل سے مُبّرا ہو تو دونوں جہانوں میں محتاج نہ ہوگا:

پہلی خصلت: جھُوٹ، لغو اور قسم سے زبان کو محفوظ رکھنا۔

دوسری خصلت: کھوٹ، خیانت اور حسد سے دِل کو پاک رکھنا۔

تیسری خصلت: جمعہ۔ جماعت میں شامل ہونا، علم کی طلب اور رضائے الٰہی کو ماسویٰ پر ترجیح دینے والا دِل۔

حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ جو تاجر مسائل سے واقف نہ ہو وہ سود میں غرق ہو جاتا ہے۔ غرق ہو جاتا ہے۔ غرق ہو جاتا ہے۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مسائل نہ جاننے والے لوگوں کو ہمارے بازاروں میں تجارت نہیں کرنی چاہیئے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ بازاروں کے ظاہر کی طرف نہ دیکھئے یہ اپنے لباس میں بھیڑیئے ہیں۔

نیز فرمایا کہ:

مالدار ہمسایوں سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

بازار کے قاریوں سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

غیر عادل حکام سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

خوشہ چین علماء سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت محمد بن سماک نے فرمایا کہ:

بازار والو تمہارا بازار کھوٹ ہے۔

تمہاری خرید و فروخت جھوٹ ہے۔

تمہارا ہمسایہ حاسد ہے۔

تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ پہاڑ کو ایک دوسرے پہاڑ پر منتقل کرنا آسان ہے مگر اکل حلال اس سے بھی دشوار ہے۔

حضرت یونس بن عبید نے بیان کیا کہ آج ایک بات جان لیجئے کہ پاکیزہ کمائی میں ایک درہم سے بھی کم خرچ کرنا اور ایسا بھائی جسے اسلام میں سکون ملا ہو اور سنت پر عمل پیرا یہ ناپاپید ہو رہے ہیں اور مزید ناپید ہوتے جائیں گے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ محشر کے دن ہر شخص بارگاہِ خداوندی میں پیش کیا جائے گا اور وہ اس وقت تک وہیں رہے گا جب تک اس سے چار باتیں نہ دریافت کی جائیں گی وہ باتیں یہ ہیں:

پہلی بات: اس نے جسم کو کہاں مبتلا رکھا۔ دوسری بات: عمر کیسے گذاری۔

تیسری بات: علم کے مطابق کس قدر عمل کیا۔ چوتھی بات: مال کس طرح حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا؟

بیان کیا گیا ہے کہ ایک دانا کا قول ہے کہ منافق حرص کے ساتھ دنیا جمع کرتا ہے اور شک کی بناء پر خرچ نہیں کرتا۔ اگر کرتا ہے تو دکھانے کے لیے کرتا ہے جبکہ صاحب بصیرت مومن خوف کے ساتھ دنیا لیتا ہے اور شکرانے کے طور پر ساتھ رکھتا ہے اور اللہ کی رضا کیلئے خرچ کرتا ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خزائن الٰہیہ میں سے ایک خزانہ اطاعت ہے اور اس کی کلید دعا ہے اور اس کے دندانے حلال لقمہ ہیں۔

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابی شرعہ نے فرمایا کہ اس شخص پر تعجب ہے جو حلال چیز سے تو اس لیے احتراز کرتا ہے کہ وہ کہیں بیمار نہ ہو جائے لیکن دوزخ کی آگ کے خوف سے پرہیز نہیں کرتا۔

حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا:

"اے لوگو! مکمل رزق حاصل کرنے سے پہلے تمہارا ایک شخص بھی نہیں مرے گا پس رزق کو ڈھیل نہ جانو بلکہ رب تعالیٰ سے ڈریئے، طلب مال میں اچھی راہ اختیار کیجئے۔ حلال لیجئے حرام کو طلب نہ کیجئے۔"

بیان کیا گیا ہے کہ ایک دانا کا قول ہے کہ مال کو حاصل کرنے میں لوگوں کی کئی اقسام ہیں وہ یہ ہیں:

پہلی قسم: جو لوگ یہ جانتے ہیں کہ رزق عطائے الٰہی ہے جسے ہم نے محنت سے حاصل کیا ہے وہ لوگ مشرک ہیں۔

دوسری قسم: جو لوگ یہ جانتے ہیں کہ اللہ ہی رزق دیتا ہے مگر نامعلوم کہ وہ ہمیں دے گا بھی یا نہیں دے گا تو وہ منافق ہیں۔

تیسری قسم: جو لوگ یہ جانتے ہیں کہ رزق اللہ عزّ وجل ہی دیتا ہے مگر اس کا حق ادا نہیں کرتے بلکہ نافرمانی کرتے ہیں فاسق ہیں۔

چوتھی قسم: جو لوگ یہ جانتے ہیں کہ رزق اللہ عزّ وجل دیتا ہے اور کسب صرف سبب ہے اور اس کا حق بھی ادا کرتے ہیں۔ نافرمانی بھی نہیں کرتے وہ لوگ خالص مومن ہیں۔

تعویذ کا کھانا اور حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کا قے کر دینا

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کا ایک غلام رات کا کھانا لے کر حاضر ہوتا اور کھاتا مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب تک پرکھ پڑچول نہ کر لیتے کہ یہ کھانا کہاں سے اور کیسے کمایا ہے نہ کھاتے۔ پھر رات غلام کھانا لے کر آیا اور آپ نے پرکھ کئے بغیر کھانا کھانا شروع کر دیا۔ ابھی ایک لقمہ ہی لیا تھا کہ غلام عرض پرداز ہوا کہ پہلے تو ہر رات آپ مجھ سے پوچھ لیا کرتے تھے مگر آج رات آپ نے کھانا کھانے سے پہلے کھانے کے بارے میں دریافت نہیں کیا۔ فرمایا بھوک کی شدت کے سبب میں نے دریافت نہ کیا۔ اب بتائیے یہ کھانا کہاں سے آیا ہے۔ اس نے کہا کہ زمانۂ جاہلیت میں میں نے کچھ لوگوں کو تعویذ بنا کر دیئے تھے تو انہوں نے کچھ دینے کا وعدہ کیا تھا سو میں نے آج ان کے ہاں دعوتِ ولیمہ دیکھی اور انہیں ان کا وعدہ یاد دلایا تو انہوں نے مجھے یہ کھانا دیا۔ یہ سُن کر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اُٹھے اور قے کرنے کی بہت کوشش کی کہ لقمہ باہر نکل جائے مگر پیٹ بھوک سے خالی تھا اس لیے محنت کرتے کرتے چہرے کا رنگ سیاہ اور سبز ہو جاتا مگر قے نہ ہوئی پھر لوگوں کے مشورے سے وافر مقدار میں پانی پی

کرتے کرتے رہے اور اس لقمہ کو باہر نکال دیا۔

عرض کیا گیا یا حضرت آپ نے ایک لقمہ کے لیے اس قدر مشقت اُٹھائی ہے فرمایا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ایسے جسم پر اللہ عزّوجل نے جنّت کو حرام کر دیا ہے جو حرام غذا کھاتا ہے۔

اکل حلال کے لیے پانچ باتوں کا انکشاف

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ جو شخص یہ ارادہ رکھتا ہو کہ اس کی کمائی پاک ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ پانچ باتوں کا خیال رکھے۔

پہلی بات: روزی کمانے میں فرائض کی ادائگی میں تاخیر نہ کرے اور کمائی میں نقص نہ پیدا ہونے دے۔

دوسری بات: روزی حاصل کرنے میں مخلوق خدا کو ایذا نہ دے۔

تیسری بات: کمائی کا مقصد صرف اپنی اور اپنے اہل خانہ کی کفالت ہو۔

چوتھی بات: اپنے آپ کو بہت زیادہ مشقت میں نہ ڈالے۔

پانچویں بات: یہ خیال نہ کرے کہ میں نے محنت کر کے رزق حاصل کیا ہے بلکہ یہ خیال کرے کہ رزق تو اللہ عزّوجل نے دیا ہے کسب تو صرف سبب ہے۔

مال کا دوزخ میں پھینکا جانا

بیان کیا گیا ہے کہ حضور سیّد عالم نور مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"جس نے مال گناہ سے کما کر اس سے صدقہ کیا یا اس سے صلہ رحمی کی یا اللہ کی راہ میں خرچ کیا۔ تو یہ سب مال اکٹھا کر کے دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔"

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عمران بن حصین نے فرمایا کہ اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ سود کے مال سے۔ رشوت اور خیانت کے مال سے۔ غنیمت یا چوری کے مال سے کسی کا حج یا عمرہ۔ جہاد یا صدقہ، غلام کی آزادی۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا قبول نہیں فرماتا۔ پھر فرمایا پانچ باتوں سے پانچ اعمال تباہ ہو جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حرام مال سے کیے ہوئے صدقے پر اجر نہیں ملتا۔ خرچ کرنے میں برکت نہیں ہوتی۔ حرام مال کی چھوڑی ہوئی وراثت دوزخ میں جانے کے لیے زادِ راہ ہے۔ نیز اللہ عزوجل برائی کو بھلائی سے مٹاتا ہے۔ برائی سے نہیں مٹاتا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا مال تو باہر سے لایا ہوا مال ہے جبکہ تمہارے درمیان رہنے والے تاجر بدترین ہیں کیونکہ خرید و فروخت کے وقت وہ تم سے لڑتے ہیں اور تم ان سے لڑتے ہو۔ وہ تم سے قسمیں لیتے ہیں اور تم ان سے قسمیں لیتے ہو۔

حضور سید الرسل امام الرسل صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہِ قدس میں پاکیزگی کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا:

"جو شخص اپنے ہاتھ سے کمائے اور بیچے اس میں شبہ اور خیانت نہیں ہونی چاہیئے۔"

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

"سچا تاجر محشر کے دن عرش الٰہی کے سایہ کے نیچے ہوگا۔"

باب ۶۱

خورد و نوش اور اخلاق حسنہ کا اظہار

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے حضرت عطیہ کوفی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میری وصیت کو یاد کیجئے میں دیکھ رہا ہوں کہ اس سفر کے بعد تو میرا شریک سفر نہیں ہوگا۔ حضور سید عالم نور مجسم احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی اولاد پاک اور آپ صحابہ کرام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے محبت رکھنے والے رات کو عبادت کرنے والے ہی کیوں نہ ہوں اور کھانا کھلاؤ سلام پھیلاؤ اور رات کے وقت جب لوگ سو رہے ہوں تو تم اُٹھ کر نماز پڑھو کیونکہ میں نے حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا یہ ارشاد گرامی سُنا ہے کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ نے کھانا کھلانے اور سلام پھیرنے اور رات کے وقت نماز پڑھنے کی وجہ سے اپنا خلیل بنایا تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عمران بن حبیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت اقدس میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ انصار و مہاجرین کہتے ہیں کہ ہم لوگ تو کسی راہ پر نہیں ہیں۔ فرمایا۔ ہاں! جب تو نماز پڑھتا ہے۔ زکوٰۃ دیتا ہے۔ روزے رکھتا ہے۔ بیت اللہ کا حج کرتا ہے اور مہمان کی مہمان نوازی کرتا ہے تو تو بہشت میں داخل ہوگا۔

حضرت ابو شریح خزاعی نے بیان کیا کہ میں نے حضور سید العالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا یہ ارشاد پاک سُنا کہ جو شخص اللہ عزوجل اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیئے کہ مہمان کی مہمان نوازی کرے۔ ایک دن ایک رات اس کی شان کے مطابق کھانا دے اور مہمانی تین یوم کی ہے پھر صدقہ ہے۔

حضرت عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام جب کھانا کھانے کا قصد فرماتے اور اپنے ساتھ کوئی کھانے والا نہ پاتے تو اس کی تلاش میں دو میل تک سفر کرتے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا لقب معروف

مہمانوں کا باپ تھا۔ آپ کے گھر کے چار دروازے تھے اور ہر دروازے سے کسی کے آنے کی انتظار میں رہتے تھے۔

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ بازار سے غلام خرید کر اُسے آزاد کرنے سے مجھے یہ بات پسند ہے کہ دو صاع کھانے پر اپنے بھائیوں کو جمع کروں۔

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب کھانا چُن لیا جاتا اور وہاں سے کوئی دولتمند شخص گزرتا تو اُسے جانے دیتے اور جب کوئی مسکین گزرتا تو اُسے بُلا لیتے اور فرماتے کہ جن کو کھانے کی تمنا ہی نہیں تم انہیں بُلاتے ہو مگر جو خواہش رکھتا ہے انہیں بُلاتے ہی نہیں۔

حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی بارگاہِ اقدس میں کسی نے عرض کیا کہ کس عمل کی وجہ سے لوگ کثرت سے جنت میں جائیں گے۔ فرمایا خوفِ الٰہی اور حسن خلق کی وجہ سے پھر سائل نے دریافت کیا کہ کس عمل کے سبب لوگ کثیر دوزخ میں جائیں گے۔ فرمایا منہ، شرمگاہ اور بد خلقی کے سبب سے۔

اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اچھا خُلق۔ اچھا ہمسایہ اور صلہ رحمی یہ بستیوں کو آباد اور عمروں میں اضافہ کرتی ہے اگرچہ وہاں کے لوگ گنہ گار ہی کیوں نہ ہوں۔

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم دس شخص حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ، حضرت سیدنا عمر فاروقؓ، حضرت سیدنا عثمان ذوالنورینؓ، حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ شیر خدا، حضرت سیدنا عبدالرحمنؓ، حضرت سیدنا ابن مسعودؓ، حضرت سیدنا معاذ بن جبلؓ، حضرت سیدنا حذیفہؓ، حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضوان اللہ علیہم اور میں حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں مسجد نبوی میں جمع تھے کہ اتنے میں ایک انصاری آیا اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں سلام عرض کر کے بیٹھ گیا۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ علیک وسلم مومنین میں افضل کون ہے آپؐ نے فرمایا جن کا اخلاق اچھا ہے۔ عرض کیا سمجھ دار مومن کون ہے؟ آپ نے فرمایا جو کثرت سے موت کو یاد کرے اور اس کے آنے سے پہلے اپنی طاقت کے مطابق اس کی تیاری کرے۔ پھر اس نوجوان نے خاموشی اختیار کی تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف توجہ کرتے ہوئے فرمایا۔ اے مہاجر و انصار کی جماعت جب تم پانچ چیزوں میں پھنس جاؤ تو ان سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔ وہ

پانچ چیزیں یہ ہیں :

پہلی چیز : جب کسی قوم میں بے حیائی ہونے لگتی ہے وہاں واوجاع جیسی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جو اول زمانہ میں نہ تھیں۔

دوسری چیز : ناپ تول میں کمی کرنے والے لوگ دو بُرائیوں میں پھنس جاتے ہیں، پہلی بیماری سخت قحط اور دوسری بیماری ان پر ظالم حاکم مسلّط کیا جاتا ہے۔

تیسری چیز : زکوٰۃ نہ ادا کرنے سے بارش رُک جاتی ہے اگر جانور نہ ہوتے تو کبھی بارش نہ ہوتی۔

چوتھی چیز : اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہوا عہد نہیں توڑنا چاہیئے ورنہ ایسے لوگوں پر اللہ عزّوجل ان کے دشمنوں کو مسلّط کر دیتا ہے۔

پانچویں چیز : تمہارے حکام کو قرآن مجید کے احکام سے اعراض نہیں کرنا چاہیئے۔ ورنہ اللہ عزّوجل ان میں اختلاف پیدا کر دے گا۔

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سیّد عالم نورِ مجسّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں کو مال نہیں دے سکتے ہو تو کم از کم ان سے حسن اخلاق اور ہنس مکھی سے تو پیش آنا چاہیئے۔

نیکی اور بُرائی میں امتیاز حقیقی

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پُرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور بُرائی کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ نیکی حُسن اخلاق کا نام ہے اور جو گناہ تیرے سینے میں چھپا ہے اس کا نام بُرائی ہے اور لوگوں پر اس کا اظہار تیرے لیے اچھا نہیں ہے۔

حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ :

"انسان کو اس کا دین، اخلاق، عقل، شرافت اور مروّت ہی عزت و آبرو عطا کرتے ہیں۔"

حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سیّد عالم فخرِ موجودات علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ :

"محشر کے روز اچھے اخلاق والے ہی لوگ میرے پسندیدہ اور میرے قریب ہوں گے"

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ:

"جس طرح دھوپ برف کو پگھلا دیتی ہے اسی طرح حسن اخلاق گناہوں کو پگھلا دیتا ہے جبکہ بداخلاقی گناہوں کو برباد کر دیتی ہے جیساکہ سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے"

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم جو مجھے آخری وصیت فرمائی تھی وہ یہ تھی کہ اے معاذ! تیرا لوگوں کے ساتھ اخلاق بہتر ہونا چاہیئے میں اس وقت رکاب میں پاؤں ڈال چکا تھا۔

نیز ارشاد مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

"حُسن اخلاق رحمتِ الٰہی کی وہ نکیل ہے جو اسکی ناک میں ہوتی ہے اور ملائکہ اس نکیل کو پکڑ کر اُسے خیر کی جانب لے جاتے ہیں اور خیر اُسے بہشت کی طرف لے جاتی ہے جبکہ بداخلاقی اللہ عزّوجل کے عذاب کی نکیل ہے جو اس کی ناک میں ہوتی ہے اور ابلیس اس کی نکیل کو ہاتھ میں لے کر اُسے شر کی طرف لے جاتا ہے اور شر اُسے دوزخ کی جانب لے جاتا ہے"

حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ دین ہے جسے میں نے انتخاب کر لیا ہے اور اس کی اتباع دو باتوں میں ہے۔ ایک بات سخاوت اور دوسری بات حُسن اخلاق جب تک اس دین پر قائم ہو تو ان دونوں باتوں کو بزرگ جانو۔

بیان کیا گیا ہے کہ یہ بات معروف ہے کہ جب کوئی شخص مہمانوں کی دعوت کرے تو میزبان پر تین چیزیں واجب ہیں۔ وہ یہ ہیں:

پہلی چیز: اپنی طاقت سے بڑھ کر تکلف نہ کرے اور نہ ہی سنّت کے خلاف کوئی امر بجالائے۔

دوسری چیز: اکل حلال کھلائے۔

تیسری چیز: دعوت میں نماز کے وقت کا خاص خیال رکھا جائے۔

اس طرح مہمان پر بھی تین باتیں خاص طور پر واجب ہیں۔ وہ یہ ہیں:

پہلی بات: جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جانا چاہیئے۔

دوسری بات: جو کچھ کھانے کے لیے حاضر ہو اسی پر خوشی کا اظہار کرے۔

تیسری بات: کھانے سے فارغ ہو کر میزبان کے لیے برکت کی دُعا کرے۔

حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے ارشاد فرمایا کہ:

"جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرتا ہے۔ مہمان کی میزبانی کرتا ہے اور کسی حادثے پر قوم کی اعانت کرتا ہے وہ اپنے نفس کو بخل سے محفوظ کر لیتا ہے۔"

سب کچھ اللہ عزّ وجل تبارک وتعالیٰ کی توفیق سے ہے۔

باب ۶۲

توکّل علی اللہ کا اظہار

حضرت سالم بن ابی الجعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ :

"اے لوگو! کل کے لیے کھانا بچا کر نہ رکھنا چاہیئے کیونکہ کل کا رزق خود بخود ہی آ جائے گا۔"

چیونٹی کی طرف دیکھئے اُسے کون رزق دیتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ چیونٹیوں کے بطن چھوٹے ہوتے ہیں تو پھر پرندوں کو دیکھئے اگر یہ کہا جائے کہ پرندوں کے پَر ہیں تو پھر موٹے موٹے وحشی جانوروں کی طرف دیکھئے۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ :

"مجھے یہ فکر نہیں کہ کل میری صبح کس طرح ہوگی۔"

یعنی میری پسند پر ہوگی کیونکہ میں نہیں جانتا کہ خیر میری پسند میں ہے یا غیر پسند میں ہے۔

حضرت مطلب بن حنطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سیّد عالم نور مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :

"میں نے وہ تمام احکامات تمہیں بتا دیئے ہیں جو مجھے اللہ عزّ وجل تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے، ان میں سے ایک بھی نہیں چھوڑا۔"

نیز فرمایا کہ :

"تمہیں ان چیزوں سے روک دیا ہے جن سے اللہ عزّ وجل نے منع فرمایا ہے آگاہ رہیئے کہ جرائیل علیہ السلام نے میرے دِل میں یہ بات ہویدا کر دی ہے کہ اس وقت تک کوئی شخص نہیں مرے گا جب تک کہ وہ اپنا نوشتہ مقدر اور اپنا مقسوم حاصل نہیں کر لے گا۔"

اگر کوئی چیز تمہیں نہیں ملی تو اچھے طریقے سے طلب کیجئے کیونکہ اللہ عزوجل کی اطاعت سے سب کچھ حاصل ہوتا ہے۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یہ ارادہ رکھتا ہے کہ وہ تمام لوگوں سے طاقت ور ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ سبحانہٗ پر توکل کرے اور جو شخص یہ ارادہ رکھتا ہے کہ وہ تمام لوگوں سے بزرگ ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ عزوجل سے ڈرے اور جو شخص غنی ہونے کا ارادہ رکھتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے سے زیادہ خزائن الٰہیہ پر توکل کرے۔

تقویٰ کو مضبوط کرنے والی چیزیں

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے فرزند دلبند حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرمایا کہ تین باتیں کسی بھی آدمی کے تقویٰ کو قوی کرتی ہیں وہ باتیں یہ ہیں:

پہلی بات: اس کے بارے میں توکل کرنا جو حاصل نہ ہو۔

دوسری بات: جو حاصل ہو اس پر رضا کا اظہار کرے۔

تیسری بات: جو ہاتھ سے نکل جائے اس پر صبر کرے۔

زادِ سفر میں کلماتِ ازلیہ ابدیہ

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابو مطیع بلخی نے حضرت حاتم اصم سے بیان کیا کہ میں جانتا ہوں کہ آپ زاد راہ کے بغیر صرف توکل پر صحرا عبور کر لیتے ہیں۔ حاتم اصم نے کہا بلکہ میں تو زادِ سفر کے ساتھ عبور کرتا ہوں۔ بلخی نے کہا وہ زادِ سفر ہے۔ حضرت حاتم نے جواب دیا کہ وہ میرا زادِ راہ چار چیزیں ہیں:

پہلی چیز: میں تمام کائنات کو اللہ عزوجل کی مملکت جانتا ہوں۔

دوسری چیز: میں تمام مخلوق کو اللہ عزوجل کا کنبہ جانتا ہوں۔

تیسری چیز: میں تمام اسباب وارزق کو اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ سبحانہٗ کی ملکیت جانتا ہوں۔

چوتھی چیز: میں تمام مخلوق میں اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ کے فیصلوں کو نافذ جانتا ہوں۔

حضرت بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے حاتم تیرا زادِ سفر تو بہت ہی اچھا ہے اور اس کے ساتھ تم آخرت کے جنگل بھی عبور کر سکتے ہو پھر دُنیا کے صحرا کیسے نہ پار کرو گے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص حضرت شفیق زاہد کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ میں کچھ وصایا چاہتا ہوں۔ آپ نے اسے مندرجہ ذیل تین باتوں کی وصیت کی وہ یہ ہیں:

پہلی بات: اللہ عزّوجل کی عبادت کیجئے وہ تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔

دوسری بات: اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ کے دشمنوں سے جنگ کیجیو۔ بیشک وہ تمہاری استعانت فرمائے گا۔

تیسری بات: اللہ عزّوجل کے عہد کی تصدیق کیجئے وہ تجھے اپنے وعدے تک پہنچائے گا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اگر علماء اپنے علم کی حفاظت کرتے ہوئے اسے حقدار لوگوں پر خرچ کر کے دُنیا حاصل کرتے ہیں پس وہ اُن کی نظروں میں گر گئے۔

نیز بیان ہے کہ:

میں نے حضور سیّد عالم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سُنا ہے کہ جو شخص آخرت کا غم اپنا لیتا ہے تو اللہ عزّوجل اس کے تمام دُنیاوی غموں کو دُور کر دیتا ہے اور جو شخص دُنیا کے غموں میں مشغول ہو گیا تو پھر اللہ عزّوجل کو کوئی پرواہ نہیں کہ جہنّم کی کون سی وادی اُسے ہلاک کرتی ہے اور کون سی وادی اُسے عذاب میں پھنساتی ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ تورات میں لکھا ہے کہ اے بنی آدم اپنے ہاتھ کو ہلاؤ میں تیرا رزق کشادہ کر دوں گا اور میرے احکام کی اطاعت کر اپنی مصلحت کی باتیں مجھے نہ بتا۔

حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسلام چار ارکان سے قائم ہے:

پہلا رُکن: عدل ہے۔

دوسرا رُکن: صبر ہے

تیسرا رُکن: جہاد ہے۔

چوتھا رُکن: یقین ہے۔

پھر ارکان اربعہ کی تفسیر میں علماء کرام نے فرمایا کہ یقین دو اقسام میں منقسم ہے:

پہلی قسم: خالص اللہ عزّوجل کی رضا کے لیے عبادت کرے اس کا چاہنا طلب دُنیا اور مخلوق کی رضا نہ ہو۔

دوسری قسم: جو اللہ عزّوجل نے رزق کا عہد کیا ہے اس پر ایمان رکھتا ہو۔

اسی طرح عدل بھی دو اقسام میں منقسم ہے۔

عدل کی پہلی قسم: اگر اس پر کسی کا حق ہے تو ان کے طلب کرنے سے پہلے اُسے ادا کرے۔

عدل کی دوسری قسم: اگر کسی پر اس کا حق ہو تو اُسے نرمی سے طلب کرے۔

اسی طرح صبر بھی دو اقسام میں منقسم ہے۔

صبر کی پہلی قسم: فرائض الٰہی کو صبر سے ادا کرے۔

صبر کی دوسری قسم: منہیات خداوندی سے رُک جائے۔

اسی طرح جہاد بھی دو اقسام میں منقسم ہے:

جہاد کی پہلی قسم: اپنے دشمن ابلیس سے غافل نہ ہو اس لیے کہ تو اس سے غافل ہو سکتا ہے مگر وہ تجھ سے غافل نہیں ہے وہ ایسا بھیڑیا ہے جو بکریوں کو پکڑ لیتا ہے۔

جہاد کی دوسری قسم: بنی آدم میں زیادہ تر فتنے مال کی وجہ سے ہوتے ہیں اس لیے دُھوکے میں مُبتلا نہ ہو بلکہ قلیل مال پر قناعت کیجئے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا کہ تم کب سے میرے پاس آرہے ہو۔ انہوں نے عرض کیا تیس سال سے آرہا ہوں۔ فرمایا ان تیس برسوں میں کیا علم حاصل کیا۔ حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا چھ کلمات سیکھے ہیں۔ اگر ان پر عمل کر لیا کریں اُمید رکھتا ہوں دُنیا کے فتنوں سے نجات حاصل کروں گا۔ حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ چھ باتیں مجھے بھی بتایئے ہو سکتا ہے کہ میں ان پر عمل پیرا ہو کر خلاصی حاصل کروں۔ حاتم نے کہا کہ آیۂ کریمہ:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ ہر جاندار کا رزق اللہ عزّوجل نے اپنے

رِزْقُهَا۔ ذمہ لیا ہوا ہے۔

جب میں نے غور کیا کہ میں نے اپنے آپ کو بھی انہیں چوپایوں میں دیکھا جن کے رزق کا ذمہ اللہ عزّ وجل تبارک و تعالیٰ نے لیا ہوا ہے اور میں نے جان لیا کہ میرا حصّہ مجھے ضرور ملے گا۔ پس اگر اللہ عزّ وجل تبارک و تعالیٰ عزّ اسمہٗ سبحانہٗ ہاتھی کو اس کے وجود کے مطابق رزق دیتا ہے تو وہ چھوٹے مچھر کو بھی فراموش نہیں کرتا اس لیے میں نے اپنا معاملہ اللہ عزّ وجل پر چھوڑ دیا ہے اور اس کی عبادت میں مشغول ہو گیا ہوں باقی تمام غموں سے آزاد ہوں۔

حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تم نے بہت ہی اچھا سمجھا ہے۔ اب دوسری بات بتایئے وہ کیا ہے؟ حاتم نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ میں نے ارشاد باری تعالیٰ عزّ وجل:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ سب مومن بھائی بھائی ہیں۔

میں تدبر کیا تو میں نے تمام مومنین کو اپنا بھائی دیکھا اور یہ لازم ہے کہ بھائی بھائی کے مشفق ہو پھر میں نے دیکھا کہ لوگوں کے درمیان دشمنی کی اصل بنیاد حسد ہے پھر میں نے بہت سعی و کوشش کے بعد بالآخر حسد کو اپنے دِل سے نکال دیا۔ اب یہ حال ہے کہ اگر کسی مومن کو مشرق میں کوئی ایذا پہنچے تو میں محسوس کر لیتا ہوں کہ وہ ایذا مجھے ہی پہنچی ہے اور اگر مغرب میں کسی مومن کو کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو ایسے ہی خوشی کا اظہار کرتا ہوں۔ گویا کہ وہ مجھے ہی خوشی پہنچتی ہے۔

حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا کہ یہ بات تو نے بہت اچھی سمجھی ہے۔ اب تیسری بات کون سی ہے۔

حاتم نے کہا کہ میں نے غور کیا تو ہر انسان کو ایک دوسرے کا رفیق پایا اور رفیق کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے رفیق سے محبت کا اظہار کرے۔ سو میں نے طاعتِ خداوندی کو اپنا رفیق پایا اور یہ سوچا کہ طاعتِ خداوندی کے سوا باقی تمام رفقاء مجھ سے الگ ہو جائیں گے۔ پس طاعتِ قبر میں، حشر میں اور پُل صراط پر میرے ساتھ ہوگی۔ اس لیے تمام رفقاء سے رشتہ چھوڑ کر اطاعت سے رشتہ قائم کر لیا۔

حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ بات بھی تم نے اچھی سمجھی۔ اب چوتھی بات کون سی ہے کہا کہ میں نے غور کیا کہ ہر انسان کے لیے ایک نہ ایک دشمن پایا۔ لہٰذا دشمن سے دشمنی اور ڈر بھی لازمی

ہے۔ سو میں نے کافر اور شیطان کو اپنا دشمن جانا۔ پھر کافر کی دشمنی کو میں نے سہل جانا اس لیے کہ اگر وہ مجھے قتل کر دے گا تو میں شہید ہوں گا۔ اگر میں نے اُسے قتل کر دیا تو اجر کا حقدار ہوں گا۔ البتہ شیطان کی دشمنی کو سخت جانا اس لیے کہ جس طرح وہ مجھے دیکھتا ہے ویسے میں اُسے نہیں پاتا۔ پھر وہ مجھے اپنے ساتھ دوزخ میں لے جانا چاہتا ہے۔ اس طرح میں نے سب کی دشمنیوں سے صرف نظر کر کے صرف شیطان کی دشمنی پر ہی توجہ لگائی ہوئی ہے۔

حضرت شفیق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ بات بھی تم نے اچھی سمجھی ہے۔ اب پانچویں بات کون سی ہے حاتم نے کہا میں نے غور کیا تو دیکھا کہ ہر انسان کا ایک گھر ہے اور گھر کے لیے عمارت کا ہونا جزو لازم ہے پس میں نے اپنا گھر قبر سمجھا ہے اور پھر اس کی تعمیر میں مصروف ہو گیا۔ حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ بھی تم نے بہتر جانا ہے۔ اب چھٹی بات کون سی ہے۔ کہا کہ میں نے غور کیا تو میں نے ہر شے کے لیے کسی کو طالب پایا۔ پھر میں نے دیکھا کہ میرا طالب موت کا فرشتہ ہے اور مجھے علم نہیں کہ وہ کب مجھے لینے آئے گا، اس لیے میں نے اس کے لیے تیار کر دی جس طرح دلہن زفاف کے لیے تیاری کرتی ہے اب وہ جس وقت بھی آئے گا تو میں اس سے مہلت نہیں مانگوں گا۔

حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ بھی تو نے بہت اچھا سمجھا کہ اگر ان دونوں باتوں پر عمل کیا جائے تو میں بھی اور تو بھی دونوں مغفور ہو جائیں گے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص نے حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی اُونٹنی کو اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ کے توکل پر کھلا چھوڑ دوں یا اس کے گھٹنے باندھ دوں۔ آپ نے فرمایا گھٹنے باندھ کر توکل علی اللہ کیجئے۔

تین صفات اولیاء اللہ

کسی دانشور نے کہا کہ تین باتیں اولیائے کرام کی صفات سے ہیں۔ وہ یہ ہیں:

پہلی بات: ہر چیز پر توکل علی اللہ ہونا۔

دوسری بات: ہر چیز پر محتاج علی اللہ ہونا۔

تیسری بات: ہر چیز پر رجوع علی اللہ ہونا۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لوگوں کو محبوب و پسندیدہ شخص وہ ہے جو کسی سے کچھ بھی طلب نہ کرے جبکہ اللہ عزّ وجل کے نزدیک محبوب شخص وہ ہے جو اسی سے مانگے اور اسی کا محتاج رہے اور ناپسندیدہ شخص وہ ہے جو مستغنی ہو کر پروردگار سے کچھ نہ مانگے۔

حضرت لقمان علیہ السلام نے عالم نزع میں اپنے فرزند سے فرمایا کہ میں تجھے بہت سی نصائح کی ہیں اور اب اوّلین و آخرین کے علم پر مشتمل چھ نصائح مزید کرتا ہوں۔ وہ یہ ہیں:

پہلی نصیحت: اپنے آپ کو دُنیا میں اس قدر مشغول رکھنا جس قدر کہ تو نے دُنیا میں رہنا ہے۔

دوسری نصیحت: عبادت الٰہی اس قدر کرنا جس قدر تو اس کا محتاج ہے۔

تیسری نصیحت: آخرت کے لیے اس قدر عمل کر جس قدر کہ تو نے اس میں رہنا ہے۔

چوتھی نصیحت: تب تک اپنی سعی و کوشش جاری رکھ جب تک کہ تو جہنم سے نجات پا جائے۔

پانچویں نصیحت: گناہ پر اس قدر ہی ہمت ہونی چاہیئے جس قدر کہ عذاب خداوندی پر صبر کی ہمت ہے۔

چھٹی نصیحت: اگر اللہ کے ساتھ گناہ کرنا چاہے تو ایسی جگہ ڈھونڈ جس جگہ اللہ اور اس کے ملائکہ تجھے نہ دیکھیں۔

یقین اور توکل میں تفریق

یاد رہے کہ کسی دانشور نے یقین اور توکل کے بارے میں امتیاز کے طور پر دریافت کیا گیا تو اس نے کہا کہ یقین یہ ہے کہ اسباب آخرت کے لیے اللہ عزّ وجل کی تصدیق کر اور توکل یہ ہے کہ اسباب دُنیا کے لیے اللہ عزّ وجل کی تصدیق کر۔

نیز کہا گیا ہے کہ توکل دو اقسام میں منقسم ہے:

پہلی قسم: رزق میں کہ اس میں بداعتمادی جائز نہیں۔

دوسری قسم: عمل کے ثواب کی طلب میں اس کا یہ ایمان ہو کہ اللہ عزّ وجل نے ثواب کا وعدہ فرمایا ہے اور اُسے عمل کے قبول اور نامقبول ہونے کا ڈر ضروری ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت یعلی بن مرہ نے بیان کیا کہ ہم حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے رفقاء کے ساتھ بیٹھے تھے۔ ہم نے کہا لڑائی ہو رہی ہے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ کو کوئی ضرر نہ پہنچ جائے اس لیے ہمیں آپ کے دروازے پر بیٹھ کر خلیفۂ وقت کی محافظت کرنی چاہیئے۔ چنانچہ ہم آپ کے حجرے کے دروازہ پر جمع تھے کہ آپ نماز کے لیے باہر تشریف لائے اور فرمایا کیونکر جمع ہو۔ ہم نے عرض کیا۔ اے خلیفۂ وقت آپ جنگ کے درپے ہیں اور ہم آپ کے محافظ ہیں۔ ہم ڈر رکھتے ہیں کہ کوئی آپ کو ایذا نہ پہنچائے۔ آپ نے فرمایا تم لوگ میری حفاظت آسمان والوں سے کروگے یا زمین والوں سے کروگے۔ ہم نے عرض کیا۔ اے خلیفۂ وقت ہم آپ کی حفاظت زمین والوں سے کریں گے کیونکہ آسمان والوں سے تو آپ کی حفاظت ممکن نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا زمین پر اس وقت تک کچھ نہیں ہوتا جب تک کہ اللہ عزّ وجل تبارک وتعالیٰ سبحانہٗ اس کا فیصلہ آسمان پر نہ کردیں اور ہر آدمی پر حفاظت کے لیے دو ملائکہ ہیں مگر جب تقدیر الٰہی آتی ہے تو وہ دونوں اس سے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔

باب ۶۳

تقویٰ کا اظہار

حضرت عبداللہ بن مطرف نے بیان کیا کہ تم دو آدمیوں کو پاؤ گے، ان میں سے ایک آدمی کے پاس روزے، نمازیں اور صدقات کثیر التعداد ہوں گے مگر دوسرا ثواب میں اس سے افضل ہو گا۔ کہا گیا کہ دوسرا ثواب میں افضل کیسے ہو گا۔ فرمایا دوسرا پہلے سے بڑھ کر صاحب تقویٰ ہو گا۔

حضرت عمارہ سے بیان کیا گیا ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن رواحہ موتہ نامی گاؤں جانے لگے تو بارگاہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ تو ایسی زمین کی طرف جا رہا ہے جہاں بہت کم سجدہ ہوتا ہے لہذا وہاں کثرت سے نماز ادا کرنا۔ پھر بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا گیا کچھ مزید ارشاد فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کے ذکر میں مشغول رہنا کہ یہ ذکر تیری ہر طرح مدد کرے گا۔ روانہ ہو کر پھر لوٹ آئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کچھ اور ارشاد فرمائیے۔ آپ نے فرمایا اللہ عزوجل کو یاد کرتے رہو وہ یکتا ہے اور یکتا عدد کو پسند کرتا ہے۔ عرض کیا یارسول اللہ علیک وسلم کچھ اور ارشاد فرمائیے۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا تو اس بات سے عاجز نہ بن۔ عاجز نہ بن۔ عاجز نہ بن۔ اگر دس برائیاں کرتا ہے تو کم از کم ایک نیکی تو ضرور کرنی چاہیئے۔

جنّت کی ضمانت دے دینا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھ سے چھ باتیں قبول کرو تو میں تمہارے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ وہ چھ باتیں یہ ہیں :۔

پہلی بات: بات کرتے وقت دروغ گوئی نہ کرنا۔
دوسری بات: وعدہ کر کے وعدہ خلافی نہ کرنا۔
تیسری بات: امانت میں خیانت نہ کرنا۔
چوتھی بات: نگاہوں کی طرف دھیان رکھنا۔
پانچویں بات: اپنی شرمگاہوں کی محافظت کرنا۔
چھٹی بات: اپنے ہاتھ پاؤں کو حرام سے روکنا۔

حضور سیّد یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:
"اللہ عزّوجل اپنے بندے سے فرماتا ہے کہ میں نے جو کچھ تم پر فرض کیا ہے اسے ادا کیجئے پھر تو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گذار ہو جائے گا، اور میری منہیات سے رُک جاؤ تو تمام لوگوں سے زیادہ متقی ہو جائے گا اور اپنے رزق پر قناعت کر تو لوگوں سے مستغنی ہو جائے گا۔"

علامات سعادت

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بیان کیا کہ علاماتِ سعادت پانچ ہیں:
پہلی علامت: دِل میں یقین ہونا۔
دوسری علامت: دین میں تقویٰ ہونا۔
تیسری علامت: دُنیا سے بے رغبتی ہونا۔
چوتھی علامت: آنکھوں میں حیا ہونا۔
پانچویں علامت: بدن میں خوفِ خداوندی ہونا۔

علاماتِ شقیّت

اسی طرح بدبختی کی بھی پانچ علامات ہیں:
پہلی علامت: دِل کا سخت ہونا۔

دوسری علامت: آنکھوں میں آنسو نہ آنا۔

تیسری علامت: حیا کا کم ہونا۔

چوتھی علامت: دُنیا میں رغبت ہونا۔

پانچویں علامت: طویل اُمیدیں ہونا۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم حلال کے نو حصے صرف مشتبہ اور حرام چیزوں سے بچنے کے لیے چھوڑ دیتے ہیں۔

ابنِ آدم کی مغروریت

ایک دانشور کا قول ہے کہ دُنیا کے تمام کام عجیب ہیں مگر میں بنی آدم پر حیران ہوں جو پانچ چیزوں پر مغرور ہے۔

پہلی چیز: میں اس شخص پر حیران ہوں جس کے پاس بہت زیادہ دولت ہے مگر وہ اُسے عقبیٰ کے لیے صرف نہیں کرتا۔

دوسری چیز: میں اس شخص پر حیران ہوں جس کی زبان بولنے والی ہے اور پھر بھی وہ اپنے نفس کی پوجا کرتا ہے اور اللہ کے ذکر سے منہ موڑے ہوئے ہے اور قرآن خوانی نہیں کرتا۔

تیسری چیز: میں اس شخص پر حیران ہوں جو تندرست اور فارغ ہے اور میں اسے ہمیشہ روزے سے دیکھتا ہوں وہ ہر مہینہ میں تین روزے کیونکر نہیں رکھتا اور روزے کے بہترین نتیجے پر کیونکر غور نہیں کرتا۔

چوتھی چیز: میں اس شخص پر حیران ہوں جو بستر پر صبح تک سویا رہتا ہے اور وہ رات کی رکعات کی فضیلت میں کیونکر غور نہیں کرتا اور رات میں ایک ساعت بھی آرام نہیں کرتا۔

پانچویں چیز: میں اس شخص پر حیران ہوں جو اللہ عزوجل پر جرأت کرتا ہے اور اس کی منہیات سے نہیں رُکتا اور وہ یہ جانتا ہے کہ اس کی معصیت بروزِ محشر اس پر پیش کی جائیں گی پھر وہ اپنی عاقبت کے انجام پر غور کر کے اس سے اجتناب کیوں نہیں کرتا۔

حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا کہ:

"حرام کا ایک پیسہ چھوڑ دینا ایک لاکھ پیسہ صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔"

حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ ملک شام میں احادیث لکھا کرتے تھے کہ آپ کا قلم ٹوٹ گیا تو کسی سے اُدھار قلم لیا جب لکھنے سے فارغ ہوئے تو واپس کرنا بھول گئے اور قلم کو قلمدان میں رکھ دیا پھر جب واپس مرو پہنچے تو قلم کو دیکھ کر یاد آیا کہ یہ تو واپس نہیں کیا آپ پھر شام گئے اور قلم اس کے مالک کو واپس کیا۔

حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال و حرام کو واضح کر دیا گیا ہے مگر ان میں چند امور مشتبہ ہیں جو اکثر لوگوں کے علم سے باہر ہے پس جو شخص مشتبہ چیزوں سے بچ گیا اس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کی حفاظت کر لی اور جو مشتبہ چیزوں میں گرفتار ہو گیا وہ حرام میں پھنس گیا اس چرواہے کی طرح جو چراگاہ کے کنارے بکریاں چراتے چراتے چراگاہ میں داخل ہو جاتا ہے۔

یاد رہے کہ ہر بادشاہ کے کچھ ممنوعہ علاقے ہوتے ہیں اللہ عزّوجل کے ممنوعہ علاقے اس کی محرمات ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ جسم میں ایک لوتھڑا دل ہوتا ہے۔ اگر نہ صحیح ہے تو تمام جسم سلامت ہے۔ اگر وہ خراب ہے تو سارا جسم بیکار ہو جاتا ہے۔

حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ہر شے کی کچھ حدود ہوتی ہیں مگر اسلام کی چار حدود ہیں۔

پہلی حد: تقویٰ ہے۔

دوسری حد: تواضع ہے۔

تیسری حد: شکر ہے۔

چوتھی حد: صبر ہے۔

یاد رہے کہ:

تقویٰ تمام اُمور کی اصل الاصول ہے۔

تواضع غرور سے بچاتی ہے۔

صبر آگ سے نجات بخشتا ہے۔

شکر جنت دلانے میں کامیاب ہے۔

حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نماز پڑھتے پڑھتے کمان کی طرح ٹیڑھے ہو جاؤ اور روزے رکھتے رکھتے خشک کانٹے کی طرح ہو جاؤ پھر تمہیں تقویٰ ہی نفع دے گا۔

علاماتِ تقویٰ

حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تقویٰ کی علامت یہ ہے کہ تو دس بات کو اپنے اُوپر لازم قرار دے لے:

پہلی بات: زبان کو غیبت سے بچانا۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّ وجل ہے:

لَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا — ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔

دوسری بات: بدگمانی سے اجتناب کیجئے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

اِجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ۔ — زیادہ بدگمانی سے اجتناب کیجئے بیشک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔

تیسری بات: کسی کا مذاق نہیں اُڑانا چاہیئے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّ وجل ہے:

لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ — کوئی قوم دوسری قوم سے مذاق نہ کرے ہو سکتا ہے وہ ان سے بہتر ہو۔

چوتھی بات: نگاہوں کو حرام کاموں سے بچانا چاہیئے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ — آپ مومنین سے فرما دیجئے کہ وہ اپنی نظروں کو نیچا کر کے رکھا کریں۔

پانچویں بات: زبان میں صداقت ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے۔

وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا۔ اور جب تم کوئی بات کرو تو عدل سے کرو

چھٹی بات: اپنے آپ پر اللہ عزوجل کے انعامات کی پہچان رکھیئے تاکہ اسمیں تکبر نہ آئے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ بلکہ اللہ عزوجل نے تم پر احسان فرمایا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی راہ دکھائی اگر تم سچے ہو۔

ساتویں بات: اعتدال پر خرچ کرنے کا ثمرہ۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا۔ اور وہ لوگ خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچ کرتے ہیں اور نہ بخل کرتے ہیں اور ان کا خرچ معتدل ہوتا ہے۔

آٹھویں بات: اپنے لیے بڑائی اور تکبر کی خواہش نہ کرے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِى الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا۔ یہ عالم آخرت ہم ان لوگوں کے لیے کرتے ہیں جو فساد کر کے دنیا میں بڑا نہیں بننا چاہیئے۔

نویں بات: پانچوں نمازیں وقت پر ادا کرتے ہیں؛

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ نمازوں کی حفاظت کیجئے اور درمیان والی نماز کی عاجزی کیساتھ اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر۔

دسویں بات: سنت اور جماعت پر قائم رہتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِىْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ اور یہ کہ میرا یہ دین سیدھا سیدھی راہ ہے پس اس راہ پر چلو اور ان راہوں پر نہ چلو جو

عَنْ سَبِیْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ تمہیں اپنی راہ سے بھٹکا دیں۔ اللہ عزّ وجل نے تمہیں اس کی وصیت فرمائی ہے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

حضرت محمد بن کعب قرظی نے بیان کیا کہ تین بات کو کسی بھی صورت ترک نہیں کرنا چاہیئے۔

پہلی بات: کسی پر بھی زیادتی نہیں کرنا چاہیئے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّ وجل ہے:

اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ یہ بغاوت تمہارے لیے ہی وبال ہے۔

دوسری بات: کسی کے ساتھ مکر و فریب نہیں کرنا چاہیئے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّ وجل ہے:

وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ اور بُرے فریب کا وبال فریبی پر ہی پڑتا ہے۔

تیسری بات: کبھی بھی عہد نہیں توڑنا چاہیئے۔

فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ۔ پس جو شخص عہد توڑے گا تو اس کا وبال اُسی عہد توڑنے والے پڑے گا۔

اقسامِ زہد

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ زہد تین اقسام میں منقسم ہے:

زھد کی پہلی قسم: زہد فضل ہے۔

زھد کی دوسری قسم: زہد سلامت ہے۔

زھد کی تیسری قسم: زہد قرض ہے۔

حلال میں محتاط رہنا زہد فضل ہے جبکہ مشتبہ چیزوں سے بچنا یہ زہد سلامت ہے۔

زھد میں دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: فرض یعنی معصیت سے بچنا۔

دوسری قسم: احتیاط یعنی مشتبہ اشیاء سے بچنا۔

غم بھی دو اقسام میں منقسم ہے:

پہلی قسم: مفید۔ یعنی آخرت کا غم۔

دوسری قسم: مضر۔ یعنی دُنیا اور اس کی زینت کا غم۔

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمر قندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خاص تقویٰ یہ ہے کہ اپنی آنکھوں کو حرام سے۔ زبان کو جھوٹ اور غیبت سے اور باقی تمام اعضاء کو حرام سے بچائے۔

جاننا چاہیئے کہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس شام سے زیتون کا تیل آیا جو مرتبان میں بند تھا آپ نے پیالے بھر بھر کے لوگوں میں تقسیم کرنے شروع کیے۔ آپ کے فرزند بھی پاس ہی بیٹھے تھے جو پیالے کو لگا ہوا تیل اپنے بالوں میں لگاتے تھے۔ آپ نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ تیرے بال مسلمانوں کے تیل کے بہت شوقین ہیں پھر فرزند کا ہاتھ پکڑا اور حجام کے پاس لے جا کر اس کے بال منڈوا دیئے اور فرمایا تیرے لیے یہی بہتر ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عمان جانے کے لیے کرایہ پر جانور لیا۔ سفر کے دوران چھانٹا گر گیا۔ آپ نے سواری سے اُتر کر جانور کو وہیں باندھا اور پیدل پیچھے جا کر چھانٹا اُٹھا لیا۔ عرض کیا گیا کہ آپ سواری کو ہی پیچھے موڑ لیتے اور چھانٹا اُٹھا لیتے۔ فرمایا میں نے یہ سواری کا جانور آگے جانے کے لیے کرایہ پر لیا ہے واپس لوٹنے کے لیے نہیں لیا۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد کا انکشاف

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لمبے کانوں والے پر سوار تھا۔ آپ نے مجھے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تمہیں علم ہے کہ بندوں پر اللہ عزّ وجل کا کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہٗ۔ فرمایا بندوں پر اللہ عزّ وجل کا کیا حق ہے کہا کہ وہ معبود برحق کی عبادت کریں اور کسی کو بھی اس کا شریک نہ ٹھہرائیں۔ پھر فرمایا کیا تمہیں علم ہے اللہ عزّ وجل پر بندوں کا کیا حق ہے۔ میں نے عرض کیا واللہ اعلم ورسولہٗ۔ فرمایا کہ وہ اپنے بندوں کو بہشت عطا فرمائے گا۔

باب :- ۶۴

حیاء کا اظہار

حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید الرسل امام السبل فخر موجودات احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار چیزیں انبیائے کرام ورسولانِ عظام علیہم السلام کی سنّت ہیں:

پہلی چیز: عطر لگانا۔

دوسری چیز: نکاح کرنا۔

تیسری چیز: مسواک کرنا۔

چوتھی چیز: حیاء داری۔

حضور نبی غیب دان علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے اقوال میں سے ایک معروف قول یہ بھی ہے کہ جب حیاء نہ رہے تو پھر جو چاہے کر۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"اللہ عزّوجل سے حیاء کیجئے جیسا کہ حیاء کرنے کا حق ہے۔"

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہم اللہ عزّوجل سے حیاء بھی کرتے ہیں اور اس کی حمد بھی کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ حیاء نہیں ہے بلکہ حیاء یہ ہے کہ سر کی اور اس کے تمام اعضاء کی۔ پیٹ کی اور اس کے تمام اعضاء کی حفاظت کرے۔ پھر موت اور اس کے بعد کے عمل کو یاد رکھے۔ اچھی آخرت کی آرزو رکھنے والے دُنیا کی زندگی کی زینت کو ترک کر دیتے ہیں جو ایسا عمل کرتا ہے گویا وہ اللہ عزّوجل سے حیاء کرنے والا ہے۔

حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:

"حیاء ایمان کا جُز ہے اور ایمان ہی جنت میں لے جاتا ہے اور بے حیائی ظلم کا حصہ ہے اور ظلم جہنم میں لے جاتا ہے۔"

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ مجھے تین دفعہ لقمۂ اجل ہو کر پھر زندہ ہونا یہ اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں کسی کی شرمگاہ کو دیکھوں یا کوئی میری شرمگاہ کو دیکھے۔

حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

"شرمگاہ دیکھنے اور دکھانے والے پر اللہ عزّ وجل کی لعنت ہے۔"

حضور سیّد الانبیاء حبیب خدا علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ:

"حمام میں بھی بغیر چادر کے جانا روا نہیں ہے۔"

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ حمام میں جانے کے لیے دو چادروں کا ہونا جزو لازم ہے۔ ایک چادر پردے کے لیے اور دوسری چادر باندھ کر نہانے کے لیے۔

حضرت عیسیٰ رُوح اللہ علیہ السلام نے بیان کیا کہ:

"بُری نگاہوں سے بچو یہ شہرت کا سبب بنتی ہیں اور دیکھنے والے کو فتنے میں ڈالنے کے لیے یہی کافی ہے۔"

فاسق کون؟

بیان کیا گیا ہے کہ کسی دانشور سے سوال کیا گیا کہ فاسق کون ہے؟ فرمایا فاسق وہ شخص ہے جو لوگوں کے دروازوں اور ان کے ستر سے اپنی نگاہوں کی حفاظت نہ کرے۔

حضرت عطاء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے شخص کے پاس سے گذرے جو غسل کر رہا تھا تو آپ نے فرمایا:

اے لوگو! بیشک اللہ عزّ وجل تبارک و تعالیٰ سبحانہٗ، حیا والا، حوصلے والا اور پردہ پوش ہے اور حیاء پردہ پوشی کو پسند کرتا ہے جب تم میں سے کوئی ایک بھی غسل کرے تو اسے اجتناب کرنا چاہیئے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سیّد عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ تو اپنے دروازے بند کرکے پردے گرا کر پھر لوگوں سے شرم کرتا ہے مگر اس قرآن سے نہیں شرماتا جو تیرے سینے میں ہے اور اس پروردگار عالم سے نہیں شرماتا جس سے کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں ہے۔

حضرت منصور بن عمار رضی اللہ عنہ کے حکیمانہ اقوال میں مندرج ہے کہ:

پہلی بات: جو اپنی نظر اپنے گناہوں پر رکھتا ہے وہ دوسروں کے عیوب پہ نظر نہیں رکھتا۔

دوسری بات: جس نے لباس تقویٰ کو اُتار دیا پھر اُسے کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں کر سکتی۔

تیسری بات: جو اللہ عزوجل کے عطائی رزق پر راضی ہو جاتا ہے وہ دوسروں کے بہت زیادہ مال کو دیکھ کر غمگین نہیں ہوتا۔

چوتھی بات: جو سرکشی کے لیے تلوار بلند کرتا ہے اس کا اپنا ہاتھ ہی کٹتا ہے۔

پانچویں بات: جو اپنے بھائی کے لیے کنواں کھودتا ہے وہ خود ہی اس میں جا گرتا ہے۔

چھٹی بات: جو دوسروں کے عیوب پر پردہ نہیں ڈالتا وہ خود بھی ننگا ہو جاتا ہے۔

ساتویں بات: جو اپنی ذلالتوں کو فراموش کر جاتا ہے وہ دوسروں کی ذلت بڑا جانتا ہے۔

آٹھویں بات: بڑے گناہوں کا مرتکب ہلاک ہو جاتا ہے۔

نویں بات: منکر ہلاکت کے کنویں میں گر جاتا ہے۔

دسویں بات: عقل پر انحصار کرنے والا ٹھوکر کھا جاتا ہے۔

گیارھویں بات: لوگوں پر اترانے والا ذلت کا منہ دیکھتا ہے۔

بارھویں بات: ایک ہی عمل میں مگن رہنا والا اُکتا جاتا ہے۔

تیرھویں بات: لوگوں کے سامنے فخر کرنے والا خرابی کا چہرہ تکتا ہے۔

چودھویں بات: نادانوں جیسی گفتگو کرنے والا گالیاں سُنتا ہے۔

پندرھویں بات: بُرے لوگوں کی صحبت اختیار کرنیوالا حقیر گردانا جاتا ہے۔

سولہویں بات: علماء کی مجلس میں بیٹھنے والا صاحب عظمت ہو جاتا ہے۔

سترھویں بات: بُری جگہوں پر جانے والے پر تہمت لگتی ہے۔

اٹھارھویں بات: جس نے دین کی قدر نہ کی وہ ہلاک ہوا۔

انیسویں بات، جو دوسروں کے مال پر نظر رکھتا ہے وہ محتاج ہو جاتا ہے۔

بیسویں بات: عافیت کا منتظر صابر ہونا چاہیئے۔

اکیسویں بات: نہ جانتے ہوئے قدم اُٹھانے والا بالآخر نادم ہوتا ہے۔

بائیسویں بات: اللہ عزّوجل سے زیادہ بوجھ اٹھانے والا عاجز رہ جاتا ہے۔

تئیسویں بات: کسی کام میں غیر تجربہ کار دھوکے میں آجاتا ہے۔

چوبیسویں بات: نوازئیدہ کو گرانے والا خود ہی گر جاتا ہے۔

پچیسویں بات: طاقت سے بڑھ کر بوجھ اٹھانے والا عاجز رہ جاتا ہے۔

چھبیسویں بات: جس نے اپنی موت کی معرفت حاصل کی وہ اُمیدیں کم کرتا ہے۔

ستائیسویں بات: جو بیوقوں کے راستے پر چلتا ہے وہ عدل کے راستے سے دُور ہو جاتا ہے۔

باب ۶۵

صحیح نیّت پر عمل کا اظہار

حضرت زید بن میسرہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ عزّوجل تبارک و تعالیٰ سبحانہ نے فرمایا کہ میں ہر دانا و دانشور کی بات کو قبول نہیں کرتا بلکہ اس کی فکر و غرض کو دیکھتا ہوں۔ اگر اس کی فکر صرف میری رضا و خوشنودی ہو تو میں اس کی خاموشی کو بھی فکر اور اس کی بات چیت کو ذکر بنا دیتا ہوں۔ چہ جائیکہ وہ صرف بات چیت ہی کیوں نہ کرتا ہو۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک شخص بات چیت کرتا ہے اور اس کی بات چیت پر لوگ ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن اس کی نیت خیر ہوتی ہے تو اللہ عزّوجل تبارک و تعالیٰ اس کی طرف سے لوگوں کے دلوں میں عذر ڈال دیتے ہیں حتیٰ کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کی بات میں بھلائی ہے اور دوسرا وہ شخص ہے جو باتیں خوب تر کرتا ہے مگر اس کی نیت میں بھلائی نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں یہ ڈال دیتا ہے اس کی باتیں بھلائی سے خالی ہیں۔

حضرت عون بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ خیر کی باتیں کرنے والے ایک دوسرے کی طرف تین باتیں ضرور لکھتے ہیں:۔

پہلی بات: جو شخص اپنی عقبیٰ کے لیے کام کرتا ہے تو اللہ عزّوجل اس کے دنیا کے کاموں کو پورا کرتا ہے۔

دوسری بات: جو شخص اپنے باطن کی طرف نظر کرتا ہے تو اللہ عزوجل اس کے ظاہر کی طرف نظر کرتا ہے۔

تیسری بات: جو شخص اپنے اور اپنے پروردگار کے مابین معاملات کی اصلاح کرتا ہے تو

جب قضائے حاجت کے لیے تشریف لے جاتے تو تب تک کپڑا نہ اُٹھاتے جب تک زمین کے قریب نہ بیٹھ جاتے۔

اقسام حیاء

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حیاء دو اقسام میں منقسم ہے:

پہلی قسم: لوگوں کا باہم حیاء کرنا۔

دوسری قسم: لوگوں کا اللہ عزّوجل سے حیاء کرنا۔

لوگوں کا باہم حیاء کرنا یہ ہے کہ ان چیزوں کے سامنے اپنی آنکھوں کو جھکا لے جن کا دیکھنا روا نہیں ہے اور اللہ عزّوجل سے حیاء یہ ہے کہ بندہ اللہ عزّوجل کے انعامات کو پہچانے اور اس کی معصیت میں حیاء کرے۔

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضور سید عالم نور مجسم فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو روتا ہوا دیکھ کر سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا جبرئیل نے مجھے اطلاع دی ہے کہ اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ ایسے شخص کو عذاب دینے سے حیا کرتا ہے جس نے مشرف بہ اسلام ہو کر بڑھاپا اختیار کیا ہو مگر ضعیف مسلمان کو بارگاہ خداوندی سے شرم نہیں آتی۔

یاد رہے کہ بہز بن حکیم کے دادا نے حضور سید الرسل امام السبل صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم اپنے ستر کو کس کس سے پوشیدہ کریں۔ آپ نے فرمایا ماسوا اپنی بیوی اور مملوکہ لونڈی کے کسی پر ستر ظاہر نہیں کرنا چاہیئے۔ عرض کیا اگر ہم اکیلے ہوں تو پھر فرمایا درحقیقت اللہ عزّوجل سے حیاء کرنی چاہیئے۔

بیان کیا گیا ہے کہ کسی بزرگ نے اپنے فرزند سے کہا کہ جب تیرا دل گناہ کی ترغیب دے تو تو اپنی آنکھوں سے آسمان کی طرف دیکھنا اور آسمان والے سے شرم کرنا، اور اگر تو ایسا نہ کر سکے تو پھر زمین کی طرف دیکھنا اور اہل زمین سے شرم کرنا اگر زمین و آسمان والوں سے تجھے شرم نہیں آتی تو پھر تو اپنے آپ کو جانوروں میں شمار کرنا۔

اللہ عزوجل لوگوں سے اس کے معاملات کی اصلاح کرتا ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ آیۂ کریمہ:۔

قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ کہہ دیجئے ہر شخص کا عمل اس کی نیت پر ہے۔

کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ شاکلہ سے مراد نیت ہے۔ اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ عمل کی صحت کا انحصار نیت پر ہے۔

حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

"مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔"

علماء کا بیان ہے کہ نیّت خیر کی ہو اگرچہ عمل نہیں ہو سکا مگر ثواب پھر بھی ملتا ہے لیکن بغیر نیّت کے عمل خیر پر ثواب نہیں ملتا۔ بعض علماء کا قول ہے کہ:۔

"مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے اگرچہ نیت میں طول ہو اور عمل مختصر ہو اس لیے کہ وہ نیت کرتا ہے کہ ساری زندگی کار خیر کروں گا مگر کار خیر نہ کر سکا تو اسے نیت کا ثواب ملے گا۔

پھر بعض علماء کا قول ہے کہ:۔

"نیت دل کا عمل ہے اور دل معرفت کا خزانہ ہے اور جو بات معرفت کا خزانہ یعنی دل سے ہو وہ باقی سب سے افضل ہے۔"

حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محشر کے روز ایک شخص پہاڑوں جیسی نیکیوں کے ساتھ بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہو گا پھر ایک منادی ندا کرے گا کہ فلاں شخص کے پاس کسی کا حق ہو تو وہ آ کر لے لے۔ پھر لوگ آئیں گے اور اپنے حق کے عوض اس کی نیکیاں لے لیں گے حتیٰ کہ اس کے پاس کوئی نیکی نہیں رہے گی تو وہ شخص حیران و پریشان کھڑا ہو گا تب اللہ عزوجل اس سے فرمائے گا کہ میرے پاس تیرا ایک خزانہ ہے جس پر میں نے نہ تو ملائکہ کو خبر دی ہے اور مخلوق میں سے کسی کو علم ہے۔ وہ شخص کہے گا الٰہی وہ کیسا خزانہ ہے۔ اللہ عزوجل فرمائے گا تیری نیت جو تو نے نیکی کے لیے کی تھی میں نے اس کو تیرے لیے ستر گناہ تحریر کر دیا ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے عابدین میں سے ایک عابد ریت کے ٹیلے پر سے گزرا تو اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اگر یہ ٹیلا آٹے کا ہو جائے تو میں بھوکے اسرائیلیوں کو شکم سیر ہو کر کھلاتا تب اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ نے اپنے پیغمبر پر وحی بھیجی کہ اس عابد سے کہیئے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میں نے تیرے لیے اسی قدر ثواب لکھا ہے کہ ٹیلے کے برابر آٹا صدقہ کرنے میں تو ثواب پاتا۔

بیان کیا گیا ہے کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محشر کے روز ایک شخص کو اس کا اعمال نامہ جس میں حج۔ عمرہ۔ جہاد۔ زکوٰۃ۔ صدقات وغیرہ ہوں گے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا مگر وہ شخص دل سے کہے گا کہ یہ عمل تو میں نے کیے ہی نہیں ہیں لہٰذا یہ میرا اعمال نامہ ہی نہیں ہے۔ اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ سبحانہ فرمائے گا۔ یہ تمہارا اعمال نامہ ہے اسے پڑھیئے۔ تو نے تمام عمر یہ خیال کیا کہ اگر میں مالدار ہوتا تو حج کرتا جہاد کرتا۔ اور ہم نے یہ کہ تیری نیت میں خلوص ہے اس لئے تجھے ان تمام باتوں کا ثواب عنایت فرمایا گیا ہے۔

الحاصل کلام

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ نیت کا خلوص اس وقت واضح ہوتا ہے جب اپنے پاس موجود تھوڑی سی چیز بھی خرچ کرنے میں بخل نہ کرے۔ یعنی اگر کسی حاجی کو سفر خرچ ختم ہونے پر لوٹتے دیکھ کر دل میں کہے کہ میں بھی مال رکھتا ہوتا تو میں بھی خرچ کرتا۔ لیکن مجھ میں طاقت نہیں سوائے ان دو درہموں کے اور وہ دونوں درہم اس حاجی کو دے دے یا کسی غازی کو جنگ کا سامان نہ ہونے کی وجہ سے لوٹتے دیکھا تو کہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی جہاد کرتا مگر میں تو صرف دو درہم رکھتا ہوں اور وہ دونوں درہم غازی کو دے دیتا ہے اور کسی محتاج و مساکین کو دے دیتا ہے۔ اور جب وہ اس قلیل سے مال کو خرچ کرنے میں بخل کر رہا ہے تو پروردگار عالم جانتا

ہے کہ اگر بہت سا مال رکھتا ہوتا پھر وہ بھی بخیل ہی ہوتا تو وہ اس نیت کا ثواب نہیں پائے گا۔

اسی طرح وہ شخص جو کہتا ہے کہ اگر میں حافظِ قرآن ہوتا تو شب و روز اسے پڑھتا پھر اگر وہ اس سورت کو جو اسے یاد ہے پڑھتا ہے۔ تو اللہ عزوجل جانتا ہے۔ اگر باقی قرآن بھی اسے یاد ہوتا تو ضرور پڑھتا۔ تب اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ اسے پورا قرآن حفظ کرنے کا ثواب عطا فرماتا ہے اگر وہ ایک سورت بھی نہیں پڑھتا تو اللہ عزوجل جانتا ہے کہ یہ نیت میں خلوص نہیں رکھتا۔

حضرت سہل بن سعد ساعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ :۔

"مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے اور منافق کا عمل اس کی نیت سے بہتر ہے اور ہر عمل کا انحصار نیت پر ہے"

حضرت محمد بن علی رضی اللہ عنہما نے بیان کیا حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص صرف کسی سے اللہ عزوجل کے لیے محبت رکھتا ہے یعنی اس کی کوئی انصاف والی بات دیکھی مگر وہ شخص عند اللہ دوزخی ہے۔ لیکن اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ اسے اس کی محبت کا اجر عطا فرمائے گا۔ جیسا کہ اگر یہ کسی جنتی سے محبت کرتا تو ثواب پاتا۔ اور جو شخص کسی ظلم کو دیکھ کر اس سے صرف اللہ عزوجل کے لیے دشمنی کرتا ہے مگر وہ شخص عند اللہ بہشتی تھا لیکن اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ اس سے دشمنی پر بھی اجر عطا فرمائے گا جیسا کہ یہ کسی جہنمی سے دشمن کے اجر کا حقدار ہوتا۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ وسلم سے ایک دفعہ اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ نے دریافت کیا کہ اے موسیٰ تو نے میرے لیے بھی کوئی عمل کیا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا۔ اے میرے پروردگار میں نے تیرے لیے نماز پڑھی ہے، تیرے لیے روزہ رکھا ہے، تیرے لیے صدقہ کیا ہے اور تیرا ذکر کیا ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا نماز تیرے لیے حجت ہے۔ روزہ تیرے لیے ڈھال ہے۔ صدقہ تیرے لیے سایہ ہے اور ذکر تیرے لیے نور ہے۔ پھر تو نے میرے لیے

کونسا عمل کیا ہے ۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے عرض کیا اے الٰہ العالمین پھر ارشاد فرمایئے کہ کونسا عمل تیرے لیے ہوگا ؟ اللہ عزوجل نے فرمایا اے موسیٰ میرے کسی دوست کو اپنا دوست بنایا ہے ۔ یا میرے کسی دشمن کو اپنا دشمن سمجھا ہے پس حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے جان لیا کہ اللہ عزوجل کے لیے دوستی اور اسی کے لیے دشمنی ہی سب سے افضل عمل ہے ۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :۔

"اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ نہ ہی تمھارے مالوں کو دیکھتا ہے ۔ نہ تمھاری صورتوں کو دیکھتا ہے ۔ نہ تمھارے احوال کو دیکھتا ہے ۔ اور نہ ہی تمھارے اعمال کو دیکھتا ہے بلکہ تمھارے دلوں کو دیکھتا ہے "۔

حضرت اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضور پُرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :۔

"جس شخص نے اللہ عزوجل کو راضی کرنے کے لیے مخلوق کو ناراض کیا تو اس سے اللہ عزوجل بھی راضی ہوتا ہے اور اللہ کی مخلوق بھی راضی ہوتی ہے "۔

نیز فرمایا کہ :۔

"جس شخص نے مخلوق کو راضی رکھنے کے لیے اللہ عزوجل کو ناراض کیا تو اس سے پروردگار عالم بھی ناراض ہوتا ہے اور اس کی مخلوق بھی ناراض ہوتی ہے "

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر جہاد کے لیے سواری طلب کی تو آپ نے فرمایا فلاں شخص کے پاس جاؤ وہ تمھیں سواری دے گا ۔ پس وہ شخص اس شخص کے پاس گیا تو اس نے اُونٹ سواری کے لیے دے دیا ۔ پھر وہ شخص بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر آپ کو خبر دی ۔ آپ نے

فرمایا جو شخص خیر کی نشاندہی کرتا ہے اس کے لیے بھی ویسا ہی اَجر ہے جیسا کہ نیکی کرنے والے کے لیے ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ خیر کی نشاندہی کرنے والا بھی نیکی کا عمل کرنے والے کی مانند ہے۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ پاک میں ایک سائل آیا اور سوال کیا تو سب لوگوں نے سکوت اختیار کیا۔ پھر اس شخص نے اسے کچھ دیا تب حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے بھلائی کی بنیاد ڈالی اور دوسرے لوگوں نے اس کی پیروی کی تو اسے اپنے عمل کا اور دوسرے کے عمل کا بھی اَجر و ثواب ملتا ہے۔ اور یہ کہ پیروکاروں کے ثواب میں کوئی کمی رونما ہو گی۔ اور جس شخص نے بُرائی کی بنیاد ڈالی اور دیگر لوگ اس پر چلے تو اسے اپنی بُرائی کا بھی اور ان پیروکاروں کے بُرے فعل کا بھی گناہ ملے گا۔ اور یہ کہ اس کے پیروکاروں کے وبال میں کوئی کمی رونما نہ ہو گی۔

حضرت تمیم داری نے بیان کیا کہ حضور سیّد عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص پانچ چیزوں کے ساتھ محشر کے روز حاضر ہو گا اسے جنت میں داخل ہونے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی:۔

پہلی چیز:۔ اخلاص باللہ۔

دوسری چیز:۔ اخلاص فی الرسول۔

تیسری چیز:۔ اخلاص فی القرآن۔

چوتھی چیز:۔ اخلاص فی الامراء و مسلمین۔

پانچویں چیز:۔ اخلاص فی العوام۔

اخلاص کی اہمیت و افادیت

حضور نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اخلاص ہی دین ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کس کے ساتھ؟ فرمایا اللہ عز و جل اس کے محبوب رسول۔ اس کی کتاب اور سب اہل اسلام کے ساتھ۔

اخلاص باللہ کیا ہے؟

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اخلاص باللہ یہ ہے کہ تو اللہ عزوجل پر کامل ایمان رکھے اور لوگوں کو بھی اس کی طرف دعوت دے اور تیری یہ تمنا ہونی چاہیئے کہ تمام مسلمان مومن ہیں۔

اخلاص فی الرسول کیا ہے؟

اخلاص فی الرسول یہ ہے کہ جو کچھ آپ اللہ کی جانب سے لاتے ہیں تو اس کی تصدیق کرے۔ اور آپ کی سنت پر عمل کرے۔ اور تمام لوگوں سے بھی اسی طرح تمنا کرے۔

اخلاص فی القرآن کیا ہے؟

اخلاص فی القرآن یہ ہے کہ تو اسے پڑھے اور اس کے احکام پر عمل پیرا ہو اور یہ تمنا کرے کہ لوگ بھی اسے پڑھیں اور اس پر عمل کریں۔

اخلاص فی الاُمراء و مسلمین کیا ہے؟

اخلاص فی الاُمراء مسلمین یہ ہے کہ تو ان کے احکامات کی اطاعت بجالائے اور ان کی منہیات سے رُک جائے۔ اور لوگوں کو بھی اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ترغیب دے مگر تلوار کے ساتھ بغاوت نہ کر۔ اور مسلمانوں کے ساتھ بھلائی یہ ہے کہ ان کے لیے بھی وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے اور جو اپنے لیے ناپسند کرتا ہے وہ ان کے لیے بھی ناپسند کرے۔ اور تمنا کرے کہ تمام اہل اسلام کے دلوں میں اُنس پیدا ہو جائے۔

الحاصل کلام

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ بہت سے لوگ سوئے

رہتے ہیں مگر وہ ثواب شب بیداری میں نماز پڑھنے کا پاتے ہیں اور بہت سے لوگ شب بھر جاگ کر نماز پڑھتے ہیں مگر یہ سونے والوں میں شمار ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ایک شخص کی عادت ہے کہ وہ صبح کے وقت اُٹھتا ہے وضو کر کے طلوعِ فجر تک پڑھتا ہے مگر دوسرا شخص نماز پڑھنے کے ارادہ سے سو گیا مگر نیند نے غلبہ کیا اور طلوعِ آفتاب تک سویا رہا۔ پھر جاگا تو اس پر غمزدہ ہوا اور اِنّا للہ وانّا الیہ پڑھا۔ تو وہ بھی نماز پڑھنے والوں میں شمار ہوگا۔ اور اسے تمام رات نماز پڑھنے والوں کا اجر و ثواب ملے گا۔ اور ایک شخص جو رات کو اُٹھ کر نماز نہیں پڑھتا تھا مگر آنکھ کھلی اور اس نے خیال کیا کہ صبح ہو گئی ہے وہ اُٹھا اور وضو کر کے مسجد میں گیا۔ پھر پتہ چلا کہ صبح نہیں ہوئی۔ پس وہ صبح کا منتظر تھا مگر دل میں خیال کرنے لگا کہ اگر میں جانتا ہوتا کہ ابھی صبح طلوع نہیں ہوئی تو میں اپنا بستر خالی نہ کرتا۔ تو ایسا شخص بھی سونے والوں میں شمار ہوگا حالانکہ وہ بیداری کے عالم میں تھا۔

باب ۶۶

خودپسندی کا اظہار

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ نجات کا حصول دو باتوں میں ہے۔

پہلی بات:۔ تقویٰ (پرہیزگاری)

دوسری بات:۔ نیّت (ارادہ)

نیز فرمایا کہ ہلاکت و بربادی بھی دو باتوں میں ہے:۔

پہلی بات:۔ مایوسی (ناامیدی)

دوسری بات:۔ خودپسندی (بڑائی)

حضرت وہب ابن منبہ نے بیان کیا کہ تم میں سے پہلے ایک شخص نے اللہ عزّوجل کی ستّر سال عبادت کی اور ہفتہ کے ہفتہ ہی روزہ افطار کرتا تھا اس نے اللہ عزّوجل سے ایک حاجت کے لیے سوال کیا مگر اسے کچھ نہ ملا تو اس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر میرے پاس کوئی نیکی ہوتی تو میری حاجت برآتی۔ بس یہ میری نحوست ہے۔ تب فوراً ملائکہ کا نزول ہوا اور کہا اے بنی آدم تیری وہ ساعت ہے جس میں تو نے خود کو حقیر و کمتر جانا یہی گھڑی تیری پہلی عبادات سے بہتر ہے۔

حضرت شعبی نے بیان کیا ایک شخص ایسا تھا جب وہ چلتا تھا تو اس پر بادل سایہ کرتا تھا۔ ایک اور شخص نے اس سے کہا کہ میں اس سایہ کے نیچے چلوں گا۔ تو پہلے شخص کے دل میں خودپسندی ہو پیدا ہوئی کہ اس جیسا شخص بھی میرے سایہ میں چلے گا۔ چلتے چلتے جب دونوں کی راہیں علیحدہ ہوئیں تو سایہ دوسرے شخص کے ساتھ چلا گیا۔

خالص توبہ کا انکشاف

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ تیری خالص توبہ یہ ہے کہ تو اپنے گناہوں کو پہچانے۔ اور تیرا خالص عمل یہ ہے کہ تو اپنے گناہ کو پہچانے۔ اور تیرا خالص عمل یہ ہے کہ تو خود پسندی کو جھٹک دے۔ اور تیرا خالص شکر یہ ہے کہ تو اپنی کوتاہیوں کو پہچانے۔

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مذکور ہے کہ خطبہ کے دوران اگر خود پسندی کا شائبہ ہوتا تو آپ خطبہ روک لیتے۔ ایسے ہی تحریر کرتے وقت بڑائی کا شائبہ ہوتا تو وہ تحریر پھاڑ دیتے اور کہتے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ۔ اے اللہ میں اپنے نفس کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

حضرت مطرف بن عبداللہ نے بیان کیا کہ شب بھر سو کر شرمندگی کے عالم میں صبح اُٹھنا یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ شب بھر قیام کروں اور خود پسندی میں صبح کروں۔

حضرت اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے سوال کیا کہ میں کب جانوں کہ میں نے کوئی اچھا کام کیا ہے؟ فرمایا جب یہ جان لے کہ تو بُرا ہے۔ عرض کیا میں اپنی برائی کیسے جانوں؟ فرمایا جب تجھے معلوم ہو جائے تو نے اچھا کام کیا ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ ایک بنی اسرائیلی جوان دنیا کو ترک کر کے اور لوگوں سے کنارہ کش ہو کر ایک نواحی علاقے میں عبادت میں مشغول ہو گیا تو اس کی قوم کے دو بزرگ افراد اس کے پاس آئے تاکہ وہ اسے اس کے گھر لے جائیں۔ ان دونوں نے اس نوجوان سے کہا کہ تو نے ایک بہت ہی مشکل کام شروع کیا ہے مگر تو اس پر صابر نہیں ہو سکے گا۔ نوجوان کہنے لگا کہ اللہ عزوجل کے روبرو دوسرے لوگوں کا قیام تو میرے قیام سے بھی بہت سخت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اچھا تم اپنے قریبیوں میں رہ کر عبادت کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا۔ نوجوان نے جواب دیا کہ میرا پروردگار جب مجھ سے ناراض ہو جائے گا تو وہ میرے قریبیوں کو

بھی مجھ سے راضی کر دے گا۔ انہوں نے کہا تو نوجوان ہے اس لیے تو علم نہیں رکھتا جبکہ ہم ہر کام سے واقف ہیں اور ہمیں خوف ہے کہ تو خود پسندی میں نہ پھنس جائے۔ نوجوان کہنے لگا میں اپنے نفس کو اچھی طرح جانتا ہوں اسے خود پسندی کوئی بھی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ پھر ان میں سے ایک نے دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اٹھیے چلیے اس نے تو بہشت کی خوشبو پالی ہے اس لیے یہ ہماری بات پر کان نہیں دھرے گا۔

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السّلام ایک سال تک دریا کے کنارے اپنے پروردگار کی عبادت میں مصروف رہے۔ جب سال مکمل ہو گیا تو اللہ رب العالمین مجدہ الکریم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے الٰہ العالمین میری کمر جھک گئی ہے۔ آنکھیں پتھرا گئی ہیں۔ آنسو جاری ہیں مگر مجھے علم نہیں کہ میرے لیے کیا حکم دیا گیا ہے۔ پس اللہ رب العزّت تبارک و تعالیٰ عزّ وجل نے ایک مینڈک سے فرمایا کہ میرے بندے داؤد کو میری جانب سے جواب دیجئے مینڈک نے کہا یا نبی اللہ ایک سال کی عبادت پر اللہ عزّ وجل تبارک و تعالیٰ سے ایسی امیدیں! مجھے اس ذاتِ برحق کی قسم ہے جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے۔ میں تو اس دریا کے کنارے ساٹھ سال سے اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم کی حمد و ثناء کر رہا ہوں اس کے باوجود میں اپنے پروردگار کے خوف سے لرزتا ہوں۔ یہ سنتے ہی حضرت داؤد علیہ السّلام پر گریہ طاری ہو گیا۔ بعض کا قول ہے کہ قبطی کے قتل کے بعد یہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو بھی پیش آیا تھا۔

الحاصل کلام بر کلماتِ منیفہ

حضرت فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ چار چیزوں سے ہی خود پسندی کا قلع قمع کیا جا سکتا ہے:

پہلی چیز:۔ یہ یقین ہو جانا چاہیئے کہ اسے عمل کی توفیق صرف اللہ عزّ وجل کی عنایت کردہ ہے تو وہ خود پسندی کی بجائے شکر میں مشغول ہو جائے گا۔

دوسری چیز:۔ ہر نعمت کو اللہ عزّ وجل کی عطا سمجھے پھر وہ شکر میں مشغول ہو گا اور اس کے عمل میں استقبال ہو گا اور خود پسندی رونما نہیں ہو گی۔

تیسری چیز :۔ وہ خائف رہے کہ کہیں اس کا عمل نامقبول تو نہیں ہوگا اس طرح اس کے دل میں خودپسندی ہویدا نہیں ہوگی۔

چوتھی چیز :۔ اپنے گناہوں کو نگاہ رکھے کہ کہیں وہ نیکیوں پر غالب نہ آجائیں اس طرح بھی خودپسندی ہویدا نہیں ہوگی۔ پھر وہ شخص اپنے عمل پر کس طرح اترا سکتا ہے۔ جو جانتا ہی نہیں کہ روزِ محشر اس کے نامۂ اعمال سے کیا نکلے گا۔ درحقیقت خوشی کا اظہار تو نامۂ اعمال پڑھنے کے بعد ہی ہوسکتا ہے۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں اکثر طور پر ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل :۔

هَاؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ آئیے یہ اعمال نامہ پڑھیے۔

سنتا تھا مگر اس سے واقف تھا کہ یہ بات کس کے لیے کہی گئی ہے یہاں تک کہ حضرت سیدنا کعب رضی اللہ عنہ ہماری موجودگی میں حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے تو انہوں نے ان سے کتاب اللہ جیسی کوئی بات سنانے کے لیے کہا تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ روزِ محشر اللہ عزوجل تمام مخلوق کو ایک وسیع میدان میں کھڑا کرے گا۔ پھر ایک منادی ندا کرے گا تو سب کی آنکھیں اسی طرف ہوں گی۔ پھر ہر قوم کو اس کے امام کے ساتھ بلایا جائے گا چنانچہ ہادی کو اس کی پیروی کرنے والوں سے پہلے ندا کی جائے گی تو اسے اس کے سیدھے ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا مگر اس کی خطاؤں کو پوشیدہ رکھا جائے گا اور وہ اسے کہیں گے کہ فلاں کو اس کے بہتر نتیجے کی خوشخبری ہو۔ پھر وہ اپنے دل میں اپنی برائیوں کو پڑھ کر کہے گا کہ میں تو برباد ہوگیا مگر بالآخر وہ لکھا ہوا پائے گا بیشک میں نے تیری مغفرت فرمادی۔ پھر اسے نورانی تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی پھیل رہی ہوگی۔ پھر اسے کہا جائے گا کہ اپنے رفقاء کے پاس جاؤ اور انہیں بھی خوشخبری دو کہ ان کے ساتھ بھی تمہارے جیسا سلوک کیا جائے گا۔ جب وہ لوٹے گا تو قیامت والوں میں سے ہر ایک اسے دیکھ کر یہ کہے گا الٰہی یہ ہماری جانب بھیج۔ لیکن وہ اپنے رفقاء کے پاس جاکر کہے گا کہ یہ میرا اعمال نامہ پڑھیے بیشک پروردگار عالم نے میری بخشش فرمادی ہے

اور تمھیں بھی بشارت ہو کہ تمھارے ساتھ بھی میرے جیسا سلوک کیا جائے گا۔

پھر گمراہ کردہ امام کو بلا کو اس کا اعمال نامہ اسے دیا جائے گا وہ دائیں ہاتھ سے لینا پسند کرے گا مگر اس کے ہاتھ کو جھٹک دیا جائے گا اور اس کے گلے میں طوق کی طرح ڈال دیا جائے گا جسے وہ بائیں ہاتھ سے پکڑے گا مگر بایاں ہاتھ مروڑ کر پیٹھ کے پیچھے کر دیا جائے گا۔ پھر گردن نیچے کر کے دل میں اپنی نیکیوں پر نظر دوڑائے گا تاکہ وہ یہ نہ کہے میرے گناہ تو لکھے ہوتے ہیں مگر نیکیاں نہیں لکھی گئیں۔ تب اس سے کہا جائے گا تجھے تیرے اس عمل کی جزا مل گئی ہے اس طرح تیری نیکیوں کا حساب برابر ہو گیا۔ پھر اس کی برائیوں کو لوگوں پر ظاہر کر دیا جائے گا وہ اسے پڑھ کر کہیں گے کہ اس کے بُرے نتیجے پر افسوس ہے۔ جب وہ اپنے اعمال نامہ کو پڑھ لے گا تو آخر میں لکھا ہو گا۔ تجھ پر عذاب واجب ہو گیا ہے۔ پھر اندھیری رات کے بعض حصوں کی طرح اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا اور اسے آگ سے بنا ہوا تاج پہنایا جائے گا۔ جس سے دھواں پھیل رہا ہو گا۔ پھر اسے اپنے ساتھیوں کے پاس جا کر یہ کہنے کے لیے کہا جائے گا کہ تمھارے ساتھ میرے جیسا ہی سلوک کیا جائے گا۔ جب وہ لوٹے گا قیامت والوں میں سے ہر ایک اسے دیکھ کر کہے گا الہٰی یہ ہماری جانب نہ آئے یا اسے ہماری جانب نہ بھیج، وہ جس گروہ کے پاس سے گزرے گا تو وہ اس پر لعنت کریں گے۔ جب وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آئے گا تو وہ انھیں بھی کرتے ہوئے پائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے :۔

ثُمَّ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَکْفُرُ بَعْضُکُمْ بِبَعْضٍ وَّیَلْعَنُ بَعْضُکُمْ بَعْضًا۔ — پھر محشر کے روز تم میں سے ایک دوسرے کا انکار کرے اور ایک دوسرے پر لعنت کرے گا۔

تو یہ ہادی ان سے کہے گا مبارک ہو تمھارے ساتھ بھی میرے ہی جیسا سلوک ہونے والا ہے۔

حضرت مجاہد نے بیان کیا حضرت سعید بن عاص نے چند ایسے اشخاص حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجے جو وہاں اس کے مدح خواں تھے۔ چنانچہ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے اُٹھ کر ان کے منہ پر مٹی ڈالتے ہوئے کہا کہ میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سنا ہے کہ :۔

"مدح خوانوں کے منہ پر خاک پھینکو۔"

باب ۶۷

فضیلت حج کا اظہار

حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں تھے کہ یمن کی ایک جماعت نے حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر درخواست کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہمارے والدین آپ پر قربان جائیں حج کے فضائل سے آگہی فرمائیے۔ آپ نے فرمایا ہاں! وہ شخص جو حج یا عمرہ کے لیے اپنے گھر سے نکلتا ہے تو اس کے ایک ایک قدم پر اس کے گناہ یوں جھڑتے ہیں جیسے درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔ جب وہ مدینہ طیبہ شریف پہنچ کر مجھ سے سلام و مصافحہ کرتا ہے تو فرشتے بھی اسی سے مصافحہ و سلام کرتے ہیں، جب دار الخلیفہ جاکر غسل کرتا ہے تو اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ سبحانہ، اسے گناہوں سے منزہ فرما دیتا ہے اور پھر جب وہ احرام پہنتا ہے تو اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ بھی اس کی نیکیوں کو سنوار دیتے ہیں اور جب وہ کہتا ہے لَبَّیْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ تو اللہ عزوجل جواب میں فرماتا ہے لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ میں تیری بات سنتا ہوں اور تجھ پر ہی نظر کرم ہے۔ اور جب مکہ مکرمہ شریف پہنچ کر وہ طواف و سعی کرتا ہے تو اللہ عزوجل اسے تمام بھلائیوں سے نواز دیتا ہے۔ جب عرفات میں ٹھہرتے ہیں اور گریہ کرکے پکارتے ہیں تو اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ ساتوں آسمانوں کے فرشتوں کو نہایت مسرت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتا ہے اے آسمانوں کے مکینوں فرشتو! میرے اس بندے کی جانب دیکھئے کہ کس قدر کٹھن منزلیں طے کرکے غبار آلود چہروں کے ساتھ مال خرچ کرکے اور اپنے اجسام میں مشقت میں ڈال کر حاضر ہوئے ہیں۔ مجھے اپنے جلال و اکرام اور عزت دنا دس کی قسم میں ان کے گنہگاروں کو ان صالحین کے صدقہ میں مغفرت فرما دوں گا۔ اور میں انہیں برائیوں سے ایسے پاک کردوں گا جس طرح کہ انہوں نے

آج ہی جنم لیا ہے۔ جب وہ شیطان کو کنکریاں مار کر سر منڈواتے تھے اور میرے گھر کا طواف اور زیارت کرتے ہیں تو عرش کے درمیان سے ایک منادی ندا کرتا ہے کہ تمھاری مغفرت کی گئی ہے جائیے اور عمل میں لگ جائیے۔

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں حضور خواجہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا اور عرض کیا یا رسول صلی اللہ علیک وسلم فداک ابی وامی خانہ کعبہ کی حقیقت سے آگاہی فرمائیے۔ آپ نے فرمایا اے علی! اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ سبحانہ، نے اس گھر کو میری اُمت کے گناہوں کے لیے کفارہ کے طور پہ بنایا ہے۔ پھر حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ یہ بہشتی پتھر ہے جب اللہ عزوجل نے اسے دنیا میں اُتارا تو یہ آفتاب کی مانند روشن و تاباں تھا مگر مشرکین کے بکثرت ہاتھ لگانے سے اس کا رنگ تبدیل ہو کر سیاہ ترین ہو گیا ہے۔

حضرت عباس بن مرداس نے بیان کیا کہ عرفہ کی شام حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لیے مغفرت و رحمت کی کمال درجہ دعا مانگی تو جواب میں فرمایا گیا کہ ماسوا اس ظلم کے جو باہم کیے ہیں باقی سب خطاؤں کو درگزر کیا گیا ہے۔ پھر آپ نے عرض کی اے الٰہ العالمین تو اس بات پر قدرت رکھتا ہے کہ ظالم کی طرف سے مظلوم کو بہترین ثواب سے نوازے مگر اس شام کو کوئی جواب نہ ملا۔ پھر دوسرے روز صبح مزدلفہ کے مقام پر حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے یہی دعا پھر مانگی تو رب تعالیٰ عزوجل نے جواب میں فرمایا کہ میں نے ان سب کی مغفرت کر دی ہے تب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تبسم فرمایا تو صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس گھڑی میں آپ نے پہلے تو کبھی بھی تبسم نہیں فرمایا تھا۔ فرمایا میں نے اس لیے تبسم کیا ہے کہ اللہ کے دشمن شیطان کو جب پتہ چلا کہ اللہ عزوجل نے میری اُمت کے لیے میری دعا کو شرفِ قبولیت بخشتا ہے تو وہ چیخ و پکار کرنے لگا اور اپنے سر پر خاک ڈالنے لگا۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص بیت اللہ شریف آتا ہے اور ماسوا طواف کے اس کا کوئی دوسرا مقصد نہیں ہوتا تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے

جیسا کہ اسے آج ہی ماں نے جنا ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ حضور سیّد عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرفہ کے روز کے علاوہ شیطان کو اس قدر کمزور۔ حقیر اور غصے میں کبھی نہیں دیکھا وہ اس لیے کہ اس دن سے پہلے اس نے رحمتِ خداوندی کا نزول اور بڑے گناہوں کی مغفرت کا منظر نہیں دیکھا تھا۔ پھر ایسا ہی ابلیس کا حال بدر کے دن بھی ہوا تھا۔

حضرت سیّدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ عزّ اسمہٗ نے بذریعہ وحی حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو بیت اللہ شریف کی فضیلت سے آگہی بخشی تو حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے بارگاہ ِ ابوہیت میں عرض کیا اے الہ العالمین حج کی کیا فضیلت ہے؟ فرمایا یہ میرا وہ گھر ہے جسے میں نے تمام گھروں سے زیادہ پسند فرمایا ہے۔ میرے اس حرم کی تعمیر میرے اس دوست ابراہیم نے کی ہے۔ دنیا کے گوشے گوشے سے لوگ یہاں آتے ہیں۔ جس طرح وفادار غلام اپنے آقا کو پکارتا ہے اسی طرح مجھے پکارتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا الٰہی انہیں کس قدر ثواب ملے گا۔ فرمایا ان کی مغفرت فرما دوں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے الہ العالمین ان میں کچھ لوگ ایسے بھی تو ہوں گے جن کے نہ مال پاکیزہ ہوں گے اور نہ ہی دل پاک ہوں گے فرمایا میں گنہگاروں کو نیکوں کے صدقہ میں مغفور کر دوں گا۔

حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خلافت کے پہلے ایام میں، ہم نے ان کے ساتھ حج کیا۔ آپ نے مسجد حرام میں حجر اسود کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا کہ:۔

"تو صرف ایک پتھر ہے تو نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی نفع پہنچا سکتا ہے۔ اگر میں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔"

حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المومنین ایسا نہ کہیے اس لیے کہ یہ پتھر نفع اور نقصان پہنچاتا ہے مگر بحکم الٰہی سے۔ چونکہ آپ قرآن مجید اور اس کے معارف سے

آگاہ ہیں اس لیے میں نے یہ ہمت کی ہے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے علی ایسا واقعہ قرآن میں کہاں ہے حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ نے آیۂ کریمہ تلاوت کی:-

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى۔

اور جب آپ کے پروردگار نے بنی آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو پیدا کیا اور ان کو انہی پر شاہد بنایا کہ کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں تو سب نے کہا ہاں!

جب انہوں نے ربوبیت کا اقرار کر لیا تو ان کے عہد کو دستاویز میں لکھ کر اسی پتھر کو بلایا گیا اور لقمہ کی طرح اس تحریر کو اس میں ڈال دیا گیا اور یہ اس پر اللہ عزوجل کا امین ہے۔ اور اس اقرار کو پورا کرنے والوں کے حق میں بروز محشر یہ پتھر شہادت دے گا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے علی۔ اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ نے تمھاری پشتوں میں خوب علم عنایت کیا ہوا ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نابینا ہو جانے کے بعد فرمایا کہ میں اس بات پر نادم ہوں کہ میں نے پیدل حج کیوں نہیں کیے۔ حالانکہ ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے کہ:۔

يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ ط

تیرے پاس آدمی پیدل اور کمزور اونٹوں پر آئیں گے۔

حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر سفر قلیل ہے تو پیدل حج پر جانے میں کوئی فکر نہیں بلکہ یہ افضل ہے۔ ہاں اگر سفر زیادہ ہے تو پھر سواری پر جانا افضل ہے۔ کیونکہ پیدل چلنا خود کو ایذا پہنچانا ہے۔ اس طرح وہ چڑچڑا بھی ہو جاتا ہے لیکن اگر ایسی بات نہیں تو پھر پیدل جانا ہی افضل ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ فرشتے حاجیوں سے ملتے ہیں اور اونٹوں پر سوار حاجیوں کو سلام کرتے ہیں جبکہ خچروں اور گدھوں پر سوار حاجیوں سے مصافحہ کرتے ہیں اور پیدل حاجیوں سے گلے ملتے ہیں۔

حضور رسالت مآب فخر موجودات احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ جو مسلمان جہاد کی نیت سے گھر سے نکلتا ہے مگر لڑائی سے قبل ہی سواری کے لات مارنے یا موذی جانور کے کاٹنے سے وہ لقمہ اجل ہو گیا تو وہ شہید ہو گا۔ ایسے ہی جو مسلمان حج کی نیت سے روانہ ہوا اور سفر کے دوران ہی وصال کر گیا تو اس کے حق میں اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ جنّت واجب فرما دیتا ہے۔

حضرت سیدنا عبداللہ عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اس مسجد میں ایک نماز ادا کرنا دوسری مسجد میں ہزار نماز پڑھنے کے برابر ہے ماسوا مسجد حرم کے۔

نیز ارشاد گرامی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مسجد میں پڑھی گئی دس ہزار نمازوں کے مساوی ہے ماسوا مسجد حرم کے۔ اور مسجد حرم میں ایک نماز پڑھنا دوسری مسجد میں پڑھی گئی ایک لاکھ نماز سے افضل ہے۔ اور سبیل الٰہی میں پڑھی گئی ایک نماز دو لاکھ نمازوں سے افضل ہے۔

ازاں بعد حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کیا میں اس شخص کے بارے میں بتاؤں جو اس سے بھی افضل ترین ہے۔ پھر فرمایا وہ شخص جو صحیح و درست وضو کر کے اندھیری رات میں کھڑے ہو کر صرف رضائے الٰہی کے لیے دو رکعت نفل پڑھتا ہے افضل ہے۔

بنائے اسلام کا انکشاف

بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کی بنیاد مندرجہ ذیل پانچ چیزوں پر ہے :۔

پہلی چیز :۔ توحید و رسالت کی گواہی دینا۔

دوسری چیز :۔ نماز قائم کرنا۔

تیسری چیز :۔ زکوٰۃ دینا۔

چوتھی چیز :۔ رمضان کے روزے رکھنا۔

پانچویں چیز:۔ خانہ کعبہ کا حج کرنا۔

حضرت سعید بن میسب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک حج کے بدلہ میں اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ تین افراد کو جنّت عطا کرے گا۔ وہ یہ ہیں:۔

پہلا فرد:۔ حج کی ترغیب دینے والا۔

دوسرا فرد:۔ حج کی وصیت کرنے والا۔

تیسرا فرد:۔ وصیت پر حج کرنے والا۔

نیز عمرہ اور جہاد کا سلسلہ بھی ایسے ہی ہے۔

اللہ عزوجل اور اس کے رسول ہی بہتر جاننے والے ہیں۔

باب ۶۸

غزوہ کے آداب کا اظہار

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور سید الرسل امام السبل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ کے شکم میں جہاد میں اڑانے والی مٹی اور دوزخ کا دھواں کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح ایمان اور بدبختی بھی بندے کے دل میں کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔

حضرت حسن نے بیان کیا کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ صبح وشام جہاد کرنا تمام روئے زمین اور اس کی نعمتوں سے افضل ہے اور کسی کا جہاد کی صف میں کھڑا ہونا ساٹھ برس کی عبادت سے افضل ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے حضرت عبداللہ بن رواحہ کو سریہ میں بھیجا وہ اپنے آپ سے کہنے لگے اے عبداللہ! جمعہ کا روز ہے اس لیے رُک جاؤ! اور حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ پڑھو پھر اپنے رفقاء کے ساتھ جا ملنا۔ جبکہ ان کے رفقاء صبح ہی روانہ ہو گئے تھے۔ پس حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی اور آپ نے عبداللہ کو دیکھ کر فرمایا کہ تم اپنے ساتھیوں کے ہمراہ صبح کو کیوں نہیں گئے؟ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں نے چاہا کہ آپ کے ساتھ جمعہ پڑھ لوں۔ پھر اپنے رفقاء کے ساتھ جا ملوں گا۔ آپ نے فرمایا اب اگر تمام دنیا کے خزانے بھی خرچ کر ڈالو تب بھی صبح کو جانے والوں جیسی فضیلت حاصل نہیں کر سکو گے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سرحد کی محافظت کرتے ہوئے دریا کے کنارے ایک رات بسر کرنا پورے ماہ کے روزے رکھنے اور تمام رات قیام کرنے سے بہتر ہے۔

نیز فرمایا کہ:۔
جس شخص نے سرحد کی حفاظت کرتے ہوئے اپنی جان دے دی اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ اسے فتنۂ قبر سے محشر کی دن کی گھبراہٹ سے امن میں رکھے گا۔ اور بروز محشر تک شب و روز کے عمل کا اَجر و ثواب حاصل ہوگا۔ اور مجاہد کی قبر کی زیارت کرنے والے کو قیامت تک ثواب ملے گا۔

حقیقت اسلام کا انکشاف

حدیث شریف میں بیان کیا گیا ہے کہ کسی شخص نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سوال کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا پاکیزہ کلام کھانا کھلانا اور اسلام پھیلانا۔ پھر عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اسلام کس کا افضل ہے؟ فرمایا جو مسلمانوں کو اپنے ہاتھ اور زبان سے محفوظ رکھتا ہے۔ عرض کیا گیا کون سی نماز افضل ہے؟ فرمایا جس میں قیام طویل ہو۔ عرض کیا گیا کونسا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا محنت کی کمائی سے خرچ کرنا۔ عرض کیا گیا کونسا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا صبر و سخاوت والا۔ عرض کیا گیا کونسا جہاد افضل ہے؟ فرمایا جو مجاہد اپنے گھوڑے سمیت کام آجائے عرض کیا گیا کونسا غلام افضل ہے؟ فرمایا جو گراں قیمت ہو۔

حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ تین آنکھوں کے سوا قیامت کے روز ہر آنکھ روئے گی:۔

پہلی آنکھ:۔ جو اللہ عزوجل کے خوف سے روتی ہے۔

دوسری آنکھ:۔ جو اللہ عزوجل کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچتی رہی۔

تیسری آنکھ:۔ جو جہاد میں سرحد کی حفاظت کرتی رہی۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت میں سے تین آدمی وہ ہیں جو جنتی ہوں گے اور تین آدمی وہ ہیں جو دوزخی ہوں گے۔ مجھے وہ دکھائے گئے۔ وہ تین جو سب سے پہلے جنت میں جائیں گے وہ یہ ہیں:۔

پہلا آدمی :۔ جس نے اللہ کی راہ میں شہادت پائی۔

دوسرا آدمی :۔ وہ غلام جسے غلامی اللہ کی طاعت سے نہ روک سکی۔

تیسرا آدمی :۔ وہ تنگ دست فقیر جو عیالدار ہونے کے باوجود بھی سوال نہ بنا۔

پھر وہ تین آدمی جو پہلے دوزخ میں جائیں گے وہ یہ ہیں :۔

پہلا آدمی :۔ وہ امیر جو خود ہی لوگوں پر مسلط ہو گیا ہو۔

دوسرا آدمی :۔ وہ مالدار جو اپنے مال سے حقوق اللہ ادا نہیں کرتا۔

تیسرا آدمی :۔ اترانے والا فقیر۔

افضل عمل کا انکشاف

بیان کیا گیا ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا گیا کہ افضل عمل کونسا ہے؟ فرمایا کہ :۔

بروقت نماز ادا کرنا۔

والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔

اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ :۔

"جو شخص جہاد کے لیے گھوڑا دیتا ہے اور جانی اور مالی جہاد کرنے والے شخص کے برابر اجر وثواب ملتا ہے۔ اور جو جہاد کے لیے تلوار دیتا ہے تو وہ تلوار محشر کے روز اپنی زبان سے کہے گی کہ میں فلاں آدمی کی تلوار ہوں اور آج تک جہاد کرتی رہی ہوں۔ اور جو شخص جہاد کے لیے تیر دیتا ہے تو اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ تیر کو اس کے لیے ذخیرہ بنا دیتا ہے اور وہ بڑھتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ قیامت کے روز جب وہ لوگوں کے روبرو آئے گا تو اُحد پہاڑ سے بڑا ہو گا۔ اور جو شخص جہاد کے لیے کوئی سوئی مہیا کرتا ہے تو اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ محشر کے روز اسے علم عطا فرمائے گا۔ اور جو شخص

کسی مجاہد کو ڈھال دیتا ہے روزِ محشر اس کو اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ اس ڈھال سے آگ سے بچائے گا۔ اور جو آدمی جہاد میں زخمی ہو گیا اللہ عزوجل اس زخم کو اس کے لیے نور کا منبع بنا دے گا۔ اور روزِ محشر اُسے اس طرح لایا جائے گا کہ اس کی خوشبو مشک کی مانند ہو گی۔ اور جس نے اپنے مجاہد بھائی کو پانی پلایا اللہ عزوجل قیامت کے روز اسے رحیق مختوم سے سیراب فرمائے گا۔ جو کسی شخص نے مجاہد بھائی کی زیارت کی تو اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ اسے ہر ہر قدم پر نیکی عطا فرمائے گا۔ اور اس کا ایک درجہ بلند کر کے ایک گناہ کو مٹا دے گا۔ جس نے جہاد کے لیے گھوڑا باندھا اس کے لیے گھوڑے کے ہر بال کے عوض ایک نیکی لکھی جائے گی اور اسے درجہ کی بلندی عطا کی جائے گی۔ اور اس کا ایک گناہ مٹا دیا جائے گا اور جو جہاد کرتے ہوتے رات کو پہرہ دیتا ہے اور محتۃ اللہ کریم رؤف ورحیم اسے گھبراہٹ سے امان عنایت کرے گا۔

ثواب کا ایک عجوبہ انداز

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ جب تم جہاد کے لیے کسی سریہ میں جاؤ تو پیچھے رہ کر کمزوروں کی حوصلہ افزائی کرتے رہو اور ڈرنے والوں کی حفاظت کرتے رہو تو تم مجاہدین جیسا ثواب پاؤ گے اور ان کے ثواب میں بھی کوئی کمی رونما نہیں ہو گی۔

بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان نے تلواروں کو بہشت کی کلید قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جب مجاہدین کی دو صفیں ملتی ہیں تو جنت کی سنوری حوریں انہیں دیکھتی ہیں۔ جب ایک مجاہد آگے جاتا ہے تو حوریں عرض کرتی ہیں اے اللہ اس کی مدد فرما۔ اور جب مجاہد پیچھے بھاگنے لگتا ہے تو عرض کرتی ہیں اے اللہ اس کی مغفرت فرما۔ پھر جب دو حوریں آتی ہیں اور اس کے چہرہ سے غبار کو صاف کرتی ہیں۔

بیان کیا گیا ہے کہ ایک حبشی مرد نے حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں بدشکل ہوں اور میرے پسینے سے اچھی خوشبو بھی نہیں آتی۔ نیز میرا شجرۂ نسب بھی اعلیٰ نہیں۔ اگر میں جہاد میں شہید ہو جاؤں تو میرا کونسا ٹھکانہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا تمہارا ٹھکانہ بہشت ہوگا۔ پھر اس شخص نے اسلام قبول کر لیا اور کہنے لگا کہ میرے پاس چند بکریاں ہیں میں انھیں کہاں کروں؟ آپ نے فرمایا ان کے چہرے مدینہ منورہ شریف کی طرف کر کے انھیں پکارو وہ خود ہی گھر واپس لوٹ جائیں گی۔ پس اس نے اسی طرح کیا اور پھر جہاد میں شامل ہو گیا۔ جب لڑائی بند ہو گئی تو حضور سیّد عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ اپنے بھائیوں کو تلاش کیجئے۔ تو وہ تلاش کرنے لگے۔ پھر عرض کیا یا رسول صلی اللہ علیک وسلم وہ حبشی تو اس وادی میں زخمی ہوا پڑا ہے۔ آپ بمع صحابہ وہاں تشریف لے گئے اور اسے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آج اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ نے تیرے چہرے کو حسین وجمیل بنا دیا ہے اور تیرے حسب کو اعلیٰ فرما دیا ہے۔ اس حبشی نے گریہ وزاری شروع کی تو آپ نے اس سے اپنا چہرہ مبارک پھیر لیا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی علیک وسلم اس سے کیونکر آپ نے اپنا چہرہ مبارک پھیرا ہے۔ فرمایا اس ذاتِ والا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے اس زوجہاں بننے والی بہشتی حوروں کو اس کی طرف لپکتے ہوئے دیکھا ہے حتیٰ کہ ان کی پازیب بھی روشن ہو گئی ہیں۔

اقسامِ غازیان

بیان کیا جاتا ہے کہ غازی تین اقسام میں منقسم ہیں:۔

پہلی قسم : مجاہدین کی سواریوں کے نگہبان غازی۔

دوسری قسم :۔ مجاہدین کی خدمت کرنے والے غازی۔

تیسری قسم :۔ جنگجو غازی۔

یہ تمام لوگ اجر وثواب میں مساوی حق رکھتے ہیں اور ان میں سواریوں کے نگہبان افضل

ہیں کیونکہ یہ موقع ملنے پر جنگ میں شریک ہو جاتے ہیں پھر خدمت کرنے والوں کا درجہ ہے یہ بھی موقع ملتے ہی جنگ میں شرکت کرتے ہیں۔

فضائل شہدائے کرام

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید الرسول امام السبل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ آدمی جس کا بارگاہِ الہٰی میں خاتمہ بالخیر ہو وہ بعد از موت دنیا میں لوٹنے کی خواہش نہیں کرتا۔ یعنی اگر اسے دنیا کی تمام نعمتیں بھی دی جائیں تو تب بھی وہ موت کی ہیبت و دہشت سے موت کی آرزو نہیں کرے گا۔ البتہ شہید جب اپنے مقامِ شہادت کو دیکھتا ہے تو یہ خواہش کرتا ہے کہ وہ دنیا میں لوٹ جائے اور پھر جامِ شہادت نوش کرے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ:۔

فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ۔ پس تمام آسمان و زمین والوں کے ہوش اڑ جائیں گے مگر جسے اللہ عزوجل چاہے۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد شہداء ہیں جو اللہ عزوجل کے عرش کے پاس تلواریں سونت کر کھڑے ہوں گے۔

حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ نے مجاہدین کو تین صفات سے نوازا ہے:۔

پہلی صفت:۔ جو کامیاب و کامران ہو جائے اسے اجرِ عظیم عطا کیا جاتا ہے۔

دوسری صفت:۔ ان میں سے جو جامِ شہادت نوش کر جائے اسے ابدی زندگی اور رزق عطا کیا جاتا ہے۔

تیسری صفت:۔ اور جو زندہ رہتا ہے وہ بارگاہِ خداوندی سے رزقِ حسن پاتا ہے۔

حضرت حسن نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

"جو بارگاہِ خداوندی سے شہادت کی موت طلب کرتا ہے اگر وہ ایسے ہی مر گیا تب بھی اسے شہادت کا اجر و ثواب ملے گا۔"

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ آیہ کریمہ :۔

"بلکہ وہ زندہ ہیں اور انہیں اپنے پروردگار کے ہاں سے رزق ملتا ہے۔"

کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ شہیدوں کی ارواح سبز پرندوں کے پروں میں بیٹھ کر جنت کی سیر کرتی ہیں اور جب چاہتی ہیں تو عرش سے متعلق قندیلوں میں آکر ٹھہرتی ہیں۔

حضور سید الرسل امام السبل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :۔

"جو شخص اونٹنی کے دودھ دوہنے کے وقت کی مقدار جہاد کرتا ہے تو اس پر بھی بہشت واجب ہو جاتا ہے اور جو شخص دل میں شہادت کی خواہش کا خواستگار ہے مگر وہ اپنی ہی موت لقمہ اجل ہوا یا قتل کر دیا گیا تو وہ شہادت کا ثواب ملے گا۔"

نیز فرمایا کہ :۔

"جو میدان جہاد میں زخمی ہو گیا یا اسے خراش تک بھی آئی تو محشر کے روز اس کے زخم کا رنگ زعفران جیسا اور خوشبو مشک جیسی ہو گی۔"

آنکھوں کی گریہ زاری

بیان کیا گیا ہے کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ چار آنکھوں کے سوائے باقی سب آنکھیں محشر کے دن روئیں گی :۔

پہلی آنکھ :۔ جو جہاد میں ضائع ہو گی۔

دوسری آنکھ :۔ جو خوف الٰہی میں بہی۔

تیسری آنکھ :۔ جو خوف الٰہی میں بیدار رہی۔

چوتھی آنکھ :۔ جس نے مسلمانوں کے لشکر میں پہرہ دیا۔

باب ٦٩

سرحد کی حفاظت کی فضیلت کا اظہار

حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین داماد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ایک بات کو چھپائے رکھا جسے آج منظر عام پر لا رہا ہوں۔ اور اس بات کو منظر عام پر لانے میں ویسے کوئی امر مانع نہیں تھا مگر میں یہ چاہتا تھا کہ تم لوگ زیادہ سے زیادہ جمع ہو کر سنتے رہو میں نے حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیان سنا کہ اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کے لیے ایک دن سرحد کی محافظت کرنا ہزار دن کے روزوں اور ہزار راتوں کے قیام سے افضل ہے۔

حضرت مکحول نے بیان کیا کہ سرجیل بن سمط سرزمین فارس کے ایک قلعہ کی محافظت کر رہے تھے کہ ان کے قریب سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا اور ان سے کہا کہ ایک حدیث جو میں نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنی ہے سناتا ہوں وہ یہ کہ آپ نے فرمایا کہ جہاد میں ایک دن سرحد کی محافظت کرنا ایک ماہ کے روزوں اور قیام سے افضل ہے۔ اور جو شخص محافظت کرتے ہوئے لقمۂ اجل ہو گیا تو وہ فتنۂ قبر سے محفوظ رہے گا اور محشر تک اس کے اعمال صالحہ میں اضافہ ہوتا رہے گا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

"جو شخص جہاد میں نعرۂ تکبیر بلند کرتا ہے تو وہ نعرہ محشر کے روز اس کے ترازو میں ایسا پتھر ہو جائے گا جو آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب سے بھاری ہو جائے گا اور جو شخص جہاد کے دوران باآواز بلند

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہتا ہے تو اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم اس کے لیے رضوان اکبر یعنی بہت بڑی جنت لکھ رہے ہیں اور جس کے لیے رضوان اکبر لکھ دیا جائے اُسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور دوسرے سب انبیائے کرام علیہم السلام کے مابین اللہ عزوجل جمع فرمائے گا۔"

الحاصل کلام بر حقیقت ازلیہ ابدیہ

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بعض کے نزدیک رضوان اکبر سے مُراد اللہ عزوجل سبحانہ، کا دیدار ہے اور بعض کے نزدیک وہ رضامندی ہے کہ پھر کبھی ناراضگی نہ ہوگی۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کیا میں اپنا مال صدقہ کر کے مجاہد کے عمل کو پا سکتا ہوں ؟ آپ نے فرمایا تیرا کتنا مال ہے ؟ عرض کیا چھ ہزار۔ آپ نے فرمایا اگر یہ سب مال بھی تو صدقہ کر دے تب بھی مجاہد کی نیند کے مساوی بھی ثواب حاصل نہ ہو گا۔

بیان کیا گیا ہے کہ معروف قول ہے کہ اگر کوئی مجاہد چھاؤنی میں سر منڈوا کر اپنے بال وہیں دفن کر دے تو جب تک بال رہیں گے اسے سرحد کی نگرانی کا ثواب ملتا رہے گا اور جاننا چاہیئے کہ بال زمین میں گلتے نہیں ہیں۔

حضرت عثمان بن عطا نے اپنے باپ سے بیان کیا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک شخص ان کے باغ میں آیا۔ آپ نے اس وقت تیں غلاموں کو آزاد کیا۔ تو وہ شخص آپ کے اس عمل پر متعجب ہوا۔ آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں اس سے بھی بہتر عمل نہ بتاؤں۔ اس نے کہا ہاں ضرور بتائیے ! فرمایا کہ ایک شخص اپنی سواری پر جہاد کے لیے جا رہا تھا اور اس کا کوڑا اس کی انگلی میں لٹک گیا۔ پھر اچانک اس

نے چھینک لی اور اس کا کوڑا گر گیا وہ اپنے کوڑے کے گر جانے سے پریشان ہو گیا تو اس کا صرف پریشان ہونا میرے عمل سے بہتر ہے جو تو نے دیکھا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ جل جلالہ، وعم نوالہ، کچھ جماعتوں کو اٹھائے گا تو وہ ہوا کی طرح پل صراط سے گزریں گے اور ان سے کوئی حساب نہیں ہوگا۔ اور نہ ہی ان کو عذاب ہوگا۔ عرض کیا گیا وہ کون لوگ ہوں گے فرمایا وہ یہ لوگ ہونگے جنہوں نے سرحدوں پر موت کا مزہ چکھا ہوگا۔

حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار قسم کے لوگ ایسے ہیں جن کو بعد از موت بھی ثواب ملتا رہے گا۔

پہلی قسم: وہ شخص جو جہاد میں سرحدوں کی حفاظت کرتے لقمۂ اجل ہو گیا۔

دوسری قسم:۔ وہ شخص جس نے علم سکھایا اور اس پر عمل کرنے والوں کی وجہ سے بھی ثواب ملتا رہے گا۔

تیسری قسم:۔ جس شخص نے اپنے مال سے صدقہ جاریہ کیا جب تک یہ صدقہ قائم رہے گا اسے ثواب ملتا رہے گا۔

چوتھی قسم:۔ وہ شخص جس نے دعا کرنے والی اولاد چھوڑی ہو گی۔

حضرت ابی مطیع نے بیان کیا کہ چھاؤنی اس سرحدی مقام پر ڈالنا افضل ہے جس کے آگے اسلام کی سرزمین نہ ہو۔

حضرت سفیان بن عینیہ نے بیان کیا کہ جس جگہ دشمن حملہ کر دے تو اس جگہ چالیس سال تک چھاؤنی قائم رکھنی چاہیئے۔ اور پھر اس جگہ حملہ کرے تو پھر ایک سو بیس برس تک وہاں چھاؤنی قائم رکھنی چاہیئے۔ اگر تیسری دفعہ حملہ کرے تو پھر بروز محشر تک وہیں چھاؤنی کا قیام رہنا نہایت ضروری ہے۔

باب ۷۰

تیر اندازی اور شہسواری کی فضیلت کا اظہار

حضرت جابر بن زید نے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے ایک صحابی کے ہمراہ تیر اندازی کرتا تھا۔ ایک دن میں نے تیر اندازی کرنے میں غیر حاضری کی تو اس نے مجھ سے اس غیر حاضری کا سبب دریافت کیا۔ میں نے اپنا عذر پیش کیا۔ تو وہ صحابی کہنے لگا کہ میں تمہیں حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد سناتا ہوں جو تجھے تیر اندازی میں مدد دے گا۔ میں نے حضور رسالتمآب فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا کہ اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ آدمیوں کو صرف ایک تیر کے سبب سے جنت عطا فرمائے گا۔

پہلا آدمی :۔ تیر انداز۔

دوسرا آدمی :۔ ثواب کے ارادہ سے تیر بنانے والا۔

تیسرا آدمی :۔ تیر اندازی میں مدد کرنے والا۔

نیز حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

تیر اندازی اور شہسواری سیکھئے۔ تیر انداز تمہارے لیے بہتر ہے اور مجھے شہسواری سے زیادہ تیر انداز پسند ہے۔"

یاد رہے کہ مومن کے لیے تین کھیلوں کے علاوہ ہر کھیل باطل ہے :۔

پہلا کھیل :۔ تیر اندازی کرنا۔

دوسرا کھیل :۔ جہاد کے لیے گھوڑے کو سکھانا۔

تیسرا کھیل :۔ اہل خانہ کے ساتھ ہنسی خوشی کی باتیں کرنا۔

حضرت مکحول نے بیان کیا کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اہل شام کو لکھا کہ :۔

اپنی اولاد کو تیرنا سکھاؤ۔

اپنی اولاد کو تیر اندازی سکھاؤ۔

اپنی اولاد کو گھڑ سواری سکھاؤ۔

اپنی اولاد کو نشان پر ان سے نشانہ بازی کراؤ۔

حضرت مجاہد نے بیان کیا کہ میں نے نشانہ بازوں کی دونوں حدودوں کے مابین ایک کرتہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دوڑتے ہوئے دیکھا ہے اسی طرح حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بھی کیا کرتے تھے۔

حدیث میں ہے کہ حضور سید الانبیاء محبوب خدا خواجہ ہر دوسرا علیہ التحیۃ والثناء نے اُحد کے روز حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ اے سعد خوب تیر چلاؤ۔

الحاصل الکلام

حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ اس حدیث میں تیر اندازی کی فضیلت کا بیان ہے اور پھر حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی دوسرے کے لیے نہیں فرمایا اور یہ بھی اس لیے کہ وہ تیر اندازی کر رہے تھے۔ اور حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرمائی:۔

"اے اللہ! ان کا نشانہ درست فرما اور اس کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرما۔"

نیز حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"اونٹ اپنے مالک کے لیے عزت کا سبب ہے اور بکری برکت کا سبب ہے اور گھوڑے کی پیشانی میں تو محشر تک بہتری ہی بہتری ہے۔"

ایک اور حدیث مبارک میں ہے کہ گھوڑے کی پیشانی میں چمک ہے جبکہ بیل کی دم میں ذلت ہے۔ یعنی جب لوگ جہاد میں مشغول ہوتے ہیں تو اس سے اسلام کو غلبہ حاصل ہوتا ہے اور جب جہاد چھوڑ کر بیل کی دم کے پیچھے لگ کر کنوئیں سے ڈول نکالتے ہیں یعنی کنوئیں سے کھیت کو پانی

دیتے ہیں تو ذلیل ہو کر رہ جاتے ہیں۔

نیز حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ:۔

"اللہ کی رضا کے لیے تیر اندازی کرنے والا اس آدمی کے مساوی ہے جس نے آزاد کیا"۔

حضور سید الانبیاء حبیبِ خدا علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا:۔

"اگرچہ تمھارے لیے زمین فتح ہو جائے اور تمھیں تحفظ حاصل ہو جائے مگر پھر بھی تم میں سے کوئی ایک بھی تیر اندازی نہ چھوڑے"۔

"بغیر پھل کا تیر بہشت کی علامات میں سے ایک علامت ہے۔ اور بغیر پھل کے تیر پھینکنے والا بھی گویا دشمن پر تیر پھینکنے والے کی طرح ہے اور وہ جو تیر اٹھا کر لاتا ہے تو اس کے ہر قدم پر ایک غلام آزاد کرنے کا اَجر و ثواب ہے"۔

حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منبر پر مندرجہ آیہ کریمہ:۔

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ — اور اپنے دشمنوں کے لیے جتنی طاقت تیار کر سکتے ہو کرو۔

پڑھ کر تین دفعہ فرمایا کہ قوت سے مراد تیر اندازی ہے۔ پھر فرمایا جس نے سیکھنے کے بعد تیر اندازی چھوڑ دی اس نے گویا ایک سنت کو ترک کیا یا اس نے ایک نعمت کو چھوڑ دیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ کسی شریف آدمی کے لائق نہیں کہ وہ چار باتوں سے عار کرے چہ جائیکہ وہ حاکم ہی کیوں نہ ہو:۔

دوسری بات:۔ اپنے مہمان کی خدمت بجالانا۔

پہلی بات:۔ اپنے والدین کے لیے مجلس میں کھڑا ہونا۔

تیسری بات:۔ گھوڑے پر سواری کرنا۔

چوتھی بات:۔ اپنے استاد کی خدمت بجالانا۔

باب ۷۱

آدابِ جنگ کا اظہار

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا:۔
"دشمن سے لڑائی کرنے کا ارادہ نہ کرو بلکہ اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ سبحانہ، سے تحفظ و عافیت کا سوال کرو۔ اور اگر تم پر دشمن حملہ کر دے تو پھر پوری طاقت سے مقابلہ کرو اور کثرت سے اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ کو یاد کرو۔
حضرت عوف بن مالک اشجعی نے بیان کیا کہ جو شخص یہ تمنا رکھتا ہے کہ وہ اللہ عزوجل کی راہ میں غازی اور سنت کے مطابق اللہ کی راہ میں مجاہد بنے تو اس پر لازم ہے کہ دس باتوں کو یاد کرے:۔

پہلی بات:۔ وہ اپنے ماں باپ کی رضا کے بغیر باہر نہ نکلے۔
دوسری بات:۔ وہ امانتِ الٰہیہ کو ادا کرے۔ پھر دیگر حقوق کو ادا کرے۔
تیسری بات:۔ واپس لوٹنے تک کے لیے ضرورت کے مطابق اپنے گھر میں بچوں کے لئے نان و نفقہ چھوڑ جائے۔
چوتھی بات:۔ خرچ اکلِ حلال سے ہو کیونکہ حرام رزق بارگاہِ الٰہی میں قبول نہیں ہے۔
پانچویں بات:۔ اپنے امیر کے حکم کو سنے اور اس کی اطاعت بجالائے چاہے وہ امیر حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔
چھٹی بات:۔ اپنے دوست کا حق بجالائے۔ جب بھی دوست سے ملاقات کرے تو ہنس مکھی سے کرے۔

آٹھویں بات:۔ میدان سے نہ بھاگے۔

نویں بات:۔ مال غنیمت میں ذرہ بھر بھی خیانت نہ کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے۔

وَمَنْ يَّغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور جو شخص خیانت کرے گا وہ محشر کے روز خیانت کرنے والی چیز کو حاضر کرے گا۔

دسویں بات:۔ غزوہ صرف دین کے غلبہ اور مومنین کی استعانت کے ارادہ سے کرے۔

بیان کیا گیا ہے کہ غازی کو جنگ میں دس باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے:۔

پہلی بات:۔ شیر دل ہونا چاہیئے بزدل نہیں ہونا چاہیئے:۔

دوسری بات:۔ چیتے جیسا متکبر ہونا چاہیئے جو اپنے دشمن کے روبرو انکساری نہ کرے۔

تیسری بات:۔ بہادری میں ریچھ کی مانند ہونا چاہیئے جو اپنے تمام اعضاء سے مقابلہ کرتا ہے۔

چوتھی بات:۔ دشمن پر حملہ کرتے وقت عنزیر کی مانند ہونا چاہیئے۔ کیونکہ وہ حملہ کے وقت پیٹھ نہیں دکھاتا۔

پانچویں بات:۔ خود بھیڑیئے کی مانند حملہ آور ہونا چاہیئے۔ کیونکہ بھیڑیا ایک طرف سے حملہ کرتا ہے۔

چھٹی بات:۔ بھاری لوجھ اٹھانے میں چیونٹی کی مانند ہو کیونکہ چیونٹی اپنے سے دگنا بوجھ اٹھاتی ہے

ساتویں بات:۔ ثابت قدمی میں پتھر کی مانند ہونا چاہیئے جو اپنی جگہ پر قائم رہتا ہے ہلتا نہیں۔

آٹھویں بات:۔ صبر کرنے میں گدھے کی مانند ہونا چاہیئے کہ وہ بھاری سے بھاری بوجھ بھی خوشی سے اٹھا لیتا ہے۔ اور تیروں اور تلواروں کے زخم کھا کر بھی خاموشی اختیار کرتا ہے۔

نویں بات:۔ وفاداری میں کتے کی مانند ہونا چاہیئے کہ اگر اس کا مالک آگ میں چلا جائے تو وہ بھی چلا جائے گا۔

دسویں بات:۔ اپنے مقصد کی تلاش میں مرغ کی مانند ہونا چاہیئے۔ اگر شکست ہو رہی ہو تو لومڑی کی طرح مکار بن جائے۔

○

باب ۷۲

اُمّتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت کا اظہار

حضرت مقاتل بن سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے ربُّ العالمین جلّ مجدہ الکریم کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا کہ الٰہی میں نے ایک ایسی اُمّت کا ذکر تختیوں میں پایا ہے جن کی شفاعت کو شرفِ قبولیّت حاصل ہوگا۔ پس انہیں میری امت بنادیجئے۔ اللہ عزّوجل سبحانہٗ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا وہ تو اُمّتِ محمّدیہ ہے عرض کیا اے الٰہ العالمین میں نے تو تختیوں میں ایسی اُمّت کا ذکر بھی پایا ہے جو گمراہوں کو قتل کر دیں گے یہاں تک کہ دجال کو بھی قتل کریں گے۔ پس انہیں میری اُمّت بنادیجئے۔ اللہ ربُّ العالمین الرحمٰن الرحیم نے فرمایا وہ تو اُمّتِ محمّدیہ ہے۔ عرض کیا اے الٰہ العالمین میں نے ایک ایسی اُمّت کا تذکرہ پایا ہے جن کی خطاؤں کا کفارہ پانچ نمازیں ہیں انہیں میری امت بنادیجئے اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ نے فرمایا وہ تو اُمّتِ محمّدیہ ہے۔ عرض کیا اے الٰہ العالمین میں نے ایک ایسی اُمّت کا ذکر تختیوں پہ پایا ہے جو پانی اور مٹی سے طہارت کریں گے انہیں میری امت بنادیجئے اللہ عزّوجل نے فرمایا وہ تو اُمّت محمّدیہ ہے۔ عرض کیا اے پروردگارِ عالم میں نے ایک ایسی اُمّت کا ذکر تختیوں میں پایا ہے جو صدقات لے کر کھائے گی جب کہ پہلے لوگ تو صدقات کو آگ میں ڈال دیتے تھے انہیں میری امت بنادیجئے۔ اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تو اُمّت محمّدیہ ہے۔ عرض کیا یارب کریم رؤف ورحیم میں نے تختیوں پر ایسی اُمّت کا تذکرہ دیکھا ہے کہ اگر ایک شخص نیکی کی نیت کرے لیکن عمل نہ کرے تب بھی اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے۔ اور اگر عمل کرلیں تو اس کی نیکی دس سے لے کر سات سو گنا تک مزید بڑھا کر لکھی جاتی ہے۔ اور اگر کوئی بُرائی کی نیت کرے تو کچھ نہیں لکھا جاتا جب تک کہ وہ بُرائی نہ کرلے۔ پھر بھی ایک بُرائی لکھی جاتی ہے۔ انہیں میری اُمّت بنادیجئے۔ پروردگارِ عالم جلّ وعلا

نے فرمایا یہ تو اُمت محمدیہ ہے۔ عرض کیا الٰہی میں نے تختیوں میں ایسی اُمت کا ذکر دیکھا ہے جس کے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے ان کو میری اُمت بنا دیجئے اللہ عزوجل نے فرمایا یہ تو اُمت محمدیہ ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح روایت ہے مگر اس میں یہ باتیں کثرت سے ہیں کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے عرض کیا الٰہی میں نے تختیوں میں ایسی اُمت کا تذکرہ پایا ہے جو تمام اُمتوں سے افضل ہے اور وہ نیکی کا حکم دیتی ہے اور بدی سے منع کرتی ہے انہیں میری اُمت بنا دیجئے۔ اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ نے فرمایا یہ تو اُمت محمدیہ ہے۔ عرض کی یارب میں نے ایسی امت کا تذکرہ بھی پایا ہے جو کتاب الٰہی کے حافظ ہیں اور کچھ دیکھ کر پڑھتے ہیں انہیں میری اُمت بنا دیجئے۔ فرمایا اللہ عزوجل نے یہ تو اُمت محمدیہ ہے۔ یہاں تک کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام تمنا کریں گے کہ وہ خود امت محمدیہ سے ہو جائیں تب اللہ پروردگار عالم عزوجل نے ان کی طرف وحی کی۔

يٰمُوْسٰى اِنِّىْ اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَبِكَلَامِىْ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ

اے موسیٰ ہم نے تجھے لوگوں پر رسول اور اپنی ہم کلامی کے لئے چن لیا ہے پس میں نے جو کچھ تجھے دیا ہے وہ لے لے اور شکر گزاروں میں سے ہو جاؤ اور قوم موسیٰ سے ایک گروہ حق کی ہدایت دیتا ہے اور حق کے مطابق ہی عدل کرتے ہیں۔

پس حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام راضی ہو گئے۔

حضرت مقاتل ابن حبان نے بیان کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے آسمانوں پر لے جایا گیا تو سدرۃ المنتہیٰ کے قریب حجاب اکبر تک حضرت جبریل امین علیہ السلام بھی میرے ساتھ تھے۔ پھر جبریل نے مجھے اپنے جانے کے لئے کہا تو میں نے کہا نہیں بلکہ تم آگے چلو۔ عرض کی یا محمد اس جگہ سے آگے آپ کے سوا کسی کو بھی جانے کی اجازت نہیں ہے اور اللہ عزوجل کے نزدیک آپ مجھ سے افضل ہیں۔ فرمایا پھر میں آگے بڑھا اور سونے کے ایک تخت پر پہنچا جس پر جنت کے ریشمی کپڑے بچھے تھے۔ پس جبرائیل نے مجھے پیچھے سے

پکارا اے محمد بے شک اللہ عزوجل آپ کی توصیف فرما رہے ہیں۔ آپ غور سے سنیے اور احکامات کی اطاعت کیجئے اور کلام الٰہی سے گھبرایئے نہیں۔ پھر میں نے اللہ عزوجل کی حمد و ثنا کرتے ہوئے عرض کی:

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالطَّیِّبَاتُ تمام تحائف نمازیں اور پاکیزگیاں اللہ ہی کے لئے ہیں۔

جواب میں اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اے نبی آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

میں نے عرض کیا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ ہم پر بھی اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی سلام ہو۔

پھر جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا۔

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ نے فرمایا۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ رسول پر ایمان لایا جو اس کے رب کے ہاں سے اس کی طرف نازل ہوا۔

میں نے عرض کی یارب ہاں میں آپ پر ایمان لایا اور:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ۔ تمام مومنین بھی۔ اللہ پر اور فرشتوں پر اور کتابوں پر اور رسولوں پر ایمان لائے ہیں اور ہم اس کے کسی ایک رسول میں بھی فرق نہیں کرتے۔

جیسا کہ یہودیوں اور نصرانیوں نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مابین فرق کیا تھا۔ ارشادِ باری تعالیٰ عزوجل ہے

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا لَھَا مَا کَسَبَتْ وَعَلَیْھَا مَا اکْتَسَبَتْ۔ اللہ عزوجل کسی کو اس کی قوت برداشت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا جو نیک عمل کرے گا اسے اس کا ثواب ملے گا اور جو برائی کرے گا اسے اس کا عذاب ہو گا۔

پھر فرمایا اے محمدؐ آپ مانگیے عطا کیا جائے گا۔ تو میں نے عرض کیا۔

غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ۔ اے ہمارے رب ہم تیری بخشش چاہتے ہیں اور تیری بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔

اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ نے فرمایا بے شک ہم نے آپ کو اور آپ کی امت کی مغفرت فرما کر دی۔ اور آپ کی امت کے ہر آدمی کی جس نے میری واحدانیت اور تیری رسالت کی تصدیق کی ہے پھر فرمایا اے محمدؐ آپ سوال کیجئے عطا کیا جائے گا تو میں نے عرض کیا۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا؛ اے ہمارے پروردگار ہماری بھول اور ہماری خطاؤں پر گرفت نہ کرنا۔

اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ نے فرمایا تمہارے ساتھ ایسا ہی ہوگا ہم تمہاری بھول چوک اور خطاؤں پر گرفت نہیں کریں گے اور اس پر بھی جو تمہاری خواہش کے بغیر کرایا جائے گا پھر فرمایا آپ سوال کیجئے عطا کیا جائے گا تو میں نے کہا:۔

رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَہٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا۔ اے ہمارے پروردگار! ہم پر ویسے سخت حکم نہ بھیجئے جیسے ہم سے پہلے والے لوگوں پر بھیجے گئے تھے۔

اس لئے کہ جب بنی اسرائیل کوئی خطا یا کوئی گناہ کرتے تھے تو اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ پاکیزہ کھانے بھی ان پر حرام فرما دیتے تھے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے۔

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِیْنَ ھَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَیْھِمْ طَیِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَھُمْ۔ یہودیوں کے جرائم کے سبب، ہم نے ان پر پاکیزہ چیزوں کو حرام کر دیا حالانکہ وہ ان کے لئے حلال تھیں۔

اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ جل وعلیٰ نے فرمایا تمہاری یہ دعا قبول ہو گئی او۔ مانگیے عطا کیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا۔

رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ اے پروردگار ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جس کو سہارنے کی ہم طاقت نہ رکھتے ہوں۔

کیونکہ میری امت کمزور ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا ایسا ہی ہوگا مانگئے عطا کیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا

وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

اور ہم سے درگذر کیجئے اور ہماری مغفرت کیجئے اور ہم پر رحم کیجئے آپ ہی ہمارے مالک ہیں اور ہمیں کفار پر کامیابی عطا فرمایئے۔

فرمایا ایسا ہی ہوگا تمہارے بیس آدمی صبر کرنے والے دو سو آدمیوں پر غالب آئیں گے۔

حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے پانچ خصلتیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔

پہلی خصلت:۔ میں پوری نوع انسانی کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

دوسری خصلت:۔ میرے لئے تمام زمین کو مسجد اور طہارت کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔

تیسری خصلت:۔ ایک ماہ کی مسافت سے دشمن پر رعب ڈال کر میری مدد کی گئی ہے۔

چوتھی خصلت:۔ میرے لئے مال غنیمت کو حلال کیا گیا ہے۔

پانچویں خصلت:۔ مجھے شفاعت کرنے کا حق دیا گیا ہے جسے میں نے اپنی اُمت کے لئے محفوظ کر لیا ہے۔

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان امتیازیت

بیان کیا گیا ہے کہ ایک یہودی پر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا کچھ حق تھا۔ وہ کہیں حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مل گیا۔ تو آپ نے فرمایا اس ذات بابرکات کی قسم ہے کہ جس نے تمام لوگوں پر سیّد عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو ممتاز فرمایا ہے۔ تجھے اس وقت تک نہیں جانے دوں گا جب تک تو میرا حق ادا نہیں کرے گا۔ یہودی کہنے لگا کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ عزوجل نے تمام لوگوں پر ممتاز تو نہیں کیا ہے۔ پس حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اُٹھا کر اس کے منہ پر مارا۔ یہودی کہنے لگا اب تیرا میرا فیصلہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کریں گے۔ دونوں آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ یہودی کہنے لگا کہ عمر کا خیال ہے کہ اللہ عزوجل نے آپ کو تمام لوگوں پر ممتاز فرمایا ہے جب کہ میرا یہ ایمان نہیں ہے۔ پس انہوں نے

میرے منہ پر ایک تھپیڑ رسید کیا ہے۔ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا اے عمر تھپیڑ کے معاملے میں تو تو اسے راضی کر لیجئے۔ پھر یہودی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ ہاں آدم صفی اللہ ہیں۔ ابراہیم خلیل اللہ ہیں۔ موسیٰ کلیم اللہ ہیں۔ عیسیٰ رُوح اللہ ہیں اور میں حبیب اللہ ہوں۔ ہاں اے یہودی اللہ عزوجل کے دو نام ایسے ہیں جو میری اُمت کے لئے بھی ہیں۔ سنیے اللہ عزوجل کا ایک نام سلام بھی ہے اور میری اُمت کا نام مسلمین ہے۔ اللہ عزّوجل کا نام مومن ہے اور میری اُمت کا نام مومنین ہے۔ ہاں اے یہودی ہم نے جمعہ کے روز کو اپنے لئے محفوظ کر لیا ہے یہ ہمارا دن ہے۔ اس کے بعد کا دن تمہارا ہے۔ پھر اس کے بعد کا دن نصرانیوں کا ہے، ہاں اے یہودی تم پہلے ہو ہم بعد میں آئے ہیں مگر محشر کے روز ہمیں سبقت حاصل ہوگی۔ ہاں، اے یہودی مجھ سے پہلے کوئی نبی جنت میں نہیں جائے گا اور میری اُمت سے پہلے کوئی اُمت بہشت میں نہیں جائے گی۔

اعزازاتِ اُمتِ محمدّیہ علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ سبحانہٗ نے اس اُمت کو ان تین چیزوں سے بزرگی عطا کی ہے جن سے انبیائے کرام علیہم السلام کو بزرگی عطا فرمائی ہے۔

پہلی چیز:۔ اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ نے ہر پیغمبر کو اس کی قوم پر شاہد بنایا ہے اور اس اُمت کو تمام لوگوں پر شاہد کیا ہے۔

دوسری چیز:۔ اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے رسولانِ عظام علیہم السلام سے فرمایا کہ:

یٰٓاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ — اے جماعت مرسلین پاک چیزیں کھاؤ
وَاعْمَلُوْا صَالِحًا۔ — اور نیک عمل کرو۔

اور اس اُمت سے فرمایا کہ:۔

كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ — تم ہماری عطا کردہ پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ۔

تیسری چیز:۔ ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے کہ ہر نبی کے لئے ایک مقبول دُعا ہے اور

اس امت کے لئے فرمایا:۔

ارشادِ ربانی ہے۔

اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ تم مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔

بیان کیا گیا ہے کہ امت محمدیہ کو اللہ عزوجل نے پانچ انعامات سے سرفراز فرمایا ہے۔

پہلا انعام:۔ انہیں نحیف پیدا کیا تاکہ متکبر نہ ہوں۔

دوسرا انعام:۔ انہیں قد و قامت میں پست بنایا تاکہ خورد و نوش اور لباس کے انتظامات میں انہیں مشکلات کا سامنا نہ ہو۔

تیسرا انعام:۔ ان کی عمریں کوتاہ کردیں تاکہ یہ گناہ کم کریں۔

چوتھا انعام:۔ انہیں فقیر بنایا تاکہ عقبیٰ میں یہ حساب سے بچ جائیں۔

پانچواں انعام:۔ انہیں آخری امت بنایا تاکہ قبر میں ان کی رہائش کم ہو۔

حضرت سیدنا آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ نے امت محمدیہ کو تین ایسے انعامات سے سرفراز فرمایا ہے جن سے مجھے سرفراز نہیں فرمایا گیا۔

پہلا انعام:۔ میری توبہ مکہ مکرمہ میں قبول ہوئی اور امت محمدیہ جہاں بھی توبہ کرتی ہے اُسے وہیں شرف قبولیت عطا ہوتا ہے۔

دوسرا انعام:۔ مجھ سے جب کبھی گناہ سرزد ہوا تو میرے اور میری اولاد کے درمیان علیٰحدگی کی گئی اور امت محمدیہ گناہ کرتی ہے تو ان کے اور اُن کی اولاد کے مابین علیٰحدگی نہیں ہوتی۔

تیسرا انعام:۔ مجھ سے جب کبھی گناہ سرزد ہوا تو مجھے وہاں سے نکال دیا گیا اور امتِ محمدیہ جنت سے باہر گناہ کرتی ہے مگر توبہ کرنے پر انہیں بہشت میں داخل کیا جائے گا۔

مختلف نمازوں کی حقیقت مکاشفہ:

حضرت شیرِ خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مہاجرین و انصار کے مابین تشریف فرما تھے کہ یہودیوں کی ایک جماعت نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ

علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہم آپ سے ان کلمات کے متعلق سوال کرتے ہیں جو حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کے علاوہ کسی نبی و رسول اور مقرب ملائکہ کو عطا نہیں ہوئے۔ آپ نے فرمایا دریافت کیجئے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ان نمازوں کے متعلق ارشاد فرمائیں جو اللہ عزّوجل تبارک و تعالیٰ نے آپ کی اُمت پر فرض کی ہیں۔ تاجدارِ مدینہ سرور سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز ظہر اس لئے فرض کی کہ جب آفتاب ڈھلتا ہے تو ہر چیز پروردگار عالم کی تسبیح کرتی ہے۔ نمازِ عصر اس لئے فرض کی کہ اس گھڑی میں حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے درخت کا پھل کھایا تھا۔ اور نمازِ مغرب اس لئے فرض کی کہ اس گھڑی میں آدم (علیہ السلام) کی توبہ قبول کی تھی۔ اور مومن بھی ثواب کے ارادہ سے یہ نماز پڑھ کر اللہ عزّوجل سے دُعا مانگتا ہے اور اللہ عزّوجل اسے عطا فرماتا ہے اور نماز عشار تو مجھ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السّلام بھی پڑھتے تھے۔ اور نمازِ فجر اس لئے فرض کی کہ سورج شیطان کے سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے اور تمام بجائے اللہ عزّوجل اس کے سامنے سربسجود ہوتے ہیں۔ سب نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ نے سچ فرمایا ہے۔ اب یہ ارشاد فرمائیے کہ جو نماز پڑھتا ہے اس کے لئے کس قدر ثواب ہے۔ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

۱۔ نماز ظہر کے وقت دوزخ کی آگ بھڑکائی جاتی ہے اور جو مومن اس نماز کو پڑھتا ہے تو اللہ عزّوجل تبارک و تعالیٰ اسے جہنم کی آگ کے شعلوں سے محفوظ فرمائے گا۔

۲۔ نمازِ عصر کے وقت حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ممنوعہ درخت سے پھل کھایا تھا۔ پس جو مومن نمازِ عصر پڑھتا ہے تو وہ معصیت سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ آج ہی اس کی ماں نے اسے جنا ہے پھر آیۂ کریمہ پڑھی۔

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى:۔ نمازوں کی حفاظت کیجئے اور نماز وسطیٰ کی۔

۳۔ نماز مغرب کے وقت اس ساعت میں اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ نے حضرت آدم

علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توبہ قبول فرمائی تھی۔ جو مومن ثواب کے ارادہ سے اس نماز کو پڑھتا ہے اور پھر بارگاہِ رب العالمین جل مجدہ الکریم سے جو سوال کرتا ہے اسے عطا کیا جاتا ہے۔

۴۔ نمازِ عشاء۔ پس یاد رکھیئے کہ قبر اندھیری ہے اور محشر کا روز بھی تاریک ہے اور جو مومن تاریک شب میں چل کر نمازِ عشاء پڑھتا ہے اللہ عزّوجل اس پر جہنم حرام کر دیتا ہے۔ اور اسے ایسا نور عطا کیا جائے گا جس کی روشنی میں وہ پُلصراط پار کرے گا۔

حضور سیدِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مزید فرمایا کہ مومن چالیس روز تک فجر کی نماز با جماعت پڑھتا ہے تو اللہ عزّوجل اسے دو آزادیاں عطا فرماتا ہے۔

پہلی آزادی :۔ جہنم کی آگ سے آزادی۔

دوسری آزادی :۔ نفاق سے آزادی۔

اس جماعت نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ نے سچ فرمایا نیز یہ بھی ارشاد فرمایئے کہ آپ کی اُمت پر اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ نے تیس روزے کیونکر فرض کئے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا آدم علیہ السلام نے جو پھل کھایا تھا اس کا اثر آخر تیس دن آپ کے شکم میں باقی رہا۔ اس لئے کہ اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ نے ان کی اولاد پر تیس دن بھوکا رہنے کو فرض قرار دیا۔ اور جو وہ رات کو کھاتے ہیں تو یہ اجازت اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ نے مخلوق کو اپنے فضل وکرم سے عطا کی ہے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ نے بجا فرمایا ہے۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اب آپ ارشاد فرمایئے کہ آپ کی اُمت کے روزوں کا کیا ثواب ہے۔ آپ نے فرمایا جو شخص رمضان المبارک کے مہینہ میں دن کے وقت ثواب کے ارادہ سے روزہ رکھتا ہے تو اللہ عزّوجل اسے سات خصائل سے سرفراز فرماتا ہے۔

پہلی خصلت :۔ اس کے جسم کا حرام گوشت پگھل جاتا ہے۔

دوسری خصلت :۔ اسے اللہ عزّوجل کی رحمت کا قرب عطا کیا جاتا ہے۔

تیسری خصلت :۔ اسے اللہ عزّوجل کی طرف سے بہترین اعمال کی عنایت عطا کی جاتی ہے۔

چوتھی خصلت :۔ اسے بھوک اور پیاس سے محفوظ کیا جاتا ہے۔

پانچویں خصلت :۔ اس پر عذاب قبر سہل کر دیا جاتا ہے۔

چھٹی خصلت :۔ اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ اسے محشر کے روز ایسا نور عطا فرمائیں گے جس کے ذریعہ وہ پلصراط سے آسانی کے ساتھ گذر جائیں گے۔

ساتویں خصلت :۔ اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ اسے جنت میں بے شمار عزت واکرام سے سرفراز فرمائیں گے۔

انہوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے بجا فرمایا۔

اور پھر انہوں نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اب آپ یہ ارشاد فرمائیے کہ آپ کو دوسرے پیغمبروں پر کس قدر فضیلت حاصل ہے؟ حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ

"ہر پیغمبر نے اپنی قوم کی تباہی کے لئے بد دُعا کی ہے جب کہ میں نے اپنی دُعا اپنی اُمت کے لئے ذخیرہ کر رکھی ہے اور وہ دُعائے شفاعت ہے۔"

انہوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ نے سچ فرمایا اور ہم شاہد ہیں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔

تورات میں امتِ محمدیہ کی فضیلت واہمیت

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی بعض تختیوں میں پڑھا ہے اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ وہ دو رکعات جو حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء اور آپ کی اُمت پڑھتے ہیں۔ یہ فجر کی نماز ہے جو اس نماز کو پڑھتا ہے تو میں اس کے اس دن اور رات کے تمام گناہوں کو بخش دیتا ہوں اور وہ میری حفاظت میں ہوتا ہے۔ اے موسیٰ وہ چار رکعات جو حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی اُمت پڑھتے ہیں۔ یہ ظہر کی نماز ہے۔ اس کی پہلی رکعت میں ان کے لئے بخشش ہے۔ دوسری

رکعت میں ان کے میزانِ عمل کو بھاری کر دیتا ہے۔ تیسری رکعت میں ملائیکہ کو ان پر موکل بنا دیتا ہوں۔ جو ان کے لئے تسبیح و استغفار کرتے ہیں۔ چوتھی رکعت میں ان کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور جنت کی حوریں انہیں دیکھتی ہیں۔ اے موسیٰ وہ چار رکعات جو حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی اُمت کے لوگ پڑھتے ہیں۔ یہ عصر کی نماز ہے۔ اور آسمان اور زمین کے تمام فرشتے ان کے لئے استغفار کرتے ہیں اور جن کی بخشش کے لئے ملائیکہ دُعا کریں انہیں عذاب نہیں دیا جاتا۔ اے موسیٰ وہ تین رکعات حضرت احمد اور ان کی اُمت پڑھتے ہیں۔ یہ مغرب کی نماز ہے۔ جب سورج غروب ہوتا ہے تو ان کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور وہ جو بھی سوال کرتے ہیں ان کی حاجت پوری کی جاتی ہے۔ اے موسیٰ وہ چار رکعات جو حضرت احمد اور اُن کی اُمت شفق کے غائب ہونے کے بعد کی نماز پڑھتے ہیں۔ یہ ان کے لئے تمام دُنیا سے بہتر ہے اور وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتے ہیں جیسے ان کی ماں نے انہیں معصوم جنا تھا۔ اے موسیٰ حضرت احمد اور ان کی اُمت میرے حکم کے تحت وضو کرتے ہیں، تو پانی کے گرنے والے ہر قطرہ کے عوض انہیں ایسی جنت عطا فرماتا ہوں جس کی چوڑائی زمین و آسمان کے برابر ہے۔

اے موسیٰ حضرت احمد اور آپ کی اُمت ہر سال رمضان میں ایک مہینہ کے روزے رکھتے ہیں تو انہیں ہر دن کے روزے کے عوض میں جنت میں ایک شہر عطا کرتا ہوں۔ اور نفلی نیکی کے ہر عمل پر انہیں ایک فرض کا اَجر و ثواب عطا فرماتا ہوں۔ اور میں نے رمضان میں ایک رات بنائی ہے جو شخص اس رات صدقِ دل سے ندامت کے ساتھ ایک دفعہ استغفار کرتا ہے یا جو شخص اس رات یا اس مہینہ میں وصال کر جاتا ہے تو اسے تین شہیدوں کا اَجر عطا فرماتا ہوں۔ اے موسیٰ اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء میں ایسے لوگ ہیں جو ہر بلندی پر پہنچ کر شہادت دیتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تو انہیں انبیائے کرام علیہم السلام جیسا ثواب عطا کیا جاتا ہے اور ان پر میری رحمت واجب ہو جاتی ہے۔ اور میرا غضب ان سے دُور ہو جاتا ہے۔ اور ان میں سے ایک پر بھی اس وقت تک توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوگا۔ جب تک وہ یہ کہتے رہیں گے کہ اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ

کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی امت کو بلایا جائے گا۔ پھر ان سے دریافت کیا جائے گا کہ کیا آپ نے رسالت کا پیغام پہنچایا تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام بارگاہِ الٰہی میں عرض کریں گے اے اللہ العالمین ہاں میں نے پیغام پہنچایا تھا۔ پھر آپ کی قوم سے دریافت کیا جائے گا کہ کیا نوح علیہ السلام نے اللہ عزوجل کا پیغام تمہیں پہنچایا تھا؟ وہ کہیں گے نہیں۔ واللہ۔ اگر آپ نے ہماری طرف سول بھیجا ہوتا تو ہم تیری آیات کی اتباع کر کے اہل ایمان میں شمار ہو جاتے۔ انہوں نے ہمیں آپ کا کوئی پیغام نہیں پہنچایا۔ پھر اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام سے فرمائیں گے کہ ان لوگوں کا یہ خیال ہے کہ آپ نے انہیں کوئی تبلیغ نہیں کی۔ کیا اس بات پہ آپ کے پاس کوئی گواہ ہے؟ حضرت نوح علیہ السلام عرض کریں گے ہاں ہے۔ پھر دریافت کیا جائے گا کہ کون گواہ ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام بارگاہِ خداوندی میں عرض کریں گے امتِ محمدیہ میری گواہ ہے۔ چنانچہ انہیں بلا کر دریافت کیا جائے گا۔ تو امت محمدیہ کہے گی ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو تیرا پیغام پہنچایا تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کہے گی کہ تم ہماری گواہی کیسے دے سکتے ہو ہم سب سے پہلی امت ہیں اور تم سب سے آخری امت ہو۔ امت محمدیہ کہے گی ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ نے ہماری طرف رسول کو معبوث فرمایا اور ان پر کتاب نازل فرمائی اس میں یہ تمہارا واقعہ موجود ہے۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم سب سے آخر ہیں لیکن ہم محشر کے روز سب سے پہلے ہوں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔ اور اسی طرح ہم نے تمہیں امت وسط بنایا ہے کہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ۔ اور رسول تم پر گواہ ہونگے۔

باب ۷۳

شوہر کے حقوق کا اظہار

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے بیان کیا کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی خدمت اقدس میں ایک اعرابی نے آکر کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم نے ایمان قبول کر لیا ہے لہٰذا مجھے کوئی ایسی چیز دکھایئے جس سے میرا یقین اور پختہ ہو جائے۔ آپ نے فرمایا تو کیا چاہتا ہے؟ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم آپ اس درخت کو بلایئے کہ وہ آپ کے پاس آجائے۔ آپ نے اس اعرابی سے فرمایا کہ جاؤ اور اس درخت کو بلا لاؤ۔ تو اس اعرابی نے درخت کے پاس جاکر کہا کہ تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا رہے ہیں۔ تو وہ درخت دائیں بائیں اور آگے پیچھے کو جھکنے لگا۔ حتیٰ کہ اس کی تمام جڑیں کھوکھلی ہو کر اکھڑ گئیں۔ اور وہ اپنی جڑوں اور شاخوں کو گھسیٹتا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام پیش کیا۔ اعرابی نے جب یہ دیکھا تو عرض گذار ہوا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرے لئے اس قدر ہی کافی ہے میرے لئے اس قدر ہی کافی ہے۔ پھر آپ نے درخت کو حکم دیا کہ وہ درخت اپنی جگہ واپس چلا جا اور اس کی جڑیں اپنی اپنی جگہ پر جاکر جڑ گئیں اور وہ پہلے کی طرح سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اعرابی عرض گذار ہوا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم مجھے اجازت مرحمت فرمایئے تاکہ میں آپ کا سر مبارک اور پاؤں مبارک چوم لوں۔ آپ نے اُسے اجازت مرحمت فرمائی تو اس نے آپ کے سر اقدس اور پاؤں مبارک کے بوسہ لے لئے پھر عرض کیا کہ آپ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں کہ میں آپ کو سجدہ کروں۔ آپ نے فرمایا تو مجھے سجدہ نہ کر بلکہ مخلوق میں سے کسی ایک کو بھی سجدہ کرنا روا نہیں ہے اگر میں سجدہ کرنے کا حق دیتا ہوں تو میں عورت ہی کو سجدے کا حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو تعظیم کا حق ادا کرنے کے لئے اسے سجدہ کرے۔ سجدہ صرف

اللہ عزّوجل کے لئے ہے جو اس کا حقدار ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ ایک عورت حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم عورت پر مرد کا کیا حق ہے؟ حضور رسالت مآب فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا اگر وہ بلائے تو انکار نہ کرے۔ اگرچہ وہ اونٹ کے کجاوے پر سوار ہو اور علاوہ ازیں رمضان المبارک اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے اور اگر رکھ لیا تو اس کا ثواب مرد کو حاصل ہوگا جب کہ اس کو گناہ ہوگا اور خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ جائے اور اگر پوچھے بغیر گھر سے نکل گئی تو ملائکہ رحمت اور ملائکہ زحمت یعنی عذاب کے فرشتے واپس آنے تک اس پر لعنت کرتے رہیں گے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عورت سے محشر کے دن سب سے پہلا سوال نماز کے بارے میں ہوگا پھر خاوند کے حقوق کے بارے میں دریافت کیا جائے گا۔

حضرت حسن نے بیان کیا کہ حضور رسالتمآب نبی مکرم رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جاتی ہے تو اس وقت تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک وہ واپس آکر اپنا ہاتھ اپنے شوہر کے ہاتھ میں نہیں دیتی اور کہے کہ میرے اس فعل پر جو چاہے سزا دے۔ نیز اگر عورت نماز پڑھ کر اپنے خاوند کے حق میں دعا نہ مانگے تو اس کی نماز مردود ہو جاتی ہے جب تک کہ اپنے خاوند کے لئے دُعا نہ مانگے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سیّد عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں خطبہ کے دوران عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تمہارے ذمہ لوگوں کے کچھ حقوق ہیں اور کچھ تمہارے حقوق ان پر ہیں۔ جو تمہارے حقوق ان پر ہیں وہ یہ ہیں کہ وہ تمہارے بستروں کی حفاظت کریں اور تمہارے ناپسندیدہ لوگوں کو اپنے گھروں میں داخل ہونے کی اجازت نہ دیں اور کھلی فاحشانہ گفتگو نہ کریں۔ اگر وہ ایسا کریں تو پھر شوہر کو اللہ عزّوجل نے اجازت دی ہے کہ وہ ایسے ہلکی سزا دے سکتا ہے اور مرد پر عورت کے حقوق یہ ہیں کہ ان کے لباس اور مناسب اخراجات کا بندوبست کرے۔

حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ وہ عورت جو پانچ نمازیں پڑھتی ہو۔ رمضان المبارک کے روزے رکھتی ہو اپنے ستر کو ڈھانپتی ہو اور اپنے خاوند کی اطاعت گزار ہو تو اسے اجازت ہے کہ وہ جس دروازے سے چاہے بہشت میں داخل ہو جائے۔

ایک حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ اگر شوہر کے ایک نتھنے سے خون اور دوسرے نتھنے سے پیپ بہہ رہی ہو اور عورت اسے چاٹ لے پھر بھی شوہر کا حق ادا نہیں ہوگا۔

باب ۷۴

بیوی کے حقوق کا اظہار

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ کسی نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا مومن کامل الایمان کون ہے؟ آپ نے فرمایا جس نے اپنی بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق دریافت کیا جائے گا۔ نگہبان وامام ہے جو لوگوں کا ولی و مختار ہے۔ وہ اپنی رعایا کے بارے میں جوابدہ ہوگا۔ غلام اپنے مالک کے مال کا نگہبان ہے تو وہ اس کے بارے میں جوابدہ ہوگا۔ عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگہبان ہے تو وہ اس بارے میں جوابدہ ہوگی۔ پس تم میں سے ہر ایک شخص نگہبان ہے اور اس سے اس کی زیرِ نگرانی چیزوں کے بارے میں سوال ہوگا۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ جو شخص مہر مثل کے بدلہ میں کسی عورت سے نکاح کرتا ہے مگر اس کا ارادہ یہ ہے کہ وہ مہر اسے ادا نہیں کرے گا تو وہ شخص زنا کا مرتکب ہوگا۔ اور جو شخص قرض لیتا ہے اور اس کا ارادہ یہ ہے کہ وہ رقم واپس نہیں کرے گا وہ چور ہے۔

حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ حضور نبی مکرم رسول معظم

احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا عورتوں کے ضمن میں میری بہتر رائے قبول کیجئے۔ وہ تمہارے پاس رہتی ہیں اور اپنی کسی چیز کی مالک و مختار نہیں ہیں اور تم نے انہیں امانتِ الٰہی جانتے ہوئے حاصل کیا ہے اور فرمان الٰہی کے تحت ہی تمہارے لئے ان سے فائدہ اٹھانا حلال ہوا ہے۔

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عورت شوہر پہ پانچ قسم کے حق رکھتی ہے۔

پہلا حق :۔ عورت کے گھر سے باہر کے تمام کام مرد کرے۔ مرد عورت کو گھر سے باہر نہ بلائے اس لئے کہ وہ عورت ہے اور عورت کا گھر سے باہر جانا گناہ اور بے مروتی ہے۔ عورت گھر کی چار دیواری ہے۔

دوسرا حق :۔ مرد عورت کو وضو۔ نماز اور روزے کے احکام کے علاوہ دوسرے ضروری مسائل سے بھی آگاہ کرے۔

تیسرا حق :۔ مرد عورت کو اکلِ حلال کھلائے کیونکہ وہ گوشت جو حرام سے پیدا ہو گا اسے جہنم میں پگھلایا جائے گا۔

چوتھا حق :۔ مرد عورت پر ظلم نہ ڈھائے کیونکہ وہ اس کے پاس امانت ہے۔

پانچواں حق :۔ اگر مرد عورت پر زیادتی کرے تو عورت اسے برداشت کر کے اسے نصیحت کرے تاکہ وہ پھر کوئی بڑا قدم نہ اٹھائے۔

بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی کا شکوہ کرنے کے لئے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے در اقدس پر پہنچا تو اس نے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیوی کی تلخ باتیں سنیں تو دل میں کہنے لگا کہ میں تو اپنی بیوی کا شکوہ کرنے کی نیت کر کے آیا تھا مگر یہاں بھی وہی سلوک ہے پس وہ واپس لوٹنے لگا مگر حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے بلا لیا اور آنے کا سبب دریافت کیا۔ تو وہ کہنے لگا کہ میں تو اپنی بیوی کا شکوہ کرنے کے لئے آیا تھا مگر اب آپ کی بیوی کی گفتگو سن کر میں واپس لوٹ رہا ہوں حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس سے اس لئے درگذر کرتا ہوں کہ اس کے مجھ پر کچھ

حقوق ہیں، وہ یہ ہیں۔

پہلا حق:۔ وہ میرے اور جہنم کے درمیان حجاب ہے نیز اس لئے میرا دل حرام سے محفوظ ہے۔

دوسرا حق:۔ وہ میری محافظ ہے، یعنی جب میں گھر سے باہر جاتا ہوں تو وہ میرے مال کی نگہبان ہوتی ہے۔

تیسرا حق:۔ وہ میری خدمت کرتی ہے میرے کپڑے دھوتی ہے۔

چوتھا حق:۔ وہ میری اولاد کی تربیت کرتی ہے۔

پانچواں حق:۔ وہ آٹا گوندھ کر میرے لئے کھانا تیار کرتی ہے۔

وہ شخص کہنے لگا کہ میری بیوی بھی میرے ساتھ اسی طرح کرتی ہے پس جس طرح آپ اس سے درگذر فرماتے ہیں اسی طرح میں بھی اپنی بیوی سے درگذر کروں گا۔

حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ چار قسم کے اخراجات ایسے ہیں کہ جن کے بارے میں محشر کے روز بندہ سے کوئی حساب نہیں لیا جائے گا۔

پہلی قسم:۔ والدین پر خرچ کیا ہوا۔

دوسری قسم:۔ روزہ افطار کرنے کے لئے خرچ کیا ہوا۔

تیسری قسم:۔ سحری کے لئے خرچ کیا ہوا۔

چوتھی قسم:۔ بیوی بچوں پر خرچ کیا ہوا۔

حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دینار چار قسم کے ہیں۔

پہلی قسم:۔ فی سبیل اللہ خرچ کیا جانے والا دینار۔

دوسری قسم:۔ غرباء کو دیا جانے والا دینار۔

تیسری قسم:۔ غلام کو آزادی دلانے کے لئے دیا جانے والا دینار۔

چوتھی قسم:۔ گھر پر خرچ کئے جانے والا دینار۔

جو دینار گھر کی ضرورت کے لئے خرچ کیا جاتا ہے وہ بہت ہی اجر کا حامل ہے۔

باب ۷۵

باہمی صلح اور قطع تعلقی کا اظہار

حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مسلمان کے لئے روا نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے تین روز سے زیادہ قطع تعلق رہے۔ اگر ملاقات ہو جائے تو ایک کا چہرہ اس طرف ہو اور دوسرے کا چہرہ دوسری طرف ہو۔ ان دونوں میں سے بہتر وہ ہے جس نے پہلے سلام کیا۔

حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ حضور رسالتماب فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ باہمی تعلق کو قطع نہ کرو اور اگر ایسا کرنا ہی ضروری ہو پھر بھی تین روز سے زیادہ تعلق قطع نہ کرو اور جو مسلمان قطع تعلق کے دوران ہی لقمۂ اجل ہو جائے تو وہ دونوں بہشت میں ایک ساتھ نہیں ہوں گے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل سبحانہٗ تبارک وتعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو نبی اور شہید تو نہیں ہیں مگر ان کے لئے محشر کے روز نور کے منبر بچھائے جائیں گے اور انبیاء وشہداء بھی ان پر رشک کریں گے۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم وہ کون لوگ ہوں گے۔ فرمایا وہ صرف اللہ عزوجل کے لئے محبت کرنے والے ہوں گے۔

بیان کیا گیا ہے کہ حدیث شریف میں ہے کہ پیر وار اور جمعرات کے روز جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور سوائے مشرکین کے ہر شخص کی مغفرت ہو جاتی ہے مگر وہ شخص جو اپنے بھائی سے دشمنی رکھتا ہے اس سے کہا جاتا ہے کہ انتظار کیجئے حتیٰ کہ وہ باہمی صلح کریں اور تین روز سے زیادہ قطع تعلق رکھنے والوں کے اعمال جب اُوپر جاتے ہیں تو انہیں

رَدّ کر دیا جاتا ہے۔

حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ افضل الصلوٰت والتسلیم نے فرمایا کہ جب شعبان کی پندرہویں رات ہوتی ہے تو اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ سبحانہٗ آسمانِ دُنیا پر نزولِ اجلال فرماتا ہے اور اہل زمین پر توجہ فرماتا ہے۔ پھر تمام اہلِ زمین کی مغفرت کردی جاتی ہے سوائے کفار کے اور کینہ رکھنے والوں کے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے۔

فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبْ: پس اللہ عزّوجل آتا ہے ان کے پاس دریں حالت کہ وہ حساب نہیں لیتا۔

یعنی ان کے پاس اللہ عزّوجل کا حکم آیا۔

نامقبول نماز کا انکشاف

حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ پانچ قسم کے لوگوں کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

پہلی قسم:۔ وہ عورت جس پر اس کا خاوند ناراض ہو۔

دوسری قسم:۔ وہ غلام جو اپنے آقا سے بھاگ گیا ہو۔

تیسری قسم:۔ وہ قطع تعلق کرنے والا جو تین دن سے زیادہ دن اپنے بھائی سے بات نہ کرے۔

چوتھی قسم:۔ ہر وقت شراب پینے والا۔

پانچویں قسم:۔ وہ امام جس کی اقتداء میں لوگ نماز پڑھنا ناپسند کریں۔

حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں آسان سا صدقہ بتادوں جو بارگاہِ الٰہی میں بھی پسندیدہ ہے۔ عرض کیا ہاں یارسول اللہ! فرمایئے۔ فرمایا ان لوگوں کے درمیان صلح کرا دیا کرو جو باہم قطع تعلق کئے ہوئے ہوں۔

حضرت سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس کا درجہ نماز۔ روزے اور صدقے سے بھی افضل

ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ضرور بتائیے۔ فرمایا۔

"جو لوگ قطع تعلق کئے ہوئے ہوں ان کے درمیان صلح کرا دیجئے"۔

بیان کیا گیا ہے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیان کیا کہ جو شخص آٹھ باتوں سے عاجز آجائے اسے دوسری آٹھ باتیں اپنا لینی چاہئیں۔ تو اسے پہلی آٹھ باتوں کی فضیلت بھی حاصل ہو جائے گی۔ وہ باتیں یہ ہیں۔

پہلی بات:۔ وہ شخص جو روزہ نہیں رکھتا مگر اس کا گمان یہ ہے کہ روزے کا ثواب حاصل ہو جائے تو وہ اپنی زبان کو قابو میں رکھے۔

دوسری بات:۔ جو شخص یہ گمان رکھتا ہو کہ اسے نماز تہجد کا ثواب مل جائے مگر وہ سویا رہا تو وہ دن میں گناہ نہ کرے۔

تیسری بات:۔ جو شخص علماء کا درجہ حاصل کرنا چاہتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ تفکر کرے۔

چوتھی بات:۔ جو شخص مجاہدوں اور غازیوں کا درجہ حاصل کرنا چاہتا ہے مگر بیٹھا ہوا گھر میں ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ شیطان کے خلاف جہاد کرے۔

پانچویں بات:۔ جو شخص صدقے کا ثواب حاصل کرنا چاہتا ہے مگر صدقہ نہیں دے سکتا تو اس پر لازم ہے کہ وہ لوگوں کو تعلیم دے۔

چھٹی بات:۔ جو شخص حج کا ثواب حاصل کرنا چاہتا ہے مگر وسائل حج نہیں رکھتا اس پر ضروری ہے کہ وہ جمعہ پابندی سے پڑھے۔

ساتویں بات:۔ جو شخص عابدین جیسا ثواب چاہتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ لوگوں کے درمیان صلح کرائے۔ اور لوگوں کے درمیان دشمنی اور بغض پیدا نہ کرے۔

آٹھویں بات:۔ جو شخص ابدالوں جیسی فضیلت کا خواہاں ہو تو اسے اپنے سینے پر اپنا ہاتھ رکھنا چاہیئے۔ اور اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا جب اللہ رب العالمین جل مجدہ

الکریم اولین و آخرین کو جمع کریں گے تو ایک منادی ندا کرے گا کہاں ہیں اہلِ فضیلت؟ تو لوگوں میں سے کچھ گردنیں بلند ہوں گی اور وہ جنت میں جانا چاہئیں گے۔ پس ملائیکہ ان سے ملاقات کر کے کہیں گے کہاں جانے کی نیت ہے؟ تو وہ جواب دیں گے ہم جنت میں جا رہے ہیں۔ ملائیکہ کہیں گے کیا حساب سے بھی پہلے؟ وہ کہیں گے ہاں حساب سے بھی قبل۔ ملائیکہ کہیں گے تم کون ہو۔ وہ جواب دیں گے ہم اہلِ فضیلت ہیں۔ ملائیکہ دریافت کریں گے دُنیا میں تمہاری کیا فضیلت تھی؟ وہ جواب دیں گے کہ جب کوئی زیادتی کرتا تھا تو ہم برداشت کرتے تھے اور کوئی بُرا سلوک کرتا تھا تو ہم انہیں معاف کر دیتے تھے۔ تب ملائیکہ کہیں گے تم جنت میں چلے جاؤ۔ ایسے عاملین کا یہی ٹھکانا ہے۔

پھر منادی ندا کرے گا کہ صابر کہاں ہیں؟ تو ایک جماعت کھڑی ہو کر بہشت کی طرف جائے گی تو ملائیکہ ان سے کہیں گے کہاں کے ارادے ہیں؟ تو وہ جواب دیں گے ہم بہشت میں جا رہے ہیں۔ ملائیکہ کہیں گے کیا حساب سے بھی قبل؟ وہ کہیں گے ہاں! ملائیکہ کہیں گے تم کون ہو؟ وہ کہیں گے ہم صابر ہیں ملائیکہ کہیں گے تم کس قدر صابر تھے؟ وہ جواب دیں گے ہمارا صبر یہ ہے کہ ہم نے اپنے نفوس کو اطاعتِ الٰہی کا خوگر بنایا اور اللہ عزّوجل کی معصیت سے روکے رکھا اس پر ملائیکہ کہیں گے تم بہشت میں چلے جاؤ جو صالح اعمال کرنیوالوں کا بہترین ٹھکانہ ہے۔

پھر منادی ندا کرے گا کہ اللہ عزّوجل کے ہمسائے کہاں ہیں؟ تو ایک جماعت کھڑی ہو کر جنت کی طرف چلے گی۔ تو ملائیکہ ان سے دریافت کریں گے کہاں جا رہے ہو؟ وہ کہیں گے جنت کی طرف جا رہے ہیں۔ ملائیکہ دریافت کریں گے۔ کیا حساب سے بھی قبل؟ وہ کہیں گے ہاں۔ ملائیکہ کہیں گے تم کون ہو؟ وہ کہیں گے ہم اللہ عزّوجل کی زمین میں اس کے ہمسائے تھے۔ ملائیکہ کہیں گے کس طرح ہمسائے تھے۔ وہ کہیں گے ہم اللہ عزّوجل کے لئے ہی محبت کرتے ہیں اور اللہ عزّوجل کے لئے ہی خرچ کیا کرتے تھے۔ اور اللہ عزّوجل کے لئے ہی باہم ملاقات کرتے تھے۔ اس پر ملائیکہ کہیں گے کہ تم بہشت میں چلے جاؤ۔ ایسے عاملین کا یہی ٹھکانا ہے۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ محشر کے روز اللہ عزّوجل مجدہ الکریم فرمائیں گے مجھ سے محبت کرنے والے کہاں ہیں مجھے اپنی عزت و بزرگی کی قسم ! میں آج ان پر سایہ کروں گا حالانکہ آج کے دن سوائے میرے سائے کے کوئی دوسرا سایہ نہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جو شخص دو آدمیوں کے درمیان صلح کرا دیتا ہے اللہ عزوجل اسے اس کے ایک ایک لفظ پر ایک ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عنایت کریں گے۔

حضرت ابوبکر درّاق نے بیان کیا کہ اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ سبحانہٗ نے انبیائے کرام علیہم السلام کو بھیجا تاکہ وہ مخلوق کو اپنی طرف بلائیں۔ اور ان سے چار چیزوں کا مطالبہ کریں۔

پہلی چیز :۔ زبان

دوسری چیز :۔ دل

تیسری چیز :۔ تمام اعضاء

چوتھی چیز :۔ اخلاق

پھر ان میں سے ہر ایک سے دو چیزوں کا مطالبہ کریں یعنی دل سے مطالبہ کریں کہ اللہ عزّوجل کے حکموں کی تعظیم کرے اور مخلوقِ الٰہی پر شفقت کرے۔ زبان سے مطالبہ کریں۔ کہ وہ ہمیشہ اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ کا ذکر کرے اور مخلوق کی خدمت و مدارت کرے۔ تمام اعضاء سے مطالبہ کریں کہ اللہ عزوجل کی عبادت کریں اور وہ مسلمانوں کی مدد کرے۔ اور اخلاق کا یہ مطالبہ ہے کہ وہ اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ کے فیصلوں پر راضی رہے اور مخلوق کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے اگر ایزا پہنچے تو صبر سے کام لے۔

حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ یاد رہے کہ دین تو بھلائی کا نام ہے۔ تین بار ایسے ہی فرمایا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ! دین کس کے لئے اخلاص ہے ؟ فرمایا اللہ عزّوجل کے لئے۔ اس کے رسولانِ عظام کے لئے۔ اس کی کتاب کے لئے۔ مسلمانوں کے امام کے لئے۔ اور عام مومنین کے لئے۔

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ کے لئے اخلاص یہ ہے کہ تو اس پر ایمان لائے اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائے۔ اور جس چیز کا حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کرے اور جس چیز سے روکا گیا ہے اس سے منع ہو جائے۔ پھر لوگوں کو بھی اس طرف بُلائے اور ان کی رہبری کرے۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اخلاص یہ ہے کہ اس کی سنت پر عمل کرے اور لوگوں کو اس طرف بُلائے۔ کتاب اللہ کے ساتھ اخلاص یہ ہے۔ کہ اس پر ایمان رکھے۔ اس کی تلاوت کرے۔ اس میں دیئے گئے احکامات پر عمل کرے۔ اور لوگوں کو بھی اس طرف دعوت دے۔ امام کے لئے اخلاص یہ ہے کہ ان کے خلاف تلوار سونت کر خروج نہ کرے بلکہ ان کے لئے عدل و انصاف کی دُعا کرے اور لوگوں کو اس طرف بُلائے۔ عوام الناس کے لئے اخلاص یہ ہے کہ ان کے لئے وہی پسند کرے، جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ لوگوں کے ساتھ صلح اختیار کرے اور انہیں صلح ہی کی دعوت دے۔

حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ ابن طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بخشش کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو خوش رکھے۔

حضرت اُم کلثوم بنت عقبہ نے بیان کیا کہ حضور سیّد عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص ہرگز کذاب نہیں جو لوگوں میں صلح کرانے کے لئے کوئی اچھی بات کہتا ہے یا اچھی بات کو کسی سے منسوب کر کے کہتا ہے۔

یاد رہے کہ لوگوں میں صلح کرانا نبوت کے شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے اور جھگڑا کرانا جادو کے شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:-

"قیامت کے روز اللہ عزوجل عزّ اسمہٗ کے نزدیک تمام لوگوں سے افضل وہ ہو گا جو لوگوں کو دُنیا میں فائدہ پہنچاتا تھا اور محشر کے روز مقربین الٰہی وہ لوگ ہونگے جو لوگوں کے درمیان صلح کراتے ہیں۔"

باب ۷۶

بادشاہ کی ہمنشینی کا اظہار

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی سند سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ:۔

"علماء رسولانِ عظام علیہم السلام کے امین ہیں"

جب تک بادشاہ کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا نہیں رکھیں گے۔ وہ دُنیا کے کاموں میں نہیں پڑیں گے، اور جب وہ بادشاہوں کی صحبت اختیار کریں گے تو دُنیا میں پڑ جائیں گے۔ تب انہوں نے گویا رسولوں سے خیانت کی۔ پس تم ان کے پاس نہ بیٹھو اور ان سے اجتناب کرو۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ کوئی آدمی بادشاہ کے جس قدر قریب ہوتا ہے اسی قدر اللہ عزّوجل کی بارگاہ اقدس سے دُور ہو جاتا ہے۔ اور پھر اکثر شیطان ہی اس کے پیروکار ہوتے ہیں۔ نیز جس قدر زیادہ مال ہو گا اسی قدر سخت حساب ہو گا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ فتنہ والی جگہوں سے اجتناب کرو۔ دریافت کیا گیا کہ وہ کون سی جگہ ہیں؟ تو فرمایا کہ اُمراء کے دروازے ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کیا گیا کہ ہم بادشاہ کے پاس جا کر اس کی حمایت میں باتیں کرتے ہیں اور جب اس کے پاس سے نکلتے ہیں تو اس کے خلاف باتیں کرتے ہیں۔ فرمایا یہی بات تو منافقت کا پہلو ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص بادشاہ کے پاس جاتا ہے تو دین اس کے ہمراہ ہوتا ہے اور جب واپس لوٹتا ہے تو دین اس کے ہمراہ نہیں ہوتا۔ عرض

کیا گیا ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ فرمایا کہ وہ بادشاہ کو راضی کرنے کے لئے ایسی گفتگو کرتا ہے جس سے اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ سبحانہ، ناراض ہو جاتا ہے۔

ریا کار کون؟

بیان کیا گیا ہے کہ بعض متقدمین نے بیان کیا کہ جب کسی قاری کو دیکھو کہ وہ اغنیاء کے پاس آتا جاتا ہے تو جان لیجئے کہ وہ ریا کار ہے۔ اور جب کسی عالم کو دیکھو کہ وہ بادشاہوں کے دربار میں آتا جاتا ہے کہ جان لیجئے کہ وہ بیوقوف ہے۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ تین چیزیں ایسی ہیں جو اُمت کے لئے نہایت مضر ہیں۔

پہلی چیز:۔ روپے پیسے کی محبت۔

دوسری چیز:۔ سرداری کی محبت۔

تیسری چیز:۔ اُمراء کے پاس آجانا۔

جب کہ اللہ عزوجل ان سے بچنے کا حکم فرماتا ہے تو ان سے بچنا چاہیئے۔

عالم کا بادشاہ کے پاس جانا اور سزا پانا

حضرت مکحول نے بیان کیا کہ جو شخص قرآن کا علم حاصل کرتا ہے۔ دین میں تفقہ حاصل کرتا ہے۔ پھر وہ بادشاہ کے دروازے پر جا کر آؤ بھگت کرتا ہے اور بادشاہ کے سامنے عاجزی کرتا ہے۔ اسے اسی قدر ہی جہنم کی گہرائی میں پھینکا جائے گا۔ جس قدر اس کے آنے جانے کی قدموں کی مسافت بنتی ہے۔

سلامتی کا راز

حضرت میمون بن مہران نے بیان کیا کہ بادشاہ کی ہمنشینی میں خطرہ ہے۔ اگر اس کی اطاعت کی تو دین کو خطرہ ہے۔ اگر حکم نہ مانا تو جان کو خطرہ ہے۔ اور سلامتی اس میں ہے کہ اس

کے کاغذوں میں تیرا نام ہی نہ ہو۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ اگر کوئی شخص ان بادشاہ کے ساتھ رفاقت نہ رکھے اور صرف فرض پر ہی عمل پیرا رہے تو بہ ان لوگوں سے افضل ہے جو سارا دن روزہ رکھتے ہیں اور رات کو نفل پڑھتے ہیں۔ حج اور جہاد کرتے ہیں مگر بادشاہ کے پاس اُٹھتے بیٹھتے ہیں۔ ان کے لئے کوئی کہتا ہے کتنا بُرا عالم ہے کوئی کہتا ہے وہ کہاں ہے؟ جواب ملتا ہے بادشاہ کی آغوش میں ہے۔

حضرت حسن نے بیان کیا کہ حضور سیّد عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس اُمت پر اس وقت تک اللہ عزّوجل کا ہاتھ رہے گا جب تک کہ اس اُمت کے صالحین بُرے لوگوں کی تعظیم نہیں کریں گے۔ اور اچھے لوگ بُرے لوگوں کے دوست نہیں بنیں گے۔ اور قاری لوگ جب تک بادشاہ سے اُٹھنا بیٹھنا نہیں رکھیں گے۔ اور جب تک ایسا ہونا شروع ہو جائے گا تو اللہ عزّوجل ان سے اپنی برکت اُٹھالیں گے اور ان پر جابر حکمرانوں کے مسلط کر دیں گے۔ اور ان کے دلوں میں رعب بٹھادیں گے اور ان پر فاقہ کشی کا دور دورہ ہوگا۔

یاد رہے کہ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہم السلام نے علماء سے فرمایا کہ تم اصلی راہ سے بہک گئے ہو اور دُنیا کی محبت تمہارے دلوں میں جاگزیں ہے۔ جس طرح بادشاہوں نے تمہارے لئے حکمت کو ترک کر دیا ہے تم بھی ان کے لئے دُنیا داری کو ترک کر دو۔

حضرت شفیق بن سلمہ نے بیان کیا کہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہوازن والوں سے صدقات کی وصولی کے لئے بشیر بن عاصم کو مقرر کیا تو انہوں نے انکار کر دیا۔

حضرت سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے ان سے ملاقات کر کے انکار کا سبب دریافت کیا اور فرمایا کیا تم میری بات کی اطاعت خود پر ضروری نہیں سمجھتے بشیر نے کہا ضرور، لیکن میں نے حضور سیّد عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ جس شخص کو لوگوں پر حاکم بنایا جاتا ہے وہ قیامت کے روز حاضر ہو کر جہنم کے پُل پر کھڑا ہو گا اگر اس نے صالح اُمور بجالائے ہوں گے تو وہ خلاصی حاصل کرے گا اور اگر بُرے کام کئے ہوں گے تو پل پھٹ جائے گا اور ستر سال تک نیچے ہی گرتا چلا جائے گا۔ یہ سنتے ہی حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

غمزدہ اور حیران و پریشان وہاں سے نکلے تو راستہ میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے دریافت کیا کہ یہ پریشانی کا عالم کیونکر ہے۔ کہا کہ مجھے بشیر بن عاصم نے اس طرح حدیث سُنائی ہے یہ غم و پریشانی اسی سبب سے ہے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا آپ نے یہ حدیث پہلے نہیں سُنی تھی۔ کہا، نہیں۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں شاہد ہوں کہ یہی حدیث میں نے تاجدار انبیا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے۔

قاضی کے فرض منصبی

حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ حضور سیّد عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عادل قاضی کو محشر کے روز لایا جائے گا تو وہ سخت حساب و کتاب کو دیکھ کر کہے گا کاش کہ میں دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ ہی نہ کرتا یعنی قاضی نہ بنتا۔ ایک حدیث میں حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ:

"جس شخص کو قاضی مقرر کیا جاتا ہے گویا وہ بغیر چھری کے ذبح ہو جاتا ہے"۔

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت ابو جعفر دوانیقی کے ہاں گئے تو انہوں نے آپ سے کہا کہ حکومت کے معاملات میں ہماری استعانت کیجئے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں خود میں ایسی صلاحیت نہیں رکھتا۔ وہ بولے سبحان اللہ پس آپ ہماری استعانت کیجئے۔ امام ابو حنیفہ نے فرمایا اے امیر المومنین اگر میں سچا ہوں تو میں نے آپ کو بتا دیا ہے کہ میں ایسی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو پھر مسلسلہ مجھے سونپنا آپ کے لئے روا نہیں ہے۔

حضور علیہ السلام کی غیبی کیفیات

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کے لئے نکلا تو دو شخص میرے ساتھ ہو لئے۔ جب ہم حاضر

خدمت ہوئے تو ان دونوں نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہمارے ذمہ کوئی کام لگائیے۔ آپ نے فرمایا ہم کسی ایسے شخص پر کوئی کام نہیں سونپتے جو خود کام کا طالب ہو یا کام کا ارادہ کرتا ہو۔

بیان کیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے تین دفعہ فرمایا کہ نادانوں کی امارت سے میں تجھے اللہ عزوجل کی پناہ میں دیتا ہوں۔ اور میرے بعد جو اُمراء ہوں گے لوگ ان کے کذب کی تصدیق کریں گے اور ان کے مظالم کی تائید کریں گے۔ یہ لوگ مجھ سے بری ہیں اور میں ان سے بری ہوں۔

بیان کیا گیا ہے کہ حضور رسالتمآب فخرِ موجودات احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جو گوشت حرام سے بنتا ہے اس کے لئے آگ ہی بہتر ہے۔ اے کعب:

روزہ ڈھال ہے۔

صدقہ معصیت کو مٹا دیتا ہے۔

نماز قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے۔

اے کعب کچھ لوگ اس طرح صبح کرتے ہیں کہ وہ اپنے نفس کو خرید کر آزاد کر دیتے ہیں اور کچھ اسے فروخت کر کے غلامی میں دے دیتے ہیں۔

چھ باتوں سے خوفزدگی کا حصول

حضرت زادان نے بیان کیا کہ ہم حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ ان کے چبوترے پر کھڑے تھے کہ کچھ صحابہ کرام کو سامان اٹھا کر جاتے دیکھا تو دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں جو نقل مکانی کر رہے ہیں اور کیونکر کر رہے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ یہ طاعون سے بھاگ رہے ہیں۔ تو آپ نے کہا اے طاعون مجھے پکڑ لیجئے۔ اے طاعون مجھے پکڑ لیجئے۔ عرض کیا گیا آپ موت کو کیونکر بلا رہے ہیں آپ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی ہیں۔ اور آپ نے یہ بھی سُنا ہو گا کہ حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات

نے اس سے منع فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں چھ باتوں کی وجہ سے اللہ عزّوجل تبارک و تعالیٰ سے موت کا خواہاں ہوں۔ اور حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کیلئے انہی چھ باتوں سے خوفزدہ تھے۔

پہلی بات :۔ لڑکوں کی حکمرانی۔

دوسری بات :۔ کثرت سے شرائط لگانا۔

تیسری بات :۔ رشوت لے کر فیصلہ کرنا۔

چوتھی بات :۔ قطع تعلقی کرنے۔

پانچویں بات :۔ غیر ذمہ داری اور وعدہ خلافی۔

چھٹی بات :۔ راگ رنگ سے قرآن خوانی۔

بیان کیا گیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ابن ہبیرہ کے دروازے سے گذر ہوا تو دیکھا کہ وہاں قراء حضرات کا اجتماع ہے۔ آپ نے انہیں خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے قراء حضرات ! تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ اہل تقویٰ لوگوں کے بیٹھنے کی جگہ نہیں ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ اے لوگو ! تم مالداروں کی ہمسائیگی سے۔ درباری علماء کرام سے اور بازاری قراء سے اجتناب کیجئے۔"

بیان کیا گیا ہے کہ قاضی عیسیٰ بن موسیٰ نے ابن شبرمہ سے ملاقات کے وقت کہا کہ تم ہمارے یہاں کیوں نہیں آتے۔ ابن شبرمہ کہنے لگا کہ میں وہاں آکر کیا کروں گا۔ تیری صحبت میں فتنہ ہے۔ اگر میں تیری صحبت میں بیٹھ کر دور ہوا تو تُو مجھے تکلیف دے گا اس لئے دور رہنا بہتر ہے۔ نہ ہی تیرا خوف ہے اور نہ ہی تجھ سے کوئی اُمید ہے۔

حضرت ابن عباس کا فرمان حقیقت یزدان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ :۔

بادشاہوں کے دروازوں سے اجتناب کیجئے۔ کیونکہ تم ان کی دُنیا کو کچھ بھی ضرر نہیں

پہنچا سکتے مگر وہ تمہاری آخرت کے لئے ضرر رساں ہو سکتے ہیں۔ ان سے اجتناب ہی افضل ہے۔"

بعض متقدمین نے فرمایا کہ بادشاہوں کے درباری کی حاضری تجھے تین باتوں میں پھنسا دے گی۔

پہلی بات:۔ تو انہیں خوش کرنے کے لئے ہر طرح کی قربانی دے گا

دوسری بات:۔ تو ان کی دُنیا داری کی باتوں کی تعظیم کرے گا۔

تیسری بات:۔ تو ان کے ہر عمل کو بہتر عمل کہے گا۔

لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

باب ۷۷

بیمار اور بیمار پرسی کے فضائل کا اظہار

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی سند سے حضرت عطا ابن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا کہ حضور سید الرسل امام السبل فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ بندہ جب بیمار ہوتا ہے تو اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ اس کی طرف دو ملائکہ بھیجتا ہے کہ دیکھئے میرے بندے اپنی تیمارداری کرنے والوں سے کیا کہتے ہیں۔ جب تیماردار اس کے پاس آتے ہیں تو اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا ہوتا ہے۔ ملائکہ اس کی یہ بات بارگاہِ خداوندی میں پہنچاتے ہیں حالانکہ اللہ عزوجل خود بھی علیم ہے۔ پس اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ سبحانہٗ فرماتا ہے کہ میرے بندے کو بتا دیجئے کہ اگر ہم نے اسے موت دے دی تو بہشت میں اس کا ٹھکانہ ہو گا۔ تو اسے اس کے گوشت کے بدلے بہتر گوشت اور اس خون کے بدلے خون عطا کیا جائے گا اور اس کے گناہوں کو باطل کر دیا جائے گا۔

حضرت سعید بن وہب نے بیان کیا کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ان کے دوست کے پاس پہنچا تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

"اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ عزاسمہ اپنے مومن بندے کو کسی آزمائش میں مبتلا کر کے پھر اسے عافیت عطا فرماتے ہیں تو یہ ابتلا اس کی پہلی زندگی کے لئے کفارہ اور باقی زندگی کے لئے معافی کا موجب بن جاتی ہے لیکن جب اللہ عزوجل کسی گنہگار بندے کو مصیبت میں مبتلا کر کے اسے عافیت عطا فرماتا ہے تو یہ ابتلا اس اُونٹ کی طرح ہے جسے اس کے مالک نے باندھ رکھا تھا اور پھر اُسے چھوڑ دیا اور اُونٹ نہیں جانتا کہ اسے کیونکر باندھا گیا اور کیونکر چھوڑ دیا۔"

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں حضور تاجدار مدینہ سرور سینہ احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس وقت آپ پر بخار کی شدت تھی۔ میں آپ کو ہاتھ لگا کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ سخت بیمار سے ہیں۔ فرمایا مجھے اسی قدر بخار ہے جتنا کہ تم جیسے دو آدمیوں کو ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ کو ثواب بھی تو دگنا ہی ملے گا۔ آپ نے فرمایا ہاں اور مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اور خطۂ زمین پر جو مسلمان بیمار ہوتا ہے تو اس کے گناہ درخت کے پتوں کی طرح جھڑتے ہیں۔

رُوح کی پکار

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

"جب کوئی مومن بیمار ہوتا ہے تو اس کے اندر سے رُوح پکار کر کہتی ہے اے بخار تو اس نفس مومنہ سے کیا چاہتا ہے۔ بخار جواب دیتے ہوئے کہتا ہے اے پاکیزہ رُوح یہ تیرا نفس پاک تھا مگر گناہوں اور خطاؤں نے اسے زنگ لگا دیا ہے اور اس کی صفائی کر رہا ہوں۔ تو رُوح اسے تین بار کہتی ہے پھر زیادہ قریب ہو کر پاک صاف کر۔"

بیان کیا گیا ہے کہ مہاجرین صحابہ میں سے ایک صحابی نے بیان کیا کہ اس نے ایک بیمار کی تیمارداری کی اور فرمایا میں نے سُنا ہے کہ مریض کو مرض کے دوران چار باتیں نصیب ہوتی ہیں۔

پہلی بات:۔ اس سے قلم اُٹھا لیا جاتا ہے۔

دوسری بات:۔ اسے تندرستی میں کئے جانے والے عمل کے ثواب کی طرح ثواب ملتا رہتا ہے۔

تیسری بات:۔ اس کے جوڑوں سے تمام گناہوں کو نکال لیا جاتا ہے۔

چوتھی بات:۔ اگر مر گیا تو مغفرت پا گیا اگر زندہ رہا پھر بھی بخشا جائے گا۔

بخار کی ہیئت عجوبہ کا انکشاف

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ :
"جب اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ کسی مومن بندے کو بخار میں مبتلا کرتا ہے تو بائیں جانب والے فرشتے کو فرماتا ہے اب بھی میرے بندے کے اچھے عمل لکھو جس طرح وہ تندرستی میں عمل کیا کرتا تھا۔ اس لئے اب وہ ہماری رکاوٹ میں ہے۔"

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ :
"ایک دن حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی خدمت میں بخار ایک سیاہ عورت کی شکل حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا تو کون ہے؟ بخار نے کہا میں ابن ملدم ہوں۔ آپ نے فرمایا اے ابنِ ملدم تو کیا کرتی ہے۔ کہنے لگی میں گوشت کھاتی ہوں اور خون پیتی ہوں اور میری گرمی دوزخ کے شعلوں سے ہے۔ تو آپ نے جان لیا کہ یہ بخار ہے۔ اُم ملدم نے عرض کرتے ہوئے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے پیاروں کے پاس بھیج دیجئے۔ آپ نے اسے انصار کے پاس بھیج دیا۔ چنانچہ بخار نے اسے سات روز تک جکڑے رکھا، پھر انہوں نے ایک آدمی کو دُعا کے لئے حضور سیدِ عالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ آپ نے دُعا کی تو بخار جاتا رہا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب بھی انصاریوں کو دیکھتے تو فرماتے میں اس قوم کو خوش آمدید کہتا ہوں جن کو رب تعالیٰ عزّوجل نے پاک کر دیا ہے۔"

اللہ ہی کھلاتا پلاتا ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اپنے مریضوں کو کچھ خورد ونوش کے لئے مجبور نہ کرو بے شک اللہ عزوجل ہی انہیں کھلاتا پلاتا ہے"۔

بیان کیا گیا ہے کہ حضور نبی آخر الزمان احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ:۔

"مریض تسبیح میں اور اس کا کراہنا تہلیل میں شمار ہوتا ہے اور مرض کی حالت میں تندرستی جیسے اعمال لکھے جاتے ہیں"۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ چار آدمی ایسے ہیں جو پھر سے عمل کا آغاز کرتے ہیں۔

پہلا آدمی:۔ تندرستی کے بعد مریض۔

دوسرا آدمی:۔ اسلام لانے کے بعد مشرک۔

تیسرا آدمی:۔ ایمان واحتساب کے ساتھ جمعہ پڑھ کر لوٹنے والا۔

چوتھا آدمی:۔ اکل حلال سے حج کرنے والا۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے کہ تین باتیں نیکی کے خزانوں میں سے ہیں۔

پہلی بات:۔ مرض کو پوشیدہ کرنا۔

دوسری بات:۔ صدقہ کو پوشیدہ کرنا۔

تیسری بات:۔ مصیبت کو پوشیدہ کرنا۔

بیماری کا خطاؤں کو باطل کرنا

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیمار تھے اور حضور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات تیمارداری کے لئے گئے اور فرمایا کہ تیرے لئے بستر میں تین باتیں ہیں۔

پہلی بات:۔ بارگاہِ خداوندی سے تیری یاد دہانی۔

دوسری بات:۔ پہلے گناہوں کا کفارہ۔

تیسری بات:۔ مصیبت زدہ کی دعا کا شرفِ قبولیت ہونا جس قدر ہو سکے بارگاہِ الٰہی میں دعا مانگے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیماری کا ثواب نہیں لکھا جاتا کیونکہ ثواب کا دارومدار اعمال پر ہے لیکن بیماری اس کی خطاؤں کو باطل کر دیتی ہے ۔

الحاصل کلام

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ثواب بیماری پر نہیں لکھا جاتا بلکہ تندرستی کی حالت میں جو وہ عمل کرتا تھا چونکہ وہ بیماری کی وجہ سے عمل کرنے سے اب عاجز ہے اور اللہ عزّوجل علیم وخبیر ہے کہ اگر وہ صحیح ہوتا تو پہلے کی طرح عمل ضرور کرتا۔ اس لئے ان اعمال کا ثواب اس کے لئے لکھا جاتا ہے۔ نیز اگر وہ توبہ کرے تو یہ بیماری اس کی خطاؤں کا کفارہ بن جاتی ہے اور توبہ کرنے کے بجائے اگر وہ یہ ارادہ کرے کہ بیماری سے تندرست ہوتے ہی پہلے جیسے کام کرے گا تو یہ گناہوں کا کفارہ نہیں ہوگی۔

ارشادی نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔

"بخار جہنم کی آگ سے ہر مومن کا حصہ ہے۔"

بیماری سے پاکیزگی کا حصول

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ اپنی عزت وجلال کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ میں اس وقت تک کسی بندے کو دُنیا سے نہیں اُٹھاتا جب تک کہ میں اپنی رحمت کے صدقے اسے گناہوں سے پاکیزہ نہیں کر لیتا۔ چہ جائیکہ اس کے جسم میں بیماری لا کر یا اس کی معاش میں تنگی کر کے پھر بھی اس کے کچھ گناہ بچ جاتے ہیں تو اس پر موت کو سخت کر دیتا ہوں حتیٰ کہ وہ میرے پاس اس طرح آتا ہے جیسے اسے اس کی ماں نے پاکیزگی میں جنا تھا۔ اور اس بندے کو جسے عذاب دینا مقصود ہوتا ہے اس وقت تک دُنیا سے نہیں اُٹھاتا جب تک کہ اُسے اس کے عمل کی جزا نہ دے دوں، وہ اس طرح کہ اس کے جسم کو عطا کرتا ہوں اس کا رزق کشادہ کر دیتا ہوں۔ پھر بھی کچھ رہ جائے تو موت میں

آسانی کے ذریعے اجر دے دیتا ہوں۔ حتیٰ کہ وہ میرے پاس اس طرح آتا ہے کہ اس کے پاس کوئی نیکی نہیں ہوتی۔

حضرت عاصم احول کا بیان ہے کہ ہم یہ بات پچاس برس سے کہہ رہے ہیں کہ بندہ جب بیماری کی حالت میں موت کے قریب ہو جاتا ہے تو وہ اپنی مصیبت سے اس روز کی طرح پاک ہو جاتا ہے جس روز اس کی ماں نے اُسے جنا تھا۔ اور اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ سبحانہٗ فرماتا ہے کہ میرے بندے کے لیئے وہی عمل لکھو جو وہ تندرستی میں کیا کرتا تھا۔ حتیٰ کہ ہم اس کی رُوح نکال لیں یا اسے تندرست کر دیں۔

حضور سید العالمین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مریض کی تیمارداری کرتا ہے رحمت ہمیشہ اس کے شاملِ حال رہتی ہے۔ اور جب وہ مریض کے قریب بیٹھتا ہے تو گویا وہ رحمت میں غوطہ زن ہوتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ حضور رسالتمآب فخر موجودات علیہ افضل الصلوٰۃ التسلیمات نے فرمایا جس نے مریض کی تیمارداری کی گویا اس نے ایک دن کا روزہ فی سبیل اللہ رکھا اور وہ دن بھی سات سو دنوں کے برابر ہے۔ اور جو شخص جنازے کے پیچھے چلا تو اس نے بھی گویا اللہ کی راہ میں ایک روز کا روزہ رکھا اور وہ بھی سات سو یوم کے برابر ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت اُم درداء رضی اللہ عنہا سے اپنی سنگدلی کا شکوہ کیا۔ اُم درداء نے فرمایا یہ تو بہت بڑی بیماری ہے لیکن تم مریض کی تیمارداری۔ جنازے کے ساتھ چلنا اور قبروں کی طرف جھانکنے کو اپنا معمول بنا لو۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا اور خود کو نرم دل پایا۔ پھر اُم درداء کے پاس گیا اور کہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ عزّوجل تمہیں اچھا بدلہ دے۔

باب ۷۸

نفل نماز کی فضیلت کا اظہار

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کے لئے تین چیزیں ہیں۔

پہلی چیز:۔ نمازی کو پاؤں سے لے کر آسمان کے کناروں تک فرشتے گھیر لیتے ہیں۔

دوسری چیز:۔ نمازی کو آسمان کے کناروں سے اس کے سر کی چوٹی تک بھلائی برستی ہے۔

تیسری چیز:۔ اگر فرشتہ ندا کرتا ہے کہ اگر اس نمازی کو پتہ چل جائے کہ اس کی نجات کا سبب کیا ہے تو وہ نماز کو کبھی نہ چھوڑے۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے ایک سریہ میں لشکر کو بھیجا جو بہت سا مال غنیمت لے کر بہت جلد واپس آگیا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہم نے ایسا لشکر کبھی نہیں دیکھا کہ اس قدر مال غنیمت کے ساتھ اس قدر جلدی واپس آگیا ہو۔ آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں اس سے بھی جلد واپس آنے والے اور اس سے بھی زیادہ مال غنیمت لانے والے بتاؤں۔ عرض کیا گیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم۔ فرمایا جو لوگ صبح کی نماز پڑھتے ہیں پھر بیٹھ کر اللہ عزوجل کے ذکر میں مشغول رہتے ہیں یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جاتا ہے پھر وہ دو رکعت نفل اشراق پڑھتے ہیں۔ پھر گھر والوں میں لوٹ آتے ہیں۔ یہ لوگ بہت زیادہ مال غنیمت لے کر جلدی لوٹنے والے ہیں۔

حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی پاک فخر موجودات صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ اولاد آدم کا ہر فرد جو سلامتی کے ساتھ صبح سویرے اُٹھتا ہے تو اس پر اس روز کا صدقہ ہوتا ہے۔ پھر فرمایا نیز بھلائی کی طرف دعوت دینا بھی صدقہ ہے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم وہ شخص جو اپنی خواہش کو پورا کرتا ہے۔ کیا یہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے؟ آپ نے فرمایا اگر وہ اپنی خواہش حرام طریقہ سے پوری کرتا ہے تو کیا یہ اس کے لئے گناہ نہیں ہے؟ عرض کیا گیا۔ ہاں ضرور گناہ ہوتا ہے۔ پھر فرمایا اگر وہ حلال چیز سے اپنی خواہش پوری کرتا ہے تو یہ اس کے لئے صدقہ ہے پھر فرمایا کہ ان صدقات سے زیادہ ثواب یہ ہے توبہ اس کے لئے صدقہ ہے۔ پھر فرمایا کہ ان صدقات سے زیادہ ثواب یہ ہے کہ وہ چاشت کی دو رکعت نماز نفل ادا کرے۔

جاننا چاہیئے کہ حضرت ابو رافع نے بیان کیا کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ اے چچا کیا تیرے ساتھ میں بھلائی نہ کروں؟ اور کیا تجھ سے اظہار محبت نہ کروں؟ اور کیا تجھے فائدہ نہ دوں؟ عرض کیا فداک ابی و امی ضرور ایسا کیجئے آپ نے فرمایا اٹھئے اور چار رکعت نفل پڑھیئے اور ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ اور دیگر کوئی سورت پڑھیئے جب قرأت سے فارغ ہو جاؤ تو سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر: پندرہ دفعہ پڑھیئے پھر رکوع میں یہی کلمات دس دفعہ پڑھیئے۔ رکوع سے سیدھے کھڑے ہو کر پھر دس مرتبہ پڑھیئے۔ پھر پہلا سجدہ کیجئے۔ اور اس میں بھی دس دفعہ پڑھیئے پھر سجدہ سے اُٹھ کر جلسہ میں بھی دس دفعہ پڑھیئے، پھر دوسرے سجدہ میں دس مرتبہ پڑھیئے، پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو کر سب سے قبل یہ کلمات دس دفعہ پڑھیئے۔ اسی طرح ہر رکعت میں ان کی تعداد (۷۵) ہو گی اور چار رکعت میں ان کی تعداد تین سو ہو جائے گی۔ اگر تیرے گناہ بہت بڑے ریت کے ٹیلے جیسے بھی ہوں گے، پھر بھی اللہ عزوجل ان کی مغفرت فرما دے گا۔ پھر فرمایا جو شخص اسے ہر روز نہ پڑھ سکے تو اُسے چاہیئے کہ جمعہ کے روز پڑھ لیا کرے۔ اور اس قدر بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو پھر مہینہ میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کرے۔ اور اگر اتنا بھی نہ کر سکتا ہو تو پھر سال میں ایک دفعہ پڑھ لے۔

گھر میں نفل پڑھنا کیسا ہے؟

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ اگر تم میں سے کوئی ایک دو رکعت نفل کا اجر و ثواب دیکھ لے تو وہ بہت بڑے پہاڑ سے بھی بڑا دیکھے گا۔ جبکہ فرض نماز کا ثواب تو اس سے بھی بڑا ہے۔

حضرت زید بن خالد جہنی نے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو اور انہیں قبرستان نہ بناؤ۔"

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صحابی نے فرمایا کہ ایک شخص کا اپنے گھر میں نفل نماز پڑھنا لوگوں کے سامنے نفل پڑھنے سے اس قدر فضیلت رکھتا ہے جتنا کہ جماعت کے ساتھ فرض نماز ادا کرنے والے کو اکیلا پڑھنے والے پر فضیلت حاصل ہے۔

حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

"آدمی کا اپنے گھر میں نفل نماز پڑھنا نور ہے، پس اپنے گھر کو روشن کیجیے۔"

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جو شخص مغرب و عشاء کے درمیان بیس رکعت نفل پڑھتا ہے اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ اس کے اہل و عیال، مال اور دین و دنیا اور آخرت کی حفاظت فرماتا ہے۔"

نیز فرمایا کہ؛

"جس شخص نے صبح کی نماز پڑھی اور پھر مصلّی پر بیٹھ گیا یہاں تک آفتاب طلوع ہوا، پھر اس نے دو رکعت نفل پڑھے۔ تو اللہ رب العالمین جل مجدہٗ الکریم اس نماز کو بروز حشر جہنم کے روبرو اس کے لئے ڈھال بنا دیں گے۔"

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے عرض کیا اے عم محترم مجھے کچھ وصیت فرمایئے۔ فرمایا کہ جس طرح تو نے مجھ سے سوال کیا ہے اسی طرح میں نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ چاشت کی دو رکعت پڑھنے والا اہلِ غفلت میں شمار نہیں ہوگا، اور اگر چار

پڑھ لے تو اس کا شمار عابدین میں ہو جاتا ہے اور اگر چھ رکعت پڑھ لے تو اس کا کوئی گناہ اس روز باقی نہیں رہتا۔ اور آٹھ رکعت پڑھنے والا مطیعین میں شمار ہوتا ہے۔ اور بارہ رکعت پڑھنے والے کے لئے بہشت کا ایک گھر مخصوص کر دیا جاتا ہے۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ بہشت کے ایک دروازے کا نام باب الضحیٰ یعنی چاشت کا دروازہ ہے۔ جب محشر کا روز ہوگا تو ایک منادی ندا کرے گا کہاں ہیں وہ لوگ جو چاشت کی نماز ہمیشہ پڑھتے تھے، آیئے یہ دروازہ تمہارے لئے ہے پس اس میں داخل ہو جایئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب آدمی نماز میں ہوتا ہے تو وہ بادشاہ کا دروازہ کھٹکھٹا رہا ہوتا ہے اور جو شخص ہمیشہ دروازہ کھٹکھٹاتا رہتا ہے۔ تو وہ اس کے لئے کسی وقت کھل بھی جاتا ہے۔

نیز کہا گیا ہے کہ:

"رات کی نماز۔ دن کی نماز پر ایسی فضیلت رکھتی ہے جیسے پوشیدہ صدقہ کی اعلانیہ صدقہ پر فضیلت ہے۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"وہ ٹکڑا جس میں نماز پڑھی جائے یا اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ عزّوجل کا ذکر کیا جائے تو وہ ٹکڑا نیچے ساتویں زمین تک خوش ہوتا ہے اور اپنے ارد گرد کے ٹکڑوں پر وہ فخر کرتا ہے اور وہ بندہ جو زمین کے چٹیل میدان میں کھڑا ہو کر نماز پڑھنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ ٹکڑا اس کے لئے مزین ہو جاتا ہے"

حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تیرا پروردگار عزّوجل تین اشخاص کی وجہ سے فخر کرتا ہے۔

پہلا شخص:۔ جو جنگل میں اذان دیتا ہے اور تکبیر کہتا ہے۔ پھر وہ تنہا ہی نماز پڑھتا ہے۔ تو اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندہ کی طرف دیکھے

جو اکیلا نماز پڑھ رہا ہے۔ اسے میرے سوا کوئی نہیں دیکھ رہا۔ پھر ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں اور اس کے پیچھے نماز ادا کرتے ہیں۔

دوسرا شخص:۔ جو رات کو اُٹھتا ہے اور تنہا نماز پڑھتا ہے۔ پھر وہ سجدہ ہی میں سو جاتا ہے تو اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کی طرف دیکھئے اس کی رُوح میرے پاس ہے اور اس کا جسم میرے لیے سجدہ میں ہے۔

تیسرا شخص:۔ جو گھمسان کی جنگ میں ثابت قدم رہا حتیٰ کہ اس نے جامِ شہادت نوش کیا۔

حضرت معافی بن عمران نے بیان کیا کہ لوگوں سے بے نیازی میں ہی مومن کی آبرو ہے اور رات کا قیام اس کا شرف و بزرگی ہے۔

باب ۷۹

نماز کی تکمیل و خشوع کا اظہار

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نماز ترازو ہے جو اسے پورا کرے گا وہ پورا اجر و ثواب پائے گا اور جو اس میں کمی کرے گا تو اُسے یاد ہونا چاہیئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ عزّوجل سبحانہٗ نے سورۂ مطففین میں کیا فرمایا ہے۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا مگر وہ شخص رکوع و سجدہ نہیں کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا اگر یہ شخص اسی طرح ہی لقمۂ اجل ہو گیا تو اس کا مرنا فطرت پر نہیں ہو گا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان علیہ الصلوٰۃ و التسلیمات نے فرمایا کیا میں تمہیں لوگوں میں سے بدترین چور کے متعلق آگاہ نہ کروں عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ضرور آگہی فرمائیے۔ فرمایا وہ شخص جو اپنی نماز کی چوری کرتا ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ اپنی نماز کی چوری کیسے کرتا ہے فرمایا نہ ہی وہ پورے طور پر رکوع کرتا ہے اور نہ ہی پورے طور پر سجدہ کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا وہ شخص جسے اس کی نماز نیکی کے بارے میں حکم نہیں کرتی اور نہ ہی برائیوں سے روکتی ہے۔ ایسی نماز اسے بارگاہِ خداوندی سے دُور کر دے گی۔ مندرجہ ذیل آیۂ کریمہ پڑھی۔

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ۔	نماز قائم کیجیے بے شک نماز برائیوں اور بے حیائیوں سے روکتی ہے۔

حضرت حکم بن عینیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ جو شخص اپنی نماز میں دائیں بائیں راغب ہوتا ہے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

حضرت مسلم بن یسار رضی اللہ عنہ اپنے اہلِ خانہ سے فرمایا کرتے تھے جب میں نماز میں مشغول ہوتا ہوں تو بے شک باتیں کیا کرو اس لئے کہ میں تمہاری باتیں نہیں سنتا۔

بیان کیا گیا کہ قاری یعقوب نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک جیب تراش آیا اور آپ کی چادر اُڑا لے گیا۔ جب وہ اپنے رفقا کے پاس گیا تو انہوں نے اس چادر کی شناخت کر لی۔ اور اس سے کہا کہ یہ چادر واپس کیجئے اس لئے کہ وہ صالح شخص ہے اور ہم اس کی دُعا سے خائف ہیں۔ چنانچہ چادر لے کر اس نے یعقوب کے کندھے پر رکھ دی اور اس سے معذرت طلب کی۔ آپ جب نماز سے فراغت پا چکے اور اس واقع کو پہنچے تو فرمایا کہ نہ ہی مجھے چادر اُٹھانے کا پتہ ہے اور نہ ہی چادر کے واپس آنے کا پتہ ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت رابعہ عدویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نماز میں مصروف تھیں آپ نے جب ٹاٹ کی بوری پر سجدہ کیا تو لکڑی کا ایک تنکا آپ کی آنکھ میں لگ گیا مگر آپ کو معلوم نہ ہوا یہاں تک کہ آپ نماز سے فارغ ہو گئیں۔

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب وضو کرنے کی نیت کرتے تو آپ کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا۔ اس کا سبب جب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ میں دربارِ خداوندی میں جانے کی نیّت کرتا ہوں اس لئے یہ حالت ہو جاتی ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت حسن جب مسجد کے دروازے پر پہنچتے تھے تو سر اُٹھا کر کہتے اے الٰہ العالمین تیرا بندہ تیرے دروازے پر حاضر ہے اے محسن تیرا گنہگار بندہ آیا ہے اور تو نے ہم پر حکم عائد کیا ہے کہ ہم نیک و بد لوگوں سے درگذر کریں اور تو بہت ہی اچھا محسن ہے اور میں ہی بد ہوں۔ پس میری برائیوں سے اپنی اچھائیوں کے صدقے میں اے کرم کرنے والے درگذر فرمایئے۔

بیان کیا گیا ہے حضور پُرنور شافع یوم النشور احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے ایک آدمی کو نماز کی حالت میں اپنی داڑھی سے کھیلتے ہوئے دیکھا اور فرمایا اگر اس کے دل میں خوف ہوتا تو اس کے دوسرے اعضاء میں بھی لازمی طور پر خوف ہوتا۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب نماز کا وقت ہوتا تو حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر لرزہ طاری ہو جاتا اور آپ کا رنگ متغیر ہو جاتا۔ جب سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ اس امانت کا وقت آ گیا ہے جسے اللہ عزوجل سبحانہٗ تبارک و تعالیٰ نے آسمانوں۔ زمین اور پہاڑ پر پیش کیا تھا تو انہوں نے اس کے اُٹھانے سے جواب دے دیا تھا اور کہا کہ ہم اس سے پھٹ جائیں گے مگر انسان نے اُسے اُٹھا لیا نہ جانے کہ میں اس امانت کو صحیح طریقہ سے ادا کر سکتا ہوں یا نہیں کر سکتا ہوں۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں. عکرمہ۔ میمون بن مہران اور ابو عالیہ طائف کی مسجد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔ جب مؤذن نے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے گریہ شروع کر دیا اس قدر کہ ان کی چادر بھی بھیگ گئی .رگیں پھول گئیں اور آنکھیں سرخ ہو گئیں حضرت ابو عالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا اے محبوب خدا کے عم محترم کے چچیرے بھائی اس گریہ اور آہیں بھرنے کا کیا سبب؛ ہم بھی اذان سنتے ہیں مگر ہم نے کبھی گریہ نہیں کیا لیکن آج آپ کو گریہ کرتے دیکھ کر ہم نے گریہ کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر لوگوں کو اس بات کا پتہ چل جائے کہ مؤذن کیا کہتا ہے تو وہ خوشیاں اور نیند فراموش کر جائیں عرض کیا گیا آپ ہمیں بتائیے کہ مؤذن کیا کہتا ہے؛ فرمایا جب مؤذن کہتا ہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ تو کہتا ہے اے مصروف لوگوں فراغت حاصل کر و اذان کے لئے اور اپنے اجسام کو سکون پہنچاؤ اور اپنے اچھے عمل کی طرف بڑھو اور جب مؤذن کہتا ہے اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ تو وہ کہتا ہے کہ میں ارض و سماوات کی تمام مخلوقات کو شہادتی بناتا ہوں تاکہ وہ قیامت کے دن اللہ عزوجل کی بارگاہ میں میری شہادت دیں کہ واقعی میں نے تم لوگوں کو دعوت دی تھی اور جب مؤذن کہتا ہے اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ تو وہ کہتا ہے کہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام اور حضرت محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء بروز محشر میرے حق میں شہادت دیں گے کہ میں ہر روز پانچ دفعہ تمہیں اس سے آگہی کرتا رہا اور جب مؤذن کہتا ہے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ تو وہ کہتا ہے کہ تحقیق اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ نے تمہارے لئے اس دین کو قائم کیا پس تم اُسے قائم کیجئے۔ اور جب مؤذن کہتا ہے کہ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح تو وہ کہتا ہے کہ اللہ عزوجل کی رحمت میں غوطہ لگاؤ اور ہدایت کا اپنا

اپنا حصہ لے لو۔ اور جب مؤذن کہتا ہے اَللّٰہُ اَکْبَرْ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرْ تو وہ کہتا ہے کہ قبل از نماز تمام کام حرام کردیئے گئے ہیں۔ اور جب وہ کہتا ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ تو وہ کہتا ہے کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کی امانت تمہاری گردنوں پر رکھ دی گئی ہے۔ پس اگر چاہو تو قدم بڑھاؤ اگر چاہو تو واپس لوٹ جاؤ۔

حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ دو آدمی نماز پڑھتے ہیں اور ان کے رکوع وسجود بھی ایک ہی طرح کے ہوتے ہیں مگر ان کی نماز میں زمین و آسمان جیسا فرق ہوتا ہے۔ پھر محراب کا نام اس لئے محراب رکھا گیا ہے کہ وہ شیطان سے جنگ کرنے کی جگہ ہے تاکہ وہ اس کے دل کو دوسری جگہ نہ لگادے۔

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت حاتم زاہد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عصام بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں گئے تو حضرت عصام نے حضرت حاتم سے کہا کہ کیا تم اچھے طریقے سے نماز پڑھتے ہو۔ عرض کیا ہاں۔ فرمایا کیسے نماز پڑھتے ہو؟ عرض کیا جب نماز کا وقت نزدیک ہوجاتا ہے تو میں وضو کرتا ہوں۔ پھر نماز کی جگہ پر سیدھا کھڑا ہوجاتا ہوں۔ حتیٰ کہ میرا ہر عضو اپنی جگہ پر ٹھہر جاتا ہے تو میں کعبہ اپنے ابرؤوں کے درمیان اور مقام ابراہیم کو اپنے سینے کے پہلو میں پاتا ہوں۔ اور جو کچھ میرے دل میں ہوتا ہے اللہ عزوجل اس سے واقف ہے اور میرے پاؤں پلصراط پر ہوتے ہیں جنت میرے دائیں اور جہنم میرے بائیں ہوتی ہے اور موت کا فرشتہ میرے پیچھے ہوتا ہے اور میں یہ خیال کرتا ہوں کہ یہ میری آخری نماز ہے۔ پھر میں نہایت عاجزی کے ساتھ تکبیر کہہ کر غور وفکر سے تلاوت کرتا ہوں، اور عاجزانہ طور پر رکوع کرتا ہوں اور تضرع کے ساتھ سجدہ کرتا ہوں، بالآخر بیٹھتا ہوں اور خوف ورجا کے ساتھ تشہد پڑھتا ہوں۔ اور سنت کے طریقہ پر ایک سلام پھیرتا ہوں اور اخلاق کے ساتھ دوسرا سلام پھیرتا ہوں اور خوف ورجا کے ساتھ کھڑا ہوتا ہوں پھر صبر کے ساتھ معاہدہ کرتا ہوں۔ عصام کہنے لگا اے حاتم کیا تم اس طرح نماز پڑھتے ہو۔ کہا ہاں یہی میری نماز ہے۔ فرمایا ایسے کب سے نماز پڑھ رہے ہو۔ عرض کیا تیس سال سے نماز پڑھ رہا ہوں۔ یہ سن کر عصام نے گریہ وزاری شروع کردی اور فرمایا کہ میں نے تو ایسی کبھی بھی نماز نہیں پڑھی۔

بیان کیا گیا ہے کہ ایک دفعہ حاتم کی جماعت جاتی رہی تو دوستوں نے افسوس کیا۔ حاتم نے

روتے ہوئے کہا کہ اگر میرا ایک لڑکا لقمۂ اجل ہو جاتا تو بلخ کے آدھے لوگ مجھ سے تعزیت کرتے مگر اب میری جماعت جاتی رہی تو صرف چند رفقاء نے ہی میرے ساتھ تعزیت کی ہے۔ یاد رہے کہ اگر میرے تمام بچے رحلت کر جاتے میں اس قدر غمگین نہ ہوتا جتنا کہ ایک جماعت کے نکل جانے سے غمگین ہوا ہوں۔

ایک دانشور نے کہا کہ نماز تو بمنزلہ ضیافت کے ہے جسے اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ توحید پرستوں کے لئے روزانہ پانچ مرتبہ تیار فرماتا ہے جس طرح ضیافت میں مختلف اقسام کے ذائقے ہوتے ہیں اور ہر ایک کا اجر و ثواب بھی علیحدہ علیحدہ ہوتا ہے اور گناہوں کیلئے کفارہ بھی ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ نماز تو کثرت سے پڑھتے ہیں مگر نماز کو قائم کرنے والے قلیل ہیں جب کہ اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ نے مومنوں کو اقامت کے ساتھ متصف فرمایا ہے کہ

وَالْمُقِيمِي الصَّلٰوةَ اور وہ نماز کو قائم کرنے والے ہیں۔

جب کہ منافقین کا وصف یہ ہے کہ انہیں بھی نمازی کہا گیا ہے اور فرمایا۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ سو ایسے نمازیوں کے لئے ویل (بربادی) ہے
عَلٰى صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ۔ جو اپنی نماز میں سستی کرتے ہیں۔

اور اہل ایمان کے حق میں فرمایا کہ:۔

يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ : وہ نماز کو قائم کرتے ہیں۔

یعنی ہمیشہ وقت پہ نماز پڑھتے ہیں اور رکوع وسجود بھی صحیح کرتے ہیں۔

کسی فارسی کے جاننے والے نے کہا کہ جب بغیر تعظیم کے وساوس کے ساتھ وضو کیا اور اس وساوس اور دنیاوی مصروفیات کی سوچ میں غرق ہو کر نماز پڑھی تو نماز کو شرف قبولیت حاصل نہ ہوگا۔

بیان کیا گیا ہے کہ کسی دانشور نے کہا کہ چار باتیں چار باتوں میں غوطہ زن ہو کر چار جگہوں پر جا نکلتی ہیں۔

پہلی جگہ :۔ جو طاعت خداوندی میں غوطہ زن ہو کر سختیوں کے گھر میں جا نکلتی ہیں۔

دوسری جگہ :۔ جو خطاؤں میں غوطہ زن ہو کر بخیلوں کے گھر جا نکلتی ہیں۔

تیسری جگہ :۔ جو اجر و ثواب کی چیزوں میں غوطہ زن ہو کر نمازیوں کے گھر میں جانکلتی ہیں۔

چوتھی جگہ :۔ جو عذاب والے اعمال میں غوطہ زن ہو کر نماز میں کاہلی برتنے والوں کے گھر میں جانکلتی ہیں۔

بیان کیا گیا ہے کہ ایک دانشور نے کہا جب لوگ چھ باتوں میں مصروف ہو جائیں گے تو تم فرائض کی تکمیل میں مصروف ہو جاؤ۔

پہلی بات :۔ جب لوگ اعمال کی زیادتی میں مصروف ہو جائیں تو تم حسن اعمال میں مصروف ہو جانا۔

دوسری بات :۔ جب لوگ فضیلت والے اعمال میں مصروف ہو جائیں تو تم فرائض کی تکمیل میں مصروف ہو جانا۔

تیسری بات :۔ جب لوگ اعلانیہ اصلاح میں مصروف ہو جائیں تو تم پوشیدہ اصلاح میں مصروف ہو جانا۔

چوتھی بات :۔ جب لوگ دوسروں کی عیب جوئی کرنے لگیں تو تم اپنے عیوب کی فکر میں مصروف ہو جانا۔

پانچویں بات :۔ جب لوگ مخلوق کی رضا جوئی میں مشغول ہو جائیں تو تم رضائے الٰہی کی جستجو میں مصروف ہو جانا۔

چھٹی بات :۔ جب لوگ دنیا کے کاموں میں مشغول ہو جائیں تو تم آخرت کے کاموں میں مشغول ہو جانا۔

○

باب ۸۰

مقبول دعاؤں کا اظہار

۱۔ حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی سند سے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی سے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی بارگاہِ پاک میں ایک اعرابی حاضر ہو کر عرض گذار ہوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم مجھے کچھ ایسے کلمات سے آگہی فرمایئے جو تلاوتِ کتاب اللہ (قرآن مجید) کے عوض میرے لئے کافی ہوں۔ کیونکہ مجھے قرآن مجید سے کچھ باتیں یاد نہیں ہیں۔ حضور سیّد عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہیئے۔ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اس نے ان کلمات طیبات کو اپنے ہاتھ پر پانچ دفعہ شمار کیا اور چل دیا۔ پھر واپس آکر بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم یہ کلمات طیبات تو میرے پروردگار کی تعریف میں ہیں۔ لہٰذا میرے لئے کیا حکم ہے آپ نے فرمایا کہیئے۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَعَافِنِیْ (اے اللہ مجھے بخشش دے اور مجھ پر رحم کر اور مجھے ہدایت عنایت فرما اور مجھے عافیت سے نواز) اس نے ان کلمات طیبات کو دوسرے ہاتھ پر پانچ دفعہ شمار کیا اور چلا گیا۔ حضور نبی آخرالزمان حبیبِ خدا خواجہ ہر دوسرا علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ اگر یہ اپنی بات پر ثابت قدم رہا تو اس بدوی کے دونوں ہاتھ خیر و بھلائی سے بھر جائیں گے۔

۲۔ حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ اس آدمی کا یہ قول کہ مجھے اتنا قرآن مجید پڑھا دیجئے جو میرے لئے کافی ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نے صرف اس قدر

ہی قرآن سیکھا ہو جو اُسے نماز کے لئے بھی کفایت نہ کرتا ہو تو اُسے سیکھنا ضروری ہے اور اگر اتنی مقدار سیکھ لیا ہے لیکن زیادہ نہیں پڑھا تو پھر ذکر کئے گئے کلمات طیبات کو پڑھتا رہے اس آس پر کہ قرآن مجید پڑھنے کی فضیلت حاصل ہو جائے۔

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ میں سخت تکلیف میں تھا اور درد کی وجہ سے جان نکلی جا رہی تھی کہ اتنے میں حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ درد کی جگہ اپنا دایاں ہاتھ سات دفعہ پھیریئے اور پڑھیئے۔ اَعُوْذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ (میں اللہ عزوجل کی عزت اور قدرت کے ذریعہ اس شر سے پناہ چاہتا ہوں جسے میں محسوس کر رہا ہوں۔ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے یہ کلمات پڑھے تو اللہ عزوجل نے مجھے اس تکلیف سے نجات دے کر شفاء عطا فرمائی۔

۳۔ حضرت عطاء نے بیان کیا کہ جو شخص بارہ رکعت نماز ادا کرے اور وقفہ کے بیچ کسی سے گفتگو نہ کرے۔ نماز کے بعد سات دفعہ سورۂ فاتحہ اور سات دفعہ آیت الکرسی پڑھ کر دس دفعہ یہ کلمات پڑھے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ (اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ملک اور حمد اسی کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔) پھر سجدہ کر کے یہ کہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِکَ وَمُنْتَھَی الرَّحْمَۃِ مِنْ کِتَابِکَ وَبِاسْمِکَ الْعَظِیْمِ وَجَدِّکَ الْاَعْلٰی وَبِکَلِمَاتِکَ التَّامَّۃِ (اے اللہ میں تیرے عرش کے معاقدِ عزت کے حوالے سے اور تیری آخری کتاب رحمت کے صدقے سے اور تیرے عظیم نام کے وسیلے سے اور تیرے ارفع مراتب اور مکمل کلمات کی برکت سے تجھ سے دُعا کا خواستگار ہوں) یہ کہہ کر دُعا کرے تو مقبولیت کا شرف حاصل ہوگا۔

۴۔ بیان کیا گیا ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خادمہ میمونہ بنت اسعد نے بیان کیا کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد از نماز دُعا مانگ رہے تھے کہ وہاں پر حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا اور فرمایا اے سلمان! کیا اپنے پروردگار سے کچھ مانگنا چاہتے

ہو۔ عرض کیا ہاں یارسول اللہ؛ فرمایا تو پھر قبل از دعا اپنے رب تعالیٰ عزّوجل کی حمد و ثنا بیان کیجئے۔ جس طرح کہ اس نے خود اپنی حمد بیان کی ہے۔ پھر اس کی تسبیح بیان کیجئے اور تحمید و تہلیل بیان کیجئے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں پہلے ثنائے الٰہی کس طرح بیان کروں۔ فرمایا تین مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھیئے۔ اس لئے کہ سورۂ فاتحہ میں ثنائے الٰہی ہے۔ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں اس کی حمد کن الفاظ میں بیان کروں فرمایا سورۂ اخلاص تین مرتبہ پڑھیئے۔ اس لئے کہ اس میں ہو رب العالمین جل مجدہ الکریم نے خود اپنی توصیف بیان کی ہے۔ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں اس کی تسبیح کن کلمات سے بیان کروں؛ فرمایا کہیئے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پھر اپنی حاجت طلب کیجئے۔

۵۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جو شخص یہ کلمات تین مرتبہ بعد از نماز پڑھ لے تو اللہ عزّوجل تبارک و تعالیٰ سمندر کی جھاگ کے برابر اس کے گناہوں کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ کلمات یہ ہیں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔

میں عظیم اللہ سے مغفرت کا خواہاں ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وُہی زندہ اور وہی قائم ہے اور میں اس کی طرف متوجہ ہوں۔

۶۔ حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ مغفرت اس وقت ہوتی ہے جب کہ اس نے دل سے شرمندگی کے ساتھ مغفرت کی دُعا کی ہو۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جو شخص بیس آیۂ کریمہ تلاوت کرتا ہے میں اس کی ضمانت دیتا ہوں کہ سرکش ابلیس۔ ظالم حکمران۔ عادی چور اور ضرر رساں جانور اسے نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اور وہ بیس آیۂ کریمہ یہ ہیں۔ مکمل آیت الکرسی۔ سورۂ اعراف کی تین آیات۔ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ سے لے کر قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ تک اور تین آیات سورۂ رحمٰن سے يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ سے لے کر فَلَا تَنْتَصِرَانِ تک اور تین آیۂ کریمہ سورۂ حشر کی هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سے لے کر آخر سورت تک۔

۷۔ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ قبیلہ بنی سلم کے ایک آدمی نے حضور پُرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آج رات مجھے نیند نہیں آئی۔ آپ نے دریافت کیا کیونکر نیند نہیں آئی۔ وہ عرض کرنے لگا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم مجھے بچھو نے کاٹ لیا تھا۔ آپ نے فرمایا اگر تو شام کے وقت یہ کلمات پڑھتا تو انشاء اللہ تجھے کوئی چیز نقصان نہ پہنچاتی۔ کلمات یہ ہیں۔
اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللهِ التَّامَاتِ کُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔

۸۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ بروز جمعہ مجھے حضور سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر حاضر دیکھا۔ جب نماز کے بعد میں حاضر ہوا تو دریافت کیا کہ معاذ میں نے تجھے نماز میں نہیں دیکھا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں نے فلاں یہودی کا قرض دینا ہے اور میں خائف تھا کہ اگر میں نکلتا تو وہ مجھے آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہونے دیتا۔ آپ نے فرمایا اے معاذ! کیا میں تجھے ایسی دُعا نہ سکھاؤں کہ وہ دُعا مانگنے پر تیرا قرضہ دور ہو جائے میں نے عرض کیا یارسول اللہ ضرور سکھایئے۔ ارشاد فرمایا سورہ آلِ عمران کی دو آیۂ کریمہ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ سے بغیر حساب تک پڑھنے کے بعد یہ دُعا کیجئے یَا رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِیْمَهُمَا تُعْطِیْ مِنْهُمَا مَنْ تَشَاءُ وَتَمْنَعُ مَنْ تَشَاءُ فَارْحَمْنِیْ رَحْمَةً تُغْنِیْنِیْ بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ۔ کہتے ہیں کہ دُعا ایسی ہے کہ اگر قیدی یہ دُعا مانگے تو اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ اسے ضرور رہائی عطا فرمائے۔

۹۔ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جو شخص علی الصبح یہ دُعا اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ رَبِّیْ وَاَنَا عَبْدُكَ اٰمَنْتُ بِكَ مُخْلِصًا لَّكَ دِیْنِیْ اَصْبَحْتُ عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ مِنْ سَیِّئِ عَمَلِیْ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِذُنُوْبِیْ اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔ پڑھ لے پھر وہ اسی روز لقمہ اجل ہو جائے تو اس پر جنت واجب ہو گئی اور اگر یہ کلمات شام کو پڑھے اور پھر اس رات کو فوت ہو گیا پھر بھی اس پر جنت واجب ہو گئی۔

۱۰۔ حضرت ابان بن عثمان نے اپنے باپ سے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جو شخص صبح کو یہ دُعا بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ تین دفعہ پڑھ لے تو اُسے شام تک کسی مصیبت کا سامنا نہ ہوگا۔ اور اگر شام کو پڑھ لیا کرے تو صبح تک محفوظ رہے گا۔ اور کہا جاتا ہے جب خود ابان پر فالج کا حملہ ہوا تو ان سے کہا گیا کہ آپ کی وہ دُعا کہاں رہ گئی جو آپ ہمیں بتاتے تھے، فرمایا واللہ؟ میں نے دروغ گوئی نہیں کی تھی لیکن اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ نے جب مجھے اس آزمائش میں مبتلا کرنے کا ارادہ کیا تو مجھ سے اس دُعا کو بھی فراموش کر دیا۔

۱۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ میں حضور نبی آخر الزمان حبیب خدا خواجہ ہر دوسرا علیہ التحیۃ والثناء کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں تنگ دست ہوں۔ آپ نے فرمایا فرشتوں کی دُعا اور مخلوق کی تسبیح کے وقت تو کہاں تھا حالانکہ اس وقت انہی کی وجہ سے رزق عطا کیا جاتا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کی دُعا اور تمام مخلوقات کی تسبیح کیا ہے۔ فرمایا یہ کلمات ہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحٰنَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ صبح صادق اور صبح کی نماز کے درمیان سو دفعہ پڑھا کرو۔ یہ دُنیا ذلیل وخوار ہو کر تمہارے ہاں آئے گی۔

۱۲۔ حضرت سیدہ اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سونے کی نیت کرتے تو اپنی ہتھیلیوں کو یکجا کر کے سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ والناس پڑھ کر ہتھیلیوں پر دم کرتے اور پھر دونوں ہتھیلیاں اپنے چہرۂ مبارک اور سر مبارک اور تمام جسم پر پھیر لیتے تھے۔

۱۳۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کسی مرد مسافر کا ایک ایسے آدمی کے نزدیک سے گذر ہوا جو سویا ہوا تھا۔ مسافر نے دیکھا کہ سوئے ہوئے شخص کے پاس دو شیطان کھڑے ہیں ایک شیطان دوسرے شیطان سے کہہ رہا ہے کہ جایئے اور اس کے دل میں فساد پیدا کیجیے۔ شیطان اس کے قریب گیا اور پھر واپس آگیا اور کہنے لگا کہ یہ شخص ایسی آیۂ کریمہ پڑھ کر سویا ہے کہ

اس کا کچھ بھی بگاڑا نہیں جا سکتا۔ چنانچہ دوسرا شیطان بھی اس کے قریب گیا اور واپس آگیا اور کہنے لگا کہ تو نے سچ کہا۔ پھر وہ دونوں چل دیئے۔ پھر مسافر نے اس شخص کو بیدار کیا اور اسے تمام ماجرا بیان کیا جو اس نے دیکھا تھا۔ اس نے کہا میں مندرجہ ذیل آیۂ کریمہ پڑھ کر سویا تھا۔

اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ سے لے کر اِنَّ رَحْمَۃَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ۔

۱۴۔ حضرت ابومجلز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جو شخص بادشاہ کے ظلم سے اندیشہ رکھتا ہو وہ مندرجہ ذیل کلمات پڑھے۔

رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیًّا وَبِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا وَحُکْمًا۔ تو اللہ عزوجل اسے ظالم امیر کے ظلم سے خلاصی عطا فرمائے گا۔

۱۴۔ حضرت یحییٰ بن سعید نے بیان کیا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں نیند میں حیران کن خواب دیکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا یہ کلمات طیّبات پڑھ کر سویا کرو۔

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنَ۔

۱۵۔ بیان کیا گیا ہے کہ حضور نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے معاذ میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد اس دعا کو ضرور پڑھا کرو۔ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی تِلَاوَۃِ کِتَابِکَ وَذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ

۱۶۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب حضور خواجہ کونین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء اپنی نیند سے بیدار ہوتے تو یہ کلمات پڑھتے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانِیْ بَعْدَ مَا اَمَاتَنِیْ وَاِلَیْہِ النُّشُوْرِ۔

۱۷۔ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور رسالتمآب فخر موجودات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص جب ڈراؤنا خوا ب دیکھے تو تین دفعہ بائیں

جانب تھو کے اور تین دفعہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ پڑھے، یہ نقصان سے حفاظت میں رہے گا۔

۱۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے حضور خواجہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر دریافت کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم افضل دُعا کون سی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے پروردگار سے دُنیا و آخرت کی بھلائی کے لئے سوال کرنا۔ پھر دوسرے روز وہی شخص حاضر ہو کر وہی سوال کرنے لگا تو آپ نے پھر وہی جواب دیا، تیسرے روز پھر وہی شخص آیا اور دریافت کیا کہ افضل دُعا کون سی ہے۔ آپ نے فرمایا اگر تو نے دُنیا و آخرت کی عافیت و بھلائی حاصل کر لی ہے تو پھر تو نے فلاح حاصل کر لی ہے۔

۱۹۔ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب سفر کی نیت کرتے تو اپنی سواری پر سوار ہوتے وقت مندرجہ ذیل دُعا پڑھتے سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَمَاکُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا الْمُنْقَلِبُوْنَ۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی سَفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ اَللّٰھُمَّ اَطْوِلَنَا الْاَرْضَ وَھَوِّنْ عَلَیْنَا السَّفَرَ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَالْحَوْرِ وَالْکَوْرِ وَکَآبَۃِ الْمُنْقَلِبِ وَسُوْءِ الْمُنْظَرِ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ۔

۲۰۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب پہلے پہل اپنی بیوی کے پاس جاؤ تو اس کا مہر یہ ہے کہ دو رکعات نماز نفل پڑھیئے اور اس کا سر پکڑ کر پڑھیئے۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْ اَھْلِیْ وَبَارِکْ لِاَھْلِیْ فِیَّ وَارْزُقْنِیْ مِنْھُمَا وَاجْمَعْ بَیْنَنَا وَجَمَعْتَ بِخَیْرٍ وَفَرِّقْ بَیْنَنَا مَا فَرَّقْتَ بِخَیْرٍ۔

۲۱۔ حضرت جعفر ابن محمدؒ نے بیان کیا کہ میں اس شخص پر متعجب ہوں جو چار باتوں میں پھنسا ہوا ہے اور دوسری چار باتوں سے غافل رہتا ہے اور میں متعجب ہوں اس شخص پر جو غم میں مبتلا ہو کر یہ نہیں پڑھتا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ حالانکہ اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ سبحانہٗ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ ہم نے اس کی دعا کو شرف قبولیت عطا کیا اور اسے غم سے نجات دی اور ہم اسی طرح مومنین کو نجات دیتے ہیں۔

اور میں اس شخص پر متعجب ہوں جو معمولی سی برائی سے بھی ڈرتا ہے مگر یہ نہیں پڑھتا حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ حالانکہ اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ پس یہ تو اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ کی نعمت وفضل سے لوٹنے والے ہیں۔ انہیں تو برائی نے چھوا بھی نہیں ہے اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ کی رضا جوئی کرو بے شک پروردگار عالم بہت بڑی فضیلت والا ہے۔

اور میں اس شخص پر متعجب ہوں جو لوگوں کے مکر سے خائف ہے مگر یہ نہیں پڑھتا وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ۔ اور اللہ عزّوجل فرماتا ہے پس انہیں اللہ عزّوجل نے ان کے نقصان دہ مکر سے محفوظ کرلیا اور فرعون کے ماننے والوں پر عذاب الیم بھیجا۔

اور میں متعجب ہوں اس شخص پر جو جنت کی رغبت تو رکھتا ہے لیکن یہ نہیں پڑھتا۔ مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ جب کہ اس کے جواب میں ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے پس قریب ہے کہ میرا پروردگار تجھے تیرے باغ سے بہتر باغ دے دے۔

۲۲۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ایک شخص نے بارگاہِ الٰہی میں دعا مانگی الٰہی تو نے مجھے آخرت میں جو عذاب دینا ہے وہ مجھے دنیا میں ہی دے دے۔ پھر وہ شخص بیمار ہوگیا اور اس قدر کمزور ہوگیا کہ وہ ہڈیوں کا پنجر تھا۔ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کو خبر ہوئی آپ تشریف فرما ہوئے اس کا سر اٹھایا تو اس میں حرکت ہی نہیں رہی تھی۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم یہ شخص اس طرح دعا مانگتا تھا۔ آپ نے فرمایا اے بنی آدم تو عذاب الٰہی کو برداشت کرنے کی قوت ہی کب رکھتا ہے تم یہ دعا مانگو۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ اس شخص نے یہ دعا مانگی اور بارگاہِ الٰہی سے شفا پائی۔

۲۳۔ بیان کیا گیا ہے کہ جب عتبہ غلام نے رحلت فرمائی تو انہیں ایک آدمی نے خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ تیرے پروردگار نے تیرے ساتھ کیا کیا ہے؟ کہا کہ میرے پروردگار نے میری دعاؤں کے صدقہ میں مغفرت فرمادی ہے جو میں مانگا کرتا تھا اور وہ دعائیں سامنے دیوار پر تحریر ہیں۔ دیکھ لیجئے وہ شخص بیدار ہوا اور دیوار پر دیکھا تو عتبہ کے خط

میں ہی وہ دُعائیں مرقوم تھیں۔ ان میں سے ایک دُعا یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ یَا ھَادِیَ الْمُضِلِّیْنَ وَیَا رَاحِمَ الْمُذْنِبِیْنَ وَیَا مُقِیْلَ عَثَرَاتِ الْعَاثِرِیْنَ اِرْحَمْ عَبْدَكَ مِنْ ذَا الْخَطَرِ الْعَظِیْمِ وَالْمُسْلِمِیْنَ كُلَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الْاَخْیَارِ الْمَرْزُوْقِیْنَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَالصَّالِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰۗئِكَ رَفِیْقًا ؕ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

۲۴۔ بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص یہ کلمات طیبات ہر نماز کے بعد دعا کے طور پر پڑھے گا اس کا نام ابدالوں میں شمار ہوگا۔ اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ وَلِجَمِیْعِ مَنْ اٰمَنَ بِكَ

۲۵۔ حضرت ابان نے بیان کیا کہ ایک دفعہ حجاج بن یوسف حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ پر غضبناک ہوا اور کہنے لگا اے انس اگر تمہارے پاس عبد الملک بن مروان کا خط نہ ہوتا تو میں تمہیں سخت سزا دیتا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو اس قدر طاقت نہیں رکھتا۔ حجاج کہنے لگا کون ہے جو مجھے اس سے روکے۔ حضرت انس نے کہا وہ دُعائیں جو میں نے تاجدار انبیاء حبیب خدا علیہ التحیۃ والثناء سے سیکھی ہیں اور میں اسے ہر روز پڑھتا ہوں۔ حجاج کہنے لگا وہ دُعائیں مجھے بھی بتائیے۔ لیکن آپ نے بتانے سے انکار کر دیا۔ حجاج بہت مصر ہوا مگر آپ نے کوئی دُعا بھی نہ بتائی۔

۲۶۔ حضرت ابان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو میں نے ان دُعاؤں کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ صبح و شام تین دفعہ یہ پڑھ کرو۔ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰی نَفْسِیْ وَدِیْنِیْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰی اَهْلِیْ وَمَالِیْ وَوَلَدِیْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰی كُلِّ مَا اَعْطَانِیْ رَبِّیْ اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّیْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّیْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ كُلِّ شَیْطَانٍ مَّرِیْدٍ وَّمِنْ شَرِّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاۗؤُكَ وَلَاۤ اِلٰهَ غَیْرُكَ۔

باب ۸۱

نرمی و مہربانی کا اظہار

اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ کچھ یہودیوں نے حضور پُرنور شافع یوم النشور احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کے لیے اجازت چاہی اَلسَّامُ عَلَیْکُمْ تو آپ نے جواب فرمایا وَ عَلَیْکُمْ اور میں نے کہا وَعَلَیْکُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَۃُ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ ہر بات میں نرمی کو پسند فرماتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ نے سنا نہیں انہوں نے کیا کہا تھا؟ آپ نے فرمایا میں نے بھی وَعَلَیْکُمْ کہہ دیا تھا۔ یعنی وہی چیز تم پر ہو۔ آپ نے فرمایا اے عائشہ جسے نرمی سے حصّہ مل گیا ہے اسے دنیا وآخرت کی بھلائی مل گئی ہے۔ اور جو نرمی کے حصّے سے محروم کر دیا گیا ہے وہ دنیا وآخرت کی بھلائی سے بھی محروم ہے۔

حضور نبی پاک صاحب لولاک فخر موجودات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ اللہ عزوجل پر ایمان لانے کے بعد عقلمندی یہ ہے کہ لوگوں سے حسن اخلاق اور محبت سے پیش آئے اور مشورہ کرنے والا کبھی برباد نہیں ہوتا اور صرف اپنی رائے پر عمل پیرا ہونے والا کبھی بھلائی کا چہرہ نہیں دیکھتا اور اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم جب کسی شخص کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو پہلے اس کی رائے کو بگاڑ دیتا ہے یاد رہے کہ جو دنیا میں سوجھ بوجھ رکھتے ہیں وہی آخرت میں دانشور ہوں گے۔ اور دنیا میں منکرات میں مبتلا عقبیٰ میں بھی بُرے ہی ہوں گے۔

نیز حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

"اللہ مہربان ہے اور مہربانی کو پسند کرتا ہے"۔

اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ جو کچھ نرمی پر عطا کرتا ہے وہ سختی پر عطا نہیں کرتا۔

حضرت اُم المومنیں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضور سید الانبیاء حبیبِ خدا علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ جب اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ کسی گھر کو بھلائی کا شرف عطا فرماتا ہے تو اسے نرمی سے بھر دیتا ہے اور اگر نرمی مخلوق ہوتی تو لوگ اس سے حسین مخلوق کو نہ دیکھتے اور اگر سختی مخلوق ہوتی تو لوگ اسے سب سے بدصورت شکل میں دیکھتے۔

حضرت اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں ایک اکھڑ ین اونٹ پر سوار تھی۔ میں نے اُسے زدوکوب کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے عائشہ نرمی اختیار کیجئے کیونکہ نرمی سے زینت ملتی ہے؟ اور جس سے نرمی سے ملتی اسے بدصورت بنا دیتی ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سورۃ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ کے نزول کے بعد بیمار ہو گئے۔ پھر چند دنوں کے بعد آپ صحابہ کرام کے پاس تشریف لائے۔ اس وقت آپ سر پر پٹی باندھے ہوئے تھے۔ آپ منبر پر تشریف لائے۔ آپ کا چہرہ مبارک زردی مائل تھا اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ پھر حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا مدینہ میں منادی کرا دیجئے کہ تمام لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت سننے کے لیے جمع ہو جائیں کیونکہ تمہارے لیے یہ آخری وصیّت ہے۔ پس حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے منادی کرا دی تو سب لوگ اپنے گھروں کے دروازے کھلے چھوڑ کر آ گئے۔ حتیٰ کہ پردہ پوش مستورات بھی آپ کی وصیت سننے کے لیے حاضر ہوئیں یہاں تک کہ مسجد میں لوگوں کے اجتماع کی وجہ سے گھٹن محسوس ہونے لگی جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ بعد میں آنے والوں کے لیے جگہ بنائیے۔ آپ منبر پر تشریف لائے۔ آپ کی چشمان مبارک سے آنسو بہہ رہے تھے۔ آپ نے سب سے پہلے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ پھر حمد باری تعالیٰ عزوجل بیان کی۔ پھر فرمایا اب کوئی نبی نہیں آئے گا اے لوگو! یاد رہے

کہ میں اپنے سفر آخرت پر مطلع ہو چکا ہوں۔ اور دنیا سے میری جدائی کا وقت قریب آچکا ہے میں اپنے پروردگار سے ملاقات کا اشتیاق رکھتا ہوں۔ میں اپنی امت کا غمخوار بھی ہوں کہ وہ میرے بعد کیا کریں گے۔ الٰہی انھیں سلامتی عطا فرما۔ انھیں سلامتی عطا فرما۔ اے لوگو! میری نصیحت سنیئے اور اس پر عمل کیجئے اور اسکی حفاظت کیجئے اور تم میں سے ہر موجود شخص اسے بتا دے جو غیر موجود ہے اس لیے کہ یہ میری آخری وصیت ہے۔ اے لوگو! بیشک اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ اپنی روشن کتاب میں فرما دیا ہے کہ تمھارے لیے حلال کیا ہے اور حرام کیا ہے۔ اور جو کام کرنے والے ہیں اور جو نہیں کرنے والے وہ بھی بتا دیتے ہیں۔ پس تم اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ کے حرام کو حرام اور حلال کو حلال سمجھو اور متشابہات پر ایمان رکھو۔ قرآن کے حکموں پر عمل پیرا ہو جاؤ اور اس کی مثالوں سے نصیحت حاصل کرو۔ پھر آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر فرمایا اے اللہ! تو شاہد ہے کہ میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا ہے۔

اے لوگو! گمراہ کردہ خواہشات سے اجتناب کیجئے اور ایسی گمراہیوں سے بھی اجتناب کیجئے جو اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ اور بہشت سے دُور کر دیتی ہیں اور دوزخ کے قریب کر دیتی ہیں اور جماعت پر ثابت قدم رہو اس لیے کہ یہ اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ اور جنّت سے قریب اور دوزخ سے بعید ہے۔ پھر فرمایا اے اللہ! تو شاہد ہے کہ میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا ہے۔ پھر فرمایا اے لوگو! اپنے دین اور اپنی امانتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو۔
پہنچا دیا ہے پھر فرمایا اے لوگو! اپنے دین اور اپنی امانتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو۔ اور غلاموں کے مقابلے میں بھی اللہ سے ڈرو جو تم کھاتے ہو وہی غلاموں کو کھلاؤ۔ جو تم پہنتے ہو انھیں بھی وہی پہناؤ۔ اور ان سے وہ کام نہ لینا جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے۔ لہذا وہ بھی تمھاری طرح گوشت اور خون سے پیدا کیے گئے ہیں۔ خبردار جو ان پر ظلم کرے گا میں محشر کے روز ان سے جھگڑوں گا اور فیصلہ اللہ عزوجل فرمائیں گے۔ اور عورتوں کے سلسلہ میں اللہ عزوجل سے ڈرو ان کے مہر پورے ادا کرو اور ان پر ظلم نہ کرو ورنہ تم محشر کے روز اپنی نیکیوں سے محروم کر دیئے جاؤ گے۔ خبردار میں نے اپنے پروردگار کا پیغام تم تک پہنچا دیا ہے۔

اے لوگو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو بھی آگ سے بچاؤ انھیں تعلیم دو اور ادب سکھاؤ بیشک وہ تمھارے پاس مہمان اور اللہ کی امانت ہیں یاد رہے کہ میں نے اپنے

پروردگار کا پیغام پہنچا دیا ہے۔

اے لوگو! اپنے امیر کی فرمانبرداری کرو۔ ان کی نافرمانی نہ کرو۔ چہ جائیکہ تمھارا امیر حبشی اور سیاہ فام ہی کیوں نہ ہو۔ جس نے اپنے امیر کی اطاعت کی اس نے اللہ عزوجل کی اطاعت کی۔ پھر جس نے اپنے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ اور حقیقت میں میری نافرمانی اللہ عزوجل کی نافرمانی ہے خبردار اپنے امیر کے خلاف بغاوت نہ کرنا اور اس سے عہد کر کے نہ توڑنا۔ یاد رہے کہ میں نے اللہ عزوجل کا پیغام پہنچا دیا ہے۔

اے لوگو! میرے اہلبیت اور قرآن کے حافظوں اور علماء سے محبت کو ضروری سمجھنا اور ان سے دشمنی نہ کرنا اور نہ ہی انھیں طعنے دینا یاد رہے جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی گویا اس نے اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ سے محبت کی۔ اور جس نے ان سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی اور جس نے مجھ سے دشمنی کی اس نے اللہ سے دشمنی کی۔ یاد رہے کہ میں نے اپنے پروردگار کا پیغام پہنچا دیا ہے۔ اے لوگو! تم پر پانچ وقتہ نماز میں فرض کی گئی ہیں ان کو بہتر طور پر وضو اور مکمل رکوع و سجود سے ادا کرنا۔

اے لوگو! اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرنا جو زکوٰۃ نہیں دیتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔ خبردار! جو نماز نہیں پڑھتا اس کا نہ کوئی دین ہے نہ حج ہے نہ روزہ اور نہ جہاد ہے۔ اے اللہ کیا میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا ہے؟

اے لوگو! تم میں سے ہر طاقت رکھنے والے پر اللہ عزوجل نے حج فرض کیا ہے اور جو حج کیے بغیر لقمہ اجل ہوا وہ نصرانی مرا یا مجوسی ہو کر مرا۔ البتہ وہ بیمار ہو گیا۔ یا ظالم حکمران نے اسے روک دیا تو پھر وہ گنہگار نہیں۔ خبردار جس نے شرعی عذر کے بغیر حج نہ کیا تو اسے نہ تو میری شفاعت نصیب ہو گی اور نہ ہی اسے میرے حوض کوثر پر آنے دیا جائے گا۔ اے اللہ! کیا میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا ہے؟

اے لوگو! بروز قیامت اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ تمھیں ایک بہت بڑے میدان میں جمع کرے گا اور وہ دن بہت سخت ہو گا اتنا سخت ہو گا کہ اس کے مال اولاد اسے

نفع نہ دو گے۔ مگر وہ شخص جو دل کے ساتھ آئے گا نفع میں رہے گا۔ اے اللہ! میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا۔

اے لوگو! اپنی زبانوں کی حفاظت اور اپنی آنکھوں سے آنسو بہایئے اور اپنے دلوں میں خضوع پیدا کیجئے۔ اپنے بدن کو نماز میں مشغول رکھیئے اپنے دشمنوں پر جہاد کیجئے۔ مساجد کو آباد کیجئے۔ ایمان میں خلوص پیدا کیجئے۔ اپنے بھائیوں سے حسن سلوک کیجئے۔ اور آخرت کے لیے توشہ بھیجئے۔ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیجئے۔ اپنے مالوں سے صدقہ دیجئے۔ حسد نہ کیجئے ورنہ تمہاری حسنات ضائع ہو جائیں گی اور ایک دوسرے کی بدگوئی نہ کیجئے ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے خبردار میں نے اپنے پروردگار کا پیغام پہنچا دیا ہے۔

اے لوگو! غلام آزاد کرنے کی سعی کیجئے اور محتاجی اور تنگی کے دن کے لیے بہتر عمل کیجئے۔ اے لوگو! ظلم نہ کرنا اس لیے کہ اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ ظالم کا مواخذہ کرے گا۔ تم نے حساب دینا ہے اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ اور اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ تمہارے گناہوں پر راضی نہیں ہوگا۔

اے لوگو! حسنات نافع رہے گی اور بُرائی ضرر رساں ہے اور تمہارا پروردگار اپنے بندوں پر اسی طرح ظلم کرنے والا نہیں ہے۔ اس روز سے ڈریئے جس روز دربار الہٰی میں پیش کیے جاؤ گے۔ پھر ہر انسان کو اس کے عمل کا بدلہ دیا جائے گا اور وہ ظلم نہیں کیے جائیں گے۔

اے لوگو! میں اپنے رب تعالیٰ عزوجل کے حضور جانے والا ہوں اور اپنے اس سفر پر مطلع ہو چکا ہوں۔ پس میں اللہ عزوجل کے سپرد کرتا ہوں۔ تمہارا دین اور تمہاری امانتیں۔ اور اے میرے صحابہ گروہ تم پر اور تمہاری اُمت پر سلام ہو۔ اللہ عزوجل کی برکت ہو رحمت ہو۔ پھر آپ منبر سے اُتر کر گھر چلے گئے۔ ازاں بعد پھر کبھی باہر نہیں آئے۔

باب ۸۲

سنت پر عامل ہونے کا اظہار

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ حضور پُر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے لیے دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں اگر تم انھیں مضبوطی سے تھام لو گے تو کبھی گمراہی کا چہرہ نہ دیکھو گے۔

پہلی چیز | کتاب اللہ (قرآن مجید)

دوسری چیز | سنت رسول اللہ

حضرت حسن نے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سنت کے مطابق معمولی سا عمل بھی بدعت کے بہت بڑے کے مقابلے میں بہتر ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں داخل کرے گا۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ سنّت کے مطابق معتدل عمل بدعت میں مجاہدے سے بہتر ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ کوئی قول بغیر عمل کے درست نہیں ہے۔ جیسا کہ کوئی عمل بغیر نیت کے صحیح نہیں ہے۔ اور کوئی قول اور عمل اور نیّت (ارادہ) اس وقت صحیح نہیں جب تک وہ سنّت کے مطابق نہ ہو۔

حضرت معقل بن یسار نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو آدمی میری شفاعت سے محروم رہیں گے۔ دوسری روایت میں ہے کہ میری اُمت میں دو طرح کے لوگ میری شفاعت سے محروم رہیں گے:۔

پہلا آدمی | امیر آدمی

دوسرا آدمی دین میں کرنے والا۔

حضرت ابی ابن کعب نے بیان کیا کہ تم پر نبی راہ اور سنت ضروری ہے لہذا وہ شخص جو پیغمبر کی سنت پر نہیں ہے مگر رحمٰن کا ذاکر ہے۔ اس کی آنکھ سے آنسو بہتے ہیں اور وہ شخص اللہ سے خائف ہے وہ شخص دوزخ میں داخل ہوگا اور وہ شخص جو پیغمبر کے طریقے پر عمل کرتا ہے وہ بہشت میں داخل ہوگا کیونکہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کے مطابق معتدل عمل خلافِ سنت عمل میں مجاہدے سے افضل ہے۔ پس اپنے عمل پر نگاہ کیجئے خواہ وہ معتدل ہوں یا مجاہدہ وریاضت والے مگر یہ کہ وہ سنت اور انبیائے کرام علیہم السلام کے طریقہ کے مطابق ہو۔

حضور سید عالم فخر موجودات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے اکہتر فرقے تھے جبکہ میری اُمت کے بہتر فرقے ہوں گے۔ جن میں اکہتر فرقے دوزخ میں جائیں گے اور ایک فرقہ جنت میں جائے گا۔ عرض کیا یا رسول اللہ علیک وسلم یہ فرقہ کونسا ہوگا فرمایا وہ فرقہ اہلسنت وجماعت ہوگا اور ایک حدیث میں حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میری اُمت فتنہ وفساد میں مبتلا ہو جائے گی اس وقت میری سنت پر عمل کرنے والے کو دو شہیدوں کا ثواب دیا جائے گا۔

حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا جب فتنہ تمہیں اپنی لپیٹ میں لے لے گا اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی۔ جوان بوڑھے ہو جائیں گے اور بوڑھے جوان ہو جائیں گے اور لوگ اپنے ہر عمل کو سنت کہیں گے۔ اگر کوئی درحقیقت سنت کے مطابق کرنا چاہے گا اور ان کے عمل کے خلاف عمل کرے گا تو اسے منکر کے نام سے یاد کیا جائے گا۔ کسی نے کہا ایسا کب ہوگا اے عبداللہ! جب امانت دار کم ہو جائیں گے اور امیر وزیر زیادہ ہوں گے کہ تم ان کے پیچھے چلو گے تو تم گمراہی کا چہرہ دیکھو گے۔ اور اگر نافرمانی کرو گے تو قتل کیے جاؤ گے۔ سائل نے دریافت کیا ایسے وقت میں ہمارے لیے کیا حکم ہے اے عبداللہ! فرمایا اپنے گھر کے کیل بن جانا یعنی گھر سے باہر نہ نکلنا ورنہ پھر دوزخ ہے۔ پھر اس شخص نے اپنی کمر پر ہاتھ رکھ کر کہا اے ابن ام عبد تم نے ہمیں مشکلات

میں ڈال دیا۔

حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ کے دوران میں فرمایا:۔

اے لوگو! میرے صحابہ کی عزت و آبرو کرو۔ اور ان کے ساتھ محبت اور بھلائی سے پیش آؤ۔ اس لیے کہ میرے صحابہ تمام لوگوں سے بہتر ہیں۔ میں انہی میں بھیجا گیا ہوں ان لوگوں نے اللہ عزوجل پر ایمان لانے کے بعد میری تصدیق کی اور میں جو کچھ بارگاہِ الٰہی سے لایا تھا اس کی پیروی کی اور اس کے مطابق عمل کیا۔ پھر ان کے زمانے والے لوگ بہتر ہیں انہوں نے مجھ پر ایمان قبول کیا اور اللہ عزوجل کے حکم کی پیروی کی۔ جبکہ انہوں نے مجھے دیکھا بھی نہیں تھا۔ پھر ان کے بعد آنے والے ہیں وہ مجھ پر ایمان لائیں گے۔ پھر ان کے زمانے کے بعد جو لوگ آئیں گے وہ نمازوں کو ملیا میٹ کر دیں گے خواہشات کی پیروی کریں گے میرے حکم کی مخالفت کریں گے۔ اور میں نے جن چیزوں سے منع کیا ہے وہی کام کریں گے۔ دین کو اپنی خواہشات کے تابع کریں گے ان کے عمل لوگوں کے لیے دکھاوا ہو گا۔ وہ قسمیں کھائیں گے حالانکہ کسی نے انھیں قسم کھانے کے لیے نہیں کہا ہو گا۔ وہ یونہی شہادت دیتے پھریں گے۔ امانت میں خیانت کریں گے اور امانت واپس نہیں لوٹائیں گے۔ وہ ہر ہر بات پر دروغ گوئی کریں گے۔ وہ نہیں کریں گے جو کہیں گے ان سے علم و بردباری اٹھ جائے گی ان میں جہالت و بے حیائی کا دور دورہ ہو گا۔ ان سے حیاء و امانت اُٹھ جائے گی۔ ان میں دروغ گوئی اور خیانت عام ہو جائے گی۔ والدین کی نافرمانی۔ قطع رحمی۔ طویل اُمیدیں۔ بخل۔ حرص۔ لالچ۔ حسد بغاوت۔ بداخلاقی اور ہمسایوں سے بُرائی عام ہو جائے گی۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ اور قیامت ان بدترین لوگوں پر قائم ہو گی۔ اور اگر تم چاہتے کہ جنت کے بیچ نہر نعیم پر تمھاری سکونت ہو تو اہل سنت و جماعت کا دامن پکڑو اور نئی نئی بدعات سے اجتناب کرو۔ اس لیے کہ ہر نئی بات بدعت اور گمراہی ہے۔ بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ عزوجل اُمتِ محمدیہ کو گمراہی پر جمع نہیں فرماتا۔ پس جس نے میری

اطاعت سے منہ موڑا وہ جماعت سے الگ ہو گیا اور اس نے اللہ کے حکموں کو ضائع کر دیا۔ اس نے احکامِ الٰہی کی مخالفت کی۔ جب وہ اللہ عزّوجل سے ملاقات کرے گا تو اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ اس پر سخت غضبناک ہو گا اور اسے جہنم رسید کرے گا۔

حضرت عرباض بن ساریہ سلمی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بہت ہی پُرتاثیر وعظ سنایا جس سے آنسو نکل آئے۔ ایک صحابی نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم یہ وعظ تو جان لیوا ہے ہمیں کچھ اور بھی نصیحت فرمایئے۔ فرمایا کہ میں تمھیں اللہ عزوجل سے ڈرانے اور اس کا حکم سننے اور اطاعت کرنے کی وصیّت کرتا ہوں۔ پس تم میں سے جو بھی میرے بعد زندہ رہا وہ بہت زیادہ اختلافات دیکھے گا تم نئی نئی ایجادات سے اجتناب کرنا اس لیے کہ وہ گمراہی ہوں گی۔ تم میں سے جو بھی اسے پائے اس پر لازم ہے کہ میری سنت کو اور میرے خلفاء کے طریقہ کو لازم پکڑے بلکہ اسے دانتوں سے مضبوطی سے پکڑنا۔

حضرت سیدنا ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص پاکیزہ کھاتا ہے اور سنت پر عمل کرتا ہے اور لوگوں کو امان دیتا ہے وہ جنّت میں داخل ہو گا۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ایسے لوگ تو شمار سے باہر ہیں میرے بعد کے زمانوں میں کم ہو جائیں گے۔

حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا حضور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے روبرو ایک خط کھینچ کر فرمایا کہ اللہ عزّوجل کی راہ ہے۔ پھر دوسرا خط دائیں اور بائیں کھینچ کر فرمایا کہ یہ بھی راستے ہیں اور ان تمام راستوں پر ابلیس کا پہرہ ہے جو اسے اپنی جانب بلاتے ہیں۔ پھر یہ آیۂ کریمہ پڑھی۔

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ اور یہ میرا راستہ سیدھا ہے پس اسی پر چلو اور نہ چلو وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ دوسرے راستوں پر ورنہ وہ تمھیں اللہ کے راستے سے علیحدہ کر دیں سَبِیْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ گے۔ اللہ عزّوجل نے ہمیں اسی کی وصیت فرمائی ہے تاکہ تم متقی پرہیزگار ہو جاؤ۔

حضور سید الرسل امام السبل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر چیز کے لیے ایک آفت ہیں۔

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ خواہشات کو خواہشات اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہی خواہشات انسان کو دوزخ میں گراتی ہیں۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ اللہ عزّوجل کی عنایت کی ہوئی دو نعمتوں میں سے کون سی نعمت بڑی ہے۔ ایک یہ کہ اس نے مجھے اسلام کی راہ دکھائی۔ دوسری یہ کہ ان خواہشات سے مجھے بچایا۔

حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"جو شخص ایک بالشت کے قریب بھی جماعت کے خلاف چلے گا گویا کہ اس کی گردن سے اسلام کی رسی نکل گئی"۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ہرم بن حنان کو وصیت فرمائی کہ:-

"تم جماعت سے الگ نہ ہونا ورنہ دین سے نکل جاؤ گے اور تمہیں علم بھی نہ ہوگا تم جہنّم میں بھیجے جاؤ گے۔ اللہ عزوجل محشر کے روز ہی اپنے احسان وکرم سے توفیق دینے والا ہے"۔

باب ۸۴

فکرِ آخرت کا اظہار

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اپنے نفس کا حساب کیجیئے اس سے قبل کہ محشر میں تمھارے عمل کا وزن ہو۔ اور محشر میں حساب و کتاب سے قبل اپنے نفس سے حساب کیجیو اور بڑی عدالت میں پیش ہونے کے لیے اپنے آپ کو تیار کیجئے اور محشر کے روز تم نے پیش ہونا ہے۔ اور تم میں سے کوئی بھی اس روز اپنے آپ کو چھپا نہیں سکے گا۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ نے یہ حدیث قدسی روایت فرمائی کہ:-

"اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام فرمایا ہے اسی طرح تمھارے لیے بھی ظلم کو حرام قرار دیا ہے۔ اس لیے کہ تم ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو! تم سب بھٹکے ہوئے ہو جنہوں نے ہدایت بخشی۔ پس تم مجھ سے ہدایت طلب کرو۔ میں تمھیں ہدایت فرماؤں گا۔ اے میرے بندو! تم سب کے سب بھوکے ہو مگر جنہیں میں کھلاتا ہوں۔ پس تم مجھ سے رزق طلب کرو۔ میں تمھیں رزق عنایت کروں گا اے میرے بندو! تم سب بے لباس ہو مگر وہ جنہیں میں نے لباس دیا ہے پس تم مجھ سے لباس طلب کرو میں تمھیں پوشاک دوں گا۔ اے میرے بندو! تم شب و روز گناہ کرتے ہو اور میں تمام کی مغفرت کرنے والا ہوں۔ اے میرے بندو! اگر تمھارے اولین و آخرین اور تمھارے جن و انس اگر بہت ہی پرہیزگار شخص کے دل کی طرح ہو جائیں تو وہ میرے ملک میں کوئی اضافہ نہیں کر سکیں گے۔ اے

میرے بندو! اگر تمھارے اگلے پچھلے اور جن وانس اگر بُرے شخص کی مانند ہو جائیں تو وہ میرے ملک میں کوئی کمی نہیں کر سکیں گے۔ اے میرے بندو! اگر تمھارے اگلے پچھلے اور جن وانس سب جمع ہو کر ایک میدان میں کھڑے ہو جائیں اور ان میں سے ہر ایک مجھ سے اپنا اپنا سوال کرے تو میں انھیں عنایت کروں گا۔ تو میرا خزانہ اس سے کم بھی نہ ہوگا۔ جتنا کہ سمندر میں سوئی ڈبونے سے اس کے ساتھ لگنے والے پانی سے کمی رونما ہو سکتی ہے۔ اے میرے بندو! یہ سب تمھارے اعمال ہیں۔ اور میں انھیں تمھارے لیے جمع کر رہا ہوں اور بروز محشر تمھیں واپس کر دوں گا۔ پس جو شخص بھلائی کو پائے اس پر لازم ہے کہ حمد باری تعالیٰ عزوجل کرے اور بھلائی کو نہ پانے والا خود کو ہی ملامت کرلے۔"

حضرت ابو ذر سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ التسلیمات نے فرمایا کہ:۔

"بیماروں کی تیمارداری کرو۔ جنازوں کے ساتھ چلو اس سے تمھیں آخرت یاد رہے گی۔"

کسی دانشور کا ایک واقعہ ذکر کیا گیا ہے کہ دانشور نے جنازہ کے پیچھے لوگوں کو میت پر ترس کھاتے ہوئے دیکھا تو اس سے کہا کہ تم اپنے اُوپر ترس کھاؤ یہ تمھارے لیے بہتر ہوگا کیونکہ یہ مر گیا ہے اور تین ہولناکیوں یعنی ملک الموت کا دیکھنا۔ موت کی تلخی اور خاتمہ کے ڈر سے نجات حاصل کر چکا ہے۔

یاد رہے کہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے جنازے کے پیچھے ایک شخص کو دیکھا جو دریافت کر رہا تھا کہ یہ جنازہ کس کا ہے؟ حضرت سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا یہ تیرا جنازہ ہے اور اگر ناپسند گزرے تو یہ پھر تیرا جنازہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ بیشک تو بھی مرنے والا ہے اور وہ بھی مرنے والے ہیں۔

حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک آدمی کو قبرستان میں کچھ خورد ونوش کرتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ موت اس کے روبرو ہے اور وہ کھانا کھا رہا ہے لہذا یہ شخص منافق ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ اس قوم پر حیرانی ہے جنہیں سفر کا خرچ جمع کرنے کا حکم دیا گیا ہے. سفر کی تیاری کا نقارہ بجا دیا گیا ہے اور پہلا قافلہ چلا گیا ہے مگر یہ لوگ بیٹھے کھیل رہے ہیں۔

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جب کسی میت کو دیکھتے تو ایسا معلوم ہوتا جیسا کہ اپنی ماں کو دفن کر کے واپس آئے ہیں۔

حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ جو شخص بے خوف اور بے غم ہے اس کے لیے ڈر ہے کہ جنتیوں میں سے نہ ہو۔ کیونکہ جنتیوں کا قول ہے کہ:۔

اِنَّا کُنَّا قَبْلُ فِیْ اَھْلِنَا مُشْفِقِیْنَ ہم اس سے قبل دنیا میں ڈرتے تھے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حافظ قرآن کو چاہیئے کہ وہ اپنی راتوں کی پہچان کرے یعنی روزہ رکھے۔ اور جب لوگ خوشیاں منا رہے ہوں تو وہ غمگین ہو اور جب لوگ ہنس رہے ہوں تو وہ روئے۔ لوگ باتیں کر رہے ہوں تو سکوت اختیار کرے۔ جب لوگ تکبر کر رہے ہوں تو وہ عاجزی اختیار کرے۔ اور حافظ قرآن پر لازم ہے کہ وہ غمزدہ۔ بردبار۔ مطمئن اور نرم بن کر رہے اور اسے تند مزاج غافل بد دماغ اور سخت گیر نہ ہونا چاہیئے۔

حضرت شقیق بن ابراہیم نے بیان کیا کہ غم اور خوف بہتر بندے کا کوئی دوسرا رفیق نہیں ہے یعنی وہ پہلے گناہوں سے غمگین ہو اور بقایا زندگی کا خوف ہو۔ کیونکہ اسے علم نہیں کہ اس پر کون کون آفات کا نزول ہو گا۔

حضرت حکیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ تین چیزوں کے علاوہ اگر کوئی شخص غم و کے خوف سے ہے تو یاد رہے کہ وہ غم و خوشی کو نہیں جانتا۔

پہلی چیز ایمان ہے مگر اسے علم نہیں کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہو گا یا نہیں ہو گا۔

دوسری چیز اللہ عزّوجل کے احکام اسے پورا کرسکتا ہے یا نہیں۔
تیسری چیز دشمنوں کا غم کہ وہ اس سے خلاصی حاصل کرسکے گا یا نہیں۔

آگ کا حرام ہو جانا

حضرت بن انس مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔
"اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ نے دوزخ کو آنسو بہانے والی آنکھ پر حرام کردیا ہے۔ اور جس شخص کے چہرے پر آنسو بہتے ہوتے آجائیں وہ چہرا رسوا اور ذلیل نہیں ہو گا۔"
نیز ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔
"ہر صالح عمل کا اجر وثواب مقرر ہے مگر آنسو کا اجر وثواب بے شمار ہے کیونکہ آنسو تو آگ کے سمندروں کو بجھا دیتے ہیں۔ اگر میری اُمت کا ایک آدمی اللہ عزّوجل کے خوف سے روئے تو اللہ عزوجل اس کے رونے کی وجہ سے پوری اُمت پر رحم فرماتا ہے۔"
حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ کے خوف سے اس قدر آنسو بہانا کہ وہ گالوں پر بہنے لگیں مجھے اپنے وزن برابر سونا صدقہ کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ اور جو شخص اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ کے خوف سے اس قدر روتا ہے کہ اس کے آنسوؤں کے قطرات زمین ٹپکتے ہیں اسے آگ نہیں چھوئے گی۔ حتیٰ کہ وہ قطرات آسمان کی جانب لے جائے جاتے ہیں اور پھر واپس نہیں آتے جس طرح آسمان سے بارش کے قطرات کا نزول ہوتا ہے مگر وہ کبھی واپس نہیں ہوتے۔ اس طرح وہ شخص جو دنیا میں اللہ عزوجل کے خوف سے روتا ہے اِسے دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آنسو اللہ عزّوجل کے فضل سے ہی بہتے ہیں۔ جیسا کہ آدمی کی آنکھ سے آنسو بہتے ہیں۔ تو فرشتہ اس کے دل کو تھام لیتا ہے۔
حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو قطرات سے بڑھ کر اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم کو کوئی قطرہ محبوب نہیں ہے:۔

پہلا قطرہ وہ آنسو کا قطرہ جو رات کے اندھیرے میں بہتا ہے۔

دوسرا قطرہ خون کا وہ قطرہ جو جہاد میں بہتا ہے۔

حضرت زیاد نمیری نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ نے اپنی بعض کتب میں فرمایا کہ:۔

"جو شخص میرے خوف سے آنسو بہاتا ہے اس کا اجر و ثواب یہ ہے کہ میں اسے اپنے عذاب سے پناہ دیتا ہوں۔ اور وہ شخص جو میرے خوف سے آنسو بہاتا ہے اس کے بدلے میں میں اسے بہشت میں ہنسی خوشی دوں گا۔"

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ ایک شب نماز میں مشغول تھے اور جب یہ آیہ کریمہ پڑھی:۔

اِذِ الۡاَغۡلٰلُ فِیۡۤ اَعۡنَاقِہِمۡ وَ السَّلٰسِلُ ؕ یُسۡحَبُوۡنَ ۙ فِی الۡحَمِیۡمِ ۬ۙ ثُمَّ فِی النَّارِ یُسۡجَرُوۡنَ ۔ جب ان کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور وہ گھسٹتے ہوئے کھولتے پانی میں لے جائیں گے پھر وہ آگ میں جھونک دیئے جائیں گے۔

پھر ساری شب اسی آیہ کریمہ کی تلاوت کرتے رہے یہاں تک کہ دن چڑھ آیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک غار میں یہ آیہ کریمہ پڑھی:۔

اَمۡ حَسِبَ الَّذِیۡنَ اجۡتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنۡ نَّجۡعَلَہُمۡ کَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۔ وہ لوگ جو بُرے کام کرتے ہیں کہ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم انکو ان لوگوں کے مساوی درجہ دیں گے جنہوں نے ایمان قبول کیا اور صالح عمل کیے۔

تمام شب یہی آیہ کریمہ پڑھتے رہے اور گریہ وزاری کرتے رہے یہاں تک کہ دن چڑھ آیا۔

ایک حدیث میں بیان کیا گیا کہ حضور سید الرسل امام السبل محبوب خدا خواجہ ہر دو سرا

علیہ التحیۃ والثناء نے مندرجہ ذیل آیۂ کریمہ تلاوت کی :-

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ اگر آپ انھیں عذاب دیں تو یہ تیرے بندے ہیں اور تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ. اگر آپ انکی مغفرت فرما دیں تو آپ غالب حکمت والے ہیں۔

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دن چڑھے تک اس آیۂ کریمہ کی تلاوت کرتے رہے اور آنسو بہاتے رہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام جب پانی نوش فرماتے تھے تو اس میں آدھے آنسو مل جاتے تھے۔

بہز بن حکیم نے بیان کیا کہ زرارہ بن ابی اوفیٰ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ جب انہوں نے پڑھا :-

فَاِذَا نُقِرَ فِى النَّاقُوْرِ　　　پس جب صور پھونکا جائے گا۔

تو وہیں دم توڑ گئے اور ہم نے ان کا جنازہ ہی اٹھایا۔

اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے۔

باب ۸۴

آدمی کو صبح کیسی کرنی چاہیئے کا اظہار

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مجھ سے کہا اے مجاہد جب تو صبح کرے تو شام کے بارے میں غور نہ کرنا اور جب شام کرے تو صبح کے بارے میں نہ غور کرنا۔ اور موت سے پہلے صحت سے نفع اُٹھالے کیونکہ تجھے علم نہیں کہ کل تیرا کیا نام ہوگا۔

ایک دانشور کا قول ہے کہ جب آدمی صبح کرے تو اس پر لازم ہے کہ چار چیزوں کا ارادہ کرے۔

پہلی چیز فرائض الٰہی کی ادائیگی کا ارادہ کرے۔

دوسری چیز منہیات سے رکنے کا ارادہ کرے۔

تیسری چیز صاحب معاملہ والوں سے انصاف کا ارادہ کرے۔

چوتھی چیز دشمنوں سے صلح کا ارادہ کرے۔

جب ان کی صبح ان ارادوں کے ساتھ ہوگی تو اُمید کی جاتی ہے کہ وہ نیک ترین لوگوں میں سے ہوگا۔

ایک دانشور سے دریافت کیا گیا کہ آدمی کو کس ارادہ کے ساتھ بستر سے اُٹھنا چاہیئے۔ فرمایا اُٹھنے کا سوال نہ دریافت کیجئے کیونکہ یہ نہیں جانتا کہ وہ کیسے سویا تھا۔ وہ اس سے واقف نہ ہوگا کہ وہ کیسے اُٹھے گا۔

پھر فرمایا کہ بندہ کے لیے ضروری ہے کہ چار چیزوں کو صحیح کر کے سوئے:۔

پہلی چیز جب تک وہ زمین پر موجود اپنے دشمن سے معاملہ ختم نہ کرلے تب تک وہ

نہ سوئے۔

دوسری چیز جب تک وہ اپنے پروردگار کے فرائض پورے نہ کرلے تب تک نہ سوئے۔

تیسری چیز جب تک وہ اپنے پہلے کیے ہوئے گناہوں سے تائب نہ ہوجائے تب تک وہ نہ سوئے۔ ممکن ہے وہ اسی شب لقمۂ اجل ہوجائے اور وہ معصیت پر مصر ہو۔

چوتھی چیز جب تک کہ وہ کماحقہ وصیت نہ لکھ لے نہ سوئے ہوسکتا ہے لقمۂ اجل ہوجائے اور بغیر وصیت رحلت کرجائے۔

بیان کیا گیا ہے کہ لوگ تین طریقوں پہ دن چڑھاتے ہیں:۔

پہلا طریقہ مال طلبی میں۔

دوسرا طریقہ گناہ طلبی پر۔

تیسرا طریقہ صراط مستقیم کی طلبی پر۔

مگر وہ لوگ جو مال طلبی میں دن چڑھاتے ہیں وہ اس روزی کو وافر مقدار میں نہیں کھاسکتے جو اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ نے ان کے لیے مقرر کیا ہے۔ چہ جائیکہ وہ کتنا مال جمع کرلیں اور معصیت طلبی میں دن چڑھانے والے رسوائی کا چہرہ دیکھتے ہیں اور سیدھی راہ پر چلنے والوں کو اللہ عزوجل روزی اور صراط مستقیم دونوں عنایت کرتے ہیں۔

کسی دانشور کا قول ہے کہ جو شخص دن چڑھاتا ہے۔ اس پر دو باتیں ضروری ہیں:۔

پہلی بات امن۔

دوسری بات خوف۔

لہذا امن یہ ہے کہ اس کا اس بات پر ایمان ہو کہ اس کے رزق کا کفیل اللہ رب العالمین ہے۔ لہذا خوف یہ ہے کہ وہ اس بات پر خائف ہے کہ اللہ عزوجل کے حکم کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے گا۔ جب وہ شخص یہ دونوں باتیں کرلیتا ہے تو اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ اس کی عزت افزائی دو چیزوں سے فرماتا ہے:۔

پہلی چیز قناعت

دوسری چیز طاعت

حضرت سعید بن مسروق نے بیان کیا کہ جب ربیع بن خثیم سے دریافت کیا جاتا کہ دن کس طرح چڑھاتے ہیں تو فرماتے کہ اپنی کمزوریوں اور گناہوں کو دیکھتے ہوئے دن چڑھاتے ہیں۔ ہم تو اللہ ہی کا رزق کھاتے ہیں اور موت کے منتظر رہتے ہیں۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ دن کس طرح چڑھاتے ہیں فرمایا جو ایک گھر سے دوسرے گھر انتقال کرنے والا ہو اور جسے یہ علم نہ ہو کہ وہ بہشت میں جائے گا یا دوزخ میں جائے گا۔ ایسے آدمی کے دن کی کیا کیفیت ہو گی۔

بیان میں کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ رُوح اللہ علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آپ کی صبح کس طرح ہوتی ہے۔ فرمایا میری صبح اس طرح ہوتی ہے کہ میں اپنی اُمیدوں کا مالک نہیں ہوں اور جس سے خائف ہوں اسے دور کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ پس اپنے عمل میں گرفتار دن چڑھاتا ہوں مگر بھلائی تو رب تعالیٰ کے پاس اس لیے مجھ سے بڑھ کر کوئی محتاج نہیں ہے۔

حضرت عامر بن قیس سے دریافت کیا گیا کہ آپ کا دن کس طرح چڑھتا ہے فرمایا اپنے نفس پر معصیت کا بوجھ لادے ہوئے دن چڑھتا ہے۔ حالانکہ اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے مجھے اپنی نعمتوں سے مالا مال کر دیا ہے۔ مجھے علم نہیں کہ میری معصیت کا بدلہ بنتی ہے یا اللہ عزوجل کے انعامات کے لیے شکرانہ بنتی ہے۔

حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ نے کسی سے دریافت کیا کہ تیرا کیا حال ہے؟ اس نے کہا جس شخص پر پانچ سو قرضہ ہو اور وہ اولاد والا بھی ہو۔ اس کے حال کا کیا کہنا۔ یہ سنتے ہی محمد بن سیرین اندر آ گئے اور ہزار ہزار درہم لائے اسے دے کر کہا پانچ سو درہم سے قرضہ ادا کیجئے اور پانچ سو درہم اپنے اہل خانہ پر خرچ کیجئے ازاں بعد محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس خوف سے کسی سے حالت نہیں دریافت کرتے تھے کہ اس کے حال سے مطلع ہو کر کہیں اس کی اصلاح ان پر ہی واجب نہ ہو جائے۔

حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ جو شخص صبح کرے اس پر ضروری ہے کہ چہار چیزوں کا شکر ادا کرے:۔

پہلی چیز سب تعریف اللہ عزوجل کے لیے ہے جس نے نور ہدایت سے میرے دل کو روشن

کیا اور مجھے ایمان بخشا جسے بھٹکنے والا نہیں بنایا۔

دوسری چیز ہر تعریف اللہ عزوجل کے لیے ہے جس نے مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں پیدا کیا۔

تیسری چیز ہر تعریف اس پروردگار کے لیے ہے جس نے میرا رزق کسی دیگر کے ہاتھ میں نہیں دیا۔

چوتھی چیز ہر تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے میرے عیبوں پر پردہ ڈالا۔

حضرت شفیق بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ جس کی عمر دو سو سال ہو گی مگر وہ ان چار چیزوں کو نہ پہچان سکا تو اس سے زیادہ دوزخ کس پر واجب ہو گی ؟۔

پہلی چیز معرفت خداوندی یعنی ظاہر و باطن میں اللہ ہی کا فیضان تصور کرے اور وہی معطی ہے اور وہی رد کرنے والا ہے۔

دوسری چیز اعمالِ الٰہیہ کی معرفت یعنی اللہ عزوجل وہی عمل قبول کرتا ہے جو خاص طور پر رضائے الٰہی کے لیے ہو۔

تیسری چیز اپنی ذات کی معرفت یعنی وہ اپنی کمزوری کو پہچانے کہ وہ اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ کے فیصلے کو تبدیل نہیں کر سکتا۔ یعنی۔ پروردگار عالم کی تقسیم پر خوش ہے۔

چوتھی چیز دشمن الٰہی اور اپنے دشمن کی معرفت۔ یعنی بُرائی کی خبر کو پہچانے اور اللہ کی پہچان کے ساتھ اسے کمزور کرے۔

بیان کیا گیا ہے صبح کرنے والے ہر بنی آدم پر اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ نے دس چیزیں فرض کی ہیں :۔

پہلی چیز بستر سے اُٹھتے ہی ذکر الٰہی کرے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے۔

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ اور اپنے پروردگار کی اُٹھتے ہی تسبیح اور حمد بیان کرو۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے :۔

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ کثرت سے ذکر الٰہی کرو اور

ذِکْرًا کَثِیْرًا وَّسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا شب و روز اس کی تسبیح کرو۔

دوسری چیز ستر کو چھپانا۔ ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے۔

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ اے اولاد آدم مسجد پر جاتے وقت لباس پہن لیا کرو۔

کیونکہ ادنیٰ زینت ستر کو چھپاتا ہے۔

تیسری چیز وقت پر صحیح وضو کرنا۔ ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ الخ اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اپنے چہروں کو دھو لو اور کہنیوں تک ہاتھوں کو آخر آیہ تک۔

چوتھی چیز وقت پر نماز کی ادائیگی۔ ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے:۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا۔ تحقیق مومنین پر وقت پر نماز پڑھنا فرض کیا گیا ہے۔

یعنی ہر فرض کو اپنے اپنے وقت پر ادا کرنا ضروری ہے۔

پانچویں چیز رزق کے عطا ہونے پر اللہ عزّوجل کے عہدے پر ایمان رکھنا۔ ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے:۔

وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا۔ اور زمین پر چلنے والا جو بھی جاندار ہے اس کا رزق اللہ عزوجل کے ذمہ ہے۔

چھٹی چیز اللہ عزّوجل کی عطا پر قناعت کرنا چاہیئے۔ ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے:۔

نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَھُمْ مَّعِیْشَتَھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا۔ ہم نے ان کی دنیوی زندگی میں ان کا رزق تقسیم کر دیا ہے۔

ساتویں چیز متوکل علی اللہ ہونا چاہیئے۔ ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے:۔

وَتَوَکَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ عَلَی اللّٰہِ فَتَوَکَّلُوْٓا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ اور اس زندہ پر بھروسہ کیجئے جو کبھی نہیں مرے گا اگر تم ایماندار ہو تو اللہ ہی پر توکل کرو۔

آٹھویں چیز اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ کے حکم اور فیصلے پر صبر کرنا۔ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ　　اور اپنے پروردگار کے حکم پر صبر کیجئے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا　　اے ایمان والو صبر کیجئے۔

نویں چیز اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر ادا کرنا۔ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔

وَاشْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ۔　　اور اللہ عزوجل کی نعمتوں کا شکر ادا کیجئے اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔

دسویں چیز اکل حلال کھانا۔ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔

كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ　　ہم نے تمھیں جو پاکیزہ چیزیں عطا کی ہیں انھیں کھائیے۔

طیب اور پاکیزہ چیز سے مراد اکل حلال ہے۔

باب ۸۵

غور و فکر کا اظہار

حضرت عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا کہ میں۔ عبداللہ ابن عمر۔ اور عبید بن عمیر تینوں افراد حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا۔ آپ نے دریافت کیا کہ کون ہیں؟ میں نے عرض کرتے ہوئے کہا عبداللہ ابن عمر، عبید بن عمیر اور میں۔ آپ نے سب کو خوش آمدید کہہ کر عبید بن عمیر کو مخاطب کر کے فرمایا کیا بات ہے ملاقات کے لیے تو نہیں آتے۔ انہوں نے جواب دیتے ہوئے حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان پیش کیا۔ زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ہمیں کوئی عجیب ہی حدیث سنائیے۔ اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ویسے تو تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر حدیث ہی عجیب ہے مگر ایک شب آپ ساتھ بستر پر آرام فرما تھے حتیٰ کہ آپ کا جسم اطہر میرے جسم سے پیوست تھا پھر فرمایا۔ اے عائشہ! میں اجازت چاہتا ہوں کہ میں اپنے پروردگار کی عبادت کروں۔ میں نے عرض کیا۔ واللہ! میں تو آپ کے قرب کو محبوب جانتی ہوں لیکن آپ کی خواہش اس سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔ پھر آپ کھڑے ہوئے مشکیزے سے وضو کیا اور نماز شروع کی اور حالت قیام میں اس قدر روئے کہ آنسو دامن مبارک تک پہنچ گئے۔ پھر دائیں پہلو اور دایاں ہاتھ چہرے کے نیچے دے کر سہارا لگا کر لیٹ گئے اور گریہ کرتے رہے حتیٰ کہ آپ کے آنسو زمین پر گرتے ہوئے میں نے دیکھے پھر صبح کی اذان کے بعد حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آئے۔ انہوں نے آپ کو گریہ کرتے دیکھ کر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اللہ عزوجل نے آپ کی وجہ سے ہمارے گناہوں کو درگزر فرمایا۔ آپ کے اگلوں کے اور آپ کے پچھلوں کے پھر آپ کیونکر روتے ہیں فرمایا اے بلال! میں اپنے پروردگار کا شکر گذار بندہ نہ بنوں۔ اور میں کیوں نہ روؤں کہ آج شب یہ آیہ کریمہ

نازل ہوئی ہے اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے لے کر فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ تک۔ پھر فرمایا اس آدمی کے لیے ہلاکت ہے جو اس آیۂ کریمہ کو پڑھتا ہے لیکن اس پر غور و فکر نہیں کرتا۔

بعض احادیث میں بیان ہے کہ جو شخص ستاروں میں غور و فکر کرتا ہے اور ان کے عجائبات پر غور کرتا ہے۔ نیز ان کے واسطے سے اللہ کی قدرت کے بارے میں سوچتا ہے اور پھر پڑھتا ہے:۔

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ اے ہمارے رب تو نے ان چیزوں کو عبث نہیں بنایا تیری ذات پاک ہے پس ہمیں آگ سے بچا۔

تو آسمان کے ہر ستارے کے عوض اس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔

حضرت عامر بن قیس نے بیان کیا کہ آخرت میں وہ لوگ بہت ہی خوش ہوں گے جو دنیا میں بکثرت غور و فکر کیا کرتے تھے۔ اور آخرت میں وہی لوگ خوش ہوں گے جو دنیا میں گریہ زاری کرتے تھے اور محشر میں خالص مومن وہی لوگ ہوں گے جو دنیا میں اکثر تفکر کیا کرتے تھے۔

حضرت سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیر کا دروازہ کھولنے اور شر کا دروازہ بند کرنے والوں کو اس کا اجر و ثواب ملے گا اور وہ لوگ جو شر کا دروازہ کھولتے ہیں اور خیر کا دروازہ بند کرتے ہیں ان کے لیے گناہ عظیم ہے اور وہ بختاور ہیں جو خیر کو پھیلاتے ہیں اور برائی کو بند کرتے ہیں، اور ایک لمحہ کا غور و فکر کرنا ساری رات کے قیام کرنے سے افضل ہے۔

حضرت عمرو بن مرہ نے بیان کیا کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات ایسے لوگوں پر گزرے جو غور و فکر میں منہمک تھے آپ نے ان سے فرمایا کہ مخلوق کے بارے میں غور و فکر کیجئے بلکہ خالق کے بارے میں غور و فکر نہیں کرنا چاہیئے۔

حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابلیس آکر آدمی سے دریافت کرتا ہے کہ آسمان کو کس نے پیدا کیا ہے؟ آدمی

کہتا ہے اللہ عزوجل نے پیدا کیا ہے۔ پھر وہ دریافت کرتا ہے کہ زمین کو کس نے تخلیق کیا ہے؟ اس وقت آدمی کے لیے ضروری ہے کہ وہ جواب دے اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ یعنی اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لایا ہوں۔

حضور پُرنُور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

"ایک لحظ غور وفکر کرنا پورے سال کی عبادت سے افضل ہے۔"

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر انسان چاہے کہ اسے غور و فکر والی فضیلت مل جائے تو اسے پانچ چیزوں میں غور و فکر کرنا چاہیئے:۔

پہلی چیز آیات و علامات میں تفکر کرنا۔ یعنی اللہ عزوجل کی قدرت کے بارے میں غور و فکر کرے کہ اس نے زمین و آسمان کو کیسے بنایا ہے اور سورج کو مشرق سے طلوع کر کے مغرب میں غروب کرتا ہے۔ شب و روز کی تبدیلی۔ اور پھر اپنی پیدائش پر نظر کرے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے:۔

"اور زمین میں اہلِ ایمان کے لیے علامات ہیں اور تمھاری اپنی ذات میں بھی کیا تم نہیں دیکھتے ہو۔"

دوسری چیز اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ کے احسانات و انعامات ہیں یعنی وہ ان نعمتوں میں غور کرے جو اللہ عزوجل عطا فرماتی ہیں۔

بعض دانشوروں سے احسان اور انعام میں امتیاز دریافت کیا گیا تو فرمایا ظاہری نعمتیں احسان ہیں اور باطنی نعمتیں انعامات ہیں اس کی مثال یوں ہے کہ دونوں ہاتھ تو احسان ہیں اور ان کی قوت یہ انعام ہے چہرہ احسان ہے۔ جبکہ چہرے کا حسن و جمال انعام ہے۔ منہ احسان ہے اس میں ذائقہ کی قوت انعام ہے۔ دونوں پاؤں احسان ہیں اور ان میں چلنے کی طاقت انعام ہے پس اگر بندے کے دونوں پاؤں تو ہوں لیکن ان میں چلنے کی طاقت نہ ہو تو گویا اسے احسان تو عطا ہوا ہے لیکن انعام نہیں عطا ہوا۔ رگیں اور ہڈیاں احسان ہیں اور ان میں صحت اور ٹھہراؤ انعام ہے۔

بعض کا قول ہے کہ نعمت کا مل کا مل جانا احسان ہے اور مصیبت کا دفع ہو جانا انعام ہے۔ اور بعض نے اس کے اُلٹ کہا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ احسان اور نعمت ایک ہی

چیز ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا — اگر تم اللہ عزوجل کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں نہیں کر سکو گے۔

الغرض جب انسان احسانات وانعامات میں غور و فکر کرتا ہے تو اس سے محبت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

تیسری چیز اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم کے ثواب میں غور و فکر یہ ہے کہ اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ نے اپنے دوستوں کے لیے جو بہشت میں کرامات مخصوص کی ہیں۔ اس کے ثواب میں غور و فکر کیجئے۔ اس طرح اس کی رغبت میں فراوانی ہو گئی۔ پھر اس ثواب کو حاصل کرنے کے لیے کوشش کرے گا اور اپنی طاقت سے زیادہ اپنے پروردگار کی طاعت بجالائے گا۔

چوتھی چیز اس کے عذاب میں غور و فکر یہ ہے کہ اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ نے اپنے دشمنوں کے لیے جو دوزخ میں عذاب مقرر کیا ہے ان پر غور و فکر کریں اور اس سے خشیت الٰہی میں اضافہ ہو گا اور اپنی طاقت سے بڑھ کر معصیت سے بچنے کی کوشش کرے گا۔

پانچویں چیز خود پر کیے ہوئے احسانات اور اپنی جفاؤں پر غور و فکر یہ ہے کہ وہ اللہ عزوجل کے اس احسان پر غور و فکر کرے کہ اس کے گناہوں پر پردہ ڈالا ہے اور ان پر عذاب نہیں۔ بلکہ توبہ کرنے کی دعوت دی ہے۔ اور اپنی جفاؤں پر غور و فکر یہ ہے کہ احکام خداوندی کو کس طرح ترک کیا اور گناہوں میں پڑا۔ اس میں غور و فکر سے حیاداری میں اضافہ ہوتا ہے۔ پس جس آدمی نے پانچ باتوں پر غور و فکر کیا وہ حضور پُرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا مصداق ہے کہ:۔

"ایک لمحہ کا غور و فکر ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے"

اور جو ان پانچ باتوں بغیر دیگر چیزوں میں غور و فکر کرتا ہے تو وہ صرف وسوسہ ہی ہے۔

ایک دانشور کا قول ہے کہ تین چیزوں میں غور و فکر نہیں کرنا چاہیئے:۔

پہلی چیز تنگ دستی پر غور و فکر نہیں کرنا چاہیئے اس سے غم و تکلیف بڑھ جائیں گی اور حرص

بڑھ جائے گی۔

دوسری چیز جو تم پر ظلم کرے اس کے متعلق نہیں سوچنا چاہیئے اس طرح تیرا دل سخت ہو جائے گا۔ بغض و دشمنی میں اضافہ ہو گا اور غصہ بھی بڑھے گا۔

تیسری چیز دنیا میں زیادہ دیر رہنے کی غور و فکر نہیں کرنا چاہیئے ورنہ مال اکٹھا کرنے میں اپنی عمر گنوا دے گا اور عمل میں سستی برتے گا۔ نیز کہا گیا ہے کہ حقیقی تقویٰ یہ ہے کہ آدمی اپنے دل سے عہد کرے کہ وہ نہ ہونے والی باتوں کے بارے میں غور و فکر نہیں کرے گا۔ اگر دل اُدھر لگے بھی سہی تو وہاں سے فوری طور پر ہٹا لینا چاہیے اور صحیح باتوں میں لگائے اور یہ بہت جہاد ہے۔ اور اپنے دل کو مصروف رکھنے کا افضل ترین طریق یہ ہے کہ اسے نماز کی طرف رغبت دلائے۔ اور جو شخص نماز میں دل کو قابو رکھ سکتا وہ اس کے علاوہ بھی نہیں کر سکے گا۔

کسی دانشور کا قول ہے کہ عبادت کی تکمیل خلوص نیت میں ہے اور صلاحِ عمل تواضع میں ہے اور یہ دونوں دنیا سے بے رغبتی سے ہی کمال کو پہنچتے ہیں۔ اور دنیا کی بے رغبتی آخرت کے غم و فکر سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ پھر موت کو دل میں یاد رکھنے اور اپنے گناہوں کے متعلق غور و فکر سے پیدا ہوتی ہے۔

کہا گیا ہے کہ ابدال دس صفحات کا حامل ہے:۔

پہلی صفت سینے کی صفائی کا ہونا۔

دوسری صفت مال کی سخاوت کا ہونا۔

تیسری صفت زبان کا سچا ہونا۔

چوتھی صفت متواضع نفس ہونا۔

پانچویں صفت مصیبت میں صابر ہونا۔

چھٹی صفت تنہائی میں گریہ زاری کرنا۔

ساتویں صفت مخلوق کی بھلائی پر غور و فکر کرنا۔

آٹھویں صفت مومنوں سے رحم دل سے پیش آنا۔

نویں صفت فنا میں غور و فکر کرنا۔

دسویں صفت　چیزوں سے عبرت حاصل کرنا۔

حضرت مکحول شافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ بستر پر لیٹنے والے کیلئے ضروری ہے کہ وہ اس روز کے اپنے اُمور پر غور وفکر لے۔ اگر کوئی صالح عمل کیا ہے تو ثنائے باری تعالیٰ عزوجل کرے اور اگر معصیت کی ہے تو اس سے توبہ کرے اور پھر نہ کرنے کا عہد کرے۔ اور جو شخص غور وفکر نہیں کرتا اس کی مثال اس تاجر جیسی ہے جو خرچ کرتا ہے مگر شمار نہیں کرتا اور بے سوچے سمجھے مفلس ہو جاتا ہے۔

ایک دانشور کا قول ہے کہ حکمت کی بناء چار چیزوں پر ہے:۔

پہلی چیز　بدن کا دنیاوی مصروفیات سے فارغ ہونا۔

دوسری چیز　دنیاوی کھانوں سے بطن کا پاک ہونا۔

تیسری چیز　دنیاوی اسباب سے ہاتھ کا خالی ہونا۔

چوتھی چیز　دنیاوی انجام میں غور وفکر۔ یعنی اپنے انجام کے متعلق غور وفکر کرنا۔ کیونکہ اُسے علم نہیں کہ کیا ہوگا کہ اسکے اعمال قبول ہوئے ہیں یا نہیں ہوئے۔

حضرت خالد بن معدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ مجھے حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہوئی کوئی ایسی حدیث شریف سنائیے جو انھیں یاد ہو اور ہر روز کسی نہ کسی وقت اسے بیان بھی کیا ہو۔ یہ سن کر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے گریہ زاری شروع کر دی۔ حتیٰ کہ میں نے دل میں کہا کہ یہ سکوت اختیار نہیں کریں گے۔ جب انہوں نے خاموشی اختیار کی تو فرمایا کہ میں حضور نبی آخر زمان فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سواری پر سوار تھا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم فداک ابی وامی مجھے کوئی حدیث ارشاد فرمایئے۔ آپ نے آسمان کی جانب نگاہ اٹھائے ہوئے فرمایا ہر تعریف اللہ عزوجل کے لیے ہے جو اپنی پسند کے مطابق اپنی مخلوق کے فیصلے فرماتا ہے۔ پھر فرمایا اسے معاذ! میں نے کہا اے خیر الامام نبی رحمت میں حاضر ہوں۔ فرمایا میں تجھے وہ بات بتا رہا ہوں جو کسی اُمت کو اس کے نبی نے نہیں بتائی۔ اگر تو نے اسے یاد کر لیا تو یہ تجھے نفع دے گی۔ اور اگر سن کر یاد نہ کیا تو بارگاہ الٰہی میں روز محشر تیری کوئی حجت نہیں

رہے گی۔ پھر فرمایا کہ زمین و آسمان کے پیدا کرنے سے پہلے اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے سات ملائکہ کی تخلیق فرمائی۔ یعنی ہر آسمان کے دروازے پر ایک فرشتے کو دربان مقرر کیا اور وہ محافظ فرشتے صبح سے شام تک ہر بندے کے عمل کو لکھ کر محفوظ کر لیتے ہیں۔ اور شام کو اُوپر لے جاتے ہیں۔ اس کے عمل کی روشنی سورج کی طرح روشن ہوتی ہے جب وہ فرشتے آسمان دنیا پر پہنچتے ہیں تو فرشتہ کہتا ہے کہ رُک جایئے اور یہ عمل اس عامل کے چہرے پر مار دیجئے اور یہ کہہ دیجئے کہ تیری بخشش نہیں ہے اور میں غیبت رکھنے والا فرشتہ ہوں اور یہ شخص مسلمانوں کی غیبت کیا کرتا تھا۔ اس کے عمل کو اُوپر نہیں جانے دوں گا، حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پھر دوسرے بندے کے عمل کو لے کر فرشتے اُوپر آئیں گے ان اعمال سے بھی روشنی پھوٹ رہی ہوگی۔ یہ فرشتے دوسرے آسمان تک پہنچ جائیں گے۔ فرشتہ کہے گا رُک جایئے اور یہ عمل اس عامل کے منہ پر مار دیجئے اور اسے بتا دیجئے کہ تیری مغفرت نہیں ہے۔ میں دنیا کے اعمال پر مقرر فرشتہ ہوں۔ یہ شخص تو دنیا کے نفع کے لیے عمل کیا کرتا تھا۔ میں اس کے عمل کو اُوپر نہیں جانے دوں گا۔

حضور سید الرسل امام السبل احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ ایک فرشتہ تیسرے شخص کے اعمال لے کر اُوپر آئے گا اس کے بے شمار صدقات اور نمازیں ہوں گی۔ اور اس کے کثیر عمل پر فرشتہ بھی حیران ہو جائے گا۔ جب وہ تیسرے آسمان پر پہنچے گا تو وہاں کا دربان کہے گا رُک جایئے اور یہ عمل اس کے عامل کے چہرے پر ماریئے۔ اور اس سے کہہ دیجئے کہ اللہ عزوجل نے تجھے نہیں بخشا۔ میں تکبر پر مامور فرشتہ ہوں۔ اور یہ شخص اپنی مجالس میں اپنے عمل پر متکبر تھا اور مجھے میرے پروردگار نے حکم دیا ہے کہ اس کے عمل کو اُوپر نہ جانے دوں۔ پھر فرمایا ایک اور فرشتہ چوتھے آدمی کے عمل کو لے کر اُوپر آئے گا۔ اس کے عمل ستاروں کی طرح روشن ہوں گے۔ اس کے روزوں اور تسبیحات کی کثرت ہو گی۔ جب وہ چوتھے آسمان پر پہنچے گا تو دربان فرشتہ کہے گا کہ رُک جایئے اور یہ عمل عامل کے چہرے پر مار دیجئے اور اسے کہہ دیجئے کہ اللہ عزوجل نے تمہیں بخشا نہیں اور میں خود پسندی پر مامور فرشتہ ہوں۔ یہ شخص اپنے ہر عمل پر خود پسندی میں مبتلا تھا اس لیے اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے مجھے حکم

دیا ہے کہ میں اس کے عمل کو اُوپر نہ جانے دُوں۔ لہذا اس کے اعمال کے چہرے پر مار دیئے جائیں گے اور وہ عمل تین روز تک اس پر لعنت کرتے رہیں گے۔

حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا پھر ایک اور فرشتہ

جب یہ فرشتہ پانچویں آسمان پر پہنچے گا تو دربان کہے گا رُک جایئے۔ اور یہ عمل اس کے چہرے پر مار دیجئے۔ اور اس کی گردن پر لاد دیجئے۔ یہ شخص دینی علم حاصل کرنے والوں اور اللہ عزوجل کے حکم کے تحت عمل کرنے والوں سے حسد کیا کرتا تھا۔ پس وہ عمل اس کی گردن پر لاد دیئے جائیں گے۔ اور وہ عمل زندگی میں ہمیشہ اس پر لعنت کرتے رہیں گے۔ پھر ایک اور فرشتہ چھٹے آدمی کے اعمال کو لے کر اُوپر آئے گا اس کے عمل بہترین وضو۔ ساری رات کا قیام اور کثرت نماز پر مشتمل ہوں گے۔ جب وہ چھٹے آسمان پر پہنچے گا تو دربان کہے گا رُک جایئے اور یہ عمل اس کے عامل کے چہرے مار دیجئے میں مہربانی پر مامور فرشتہ ہوں۔ اس نے تو کسی چیز پر رحم نہیں کیا۔ یہ تو بندگانِ الٰہی کی معصیت اور مصائب میں مبتلا دیکھ کر خوشی کا اظہار کرتا تھا۔ اس لیے میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس کے اعمال کو اُوپر نہ جانے دُوں۔

حضور نبی آخرالزمان فخرِ موجودات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا پھر ایک فرشتہ ساتویں شخص کے اعمال کو لے کر اُوپر جائے گا اس کے عمل صدق و اجتہاد اور پرہیز گاری پر مشتمل بجلی کی طرح روشن ہوں گے۔ جب یہ فرشتہ ساتویں آسمان پر پہنچے گا تو دربان کہے گا یہاں رُک جایئے اور یہ عمل اس کے عامل کے چہرہ پر مار دیجئے اور اس کے دل پر تالا لگا دیجئے۔ میں پردہ حائل کرنے والا فرشتہ ہوں۔ میں ہر اس عمل کے آگے پردہ ڈال دیتا ہوں جو خاص طور پر اللہ کے لیے نہ ہو کیونکہ یہ شخص اپنی مجالس میں اور شہروں میں اپنی بڑائی کا ذکر کرتا رہتا تھا۔ اور میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کے عمل کو آگے نہ جانے دوں۔

حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ پھر ایک فرشتہ ایک

دوسرے شخص کے اعمال کو لے کر اُوپر جاتے گا۔اس کے خوبصورت عمل اس کے حسنِ خلق۔اس کے روزے اور کثرت ذکر پر مشتمل ہوں گے۔اور آسمانی فرشتے اس کے ساتھ چلیں گے۔اور زیریں عرش پہنچے ہوں گے۔پھر ملائکہ اس کے حق میں شہادت دیں گے تب عزوجل فرماتے گا اے فرشتو؟ تم تو میرے بندے کے عمل کے محافظ اور نگران تھے جبکہ میں اس کے دل پر نگاہ رکھنے والا ہوں۔اس کے عمل میں میری رضا مطلوب نہیں تھی بلکہ یہ تو کسی دوسرے کی رضا کا طالب تھا۔میری جانب سے اس پر لعنت ہے۔پھر تمام ملائکہ کہیں گے اس پر تیری جانب سے بھی اور ہماری جانب سے بھی لعنت ہو۔اور تمام آسمان والے کہیں گے اس پر اللہ عزوجل کی لعنت۔ساتوں آسمان اور زمین اور ہماری طرف سے لعنت ہو۔جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو گریہ وزاری شروع کی اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں کیا عمل کروں؟ حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ! اپنے نبی کے نقش قدم پر چلو اور پختہ یقین کے ساتھ چلو۔اگر تیرے عمل میں کمی ہو جائے۔اپنے بھائیوں سے اپنی زبان کو روک لیجئے۔اپنے گناہوں کو اپنے اُوپر رہنے دو اور انھیں اپنے بھائیوں پر نہ ڈالنا۔اور اپنے بھائیوں کی بُرائی کر کے خود کو پاکباز نہ بنانا اور اپنے بھائیوں کی عاجزی سے اپنی بڑائی میں نہ پڑنا اور لوگوں کو دکھانے کے لیے عمل نہ کرنا۔ اللہ عزوجل ہی کی توفیق سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔

باب ۸۶

علاماتِ قیامت کا اظہار

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے حضور سید الرسل امام السبل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم قیامت کب آئے گی۔ فرمایا جس قدر تو واقف ہے میں بھی اسی قدر واقف ہوں مگر اس کی چند علامات یہ ہیں کہ :۔

پہلی علامت مہنگائی عام ہو جائے گی۔

دوسری علامت بارش ہوگی مگر فصل نہ ہوگی۔

تیسری علامت سود خوری میں اضافہ ہو جائے گی۔

چوتھی علامت بچے زنا سے پیدا ہوں گے۔

پانچویں علامت مالدار لوگوں کی عزت ہوگی۔

چھٹی علامت فاسق مسجدوں میں تعلیاں کریں گے۔

ساتویں علامت غلط لوگ صحیح لوگوں پر غالب آجائیں گے۔

اس شخص نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا یارسول اللہ! اس وقت میرے لیے کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا اپنے دین سمیت فرار ہو جانا یعنی اپنے گھروں سے باہر نہ نکلنا۔

حضرت عیسیٰ بن ابی عیسیٰ اصفہانی نے بیان کیا کہ بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا گیا یارسول اللہ قیامت کب آئے گی؟ فرمایا۔ میں اس کے متعلق سائل سے زیادہ نہیں جانتا مگر علامات قیامت ہیں۔

پہلی علامت جھگڑا کرنے والوں سے دوستی ہوگی۔

دوسری علامت بدکردار غالب آجائے گا۔

تیسری علامت منصف عاجز آجائے گا۔

چوتھی علامت اللہ عزوجل پر احسان کرتے ہوئے نماز پڑھیں گے۔

پانچویں علامت زکواۃ کو تاوان کے طور پر ادا کیا جائے گا۔

چھٹی علامت امانت مالِ غنیمت جانتے ہوئے کھائی جائے گی۔

ساتویں علامت قاری لوگ عام ہوں گے۔

آٹھویں علامت لڑکے حکمران ہوں گے۔

نویں علامت عورتیں حکمران ہوں گی۔

دسویں علامت لونڈیوں کو مشیر بنایا جائے گا۔

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مدینہ شریف میں مردان کے پاس تین شخص بیٹھے تھے۔ انہوں نے علاماتِ قیامت بیان کرتے ہوئے مردان سے سنا کہ پہلی نشانی خروج دجال ہے۔ پھر یہ تینوں اشخاص مردان سے اٹھ کر حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور مردان کی روایت بیان کی۔ حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے حضور سیّد عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ قیامت کی پہلی علامت مغرب سے آفتاب طلوع ہونے کی ہے یا دابۃ الارض کے ظہور کی۔ یہ دونوں نشانیاں آپس میں قریب ہوں گی اور کوئی ایک دوسری پر مقدم ہونگی۔ پھر آپ نے بات کو پھیلاتے ہوئے فرمایا کہ جب سورج غروب ہوتا ہے تو وہ عرش کے زیریں آکر سجدہ کرتا ہے اور پھر منزل کی طرف جانے کی اجازت طلب کرتا ہے۔ لہذا اُسے اجازت مل جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم جب چاہے گا کہ سورج مغرب سے طلوع ہو تب سورج آکر زیریں عرش سجدہ کرے گا اور منزل کی جانب جانے کی اجازت کا طالب ہوگا لیکن اجازت نہیں ملے گی حتیٰ کہ وہ جان لے گا کہ اگر اب اسے اجازت مل بھی گئی تب بھی وہ مشرق تک نہ پہنچ سکے گا۔ پھر عرض کرے گا اے الہ العالمین! مجھے

لوگوں سے دُور کیوں فرماتا ہے؟ اس وقت تک رات بہت ہی تھوڑی رہ جائے گی۔ وہ پھر اجازت طلب کرے گا تو اس سے کہا جائے گا کہ اب اسی جگہ سے ہی طلوع ہو جا۔ پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مندرجہ ذیل آیۂ کریمہ پڑھی:۔

يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا ط قُلِ انْتَظِرُوا إِنَّا مُنْتَظِرُونَ۔ جس روز تیرے پروردگار کی نشانیاں آجائیں گی اس روز کسی کو اس کا ایمان فائدہ نہ دے گا جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا تھا یا اس نے ایمان کی حالت میں کوئی صالح عمل نہ کیا ہو۔ آپ فرمایئے کہ انتظار کیجئے ہم بھی انتظار کر رہے ہیں۔

حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سیّد عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجّال کے ساتھیوں میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو کہیں گے کہ ہمیں علم ہے کہ یہ جھوٹا ہے۔ لیکن ہم اس کے ساتھ اس لیے ہیں کہ ہمیں بھی کھانا مل رہا ہے اور ہم چرا گاہ پر ان میں جانور بھی چراتے ہیں۔ لہٰذا جب اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم کا غضب آئے گا تو ان سب پر آئے گا۔

ایک اور حدیث شریف میں حضور سیّد عالم نور مجسم مُخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجّال نکلنے والا ہے۔ وہ دائیں آنکھ سے کانا ہو گا۔ وہ برص والوں اور اندھوں کو صحیح کرے گا اور مُردوں کو زندہ کرے گا۔ وہ لوگوں سے کہے گا میں تمہارا پروردگار ہوں۔ لہٰذا جو شخص کہے گا تو میرا پروردگار ہے وہ فتنہ میں پھنس جائے گا اور جو شخص کہے گا کہ میرا پروردگار اللہ عزّ و جل ہے اور ساری زندگی اس پر قائم دائم رہے گا تو وہ فتنہ سے بچ جائے گا اور جب تک رب تعالیٰ عزّ و جل چاہے گا وہ دنیا میں ٹھہرے گا۔ پھر حضرت عیسیٰ رُوح اللہ علیہ السلام مغرب کی طرف سے نازل ہوں گے وہ حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی تصدیق کریں گے۔ اور دجال کو قتل کریں گے۔ پھر فرمایا کہ اسی وقت قیامت رونما ہو گی۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جب تک ایک گھر کے تمام اشخاص ایک برتن میں جمع نہ ہوں گے اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی اور وہ واقف ہوں گے کہ وہ کافر ہیں اور وہ مومن ہیں۔ عرض کیا گیا ایسا کب ہو گا فرمایا جب دابۃ الارض کا

خروج ہوگا وہ ہر شخص کی سجدہ کی جگہ بن جائے گا۔ اور وہ اس قدر پھیلے گا کہ تمام چہرہ سیاہ ہو جائے گا۔ اور یہ لوگ اپنے بازاروں میں لیتے دیتے وقت باہم کہیں گے اے مومن یہ کتنے میں خریدا اور اے کافر تو نے یہ کتنے میں لیا۔ مگر یہ باہم اس طرح کہنے پر برا نہیں محسوس کریں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ دابۃ الارض کی چار ٹانگیں ہوں گی اور پرندوں کی طرح پروں کے علاوہ داڑھی بھی ہوگی۔ اور تہامہ کی کسی ایک وادی سے رونما ہوگا۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہا آیہ کریمہ:۔

وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ	اور جب ان پر اللہ عزوجل کا قول پورا ہو جائیگا
دَابَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ	تو ہم ان کے لیے زمین سے ایک جانور
النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا	نکالیں گے اور وہ ان سے باتیں کرے گا حالانکہ
لَا يُوْقِنُوْنَ	لوگ ہماری نشانیوں پر یقین نہیں لاتے تھے۔

سے مراد وہ لوگ ہیں جو نہ نیکی کرنے کا حکم دیتے تھے اور نہ ہی برائی سے منع کرتے تھے۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور خواجہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہوگا اس وقت سب لوگ ایمان دار ہو جائیں گے مگر اس وقت کسی کو اس کا ایمان فائدہ نہ دے گا کیونکہ وہ اس سے قبل ایمان سے خالی تھے۔

حضرت ابن ابی اوفیٰ نے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر ایک شب ایسی آئے گی جو تمہاری تین شب جیسی طویل ہوگی۔ اس شب کو صرف تہجد پڑھنے والے ہی پہچانیں گے کہ ایک شخص اٹھ کر اپنے درود وظائف پڑھے گا۔ پھر سو جائے گا۔ پھر اٹھ کر اپنے درود وظائف پڑھے گا پھر سو جائے گا۔ پھر اٹھ کر درود وظائف پڑھے گا۔ پھر اسی طرح کے دوسرے لوگ بھی جمع ہو جائیں گے۔ اور باہم کہیں گے کہ یہ سب کچھ کیا ہے۔ پھر اسی حیرت میں مسجد کی جانب جائیں گے مگر اس وقت سورج کو مغرب سے نکلتا ہوا دیکھیں گے حتیٰ کہ سورج آسمان کے بیچ میں پہنچ جائے

گا۔ پھر واپس لوٹ جائے گا اور پہلے کی طرح مشرق سے نکلے گا۔ اس طرح ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔

يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ اٰيَاتِ رَبِّكَ جس روز تیرے پروردگار کی بعض نشانیاں آئیں گی اس
لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا الخ روز کسی کا ایمان اس کے کام نہیں آئے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰت والتسلیمات نے فرمایا کہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام باہم بھائی بھائی ہیں مگر مائیں الگ ہیں۔ ان کا دین ایک ہے۔ اور میں حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کے بہت قریب ہوں۔ میرے اور عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے اور وہ میری اُمت میں خلیفہ ہوں گے۔ وہ آسمان سے اُترتے ہی خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب توڑ دیں گے۔ وہ جزیہ ختم کر کے جنگ کا سامان رکھ دیں گے۔ روئے زمین پر عدل قائم کریں گے۔ جس طرح کہ ان سے پہلے ظلم وجبر کا پہرہ تھا حتیٰ کہ شیر اونٹ کے ساتھ۔ چیتا گائے کے ساتھ۔ بھیڑیا بکری کے ساتھ چرے گا۔ حتیٰ کہ بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے۔

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام نازل ہوں گے تو آپ کو دیکھتے ہی دجال چربی کی طرح پگھلنے لگے گا۔ پھر دجال قتل ہو جائے گا اور یہودی اس سے جدا ہو جائیں گے اور وہ بھی قتل کر دیئے جائیں گے۔ حتیٰ کہ ایک پتھر آواز دے گا اے اللہ کے بندے مسلمان یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے آپ اس کو بھی قتل کر دیں گے۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم حبیب خدا علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ یاجوج ماجوج ہر روز دیوار کھرچتے رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ سورج کی شعاعوں کو دیکھنے کے قریب پہنچتے ہیں تو ان کا امیر کہتا ہے اب واپس جائیے پھر کل کھرچیں گے مگر اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ اس دیوار کو پھر مکمل کر دیتے ہیں حتیٰ کہ وہ پھر کھرچتے کھرچتے عرصہ بعد آفتاب کی شعاعوں کو دیکھنے کے قریب پہنچیں گے۔ تو ان کا امیر کہے گا اب واپس چلیے کل انشاء اللہ پھر اسے شروع کیا جائے گا۔ جب وہ دوسرے روز آئیں گے تو جیسے چھوڑ

کر گئے تھے ویسے ہی پائیں گے۔ پھر وہ لوگوں پر نکل پڑیں گے۔ تمام پانیوں کو نوش کر جائیں گے اور لوگ اپنے قلعوں میں بند ہو جائیں گے۔ پھر اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کریں گے اور اسی سے اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ انھیں ہلاک کرے گا۔

حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یاجوج ماجوج کی ہلاکت کے بعد لوگ بیت اللہ شریف کا حج بھی کریں گے اور درخت بھی لگائیں گے۔

حضرت عبد اللہ بن سلام نے بیان کیا کہ جو شخص یاجوج ماجوج کی قوم سے مرے گا وہ اپنی نسل میں سے ایک ہزار آدمی چھوڑ کر جائے گا۔

حضور سید العالمین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح ایک فتنہ ہوگا اس میں انسان کے جسم کی طرح اس کا دل بھی مر جائے گا اور آدمی صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر ہوگا۔ اگر شام کو مومن سوئے گا تو صبح کو کافر ہوگا۔ اس وقت لوگ قلیل دنیا کے عوض اپنا دین فروخت کر دیں گے۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھ باتوں کے ظہور سے قبل نیک اعمال میں عجلت کیجئے۔

پہلی بات مغرب سے سورج طلوع ہونے تک۔

دوسری بات خروج دجال تک۔

تیسری بات دھوئیں کا ظہور۔

چوتھی بات دابۃ الارض کا خروج۔

پانچویں بات ہر ایک پر موت کا آنا۔

چھٹی بات قیامت کا دن۔

حضرت ابی بن کعب نے ارشاد باری تعالیٰ عزوجل:۔

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ کہہ دیجئے کہ وہ اس بات پر قادر ہے کہ وہ تم پر عذاب عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ بھیج دے اوپر سے یا تمھارے پاؤں کے نیچے سے

أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيقَ بَعْضَكُمْ يا تمھیں گروہ بنا کر باہم لڑا دے یا تمھارے بعض کو
بَأْسَ بَعْضٍ۔ بعض سے بُرائی چکھا دے۔

کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس آیۂ کریمہ میں چار باتوں کا ذکر ہے جو حال میں وقوع پذیر ہوں گی۔ اور ان میں سے دو تو حضور سیّد عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے پچیس برس بعد وقوع پذیر ہوئیں۔ یعنی اپنی اپنی خواہشات کے پیشِ نظر جماعت در جماعت ہو گئے اور بعض کو بعض سے بُرائی حاصل ہوئی اور باقی دو بھی لامحالہ وقوع پذیر ہوں گی ان میں ایک زمین میں دھنسنا ہے اور دوسرا زلزلہ ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب مذکورہ بالا آیۂ کریمہ کا نزول ہوا تو حضور رسالتمآب فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی تھی جس کی وجہ سے دو باتیں یعنی خسف و مسخ تو معاف ہو گئی تھیں اور دو باقی ہیں ایک خواہشات کے زیریں آپس کی تقسیم اور دوسری باہم تکلیف پہنچانا۔

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمارے درمیان مسجد میں ایک شخص یہ بتا رہا تھا کہ جب روزِ محشر ہو گا تو آسمان سے دھواں اُترے گا اور وہ منافقین کے کانوں اور آنکھوں میں داخل ہو جائے گا جس سے اہلِ ایمان کو زکام ہو جائے گا۔

حضرت مسروق رضی اللہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ کو جا کر یہ واقعہ سنایا وہ سہارا لگائے ہوئے بیٹھے تھے ایک دم سیدھے ہو گئے اور فرمایا اے لوگو جو کچھ جانتا ہو وہ دریافت کرنے پر بتا دیا کرے۔ اور جو نہ جانتا ہو تو وہ کہہ دیا کرے۔ اللہ عزوجل ہی بہتر جاننے والا ہے کیونکہ اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ نے اپنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا ہے کہ:۔

قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ کہہ دیجئے کہ میں اس قرآن پر تم سے کوئی اَجر نہیں طلب
أَجْرٍ وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ کرتا اور نہ ہی میں بناوٹ کرنے والوں میں سے ہوں۔

پھر جب قریش نے حضور سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا تو آپ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی اے اللہ العالمین قبیلہ مضر کو اپنی گرفت میں لے لیجئے۔ الٰہی یوسف علیہ السّلام

کے عہد کی طرح کا قحط ان پر مسلط کر اور میری استغاثت فرما۔ چنانچہ ان پر قحط کا نزول ہوا تو وہ اس مشکل میں ہڈیاں اور مردار کھانے لگے حتیٰ کہ ان میں سے ہر ایک کو بھوک کے سبب سے اپنے اور آسمان کے درمیان دھواں نظر آنے لگا۔ لہٰذا اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے اسی واقعہ کے بارے میں فرمایا ہے کہ:۔

"اس روز کا انتظار کیجئے جس روز آسمان سے دھواں نکلے گا۔"

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قادسیہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص کو لکھا کہ تم نضلہ بن معاویہ کو حلوان بھیج دو۔ انہوں نے نضلہ کو تین سو گھوڑ سواروں کے ہمراہ حلوان روانہ کر دیا۔ جب وہ حلوان پہنچے تو انھیں نواح حلوان میں معمولی غزوات میں کافی مقدار میں مال غنیمت اور قیدی حاصل ہوئے، پہاڑی کے دامن میں واپس لوٹے پڑاؤ کیا اور مال غنیمت بانٹا نضلہ نے اذان پڑھی جب اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا تو پہاڑی میں سے کسی نے جواب دیا کَبُرْتَ کَبِیْرًا یَا نَضْلَۃُ یعنی اے نضلہ تو نے تو بڑی ذات کی بڑائی بیان کیا جب نضلہ نے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا تو جواب دیا ھِیَ کَلِمَۃُ الْاِخْلَاصِ یَا نَضْلَۃُ اے نضلہ یہ اخلاص کا کلمہ ہے اس نے کہا اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ تو جواب دیا ھُوَ الَّذِیْ بَشَّرَنَا بِہٖ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ یعنی یہ وہ ذات ہے جس کی خوشخبری حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی۔ نضلہ نے جب کہا حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ تو جواب دیا طُوْبٰی لِمَنْ مَشٰی اِلَیْھَا وَوَاظَبَ عَلَیْھَا یعنی اس شخص کے لیے خوشخبری ہے جو اس جانب چلا اور اس پر ثابت قدم رہا جب نضلہ نے کہا حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ تو جواب دیا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَجَابَ مُحَمَّدًا وَھُوَ الْبَقَاءُ لِاُمَّۃِ مُحَمَّدٍ یعنی بیشک وہ فلاح پاگیا جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا۔ اسی میں اُمت محمدؐ کی سلامتی ہے۔ جب نضلہ نے کہا۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تو جواب دیا۔ اَخْلَصْتَ اِخْلَاصًا یَا نَضْلَۃُ تو نے مکمل اخلاص کا اظہار کیا ہے۔ اے نضلہ اور اسی لیے آگ تیرے جسم پر اللہ عزوجل نے آگ کو حرام کر دیا ہے۔

جب اذان سے فراغت ہوئی تو نضلہ نے پکارتے ہوئے کہا اے شخص تجھ پر اللہ عزوجل

رحم فرمائے تو کون ہے؟ کیا تو فرشتہ ہے یا جن ہے یا کوئی اللہ عزوجل کا صالح بندہ ہے تو نے ہمیں اپنی آواز سنا دی اب اپنی صورت بھی دکھا دیجئے ہم اللہ عزوجل اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام ہیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خادم ہیں۔ پھر ایک بہت بوڑھا شخص ظاہر ہوا جس کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے۔ وہ صوف کا کمبل اوڑھے ہوئے تھا اور کہا السلام علیکم۔ ہم نے جواب دیا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پھر دریافت کیا کہ تجھ اللہ عزوجل کی رحمت ہو تو کون ہے؟ اس نے کہا میں زرنب بن یرعلا حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے نیک آدمی کا وصی ہوں۔ انہوں نے ہی مجھے اس پہاڑ پر ٹھہرایا تھا اور آسمان سے اپنے نزول تک مجھے طویل عمر کی دعا دی تھی۔

میں حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے ملاقات نہ کر سکا اب حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے میرا سلام کہہ دیجئے اور عرض کیجئے اے عمر حق کے قریب اور اس پر کاربند رہو اس لیے کہ قیامت قریب ہے اور جو باتیں میں تمھیں بتا رہا ہوں وہ بھی انھیں بتا دیجئے۔ لہٰذا جب وہ باتیں اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء میں ظاہر ہوں گی تو جس قدر ہو سکے ان سے دُور بھاگنا۔

پہلی بات　جب مرد، مرد کے ساتھ اور عورت کے ساتھ اپنی خواہش پوری کر کے علیٰحدہ ہو جائیں گے۔

دوسری بات　جب لوگ اپنا نسب بغیر نسب کے بیان کریں گے۔

تیسری بات　بڑے چھوٹوں پر مہربانی نہیں کریں گے۔

چوتھی بات　جب چھوٹے بڑوں کی حرمت کا لحاظ نہیں رکھیں گے۔

پانچویں بات　جب نیکی اور بدی سے منہ موڑ لیں گے۔ نیکی کا حکم نہیں کریں گے اور بدی سے منع نہیں کریں گے۔

چھٹی بات　جب علماء دنیا حاصل کرنے کے لیے علم حاصل کریں گے۔

ساتویں بات　جب سردیوں میں مینہ برسے گا۔

آٹھویں بات　جب اولاد والدین پر غضب ڈھائے گی۔

نویں بات جب کمینے زیادہ ہوں گے اور مخلص کم ہوں گے۔

دسویں بات جب عمارات مضبوط بنیں گی۔

گیارھویں بات جب خواہشات کی اتباع کی جائے گی۔

بارھویں بات جب دین کو دنیا کے عوض فروخت کیا جائے گا۔

تیرھویں بات جب قتل کی اہمیت نہیں سمجھی جائے گی۔

چودھویں بات جب قطع رحمی کی جائے گی۔

پندرھویں بات جب انصاف کو فروخت کیا جاتے گا۔

سولھویں بات جب اونچے مینار بنائے جائیں گے۔

سترھویں بات جب مصاحف کو سنوارا اور مسجدوں کو سجایا جائے گا۔

اٹھارھویں بات جب رشوت اور سود فراوانی سے کھایا جائے گا۔

انیسویں بات جب اہلِ ثروت کی قدر کی جاتے گی۔

بیسویں بات جب عورتیں حکمرانی کریں گی۔

وہ شخص یہ باتیں بتا کر ہم سے پوشیدہ ہو گیا۔

بتایا گیا ہے کہ اس کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ چار ہزار لشکر کے ساتھ نکلے اور وہیں چالیس روز تک ٹھہرے رہے اور ہر نماز کے لیے اذان دیتے رہے مگر جواب سنا اور نہ کوئی بات کی۔

اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے جو ہر چیز سے باخبر ہے۔ اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔

○

باب ۸۷

روایاتِ ابوذر کا اظہار

حضرت حارث اعور نے بیان کیا کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں مسجد میں گیا تو حضور سید عالمین رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم تنہا تشریف رکھتے تھے۔ میں نے اپنے دل میں گمان کیا کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات یا تو وحی کیلئے تشریف فرما ہیں یا کسی اور ضرورت کے لیے۔ اتنے میں آپ نے فرمایا اے جندب میرے نزدیک ہو جا۔ میں آپ کے نزدیک ہو گیا۔ اور حضور پُر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی تنہائی کو غنیمت تصور کرتے ہوئے میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے ہمیں وضو کا حکم فرمایا ہے مگر وضو کیا ہے"؟ فرمایا "اے ابوذر! وضو کے بغیر نماز نہیں اور وضو پہلے گناہوں کا کفارہ ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے ہمیں نماز کا حکم دیا ہے مگر نماز کی اہمیت کیا ہے؟ فرمایا نماز بہترین موضوع ہے جو شخص چاہے تھوڑی پڑھ لے یعنی صرف پانچ نمازیں پڑھ لیں۔ اور جو زیادہ پڑھے یعنی زیادہ سے زیادہ نوافل پڑھے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ نے ہمیں زکوٰۃ کا حکم فرمایا ہے مگر زکوٰۃ کی اہمیت کیا ہے؟" فرمایا اے ابوذر جو امانت دار اس کا ایمان نہیں، جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتا اس کی نماز نہیں ہوتی اور اللہ عزوجل نے اہل ثروت کے مال پر زکوٰۃ فرض کی ہے تاکہ وہ اس مقدار سے فقیروں کی حاجت کو پورا کریں۔ اور اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ اہل ثروت سے زکوٰۃ کے بارے میں دریافت کرے گا! اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کو عذاب میں مبتلا کرے گا۔ اے ابوذر زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال میں کمی نہیں آتی اور جو مال خشکی وتری میں ضائع ہوتا ہے اس کا سبب زکوٰۃ نہ ادا کرنا ہے۔ اے ابوذر! مومن تو دل کی خوشی سے زکوٰۃ

ادا کرتا ہے صرف مشرک ہی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا۔

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے ہمیں روزے کا حکم دیا ہے اور بارگاہِ الٰہی میں اس کا عظیم ثواب ہے اور روزہ رکھنے والے کے لیے دو خوشیاں ہیں۔

پہلی خوشی: افطاری کے وقت کی۔

دوسری خوشی: جب روزہ دار اپنے پروردگار سے ملاقات کرے گا۔

لہٰذا روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ عزوجل وتبارک وتعالیٰ کے نزدیک مشک سے بھی بڑھ کر خوشبودار ہوگی اور بروز محشر لوگوں کے لیے کھانا چنا جائے گا جسے سب سے پہلے روزہ رکھنے والے کھائیں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ نے ہمیں صبر کا حکم فرمایا ہے مگر صبر کی اہمیت کیا ہے؟ فرمایا صبر کی مثال اس جیسی ہے جو مشک کی تھیلی لے کر لوگوں میں بیٹھا ہو اور سب اس کی خوشبو سے معطر ہوں۔

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے ہمیں صدقہ ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے مگر صدقہ کی اہمیت کیا ہے؟ فرمایا واہ واہ اے ابو ذر صدقہ پوشیدہ حالت میں دینا غضب الٰہی کو ٹھنڈا کر دیتا ہے اور اعلان کے طور پر اس شخص کی سات سو برائیاں باطل کر دیتا ہے اور صدقہ گناہوں کو باطل کر دیتا ہے۔ نیز آگ کی غضبناکی اور غضب خداوندی کو بھی ٹھنڈا کر دیتا ہے۔ پھر تین مرتبہ فرمایا صدقہ عجیب چیز ہے۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ نے ہمیں غلام آزاد کرنے کا حکم دیا مگر کون سا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ جو بہت ہی قیمتی ہو۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کون سی افضل ہے؟ فرمایا برائی سے دور ہو جانا بہت بڑی ہجرت ہے۔

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم مسلمان کون لوگ ہیں؟ فرمایا جو لوگوں کو اپنی زبان اور ہاتھوں سے محفوظ رکھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم عاجز کون

لوگ ہیں؟ فرمایا جو دعا سے عاجز ہوں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم بخیل کون لوگ ہیں؟ فرمایا جو سلام کرنے میں بخل سے کام لیتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم افضل مجاہد کون ہے؟ فرمایا جو خود بھی شہید ہوا اور اس کا گھوڑا بھی کام آ گیا ہو۔

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیک وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم صُحفِ ابراہیمؑ اور دوسری آسمانی کتابوں کے متعلق فرمائیے کہ ان کا نزول کب ہوا؟ فرمایا رمضان المبارک کی پہلی شب گذر جانے پر صُحفِ ابراہیمؑ کا نزول ہوا اور رمضان المبارک کی بارہ ۱۲ تاریخ کو انجیل کا نزول ہوا اور رمضان المبارک کی آٹھ تاریخ کو زبور کا نزول ہوا۔ اور رمضان المبارک آٹھ تاریخ کو توریت کا نزول ہوا۔ اور چوبیس رمضان المبارک گذر جانے کے بعد قرآن مجید کا نزول ہوا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم نبی کتنے تشریف لائے۔ فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار، ان میں تین سو تیرہ رسول تھے باقی تمام نبی تھے اور کچھ نبی بھی تھے رسول بھی تھے۔

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ عبدالوہاب بن محمد نے اپنی سند سے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کی دوسری روایت بیان کی ہے۔ اس میں یہ بات زیادہ ہے کہ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کی کون سی ساعت افضل ہے۔ فرمایا جب نصف رات ڈھل جائے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کون سی نماز افضل ہے۔ فرمایا جس میں قنوت نازلہ پڑھی جائے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ علیک وسلم کون سا صدقہ افضل ہے۔ فرمایا مزدور جو اپنی خون پسینہ کی کمائی سے کسی حاجت مند کی حاجت پوری کرے۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم سب سے پہلے نبی کون تھے؟ فرمایا حضرت آدم علیہ السلام تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ علیک وسلم آدمؑ رسول تھے؟ فرمایا ہاں، اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ نے انہیں اپنے ہاتھ سے پیدا کیا تھا۔ پھر ان میں اپنی رُوح پھونکی۔ پھر فرمایا کہ چار پیغمبر سُریانی تھے۔

پہلا پیغمبر: حضرت آدم علیہ السلام۔

دوسرا پیغمبر: حضرت شیث علیہ السلام۔

تیسرا پیغمبر : حضرت ادریس علیہ السلام۔

چوتھا پیغمبر : حضرت نوح علیہ السلام۔

اور کہا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ رُوح اللہ علیہ السلام بھی سریانی تھے اور چار نبی عربی تھے۔

پہلا نبی :۔ حضرت ہود علیہ السلام

دوسرا نبی : حضرت صالح علیہ السلام

تیسرا نبی : حضرت شعیب علیہ السلام

چوتھا نبی : حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل وتبارک وتعالیٰ نے اپنے نبیوں پر کتنی کتب نازل فرمائیں۔ فرمایا اللہ عزوجل نے ایک سو چار کتب نازل فرمائیں۔ حضرت شیث علیہ السلام پر دس صحائف اور دس صحائف تورات سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جب کہ تورات، انجیل، زبور اور قرآن مجید چار کتابیں ہیں۔ میں نے پھر بارگاہ نبوی میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم مجھے کچھ وصیت فرمائیے۔ فرمایا رب تعالیٰ عزوجل سے ڈرا کرو کیونکہ یہ تیرے کاموں کا سرتیل ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کچھ اور زیادہ۔ فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر اور قرآن مجید کی تلاوت کو لازمی پکڑو کیونکہ یہ تیرے لیے آسمانوں میں نور وشرف اور زمین میں تیرے اپنے لیے ذکر ہے۔ نیز اللہ کی راہ میں جہاد کیجئے کیونکہ میری امت کی یہی رہبانیت ہے اور ماسوائے خیر کچھ نہ بولیے کیونکہ یہ چیز شیطان کو تجھ سے بھگا دے گی۔ اور تیرے دینی کاموں میں تیری استعانت کرے گی۔ اور ہنسی سے اجتناب کرو، ہنسی دل کو مردہ کر دیتی ہے اور اس سے چہرے کا نور زائل ہو جاتا ہے۔

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ میرے ماں باپ نے اپنی سند سے بیان کیا کہ حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں مسجد میں گیا تو حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے ہی بیٹھے تھے میں نے دل میں خیال کیا کہ اس تنہائی سے فائدہ حاصل کروں پھر خیال پیدا ہوا کہ ہوسکتا ہے کسی خاص سوچ میں منہمک ہوں۔ اس لیے میں مخل نہ ہوا۔ بالآخر حاضر ہو کر میں نے سلام عرض کیا اور بیٹھ گیا۔ مگر آپؐ نے کچھ دیر تک مجھ سے کلام نہ کیا تو میں نے خیال کیا کہ شاید میرا پاس بیٹھنا

ناگوار گذرا ہے۔ مگر اتنے میں آپؐ نے فرمایا اے ابوذرؓ کیا تو نے نماز پڑھی ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا اُٹھیے اور نماز تحیۃ المسجد پڑھیے۔ کیونکہ یہ ہر چیز کے لیے تعظیم ہے اور مسجد کی تعظیم دو رکعت نماز تحیۃ المسجد ہے۔ میں نے اٹھ کر نماز پڑھی۔ پھر آپ کے پاس کافی دیر تک بیٹھا رہا۔ آپؐ نے فرمایا اے ابوذرؓ شیطان الرجیم اور انسان اور جن شیاطین سے اللہ عزوجل کی پناہ مانگیے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کیا انسان بھی شیاطین ہوتے ہیں؟ فرمایا کیا تو نے ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل شَيَاطِيْنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نہیں سنا؟ پھر آپ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ میں نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ آپؐ مجھ سے کوئی بات نہیں کریں گے۔ خود ہی بات کرنے میں ابتداء کی اور عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم آپ نے مجھے نماز کا حکم فرمایا ہے تو نماز کی اہمیت کیا ہے؟ فرمایا ان سب سوالوں کا تذکرہ ہے جو ہم نے اوپر بیان کئے ہیں۔

فرمایا پھر لوگ جمع ہو گئے تو حضور سید الرسل امام السبل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں بخیل ترین شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ عرض کیا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! فرمایا بخیل ترین آدمی وہ ہے جس کے روبرو میرا ذکر کیا جائے مگر وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب حضور رسالتمآب فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات غزوۂ تبوک کے لیے روانہ ہوئے تو منافقین بھی ساتھ ہو لیے اور ان میں ایک یا دو شخص پیچھے رہ جاتے تو صحابہ کرامؓ عرض کرتے یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم فلاں شخص پیچھے رہ گیا۔ آپ فرماتے اسے چھوڑ دیجیے۔ لہٰذا اگر اس میں خیر ہوئی تو پھر اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ اس کو تمہارے ساتھ ملا دیں گے۔ اور اگر خیر نہیں تو پھر اللہ عزوجل نے تمہیں اس سے محفوظ کر لیا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم ابوذرؓ پیچھے رہ گئے ہیں۔ فرمایا اسے چھوڑ دیجیے۔ اگر اس میں بھلائی ہے تو اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم اسے تمہارے پاس پہنچا دیں گے۔ مگر ابوذر تو اونٹ کے سست ہونے کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ اور وہ اونٹ کو تیز چلانے کی سعی کرتے رہے۔ جب مایوس ہو گئے تو اونٹ سے سامان اتارا اور اپنی پشت پر رکھ کر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نشانات پر سخت گرمی میں اور پیٹھ پر سامان اٹھائے تنہا چلتے رہے۔ پس صحابہ کرام نے عرض کیا کوئی شخص اکیلا ہماری طرف آرہا

ہے۔ حضور پرُنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ابوذر ہوگا۔ جب لوگوں نے غور سے دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ! واللہ یہ ابوذر ہی ہیں۔ آپ کی آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے اور فرمایا ابوذر پر اللہ عزوجل رحم فرمائے وہ تنہا چلا آرہا ہے اور تنہائی میں ہی وہ لقمہ اجل ہوگا اور وہ تنہائی میں ہی اُٹھے گا۔

حضرت محمد بن کعب رضی اللہ نے بیان کیا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حضرت حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ، مقام زبدہ میں تھے تو آپ کی رحلت کا وقت آگیا۔ اس وقت آپ کے پاس صرف آپ کی بیوی اور ایک غلام تھا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے انہیں وصیت کی کہ مجھے غسل دے کر کفن پہنا کر سر بازار رکھ دینا پھر جو پہلا سوار تمہارے پاس سے گذرے ان سے کہنا یہ رسولِ خدا علیہ التحیہ والثنا کے صحابی ابوذر غفاری ہیں۔ آپ ان کی تدفین میں ہماری استعانت فرمائیے۔

جب آپ کی رحلت ہوگئی تو آپ کی وصیت کے مطابق عمل کیا گیا اور میت کو سر بازار رکھا گیا۔ حسن اتفاق کہ عراق سے واپسی پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، اپنے رفقا کے ساتھ وہاں پہنچے تو غلام نے انہیں دیکھا اور حاضر ہو کر عرض کیا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت ابوذر غفاری کی میت ہے۔ انہیں دفنانے میں ہماری امداد کیجئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قریب آئے اور گریہ وزاری شروع کر دی۔ پھر فرمایا کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سچ فرمایا تھا کہ ابوذر تو اکیلا آرہا ہے اسے موت بھی اکیلے ہی آئے گی اور پھر قیامت کے روز بھی اکیلا ہی اٹھے گا۔ پھر وہ انہیں دفن کر کے چلے گئے اور وہ راستہ میں ساتھیوں کو بتاتے رہے جو حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے تبوک کے سفر کے دوران فرمایا تھا۔

حضرت ایاس بن سلمہ نے اپنے باپ سے بیان کیا کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، نے فرمایا کہ حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ میرے بعد تجھ پر مصائب کا غلبہ ہوگا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اللہ کی راہ میں؟ فرمایا ہاں اللہ کی راہ میں! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں اللہ عزوجل کے ہر حکم کو مرحبا کہتا ہوں۔ آپ

نے فرمایا اے ابوذر سُنیئے اور عمل کیجئے چاہے تجھے ایک سیاہ فام کے پیچھے نماز ادا کرنی پڑے۔ پھر جب وصال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوا اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، نے مسندِ خلافت سنبھالا تو انہوں نے مجھے بلایا اور میں رونے لگا حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، نے فرمایا کہ میں تمہارے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سن چکا ہوں۔ میں اللہ عزوجل سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا وسیلہ بنوں یعنی میں اللہ عزوجل وتبارک وتعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں کہ تجھے میری وجہ سے یا میرے زمانے میں کوئی تکلیف پہنچے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال شریف کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت سنبھالا تو انہوں نے مجھے بلا کر میری تعریف کی اور فرمایا کہ میں تمہارے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد سن چکا ہوں۔ میں اللہ عزوجل سے پناہ مانگتا ہوں کہ تجھے میری وجہ سے یا میرے عہد میں کوئی تکلیف پہنچے۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، کے وصال شریف کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، نے منصب خلافت سنبھالا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، نے فرمایا کہ میں حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ، کے پاس بیٹھا تھا کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے حاضر ہونے کیلئے اجازت چاہی۔ میں نے کہا امیر المومنین! یہ ابوذر ہیں حاضر ہونے کے طالب ہیں۔ فرمایا اگر تم چاہو تو اجازت دے دو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، نے فرمایا کہ میں نے اجازت دے دی تو حضرت ابوذر آ کر بیٹھ گئے۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ، نے ان سے فرمایا کہ تم خود کو ابوبکر وعمر سے بہتر سمجھتے ہو؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ، نے جواب دیتے ہوئے کہا میں نے تو کوئی ایسی بات نہیں کہی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اپنی تائید میں شہادتیں پیش کر سکتا ہوں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اللہ عزوجل تجھے خوش رکھے۔ میں آپ کے گواہوں کو نہیں جانتا البتہ جو کچھ میں نے کہا ہے میں وہ جانتا ہوں۔ حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ، نے دریافت کیا کہ تم نے کیا کہا تھا؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ، نے کہا کہ میں نے یہ کہا تھا کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم میں میرا سب سے زیادہ محبوب اور میرے قریب وہ شخص ہوگا جو تا وقتِ حیات میرے اس عہد پر قائم رہے گا جس پر میں اسے چھوڑے

جا رہا ہوں۔ اب تم میں سے ہر ایک نے سوائے میرے دنیا سے کچھ حصہ لے لیا۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ملو، اور پھر انہیں شام کی طرف بھیجدیا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے شام پہنچ کر لوگوں کو پڑھانا شروع کر دیا اور پڑھائی کے دوران لوگوں کو خوب رُلاتے اور ان کے سینوں کو غمگین کرتے اور فرماتے تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک رات گھر میں نہ گذارے جب تک کہ درہم ودینار جیسی کوئی چیز اس کے گھر میں ہو۔ البتہ وہ چیز جو فی سبیل اللہ خرچ کرنے کے لیے ہو یا کسی کا حق ادا کرنے کے لیے ہو۔ آپ کی ایسی باتیں سن کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی گفتگو اور ظاہر و باطن میں تضاد کو جانچنے کے لیے ان کی طرف ایک ہزار دینار ارسال کیے۔ آپؓ نے وہ دینار لیے اور تمام کے تمام بانٹ دیے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دوسرے روز قاصد کو بلایا اور فرمایا ابوذر سے جاکر کہیے کہ مجھے تو کسی اور کو یہ دینار دینے کے لیے بھیجا تھا مگر غلطی سے میں نے وہ آپ کی نذر کر دیئے۔ پس قاصد نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ مجھے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عتاب سے بچائیے۔ وہ ہزار دینار کسی دوسرے کو دینے تھے مگر میں نے غلطی سے وہ آپ کو دے دیئے لہٰذا وہ مجھے واپس کر دیجئے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے قاصد سے فرمایا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ تیرے دیناروں میں سے ہمارے پاس کچھ بھی نہیں بچا۔ اگر تم واپس لینے کا ارادہ رکھتے ہو تو پھر تین روز کا وقفہ دے دیجئے۔ تاکہ ہم تمہارے لیے جمع کریں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے قول وفعل میں یہ موافقت دیکھی تو حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے پاس خط لکھا کہ اگر شام میں کچھ کام ہو تو پھر ابوذر کو بھی اپنے پاس بلا لینا۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے خط لکھ کر اپنے پاس بلوا لیا۔ جب وہ واپس پہنچے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف فرما تھے انہوں نے سلام عرض کیا۔ بہتر ہے اور آپ کی آمد کیسی ہے؟ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ چلے گئے جب کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے ایک ستون کے پاس دو رکعت نماز ادا کی اور وہیں بیٹھ گئے اور لوگ بھی وہاں بیٹھ گئے اور

لوگ بھی وہاں بیٹھ گئے۔ اور کہا کہ ہمیں حضور نبی کریم رؤوف الرحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی کوئی حدیث سنائیے۔ فرمایا بہت اچھا۔ مجھے تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹوں میں صدقہ ہے، نقد مال میں صدقہ ہے، بکریوں میں صدقہ ہے اور وہ شخص جو رات گذارتا ہے اور اپنے گھر میں درہم و دینار بھی رکھتا ہے۔ مگر وہ نہ تو کسی کا حق ادا کرنے کے لیے ہیں اور نہ ہی فی سبیل اللہ خرچ کرنے کے لیے ہیں۔ وہ خزانہ ہیں وہ شخص ان کے ساتھ قیامت میں داغا جائیگا لوگوں نے کہا اے ابوذر اللہ سے ڈریئے، غور کیجئے کہ کیا کچھ کہہ رہے ہو۔ اب تو لوگوں کے پاس بہت زیادہ مال ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ تم نے قرآن میں نہیں پڑھا۔

وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ

اور وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ کے راہ میں خرچ نہیں کرتے پس آپ انہیں عذاب الیم کی بشارت دیجیے۔

پھر دو یا تین راتیں گذری تھیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک ویران سی بستی زبدہ جانے کا حکم دیا۔ آپ وہیں چلے گئے۔ وہاں ایک سیاہ فام امام دیکھا۔ لوگوں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کے لیے کہا مگر آپ نے انکار کر دیا اور اس سیاہ فام امام کی اقتداء میں نماز ادا کرتے رہے اور فرمایا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا کہ ابوذر حکم سننا اور اطاعت کرنا اگرچہ تو کسی سیاہ فام کے پیچھے نماز پڑھے۔ پھر آپ جب تک زندہ رہے وہیں رہے۔ آپ پر اللہ عزوجل کی رحمت ہو۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی بیوی نے بیان کیا کہ جب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ پر نزع کا عالم طاری ہوا تو میں نے رونا شروع کیا۔ فرمایا رونے کی کیا وجہ ہے؟ میں نے کہا آپ کی رحلت بیابان علاقے میں ہو رہی ہے اور میں کوئی کپڑا نہیں رکھتی جس سے آپ کی تجہیز و تکفین کروں۔ فرمایا رونا نہیں چاہیئے بلکہ خوشی ہونی چاہیئے۔ کیونکہ میں نے تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ تم میں سے ایک شخص کی رحلت بیابان میں ہوگی اور وہاں مومنین کی ایک جماعت

پہنچے گی۔ اس جماعت کے تمام افراد لوگوں کے ہوتے ہوئے کسی نہ کسی گاؤں میں لقمۂ اجل ہو چکے ہیں۔ اب صرف میں ہی بچا ہوں۔ واللہ! نہ ہی تو میں نے دروغ گوئی کی ہے اور نہ ہی آپؐ کا ارشاد خطا ہو سکتا ہے۔ اب میری باری ہے اور تو راستے پر دیکھتی رہ۔ بیوی کا کہنا ہے کہ میں نے دل ہی دل میں کہا کہ حاجی تو واپس جا چکے ہیں اور راستے خالی ہو چکے ہیں۔ مگر پھر میں ٹیلے پر چڑھ کر چاروں طرف دیکھتی اور واپس آ کر ان کے مرض کی کیفیت دیکھتی۔ پھر میں نے چند سواروں کو دیکھا تو ان کی طرف کپڑا لہرایا اور وہ جلدی سے میرے پاس آئے اور کہنے لگے۔ اے خدا کی بندی کیا بات ہے۔ میں نے کہا ایک مسلمان مرد پر نزع کا عالم طاری ہے لہٰذا اس کے کفن کا انتظام کیجئے۔ انہوں نے کہا وہ کون ہے؟ میں نے کہا وہ ابوذر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہٗ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی ہیں۔ میں نے کہا میرے والدین اس پر قربان جائیں۔ پس جلدی سے وہ لوگ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہٗ کے پاس آئے سلام کہا۔ جواب میں آپ نے خوش آمدید کہا اور فرمایا تمہیں خوش خبری ہو کہ میں نے حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک گروہ سے جس میں مَیں بھی شامل تھا فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے ایک مرد کو بیابان علاقے میں موت آئے گی اور اہلِ ایمان کی ایک جماعتِ اس کے پاس پہنچے گی۔ اس جماعت نے تمام افراد اپنی بستیوں اور اپنے لوگوں میں لقمۂ اجل ہو چکے ہیں۔ صرف میں ہی رہ گیا تھا۔ اب وہ میں ہی ہوں اور اہل ایمان کی جماعت تم ہو۔ اور سنیئے میرے پاس یا میری بیوی کے پاس کوئی کپڑا ہو تو اس کا مجھے کفن دینا اور میں تمہیں اللہ عزوجل کی قسم دیتا ہوں کہ تم میں سے کوئی ایسا شخص مجھے کفن نہ دے جو افسر، قاصد یا پیغام رساں رہ چکا ہو یا کسی قبیلے کا سردار یا نقیب رہ چکا ہو۔

لیکن اس جماعت میں سب لوگ ایسے تھے جو یہ امور طے کر چکے تھے۔ صرف ایک انصاری تھا۔ اس نے کہا چچا میں آپ کو کفن دوں گا۔ اس لیے کہ میں نے مذکورہ عہدوں میں سے کسی پر کام نہیں کیا۔ میں اپنی چادر میں یا دوسرے دو کپڑوں میں یا اپنی ان دو عباؤں میں جنہیں میری والدہ نے بُنا ہے آپ کو کفن دوں گا۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہٗ نے کہا بس تو ہی مجھے کفن دینا۔ پھر واصل بحق

ہو گئے۔

لہٰذا انصاری نے ہی آپ کو کفن دیا۔ اور وہاں پہ تمام حاضرین دیندار تھے۔ پھر وہ لوگ خوشی خوشی لوٹے۔ اس بات سے جو انہوں نے حضرت سیّدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے سنی تھی۔

......

باب ۸۸

محنت و ریاضت کا اظہار

حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور پر نور شافع یوم النشور نے فرمایا کیا میں تمہیں بھلائی کے دروازوں کے بارے میں انکشاف کروں؟ میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم۔ آپ نے فرمایا:

"روزہ ڈھال ہے، صدقہ برھان ہے اور بندے کا نصف شب کا قیام سب خطاؤں کو باطل کر دیتا ہے۔"

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے حضور سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنا کہ:

"روزہ ڈھال ہے جب تک کہ اسے غیبت کر کے تباہ نہ کیا جائے۔"

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ سفر آخرت کے لیے چار چیزیں راستہ کا خرچ ہیں۔

پہلی چیز:- صحت نفس سے روزہ رکھنا۔

دوسری چیز:- چھپ کر صدقہ کرنا بندے اور دوزخ کے مابین حائل ہے۔

تیسری چیز:- آنسو تمام خطاؤں کو باطل کر دیتے ہیں۔

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ تین چیزیں اطاعت کی جڑ ہیں۔

پہلی چیز:- خشیت الٰہی۔

دوسری چیز:- رجاء یعنی امید۔

تیسری چیز:- محبت۔

حرام امور سے اجتناب کرنا خشیت الٰہی کی علامت ہے۔
عبادت میں رغبت رجا کی علامت ہے۔
شوق واستغراق محبت کی علامت ہے۔
یاد رہے کہ تین چیزیں گناہوں کی اصل ہیں:
پہلی چیز: غرور و تکبر
دوسری چیز: حرص کرنا
تیسری چیز: حسد کرنا
غرور کا ظہور ابلیس سے ہے جب اسے سجدہ کرنے کے لیے حکم کیا گیا تو وہ مغرور رہا، پھر ملعون ہوا۔
حرص کا ظہور حضرت آدم علیہ السلام سے ہے۔ یعنی بہشت میں دائمی طور پر رہنے کی حرص سے منع کیا ہوا پھل کھا لیا اور پھر بہشت سے باہر آگئے۔
حسد حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے قابیل سے ظاہر ہوا۔ اور اپنے بھائی کو قتل کیا اس لیے وہ دوزخ میں جائے گا۔
لہٰذا ہر شخص پر واجب ہے کہ وہ گناہوں سے پرہیز کرے۔ عبادت میں سعی کرے اور اللہ کے لیے خاص طور پر اس کی اطاعت کرے۔ کیونکہ حدیث شریف ہے کہ جو شخص چالیس یوم تک خلوص کے ساتھ اللہ عزوجل کی عبادت کرتا ہے تو اس کے دل سے حکمت کے چشمے ابل کر اس کی زبان پر جاری ہو جاتے ہیں۔
بیان کیا گیا ہے کہ تین قسم کے لوگ اپنے لیے لوگوں کے دلوں میں نفرت کا بیج بوتے ہیں اور ان کی ناراضگی مول لیتے ہیں اور اپنی عمارت کو خود ہی گرا دیتے ہیں:
پہلی قسم:۔ وہ آدمی جو لوگوں کے عیب بیان کرتا ہے۔
دوسری قسم:۔ خود پسند آدمی۔
تیسری قسم:۔ ریاکاری کے عمل کرنے والا۔ یعنی ریاکار۔
لہٰذا تین قسم کے لوگ اپنے لیے لوگوں کے دلوں میں محبت ہویدا کرتے ہیں اور عافیت

ورثہ میں پاتے ہیں اور آسمان والوں کے لیے ان کا مقام ارفع ہے۔

پہلی قسم :۔ بہتر اخلاق والے لوگ۔

دوسری قسم :۔ خلوص دل سے عمل کرنے والے لوگ۔

تیسری قسم :۔ عاجزی وانکساری سے پیش آنے والے لوگ۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ حساب ہونے سے پہلے اپنا محاسبہ کیجیے۔ اسطرح تمہیں حساب دینے میں آسانی ہو جائیگی۔ اور اپنے اعمال کا وزن کیجیے کیونکہ اس پیش ہونے والے روز کوئی چیز چھپی نہیں رہے گی۔

حضرت یحییٰ بن معاذ نے بیان کیا کہ لوگ تین قسم کے ہیں۔

پہلی قسم :۔ وہ لوگ جو اپنی روزی کے ذریعے فکر آخرت میں مشغول ہیں۔

دوسری قسم :۔ وہ لوگ جو روزی میں مشغول ہو کر آخرت کو فراموش کر گئے ہیں۔

تیسری قسم :۔ وہ لوگ جو دونوں میں مشغول ہیں۔ پہلے فلاح کے درجات والے ہیں دوسرے ہالکین کے درجات والے ہیں اور تیسرے خطرات میں گھرے ہوئے ہیں۔

حضرت حاتم زاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ چار چیزیں ایسی ہیں جن کی قدر وقیمت سے چار ہی آدمی واقف ہیں۔

پہلی چیز :۔ جوانی کی قدر وقیمت سے بوڑھے ہی واقف ہیں۔

دوسری چیز :۔ عافیت کی قدر وقیمت سے مصیبت زدہ ہی واقف ہیں۔

تیسری چیز :۔ زندگی کی قدر وقیمت سے مُردے ہی واقف ہیں۔

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ مندرجہ ذیل حدیث حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا خلاصہ ہے۔ تاجدار مدینہ سُرورِ سینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ باتوں کو دوسری پانچ باتوں سے پہلے غنیمت جانو۔

پہلی بات :۔ جوانی کو ضعیفی سے پہلے غنیمت جانو۔

دوسری بات :۔ عافیت کو بیماری سے پہلے غنیمت جانو۔

تیسری بات :۔ دولت مندی کو محتاجی سے پہلے غنیمت جانو۔

چوتھی بات :۔ فراغت کو مشغولیت سے پہلے غنیمت جانو۔
پانچویں بات :۔ زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جانو۔
لہٰذا انسان کے لیے لازم ہے کہ وہ زندگی کی قدر و منزلت کو پہچانے اور ہر ساعت کو غنیمت جانے اور غور و فکر کرے کہ ہر آنے والی ساعت میرے لیے کیسی ہوگی اور مرنے والوں کی شرمساری پر غور کرے کیونکہ وہ اتنی زندگی کی خواہش کرتے ہیں جس میں وہ دو رکعت ادا کر سکیں یا کلمہ طیبہ شریف پڑھ سکیں۔ جب کہ تیرے پاس وقت ہے اس لیے عبادت الٰہی میں کوشش کیجئے۔ اس سے پہلے کہ تجھ پر حسرت و ندامت کا وقت آئے۔

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت حاتم رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے عمل کی بنیاد کس چیز پر رکھی ہے؟ کہا کہ میرے عمل کی بنیاد چار چیزوں پر ہے۔

پہلی چیز :۔ میری روزی میرے سوا کسی کو نہیں مل سکتی جیسا کہ دوسرے کی روزی مجھے نہیں مل سکتی۔ میں اس پر مصمم یقین رکھتا ہوں۔

دوسری چیز :۔ جو مجھ پر فرض ہے وہ میں نے ہی ادا کرنا ہے اور میں اس کو ادا کرنے میں کوشاں ہوں۔

تیسری چیز :۔ میں جانتا ہوں کہ میرا پروردگار مجھے ہر وقت دیکھ رہا ہے لہٰذا میں اس سے حیا کرتا ہوں۔

چوتھی چیز :۔ مجھے معلوم ہے کہ میرا وقت مقرر ہے جو نکلا جا رہا ہے اور میں اس میں کچھ کر رہا ہوں۔

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا موت کی طرف بڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ صالح عمل بجا لانا اور جس سے اللہ نے منع کیا ہے اس سے رک جانا۔ اور بارگاہِ الٰہی میں عاجزی کرنا تا کہ وہ اس پر ثابت قدم رکھے اور بہتر طور پر اختتام ہو۔

کسی دانشور کا قول ہے کہ آدمی اس وقت تک عبادت میں حلاوت نہیں پاتا جب تک کہ وہ نیک ارادہ سے عبادت نہیں کرتا پھر وہ اسے اللہ عزّ و جل تبارک و تعالیٰ کا احسان سمجھے اور عاجزی و انکساری کے ساتھ عمل پیرا ہو اور اخلاص کے ساتھ پیش کرے۔ جب وہ نیک

ارادہ کے ساتھ عمل کرے گا اور یہ جانتے ہوئے کہ اللہ عزوجل نے ہی اسے عمل کی توفیق دی ہے اور یہ پہچانتے ہوئے کہ اس پر اللہ عزوجل کا احسان ہے تو وہ شکر ادا کرے۔ پھر اللہ عزّو جل اسے زیادہ سے زیادہ عطا فرمائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ　　اور اگر شکر کرو گے تو مزید نعمتیں پاؤ گے۔ اور اگر کفرانِ نعمت کرو گے تو میرا عذاب بہت سخت ہے۔

اور جب خشوع کے ساتھ عمل پیرا ہو گا تو اللہ عزّ وجل تبارک وتعالیٰ اس کا ثواب عطا فرمائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

إِنَّ اللهَ لَا يُضِيْعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ۔　　بیشک اللہ عزوجل صالحین کا ضائع نہیں کرتا۔

دنیا میں ثواب یہ ہے کہ عبادت میں حلاوت حاصل ہوتی ہے اور آخرت میں بہشت ہے اور جب وہ خلوص سے پیش کرتا ہے تو اللہ عزّ وجل تبارک وتعالیٰ اس سے قبول فرماتا ہے اور قبولیت کی نشانی یہ ہے کہ اسے عبادت کی توفیق حاصل ہو جاتی ہے جو اس سے بھی بلند ہے۔

بتایا گیا ہے کہ خود فریبی کی نشانی تین چیزوں میں ہے۔

پہلی چیز:۔ وہ مال اکٹھا کرتا ہے مگر پچھلوں کے لیے چھوڑ جاتا ہے۔

دوسری چیز:۔ اسے گناہوں کی زیادتی ہلاک کر دیتی ہے۔

تیسری چیز:۔ نجات دہندہ اعمال سے منہ موڑ جاتا ہے

لہٰذا مقبولیت کی بھی تین علامات ہیں۔

پہلی علامت:۔ اپنے دل کو سوچنے سمجھنے والا بنائے۔

دوسری علامت:۔ زبان کو ذکر الٰہی کے لیے وقف کر دے۔

تیسری علامت:۔ جسم کو خدمت کی بجا آوری کے لیے وقف کر دے۔

ایسے ہی خود کو فریب میں پھنسانے والی بھی تین علامات ہیں۔

پہلی علامت:۔ خواہشات کی طرف جلدی کرتا ہے اور گمراہی کی پرواہ نہیں کرتا۔

دوسری علامت :۔ طویل امیدوں کی بنیاد پر توبہ میں تاخیر کرتا ہے۔
تیسری علامت :۔ عقبیٰ میں عمل کیے بغیر ثواب کی امید رکھتا ہے۔
کسی دانشور کا قول ہے کہ جو شخص تین چیزوں کے بغیر تین چیزوں کا دعویٰ کرتا ہے اُسے یاد رہے کہ ابلیس کے اس دعویٰ سے مذاق کر رہا ہے۔
پہلی چیز :۔ جو شخص دنیا سے محبت کرتے ہوئے اللہ عزوجل کے ذکر میں حلاوت کا دعویٰ کرتا ہے۔
دوسری چیز :۔ جو شخص اپنے نفس سے بغض کیے بغیر اپنے پروردگار کو خوش کرنے کا دعویٰ کرتا ہے۔
تیسری چیز :۔ جو شخص مخلوق کی مدح سرائی کرتا ہو اور پھر وہ اخلاص کا دعویٰ بھی کرتا ہو۔
حضرت ابو نضرہ نے بیان کیا جو چار چیزیں رکھتا ہو اور پھر بھی ان میں اضافہ نہ کر سکے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ عزوجل اس کے عمل کو شرف قبولیت عطا نہیں فرماتا۔
پہلی چیز :۔ جو رمضان المبارک میں روزے رکھتا ہو لیکن اپنے لیے مزید بھلائی اکٹھی نہیں کر سکتا تو یہ اس کی سعادت کی عدم قبولیت کی علامت ہے۔
دوسری چیز :۔ جو حج کے ذریعہ مزید بھلائی جمع نہیں کر سکا تو یہ اس کی سعادت کی عدم قبولیّت کی علامت ہے۔
تیسری چیز :۔ جو شخص جہاد سے لوٹا مگر مزید سعادت حاصل نہ کر سکا تو یہ اس کے جہاد کی عدم قبولیت کی علامت ہے۔
چوتھی چیز :۔ جو شخص مرض سے صحت پاتا ہے اور پھر کوئی نیکی کا کام نہیں کرتا تو اس کے لیے یہ مرض گناہوں کا کفارہ بنتا ہے۔
بتایا گیا ہے کہ دانشور کے لیے چار چیزیں ضروری ہیں۔ جن کے ذریعے وہ اپنے عمل کی اصلاح کر سکتا ہے اور اپنی سعی و کوشش کو ضائع ہونے سے بچا سکتا ہے۔
پہلی چیز :۔ وہ علم جو اس کے لیے دلیل بنے۔
دوسری چیز :۔ وہ توکل جس کے ذریعے دل لگی سے عبادت نہ کر سکے۔ اور لوگوں سے

امید نہ رکھے۔

تیسری چیز:۔ صبر کے ساتھ عمل کی تکمیل کرے۔

چوتھی چیز:۔ وہ اخلاص جو ثواب کا سبب بنے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ جو شخص بہشت چاہتا ہے وہ وقت نزع تک کوشش کرے گا حتیٰ کہ وہ کمزور اور ضعیف ہو جائے گا مگر ثابت قدم رہے گا۔

ایک دانشور کا قول ہے کہ استقامت کی علامت یہ ہے کہ وہ شخص پہاڑ کی مانند ہو جائے۔ اس لیے کہ پہاڑ میں چار باتیں ہوتی ہیں۔

پہلی بات:۔ پہاڑ کو گرمی پگھلا نہیں سکتی۔

دوسری بات:۔ پہاڑ کو سردی منجمد نہیں کر سکتی۔

تیسری بات:۔ پہاڑ کو ہوا ہلا نہیں سکتی۔

چوتھی بات:۔ پہاڑ کو طوفان بہا کر نہیں لے جا سکتا۔

لہٰذا پہاڑ جیسے ثابت قدم شخص بھی چار باتوں کا حامل ہوتا ہے۔

پہلی بات:۔ وہ محسن کے روبرو ناحق نہیں جھکتا۔

دوسری بات:۔ وہ بُرے کے ساتھ ناحق برائی نہیں کرتا۔

تیسری بات:۔ اُسے خواہشاتِ نفسانی احکام خداوندی سے نہیں ہٹا سکتی۔

چوتھی بات:۔ دنیاوی مال ومتاع اسے اطاعت خداوندی سے نہیں روک سکتی۔

بتایا گیا ہے کہ سات چیزیں سعادت کا خزانہ ہیں اور یہ تمام کتاب اللہ سے ثابت ہیں۔

پہلی چیز:۔ عبادت میں اخلاص ہونا۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے:۔

وَمَا اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ

اور ان لوگوں کو دین حنیف کے مطابق خلوص کے ساتھ اللہ عزّوجل کی عبادت کا حکم دیا گیا ہے۔

دوسری چیز:۔ ماں باپ سے بہتر سلوک کرنا۔

ارشادِ باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔

أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ۝

تو میرا اور ماں باپ کا شکرادا کر پھر میری جانب ہی لوٹنا ہے۔

تیسری چیز:۔ صلہ رحمی کرنا۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے:۔

وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ

اور اللہ عزّوجل سے ڈرو جس کے نام سے تم باہم سوال کرتے ہو۔ اور قرابت سے۔

چوتھی چیز:۔ امانت کا لوٹانا۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے:۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا

تحقیق اللہ عزّوجل تمہیں امر کرتا ہے کہ ان کے مالکوں کو امانتیں واپس کرو۔

پانچویں چیز:۔ گناہوں میں کبھی اطاعت نہ کیجئے۔

ارشادِ باری تعالیٰ عزّوجل ہے:۔

وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ

اور اللہ عزّوجل کے سوا کسی کو پروردگار نہ بنایئے۔

چھٹی چیز:۔ خواہشات نفسانی کے مطابق عمل پیرا نہ ہونا۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے:۔

يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝

اور جو اپنے پروردگار کو خوف و امید سے پکارتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق سے کھاتے ہیں۔

ساتویں چیز:۔ طاعت میں کوشش کرنا اور اللہ عزّوجل سے ڈرے اور اسی سے ثواب

کی امید رکھے۔

لہٰذا ہر انسان پر واجب ہے کہ وہ اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم کے خوف سے روتا رہے کیونکہ حکم بہت ہی سخت ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کا گذر ایک ایسے گاؤں سے ہوا۔ جس میں ایک پہاڑ تھا جو بہت روتا اور چیختا تھا۔ آپ نے اہلِ دہ سے دریافت کیا کہ پہاڑ سے یہ رونے اور چیخنے کی یہ آواز کیسی آرہی ہے۔ لوگوں نے کہا اے عیسیٰؑ! جب سے ہم یہاں مقیم ہیں تب سے یہ رونا اور چیخنا ہم سن رہے ہیں۔ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی۔ اے اللہ العالمین اس پہاڑ کو اجازت دیجئے کہ یہ مجھ سے گفتگو کرے۔ اللہ عزوجل نے پہاڑ کو بولنے کی اجازت دے دی۔ وہ پہاڑ کہنے لگا۔ اے عیسیٰؑ مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ فرمایا مجھے بتائیے کہ یہ رونا چیخنا کیسا ہے؟ تو پہاڑ کہنے لگا کہ اے عیسیٰؑ! میں وہ پہاڑ ہوں جس سے لوگ پتھر توڑ کر بُت بناتے ہیں اور اللہ عزوجل کو چھوڑ کر اس بت کی پوجا کرتے ہیں۔ اور میں ڈرتا ہوں کہ اللہ عزّوجل مجھے دوزخ کی آگ میں نہ ڈال دے کیونکہ میں نے ارشادِ باری تعالیٰ عزوجل سنا ہے:۔

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ۔ — پس تم اس آگ سے بچو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

پھر حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کی طرف اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ نے وحی فرمائی:

"پہاڑ سے کہہ دیجئے کہ وہ اطمینان رکھے کیونکہ میں نے اسے دوزخ کی آگ سے بچا لیا ہے۔"

یاد رہے کہ جب پہاڑ اپنی سختی اور پختہ پن کے باوجود بھی اللہ عزوجل کا خوف رکھتے ہیں تو پھر مسکین کمزور اولادِ آدم کو دوزخ کی آگ سے کیوں نہیں ڈرنا چاہیے۔ اور وہ اللہ عزّوجل سے پناہ کیوں نہیں چاہتے۔

اے بنی آدم! اللہ عزوجل سے ڈر اور اس سے ڈرنے کا ذریعہ گناہوں سے پرہیز کرنا ہے کیونکہ اللہ عزوجل کی ناراضگی کا باعث ہیں اور گناہ ہی سے اللہ عزوجل کا عذاب بنتا ہوتا

ہے۔ اور وہ کون ہے جو یہ طاقت رکھتا ہو کہ عذابِ الٰہی کو برداشت کر سکے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ جب مندرجہ ذیل آیۂ کریمہ کا نزول ہوا کہ :۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا

اور ہم نے تمہیں اُمتِ وسط بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہی دو اور رسول تم پر گواہ ہیں۔

تو حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ پھر فرمایا اے لوگو! اللہ عزوجل نے مجھے نبی اور رسول بنا کر بھیجا ہے اور تمہیں اپنے پیغمبر کے لیے پسند کیا اور مجھے تم پر شاہد کیا ہے جیسا کہ تمہیں پہلی اُمتوں پر شاہد کیا ہے۔

ایک انصاری صحابی قیس بن عروہ نے کھڑے ہو کر بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہم پہلی امتوں کی شہادت کس طرح دیں گے۔ نہ تو ہم ان میں سے تھے اور نہ وہ ہمارے عہد میں ہیں۔ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عروہ رضؓ کے بیٹے محشر کے روز زمین کی ہیئت تبدیل کر دی جائے گی۔ آسمانوں کو یوں لپیٹ دیا جائے گا۔ جیسے دفتری کاغذات لپیٹ لیے جاتے ہیں۔ پھر تمام مخلوق کو اکٹھا کیا جائے گا۔ ان میں سے کچھ کے چہرے سیاہ ہوں گے اور کچھ کے چہرے سفید ہوں گے اور وہ چالیس برس تک رکے رہیں گے۔ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کس چیز کا انتظار کریں گے جس کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ عزوجل ہے۔

يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ○

اس روز وہ بلانے والے کی اتباع کریں گے۔ وہ ٹیڑھا پن نہیں کریں گے اور اللہ عزوجل کے روبرو تمام آوازیں دب جائیں گی۔ اس روز سوائے آہٹ کے کچھ نہ سنے گا۔

اور انہیں ایسی زمین کی طرف لے جایا جائے گا جس پر خون بہایا گیا ہو گا۔ پھر جانوروں کو

حاضر کیا جائے گا اور ان سے باہم بدلہ دلوایا جائے گا۔ پھر ان سے کہا جائے گا کہ مٹی بن جاؤ تو وہ سب مٹی بن جائیں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے:

وَيَقُولُ الْكَافِرُ يٰلَيْتَنِي كُنْتُ تُرَابًا — اس روز کافر کہیں گے کاش ہم بھی مٹی ہو جاتے۔

پھر ہر پیغمبر اپنی امت کے ساتھ بلایا جائے گا۔ اور ان میں حق کا فیصلہ کیا جائے گا۔ ایک طبقہ بہشت میں جائے گا اور دوسرا دوزخ میں جائے گا۔

پھر ایک منادی حضرت نوح علیہ السلام کو ندا دے گا۔ وہ حاضر ہوں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہوگا۔ اے نوح! کیا آپ نے میرا پیغام پہنچا دیا تھا اور امانت ادا کر دی تھی۔ وہ عرض کریں گے۔ اے اللہ العالمین میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا تھا اور تیری امانت ادا کر دی تھی۔ پھر ان کی قوم کو حاضر کیا جائے گا اور ان سے فرمایا جائے گا۔ اے امتِ نوح! یہ نوح جنہیں میں نے تمہاری طرف دعوت دینے والا بنا کر بھیجا تھا۔ کیا انہوں نے تمہیں کلمۂ اخلاص کی دعوت دی تھی۔ کیا انہوں نے تمہیں میرا پیغام پہنچایا؟ تو وہ کہیں گے۔ اے ہمارے پروردگار! ہمارے پاس تو کوئی بشارت دینے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا۔ تب اللہ عزّوجل فرمائے گا۔ "اے نوحؑ یہ تیری اُمّت تو انکار کر رہی ہے۔ کیا تو کوئی گواہ رکھتا ہے؟ حضرت نوح علیہ السلام بارگاہِ الٰہی میں عرض کریں گے۔ ہاں اُمّتِ محمدیہ میری گواہ ہے تو منادی ندا دے گا:۔

يَا خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ — اے بہترین اُمّت جو لوگوں کے لیے بنائی گئی ہے۔

اور رمضان میں روزہ دار اُمّت۔ پھر وہ صفوں سے نکلیں گے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ — ان کے چہروں میں نورانی نشان ہونگے سجدوں کی زیادتی کی وجہ سے۔

اور عرض کریں گے ہم حاضر ہیں۔ اے اللہ کی دعوت دینے والے۔ پھر ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہوگا۔

"اے امتِ محمدیہ! کیا تم حضرت نوح علیہ السلام کے حق میں شہادت دیتے ہو؟"
پس وہ عرض کریں گے:۔ اے اللہ العالمین ہم گواہی دیتے ہیں کہ نوحؑ نے آپ کا پیغام پہنچا دیا تھا۔ اور امانت ادا کر دی تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام کی امت کہے گی کہ حضرت نوح کی امت کا زمانہ پہلے تھا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخر الزماں ہیں۔ پھر اُمتِ محمدیہ کس طرح شہادت دے رہی ہے۔ انہوں نے تو ہمارا زمانہ پایا ہی نہیں تھا۔ اُمت محمدیہ جواب دیتے ہوئے کہے گی ہم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجی گئی کتاب میں پڑھا تھا:

وَمَا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ۔ — اور ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تھا۔

اللہ عزّوجل نے کہا تم نے سچ کہا اے امت محمدیہ! پس میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ دلیل کے قیام کے بغیر میں کسی کو عذاب نہیں دوں گا۔ پس اے اُمتِ محمدیہ تم آپس میں کیے گئے ظلم کے معاملات نمٹا لو اور میں نے تم سے اپنے حقوق درگذر فرما دیئے۔

باب :- ۸۹
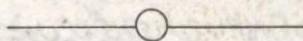
عداوت شیطان اور فریب کاری کا اظہار

حضرت صفیہ بنت جحش نے بیان کیا کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ شیطان بنی آدم کی رگوں میں خون کی طرح گردش کرتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۃ والناس کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:
قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ یعنی لوگوں کے پروردگار۔ مَلِكِ النَّاسِ اِلٰهِ النَّاسِ تمام جن و انس کے بادشاہ لوگوں کے پیدا کرنے والے۔ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ یہاں وسواس و خناس سے مراد شیطان ہے۔ اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ۔ یعنی شیطان جنات کے سینوں میں بھی اسی طرح داخل ہوتا ہے جس طرح وہ انسانوں کے سینوں میں داخل ہو کر وساوس ڈالتا ہے۔ مگر جب وہ اللہ عزوجل کو یاد کرتے ہیں تو شیطان ان کے سینوں سے نکل جاتا ہے۔

حضور نبی غیب دان فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں دعوت دینے والا اور تبلیغ کرنے والا بنا کر مبعوث کیا گیا ہوں۔ مگر ہدایت پر چلانا میرا کام نہیں۔ اسی طرح شیطان برائی کو مزین کرنے کے لیے تخلیق کیا گیا ہے مگر گمراہی پر چلانا اس کے ذمہ نہیں یعنی وہ تو صرف وساوس ڈالتا ہے۔ اور گناہ کو خوب صورت بنا کر پیش کرتا ہے۔ اس سے زیادہ یہ کچھ نہیں کر سکتا۔ لہٰذا بندے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے دل سے وساوس نکالنے کی سعی و کوشش کرے اور اپنے دشمن کی مخالفت پر کمربستہ رہے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:-

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا	بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے اور تم بھی اسے دشمن سمجھو۔

چنانچہ اہل دانش پر لازم ہے کہ وہ اپنے دشمن کے حوالے سے اپنے دوست کو شناخت کرے اور دوست کی امداد کرے۔ جب کہ دشمن کی مخالفت کرے۔

جاہل کی پہچان کا راز

بیان کیا گیا ہے کہ چار باتیں جاہل کی شناخت ہیں۔
پہلی بات:۔ بغیر کسی سبب کے غصہ ہونا۔
دوسری بات:۔ دروغ گوئی میں نفس کی اطاعت کرنا۔
تیسری بات:۔ غیر ضروری جگہ پر مال خرچ کرنا۔
چوتھی بات:۔ دشمن کے مقابلے میں دوستوں کو شناخت کرنا
یعنی اطاعت الٰہی پر اطاعتِ شیطان کو پسند کرتا ہے اور یہ بہت ہی بُرا تبادلہ ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے:۔

اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۭ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۔	تو کیا مجھے چھوڑ کر شیطان اور اس کی ذریّت کو اپنا دوست بناتے ہو جبکہ وہ تمہارے کھلے دشمن ہیں اور یہ ظالموں کے لیے بہت برا بدلہ ہے۔

حضرت وہب ابن منبہ رضی اللہ عنہٗ نے بیان کیا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ابلیس سے ملاقات ہوئی تو آپ نے ابلیس سے دریافت فرمایا کہ تو نے اولادِ آدم کی طبع کو کس طرح پایا؟ ابلیس نے کہا کہ بنی آدم کی ایک قسم تو آپ کی طرح معصوم لوگوں کی ہے جن کا ہم کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ اور دوسری قسم ہمارے ہاتھوں میں اس طرح ہے جس طرح بچوں کے ہاتھوں میں گیند۔ ہمیں تو ان کے نفوس ہی کافی ہیں۔ تیسری قسم ہمارے لیے وبالِ جان بنی ہوئی ہے۔ ہم محنت کر کے ان میں سے کسی ایک سے اپنا کام نکلواتے ہیں مگر وہ استغفار پڑھ کر ہماری محنت برباد کر دیتا ہے۔ ایسے لوگوں سے نہ تو ہم مایوس ہیں اور نہ ہی اپنی مرضی کے کام لے سکتے ہیں۔
ایک دانشور کا قول ہے کہ میں نے بہت سوچ بچار کی ہے کہ شیطان انسان کی طرف کس

راہ سے آتا ہے تو پتہ چلا کہ دس راہوں سے آتا ہے۔

پہلی راہ:۔ وہ حرص و بدگمانی سے آتا ہے۔ چنانچہ میں نے توکل و قناعت سے اس کا مقابلہ کیا۔ اس کی دلیل مجھے قرآن مجید سے ملی۔ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے۔

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا — روئے زمین پر تمام جانداروں کا رزق اللہ عزوجل کے ذمہ ہے۔

میں نے اس طرح اسے پامال کیا۔

دوسری راہ:۔ وہ زندگی اور طویل امیدوں کی راہ سے آتا ہے۔ تو میں نے موت کے اچانک آجانے کے خوف کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا۔ مجھے اس کی تائید اللہ عزوجل کے اس فرمان سے ملی۔

وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ — اور کوئی ذی روح نہیں جانتا کہ وہ کون سی زمین پر مرے گا۔

چنانچہ میں نے اسے یوں پائمال کیا۔

تیسری راہ:۔ شیطان راحت طلبی اور نعمت طلبی کی راہ سے آتا ہے۔ چنانچہ میں نے نعمتوں سے منہ موڑ کر اور سخت حساب سے اس کا مقابلہ کیا۔ مجھے اللہ عزوجل کے اس فرمان سے اس کی تائید ملی۔

ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا — انہیں چھوڑ دیجئے تاکہ وہ کھا پی لیں اور فائدہ اٹھالیں۔

اس طرح میں نے اسے بھی پائمال کر دیا۔

چوتھی راہ:۔ شیطان خود پسندی کی راہ سے آتا ہے۔ میں نے عاقبت کے خوف سے اس کا مقابلہ کیا۔ اس کی تائید مجھے اللہ عزوجل کے اس فرمان سے ملی۔

فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ — ان میں سے کچھ تو شقی ہیں اور کچھ سعید۔

پانچویں راہ:۔ شیطان دوستوں سے بے رُخی اور ان کی عزت نہ کرنے سے آتا ہے۔ چنانچہ میں نے دوستی کا حق ادا کر کے اس کا مقابلہ کیا۔ اس کی تائید مجھے اللہ عزوجل کے اس

فرمان سے ملی۔

وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ	اور اللہ ہی کے لیے عزت ہے اور اس کے رسولوں اور اہل ایمان کیلئے۔

میں نے یہاں بھی اسے پائمال کیا۔

چھٹی راہ:۔ شیطان حسد کی راہ سے آتا ہے چنانچہ میں نے مخلوق کے ساتھ اللہ عزّو جل کے عدل وتقسیم سے اس کا مقابلہ کیا۔ اس کی تائید مجھے اس آیۂ کریمہ سے ملی:

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔	ہم نے دنیا کی زندگی میں ان کے درمیان رزق تقسیم کیا۔

میں نے یہاں بھی اسکو پامال کیا۔

ساتویں راہ:۔ شیطان ریاکاری اور لوگوں کی تعریف کی راہ سے آتا ہے۔ میں نے اخلاص کے ذریعے اس کا مقابلہ کیا۔ مجھے اس کی تائید مندرجہ ذیل آیۂ کریمہ سے ملی۔

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا۔	پس جو شخص اللہ عزوجل سے ملاقات کی امید رکھتا ہے تو وہ نیک عمل کرتا ہے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

میں نے اسے یہاں بھی شکست دی۔

آٹھویں راہ:۔ شیطان بخل کی راہ سے آتا ہے چنانچہ میں نے مخلوق کی متاع کے فنا او ما عنداللہ کے بقا سے اس کا مقابلہ کیا۔ اس کی تائید مجھے مندرجہ ذیل آیۂ کریمہ سے ملی۔

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ۔	تمہارے پاس جو کچھ ہے وہ فنا ہو جائے گا۔ اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہے گا

نویں راہ:۔ شیطان تکبر کی راہ سے آتا ہے میں نے اس کا مقابلہ تواضع سے کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ عزّوجل ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۔

اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مذکر اور ایک مونث سے پیدا کیا۔ اور تمھیں مختلف خاندانوں اور قبائل میں تقسیم کیا تاکہ تم پہچان سکو۔ بیشک اللہ عزّو جل کے نزدیک صاحب تقویٰ ہی مکرم و معظم ہے۔

دسویں راہ:۔ شیطان لالچ کی راہ سے آتا ہے میں نے لوگوں سے مایوسی اور توکل علی اللہ کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۔

اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ عزوجل اس کی نجات کا راستہ نکال دیتے ہیں اور اسے وہاں سے رزق ملتا ہے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کر سکتا۔

حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک دن حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام اپنی پروردگار کی مناجات کر رہے تھے کہ شیطان ملعون ان کے پاس آیا۔ تو ایک فرشتہ نے شیطان سے کہا تیرا بیڑا غرق ہو جائے تو اس حالت میں کیا امید لے کر آیا ہے۔ شیطان نے کہا وہی امید جو اُن کے باپ حضرت آدم علیہ السلام سے کی تھی جب کہ وہ بہشت میں تھے۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو شیطان اپنے لشکر کو حکم دیتا ہے کہ پھیل جاؤ اور لوگوں کو نماز سے غافل کرو۔ پھر شیطان ایک ایسے شخص کے پاس آتا ہے۔ جو نماز کی نیت کر چکا تھا۔ پہلے تو کوشش کی کہ وہ بروقت نماز ادا نہ کر سکے۔ اگر وہ کامیاب نہ ہو سکے تو یہ کوشش کرتا ہے کہ نمازی رکوع سجود قرأت تسبیحات اور دعائیں وغیرہ صحیح طور پر ادا نہ کر سکے۔ اگر اس میں بھی کامیاب نہ ہو سکے تو پھر یہ کوشش کرتا ہے کہ نمازی کا دل دنیا کے کاموں کی طرف مشغول کر دے۔ اور جب وہ اس میں کامیاب نہیں ہوتا تو پھر شیطان حکم کرتا ہے کہ اس شیطان کو باندھ کر سمندر میں پھینک دو۔ اور جو شیطان ان میں سے کسی ایک کام میں کامیاب

ہو جاتا ہے تو ابلیس خوش ہو کر اس کی عزت کرتا ہے۔ اللہ عزوجل نے شیطان کی اس بات کو نقل کرتے ہوئے فرمایا:

لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ، کہ میں ان کے لیے تیری سیدھی راہ پر بیٹھ جاؤنگا یعنی اسلام کی راہ پر بیٹھ کر انہیں روکوں گا۔ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ	پھر میں ان کے آگے اور پیچھے سے آؤں گا۔

یعنی میں اسے عقبیٰ کے بارے میں مشکوک کر دوں گا۔ اور دنیا کو خوب صورت بنا دوں گا۔ جس میں وہ کھو جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔

وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ	اور ان کے دائیں اور بائیں جانب سے آؤں گا۔

یعنی دائیں جانب سے مراد یہ کہ دین و اطاعت سے روکوں گا اور بائیں جانب گناہ کیطرف مائل کروں گا۔ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ	اور تو اکثر کو شکر گذار نہیں پائے گا۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ	اے بنی آدم! کہیں تمہیں شیطان فتنے میں مبتلا نہ کر دے جیسا کہ اس نے تمہارے والدین کو بہشت سے نکال دیا تھا۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے۔

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ	تمہیں شیطان تنگدستی سے ڈراتا ہے اور تمہیں برائی کا حکم دیتا ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ	بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے۔ اور

فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا۔ تم بھی اسے دشمن سمجھو۔

الغرض اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے واضح فرما دیا ہے کہ شیطان بنی آدم کا دشمن ہے اور وہ انہیں گمراہ کر کے اپنے ساتھ دوزخ میں لے جانا چاہتا ہے۔ لہٰذا دانشور پر واجب ہے کہ وہ اس سے خلاصی حاصل کرنے کے لیے مجاہدوں کی طرح کوشش کرے کیونکہ شیطان ایمان والوں کا کھلا دشمن ہے تو اہل ایمان کو بھی اس سے کھلی دشمنی کرنی چاہیئے۔

مومن کے لیے پانچ مشکلات

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن پانچ مشکلات میں پھنسا ہوا ہے:۔

پہلی مشکل: مومن کا مومن سے حسد کرنا۔

دوسری مشکل:۔ منافق کا مومن سے بغض کرنا۔

تیسری مشکل:۔ دشمن کا مومن سے جنگ کرنا۔

چوتھی مشکل:۔ شیطان کا مومن کو گمراہ کرنا۔

پانچویں مشکل:۔ مومن کو نفس بہکاتا ہے۔

پس مومن پر واجب ہے کہ دشمن پر قابو پانے کے لیے بارگاہِ الٰہی سے استعانت کرتا رہے تاکہ اللہ عزوجل اسے بہتر عمل کی توفیق عنائت فرمائے۔ اور یہ اللہ عزوجل کے لیے بہت ہی سہل ہے جسے وہ اپنی توفیق سے نوازنا چاہیں۔

بیان کیا گیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن زیاد سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک مجلس میں تشریف رکھتے تھے۔ اتنے میں شیطان نمودار ہوا۔ اس کے سر پہ مختلف رنگوں کی ٹوپی تھی۔ جب قریب آیا تو ٹوپی اتار کر رکھ دی اور آگے بڑھ کر سلام کیا۔ آپ نے دریافت کیا تو کون ہے۔ کہنے لگا میں ابلیس ہوں۔ آپ نے آنے کا سبب دریافت کیا تو کہنے لگا کہ سلام کے لیے آیا تھا۔ کیونکہ آپ کا مرتبہ اللہ کے نزدیک ارفع و اعلیٰ ہے۔ آپ نے فرمایا یہ ٹوپی کیسی ہے؟ کہنے لگا کہ میں اس سے بنی آدم کے دلوں کو دھوکہ دیتا ہوں۔ آپ نے دریافت کیا کہ وہ کون سا

گناہ ہے جس سے دلوں پر بنی آدم کے غلبہ پالیتا ہے، کہنے لگا جب وہ خود پسندی کا شکار ہو جاتا ہے اور اپنے عمل پر متکبر ہو جاتا ہے اور اپنے گناہوں کو فراموش کر جاتا ہے۔ پھر بس اس پر غالب آجاتا ہوں۔

حضرت وہب بن نمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے ابلیس کو حکم دیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤ اور آپ کے سوالات کے جوابات دو۔ لہٰذا ابلیس آپ کی بارگاہِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک بوڑھے کے روپ میں حاضر ہوا اور اس کے ہاتھ میں چھڑی تھی۔ آپ نے فرمایا تو کون ہے؟ کہنے لگا میں ابلیس ہوں آپ نے فرمایا تو کیسے آیا؟ کہنے لگا مجھے اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کہ میں آپ کی خدمت میں جاؤں اور آپ کے سوالات کے جوابات دوں۔ حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ملعون میری اُمّت میں کتنے لوگ تیرے دشمن ہیں۔ ابلیس کہنے لگا پندرہ ہیں جو یہ ہیں:۔

پہلا دشمن:۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

دوسرا دشمن:۔ انصاف پسند حاکم۔

تیسرا دشمن:۔ انکسار پسند مالدار۔

چوتھا دشمن:۔ سچا تاجر۔

پانچواں دشمن:۔ خشیت الٰہی رکھنے والا عالم۔

چھٹا دشمن: ناصح مومن۔

ساتواں دشمن:۔ مہربان دل رکھنے والا مومن۔

آٹھواں دشمن:۔ وہ تائب جو توبہ کر کے ثابت قدم رہا۔

نواں دشمن:۔ حرام اشیاء سے اجتناب کرنے والا۔

دسواں دشمن:۔ ہمیشہ باوضو رہنے والا مومن۔

گیارھواں دشمن:۔ کثرت سے صدقہ دینے والا مومن۔

بارھواں دشمن:۔ لوگوں سے اچھا سلوک کرنے والا مومن۔

تیرھواں دشمن:۔ لوگوں کو نفع پہنچانے والا مومن۔

چودھواں دشمن :۔ وہ حافظ جو ہمیشہ تلاوت قرآن کرے۔

پندرھواں دشمن :۔ رات کو قیام کرنے والا شخص۔

پھر حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابلیس میری امت میں تیرے کتنے دوست ہیں؟ کہنے لگا دس۔ وہ یہ ہیں:۔

پہلا دوست : ظالم حکمران

دوسرا دوست : متکبر مالدار۔

تیسرا دوست : خائن تاجر۔

چوتھا دوست : عادی شرابی۔

پانچواں دوست : چغل خور۔

چھٹا دوست : زانی۔

ساتواں دوست : یتیم کا مال کھانے والا۔

آٹھواں دوست : نماز میں کاہلی برتنے والا۔

نواں دوست : زکوٰۃ نہ ادا کرنے والا۔

دسواں دوست : طویل امیدیں رکھنے والا۔

بیان کیا گیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص نہایت درجہ عابد تھا۔ جو ہمہ وقت گرجا میں عبادت میں مشغول رہتا تھا۔ اس کا نام برصیصا تھا۔ وہ مستجاب الدعوات تھا۔ لوگ اس کے پاس اپنے مریضوں کو لاتے تھے وہ دعا کرتا اور مریض صحت یاب ہو جاتا تھا۔ ایک دفعہ شیطان نے اپنے تمام لعین شیطانوں کو بلوایا اور کہنے لگا کہ تم میں سے کون ہے جو اس عابد کو فتنہ میں ڈال سکتا ہے؟ اس نے تو ہمارا راستہ بند کیا ہوا ہے۔ ایک زور آور شیطان کہنے لگا کہ میں اسے فتنہ میں مبتلا کروں گا۔ اگر ناکام ہو جاؤں تو میں ساتھ رہنے میں شرم محسوس کروں گا۔ ابلیس نے اس سے کہا ہاں تو واقعی کر سکتا ہے۔

پس یہ شیطان سیدھا بنی اسرائیل کے شہنشاہ کے پاس پہنچا۔ بادشاہ کی ایک حسین وجمیل بیٹی اپنے والد کے پاس بیٹھی تھی اور وہیں اس کی ماں اور ہمشیرہ بھی موجود تھی۔ شیطان نے اس

لڑکی کو دیوانہ بنا دیا۔ وہ چیخنے چلانے لگی۔ اہل خانہ پر پریشانی طاری ہوگئی۔ اس طرح کئی روز گذر گئے۔ پھر ایک روز وہی شیطان انسانی شکل میں بادشاہ کے ہاں گیا اور کہنے لگا کہ اگر تم اس لڑکی کو تندرست دیکھنا چاہتے ہو تو برصیصا راہب کے پاس لے جاؤ۔ وہ اسے تعویذ دے گا اور اس کے لیے دعا کرے گا۔ اہل خانہ لڑکی کو برصیصا کے پاس لے گئے۔ برصیصا نے دعا کی اور لڑکی تندرست ہوگئی جب وہ واپس روانہ ہونے لگے تو شیطان آگیا اور کہنے لگا کہ اگر صحیح معنوں میں تندرستی کے خواہاں ہو تو پھر اسے کچھ دن راہب کے ہاں چھوڑ دینا۔ چنانچہ انہوں نے لڑکی کو راہب کے پاس چھوڑنے کا ارادہ کر لیا۔ مگر راہب نے پاس رکھنے سے انکار کر دیا۔ بالآخر وہ لوگ برصیصا کو راضی کر کے لڑکی کو وہیں چھوڑ گئے۔ راہب دن کے وقت روزے سے ہوتا رات کو شب زندہ دار ہوتا تھا۔ شیطان ویسے تو لڑکی سے کوئی تعرض نہ کرتا۔ لیکن جب راہب کھانا تناول کرنے کے لیے بیٹھتا تو شیطان لڑکی کو پاگل بنا کر اسے برہنہ کر دیتا۔ راہب اس طرف سے منہ دوسری طرف کر لیتا۔ کچھ مدت تک ایسا ہی ہوتا رہا۔ مگر ایک روز راہب نے اس لڑکی کے چہرے پر اور جسم کو دیکھا۔ ایسا جسم پہلے اس نے کبھی بھی نہیں دیکھا تھا۔ بالآخر صبر کی حد ٹوٹ گئی اور وہ برائی کر گذرا لڑکی کو حمل ہوگیا۔ پھر شیطان اس راہب کے پاس پہنچا اور کہنے لگا کہ تو نے بغیر نکاح کے اس لڑکی کو حاملہ کر دیا۔ اب بادشاہ کی سزا سے بچنے کی ایک ہی راہ ہے کہ تو اس لڑکی کو قتل کر کے اپنے گرجے کے قریب دفن کر دے۔ جب وہ تجھ سے دریافت کریں تو کہہ دینا کہ بس موت کا وقت آ گیا تھا چنانچہ وہ لقمۂ اجل ہوگئی۔ اور وہ لوگ مان لیں گے۔ راہب نے ایسا ہی کیا۔ لڑکی کو قتل کر کے دفن کر دیا۔ لڑکی کے والدین نے آکر پوچھا تو راہب نے کہا وہ لقمہ اجل ہوگئی ہے وہ مان گئے اور واپس چلے گئے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ راہب نے لڑکی کے وارثوں سے کہا وہ صحت یاب ہو کر اپنے گھر چلی گئی ہے۔ وارثوں نے اس بات کو سچ مان لیا اور واپس آکر اسے اپنے عزیزوں کے ہاں تلاش کرنا شروع کر دیا۔ ادھر شیطان نے آکر اس سے کہا کہ راہب نے لڑکی سے زنا کیا تھا اور وہ حاملہ ہوگئی تھی تو لوگوں سے خائف ہو کر اس نے لڑکی کو قتل کر کے اسے دفن کر دیا۔ بادشاہ لوگوں کے ساتھ برصیصا کے پاس پہنچا اور قبر کھدوا کر لڑکی حاصل کر لی اور راہب کو

پکڑ کر پھانسی دے دی۔ پھر شیطان پھانسی پر راہب کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ یہ سب کچھ تیرے ساتھ میں نے ہی کیا اور یہاں سے میں ہی تمہیں بچا سکتا ہوں۔ کیونکہ میں ان سے کہہ دوں گا کہ لڑکی کو کسی دوسرے شخص نے قتل کیا ہے۔ اور بادشاہ میری بات کو مان جائے گا۔ مگر تجھے اللہ رب العالمین جل مجدہٗ الکریم کو چھوڑ کر مجھے سجدہ کرنا ہوگا۔ راہب نے کہا میں پھانسی پر تجھے کیسے سجدہ کر سکتا ہوں۔ شیطان نے کہا بس سر سے ہی اشارہ کر دینا۔ میں خوش ہو جاؤں گا۔ راہب نے سر کے اشارہ سے ہی سجدہ کر دیا۔ تو شیطان کہنے لگا۔ کہ میں تجھ سے تعلق نہیں رکھتا۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے۔

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ۔

شیطان کی طرح کی مثال ہے کہ جب وہ انسان سے کہتا ہے کافر ہو جا پھر جب وہ کافر ہو جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں تجھ سے بری ہوں۔ میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں پس دونوں کا انجام دوزخ ہے۔ وہ دائمی طور پر اس میں رہیں گے۔ اور یہی ظالموں کی جزا ہے۔

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یاد رہے کہ تیرے چار دشمن ہیں۔ اور ضروری ہے کہ تو ان میں سے ہر ایک کے ساتھ جہاد کرے۔

پہلا دشمن : دنیا ہے جو بہت ہی مکار اور فریب ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

دنیا کی زندگی تو اسباب فریب ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ

پس تمہیں یہ دنیا کی زندگی فریب میں نہ ڈالے اور نہ ہی مکار شیطان اللہ عزوجل سے غرور میں ڈالے۔

دوسرا دشمن نفس ہے۔ یہ تمام دشمن سے زیادہ قوی اور شریر ہے۔

تیسرا دشمن ، شیطان ہے۔

چوتھا دشمن :- جو انسانوں میں شیطان ہیں ان سے ہمیشہ اجتناب کیجئے۔ یہ جن شیاطین سے زیادہ خطرناک ہیں ، اس لیے کہ جن شیطان تو وسوسہ کے ذریعے تکالیف دیتے ہیں ، جب کہ انسانی شیطان بہت ہی برے دوست ہیں یہ آنکھوں کے سامنے دکھا کر اذیت دیتے ہیں اور تجھے تیرے راستے سے ہٹانے کے لیے ہمیشہ حیلے کرتے رہتے ہیں۔

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہٗ نے بیان کیا کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دانا وہ شخص ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے کہ بعد از موت کے لیے عمل کرتا ہے یعنی دنیا میں اپنا محاسبہ کرتا ہے اور عبادت کے لیے عمل کرتا ہے تاکہ بعد از موت وہ اسے نفع پہنچائیں اور عاجز وہ شخص ہے جو اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرتا ہے اور پھر اللہ عزوجل سے بخشش کی امید رکھتا ہے

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جو شخص ہلاک ہو گیا اس پر تعجب نہیں کہ وہ کیسے ہلاک ہوا ؟ بلکہ تعجب تو یہ ہے کہ وہ کیسے خلاصی پا گیا۔ یعنی بہشت تو تکالیف سے گھری ہوئی ہے اور دوزخ خواہشات سے گھری ہوئی ہے اور ہر ایک نفس میں شیطان ہے جو اس کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے اور فرشتہ الہام کرتا ہے اور شیطان ہر وقت برائی کو حسین وجمیل دکھا کر فریب میں پھنساتا ہے اور فرشتہ ہمہ وقت اسے روکتا ہے۔ پھر جس کے ساتھ نفس ہو جاتا ہے وہی غلبہ پاتا ہے۔

باب : ۹۰
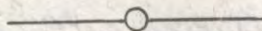
رضا کا اظہار

حضرت میمون بن مہران رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک ماہ میں دربار حاضری کا حکم دیا تھا۔ سو میں ایک روز گیا تو آپ نے مجھے قلعہ کے اوپر سے دیکھا۔ اور مجھے [illegible] پہنچنے سے پہلے ہی اجازت مل گئی۔ اور میں اندر داخل ہو گیا۔ آپ چٹائی پر جائے نماز بچھا کر بیٹھے تھے۔ اور قمیض کو پیوند لگا رہے تھے۔ میں نے سلام عرض کیا تو آپ نے جواب دیا اور اپنے ساتھ مصلے پر بٹھا لیا۔ پھر مجھ سے امیر و حاکموں، پولیس، جیلوں اور شعائرِ اسلام کے متعلق سوالات کئے۔ پھر میرے حال کو دریافت کیا۔ اس کے بعد وہاں سے چلتے وقت میں نے عرض کیا اے امیر المومنین کیا آپ کے گھر میں اس کام کو کرنے والا کوئی نہیں ہے؟ جواب دیا۔ اے میمون! دنیا کا وہ حصہ کافی سمجھ جو تجھے وقت پر حاصل ہو جائے۔ آج ہم یہاں ہیں کل دوسری جگہ چلے جائیں گے۔ یہ سن کر وہاں سے چلا گیا۔

ابو منصور فرائضی نے اپنی سند سے بیان کیا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیہ کریمہ:

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ۔

اور جب ان میں سے کسی ایک کو بیٹی کی بشارت دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور دل گھٹنے لگتا ہے۔

پڑھی تو فرمایا کہ یہ عرب کے مشرکین کا عمل ہے۔ اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ نے ہمیں ان کے اس خبیث عمل کی خبر دی ہے البتہ مومن ایسا عمل نہیں کر سکتا کیونکہ مومن اللہ عزوجل کی تقسیم پر راضی رہتا ہے۔ اور اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ نے اس کے متعلق جو فیصلہ کر دیا ہے وہ اس پر دل وجان سے فدا ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ اس کے حق میں اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ کا کیا ہوا فیصلہ اس کے اپنے فیصلے سے ہر حال میں بہتر ہوتا ہے۔ اے بنی آدم تو نے جو اپنے لیے فیصلہ کیا ہے اس سے بہت بہتر فیصلہ وہ ہے جو اللہ عزوجل نے تیرے لیے کیا ہے۔ چاہے تو اسے ناپسند کرے۔ پس اللہ عزوجل سے ڈریئے اور اسی کے فیصلے پر راضی رہیئے۔

حضرت فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بات اللہ عزوجل کے اس فرمان :۔

عَسٰی اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔

قریب ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو مگر وہ تمہارے لیے بہتر ہو اور قریب ہے کہ جس چیز کو تم پسند کرتے ہو وہ تمہارے لیے بُری ہو ۔ اور اللہ عزوجل جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

کے عین مطابق ہے ۔ یعنی اللہ عزّ وجل تبارک وتعالیٰ ہی جانتا ہے کہ تمہاری بھلائی اور تمہارے دین و دنیا کی بھلائی کس چیز میں ہے جب کہ تم اس چیز کو نہیں جانتے یعنی اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ نے تمہارے لیے جو فیصلہ فرما دیا ہے تم اس پر راضی رہو اس لیے کہ تم نہیں جانتے کہ اس میں تمھاری کس قدر بھلائی ہے۔

منازل کا انکشافِ حقیقیہ

ایک دانشور کا قول ہے کہ منازل چار ہیں۔

پہلی منزل :۔ دنیا کی زندگی کی منزل۔

دوسری منزل :۔ قبر میں ٹھہرنے کی منزل۔

تیسری منزل :۔ حشر میں قیام کی منزل۔

چوتھی منزل :۔ عقبیٰ کی طرف لوٹنا جس کے لیے ہمیں پیدا کیا گیا ہے۔

ہماری دنیا کی زندگی کی مثال حاجیوں کے اس چلنے والے قافلے کی مانند ہے جو نہ اطمینان سے پڑاؤ کرتے ہیں اور سواریوں سے سامان اتارتے ہیں اس لیے انہیں دوبارہ سفر کی جلدی ہوتی ہے۔

قبر میں ہمارے ٹھہرنے کی مثال اس قافلے کی طرح ہے جو کہیں رُکتے ہیں اور ایک دن یا ایک رات قیام کے لیے سواریوں سے بوجھ اتارتے ہیں اور پھر دوسرے روز چل پڑتے ہیں۔

حشر میں ہمارے ٹھہرنے کی مثال حاجیوں کے اس قافلے کی مانند ہے جو مکہ مکرمہ میں رُکتے ہیں اور مکہ شریف ان کی منزل مقصود ہے۔ تمام اہل قافلہ مشکلات اٹھا کر یہاں پہنچتے ہیں اور حج کے رُکن

اداکر کے اِدھر اُدھر روانہ ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح محشر کے روز حساب وکتاب سے فارغ ہو کر لوگ اِدھر اُدھر منتشر ہو جائیں گے ایک گروہ جنت میں اور دوسرا دوزخ میں چلا جائے گا۔

حضرت شفیق بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں نے سات سو علماء سے پانچ باتوں کے بارے میں دریافت کیا تو سب نے ایک ہی جواب دیا۔

پہلی بات: عقلمند کون ہے؟ کہا گیا جو دنیا سے محبت نہ کرتا ہو وہی عقلمند ہے۔

دوسری بات: دانشمند کون ہے؟ کہا گیا جو دنیا کو دھوکہ نہ دے سکے۔

تیسری بات: غنی کون ہے؟ کہا گیا جو اللہ عزوجل کی تقسیم پر راضی ہے۔

چوتھی بات: فقیہہ کون ہے؟ کہا گیا جو زیادہ کی طلب رکھتا ہو۔

پانچویں بات: بخیل کون ہے؟ کہا گیا جو اپنے مال سے اللہ عزوجل کا حق نہ ادا کرے۔

منقول ہے کہ اللہ عزوجل اپنے بندے پر تین باتوں کے سبب ناراض ہے۔

پہلی بات:۔ جو اللہ عزوجل کے احکامات پر سُستی کرتا ہے۔

دوسری بات: جو اللہ عزوجل کی تقسیم پر راضی نہ ہو۔

تیسری بات:۔ جو جس شے کو طلب کرے، نہ ملے تو اللہ عزوجل پر ناراضگی کا اظہار کرے۔

ایک دانشمند کا قول ہے کہ اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ نے چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا ہے اور فقہا کا قول ہے کہ جو دس درہم کا چور ہو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ تو یہ دس درہم کی عظمت نہیں ہے کہ اس کے بدلے مومن کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ بلکہ اس کا ہاتھ کاٹنے کے دو سبب ہیں۔ ان میں سے ایک سبب یہ کہ چور نے مسلمان کی حُرمت کی ہتک کی ہے۔ دوسرا سبب یہ کہ وہ اللہ عزوجل کی تقسیم پر راضی نہیں رہا اور دوسرے کا مال لُوٹا۔ تب اللہ عزّوجل تبارک وتعالیٰ سبحانہٗ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا جو اس کے جرم کی سزا ہے۔ اور دوسروں کے لیے نصیحت ہے تاکہ وہ اللہ عزّوجل کی تقسیم پر راضی ہو جائے۔

اخلاقِ انبیاء میں بارہ باتوں کی شماریات

یاد رہے کہ مومن کے لیے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ وہ اللہ عزوجل کی تقسیم پر راضی رہے

اس لیے کہ اللہ عزّ وجل تبارک وتعالیٰ نے بندے کے لیے جو کچھ مقرر کیا ہے اس پر راضی ہونا انبیاء وصالحین کی عادات واخلاق کی اطاعت ہے۔

حضرت سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بارہ باتیں انبیائے کرام علیہم السلام کے اخلاق میں شمار ہوتی ہیں۔

پہلی بات:۔ وہ اللہ عزوجل کے وعدے پر پورا پورا ایمان رکھتے ہیں۔

دوسری بات:۔ وہ مخلوق سے ناامید ہوتے ہیں۔

تیسری بات:۔ وہ شیطان سے ہمہ وقت بغض رکھتے ہیں۔

چوتھی بات:۔ وہ اپنے ذاتی افعال کی گرفت کرتے ہیں۔

پانچویں بات:۔ وہ مخلوق سے حسن سلوک سے پیش آتے ہیں۔

چھٹی بات:۔ وہ تمام مخلوق کی تکالیف برداشت کرتے ہیں۔

ساتویں بات:۔ وہ بہشت پر یقین رکھتے ہیں۔

آٹھویں بات:۔ حق کی جگہوں پر تواضع اختیار کرتے ہیں۔

نویں بات:۔ وہ دشمنوں کو بھی نصیحت کرتے ہیں۔

دسویں بات:۔ وہ فقر کا خزانہ رکھتے ہیں۔

گیارھویں بات:۔ وہ ہمہ وقت وضو سے رہتے ہیں۔

بارھویں بات:۔ وہ دنیا کے حاصل ہونے پر خوش نہیں ہوتے۔ اور دنیا کے چلے جانے پر غمگین نہیں ہوتے۔

بعض علماء نے بیان کیا کہ زاہدین کی عظمت دس باتوں میں ہے۔

پہلی بات:۔ زاہد شیطان کی دشمنی کو اپنے اوپر واجب سمجھتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

إِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا۔ بیشک شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ لہٰذا تم بھی اسے دشمن سمجھو۔

دوسری بات:۔ وہ بغیر حجت وبرہان کے کوئی عمل نہیں کرتا۔ یعنی وہ وہی عمل کرتے ہیں جو

محشر کے روز ان کے لیے دلیل ثابت ہوں گے۔

ارشادِ باری تعالیٰ عزّوجل ہے۔

قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ کہہ دیجیے کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیل لاؤ۔

تیسری بات:۔ وہ مرنے کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ عزوجل ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ۔ ہر جان نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

چوتھی بات:۔ وہ اللہ کی رضا کے لیے دوستی اور دشمنی رکھتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْا اٰبَاءَهُمْ وَ اَبْنَاءَهُمْ وَاِخْوَانَهُمْ وَ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ۔

اللہ اور آخرت پر ایمان لانے والی قوم ان سے کبھی محبت نہیں رکھتی جو اللہ اور اس کے رسول کے باغی ہیں۔ چاہے وہ ان کے والد، بیٹے، بھائی اور رشتہ دار ہی ہوں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں ایمان لکھ دیا گیا ہے۔

پانچویں بات:۔ وہ لوگ نیکی کا حکم کرتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔

وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ۔

اور نیکی کا حکم کرو اور برائی سے منع کرو اور جو تجھے مصیبت پہنچے اس پر صبر کر۔ بیشک یہ مصمم ارادہ کے کام ہیں۔

چھٹی بات:۔ وہ کائنات میں غور و فکر کرتے ہیں۔ اور پھر عبرت حاصل کرتے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔

وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ اور وہ زمین و آسمان کی پیدائش میں غور و فکر کرتے ہیں۔

پھر ارشادِ باری تعالیٰ عزوجل ہے:
فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ۔ اے عقل والو! عبرت حاصل کرو۔

ساتویں بات:۔ وہ اپنے دل پر قابو رکھتے ہیں تاکہ اس میں ایسی سوچ نہ آئے جس میں رب تعالیٰ عزوجل کی رضا نہ ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔
اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا۔ بیشک کان آنکھ اور دل ہر ایک سے دریافت کیا جائے گا۔

آٹھویں بات:۔ وہ اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف نہیں رہتے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔
فَلَا یَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ اللہ کی تدبیر سے نقصان اٹھانیوالے لوگ ہی بے خوف رہتے ہیں۔

نویں بات:۔ وہ رحمت باری تعالیٰ عزوجل سے ناامید نہیں ہوتے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:۔
لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔ تم اللہ عزوجل کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ بیشک اللہ عزوجل تمام گناہوں کی مغفرت فرمادے گا۔ بلاشبہ وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

دسویں بات:۔ اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ انہیں دنیا سے جو کچھ دے دے وہ اس پر غرور نہیں کرتے۔ اور چلے جانے پر غم نہیں کرتے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے۔
لِكَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰی مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ۔ تم سے جو کچھ چھن جائے اس پر ملال نہ کرو اور جو کچھ تمہیں مل جائے اس پر خوشی نہ کرو۔

یعنی جب بندہ کو اس کا علم ہی نہیں ہوتا کہ اس کی بھلائی چھن جانے والی چیز میں ہے یا ملنے والی

چیز نہیں ہے؟ تو پھر لازم ہے کہ وہ دونوں صورتوں میں مساوی رہے۔ کیونکہ مومن کی مثال آس نامی درخت جیسی ہے جو سردی اور گرمی کے موسم میں برابر رہتا ہے۔ جب کہ منافق کی مثال گلاب کے پھول کی طرح ہے کہ معمولی سی مصیبت سے ہی اس کی حالت بدل جاتی ہے۔ لہٰذا مومن کو تنگدستی اور خوشحالی میں برابر رہنا چاہیئے۔ اور اللہ کی تقسیم پر راضی رہے۔ جب کہ منافق اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ کی تقسیم پر راضی نہیں رہتا۔ وہ نعمت حاصل ہونے پر اتراتا ہے۔ اور تنگدستی پر شور مچاتا ہے پس مومن کے لیے ضروری ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام اور نیک لوگوں کے اعمال کی پیروی کرے۔ ایسے کافروں اور منافقوں کے امور کی اقتداء اچھی نہیں لگتی۔

باب ۹۱

پند و نصائح کا بیان

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عصر سے لے کر سورج غروب ہوتے تک خطبہ ارشاد فرمایا جسے ہم میں سے جس نے یاد کرنا تھا کر لیا اور جس نے بھلانا تھا بھلا دیا. آپ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا حسین و جمیل شیریں ہے اور اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ نے تمہیں اس میں ٹھہرایا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو. خبردار دنیا سے اجتناب کیجئے اور جاننا چاہیئے کہ بنی آدم کو کئی طبقات میں پیدا کیا گیا ہے ان میں سے کچھ مومن پیدا ہوتے ہیں. مومن زندہ رہتے ہیں اور مومن ہی مرتے ہیں اور کچھ مومن پیدا ہوتے ہیں. مومن زندہ رہتے اور کافر ہو کر مرتے ہیں اور کچھ کافر پیدا ہوتے ہیں کافر ہی زندہ رہتے ہیں اور مومن ہو کر مرتے ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ غصہ آدم کی اولاد کے دل میں آگ کے انگارے کی طرح دھک رہا ہے کیا اس کی آنکھوں کی سُرخی اور پھولی ہوئی رگوں کو نہیں دیکھ رہے ہو لہٰذا جو شخص ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال لے وہ زمین پر گر پڑتا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ بہترین آدمی وہ ہے جسے غصہ دیر سے آئے۔ مگر جلد ہی جاتا رہے اور جسے غصہ جلدی آتا ہے اور جلدی ہی ختم ہو جاتا ہے پس وہ ویسے کا ویسا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ بدترین آدمی وہ ہے جس کو جلدی غصہ آئے اور پھر دیر سے جائے۔ اگر دیر سے غصہ آتا اور دیر سے جاتا تو پھر کام مساوی ہے۔

جاننا چاہیئے کہ بہترین تاجر وہ ہے جو بہترین طریقے سے دام طلب کرے اور بہتر طریقے سے مال پورا کرے۔ اگر طلب کرنے کا انداز اچھا ہو مگر پورا کر کے دینے کا انداز برا ہو تو بس ویسے کا ویسا ہی ہے۔

جاننا چاہیئے کہ برا تاجر وہ ہے جو مانگنے میں بھی برا ہو اور مانگنے کا انداز بھی برا ہو مگر دینے کا انداز اچھا ہے تو یہ بھی حساب مساوی ہے۔

جاننا چاہیئے کہ ہر عہد توڑنے والے کے پاس ایک علم ہوگا جس سے وہ محشر کے روز پہچانا جائے گا۔

یاد رہے کہ امیر کی بدعہدی سے بڑھ کر کوئی غدر نہیں۔

یاد رہے کہ جابر حکمران کے سامنے انصاف کی بات کہنے سے افضل جہاد کوئی نہیں ہے۔

یاد رہے کہ لوگوں کے ڈر سے دیکھی ہوئی حق بات کہنے سے نہ رکنا۔

جب آفتاب غروب ہونے لگا تو حضور سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یاد رکھیے دنیا گذر چکی ہے اب تو صرف اتنا وقت باقی رہ گیا ہے جس قدر سورج کے غروب ہونے میں رہ گیا ہے۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم جنگ حنین میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ نے ایک ایسے شخص کے متعلق جو کہ خود کو مسلمان کہتا تھا۔ فرمایا کہ یہ شخص جہنمی ہے۔ پس اس شخص نے جنگ میں شرکت کر کے سخت جنگ لڑی۔

جاننا چاہیئے کہ ایک شخص نے حضور سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم جس شخص کو آپ نے جہنمی فرمایا تھا اس شخص کو دیکھا ہے۔ واللہ! اس نے جنگ میں خوب جوہر دکھائے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا مگر ہے تو یہ جہنمی۔ قریب تھا کہ یہ سُن کر کچھ لوگ شک کرتے۔ لیکن اس وقت اس شخص کو زخموں میں درد محسوس ہوا اور اس نے اپنے کمان سے تیر نکال کر بدزیب الفاظ ادا کیے اور خودکشی کر لی۔ پھر بہت سے مسلمان دوڑتے ہوتے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے سچ فرمایا تھا۔ فلاں آدمی نے بیہودہ کلمات کہہ کر خودکشی کر لی ہے۔ آپ نے فرمایا اے فلاں کھڑے ہو کر ندا کرو کہ جنت میں مومن ہی داخل ہوگا اور فرمایا اعمال کا دارومدار خاتمے پر موقوف ہے کثرتِ نماز روزہ پر نہیں بلکہ خاتمے پر اعتبار کیا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جو کہ نہائت راسخ وصادق ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ

حضور سید عالم۔ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک کی پیدائش کا عمل یوں ہے کہ تم پہلے اسے چالیس روز تک شکم مادر میں نطفہ کے طور پر رکھا جاتا ہے۔ پھر چالیس روز اسے جما ہوا رکھا جاتا ہے۔ پھر چالیس دن تک اسے لوتھڑا رکھا جاتا ہے۔ پھر چار باتیں عطا کر کے اللہ عزوجل اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس کی زندگی کے متعین دن اس کی امیدیں، عمل اور رزق لکھدو اور یہ لکھو کہ یہ بدبخت ہے یا سعید۔ جب آدمی بہشتیوں جیسے عمل کرتا ہے تو اس کے اور بہشت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔ تو اس پر یہ لکھا ہوا صادق آجاتا ہے کہ اس کا خاتمہ بہشتیوں جیسا ہوتا ہے۔ اور وہ بہشت میں داخل ہو جاتا ہے۔

الحاصل کلام

اس حدیث کا مفہوم پہلی حدیث کے مطابق ہے کہ بیشک اعمال کا انحصار نیتوں پر ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ سے اپنے خیر کے خاتمے کی دعا مانگتا رہے کہ اکثر حالت نزع میں برابر ہونے کا خوف رہتا ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ اے الٰہ العالمین مجھے اس بات کی بہت ہی خوشی ہے کہ تو نے مجھے ایمان سے سرفراز کیا ہے اور میں ہمیشہ خائف رہتا ہوں کہیں میرا ایمان نہ چھن جائے اور مجھے امید ہے کہ تو میرا ایمان مجھ سے نہ چھینے گا۔

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابوالقاسم حکیم سے کسی نے سمرقند میں سوال کیا کہ وہ کون سا گناہ ہے جس پر بندے سے ایمان چھین لیا جاتا ہے؟ فرمایا تین گناہوں سے بندے کا ایمان سلب کیا جاتا ہے۔

پہلا گناہ :۔ ایمان جیسی نعمت کے حصول پر شکر الٰہی نہ کرنا۔

دوسرا گناہ :۔ ایمان کے ڈوب جانے سے نہ ڈرنا۔

تیسرا گناہ :۔ اہل اسلام پر ظلم کرنا۔

باب ۹۲

حکایات کا اظہار

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور پر نور شافع یوم النشور احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنار کی بارگاہ اقدس میں ایک شخص حاضر ہو کر عرض گذار ہوا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کیا میری یہ سیاہ فام اور بدصورتی مجھے جنت میں نہیں جانے دے گی؟ حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وَاللہ! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ جب تک اپنے پروردگار پر یقین ہے اور اللہ کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید فرقان حمید پر تیرا ایمان ہے تجھے کوئی چیز بھی بہشت سے نہیں روک سکتی۔ وہ شخص عرض گذار ہوا اور کہنے لگا مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو عہدۂ نبوت عطا فرمایا میں اس بارگاہ میں حاضر ہونے سے آٹھ ماہ پہلے مشرف بہ اسلام ہو چکا ہوں اور میں نے آپ کی خدمت میں موجود اور غیر موجود حضرات مسلمانوں کو بھی اپنے لیے نکاح کا پیغام پہنچایا۔ لیکن انہوں نے میری سیاہ فام اور بدصورتی کی وجہ سے منظور نہیں کیا۔ حالانکہ میں بنی سلیم کے باعزت گھرانے سے ہوں۔ لیکن اس سیاہ فام کا اثر مجھ پر میرے نانا کے خاندان کے سبب سے ہے۔

حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ عمرو بن وہب آج یہاں موجود ہے عمرو بن وہب قبیلہ ثقیف سے تھا اور نیا نیا مسلمان ہوا تھا۔ عرض کیا یا رسول اللہ، وہ تو نہیں ہے۔ آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ تو عمرو کا گھر جانتا ہے؟ عرض کیا جی حضور! حضور نبی پاک علیہ التحیۃ والثنا نے فرمایا جائیے اور آہستہ سے اس کے دروازے پر دستک دیجئے۔ پھر سلام کہیئے۔ جب تم اندر جاؤ تو یہ کہنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نکاح تیری بیٹی سے کر دیا ہے۔ عمرو بن وہب کی لڑکی دانشور، نہائت حسین وجمیل تھی۔ جب اس نے دروازے پر جا کر دستک دی اور سلام کہا تو اہل خانہ نے عربی زبان سن کر دروازہ کھول دیا۔ مگر جب انہوں نے اس سیاہ فام اور بدصورتی کو دیکھا تو اس سے چہرہ پھیرنے کی کوشش کی۔ اس شخص نے کہا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے تیری لڑکی کا نکاح کر دیا ہے۔ تو عمرو نے بُرے طریقے سے رد کر دیا پھر وہ شخص وہاں سے نکل کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا۔ اُدھر بیٹی اپنے باپ سے

کہنے لگی اے ابا جان! اس سے پہلے کہ وحی الٰہی کے ذریعے تیری مذمت ہو اپنی خلاصی کی فکر کیجئے۔ اگر محبوب خدا علیہ التحیۃ والثنا نے میرا نکاح اس سے کر دیا ہے تو میں اس بات پر خوشی کا اظہار کرتی ہوں جسے اللہ عزوجل اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے پسند کیا ہے۔ پھر عمرو بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر محفل میں قریب بیٹھ گیا۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تو وہی ہے جس نے رسول اللہ کے فرمان کو رد کیا ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے ہی یہ غلطی کی ہے۔ میں بارگاہ خداوندی میں بخشش کا طالب ہوں۔ میں نے یہ خیال کیا تھا کہ شاید یہ شخص کذب بیانی سے کام لے رہا ہے اور اگر اس کی بات صداقت پر مبنی ہے تو میں نے اپنی لڑکی کا نکاح اس سے کر دیا ہے۔ اور میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی سے پناہ کا طالب ہوں۔ پھر چار سو درہم حق مہر کے بدلے میں حضور سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکی کا نکاح اس سیاہ فام سے کر دیا۔

ازاں بعد حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے اس شخص سے جس کا نام سعد سلمی تھا۔ فرمایا جائیے اپنی زوجہ کو لے کر آئیے۔ اس نے عرض کرتے ہوئے کہا۔ اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا۔ میں تو اپنے پاس کچھ بھی نہیں رکھتا۔ اجازت مرحمت فرمائیے کہ میں اپنے بھائیوں سے کچھ مانگ لوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تیری بیوی کا مہر تین مومن ادا کریں گے۔ لہٰذا حضرت عثمان بن عفان کے پاس جاؤ اور ان سے دو سو درہم لاؤ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دو سو سے زیادہ درہم زیادہ دیئے۔ پھر فرمایا عبدالرحمٰن بن عوف سے جا کر دو سو درہم لائیے۔ چنانچہ حضرت عبدالرحمان نے دو سو درہم سے کچھ زیادہ ہی دیئے۔ پھر فرمایا حضرت علی کے پاس جاؤ۔ حضرت علی نے بھی دو سو درہم سے کچھ زیادہ ہی دیئے پھر وہ سیاہ فام سعد سلمی مسرت سے معمور اپنی بیوی کے لیے بازار سے سودا خرید کر رہا تھا کہ منادی کی ندا کی آواز اس نے سنی۔ اے اللہ عزوجل کے مجاہدو! جہاد کے لیے تیار ہو جاؤ۔ حضرت سعد سلمی رضی اللہ عنہ نے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا اے زمین و آسمان اور حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معبود! میں ان درہموں کو آج وہاں خرچ کروں گا جہاں اللہ عزوجل اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور اہل ایمان کو خرچ کرنا پسند ہے۔ پس اس نے ایک گھوڑا، ایک تلوار، ایک نیزہ اور ایک ڈھال خریدی کمر پر پٹکا باندھا، منہ پہ نقاب ڈالی اور صرف آنکھیں کھلی رہیں اور پھر مہاجرین کی صف میں آ کھڑا ہوا صحابہ کرام نے باہم دریافت کیا کہ یہ گھوڑ سوار کون ہے؟ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

فرمایا۔ اس شخص کا کھوج نہ لگاؤ۔ ہو سکتا ہے یہ بحرین یا شام سے دین کی باتیں سیکھنے آیا ہو اور آج تمہاری استعانت کو پسند کیا ہو۔

پھر جب لڑائی ہوئی تو اس نے تلوار کے خوب جوہر دکھائے۔ حتیٰ کہ جب اس کا گھوڑا میدان میں مر گیا تو وہ پیدل ہی بازو چڑھا کر میدان میں لڑنے لگا۔ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس سیاہ فام کے سیاہ بازو دیکھے تو اسے شناخت کر لیا اور فرمایا۔ اے سعد یہ تم ہو؟ عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم فداک امی وابی حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا بخت بھی نیک ہو گیا وہ شخص اللہ عزوجل کے دشمنوں کے سر کاٹتا رہا۔ حتیٰ کہ کسی نے پکار کر کہا سعد نے جام شہادت نوش کر لیا ہے۔ تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے۔ اس کا سر اٹھا کر اپنی گود میں رکھا اور کے چہرے سے غبار صاف کیا۔ اور فرمایا تیری خوشبو کس قدر پاکیزہ ہے اور اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے کس قدر محبت کرتے ہیں۔

راوی کا قول ہے کہ پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گریہ کیا، پھر تبسم فرمایا اور پھر ایک طرف منہ کر کے فرمایا۔ کعبہ کے رب کی قسم یہ شخص حوض پر پہنچ گیا ہے۔

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فداک ابی وامی یہ حوض کیا ہے؟ فرمایا یہ حوض مجھے میرے پروردگار نے عطا کیا ہے جس کی چوڑائی صنعاء سے یمن تک ہے جس کے دونوں کنارے موتیوں اور یاقوت سے تیار کیے ہوئے ہیں اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے بڑھ کر میٹھا ہے۔ ایک دفعہ جو بھی پیئے گا وہ پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے آپ کو دیکھا کہ پہلے آپ روئے پھر تبسم فرمایا، پھر چہرہ پھیرتے دیکھا۔ اس کا کیا سبب؟ حضور نبی پاک صلی اللہ علیک وسلم نے فرمایا کہ میں سعد کی جدائی کے سبب رویا۔ اللہ عزوجل کے پاس اس کا ارفع مقام دیکھ کر خوش ہوا۔ اور چہرہ اس لیے پھیر لیا تھا کہ اس کی بیویاں جنتی حوریں بھاگ بھاگ کر اس کی طرف آرہی ہیں۔ جس کے سبب اس کی پنڈلیاں اور پازیب ظاہر ہو گئے تھے تو میں نے اس سے حیا کرتے ہوئے اپنا چہرہ پھیر لیا۔ پھر حضور خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے اوزار اور دیگر سامان اس کی بیوی کے گھر پہنچا دیجئے اور اس کی بیوی سے کہہ دیجئے کہ اللہ عزوجل نے بہشت کی حسین و جمیل حوروں سے اس کا نکاح کر دیا ہے۔

حضرت سعد بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا پہلی امتوں میں سے کسی امت کے تین افراد سیر کو نکلے۔ راستہ میں مینہ برسنا شروع ہوگیا۔ انہوں نے ایک غار میں پناہ لی۔ ابھی وہ غار میں ہی تھے کہ پہاڑ کی ایک چٹان گری۔ جس کے گرنے سے غار کا منہ بند ہوگیا۔ انہوں نے کہنا شروع کیا کہ اب تو ہم ملیا میٹ ہو جائیں گے۔ ہمارا تو کوئی خبر گیر بھی نہیں ہوگا۔ اب تو ہماری مدد صرف اللہ عزوجل ہی کر سکتا ہے یا پھر ہمارے اعمال صالحہ کام آ سکتے ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک کہنے لگا کہ اپنے اپنے اعمال صالحہ کے وسیلے سے بارگاہ خداوندی میں دعا کیجئے۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ ہمیں یہاں سے محفوظ نکال دے۔ ان میں سے ایک فرد کہنے لگا: اے اللہ تو خوب جانتا ہے کہ میری ایک چچا زاد بہن تھی جو مجھے بہت ہی عزیز تھی۔ میں نے اسے ورغلایا لیکن وہ اس فعل سے منکر ہوئی۔ پھر اسے ایک دشوار گذار کام پڑ گیا۔ وہ میرے پاس آئی اور سوال کرنے لگی تو میں نے کہا تمہیں پہلے میرا مقصد پورا کرنا ہوگا لیکن اس نے انکار کر دیا اور واپس لوٹ گئی۔ پھر اس کی وہ ضرورت زیادہ سخت ہوگئی۔ تو وہ پھر میرے پاس آئی۔ دیگر روایت میں ہے کہ اس کا خاوند بیمار تھا بال بچے چھوٹے تھے اس لیے وہ تنگ دست تھی۔ جب وہ اپنی ضرورت سے مجبور ہو کر تیسری اور چوتھی بار پھر آئی تو میں نے کہا یہ اسی وقت ممکن ہو سکتا ہے جب تم میری حاجت پوری کرو۔ بالآخر وہ مجبور ہو کر راضی ہوگئی۔ جب میں اپنی حاجت پوری کرنے کے لیے تیار ہوا تو اس نے کانپنا شروع کر دیا اور کہا کہ یہ کام تیرے لیے جائز نہیں تھا اور نہ ہی تیرے لائق ہے۔ یہ سن کر میں نے اپنا چہرہ پھیر لیا اور اسے چھوڑ دیا۔ اور اس کی حاجت پوری کر دی۔ بلکہ کچھ حاجت سے زیادہ ہی دے دیا۔ الٰہی تو خوب واقف ہے کہ میں نے ایسا صرف تیری رضا جوئی کے لیے کیا تھا۔ پس تو ہمیں یہاں سے محفوظ نکال دے۔ پھر تھوڑا سا غار کا منہ کھل گیا۔

دوسرا فرد کہنے لگا۔ الٰہی تو اس سے خوب واقف ہے کہ میرے والدین ضعیف تھے اور میں رات کے وقت ان کے لیے دودھ لے کر آیا تھا تو دونوں سوئے ہوئے دیکھ کر میں نے انہیں بیدار کرنا ناپسند کیا۔ اور دوسری طرف یہ بھی خوف تھا کہ اگر بکریوں کے پاس نہ گیا تو انہیں درندے لقمہ اجل کر جائیں گے۔ مگر میں تمام رات وہیں پیالہ ہاتھ میں لیے کھڑا رہا۔ حتیٰ کہ دن چڑھ آیا۔ الٰہی تو اس سے خوب واقف ہے کہ یہ سب کچھ میں نے تیری رضا جوئی کے لیے کیا تھا۔ پس تو ہمیں یہاں سے نجات دے۔

تو غار کا منہ کچھ اور کھل گیا۔

تیسرا فرد کہنے لگا: الٰہی تو اس سے خوب واقف ہے کہ میں نے کچھ مزدوروں کو کام پر لگایا۔ اور ایک مزدور کی مزدوری دو مُد پر مقرر کی تھی۔ جب وہ کام کر چکے تو میں نے ان کی مزدوری دے دی۔ مگر ایک مزدور کہنے لگا کہ دوسروں کے مقابلے میں میرا کام بہتر تھا اس لیے مجھے زیادہ مزدوری ملنی چاہیئے۔ میں نے ایسا کرنے سے انکار کیا تو اس نے غصے کا اظہار کیا۔ دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ ایک آدمی دوپہر کے وقت کام پر آ کر لگا ہے جب کہ ہم صبح سے کام کر رہے ہیں تو پھر اسے کیونکر اُجرت برابر دی جا رہی ہے میں نے اس سے کہا میں نے تمہاری اجرت میں تو ذرہ برابر بھی کمی نہیں کی تو وہ شخص غصہ کا اظہار کرنے لگا اور اپنی مزدوری چھوڑ کر چلا گیا۔ تو اس کے غلے کے وہ دو مُد میں نے کاشت کیے جن سے وافر مقدار میں آمدنی ہوئی۔ اس فصل کو فروخت کر کے میں نے گائے بکریاں اونٹ اور دیگر سامان خریدا۔ پھر جب اسے ضرورت پڑی تو وہ اپنی مزدوری لینے کے لیے آیا تو میں نے اس سے کہا کہ یہ سب کچھ میں نے تیری رضا جوئی کیلئے کیا تھا۔ لہٰذا تو اس چٹان کو ہٹا دے۔ چٹان ہٹ گئی اور وہ تینوں باہر محفوظ نکل آئے۔

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ بنی اسرائیل میں حسن و جمال کا پیکر ایک عابد تھا۔ جو اپنے ہاتھ سے زنبیل بنا کر بیچتا تھا اور گذارہ کرتا تھا۔ ایک روز وہ بادشاہ کے دروازے کے قریب سے گذرا تو ملکہ کی ایک کنیز کی نظر اس پر پڑ گئی۔ کنیز نے جا کر ملکہ کو بتایا کہ یہاں ایک آدمی ہے جو نہائت ہی حسین و جمیل ہے اور زنبیلیں فروخت کرتا ہے۔ ملکہ کہنے لگی کہ اسے میرے پاس لائیے جب وہ ملکہ کے پاس آیا تو ملکہ اسے دیکھتے ہی اس پر لٹو ہو گئی اور اس عابد سے کہنے لگی کہ زنبیل پھینک دیجئے اور یہ چادر لیجیے۔ اور کنیز سے کہنے لگی کہ تیل اور خوشبو لائیے تاکہ میں اس عابد سے اپنی حاجت پوری کروں۔ پھر عابد سے کہنے لگی کہ ہم تجھے زنبیل فروخت کرنے سے فارغ کر دیں گے۔ عابد کہنے لگا میں تو ایسا کام نہیں کروں گا۔ ملکہ کہنے لگی میری حاجت پوری کیے بغیر تو یہاں سے نہیں جا سکتا پھر کنیز سے کہا کہ دروازہ بند کر دیجئے۔ عابد نے جب یہ حال دیکھا تو کہنے لگا تمہارے محل میں رفع حاجت کی جگہ ہے؟ ملکہ کہنے لگی ہاں ہے۔ پھر کنیز سے کہنے لگی کہ اس کے لیے وضو کا پانی اوپر پہنچا دیجئے۔ عابد چھت پر گیا اور ایک گوشے سے دیکھا کہ محل بہت اونچا ہے اور کوئی ایسی چیز بھی نہیں کہ جس سے لٹک کر نیچے جا سکے۔ پھر اس نے خود کو ملامت کرتے ہوئے کہا کہ تو ستر برس سے اپنے پروردگار سے

اُس کی رضا کا طالب ہے۔ دن رات یہی لالچ ہے۔ لیکن آج کی شام ایک ایسی شام ہے جو تیری ساری محنت پر پانی پھیر دے گی۔ واللہ تو خیانت کرنے والا ثابت ہوگا اور یہ شام تیرے اعمال ضائع کر دیگی۔ اب تو کس عمل سے بارگاہِ خداوندی میں منہ دکھائے گا۔ وہ اس طرح اپنے نفس کو ملامت کرتا رہا۔ حضور سیّد عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اس نے خود کو نیچے گرانے کا ارادہ کر لیا تو اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام سے فرمایا کہ اے جبرائیل! جبرائیل علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا لبیک۔ حکم دیا کہ میرے بندے نے میری گرفت اور میرے ساہ سے حسوطر ہے ے لیے جان قربان کرنے کی نیت کی ہے۔ تم اسے اپنے پَروں میں ڈھانپ لوتاک ے کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ جبرائیل نے اسے اپنے پَروں میں لے کر ایسے زمین پر رکھدیا جس طرح مہربان اپنے بچوں کو رکھتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر وہ عابد زنبیلیں چھوڑ کر مغرب کے وقت اپنے گھر گیا تو بیوی نے دریافت کیا کہ زنبیلوں کی کمائی کہاں ہے؟ عابد نے کہا آج تو مجھے اس کی کوئی کمائی حاصل نہیں ہوئی۔ بیوی نے کہا پھر آج رات کس طرح گذارا ہوگا۔ پھر کہا اُٹھ اور تنور میں آگ جلا ورنہ ہمسائے تنور میں آگ نہ دیکھ کر کیا سوچیں گے۔ اس طرح ان کے دل کو تو سکون ہوگا۔ بیوی نے تنور میں آگ جلادی اور واپس آکر بیٹھ گئی۔ اتنے میں پڑوس سے ایک عورت آگ لینے کے لیے آئی اور کہا کہ آگ ہے؟ اس نے کہا جائیے اور تنور سے لے لیجئے۔ وہ عورت آگ لے کر آئی اور کہا کہ فلانی تو بیٹھی ہوئی ہے اور اپنے شوہر سے باتیں کر رہی ہے جبکہ تنور میں تیری چپاتیاں پک چکی ہیں۔ پس وہ اٹھی، اس نے دیکھا کہ تنور چپاتیوں سے بھرپور ہے۔ اس نے تنور سے چپاتیاں نکالیں اور برتن میں رکھ کر اپنے شوہر کی خدمت میں لے آئی اور کہنے لگی۔ اللہ عزوجل نے یہ معاملہ تیرے ساتھ اپنی خاص مہربانی سے کیا ہے۔ لہٰذا تم بارگاہ خداوندی میں دعا کرو کہ ہماری باقی زندگی خوشحالی سے گذرے گی۔ عابد کہنے لگا "اے خدا کی بندی! اسی پر صبر کیجئے۔ جب بیوی نے لگاتار اصرار کیا تو اس نے کہا اچھا دعا کرتا ہوں۔" پھر نصف شب کو اٹھ کر عرض کیا الٰہی میری بیوی نے مجھ سے سوال کیا ہے کہ ہماری باقی زندگی خوشحالی سے گذرے۔" اتنے میں گھر کی چھت پھٹی اور ایک طشتری نیچے آئی۔ جو یاقوت جیسے موتیوں سے بھرپور تھی۔ جس سے تمام گھر روشن ہو گیا جس طرح سورج کی روشنی ہوتی ہے۔ پھر خاوند نے قریب ہی لیٹی ہوئی بیوی کا پاؤں دباتے ہوئے کہا کہ اٹھ کر بیٹھ جو طلب کیا تھا وہ مل گیا۔ بیوی کہنے لگی جلدی نہ کیجئے اور مجھے اس کے لیے بیدار

کیجئے۔ میں نے تو نیند میں سونے کی کرسیاں بچھی ہوئی دیکھی ہیں جو یاقوت اور زبرجد سے جڑی ہوئی ہیں مگر ان میں سوراخ ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کس کے لیے ہیں؟ بتایا گیا یہ تیرے خاوند کے بیٹھنے کے لیے ہیں تو میں نے دریافت کیا کہ یہ سوراخ کیسے ہیں؟ بتایا گیا کہ تیرے خاوند کی جلد بازی کے سبب ہے۔ میں نے کہا میں ایسی کوئی چیز نہیں چاہتی جس سے تیری نشست گاہ میں سوراخ ہو۔ پس آپ بارگاہِ خداوندی میں دعا کیجیے کہ وہ اسے واپس لے لے۔ عابد دعا گو ہوا اور وہ واپس چلا گیا۔

حضرت عبداللہ بن الفرج العابد نے بیان کیا کہ ایک روز میں گھر میں مرمت کرنے والے مزدور کی تلاش میں نکلا تو ایک حسین و جمیل شخص کو دیکھا جس کے روبرو تیشہ اور زنبیل رکھے تھے۔ میں نے اس سے کہا کہ کیا رات تک میرا کام کرے گا؟ اس نے کہا ہاں! میں نے مزدوری دریافت کی تو کہا۔ ایک درہم اور ایک دانق لوں گا۔ میں نے کہا چلئے تو وہ چل دیا۔ اس نے تین یوم کا کام ایک یوم میں کیا۔ پھر دوسرے روز اس کے پاس گیا تو وہ اوزاروں کے ساتھ بیٹھا تھا۔ میں نے دریافت کیا کام کرو گے؟ اس نے کہا ہاں! میں نے اُجرت دریافت کی تو کہا ایک درہم اور ایک دانق لوں گا۔ میں نے چلنے کے لیے کہا۔ وہ چلدیا۔ آج بھی اس نے ایک ہی یوم میں تین اشخاص کے برابر کام کیا۔ جب شام ہوئی میں نے اسے دو درہم اور دو دانق دیئے۔ اس نے کہا یہ کیسے؟ میں نے تو ایک درہم اور ایک دانق طے کیا تھا اور تو نے زیادہ دے کر میری مزدوری میں رخنہ ڈال دیا۔ اب میں کچھ بھی نہیں لوں گا پھر میں نے ایک درہم ایک دانق دیا تو اسے بھی لینے سے انکار کر دیا۔ میں نے اس میں ضد کی تو کہا سبحان اللہ میں کہتا ہوں نہیں لیتا اور تو اصرار کرتا ہے۔ الغرض وہ انکار کر کے چلا گیا۔ میں گھر آیا تو بیوی نے کہا کہ اللہ عزّ وجل تبارک وتعالیٰ نے اس بندہ سے تیرا کام کرا دیا اور اس نے تین یوم کا کام ایک ہی یوم میں کر دیا مگر تو نے اس مزدور کی اجرت کو برباد کر دیا۔

حضرت عبداللہ العابد نے بیان کیا کہ میں ایک روز لوگوں سے دریافت کرتا کرتا اس مزدور کے ہاں پہنچا اور اجازت لے کر اندر گیا تو وہ سخت بیمار تھا۔ شکم کے درد میں پھنسا ہوا تھا۔ اس کے گھر میں تیشے اور زنبیل کے سوا کچھ نہ تھا۔ میں نے اس سے سلام کہا اس نے سلام کا جواب دیا۔ پھر میں نے کہا کہ مجھے تجھ سے ایک کام ہے۔ تجھے معلوم ہے کہ ایک مومن کو خوش کرنے کی کس قدر فضیلت ہے؟ اور میں چاہتا ہوں کہ تجھے اپنے گھر لے جاؤں اور تیری مزاج پرسی کروں۔ کیا تو اسے پسند کرے گا۔ اس نے کہا

ہاں، لیکن تین شرائط کے تحت جاؤں گا۔ میں نے کہا بہتر۔ وہ کہنے لگا پہلی شرط تو یہ ہے کہ جب میں نہ طلب کروں مجھے کھانا نہ دینا۔ دوسری شرط جب میں مر جاؤں مجھے میری چادر اور میرے جُبّے میں دفنا دینا۔ میں نے کہا بہت بہتر۔ وہ کہنے لگا تیسری شرط دشوار کن ہے بعد میں بتاؤں گا الغرض میں اسے ظہر کے وقت اٹھا کر اپنے گھر لے آیا۔ دوسری صبح اس نے مجھے بلا کر کہا۔ اب میرا وقت قریب آگیا ہے اس لیے تیسری شرط بتائے دیتا ہوں، تم میرے جبے کے آستین سے تھیلی نکال کر کھولو۔ میں نے کھولی تو اس میں سبز نگینے والی ایک انگشتری تھی۔ وہ کہنے لگا جب میں لقمۂ اجل ہو جاؤں تو میری تجہیز و تکفین سے فارغ ہو جائے تو اس انگشتری کو لے کر خلیفہ ہارون الرشید کے پاس جانا اور اس سے کہنا کہ انگشتری والے نے تجھے کہا ہے کہ حکمرانی کے نشے میں نہ مرجانا ورنہ تو شرمندہ منہ دیکھے گا۔

عبداللہ العابد نے بیان کیا کہ جب میں اس مزدور کی تجہیز و تکفین کے بعد فارغ ہوا تو لوگوں سے پوچھا کہ ہارون الرشید کب محل سے باہر آتے ہیں؟ چنانچہ میں نے پوری داستان لکھی اور میں ہارون الرشید کے پاس پہنچا اور اسے دے دیا۔ ہارون الرشید نے تحریر پڑھ کر مجھے بلوا بھیجا اور پوچھا تم کون ہو؟ تو میں نے وہ انگشتری نکالی۔ جب اس نے انگشتری دیکھی تو کہنے لگا یہ انگشتری تو نے کس طرح حاصل کی۔ میں نے کہا کہ میں نے ایک مٹی کھودنے والے مزدور طیان سے حاصل کی۔ پھر میں نے دیکھا کہ ہارون الرشید کے آنسو اس کی آنکھوں سے نکل کر داڑھی سے ہوتے ہوئے کپڑوں پر گر رہے تھے اور کہتا تھا طیان، طیان یعنی مٹی کھودنے والا مزدور۔ پھر اس نے مجھے اپنے قریب کر لیا تو میں نے کہا اے امیر المومنین! اس مزدور نے مجھے یہ وصیت بھی کی تھی کہ انگشتری دینے کے بعد کہنا کہ اس انگشتری دینے والے نے سلام کہا ہے اور کہا ہے کہ اس سرمستی میں لقمۂ اجل نہ ہو جانا ورنہ شرمندگی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ یہ سنتے ہی خلیفہ کھڑا ہو گیا اور پھر فرش پر گر کر اپنے سر اور داڑھی کے بال نوچنے لگا۔ اور کہنے لگا اے میرے بیٹے! تو نے زندگی میں بھی اپنے باپ کو نصیحت کی اور بعد از موت بھی نصیحت کی۔

اِدھر میں نے دل میں خیال کیا کہ یہ مزدور خلیفہ کا بیٹا ہوگا۔ کیونکہ میں حقیقت سے ناآشنا تھا۔ امیر المومنین دیر تک گریہ کرتا رہا اور پھر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد پانی منگوا کر اپنے چہرے کو دھویا اور مجھ سے کہا کہ تم اس سے کیسے واقف ہو؟ میں نے تمام واقعہ بیان کر دیا۔ پھر وہ دیر تک روتا رہا اور

کہا کہ وہ میرا ہی حقیقی بیٹا تھا۔ جب میرے باپ مہدی نے مجھے بتایا کہ وہ میری شادی زبیدہ سے کر رہے ہیں تو میں نے اسی وقت ایک عورت دیکھی جو میرے دل میں بھلی لگی۔ اور میں نے اپنے باپ سے چوری چوری اس سے نکاح کر لیا۔ تو اس سے یہ بچہ پیدا ہوا۔ چنانچہ میں نے دونوں کو بصرہ بھیج دیا اور بہت سے سامان کے ساتھ یہ انگشتری بھی انہیں دے دی اور انہیں کہا تھا کہ خود کو پوشیدہ کر لے مگر جب تم یہ جان لو کہ میں تخت نشین ہوں تو واپس آجانا۔ پھر جب میں تخت نشین ہوا تو خود ہی اس کی جستجو کی تو مجھے پتہ چلا کہ یہ دونوں لقمۂ اجل ہو چکے ہیں۔ اور میں نہیں جانتا کہ میرا بیٹا ابھی زندہ ہے اور تو نے اسے کہاں دفن کیا ہے؟ میں نے کہا کہ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے قبرستان میں دفن کیا ہے۔ پھر اس نے کہا کہ مجھے تجھ سے کام ہے مغرب کے بعد میرا منتظر رہنا۔ میں لباس تبدیل کر کے آؤں گا کیونکہ میں اس کی قبر پر جانا پسند کرتا ہوں۔ میں منتظر تھا کہ وہ اپنے خادموں کے ساتھ آیا اور اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیا اور میں نے اسے اس نوجوان کی قبر پر پہنچا دیا۔ ہارون صبح تک وہاں گریہ زاری کرتا رہا اور یہ کہتا رہا۔ اے بیٹے تو نے زندگی میں بھی اپنے والد کو نصیحت کی اور بعد از موت بھی نصیحت کی۔ خلیفہ کا یہ حال دیکھ کر میں بھی رونے لگا۔ یہاں تک کہ دن چڑھ آیا۔ جب واپس آئے تو دروازے پر آکر خلیفہ نے مجھ سے کہا کہ میں نے تیرے لیے دس ہزار درہم وظیفہ مقرر کیا ہے۔ اور میں اپنے ولی عہد کو بھی وصیت کر جاؤں گا کہ تیری پشت در پشت یہ وظیفہ جاری رہے۔ یہ مجھ پر تیرا حق ہے کیونکہ تو نے میرے بیٹے کی تجہیز و تکفین کی ہے۔ جب ہارون اندر جانے لگا تو مجھ سے کہا کہ سورج چڑھنے تک میری وصیّت کا انتظار کرنا۔ میں نے کہا انشاءاللہ! لیکن ازاں بعد پھر کبھی لوٹ کر وہاں نہیں گیا۔

حضرت علی المرتضٰی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب حضور سید عالم نُورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تو حضرت سعید بن عبدالرحمٰن اور حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہما کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا۔ پھر آپ غزوۂ تبوک میں چلے گئے۔ تو حضرت سعید بن عبدالرحمٰن بھی ہمراہ چلے گئے۔ جب کہ اہل خانہ کی حفاظت کے لیے حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ کو چھوڑ گئے تھے۔ وہ گھر والوں کے لیے لکڑیاں کاٹ کر لاتے تھے۔ اور کمر پر پانی بھر کر لاتے تھے۔ ان کا یہ عمل اللہ عزوجل سے ثواب حاصل کرنے کے لیے تھا۔ ایک روز ثعلبہ رضی اللہ عنہ جونہی گھر میں آئے تو شیطان بھی گھر

میں آگیا اور ثعلبہ سے کہنے لگا پردے کے پیچھے تو دیکھیے۔ ثعلبہ نے پردہ اٹھایا اور اپنے بھائی سعید کی حسین وجمیل بیوی کو دیکھا تو صبر کی حدود توڑ گیا۔ یہاں تک کہ گناہ کیا۔ بھاوج نے کہا اے ثعلبہ! تو نے اپنے مجاہد بھائی کی آبرو خاک میں ملا دی۔ یہ سنتے ہی ثعلبہ نے واویلا کرنا شروع کر دیا اور ہلاکت کا چرچا کرتا ہوا پہاڑ کی جانب چلا گیا اور باآوازِ بلند کہنے لگا۔ الٰہی تُو ہی تُو ہے اور میں میں ہوں تو ہمیشہ مغفرت فرمانے والا ہے اور میں ہمیشہ سے گناہ گار۔ جب حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام غزوہ سے واپس آئے تو تمام بھائیوں نے اپنے بھائیوں کا استقبال کیا۔ مگر ثعلبہ نے اپنے بھائی کا استقبال نہ کیا۔ پھر حضرت سعید نے اپنے گھر جاکر بیوی سے دریافت کیا کہ میرے دینی بھائی ثعلبہ نے کیا کیا ہے کہ اس نے میرا استقبال نہیں کیا۔ بیوی نے کہا کہ اس نے اپنے آپ کو گناہ کے سمندر میں پھینک دیا ہے وہ چیختا ہوا پہاڑ کی طرف بھاگ گیا ہے۔ سعید نے اسے تلاش کرنا شروع کیا۔ دیکھا کہ وہ منہ کے بل ہاتھوں پر سر رکھے ہوئے پڑا تھا اور زور زور سے ہائے ہائے میری ذلت و رسوائی کہ میں نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی ہے کہہ رہا ہے۔ سعید اس سے کہنے لگا کہ اے میرے بھائی اٹھیے اور بتایئے کہ تم نے یہ حالت کیونکر بنائی ہے؟ ثعلبہ نے کہا میں تیرے سامنے کھڑا نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ تو میرے ہاتھوں کو میری گردن کے پیچھے غلاموں کی طرح نہ باندھ دے سعید نے ایسا ہی کیا۔ ثعلبہ کی بیٹی خمصانہ بھی موجود تھی۔ پھر ثعلبہ کو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ کے دروازے پر لے آئے۔ جب خدمت فاروقی میں حاضر ہوئے تو ثعلبہ نے کہا میں اپنے غازی بھائی کی بیوی سے گناہ کر چکا ہوں کیا میری توبہ کو شرف قبولیت ہو سکتا ہے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا میرے ہاں سے نکل جایئے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میں تیرے بال کھینچ لُوں۔ یہاں سے بھاگ جایئے تیری توبہ قبول نہیں ہے۔ ثعلبہ یہاں سے نکل کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کے پاس آیا اور خدمت میں حاضر ہو کر اپنے جرم کا اعادہ کیا۔ اور دریافت کیا کہ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق نے فرمایا یہاں سے نکل جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ تیری آگ مجھے بھی جلا دے۔ میرے نزدیک تیری توبہ قبول نہیں ہو سکتی۔ وہاں سے نکل کر یہ حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پہنچے اور خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اپنا جرم بیان کیا اور دریافت کیا کہ کیا میری توبہ کی راہ ہو سکتی ہے؟ حضرت مشکل کشا شیرِ خدا رضی اللہ عنہٗ نے بھی اسے یہ

کہہ کر بھگا دیا کہ تیری توبہ کبھی قبول نہیں ہوسکتی۔ یہاں سے نکل کر ثعلبہ نے اپنی بیٹی اور اپنے بھائی سے کہا کہ میں تو ان لوگوں سے مایوس ہو گیا ہوں لیکن امید رکھتا ہوں کہ محبوب خدا خواجہ ہر دوسرا علیہ التحیۃ والثناء مجھے ناامید نہیں فرمائیں گے پھر ثعلبہ نے اپنی بیٹی کے ساتھ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں حاضری دی۔ آپ نے اسے بندھا ہوا دیکھ کر فرمایا: اے ثعلبہ تم نے دوزخ کے زنجیر و طوق یاد دلا دیئے ہیں۔ ثعلبہ نے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا فداک ابی وامی۔ اے نبی اللہ! میں اپنے بھائی کی بیوی کے ساتھ زیادتی کر چکا ہوں جب وہ میرا بھائی جہاد کے لیے گیا ہوا تھا۔ کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا۔ میرے یہاں سے نکل جائیے۔ تیری توبہ کبھی قبول نہیں ہوسکتی۔ یہ سن کر ثعلبہ کی بیٹی نے کہا اے میرے باپ! اب آپ میرے باپ ہیں اور نہ میں آپ کی بیٹی۔ جب تک حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام اور آپ کے صحابہ تم سے خوش نہ ہو جائیں۔ پھر ثعلبہ گریہ زاری کرتا ہوا پہاڑ کی جانب بھاگ گیا اور پکار پکار کر کہنے لگا: الٰہی! میں عمر فاروق کے پاس گیا تو انہوں نے مجھے مارنے کا ارادہ کر لیا۔ پھر میں ابوبکر کے پاس گیا تو انہوں نے مجھے جھڑک دیا۔ پھر میں حضرت علی کے پاس گیا تو انہوں نے مجھے بھگا دیا۔ پھر میں حضور نبی غیب دان کے پاس گیا تو وہاں سے بھی مایوس ہو گیا۔ اب اے میرے معبود تو میرے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ میری دعا کے جواب میں ہاں فرمائے گا یا نہیں۔ اگر تو نے نہ فرمادی تو میں تباہ و برباد ہو گیا۔ اگر تو نے ہاں فرمادی تو میرے لیے خوشی کا اظہار ہوگا۔

راوی نے بیان کیا کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آسمان سے ایک فرشتہ پیغام لے کر حاضر ہوا۔ اور عرض کرنے لگا کہ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے۔ کہ مخلوق کو میں نے بنایا ہے یا آپ نے؟ جواب دیا اللہ عزوجل نے ہی بنایا ہے۔ فرشتے نے عرض کیا اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میرے بندے کو بشارت دیجئے کہ میں نے اس کی مغفرت فرمادی۔ یہ سن کر حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ السلام والتسلیمات نے فرمایا کہ ثعلبہ کو کون لے کر آئے گا۔ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کھڑے ہو گئے۔ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لے کر آئیں گے۔ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، نے کہا یارسول اللہ علیک وسلم ہم لے آئیں گے۔ آپ نے چاروں

کو اجازت دے دی اور وہ اس طرف روانہ ہو گئے جس طرف ثعلبہ گیا تھا۔ راستہ میں چلتے چلتے انہیں مدینہ کا چرواہا ملا۔ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے دریافت فرمایا کہ کیا تو نے ایک صحابی رسول کو یہاں دیکھا ہے۔ چرواہا کہنے لگا تم شائد اسے تلاش کر رہے ہو جو دوزخ سے ڈر کر بھاگا ہوا ہے۔ جواب دیا۔ ہاں ہاں! تم ہمیں اس کا پتہ بتا دیجئے۔ چرواہا کہنے لگا کہ جب رات چھا جاتی ہے تو وہ اس وادی سے نکل کر اس درخت کے نیچے آ جاتا ہے اور پھر بلند آواز سے چلاتا ہے ہائے میری ذلت و رسوائی۔ میں نے اپنے پروردگار کی معصیت کی ہے چنانچہ وہ دونوں ٹھہر گئے حتیٰ کہ رات چھا گئی اور ثعلبہ اس درخت کے نیچے سجدے میں گر گیا اور گریہ زاری کرنے لگا۔ جب اس کی گریہ و زاری سنی تو حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے پاس گئے اور فرمایا اے ثعلبہ اٹھیے بیشک پروردگار عالم نے تیری مغفرت فرما دی ہے۔ یہ سن کر ثعلبہ کہنے لگا کہ میرے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس حال میں چھوڑ آئے ہو؟ حضرت سلمان نے کہا جیسا کہ اللہ عزوجل کو پسند ہے اور تجھے پسند ہے۔ الغرض جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی تو یہ فوری طور پر مسجد میں داخل ہوئے اور آخری صف میں کھڑے ہو گئے۔ جب حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ پڑھا تو ثعلبہ نے چیخ ماری اور جب آپ نے حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ پڑھا تو اس نے دوسری چیخ ماری اور وہ لقمہ اجل ہو گیا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر ثعلبہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا۔ اے سلمان اس پر پانی کے چھینٹے ماریئے۔ حضرت سلمان فارسی نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو دنیا سے کوچ کر گئے ہیں۔ اتنے میں ثعلبہ کی بیٹی بھی آ گئی اور عرض کرنے لگی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرا باپ کس حال میں ہے؟ میں اپنے باپ سے ملاقات کرنا چاہتی ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ مسجد میں چلی جاؤ۔ وہ مسجد میں چلی گئی۔ اور والد کی لاش کو کپڑے میں لپٹے ہوئے دیکھا۔ اور سر پہ ہاتھ رکھ کر اظہار افسوس کیا اور کہا۔ اے میرے باپ اب تیرے بعد میرا کون ہے؟ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا: اے خمصانہ تو اس بات پر راضی نہیں کہ میں تیرا باپ بن جاؤں اور فاطمہ تیری ہمشیرہ ہو۔ خمصانہ نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ جب ثعلبہ کا جنازہ اٹھایا گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پیچھے چل رہے تھے۔ حتیٰ کہ قبر کے نزدیک پہنچے تو آپ نے پنجوں کے بل چلنا شروع کر دیا۔ جب واپس لوٹے تو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ

عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ کو پنجوں کے بل چلتے دیکھا ہے۔ فرمایا اے عمر! میں سیدھا پاؤں نہیں رکھ سکتا تھا کیونکہ فرشتے وافر تعداد میں جنازہ میں شریک تھے۔

حضرت فقیہہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حدیث بالاختلاف الفاظ روائت کی گئی ہے اور اس واقعہ کے بارے میں آیۂ کریمہ نازل ہوئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے۔

وَالَّذِيْنَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ أُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَنِعْمَ أَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۔

اور وہ لوگ جو گناہ کر کے اپنے اوپر ظلم کر بیٹھیں تو وہ اللہ کو یاد کریں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگیں اور اللہ کے سوا کون بخشنے والا ہے۔ اور وہ اپنے کیے پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں کہ ان کی جزا ان کے پروردگار کیطرف سے بخشش ہے اور وہ بہشت ہے جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں ہمیشہ رہیں گی اس میں وہ اور عمل کرنے والوں کے لیے بہت ہی اجر ہے۔

حضرت احنف بن قیس نے بیان کیا کہ میں مدینہ گیا اور حضرت سیدنا فاروق رضی اللہ عنہٗ کے پاس جانے کی نیت کی تو دیکھا کہ ایک بہت بڑا حلقہ ہے اور حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہٗ لوگوں کو حدیث سنا رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کے وصال کا وقت قریب آیا تو اللہ عزوجل سے عرض کیا کہ میرا دشمن مجھے مردہ سمجھے گا تو خوش ہوگا۔ جب کہ اسے لمبی عمر ملی ہوئی ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا اے آدم! تم جنت میں جاؤ گے اور وہ ملعون اپنی مانگی ہوئی مہلت تک زندہ رہے گا۔ اور وہ اوّلین و آخرین کی موت کی مجموعی شدت کا مزا لے گا۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت عزرائیل علیہ السلام سے شیطان کی موت کا حال دریافت کیا۔ جب وہ بتانے لگا تو حضرت آدم علیہ السلام نے کہا الٰہی بس اس قدر ہی کافی ہے۔ اس قدر سن کر لوگوں نے مطالبہ کیا کہ اے ابو اسحٰق اللہ عزوجل آپ پر مہربانی کرے ہمیں بتائیے کہ شیطان

کی موت کیسے آئے گی ؟ انہوں نے انکار کیا مگر لوگوں نے اصرار کیا تو فرمایا "جب دنیا کا آخری وقت ہوگا اور صور پھونکنے کا وقت قریب ہوگا. جب لوگ اپنے بازاروں میں کھڑے باہم جھگڑ رہے ہوں گے اور باتیں کر رہے ہوں گے. تو ایک بہت ہی زوردار دھماکہ ہوگا تو آدھی مخلوق بے ہوش ہو جائے گی. اور تین روز تک انہیں ہوش نہیں آئے گا اور باقی آدھی مخلوق عقل کھو بیٹھے گی. اور دہشت کے سبب اپنے پاؤں پر کھڑے رہ جائیں گے جیسا کہ بکری بھیڑیئے کو دیکھ کر دہشت زدہ ہو جاتی ہے. ابھی لوگ اسی حالت میں ہوں گے کہ ایک اور بہت سخت دھماکہ ہوگا. جس کی آواز بجلی کی کڑک جیسی ہوگی. یہ سنتے ہی ارض و سماوات کی ساری مخلوقات مر جائے گی. اور دنیا فانی ہو جائے گی. کوئی آدمی، جن، شیطان درندے پرندے اور جانور زندہ نہیں رہیں گے. پس یہ مہلت معلومہ ہے جو اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ اور شیطان کے درمیان تھی. پھر اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ عزرائیل علیہ السلام سے فرمائے گا کہ میں نے اولین و آخرین کی تعداد کے مطابق تیری مدد کرنے والے پیدا کیے اور زمین و آسمان کے مساوی تجھ میں قوت پیدا کی ہے اور میں آج تجھے اپنے عتاب، غضب اور سختی کا لباس پہنا کر اپنے ملعون و مردود ابلیس کے پاس بھیج رہا ہوں، اسے موت کی لذت سے آشنا کیجئے. شروع سے آخر تک تمام انسانوں اور جنوں کی اموات کی سختیاں بلکہ اس سے بھی زیادہ سختیاں اس پر ڈال دو اور اپنے ساتھ ستر ہزار زبانیہ فرشتوں کو بھی لے جاؤ جو کہ غیض و غضب والے ہوں گے. مگر ہر ایک زبانیہ کے پاس انگارے کی طرح گرم زنجیر ہو اور ایسی ہی شعلہ بار ستر ہزار کنڈیوں سے اس کی روح کو باہر کھینچ لیجئے. اور دوزخ کے داروغہ سے کہیئے کہ وہ جہنم کے دروازے کھول دے. پھر عزرائیل علیہ السلام ایسی ڈراؤنی شکل میں آئے گا کہ اگر ساتوں زمین و آسمان والے اس کو دیکھ لیں تو بہت سے پگھل جائیں. جب عزرائیل شیطان کے قریب پہنچے گا تو ایسا ڈانٹے گا کہ وہ بے ہوش ہو جائے گا اور اس طرح خراٹے نکال رہا ہوگا کہ مشرق و مغرب والے سن لیں تو اس کی ڈراؤنی آواز سے بیہوش ہو جائیں. عزرائیل کہے گا کہ اے خبیث ٹھہر، تو نے جس قدر لوگوں کو گمراہ کیا ہے اور کتنے زمانے کے تیرے دوست دوزخ میں پڑے ہوئے تیرے منتظر ہیں اور اب یہ وہ وقت ہے جو تیرے اور پروردگار کے درمیان طے تھا. تو اب تو کہاں بھاگے گا؟ تو عزازیل مشرق کی طرف بھاگے گا. مگر وہاں بھی عزرائیل کو اپنی آنکھوں کے سامنے پائے گا. وہ سمندروں میں غوطہ لگائے گا مگر سمندر

اسے باہر پھینک دے گا۔ وہ پھر زمین میں بھاگتا پھرے گا اسے کہیں ٹھکانہ نہیں ملے گا۔ بالآخر وہ دنیا کے درمیان حضرت آدم علیہ السلام کی قبر پر کھڑا ہو جائے گا اور کہے گا۔ اے آدم! میں تیری وجہ سے ملعون بنا۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ تو پیدا نہ ہوتا۔ پھر شیطان عزرائیل سے کہے گا کہ تو کس طرح کے عذاب میں مبتلا کر کے میری جان نکالنا چاہتا ہے۔ عزرائیل علیہ السلام کہے گا کہ دوزخیوں کے عذاب کی طرح اور اہلِ سقر کے پیالہ سے تیری روح قبض کروں گا۔ اس وقت شیطان مٹی میں لوٹ پوٹ ہو رہا ہوگا اور مشرق سے مغرب کی جانب اور مغرب سے مشرق کی جانب بھاگے گا۔ حتیٰ کہ جب اس جگہ پہنچے گا جہاں وہ ملعون ہو کر اترا تھا۔ وہاں زبانیہ فرشتوں نے کنڈیاں نصب کر رکھی ہوں گی۔ زمین انگارے کی طرح دہک رہی ہوگی اور یہ فرشتے اسے گھیر لیں گے۔ اور کنڈیوں سے اسے نوکیں چبھائیں گے۔ جب تک اللہ عزوجل چاہے گا وہ اسے عذاب و عتاب میں رکھے گا۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام سے کہا جائے گا کہ ذرا اپنے دشمن کی حالت دیکھئے اور دیکھئے کہ کس عذاب کی سختی کے ساتھ موت کا مزا چکھ رہا ہے۔ جب یہ شیطان کو دیئے گئے عذاب اور موت کو دیکھیں گے تو دونوں عرض کریں گے۔ اے ہمارے پروردگار! آپ نے ہم پر اپنی نعمت پوری کر دی۔

حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ایک روز میں اپنی اس مجلس میں بیٹھا تھا جس میں ہم جہاد کی تیاری کے لیے مشورہ کر رہے تھے۔ میں نے اپنے دوستوں کو حکم دیا کہ وہ سوموار کے روز صبح تیار رہیں۔ اسی دوران ہماری مجلس میں بیٹھے ایک شخص نے قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیۂ کریمہ تلاوت کی:۔

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ	بیشک اللہ عزوجل نے مومنوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو بہشت کے عوض خرید لیا ہے۔

یہ سن کر ایک لڑکا جس کی عمر پندرہ سال تھی کھڑا ہو گیا۔ اس کا والد رحلت کر گیا تھا اور کثیر مال ترکہ میں چھوڑ گیا تھا۔ اس نے کہا: اے عبدالواحد! کیا واقعی اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ عزّ اسمہٗ نے مومنوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو جنت کے عوض خرید لیا ہے۔ میں نے کہا ہاں! اے میرے دوست۔ لڑکا کہنے لگا میں تجھے گواہ بناتا ہوں اے عبدالواحد! کہ میں نے اپنی جان اور مال جنت کے عوض

میں فروخت کر دی ہے۔ میں نے اس سے کہا تلوار کی کاٹ اس سے بھی زیادہ سخت ہے۔ تُو ابھی بچہ ہے اور ڈرتا ہوں کہ تجھ سے صبر نہ ہو سکے گا۔ اور اس سودے سے عاجز آ جائے گا۔ مگر اس نے مجھے کہا۔ اے عبدالواحد! میں نے اللہ عزوجل کے ساتھ بہشت کا سودا کیا ہے پھر کیسے عاجز آ جاؤں گا۔ پھر تجھے شاہد بناتا ہوں کہ میں نے اپنے آپ کو اللہ عزوجل کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے۔ عبدالواحد کا کہنا ہے کہ ہم خود میں شرم محسوس کرنے لگے۔ اور ہم نے کہا اس بچے نے جو کچھ کیا ہے وہ ہم سے نہ ہو سکا۔ چنانچہ اس بچے نے ایک گھوڑا اور کچھ زادِ راہ رکھ کر باقی سب کچھ صدقہ کر دیا۔ جب روانگی کا دن آیا تو سب سے قبل وہی لڑکا ہمارے ہاں آیا اور کہنے لگا: السلام علیکم اے عبدالواحد! میں نے سلام کا جواب دیا اور کہا تمہیں یہ سودا فائدہ دے گا۔ ہم جب روانہ ہوئے تو وہ بھی ہمارے ہمراہ چلا۔ دن کے وقت روزہ دار ہوتا تھا اور شب کو کھڑا ہو کر ہماری خدمت بجا لاتا۔ ہمارے جانوروں کو چراتا اور ہماری محافظت کرتا جب ہم سوئے ہوئے ہوتے تھے۔ جب ہم سرزمینِ رُوم میں پہنچے تو ایک روز بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک نوجوان کو آتے ہوئے دیکھا جو کہہ رہا تھا ہائے میری مرضیہ آنکھوں کے شوق میرے دوستوں نے کہا اس لڑکے کو وسوسہ ہو گیا ہے یا پھر اس کا دماغ اچاٹ ہو گیا ہے۔ جب وہ قریب آیا تو کہا "اے عبدالواحد! اب میں مزید صبر نہیں کر سکتا۔ مجھے عینائے مرضیہ کا شوق ہو گیا ہے"۔ میں نے پوچھا "دوست یہ عینائے مرضیہ کیا ہے؟" جواب دیا میں سو رہا تھا کہ ایک آدمی خواب میں میرے پاس آیا اور کہنے لگا میرے ساتھ عینائے مرضیہ کی جانب چلو۔ وہ چند لمحوں میں مجھے ایک باغ میں لے گیا جس میں صاف شفاف تازے پانی کی ایک نہر تھی جس کے کنارے حسین ترین زیور پہنے کچھ لڑکیاں کھڑی تھیں۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو بہت خوش ہوئیں اور کہنے لگیں کہ یہ عینائے مرضیہ کا خاوند ہے۔ میں نے سلام کے بعد ان سے دریافت کیا کہ تم میں سے عینائے مرضیہ کون ہے؟ انہوں نے کہا وہ یہاں نہیں۔ ہم تو اس کی نوکرانیاں ہیں۔ تم سیدھے چلے جاؤ۔ میں آگے بڑھ گیا تو دیکھا کہ دودھ کی نہر جاری ہے اس کے مزے میں کوئی فرق نہیں ہے اور یہ نہر ایک ایسے باغ میں بہہ رہی تھی جس میں ہر قسم کا جمال موجود تھا۔ وہاں سے میں نے ایسی حسین و جمیل لڑکیاں دیکھیں کہ آدمی فتنہ میں مبتلا ہو جائیں۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو خوش ہو کر کہنے لگیں۔ واللہ، یہ ہے عینائے مرضیہ کا خاوند۔ میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور دریافت کیا کہ

عینائے مرضیہ تم میں ہے ؟ انہوں نے کہا اے اللہ عزوجل کے دوست ! ہم تو اس کی نوکرانیاں ہیں۔ آپ سیدھا آگے چلے جائیں۔ میں آگے بڑھا اور شراب طہور کی نہر جاری تھی اور اس کے کنارے ایسی خوب صورت ترین لڑکیاں دیکھیں کہ پہلے والی لڑکیاں بھول گئیں۔ میں نے سلام کر کے پھر ان سے دریافت کیا کہ عینائے مرضیہ تم میں ہے۔ کہنے لگیں نہیں، ہم تو اس کی نوکرانیاں ہیں۔ آپ سیدھے چلے جائیں۔ میں ایک دوسری نہر پر پہنچا جس میں شہد جاری تھا۔ اور وہاں اس قدر حسین وجمیل لڑکیاں تھیں کہ میں پہلے والی سب لڑکیوں کو بھول گیا۔ میں نے سلام کے بعد ان سے عینائے مرضیہ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا۔ ہم تو اس کی نوکرانیاں ہیں آپ سیدھے چلے جائیں۔ پھر میں ایک خیمے کے پاس پہنچا جو موتیوں سے جڑا ہوا تھا۔ اس کے دروازے پر ایک لڑکی تھی جس کی تعریف ناممکن ہے۔ پس اس نے مجھے دیکھا اور خوشی کا اظہار کیا اور کہا اے عینائے مرضیہ یہ۔ ہا تیرا شوہر پھر میں آگے بڑھا اور خیمے میں داخل ہو گیا۔ وہ ایک ایسے تخت پر بیٹھی تھی جو سنہری تھا اور جس پر یاقوت اور موتیوں کا جڑھاؤ کیا ہوا تھا۔ جب میں نے اسے دیکھا تو بس اسی میں ڈوب گیا۔ اس نے مرحبا کہا۔ اے خلیل اللہ اب تیری آمد کا وقت قریب آگیا ہے۔ میں اس سے معانقہ کے لیے آگے بڑھا تو اس نے رک جانے کے لیے کہا۔ کہ ابھی معانقہ نہیں ہو سکتا کیونکہ ابھی دنیا کی زندگی کی روح تجھ میں باقی ہے۔ پس آج انشاء اللہ تو کھانا ہمارے ساتھ کھائے گا۔ اے عبدالوحد ! پھر میں بیدار ہو گیا اور صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ عبدالواحد نے کہا ابھی ہماری گفتگو ختم نہ ہوئی تھی کہ دشمن نے ہمیں جنگ کے لیے للکارا اور ہم نے اس پر حملہ کر دیا۔ اور اس لڑکے نے بھی حملہ کرنے میں حصہ لیا۔ میں نے شمار کیا کہ اس لڑکے نے دشمن کے نو آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور پھر وہ خود بھی جامِ شہادت نوش فرما گیا۔ میں اس کے قریب سے گذرا تو دیکھا کہ وہ اپنے خون میں لبریز ہے۔ پھر اس نے زور سے ہنسی کی اور واصل بحق ہو گیا۔

یزید بن خوشب نے اپنے باپ سے بیان کیا کہ حضور تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر جریج راہب فقیہہ ہوتا تو یہ جانتا ہوتا کہ والدہ کے بلانے پر جواب دینا عبادت الٰہی سے افضل ہے راوی کا قول ہے کہ میں نے کسی سے جریج راہب کا قصہ سنا ہے کہ وہ بنی اسرائیل میں نامی راہب تھا وہ

وہ اپنے گرجے میں اللہ رب العزت وتبارک وتعالیٰ کی عبادت میں مشغول تھا کہ اس روز اس کی والدہ آئی اور اسے آواز دی۔ مگر وہ نماز میں مصروف رہا اور جواب نہ دیا۔ والدہ نے کہا کہ اللہ عزوجل کرے کہ تجھے کسی زانیہ عورت سے واسطہ پڑے۔ اسی گاؤں میں ایک عورت رہتی تھی۔ وہ کسی کام سے گھر سے نکلی تو ایک چرواہے نے اسے پکڑ لیا۔ اور جریج کے گرجا کے پاس لے جا کر جماع کیا۔ عورت حاملہ ہوگئی۔ اس گاؤں میں زنا بہت برا فعل سمجھا جاتا تھا چنانچہ گاؤں میں اس عورت کا معاملہ کھل گیا۔ جب وضع حمل ہوا تو بادشاہ کو اطلاع ملی کہ عورت نے ناجائز بچہ جنا ہے۔ بادشاہ نے بلا کر اس سے پوچھا کہ یہ بچہ کس کا ہے۔ عورت نے جریج کا نام لیا کہ جریج نے مجھ سے زنا کیا تھا۔ بادشاہ نے اپنے ہرکارے اس کے پاس بھیجے تو جریج نماز میں مصروف تھا۔ جریج کو بلوایا گیا۔ جب اس نے جواب نہ دیا تو وہ لوگ ہتھیار لے کر آئے اور اس کا عبادتخانہ تہس نہس کر دیا اور اس کی گردن میں رسی ڈال کر اسے بادشاہ کے پاس لے آئے۔ بادشاہ نے اس سے کہا کہ خود کو عابد کہتا ہے اور لوگوں کی عزت وناموس کو برباد کرتا ہے اور زنا کرتا ہے۔ جریج نے کہا میں نے کیا کیا ہے۔ بادشاہ نے کہا تو نے فلاں عورت کے ساتھ زنا کیا ہے۔ جریج نے انکار کیا مگر اس کی سچائی پر پانی پھر گیا۔ اس نے قسم کھائی مگر لوگوں نے قسم کو بھی جھٹلا دیا۔ جریج نے کہا مجھے میری والدہ کے پاس لے جائیے۔ وہ اسے ماں کے پاس لے گئے۔ جریج نے کہا اے میری والدہ تو نے میرے حق میں بارگاہِ الٰہی میں بددعا کی تھی اور اللہ نے تیری بددعا قبول کرلی۔ اور اب اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے اس عذاب سے نجات بخشے۔ اس کی والدہ نے دعا کی۔ اے اللہ العالمین! اگر تو نے جریج کی گرفت میری بددعا پر کی ہے تو پھر دعا کرتی ہوں کہ اسے نجات دے۔ پھر جریج بادشاہ کے پاس واپس آگیا اور کہا کہ وہ عورت اور اس کا بچہ کہاں ہے؟ چنانچہ عورت اور اس کا بچہ لایا گیا۔ اور اس سے دوبارہ پوچھا گیا تو اس نے کہا ہاں یہی ہے وہ جس نے مجھ سے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ پس جریج نے بچے کے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ اس اللہ کے واسطے جس نے تجھے پیدا کیا ہے مجھے بتا کہ تیرا والد کون ہے؟ اس بچے نے بحکمِ الٰہی کہا کہ فلاں چرواہا میرا والد ہے۔ جب عورت نے یہ سنا تو اس نے بھی یہ تسلیم کر لیا اور کہا کہ درحقیقت اس نے سچ کہا ہے۔ میں نے ہی دروغ گوئی کی تھی۔ اور فلاں چرواہے نے میرے ساتھ جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ دوسری روائت میں ہے کہ عورت ابھی حاملہ تھی اور جریج نے اس

سے کہا کہ تیرے ساتھ یہ جرم کہاں کیا گیا تھا۔ عورت نے کہا کہ تیرے درخت کے نیچے جو تیرے گرجا کے نیچے ہے۔ جریج نے کہا اس درخت کے پاس چلیے۔ پھر اس درخت سے کہا کہ اپنے خالق کے نام پر مجھے بتا دیجئے کہ اس عورت سے کس نے زنا کیا ہے؟ تو درخت کی ہر ہر شاخ نے جواب دیا کہ چرواہے نے۔ پھر اس نے اس عورت کے شکم پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ اے لڑکے تیرا باپ کون ہے؟ تو بچے نے پیٹ کے اندر سے پکار کر کہا کہ بھیڑوں کا چرواہا۔ چنانچہ بادشاہ نے جریج راہب سے معافی مانگی اور کہا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں تیرا گرجا سونے سے بنوا دوں۔ جریج نے کہا نہیں، البتہ مٹی کا بنوا دیجئے جس طرح کا پہلے بنا ہوا تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ مہاجر بن مجاہد نے بیان کیا کہ دودھ پیتے وقت بات کرنے والے چار بچے ہوئے ہیں۔

پہلا بچہ:۔ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام۔

دوسرا بچہ:۔ خندق والا۔

تیسرا بچہ:۔ جریج راہب والا۔

چوتھا بچہ:۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے شہادت دینے والا۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے۔

وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَصَلٰوتُهٗ وَسَلَامُهٗ عَلٰى اَشْرَفِ الْمُرْسَلِيْنَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔ اٰمِيْنَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ایک یہودی شام میں رہتا تھا۔ وہ ہفتہ کے روز تورات کی تلاوت کرتا تھا۔ ایک دفعہ اس نے تورات کھولی تو اس میں چار مقامات پر حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی تعریف و توصیف دیکھی۔ یہودی نے اس جگہ کو کاٹ کر جلا دیا۔ پھر دوسرے ہفتے تورات کھولی تو آٹھ جگہ پر حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور وصف کا ذکر پایا۔ اس نے یہاں سے بھی کاٹ کر جلا دیا۔ پھر تیسرے ہفتے تورات کھولی تو بارہ جگہ یہی تذکرہ موجود پایا۔ یہودی سوچنے لگا اگر میں اسی طرح کرتا رہا تو تمام کی تمام تورات اس تذکرہ

سے پُر ہو جائے گی۔ وہ اپنے رفقا سے دریافت کرنے لگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ایک جھوٹا شخص (معاذ اللہ) ہے بہتر ہے کہ تو اسے نہ دیکھے، نہ ہی وہ تمہیں دیکھے۔ یہودی نے کہا موسیٰ علیہ السلام کی تورات کی قسم مجھے اس کی زیارت سے نہیں روکنا چاہیئے۔ ساتھیوں نے زیارت کے لیے اجازت دے دی۔ یہ اپنی سواری پر سوار ہوا اور شب و روز منزل بمنزل چلتا رہا۔ مدینہ طیبہ کے قریب پہنچا تو سب سے پہلے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے اس کی ملاقات ہوئی۔ بہت حسین و جمیل دیکھ کر گمان کیا کہ یہی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ حالانکہ آپ نے اس سے تین دن پہلے وصال فرمایا تھا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اس کی بات سن کر رو دیا۔ اور کہنے لگے میں آپ کا خادم اور غلام ہوں۔ اس نے کہا پھر آپ کہاں ہیں۔ اب سلمان نے خیال کیا کہ اگر وصال کی خبر سنائی تو واپس چلا جائے گا۔ اگر یہ کہا موجود ہیں تو دروغ گوئی ہوگی۔ بالآخر کہا کہ میں تمہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے پاس لے جاتا ہوں۔ مسجد میں آئے تو تمام صحابہ غم کی تصویر بنے ہوئے تھے۔ یہودی یہ سمجھا کہ ان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ہوں گے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ کا کلمہ کہا جس سے تمام صحابہ کرام میں کہرام سا مچ گیا اور سب نے آہ و بکا شروع کر دی اور اس سے دریافت کیا کہ تو کون ہے جس نے ہمارا زخم تازہ کر دیا۔ کوئی اجنبی شخص معلوم ہوتا ہے شاید تو جانتا ہے کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم تین روز پہلے وصال فرما چکے ہیں۔ وہ یہودی یہ سن کر چیخ و پکار کرنے لگا۔ ہائے میرا غم، ہائے میرے سفر کی ناکامی۔ اے کاش میری ماں مجھے نہ جنتی اگر جن ہی دیا تھا تو میں تورات میں نہ پڑھتا، اور اگر وہ بھی پڑھی تھی تو کاش آپ کی تعریف و توصیف پر نظر نہ پڑتی، اور اگر ایسا بھی ہو گیا تھا تو میں آپ کی زیارت ہی کر لیتا۔ پھر کہا کیا یہاں علی موجود ہیں؟ جو مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف اور حلیہ مبارک سے متعارف کرائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور فرمایا۔ میرا نام علی ہے۔ اور کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بہت زیادہ لمبے تھے اور نہ ہی چھوٹا قد تھے۔ سر مبارک گول تھا۔ پیشانی مبارک کشادہ تھی اور آنکھیں بڑی اور سیاہ تھیں۔ پلکیں لمبی اور سیاہ تھیں۔ جب آپ تبسم فرماتے تھے تو دندان مبارک سے روشنی ظاہر ہوتی تھیں۔ سینے سے لے کر ناف تک بالوں کی ایک لکیر تھی۔ ہتھیلیاں گوشت سے پُر تھیں، قدمین شریفین چوڑے تھے۔ کندھوں کی ہڈیاں چوڑی تھیں۔ یہودی کہنے لگا

اے علی! تو نے بالکل سچ کہا۔ تورات میں بعینہٖ ایسے ہی لکھا ہوا ہے۔ کیا آپ کا کوئی کپڑا ہے؟ میں اسے سونگھنا چاہتا ہوں۔ جواب دیا۔ ہاں! پھر کہا اے سلمان! حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جائیے اور کہئے کہ آپ اپنے ابا حضور کا جُبّہ مبارک میرے پاس بھیج دیجئے۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے در اقدس پر جاکر آواز دی تو حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا کہ یتیموں کے دروازے پر کس نے دستک دی ہے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہٗ نے عرض کی۔ میں سلمان ہوں۔ اور پھر حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا پیغام پہنچایا۔ حضرت سیدہ زہراء رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا میرے ابا حضور کا جبہ کون پہنے گا؟ اس پر سلمان فارسی نے تمام واقعہ بیان کیا۔ یہ سن کر آپ نے جُبّہ مبارک نکالا جو سات جگہوں پر کھجور کے پتوں کے ریشوں سے پیوند لگا تھا حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہٗ نے لے کر جبہ مبارک کو سونگھا۔ پھر دوسرے صحابہ کرام نے سُونگھا اور کہا کس قدر اچھی خوشبو ہے۔ اس کے بعد وہ حضور سید العالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین رحمۃ اللعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم کی تُربت پاک پر پہنچا اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر گویا ہوا۔ اے الٰہ العالمین! میں شاہد ہوں کہ تو واحد، احد۔ فرد اور بے نیاز ہے اور صاحبِ تُربت تیرے محبوب اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ اور اس پر ایمان لاتا ہوں۔ اے اللہ! اگر میرا اسلام تیری بارگاہِ اقدس میں قبول ہے تو ابھی میری رُوح قبض کیجئے۔ یہ کہا اور وہیں روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہٗ نے اسے غسل دیا اور پھر اسے جنت البقیع میں دفن کرا دیا۔ رحم اللہ تعالی وحشرنا فی زمرۃ الصالحین۔ آمین۔ یعنی اللہ عزوجل اس پر مہربانی فرمائے اور ہمیں اپنے نیک بندوں میں اٹھائے۔ اے اللہ! ایسا ہی کر۔

باب ۹۳

دُعا اور تسبیحات کا اظہار

حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جو شخص بیس آیات کریمہ پڑھا کرے میں اس کا ضامن ہوں کہ وہ ہر سرکش شیطان، ظالم بادشاہ، تعدی کرنے والے چور اور ضرر رساں درندے کے شر سے محفوظ رہے گا۔ آیت الکرسی۔ سورۂ اعراف کی تین آیات سورۃ صافات کی ابتدائی دس آیات۔ سورہ رحمٰن کی یَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ سے لے کر فَلَا تَنْتَصِرَان تک تین آیات اور سورۂ حشر کی آخری ھُوَ اللہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَہ سے اخیر تک۔

اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ سبحانہٗ کے کمال فضل وکرم سے کتاب تنبیہ الغافلین کا اردو ترجمہ ۳۱ دسمبر ۱۰ رمضان المبارک بروز جمعرات ۱۹۹۸ء کو مکمل ہوا۔ وما توفیقی الا باللہ۔

الفقیر ابوالطیب محمد شریف عارف نوری نقشبندی قادری (میرودوری) حال فاروق آباد منڈی محلہ گورونانک پورہ تحصیل وضلع شیخوپورہ۔

SHAHBAZ PUBLISHERS LAHORE
ہماری کتابیں
معیاری کتابیں
S P
شہباز پبلشرز
توحید پارک امامیہ کالونی
شاہدرہ لاہور